www.KitaboSunnat.com

تاریخ ابنِ خلدون

رسول اور خلفاء رسولؐ

خلافت معاویہ و آلِ مروان

تصنیف:

رئیس المؤرخین علّامہ عبدُالرحمٰن ابنِ خلدونؒ

(۷۳۲-۸۰۸)

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

وَكَأَيِّن مِّن آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ

تاریخ ابن خلدون

حصہ اوّل

رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قبل ولادت باسعادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ۴۰ھ تک کے حوادث و واقعات، سیرت طیبہ کے مبارک حالات، خلفائے راشدینؓ کی تابناک زندگیاں، مسلمانوں کے کارنامے اور اس عہد زرّین کے واقعات پوری تفصیل و توضیح کیساتھ۔

سہیل سکینہ
حیدر آباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸۔C1

تصنیف: رئیس المؤرخین علّامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدونؒ (۷۳۲-۸۰۸)
◉ ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی ◉ ترتیب و تبویب: شبّیر حسین قریشی ایم اے

نفیس اکیڈیمی اردو بازار کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب العبد و دیوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوك التریعنی علّامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ

کے

اردو ترجمہ کے جُملہ حقوق قانُونی اشاعت وطباعت دائمی
تصحیح وترتیب وتبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری

مالک نفیس اکیڈیمی۔اُردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ـــــــ تاریخ ابن خلدُون
مصنف: ـــــــ رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون
ناشر: ـــــــ نفیس اکیڈیمی اُردو بازار کراچی
طبع: ـــــــ جدید کمپیوٹرائیڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: ـــــــ آفسٹ

نفیس اکیڈیمی اُردو بازار کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نگاہ اوّلیں

(از چوہدری محمد سلیم اقبال گاہندری)

تاریخ ایک ایسا فن ہے کہ اسے بطور فن مسلمانوں نے ہی مدون کیا ہے اسلام سے پہلے کے واقعات افسانے تو کہے جا سکتے ہیں لیکن انہیں کسی طرح تاریخ نہیں کہا جا سکتا ان قصوں اور افسانوں کی مدد سے جو تاریخیں بعد کو لکھی گئیں وہ خالص تاریخی اعتبار سے نہ مربوط نظر آتی ہیں اور نہ ان میں کوئی باقاعدہ تسلسل ملتا ہے۔

یہ فخر صرف مسلمانوں کو ہی حاصل ہے کہ انہوں نے حوادثِ عالم کو منطقی ترتیب اور تاریخی تسلسل کے ساتھ پیش کیا۔ ان قابلِ فخر مؤرخین میں رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون کو سب سے بلند امتیازی مقام حاصل ہے نہ صرف مسلمانوں کے نزدیک بلکہ ساری دنیا کی نظر میں وہ سب سے بڑے مؤرخ اور فلسفۂ تاریخ کے سب سے بڑے ماہر مانے جاتے ہیں اور ہر وہ شخص جو ان کی معرکۃ الآرا تاریخ کا بہ نظر غائر مطالعہ کرتا ہے، وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ علامہ ابنِ خلدون نہ صرف اپنے وقت کے سب سے بڑے مؤرخ تھے۔ بلکہ وہ ایک امام المؤرخین ہیں کہ آئندہ پیدا ہونے والے مؤرخین چاہے وہ دنیا کے کسی ملک و ملت میں پیدا ہوئے ہوں اس امام کے مقتدی اور اس استاد تاریخ کے شاگرد کا درجہ رکھتے ہیں۔ علامہ ابنِ خلدون صرف واقعات کی کھتونی نہیں کرتے بلکہ انسانی اجتماع کے ہر رُخ پر ناقدانہ اور فلسفیانہ نظر ڈالتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی تاریخ اور اس کے بے مثال مقدمہ تاریخ سے بہت سے اجتماعی علوم پیدا ہوئے عمرانیات کو اُنہوں نے ایک فن بنا دیا، سیاسیات کے لئے کلیات وضع کئے، اقتصادِ سیاسی کے جدید فن کی بنیاد رکھی، تعلیم و تربیت کے لئے بہترین نظریات پیش کئے غرض یہ کہ اپنی وسیع تاریخ کے ذریعہ علامہ ابنِ خلدون نے سارے ہی اجتماعی علوم کی بے نظیر خدمات انجام دی اور ایک لاجواب خزینہ علم و فن کا پیدا کر دیا۔ ابنِ خلدون کی یہ تاریخ عربی زبان میں اور متعدد ضخیم جلدوں میں ہے اس تاریخ کا مقدمہ تاریخ اپنے گراں بہا مضامین کی بنا پر ایک مستقل کتاب شمار کیا جاتا ہے۔ بلکہ اپنی شہرت و مقبولیت کی وجہ سے یہ مقام رکھتا ہے کہ اگر کسی زبان میں صرف مقدمہ کہا جائے اور کوئی اضافت اس کے ساتھ نہ ہو تو ابنِ خلدون کی تاریخ کا مقدمہ ہی اس سے سمجھا جاتا ہے۔

اردو زبان میں اس مقدمہ کے متعدد ترجمے ضخیم جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں اصل کتاب تاریخ کا ترجمہ بہت دن ہوئے مرحوم حکیم احمد حسین الہ آبادی نے کیا تھا ترجمہ پوری کتاب کا نہ ہو سکا تھا، آخری جلد کا ترجمہ باقی تھا کہ کام رُک گیا اور رکا تو گویا ہمیشہ ہی کے لئے بند ہو گیا جو حصے چھپے تھے وہ بھی کمیاب اور پھر نایاب ہو گئے شائقین فن کے لئے ان کا حاصل کرنا ہی ممکن نہ رہا۔

دو تین سال ہوئے کہ لاہور سے جلد اوّل کا ترجمہ جناب ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب کے نام سے شائع ہوا، پھر ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بار اُمید بندھی کہ یہ کتاب اردو میں چھپ جائے گی اس کے بعد یہ ہوا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کی علمی مصروفیتوں نے اس کی اجازت نہ دی اور کام جلد اوّل سے آگے نہ بڑھ سکا۔

نفیس اکیڈیمی علمی کتابوں کی اشاعت میں اپنا ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ اس کے لئے آپ ہماری مطبوعات کی فہرست پر ایک نظر ڈال کر ہماری خدمات کا اندازہ لگا سکتے ہیں ہم نے بڑی کاوش اور تلاش کے بعد حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم کا ترجمہ حاصل کیا اور ارادہ کر لیا کہ اس کتاب کو شائع کیا جائے اس سلسلہ میں سب سے پہلا کام اردو ترجمہ کی نظر ثانی اس کی تبویب اور ذیلی عنوانات کی تحریر کا کام تھا ہم شکر گزار ہیں جناب مولوی شبیر حسین صاحب قریشی ایم۔اے لیکچرار اردو کالج کراچی کے انہوں نے بڑی محنت اور عالمانہ قابلیت کے ساتھ یہ خدمت انجام دی اور بڑے حسن و خوبی کے ساتھ انجام دی۔

اس اشاعت میں اس ترجمہ کو نو جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

تاریخ ابن خلدون قبل از اسلام:

تاریخ الانبیاء حصہ اوّل:

تاریخ الانبیاء حصہ دوم:

پہلا حصہ: رسولؐ اور خلفائے رسولؐ

دوسرا حصہ: خلافت معاویہؓ اور آلِ مروان

تیسرا حصہ: خلافت بنو عباس

چوتھا حصہ: خلافت بنو عباس

پانچواں حصہ: امیرانِ اندلس اور خلفائے مصر

چھٹا حصہ: غزنوی اور غوری سلاطین

ساتواں حصہ سلجوقی اور خوارزم شاہی سلاطین

ان میں ساتویں حصہ یعنی سلجوقی اور خوارزم شاہی سلاطین کا ترجمہ تو حکیم احمد حسین الہ آبادی مرحوم کا موجود ہے بقیہ حصہ کے ترجمہ کی تکلیف جناب مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی ندوی کو دی گئی جو نہ صرف مسلّمہ قابلیت اور وسیع مطالعہ رکھتے ہیں بلکہ تاریخ اسلام کے بہت بڑے ماہر ہیں۔

ہم شکر ادا کرتے ہیں اُس خدائے بے نیاز کا جو اپنے ادنیٰ بندے سے بڑے سے بڑا کام لے سکتا ہے کہ اس نے ہم کو اپنی توفیق و کرم سے ہمیں اس قابل بنایا کہ دنیا کی سب سے مشہور و معروف کتاب تاریخ کو اعلیٰ درجہ کی کتابت اور طباعت کے بعد تمام صوری اور معنوی خوبیوں کے ساتھ اہل علم کی خدمت میں پیش کر سکیں۔

وما توفیقی الا باللّٰہ

نوٹ: الحمدللہ تاریخ ابن خلدون عربی سے اردو زبان میں مکمل سولہ جلدوں میں شائع ہو گئی ہے۔ [ادارہ]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

از علامہ عبدالقدوس ہاشمی

نحمد اللّٰہ الذی لا الٰہ الاّ ھو و نصلی علی عبدہٗ و رسولہ الذی لا نبی بعدہ و علی کل من اتبعہ من الصحابۃ و من بعدھم الی یوم القیامۃ

اس دنیا پر ذرا غور کیجئے تو صاف نظر آتا ہے کہ یہاں کی ہر چیز میں ہر لحہ تغیر ہوتا رہتا ہے' چاہے وہ گل تر ہو یا خار خشک' چاہے وہ ریشم ہو یا فولاد' تغیر و تبدل سے آزادی کسے نصیب ہے غرض یہ کہ ؎

ہر گھڑی منقلب زمانہ ہے
یہی دُنیا کا کارخانہ ہے

ذرا اور زیادہ غور و فکر کریں تو یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ تغیرات جو نہ صرف اجرام و اجسام میں رونما ہوتے ہیں' بلکہ افکار میں' انسانی اجتماع میں' قوموں کے عروج و زوال میں' سب ہی جگہ ہوا کرتے ہیں۔ بڑی باقاعدگی کے ساتھ سے ایک کلی قانون کے ماتحت ہوتے رہتے ہیں۔ بڑی بڑی سلطنتیں قائم ہوتی ہیں جاہ و جلال کے نقطہ کمال پر پہنچ جاتی ہیں اس کے بعد زوال آ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ بے نام و نشان ہو جاتی ہیں' یہی حال صنائع' تجارت اور علوم کے میدانوں میں دکھائی دیتا ہے اور یہ بھی نظر آتا ہے کہ ہر عروج کے وقت ایک خاص صورت حال پیدا ہوتی ہے اور زوال کے وقت بالکل دوسری قسم کے حالات رونما ہوتے ہیں تحریکات پیدا ہوتی ہیں اور بڑھتے بڑھتے ایک عظیم الشان قوت بن جاتی ہیں پھر تغیر پیدا ہوتا ہے اس تحریک کو چلانے والے سست پڑنے لگتے ہیں انفرادی مفادات کو اجتماعی مفادات سے زیادہ اہمیت حاصل ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ تحریک بے روح ہو جاتی ہے اور یہ سب کچھ ایک کلی قانون کے بموجب ہوتا ہے۔

دنیا میں اسباب و علل کا ایک باقاعدہ نظام قائم ہے ہر حادثہ کسی پچھلے حادثہ کا اثر معلوم ہوتا ہے اور ہر واقعہ آئندہ کے سلسلۂ واقعات پر اثر انداز دکھائی دیتا ہے۔

یہ ان کلی قوانین کے بموجب حوادث و واقعات رونما ہوتے ہیں' اگر ہم سنت اللہ فی الارض کہیں تو یہ صحیح ترین تعبیر ہو گی۔ اسی سنت اللہ فی الارض کو حوادث و واقعات کی تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کا نام علم تاریخ ہے۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ کن وجوہ و اسباب کی بناء پر ایک قوم ترقی کرتی ہے اور کس قسم کی کمزوریوں اور نقائص کے بعد کوئی قوم مکبت اور زبوں حالی میں گرفتار ہو جاتی ہے' ماضی پر گہری اور تفصیلی نظر ڈال کر ہم اپنے لئے آئندہ کا لائحہ عمل بنا سکتے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ ان غلطیوں سے بچنے کی سعی کر سکتے ہیں جن کا نتیجہ تباہی و بربادی کی شکل میں ظاہر ہوتا رہا ہے اور ان خوبیوں کے پیدا کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں جن سے کسی قوم کی سربلندی حاصل ہوئی ہے۔

چونکہ تاریخ ہی کے ذریعہ ہمیں سنت اللہ فی الارض سے واقفیت حاصل ہوتی ہے اور یہ واقفیت ہمارے افکار و اعمال پر اثر انداز ہوتی ہے اس لئے خدائے بزرگ و برتر نے اپنی مقدس کتاب قرآن حکیم میں لوگوں کو تاریخی واقعات کی طرف بار بار متوجہ کیا ہے' اور بار بار تاکید فرمائی ہے کہ حق کی تکذیب کرنے والوں کا کیا حال ہوا اس پر غور کرو' اور حق کو قبول کرنے والوں کو کیسی کیسی سربلندیاں نصیب ہوئیں ان کو سمجھو۔

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے اور بہت سے فوائد کے ساتھ ساتھ ایک عظیم الشان فائدہ ہمیں یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ تاریخ اسلام سے ہمارے ارادوں میں استواری اور ہمارے حوصلوں میں بلندی پیدا ہوتی ہے' ہم جب اپنی تاریخ کا کوئی ورق الٹتے ہیں تو مرحوم علامہ اقبال کے یہ شعر ہمارے کانوں میں گونجنے لگتے ہیں ؎

کبھی اے نوجوانِ مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا

اِس سے انکار نہیں ہے کہ تاریخ اسلام میں غلط افکار اور غلط اعمال کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں واماندگیوں اور کمزوریوں کے بہت نمونے بھی دکھائی دیتے ہیں' لیکن ان سب کے باوجود یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ یہ تمام خرابیاں ہمارے یہاں دوسری قوموں سے بہت کم ہیں اور اس کے برخلاف یہ صاف ظاہر ہے کہ ہم نے افکارِ انسانی کو بہت سی نعمتیں عطا کیں' انسانیت کو بحیثیت مجموعی بڑے عظیم الشان فائدے پہنچائے ہیں۔ علوم میں' صنائع میں' فلسفہ میں' عمرانیات میں اور خصوصیت کے ساتھ اجتماعی افکار میں مسلمانوں نے جو فائدہ بنی نوع انسان کو پہنچایا ہے۔ وہ بے مثال ہے۔

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر
کہیں معبود تھے پتھر کہیں مسجود شجر

اور یہی نہیں معبود و مسجود میں غلط نگاہی قائم تھی' کہیں برگزیدہ نسل کا یہودی عقیدہ کام کر رہا تھا اور کہیں نسلی امامت کا برہمنی ایمان' کہیں زردشتیوں کا نسلی دین تھا اور کہیں مسیحیوں کا پیدائشی گنہگار اور کفارہ' بھلا اس طوفانِ غلط نگاہی میں مساواتِ نسلِ انسانی' اخوت عامہ اور انسان کے پیدائشی حقوق کا تصور پیدا ہی کیسے ہوتا یہ احسان ہے اسلام کا کہ اس نے دنیا کو بہتر افکار' مساوات' اور اخوت کے عطا کئے اور بعد کے سیاسی و اجتماعی افکار کی عمارت ان ہی بنیادوں پر قائم کی جا سکی۔ اسی طرح عدل و انصاف میں تمام زریں اصول و افکار وہی ہیں جو اسلام نے دنیا کو عطا کئے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ اسلام کے زریں اصول ہے سرتابی کی بنا پر خود مسلمانوں کو برے دن دیکھنے پڑے اور یہی سنۃ اللّٰہ فی الارض ہے' اللہ تعالیٰ ایسا صانع عالم نہیں ہے کہ اپنی مصنوعات سے بے واسطہ و بے خبر ہو کر بیٹھا رہے' وہ ہمیشہ ان پر نظر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتا ہے' اور اپنی سنت جاریہ کے بموجب تغیر و تبدل کرتا رہتا ہے۔ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے تاریخ اسلام کا بار بار گہری نظر سے مطالعہ ضروری ہے۔

یہ کتاب جو آپ کے سامنے ہے دنیا کے سب سے بڑے مؤرخ علامہ ابوعبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون المتولد ۷۳۲ھ والمتوفی ۸۰۸ھ کی معرکہ آرا تاریخ عالم ہے' ابنِ خلدون دنیا میں وہ پہلا مؤرخ ہے جس نے فن عمرانیات کو ایک مستقل فن بنا دیا۔ جس نے فلسفہ تاریخ کا ایک جدید فن پیدا کیا جس نے تاریخ نویسی کے وہ بے مثال اصول وضع کئے جن پر آج تک دنیا کا ہر مؤرخ عمل پیرا ہے۔

یہ چند سطریں جو تاریخ ابنِ خلدون کے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کی جا رہی ہیں یہ اس کتاب کا مقدمہ نہیں ہیں۔ مقدمہ تو خود علامہ ابنِ خلدون نے تقریباً چھ سو صفحات کی ایک ضخیم جلد میں لکھا ہے اس کا اردو اور دوسری بہت سی زبانوں میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے یہ مقدمہ خود اپنی جگہ پر ایک عدیم النظیر کتاب سمجھا جاتا ہے یہ سطور محض پیش لفظ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس پیش لفظ کے آخر میں علامہ ابنِ خلدون کا مختصر حال درج کر دیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کتاب سے پہلے مصنف سے اچھی طرح واقف ہو جائیں۔

علامہ ابنِ خلدون:

علامہ ابنِ خلدون کا نام عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون الحضرمی ہے یہ تونس میں یکم رمضان المبارک ۷۳۲ھ بمطابق ۲۷ مئی ۱۳۳۲ء چہار شنبہ کے دن پیدا ہوا تھا۔ اس نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں لکھا ہے کہ اس کا نسب نامہ حضرت وائل الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول سے ملتا ہے۔ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جب تونس کا علاقہ ممالک اسلامیہ میں شامل ہوا تو مجاہدین کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک پوتے حضرت خالد بن عثمان بھی بہ نیت جہاد تونس آئے اور یہیں رہ پڑے۔

اہلِ مغرب یعنی تونس و مراکش کے لوگ اپنے لب و لہجہ میں زید کو زیدون' اور بدر کو بدرون کر دیتے ہیں اسی طرح انہوں نے خالد کو بھی خلدون کر دیا۔ ان ہی خالد بن عثمان کی اولاد ابنِ خلدون کے نام سے مشہور ہوئے اور علم و سیاست میں اس خاندان نے بڑی شہرت حاصل کی' تونس مراکش اور اندلس میں ابنِ زیدون' ابنِ بدرون' اور ابنِ خلدون خانوادوں کے خانوادوں سے زیادہ علمی شہرت ابنِ خلدون کے خاندان کے حصہ میں آئی۔

بیس برس کی عمر تک ابنِ خلدون نے اپنے وطن تونس ہی میں رہ کر علوم متداولہ میں کمال حاصل کیا۔ یہ زمانہ سلطان ابوالحسن کا ہے اور اس سلطان کی قدردانیوں نے اس زمانے میں بہت سے جلیل القدر علماء کو تونس میں جمع کر دیا تھا جن سے علامہ ابنِ خلدون نے کسب کمال کیا' خوش قسمتی سے ابنِ خلدون کو محمد بن ابراہیم الابلی اور قاضی عبدالمہیمن جیسے یگانہ روزگار سے استفادہ کا موقع مل گیا۔

ابنِ خلدون نہ صرف ایک بہت بڑا عالم تھا ایک بہت ہی ذہین فقیہہ اور قانون دان تھا بلکہ وہ ایک عظیم الشان سیاسی مبصر بھی تھا۔ اس کا تعلق تمام سلاطین کے ساتھ تھا اور وہ سب بھی اس کے قدردان تھے۔ اس نے کئی بار کامیاب سفارت کی خدمت بھی انجام دی۔ مشیر سلطنت بھی رہا اور قاضی بھی۔ لیکن بالآخر وہ سیاسی زندگی سے اکتا گیا۔ سلطان تلسمان کے پاس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نکل کر قلعہ بنِ سلامہ پہنچ گیا' یہ واقعہ ۷۷۵ھ کا ہے جب کہ اس کی عمر ۴۲ سال ہو چکی تھی۔ اسی قلعہ میں بیٹھ کر اس نے اپنی یہ تاریخ اور اس کا بے مثال مقدمہ لکھا ہے۔

قلعہ ابنِ سلامہ ایک صحرائی قلعہ ہے جو عریف کے شیوخ کی قیام گاہ تھا' شہر سے دور ایک پہاڑی پر واقع ہے ویسے تو اس قلعہ کی کبھی کوئی اہمیت نہ تھی اور نہ آج ہے لیکن اس قلعہ کو یہ فخر ضرور حاصل ہے کہ دنیا کے سب سے بڑے مؤرخ ابنِ خلدون نے یہیں رہ کر اپنی تاریخ لکھی ہے۔

قلعہ ابنِ سلامہ میں وہ بڑے سکون اور اطمینان کے ساتھ چار سال تک مقیم رہا' اور اسی دوران اپنی مشہور تاریخ اور اس کا مقدمہ مرتب کیا۔ اپنی زندگی کی اس حالت کے بارے میں خود لکھتا ہے کہ:

''میں نے تمام دنیا کے بکھیڑوں سے الگ ہو کر اس کتاب کی تالیف و تصنیف کا سلسلہ شروع کیا اور جس نئے اسلوب سے میں نے اس مقدمے کو تکمیل تک پہنچایا وہ اسی گوشہ نشین زندگی کی یادگار ہے''۔

کہا جاتا ہے کہ قلعہ ابنِ سلامہ میں ابنِ خلدون کا داخلہ دار صل اس کی سیاسی زندگی کا خاتمہ تھا۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ سیاست کی جو خدمت اس نے اس قلعہ میں بیٹھ کر انجام دی تھی وہ دنیا بھر میں چل کر سیاسی مناصب کے حاصل کر لینے یا سیاسی تحریکات میں شریک و شامل رہنے سے زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہوئی۔

۱۳۷۸ء میں ۲۶ برس کی جہاں گردی کے بعد جب ابنِ خلدون نے پھر اپنے وطن کو مراجعت کی تو اہل وطن نے اس کا پر جوش خیر مقدم کیا۔ بادشاہ کی توجہ اور اس کے الطاف کی وجہ سے وہ پورے انہماک سے اپنی تاریخ مرتب کرنے میں مصروف ہو گیا۔

اس طرح ابنِ خلدون نے پھر چار سال اپنے وطن میں بسر کئے اور اسی عرصہ میں اپنی بے مثال تاریخ مکمل کی اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ اب اس کی عمر ۵۰ سال کی ہو گئی تھی اس لئے فریضہ حج ادا کرنے کے لئے مضطرب تھا۔

وہ تونس سے چلا لیکن مصر میں جہاں وہ صرف اسباب حج مہیا کرنے کے لئے ٹھہرا تھا۔ پورے ۲۴ برس گذر گئے۔ صورت یہ ہوئی کہ اس کی شہرت اس کے ورود سے پہلے ہی وہاں پہنچ چکی تھی' چنانچہ جیسے ہی وہ قاہرہ پہنچا طلباء اور ارباب علم نے اس کو گھیر لیا' تھوڑے ہی عرصے میں اس کے طریقۂ تدریس اور تفہیم کی سارے ملک میں دھوم مچ گئی۔ خود مصر کا سلطان ملک ظاہر بھی اس کی جانب متوجہ ہوا اور اس نیت سے کہ اس کا مستقل قیام مصر ہی میں رہے اس کے اہل و عیال کو تونس سے بلوایا۔ مگر ان کا جہاز سمندر میں غرق ہو گیا۔

ابنِ خلدون پر اس کا بہت اثر ہوا لیکن اس نے اور زیادہ انہماک سے سلسلہ درس و تدریس جاری رکھا' سلطان ظاہر نے اسے قاضی القضاۃ مقرر کر دیا۔

مصر ہی کے قیام کے زمانہ میں مختصر سے عرصے کے لئے بیت المقدس' بیت اللحم' بیت الخلیل بھی گیا۔ ۱۴۰۰ء میں جب تیمور نے دمشق کا محاصرہ کیا تو سلطانِ مصر نے اپنے بیٹے کو ایک فوج دے کر مدافعت کے لئے بھیجا' ابنِ خلدون بھی اس کے ہمراہ دمشق گیا اور وہاں تیمور سے اس کی ملاقات ہوئی ان تمام واقعات کو اس نے تفصیل کے ساتھ اپنی سوانح میں قلمبند کیا ہے' دمشق کے مرحلے کے بعد وہ قاہرہ آ گیا اور یہیں رمضان ۸۰۱ھ بمطابق فروری ۱۴۰۶ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

حصہ اوّل

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
باب : ۱	۳۱	بعثت	۳۸
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم		معراج کے مختلف آراء	۳۹
زمانہ قبل از اسلام		معراج جسمانی	۴۰
حلفِ فضول	۳۲	قریش میں اسلام	
بت پرستی سے نفرت		اسلام کی خفیہ تبلیغ	۴۲
نبی کے ظہور کی پیش گوئی		سابقین الاوّلین	
دورِ جہالت میں عرب میں مذاہب	۳۳	در پردہ تبلیغ کے زمانہ کے مسلمان	
بت پرست		معجزہ رسولؐ	۴۳
دین حنیف		علانیہ تبلیغ	
لامذہب		بنی ہاشم کو دعوتِ اسلام	
صابئی مذہب		ابوطالب اور وفد قریش	۴۴
یہودی مذہب		مسلمانوں پر مظالم	
عیسوی مذہب		ہجرت حبشہ	
ولادت نبویؐ	۳۴	مسلمانوں کے خلاف کفار کی سرگرمیاں	
سن ولادت میں اختلاف		حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام	۴۵
بچپن کا زمانہ		حضرت عمرؓ کا قبول اسلام	۴۶
شقِ صدر کا واقعہ		عمرؓ! تم اس وقت کس لئے آئے؟	۴۷
رسولِ اکرمؐ کی ابتدائی زندگی	۳۶	بنی ہاشم کا معاشرتی مقاطعہ	۴۸
شام کا سفر		عہد نامہ کا اتلاف و ہجرت حبشہ ثانی	
حضرت خدیجہؓ سے عقد		حضرت خدیجہؓ اور ابوطالب کی وفات	
تعمیرِ کعبہ	۳۷	طائف میں تبلیغ اسلام	۴۹
حجر اسود کا واقعہ		اہل طائف کی ایذا رسانی	
امین کا لقب		ایام حج میں دعوتِ اسلام	۵۰

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
قبائل کی مخالفت	
بیعتِ عقبہ	
یثرب میں اسلام	۵۱
بیعت النساء	۵۲
مدینہ میں اشاعت اسلام	
حضرت اسید بن الحضیر کا قبول اسلام	
حضرت سعد بن معاذ اور اسعد بن زراہ	
بیعتِ عقبہ ثانی	۵۳
انصار کا عہد و پیمان	
بارہ نقیب	
عقبہ ثانیہ کا قریش میں ردِ عمل	۵۴
باب : ۲	
ہجرت	۵۵
ہجرت کا حکم	
مسلمانوں کی ہجرت	
حضرت محمدؐ کے خلاف قریش کا منصوبہ	۵۶
کاشانۂ نبویؐ کا محاصرہ	
غارِ ثور	۵۷
اسماء بنت ابی بکر ذات النطاقین	
مدینہ کا سفر	
اہل مدینہ کا استقبال	۵۸
حضرت علیؓ کی ہجرت	
مسجد قبا کی تاسیس	
ناقۂ رسولؐ	
مسجدِ نبویؐ کی تعمیر	۵۹
میثاقِ مدینہ	
حضرت اسعد کی وفات	۶۳
حضرت عائشہ کی مدینہ میں آمد	

عنوان	صفحہ
مؤاخات (بھائی بندی)	
زکوٰۃ و اذان	۶۴
عبداللہ بن سلام کا قبول اسلام	
غزوہ ابواء ۲ھ	۶۵
غزوہ بواط	
غزوہ عشیرہ	۶۶
مدینہ پر شب خون	
دفاعی تدابیر	
حضرت حمزہؓ کی سیف البحر کو روانگی	
معرکہ سنیۃ المرار	۶۷
کرز بن جابر کا تعاقب	
حضرت عبداللہ بن جحشؓ اور فرمانِ نبویؐ	
حضرت عبداللہ بن جحشؓ کا نخلہ میں قیام	۶۸
سریہ عبداللہ بن جحشؓ	
مال غنیمت کی تقسیم	
قبلہ کی تبدیلی	۶۹
صوم رمضان	
باب : ۳	۷۱
غزوہ بدر ۲ھ	
جنگ بدر کی وجوہات	
مجاہدین کی روانگی	
حضرت محمدؐ کا انصار و مہاجرین سے مشورہ	۷۲
اسلم و عریض کی گرفتاری	
حضرت یسیسؓ اور حضرت ودی	
مشرکینِ مکہ کی آمد	۷۳
ابوجہل کا جنگ پر اصرار	
فتح کی بشارت	۷۴
مقتولین اور اسیران جنگ	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
شہدا جنگِ بدر	۷۵
مجاہدین کی مدینہ کو واپسی	
مالِ غنیمت کی تقسیم میں اختلاف رائے	۷۶
حضرت عبادۃ بن الصامتؓ	
مرتدین کا انجام	
اہلِ مدینہ کو نویدِ فتح	
اسیرانِ جنگ سے حسن سلوک	۷۷
اسیرانِ جنگ کی رہائی	
حضرت عباس کا قبول اسلام	
حضرت خدیجہؓ کا ہار بطور فدیہ	
حضرت زینبؓ کی مدینہ میں آمد	۷۸
مشرکین و مجاہدین کا موازنہ	
غزوہ سویق	
غزوہ بحران ۳ھ	۷۹
کعب بن اشرف کی فتنہ انگیزیاں	
کعب بن اشرف کا قتل	۸۰
یہود کا مدینہ میں خوف و ہراس	
یہودیوں کی عہد شکنی	۸۱
غزوہ بنو قینقاع	۸۲
بنو قینقاع کی جلاوطنی	
سریہ زید بن حارثہؓ	
ابن ابی حقیق کی ریشہ دوانیاں	۸۳
ابن ابی حقیق کا خاتمہ	
باب : ج	۸۴
غزوہ اُحد ۳ھ	
قریش مکہ کی جنگی تیاریاں	
طریقہ جنگ کے بارے میں صحابہؓ میں اختلاف رائے	
مجاہدین کی روانگی	

عنوان	صفحہ
کم سن مجاہدین کی واپسی	۸۵
جنگ احد	
آغاز جنگ	۸۶
حضرت مصعب بن عمیر کی شہادت	
حضرت حنظلہ کی شہادت	
رسولؐ اکرم پر کفار کی یورش	
شہادت رسولؐ کی افواہ	
مجاہدین کا پہاڑی پر اجتماع	۸۷
وحی کا نزول	۸۸
شہدائے جنگِ اُحد	
ابوسفیان کی دعوتِ جنگ	
حضرت حمزہ کی لاش کا مثلہ	
جنگ اُحد کے اسباب	
جبلِ اُحد کے تیراندازوں کو ہدایت	۸۹
رسول اکرمؐ جنگی لباس میں	
مشرکین کی پسپائی	۹۰
مجاہد تیراندازوں کی حکم عدولی	
خالد بن ولید کا حملہ	
رسول اکرمؐ پر کفار کی یلغار	
غزوہ حمراء الاسد	
حضرت اُمِّ عمارہ بنت کعب	۹۱
مجاہدین کا پہاڑ کے ٹیلے پر اجتماع	
ابوسفیان کی لاف زنی	
حضرت عمرؓ اور ابوسفیان	
مشرکین کی مکہ کو مراجعت	۹۲
حضرت سعد بن الربیع کی شہادت	
بحکم الٰہی مثلہ کی ممانعت	
شہداء کی تدفین	۹۳

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
قزمان کی خودکشی	
مخریق کو بہترین یہود کا خطاب	
حرث بن سوید منافق کا انجام	
سورۂ آل عمران	
رجیع کا واقعہ ۴ھ	۹۵
شہادت صحابہؓ	۹۶
بئر معونہ کا واقعہ	
صحابہ کی شہادت	
حلیف مقتولین کا خون بہا	۹۷
رسول اکرمؐ کے قتل کی سازش	
غزوہ بنو نضیر	
بنو نضیر کی جلاوطنی	
غزوہ ذات الرقاع	۹۸
غزوہ بدر موعد	
غزوہ دومۃ الجندل	
باب : ۵	
غزوہ احزاب ۴ھ	۹۹
غزوہ خندق	
جنگ احزاب	
جنگ کی وجوہات	
خندق کی کھدائی	
بنو قریظہ کی بدعہدی	
مدینہ کا محاصرہ	۱۰۰
فریقین میں جھڑپیں	
حضرت نعیم بن مسعود کی حکمت عملی	۱۰۱
بنو قریظہ کا محاصرہ	

عنوان	صفحہ
بنو قریظہ اور قریش میں نفاق	
کفار مکہ کی واپسی	۱۰۲
بنو قریظہ کا محاصرہ	
سردار بنو قریظہ کعب بن اسد	
حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر کی لغزش	۱۰۳
حضرت ابولبابہ کی معافی	
سعد بن معاذ کا فیصلہ	
بنو قریظہ کا انجام	۱۰۴
حضرت سعد بن معاذ کی شہادت	
اہل رجیع کے خون کا قصاص	۱۰۵
غزوۃ الغابہ	
غزوہ بنی مصطلق	
حضرت جویریہ بنت الحرث	۱۰۶
واقعہ افک	۱۰۷
غلط فہمی	
بنو مصطلق کا وفد	
باب : ۶	۱۰۸
صلح حدیبیہ	
مکہ کو روانگی	
بیعت رضوان	۱۱۱
مصالحت کی گفت وشنید	
صلح نامہ حدیبیہ	
ابوجندل بن سہیل کی آمد	
صلح حدیبیہ کے اثرات	۱۱۲
ذوالحلیفہ کا واقعہ	
بدیل بن ورقہ	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
حلیس بن علقمہ کی واپسی	
حضرت خراش بن امیہ سے بدسلوکی	
حضرت عثمانؓ بن عفان کی سفارت	
شہادت عثمان کی افواہ	۱۱۴
صلح کی پیشکش	
صلح نامہ حدیبیہ	
صلح نامہ پر فریقین کے دستخط	۱۱۵
سلاطین کو دعوت اسلام کے خطوط	
مقوقش شاہِ مصر	
ہرقل کے نام خط	۱۱۷
شجاع بن وہب والیٔ دمشق	
شاہ حبش نجاشی کو دعوتِ اسلام	۱۱۸
نجاشی کا قبول اسلام	۱۱۹
حضرت ام حبیبہ	
شاہ فارس کسریٰ کے نام	
فرمانِ نبویؐ	
کسریٰ کا گستاخانہ رویہ	
رسولِ اکرمؐ کی گرفتاری کا حکم	۱۲۰
رسولِ اکرمؐ کا باذان کو پیغام	
باذان کا قبولِ اسلام	۱۲۱
باب : ۷	۱۲۲
غزوہ خیبر ۷ھ	
یہود خیبر	
یہود خیبر سے معاہدہ	
زینب بنت الحرث یہودیہ کا قتل	۱۲۳
مہاجرین حبشہ	
فدک اور وادی القریٰ کی فتح	۱۲۴

عنوان	صفحہ
ادائے عمرہ	
حضرت میمونہ بنت الحرثؓ سے عقد	
حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت خالد بن ولید کا قبول اسلام	۱۲۵
صحابہ کرام کی بغرض جہاد روانگی	
حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا خطبہ جہاد	
حضرت زید بن حارثہؓ کی شہادت	۱۲۶
حضرت جعفرؓ کی شہادت	
حضرت خالد بن ولیدؓ بحیثیت سپہ سالار لشکر	
مجاہدین کی مراجعت	
باب : ۸	۱۲۸
فتح مکہ ۸ھ	
بنوخزاعہ اور بنوبکر کی عداوت	
صلح حدیبیہ کی تنسیخ	
ابوسفیان کی صلح حدیبیہ کی کوشش	
ابوسفیان کی بے نیل ومرام واپسی	۱۲۹
حضرت عاطب کا خفیہ خط	
مزینہ کنود کی گرفتاری	۱۳۰
رسول اللہ ﷺ کی مکہ کو روانگی	
حضرت عباسؓ اور ابوسفیان	
حضرت عمرؓ اور حضرت عباسؓ میں تلخ کلامی	
ابوسفیان کو امان	۱۳۱
ابوسفیانؓ کا قبول اسلام	۱۳۲
ابوسفیان کی عزت افزائی	
اہل مکہ کو امان	
عبدالعزیز بن خطل کا قتل	
عبداللہ بن سعد	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
جویثرت بن نفیل اور مقیس بن صباب کا قتل	
زیارت کعبہ	
اہل مکہ سے خطاب	۱۳۴
بیعت	۱۳۵
صفوان بن امیہ اور ابن الزبیر کو امان	
بت خانہ عزیٰ کا انہدام	۱۳۶
انصار کی تالیف قلوب	
تطہیر کعبہ	
عزیٰ کا انہدام	
بنو ہوازن اور بنو ثقیف	۱۳۷
وریدبن الصمۃ کی مالک کو پند و نصائح	
ذات انواط کا واقعہ	۱۳۸
جنگ حنین	
بنو ہوازن کی پسپائی	۱۳۹
بنو ہوازن کا تعاقب	
طائف کا محاصرہ	
مجاہدین کی مراجعت	
طائف کے نواحی قبائل کی اطاعت	
ہوازن کا وفد	۱۴۰
بنو ہوازن کو امان	
رسول اکرمؐ کی رضاعی ہمشیرہ	
مال غنیمت کی تقسیم	
مال غنیمت کی تقسیم پر انصار میں کشیدگی	۱۴۱
عتاب بن اسید	
غیر مسلموں سے حسن سلوک کا حکم	
حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش	۱۴۲
کعب ابن زبیر کو امان و انعام	۱۴۳

عنوان	صفحہ
بنو اسد کا قبول اسلام	
غزوہ تبوک ۹ھ	
ہرقل کی جنگی تیاریاں	
منافقین کی ریشہ دوانیاں	
مسلمانوں کا ایثار اور جذبۂ جہاد	۱۴۵
مجاہدینؓ کی روانگی	
منافقین کے اعتراضات	
اکیدر والی دومۃ الجندل کی اطاعت	
مجاہدین کی مراجعت	
منافقین کی مسجد کو انہدام	۱۴۶
منافقین اور سورۂ برأت	
عروہ بن مسعود کی شہادت	
بنو ثقیف کی اطاعت	
عبد یالیل کی شروط اطاعت	۱۴۷
بت خانہ لات کا انہدام	
باب : ۹	
سنۃ الوفود	۱۴۸
فتح مکہ کا قبائل عرب پر اثر	
بنو تمیم کا وفد	
بنو تمیم کا قبول اسلام	۱۵۰
ملوک حمیر کی اطاعت	
بہرا کا نبوالبکا اور نبو قرارہ کے وفود	۱۵۱
بنت حاتم کی اسیری	
بنت حاتم کی رہائی	
عدی بن حاتم کا قبول اسلام	
حج اور اعلان برأت	۱۵۲

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
سورۂ برأت اور حضرت علیؓ کے متعلق مختلف آراء	۱۵۳
سورۂ برأت اور حضرت علی ابوجعفر بن محمد بن علی کی روایت	
ضمام بن ثعلبہ کا قبولِ اسلام	۱۵۴
ابن قیم جوزی	
اہل نجران کا قبول اسلام	
فرمانِ نبویؐ	۱۵۵
عمرو بن حزم کو ارشاداتِ نبویؐ	
غسان کا وفد	۱۵۶
سلامان اور ازد کے وفود	
جرش کا محاصرہ	۱۵۷
ہمدان کا وفد	
وفد طوک کندہ	
عبد قیس کا وفد	
علاء بن الحضرمی کی امارت	
بحرین پر تقرری	
بنو حنیفہ کا وفد	
کندہ کا وفد	۱۵۸
وائل بن حجر کا وفد	
وائل بن حجر اور حضرت معاویہؓ	
مذحج و محارب کے وفود	
نجران کا وفد	۱۵۹
وفد حضرموت	
عیس کا وفد	
خولان کا وفد	
بنو ضلیع کا شب خون	
بنو ضلیع کی سرکوبی	

عنوان	صفحہ
عامر بن صعصعہ کی گستاخی	۱۶۰
عامر کا انجام	
طے کا وفد	
مدعی نبوت مسیلمہ کذاب	
باب : ۱۰	۱۶۲
حجۃ الوداع اور وفات	
حجۃ الوداع	
تاسیس حکومت	۱۶۴
اسود عنسی کا خروج	
اہل یمن کا ارتداد	
اسود عنسی اور فیروز	۱۶۵
اسود عنسی کا خاتمہ	۱۶۶
جیش اسامہ	
مسلمہ کذاب و طلیحہ مدعیان نبوت	
علالت	
خطبہ نبیؐ	۱۶۷
واقعہ قرطاس	
حضرت ابوبکرؓ کا مرتبہ	۱۶۸
انتقال	
حضرت ابوبکر کو امامت کا حکم	
رسولِ اکرمؐ کا آخری خطبہ	
وفات ۱۱ھ	۱۶۹
حضرت عمرؓ کی وارفتگی	
حضرت ابوبکرؓ کا استقلال	
حضرت ابوبکرؓ کا خطبہ	۱۷۰
خطبہ حضرت ابوبکرؓ کا اثر	
سقیفہ بنی ساعدہ	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
تجہیز و تکفین	
اخلاقی مسائل	۱۷۱
جیش اسامہ	
وفاتِ نبوی پر صحابہؓ کی وارفتگی	۱۷۲
حضرت ابوبکر کا غیر معمولی تدبر و فراست	
تجہیز و تکفین کے متعلق غلط فہمی	
قائم مقام کی ضرورت	۱۷۳
حضرت ابوبکرؓ کے راست اقدام	
حلیہ مبارک	
ازواج مطہرات	۱۷۴
حضرت خدیجہؓ	
حضرت عائشہ بنت ابوبکرؓ	
حضرت سودہؓ بنت زمعہؓ	
حضرت حفصہ بنت حضرت عمرؓ	
حضرت ام سلمہؓ بنت ابی امیہ	
حضرت زینب بنت خزیمہ	
حضرت جویریہؓ بنت الحرث	
حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان	۱۷۵
حضرت زینبؓ بنت جحش	
حضرت صفیہ بنت حی ابن اخطب	
حضرت میمونہؓ بنت الحرث	
حضرت اسماء بنت نعمان اور حضرت عمرۃ بنت یزید کلابیہ	
موالی	
کاتبین	۱۷۶
سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ	
مسئلہ خلافت پر بحث و تمحیص	
ابوبکرؓ	۱۷۷
حباب بن المنذر بن الجموح	۱۷۷
عمرؓ بن الخطاب	
بشیرؓ	
حباب بن المنذر	
بیعت خلافت	
حضرت علیؓ اور حضرت سفیان	۱۷۸
حضرت علی کی بیعت	۱۷۹
خطبہ خلافت	
من گھڑت اور غلط روایتیں	۱۸۰
باب : ۱۱	۱۸۱
حضرت ابوبکر صدیقؓ ۱۱ھ تا ۱۳ھ	
ابتدائی مشکلات	
جیش اسامہؓ کی روانگی	
حضرت ابوبکرؓ کی حضرت اسامہ کو ہدایت	
ارتداد کی وبا	۱۸۲
منکرین زکوٰۃ و نماز	
مدینہ پر حملہ	
دفاع مدینہ	۱۸۳
عبس و ذبیان کی سرکوبی	
یمن کے مرتدین	
قیس بن عبد الغوث کا صنعا پر قبضہ	۱۸۴
قیس بن عبد الغوث کی شکست و فرار	
عمرو بن معدی کرب	۱۸۵
بنی عمرو بن معاویہ کا صدقات کرنے سے انکار	
معرکہ اعلاب	
اہل نجران سے معاہدہ کی تجدید	۱۸۶
حضرت جریر بن عبداللہؓ کی یمن کو روانگی	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
نجران کی مہم	
مرتدین کندہ کی سرکوبی	
قلعہ بخیر کا محاصرہ	۱۸۷
اشعث کو امان	
خود سر مرتد امراء کا استیصال	۱۸۸
گیارہ حبشیوں کی روانگی	
امیر لشکر کو خلیفہ اول کا فرمان	
مرتدین کے لئے فرمان ہدایت	۱۸۹
طلیحہ اسدی	۱۹۰
معرکہ بزاخہ	۱۹۱
طلحہ کا فرار	
بنی عامر اور ہوازن کی اطاعت	۱۹۲
سلمی بنت مالک	
مرتدین بنی سلیم	۱۹۳
بنی تمیم میں تفرقہ	
سجاح بنت الحرث	
سجاح و سلیمہ کا عقد و اتحاد	۱۹۴
سجاح کا فرار	
حضرت خالد بن ولید کی بطاح کی جانب روانگی	
مالک بن نویرہ	۱۹۵
مسیلمہ کذاب	
مسیلمہ کذاب اور رجال	۱۹۶
مسیلمہ کذاب کی قوت میں اضافہ	
مجاعہ کی گرفتاری	
جنگ یمامہ	
محکم بن طفیل کا خاتمہ	
مسیلمہ کذاب کا قتل	۱۹۷
اہل یمامہ سے مصالحت	
سلمہ بن عمیر کا انجام	۱۹۸
اہل یمامہ کا وفد	
اہل بحرین کا ارتداد	
حطم بن ربیعہ کا ارتداد	۱۹۹
حطم بن ربیعہ کا خاتمہ	
معرکہ دارین	
علا بن الحضرمی کا بحرین کی امارات پر تقرر	۲۰۰
عمان و مہرہ کے مرتدین	
عمان کی فتح	۲۰۱
اہل مہرہ کی اطاعت	
باب : ۱۲	
فتوحات عراق و شام ۱۲ھ تا ۱۳ھ	۲۰۲
اہل حیرہ کی اطاعت	
جنگ سلاسل	۲۰۳
ہرمز کا خاتمہ	
حصن المراۃ کی فتح	
جنگ مذار	
جنگ ولجہ	۲۰۴
جنگ الیس	
اعیشیا کی فتح	۲۰۵
حیرہ کا محاصرہ	
اہل حیرہ کی اطاعت	
کرامت بنت عبد المسیح	۲۰۶
حیرہ کے نواحی قبائل کی اطاعت	
حضرت خالدؓ کا شاہ فارس کو پیغام	
حضرت جریر بن عبد اللہ کی روانگی	۲۰۷
انبار کی فتح	
معرکہ عین التمر	۲۰۸
دومۃ الجندل	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
جودی بن ربیعہ کا خاتمہ	۲۰۹
معرکہ حصید	
مضیح کی فتح	
شمی کی مہم	۲۱۰
عتاب بن اسید کا انجام	
جنگ فراض	
حضرت خالد کی بغرض حج روانگی	۲۱۱
فتوحاتِ شام	
حضرت خالد بن سعید کی شام کو روانگی	
جیش البدل	
حضرت عمرو بن العاص کی روانگی	۲۱۲
بطریق ہامان سے جھڑپ	
حضرت شرجیلؓ اور حضرت معاویہ کی روانگی	۲۱۳
مجاہدین کا یرموک میں اجتماع	
حضرت خالدؓ بن ولید کی شام کو روانگی	
خالد شام میں	
بنی تغلب کی شکست	۲۱۴
سوئی کا دشوار گذار راستہ	
اہل قریتین سے جنگ	
اہل حوارین کی اطاعت	۲۱۵
بصرے کی فتح	
معرکہ یرموک	
حمص اور دمشق کی قلعہ بندی	
جرجہ کا قبول اسلام	۲۱۶
رومیوں کی شکست	
بصرے کی فتح	
جنگ اجنادین	

عنوان	صفحہ
حضرت خالدؓ کی دعا	۲۱۷
حضرت خالدؓ کا خطبہ	
حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کی اطلاع	
جرجہ کا قبولِ اسلام	۲۱۸
حضرت عکرمہؓ کی جانثاری	
رومیوں کو شکست	۲۱۹
حضرت ابوبکرؓ کی وفات	
سیرتِ صدیقؓ	
ایامِ علالت میں حضرت عمرؓ کو امامت کا حکم	
تجہیز و تکفین	
حلیہ و نسب	۲۱۹
ازواج و اولاد	
عمال	
خیرات و جہاد	
غنائم کی مساوی تقسیم	۲۲۰
مساکین و یتامیٰ کی سرپرستی	
خلیفہ اول	۲۲۱
حضرت ابوبکرؓ کا حضرت عمرؓ کو خطبہ	
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تقرر	۲۲۲
باب : ۱۳	
حضرت عمر فاروقؓ ابن خطاب ۱۳ھ تا ۲۴ھ	۲۲۳
حضرت خالد کی معزولی	
دمشق کا محاصرہ	
فتح دمشق	۲۲۴
جنگ فحل	
بیسان و طبریہ کی اطاعت	
معرکہ بابل	۲۲۶

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
ارزمید خت کی تخت نشینی	
حضرت ابوبکرؓ کی وصیت کی تعمیل	۲۲۷
حضرت عمرؓ کا خطبۂ جہاد	
عراق کی مہم کے لئے مجاہدین کی روانگی	۲۲۸
اہل نجران کی جلاوطنی کا حکم	
جنگ نمارق	
جنگ کسکر	۲۲۹
معرکہ باقیسیا	۲۳۰
جنگ جسر	۲۳۱
واقعاتِ جنگ	
حضرت ابوعبیدہؓ کی شہادت	۲۳۲
حضرت مثنیٰ کا استقلال	
مجاہدین کی مراجعت	
بہمن کی مدائن کو روانگی	۲۳۳
جابان اور مردان شاہ کا قتل	
جنگ بویب	
حضرت مثنیٰ کا خطبۂ جہاد	۲۳۴
واقعاتِ جنگ	
مجاہدین کی فتح	۲۳۵
جنگ انبار ثانی	
معرکہ تکریت اور صفین پر غلبہ	۲۳۶
یزدگرد کی تخت نشینی	
حضرت عمرؓ کا مثنیٰ کو فرمان	۲۳۷
مشاورت صحابہ کرامؓ	
حضرت سعد بن ابی وقاص کی روانگی	۲۳۸
حضرت مثنیٰ کی وفات	
لشکر اسلام کی ترتیب	۲۳۹
فاروق اعظمؓ کا دوسرا فرمان	

عنوان	صفحہ
سریہ بکر بن عبداللہ	۲۴۰
رستم کی قادسیہ کو روانگی	
اسلامی سفارت	۲۴۱
اسلامی سفارت یزدگرد کے دربار میں	
نیک فال	۲۴۲
فراض پر شب خون	۲۴۳
رستم اور ایک عرب کی گفتگو	
رستم کی حیرہ کو روانگی	۲۴۴
حضرت طلیحہ کا کارنامہ	
رستم اور زہرہ کی گفت وشنید	۲۴۵
ربعی بن عامر کی سفارت	
رستم اور ربعی کی گفتگو	۲۴۶
حضرت ربعی بن عمر کی واپسی	۲۴۸
حضرت حذیفہ بن محصن کی سفارت	
مغیرہ بن شعبہ کی سفارت	
دولت کی پیشکش	۲۴۹
حضرت مغیرہ بن شعبہ کا خطبہ	
رستم کو دعوتِ اسلام	۲۵۰
حضرت سعد بن ابی وقاص کی علالت	
حضرت سعد بن ابی وقاص کا خطبہ	۲۵۱
ہرمز کی گرفتاری	
واقعاتِ جنگ	۲۵۲
معرکہ یوارماۃ	
قعقاع کی آمد	۲۵۳
فیروزان اور بندوان کا خاتمہ	
قعقاع کی جنگی چال	
معرکہ یوم اغواث	
معرکہ یوم عماس	۲۵۴

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
مجاہدین کی یلغار	۲۵۵
معرکہ لیلۃ الہریرہ	
رستم کا خاتمہ	۲۵۶
آہن پوش دستہ	
جالینوس کا قتل	
ایرانیوں کی پسپائی	۲۵۷
قاصد و خلیفہ ثانیؓ	
بابل پر قبضہ	۲۵۸
مدائن کی قلعہ بندی	
اہل ساباط کی اطاعت	
بہرہ شیر کا محاصرہ	۲۵۹
زہرہ کی شہادت	
دجلہ عبور کرنے کا واقعہ	۲۶۰
مدائن کی فتح	۲۶۱
قصر ابیض	
مال غنیمت	
مال غنیمت کی تقسیم	۲۶۲
نادر اشیاء اور فرش نو بہار	
جنگ جلولا	
جلولا کا محاصرہ	
جلولا کی فتح	۲۶۳
حلوان پر قبضہ	
مال غنیمت اور حضرت عمرؓ	
معرکہ سبدان	
والی فرات کی گرفتاری	۲۶۴
ایلہ پر قبضہ	
مرزبان کی گرفتاری	

عنوان	صفحہ
مرغاب کا معرکہ	۲۶۵
باب : ۱۷	۲۶۶
فتح شام	
معرکہ ذوالکلاع	
فتح حمص	
حضرت ابوعبیدہ اور خالد بن ولید کی فتوحات	
اہل قنسرین کی سرکشی و اطاعت	۲۶۷
فتح حلب	
انطاکیہ کی فتح	۲۶۸
معرکہ معرہ مصرین	
عیسائی امراء کی اطاعت	
بغراص پر قبضہ	
قیساریہ کی فتح	۲۶۹
جنگ اجنادین	
فتح بیت المقدس	
عیسائیوں کی مشروط اطاعت	۲۷۰
حضرت عمرؓ کی بیت المقدس کو روانگی	
صلح نامہ بیت المقدس	
خلیفہ ثانی کی حیثیت	۲۷۱
حضرت عمرؓ کا استقبال	
صوبہ فلسطین کی تقسیم	
فوجی نظام	
دیوان کی ترتیب	۲۷۲
حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا اعتراض	
تقسیم مدارج	۲۷۳
تنخواہیں بلحاظ درجات	۲۷۴
حضرت عمرؓ کے ذاتی مصارف	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
تکریت کا محاصرہ	۲۷۵
فتح تکریت	
فتح موصل	
ہیئت اور قرقیا کی اطاعت	۲۷۶
معرکہ حمص	
بنوایاد کی روم کو روانگی	۲۷۷
بنوایاد کی اطاعت	
جزیرہ کی فتح	۲۷۸
عیاض بن غنم کی فتوحات	
راس عین کی فتح	
ملطیہ کی فتح	
حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی	
مسجد حرام کی توسیع	
ایران پر فوج کشی	
معرکہ اصطخر	
مجاہدین کی پسپائی	
مجاہدین کی کمک	۲۸۱
حضرت مغیرہ بن شعبہ کی معزولی	
کوفہ کی چھاؤنی کی تعمیر	
بصرہ کی چھاؤنی کی تعمیر	۲۸۲
خوزستان کی فتح	۲۸۳
ہرمزان سے جزیہ پر مصالحت	
ہرمزان کی بدعہدی	
مجاہدین کا رام ہرمز پر قبضہ	۲۸۴
تستر پر قبضہ	
ہرمزان دربار خلافت میں	۲۸۵
حضرت عمرؓ اور ہرمزان کی گفتگو	
ہرمزان کا قبول اسلام	۲۸۶
تستر کا محاصرہ	

عنوان	صفحہ
حضرت عمرؓ کی اہل سفارت سے جواب طلبی	
اہل سوس کی اطاعت	
ایک غلام کی امان	
سباہ کی اطاعت	۲۸۷
عام لشکر کشی کا حکم	
قحط	
عمواس میں طاعون کی وباء	
حضرت عمر کی شام کو روانگی	۲۸۹
باب : ۱۵	۲۹۰
فتح مصر	
مصر پر فوج کشی کی اجازت	
عین شمس کی فتح	
صلح نامہ	۲۹۱
فتح اسکندریہ	
معرکہ نہاوند	۲۹۲
حضرت سعد بن ابی وقاص کی جواب طلبی	
حضرت عمر کی صحابہ کبار سے مشاورت	
حضرت نعمان بن مقرن کی روانگی	
مجاہدین کا اسپہ ہان میں قیام	۲۹۳
واقعات جنگ	
حضرت نعمان کی شہادت	۲۹۴
خمس کی مجاہدین میں تقسیم	۲۹۵
دینور کی اطاعت	
اہل ہمدان کی مصالحت	
امراء کی تبدیلیاں و تقررات	
اہل ہمدان کی سرکشی اور اطاعت	۲۹۶
اصفہان کی فتح	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
مصالحت اور معاہدہ	
حضرت مغیرہ بن شعبہ کی معزولی	
اہل ہمدان کی بغاوت واطاعت	۲۹۷
وادی رود کا معرکہ	
اہل قزوین کی اطاعت	
رے کی فتح	
جرجان اور طبرستان کی فتح	۲۹۸
فتح آذربائیجان	
حضرت عتبہؓ کی آذربائیجان کی امارت پر تقرری	
شہریار والی باب کی اطاعت	۲۹۹
حضرت سراقہؓ کی وفات	
بلنجر کا معرکہ	
مجاہدین کی جرجان کو مراجعت	۳۰۰
فتح خراسان	
عام لشکر کشی کا حکم	
خاقان چین کی مراجعت	
یزدگرد کا فرار	۳۰۱
یزدگرد کے امراء کی اطاعت	
فاروقِ اعظمؓ کا خطبہ	
معرکہ توج	۳۰۲
اصطخر کی فتح	
شیراز وارجان کی اطاعت	
شہرک مرزبان کی بغاوت	
پسپاؤ وارالجرد کی مہم	
کرمان کی فتح	۳۰۳
زرنج اور سجستان کی فتح	
فتح مکران	۳۰۴

عنوان	صفحہ
بیرذ کا معرکہ	
حضرت ابوموسیٰ سے جواب طلبی	
سلمیٰ بن قیس کا کردوں سے مقابلہ	۳۰۵
باب: ۱۶	۳۰۵
نظامِ حکومت	
فاروقِ اعظم کی شہادت	
حضرت عمر فاروق پر حملہ	
انتخابی مجلس کا تقرر	
خلیفہ ثانی کی وصیت	۳۰۷
رسول اکرمؐ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت	
عہد فاروقی میں وسعتِ سلطنت	
دو اہم معرکے	
نظامِ حکومت	۳۰۸
مصر کا نظام حکومت	
صوبوں کا نظم ونسق	
عمال کے فرائض	
عمال کی ایام حج میں حاضری	۳۰۹
عمال کی تقرری کا طریقہ کار	
عمال کی فہرست	
عمال کے خلاف تحقیقات	۳۱۰
خراج	۳۱۱
مردم شماری اور زمین کی پیمائش	
خراج وصولی کا طریقہ	
عشر	۳۱۲
زکوٰۃ	
عشور	
بیت المال کا قیام	
مرکزی بیت المال	۳۱۳

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
سنہ ہجری	
امیر المؤمنین کا لقب	
رفاہِ عام	۳۱۴
یتیموں کی پرورش	
قافلے کی نگہبانی	
شیر خوار بچوں کا وظیفہ	
حضرت عمرؓ کا احساس ذمہ داری	۳۱۵
فرائض منصبی	
شرک کا استیصال	
برائیوں کا انسداد	
اوّلیاتِ فاروقی	
نسب و نام و ولادت	۳۱۶
ازواج	
حضرت عمرؓ کا ام کلثوم سے نکاح	۳۱۷
اولاد	۳۱۸
غذا و لباس	
معاش	
حلیہ و عمر	
باب : ۱۷	۳۱۹
حضرت عثمان بن عفان ۲۴ھ تا ۳۵ھ	
خلیفہ کا انتخاب	
حضرت عبدالرحمٰن کی دست برداری	
حضرت عبدالرحمٰن کی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے گفتگو	۳۲۰
حضرت عمار اور حضرت ابن ابی سرح کی تلخ کلامی	
حضرت عثمانؓ کا انتخاب	
بیعت خلافت	

عنوان	صفحہ
پہلا مقدمہ	۳۲۱
حضرت مغیرہ کی معزولی	
اسکندریہ کی بغاوت	
حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی معزولی	۳۲۲
آذربائیجان اور آرمینیہ کی مصالحت	
قالیقا کی فتح	
حبیب بن مسلمہ کی فتوحات	
سلیمان بن ربیعہ کی فتوحات	۳۲۳
حضرت معاویہ کی پیش قدمی	
افریقہ پر فوج کشی کا حکم	
طرابلس کی تسخیر	
زناتہ و مغلیہ قبائل کی اطاعت	
حضرت عثمانؓ کی صحابہؓ کبار سے مشاورت	۳۲۴
جریر کو دعوتِ اسلام	
فریقین کی جانب سے انعامات کا اعلان	
سبیطلہ کی فتح	
مالِ غنیمت	۳۲۵
قسونیہ کا تاراج	
قسطنطین کا اسکندریہ پر حملہ اور پسپائی	
امیر معاویہؓ کی شام کی امارات پر تقرری	۳۲۶
قبرص کی فتح	
اہلِ قبرص سے مشروط مصالحت	۳۲۷
مرقا کا معرکہ	
حضرت ابوموسیٰ کی معزولی	
عمال کی تقرری	۳۲۸
فارس پر قبضہ	
عمال کی تقرری	
خراسان و کرمان کی بغاوت	۳۲۹

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
نیشاپور کی فتح	۳۲۹
ابن عامر اور احنف کی فتوحات	
بلخ پر فوج کشی	۳۳۰
کرمان پر قبضہ	
سجستان کی فتح	
ذرنج اور جبل زور کی فتح	۳۳۱
کابل ذرابلستان کی فتح	
ابن عامر کی حج کے لئے روانگی	۳۳۲
ولید بن عقبہ کا مقدمہ	
ولید بن عقبہ کی معزولی	۳۳۳
عراق کی املاک کی فروختگی	
طبرستان کی فتح	
جرجان کی اطاعت	۳۳۴
قرآن مجید کی قراءت میں اختلاف	
عہد صدیقی میں قرآن مجید کی کتابی صورت	۳۳۵
مصحف صدیقی کی اشاعت	
یزدگرد کا فرار	
یزدگرد کا قتل	۳۳۶
یزدگرد کی قتل کی مختلف روایتیں	۳۳۷
ساسانی حکومت کا خاتمہ	
ترکوں کی یورش	۳۳۸
کوفیوں اور شامیوں میں تکرار	
قارن کا خروج	
قارن کی شکست وخاتمہ	۳۳۹
باب : ۱۸	۳۴۰
فتنہ اور بغاوت	
سابقین اولین اور متاخرین مسلمان	

عنوان	صفحہ
صحابہ کبار کی برتری کا احساس	
تحقیقاتی کمیشن	
عبداللہ بن سبا کا ظہور	۳۴۱
حضرت ابوذرؓ اور عبداللہ بن سبا	
حضرت ابوذرؓ کی طلبی	۳۴۲
حضرت ابوذر کو زبدہ جانے کی اجازت	
افریقہ کے خمس کا واقعہ	
منیٰ میں زیادہ رکعت پڑھنے کا الزام	
رسول اکرمؐ کی انگشتری	۳۴۳
کوفہ میں حضرت عثمانؓ کی مخالفت	
مخالف گروہ کا کوفہ سے اخراج	۳۴۴
امیر معاویہ اور صعصعہ میں تلخ کلامی	
مخالف گروہ کی دمشق سے روانگی	۳۴۵
بصرے کے واقعات	
عبداللہ بن سبا کا کوفہ اور بصرہ سے اخراج	
حمران بن ابان کی مخالفت	
عمال وامراء کی مدینہ سے روانگی	۳۴۶
یزید بن قیس کا خروج	
آشتر کی فتنہ انگیزی	۳۴۷
واقعہ جرعہ	
حضرت ابوموسیٰ کا امارت کوفہ پر تقرر	
حضرت عثمانؓ کی عمال سے مشاورت	۳۴۸
عمال کی واپسی	
عبداللہ بن سبا کے مقلدین	
حضرت علیؓ کی تقریر	
حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی گفتگو	۳۵۰
حضرت علیؓ کا مشورہ	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
حضرت عثمانؓ کا خطبہ	۳۵۱
تحقیقاتی کمیشن	
اعلان عام	
عمّال کی طلبی	
صحابہ کبار سے مشاورت	۳۵۲
حضرت عثمانؓ کا شام جانے سے انکار	
مفسدین کی ریشہ دوانیاں	۳۵۳
مفسدین کی مدینہ کو روانگی	
حضرت علیؓ کی بلوائیوں کو سرزنش	۳۵۴
حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ	
حضرت عثمانؓ پر حملہ	۳۵۵
زمانہ محاصرہ میں امامت	
بلوائیوں کی روانگی کی اطلاع	
حضرت علیؓ اور مہاجرین وانصار کا وفد	
مفسدین مصر کی واپسی	۳۵۶
حضرت عثمان اور مروان	
حضرت عثمان کا خطبہ	
مروان کی تلخ کلامی	۳۵۷
حضرت علیؓ کا اظہار ناراضگی	
حضرت علیؓ سے امداد طلبی	۳۵۸
مروان کا جعلی خط	
مصریوں کی یورش	
خلافت سے دست برداری کا مطالبہ	۳۵۹
دوبارہ محاصرہ	
اقرار نامہ حضرت عثمانؓ	
حضرت عثمان کا خطبہ	۳۶۰
مفسدین کی دریدہ دہنی	

عنوان	صفحہ
ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ سے نازیبا سلوک	۳۶۱
حضرت ابن عباسؓ کی بحیثیت امیر حج مکہ معظّمہ کو روانگی	
بلوائیوں کی یورش	۳۶۲
باب : ۱۹	۳۶۳
حضرت عثمان کی شہادت	
شہادت	
حضرت عثمانؓ کی نعش کی بے حرمتی	
تجہیز وتکفین	۳۶۴
عہد عثمانی کے عمّال	
عہد عثمانی کی فتوحات کا اجمالی جائزہ	۳۶۵
تذکرہ عثمانؓ	
حضرت عثمانؓ کے ابتدائی حالات	۳۶۶
حضرت عثمانؓ کی ہجرت میں فضیلت	
ذی النورین کا لقب	
سیرت وکردار	۳۶۷
سخاوت	
اسلام کی خدمات	۳۶۸
اہل بیت کی خدمات	۳۶۹
مسجد نبوی کی توسیع	۳۷۰
مسجد نبوی کی مرمت	
بیر رومہ کا وقف	
صدقہ	
عتاق	
غلاموں کو آزادی	۳۷۱
سادگی وتواضع	۳۷۲
مصحف صدیقی کی اشاعت	
حضرت عثمانؓ کی قرأت امور سیاسی میں مہارت	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
حضرت عبیداللہ بن عمر کا خون بہا	۳۷۴
اذان ثانی کی وجہ	
ازواج واولاد	
باب : ۲۰	۳۷۶
حضرت علی بن ابی طالب ۳۵ھ تا ۴۰ھ	
بیعت خلافت	
حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی مشروط بیعت	
صحابہ کبار کا بیعت کرنے سے انکار	
انتخاب خلیفہ کا مسئلہ	۳۷۷
اہل مدینہ کو دھمکی	
خطبہ خلافت	
قصاص کا مطالبہ	۳۷۸
حضرت علی کا قتل عثمان سے برأت کا اظہار	
حضرت مغیرہ کا مشورہ	
حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی گفتگو	۳۷۹
عمال کی تقرری	
قیس بن سعد کی مصر کو روانگی	
سہیل بن حنیف کی واپسی	
امیر معاویہؓ کا قاصد	۳۸۰
حضرت علیؓ کی شام پر فوج کشی	
اور حضرت علی کا امیر معاویہ سے جنگ کا فیصلہ	
جنگ کی تیاریاں	۳۸۱
اہل مکہ کی مخالفت	
حضرت عبداللہ بن عمر کی روانگی	
حضرت عائشہؓ کا قصاص عثمان کا مطالبہ	
حضرت عائشہ کا بصرہ جانے کا فیصلہ	۳۸۲
حضرت عائشہؓ کی بصرہ کو روانگی	
سعید بن العاص کا مطالبہ	۳۸۳

عنوان	صفحہ
چشمہ خواب کا واقعہ	
اہل بصرہ سے مراسلت	
حضرت عائشہ کا خطبہ	۳۸۴
حکیم بن جبلہ کا حملہ	۳۸۵
دارالرزق کا معرکہ اور اقرار نامہ	
حضرت اسامہ بن زید پر حملہ	۳۸۶
عثمان بن حنیف کی گرفتاری	
حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کا اہل بصرہ سے خطاب	
حکیم بن جبلہ کا حملہ اور خاتمہ	۳۸۷
حرقوص کا فرار	
حضرت علی کی بصرہ کو روانگی	۳۸۸
حضرت علی اور عبداللہ بن سلام	
امام حسنؓ کے حضرت علی پر اعتراضات	
حضرت علیؓ کا امام حسنؓ کو جواب	
قبائل اسد و طے کی پیشکش	۳۸۹
عثمان بن حنیف کی حضرت علی سے ملاقات	
حضرت ابوموسیٰ کا طرز عمل	
محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر	
عمار بن یاسر کی حضرت ابوموسیٰ سے تلخ کلامی	۳۹۰
حضرت ابوموسیٰ کا خطبہ	
حضرت علیؓ کو اہل کوفہ کی امداد	۳۹۱
حضرت ابوموسیٰ کا کوفہ سے اخراج	
اہل کوفہ کی حضرت علیؓ سے ذی قار میں ملاقات	
فریقین کی مصالحانہ کوشش	۳۹۲
فریقین کی مصالحت پر آمادگی	
سبائیوں کی فتنہ انگیزی	۳۹۳
فریقین پر حملہ کا منصوبہ	
حضرت علیؓ کی مراجعت	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
احنف بن قیس کی کنارہ کشی	۳۹۴
حضرت زبیر کی علیحدگی	۳۹۵
اہل بصرہ کے تین گروہ	
فریقین میں مصالحت	
مخالفین صلح کا اچانک حملہ	۳۹۶
جنگ جمل	
حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی شہادت	۳۹۷
حضرت کعب کی شہادت	
حضرت عائشہ کی عماری پر تیروں کی بوچھاڑ	
ناقہ ام المؤمنین پر یورش	۳۹۸
ناقہ پر حملہ	
اختتام جنگ	۳۹۹
حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کی ملاقات	
صحابہ کبارؓ کی شہادت	
احنف بن قیس کا اظہار اطاعت	۴۰۰
حضرت ابن عباس کا بصرہ کی امارت پر تقرر	
حضرت عائشہؓ کی مکہ معظمہ کو روانگی	
واقعہ جمل کی دوسری روایت	۴۰۱
شہدائے جنگ جمل	۴۰۲
جبلہ وعمران کا خروج	
باب: ۲۱	۴۰۳
جنگ صفین	
محمد بن ابی حذیفہ	
محمد بن ابی حذیفہ کی مخالفت	
محمد بن ابی حذیفہ کا مصر پر قبضہ	
محمد بن ابی حذیفہ کا قتل	۴۰۴
قیس بن سعد کا مصر کی امارت پر تقرر	
امیر معاویہ کی قیس بن سعد کو پیشکش	۴۰۵

عنوان	صفحہ
قیس بن سعد کا انکار	
امیر معاویہؓ کی حکمت عملی	۴۰۶
قیس بن سعد کی معزولی	
قیس بن سعد کی کوفہ کو روانگی	۴۰۷
محمد بن ابی بکر کا مصر کی امارت پر تقرر	
امیر معاویہ اور عمرو بن العاص	
جریر کی سفارت	۴۰۸
حضرت علیؓ کے خلاف پروپیگنڈہ	
جریر کی واپسی	
امیر معاویہؓ کا قصاص عثمان پر اصرار	
جنگ صفین	
حضرت علیؓ کی بغرض جنگ روانگی	
واقعات جنگ	
حضرت علیؓ کا فرات پر حملہ	
امیر معاویہؓ کو بیعت پر دعوت	۴۱۰
دوبارہ آغاز جنگ	۴۱۱
مصالحت کی کوشش	
امیر معاویہ کی زیاد بن حفصہ کو پیش کش	۴۱۲
امیر معاویہؓ کی سفارت	
حضرت علی کا خطبہ	
عدی بن حاتم کی طے اور بنو ہرمز کی سرداری	۴۱۳
حضرت علی کی ہدایات	
واقعات جنگ	۴۱۴
علوی لشکر کی شب بیداری	
امیر معاویہ کا حملہ	
احمر وکیسان کا مقابلہ	۴۱۵
اشتر کا حملہ	
شامیوں کی پسپائی	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
حضرت عبیداللہؓ بن عمر کی شہادت	۴۱۷
حضرت عمار بن یاسر کی جانثاری	
حضرت عمارؓ کی شہادت	۴۱۸
حضرت عبداللہ بن کعب کی شہادت	
لیلۃ الہریر کا معرکہ	
عمرو بن العاص کی حکمت عملی	۴۱۹
حضرت علیؓ کا جنگ جاری رکھنے پر اصرار	
علوی فوج میں اختلاف	
اشتر کی میدانِ جنگ سے واپسی	۴۲۰
تحکیم کی تجویز	
حکم کے انتخاب میں خارجیوں کا اختلاف	
حکم کا انتخاب	۴۲۱
تحکیم کا عہد نامہ	
معاہدہ پر دستخط	۴۲۲
حضرت علیؓ کی مراجعت	
خوارج کی علیحدگی	۴۲۳
خوارج کو اتحاد کی دعوت	
خوارج کی اطاعت	۴۲۴
حضرت علیؓ کا حضرت عمرو بن العاص کو پیغام	
حکمین کا اجتماع	
حکمین کی گفتگو	۴۲۵
فیصلہ کا اعلان	
حضرت عمروؓ بن العاص	۴۲۶
حکمین میں تلخ کلامی	
سب وشتم کا آغاز	
باب : ۲۲	۴۲۷
خوارج اور جنگ نیروان	
خوارج کا گستاخانہ رویہ	
خوارج کی سرکشی	

عنوان	صفحہ
خوارج کی روانگی	۴۲۸
کرخ کی لڑائی	
خوارج کا بصرہ سے خروج	
حضرت علیؓ کا شام پر فوج کشی کا فیصلہ	۴۲۹
خوارج کو دعوت اتحاد	
شام پر حملہ کی تیاری	
حضرت عبداللہ بن حباب کی شہادت	
خوارج سے اتمام حجت	۴۳۰
جنگ نہروان	۴۳۱
خوارج کی شکست	
حضرت علی کی کوفہ کو مراجعت	
مصر پر عمرو بن العاص کا قبضہ	
اشتر کی وفات	۴۳۲
محمد بن بکر کا اظہار اطاعت	
مصر فتح کرنے کا منصوبہ	
حضرت عمرو بن العاصؓ کی روانگی	۴۳۳
جنگ کا آغاز	
کنانہ اور محمد بن ابی بکر کا انجام	
مالک بن کعب کی روانگی اور واپسی	
ابن حضرمی کی بصرہ میں آمد	۴۳۴
ابن حضرمی کا انجام	۴۳۵
زیاد کا فارس کی امارت پر تقرر	
حضرت علیؓ سے حضرت ابن عباسؓ کی علیحدگی	
حضرت علیؓ کی شہادت	
ابن ملجم اور شبیب بن شجرہ	۴۳۶
حضرت علی پر حملہ	۴۳۷
حضرت علیؓ کی وصیت	
حضرت امام حسن کی خلافت کا مسئلہ	
حضرت علیؓ کی شہادت	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ابن ملجم کا قتل	۴۳۸	امام حسنؓ کی بیعت خلافت	
امیر معاویہ کا حملہ		عراقی فوج کی غداری	
برک بن عبداللہ کا انجام		خلافت سے دست برداری	۴۴۱
عمرو بن بکر کا قتل		امیر معاویہ کی بیعت خلافت	
عمال	۴۳۹	امام حسنؓ کا خطبہ	۴۴۲
تذکرہ حضرت علیؓ		امام حسنؓ کی مدینہ کو روانگی	
عہد خلافت		قیس بن سعد کی مشروط بیعت	
ازواج و اولاد		سنہ عام الجماعت	
خلافت حسنؓ ابن علیؓ	۴۴۰	امیر معاویہ کی خلافت	۴۴۳

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

قبل اس کے معتبر و مستند تاریخ "کتاب العبر و دیوان المبتداء و الخبر فی ایام العرب والعجم و البربر و من عاصرھم" من ذوی السلطان الاکبر تالیف الشیخ الامام علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون مغربی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ترجمہ کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور یہ کتاب مذکور کے ترجمہ کی تیسری جلد ہے جس میں حالات و مذاہب عرب قبل از اسلام اور آنحضرت ﷺ کی ولادت و تربیت و نبوت و معراج و ہجرت و بالترتیب سنہ وار غزوات کے تفصیلی حالات تا خلافت سیدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) مندرج ہیں۔ اگرچہ علامہ مؤرخ نے اسلامی تاریخ کو بھی اور واقعات کی طرح کسی قدر اختصار کے ساتھ لکھا ہے، لیکن میں نے ان کو بغرض انبساط قدر دانان فن تاریخ نہایت بسط و تفصیل سے تحریر کیا ہے جس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ۸۴ صفحات کا ترجمہ ۳۵۲ صفحات میں کیا گیا ہے۔ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد تالیف ابن قیم جوزی دمشقی، سیرۃ ابن ہشام، کامل ابن اثیر، ابوالفداء، فتوح البلدان وغیرہ سے میں نے اکثر مقامات پر مدد لی ہے۔

میں اس ترجمہ کو کسی رئیس یا امیر کی خدمت میں بہ نظر صلہ یا بخیال خوشامد نہیں پیش کرتا، بلکہ نہایت ادب سے اپنے ذی علم و قدر دانِ فن تاریخ کے روبرو پیش کر کے اُمید رکھتا ہوں کہ محتشم الیہم میری حوصلہ افزائی کریں گے۔ اور اللہ جل شانہٗ اس کو مقبولیت عامہ کا خلعت عنایت فرمائے گا، ھوحسبی و نعم الوکیل

ماہ جمادی الثانی ۱۳۱۸ھ

احمد حسین غفر اللہ ذنوبہٗ وستر عیوبہٗ

الٰہ آباد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

زمانہ قبل از اسلام : اگرچہ قریش کو مکہ میں ایک گونہ حکومت حاصل ہوگئی اور قبائل مضر اطراف و جوانب ممالک کو شام و عراق میں اور کچھ حجاز میں بھی منتشر و متفرق ہو گئے اور بعض ان میں سے بادیہ نشین و خانہ بدوش ہو گئے اور بعض اسباب عشرت اور سامان تمدن کے فراہمی میں مصروف ہوئے، کبھی یہ فارس و روم سے عراق و شام کے میدانوں میں لڑتے نظر آتے تھے اور گاہے اپنے حدود کی حفاظت کی غرض سے اپنی قوم کو جمع کر کے اہل عراق و شام سے برسر مقابلہ دکھائی دیتے تھے۔ ان لڑائیوں اور خوں ریزی میں کبھی یہ مغلوب ہو کر خراج گذاری پر مجبور ہو جاتے تھے لیکن جب کبھی پھر کوئی موقع ہاتھ آ جاتا تھا تو خراج گزاری اور اطاعت شاہی سے منحرف ہو کر مخالفت کر بیٹھتے تھے الغرض ٹھنڈے کلیجے نہ یہ خود پانی پیتے تھے اور نہ پینے دیتے تھے ہمیشہ شاہان عراق و شام کو استیصال فساد و اطفاء نایرہ فتنہ میں رہنا پڑتا تھا۔ ان کل امور میں قبائل مضر، ملوک کندہ، بنو حجر آکل المرار کی طرف سے رجوع کرتے تھے اس زمانہ سے کہ تبع حسان نے ان کو اپنا گورنر مقرر کیا تھا۔

درحقیقت عرب میں کوئی خاص حکومت نہ تھی ہاں آل منذر شاہانِ فارس کی طرف سے حیرہ میں اور روم کی جانب سے شام میں آل جبینہ اور عمرو حجاز پر بنو حجر آکل المرار حکمرانی کر رہے تھے۔ قبائل مضر بلکہ کل عرب (بلا استثناء کسی قوم کے) بت پرست، ملحد، قاطع الرحم، اللہ کے ذکر سے روگردانی کرنے والے ٹوٹکے، شگون کے لینے والے، ستاروں اور پتھروں کے پوجنے والے تھے۔ گوہ، بچھو، سانپ اور مردہ جانوروں کو کھاتے تھے۔ قحط اور خشک سالی میں اونٹوں کو زخمی کر کے ان کا خون پیا کرتے تھے۔ اونٹ کا گوشت عمدہ غذاؤں میں سے تھا اور بڑی عزت ان کی اس میں تھی کہ وہ ملوک آل منذر، آل جبینہ، بنو جعفر کے پاس وفود ہو کر جاتے تھے تھوڑی باتوں پر لڑ جانا اور ایک مدت تک اس لڑائی کا جاری رکھنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا، قتل و غارت، رہزنی و غارتگری روزمرہ کی باتیں تھیں، قمار بازی ان کا ہر دلعزیز کھیل تھا۔

بدکاری سے نفرت نہ تھی۔ شراب نوشی و عرقیات منشی پینے کا از حد شوق تھا پس جب اللہ جل شانہٗ نے اس جاہل ان پڑھ قوم کے ظہور و غلبہ کا حکم صادر فرمایا اور ان کے ایام نحس کو اچھے دنوں سے بدلنا چاہا اور ان میں بجائے بت پرستی و الحاد کے توحید و اسلام پھیلانے کا قصد کیا تو اس مقلب القلوب فعال لما یرید نے ان کو خیر و اصلاح کی طرف مائل کر دیا ان کے بُرے اعمال کو عمدہ عادات سے، ذلت کو عزت سے، شر کو خیر سے، گمراہی کو ہدایت سے، نافرمانی کو اطاعت سے، تنگی کو خوش حالی سے، مفلسی و گدائی کو حکومت و سرداری سے، قطع رحم و عداوت کو صلہ رحم و محبت سے بدل دیا۔ سچ ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کرنے کا قصد کرتا ہے تو پہلے اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے چنانچہ کسی قدر دان میں تمدنی حالت' قبل از اسلام پیدا ہو چلی تھی۔ ان میں خودداری کا مادہ پیدا ہو گیا تھا حق شناسی کی طرف مائل ہو چلے تھے۔ عرب کو فارس کے مقابلہ میں واقعہ مشہورہ ذیقار میں کامیابی حاصل ہو گئی تھی۔ جس کی خبر آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو دی تھی اور یہ ارشاد فرمایا تھا۔ الیوم انتصفت العرب من العجم ولی تصروا حاجب بن زرارہ (قبیلہ بنو تمیم سے) کسریٰ فارس کے پاس وفد کی شکل میں گیا اور اس سے امداد کا خواستگار ہوا جب اس نے عادت قدیمہ استرہان سے کہا تو حاجب بن زرارہ نے از راہِ نخوت و تکبر اپنے لڑکے کے استرہان سے روگردانی کی اور اپنی قوس (کمان) اس کو دے دی۔

حلفِ فضول: انہیں واقعات کے دوران عرب اپنی عزت و عظمت کے لئے لڑتے بھی جاتے تھے۔ قریش کو ان سب باتوں میں اور اقوامِ عرب سے ایک مسلم فضیلت حاصل ہو گئی تھی۔ صلاحیت اور خلق اللہ کی آسائش کا زیادہ خیال پیدا ہو گیا تھا۔ بنو ہاشم' بنو مطلب' بنو اسد بن عبدالعزیٰ' بنو زہرہ' بنو تمیم نے جمع ہو کر باہم یہ عہد و اقرار کیا کہ مکہ میں جو مظلوم آئے خواہ اس کے خاندان والوں نے یا کسی غیر نے ظلم کیا ہو اس کی مدد کی جائے اور ظالم کے مخالف ہو کر مظلوم کا اچھا بدلہ دلائیں' قریش نے اس حلف کو حلفِ فضول کے نام سے موسوم کیا۔

بُت پرستی سے نفرت: اقوامِ عرب کے دِلوں میں دین کی تلاش کا شوق جاگزیں ہوا اور بت پرستی و الحاد سے ایک گونہ نفرت ہو چلی تا آنکہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ اور عثمان بن الحویرث بن اسد اور زید بن عمرو بن نفیل عم عمر بن الخطابؓ (بنو عدی بن کعب سے) اور عبیداللہ بن جحش (بنو اسد بن خزیمہ سے) ایک جلسہ میں جمع ہوئے اور پتھروں اور بتوں کی پرستش سے بیزاری ظاہر کر کے اقوامِ عرب کے سمجھانے اور ان کو دینِ ابراہیمیؑ سکھانے پر آمادہ ہوئے۔ اس جستجو و فکر میں ورقہ بن نوفل نہایت استقلال سے نصرانی ہو گیا اور اہل کتاب سے ان کی کتابیں پڑھیں اور عبیداللہ بن جحش اپنے خیال پر قائم رہا تا آنکہ اسلام کا دور آیا اور یہ بھی مسلمان ہوا حبشہ کی طرف ہجرت کی لیکن وہاں جا کر نصرانی ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا۔ عثمان بن الحویرث اتفاق وقت سے قیصرِ روم کے پاس گیا' نصرانی ہوا اس کی عزت و قدر کی گئی' زید بن عمرو کا یہ حال ہوا کہ اس نے نہ تو کسی دین کو قبول کیا اور نہ یہود و نصاریٰ کی کسی کتاب کا اتباع کیا' بت پرستی چھوڑ دی مردہ جانوروں اور خون کو اپنے پر حرام کر لیا۔ قطع رحم اور خون ریزی سے کنارہ کش ہو گیا جب کوئی اس سے کچھ پوچھتا تو یہ کہتا تھا اعبد رب ابراھیم (یعنی میں ابراہیمؑ کے خدا کی پرستش کرتا ہوں) بتوں کی برائیاں بیان کرتا اور اپنی قوم کو نصیحت و ملامت کرتا جوش میں آ کر کہہ اٹھتا تھا: "اللھم لو انی اعلم ای الوجوہ احب الیک لعبدتک و لکم لا ولکن علم" (یعنی اے خدا اگر میں اس طریقہ کو جانتا جو تیرے نزدیک محبوب تر ہے تو میں اسی طریقہ سے پرستش کرتا لیکن میں اس سے بے خبر ہوں)

نبی ﷺ کے ظہور کی پیشین گوئی: اس کے بعد کاہنوں اور منجموں نے قبل از نبوت یہ کہنا شروع کر دیا کہ عنقریب عرب میں ایک نبی ہونے والا ہے اور اس کی حکومت بہت جلد ظاہر ہوا چاہتی ہے اس طرح اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ توریت و انجیل کی بشارتیں دیکھ دیکھ کر آنحضرت ﷺ کی نبوت کی خبر دینے لگے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنی نشانیاں ظاہر کرنے لگا اصحابِ فیل کا شکست کھانا اور ان کا ہلاک ہونا منجملہ ارہاصاتِ نبوت تھا بعد ازاں حبشہ کی حکومت یمن سے سیف بن ذی یزن کے ہاتھوں ختم ہو گئی اور سیف بن ذی یزن (یادگار ملوک تبابعہ) تختِ حکومت یمن پر جانشین ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالمطلب اور اکثر رؤسا مکّہ وفد ہو کر سیف بن ذی یزن کو مبارکباد دینے آئے' سیف بن ذی یزن نے عرب میں نبیؐ کے ظاہر ہونے کی خبر دی اور عبدالمطلب کو بالخصوص یہ خوش خبری سنائی کہ وہ جلیل القدر نبیؐ تمہاری اولاد میں ہوگا یہ واقعہ سُن کر اکثر رؤسا عرب کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ وہ عظیم الشان نبیؐ ان میں سے ہوگا چنانچہ بعض بعض شرفاءِ عرب اہلِ کتاب کے مشائخ اور علماء کے پاس گئے اور دریافت کیا مثلاً امیہ بن ابی الصلت ابوسفیان بن حرب کے ساتھ شام کی طرف گئے تھے انہوں نے (یہ خیال کر کے کہ وہ نبی شاید میں ہی ہوں) کسی رہبان سے دریافت کیا تھا یا ان کو یہ خیال گزرا کہ عجب نہیں نبوت بنوعبدالمناف میں ہو لیکن ان کے خلاف امید جواب دیا گیا۔ انہیں ایام میں رجم شیاطین بھی ہوا اور وہ زمانہ آ گیا کہ اظہار نبوت سے کفر کی ظلمت دور کی جائے۔

دورِ جہالت میں عرب میں مذاہب :(مترجم) اسلام سے پہلے عرب جاہلیت کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف مذاہب اور اعتقاد کے تھے بعض ان میں سے بت پرست' بعض خدا پرست' بعض لامذہب اور بعض صابی' بعض یہودی' بعض عیسائی تھے۔ بت پرستی عرب کے قدیم باشندوں میں پائی جاتی تھی۔ عاد' ثمود' جدیس' جرہم اولیٰ' عملیق اوّل وغیرہ بتوں کی پرستش کرتے تھے لیکن ان کے تفصیلی حالات بعد زمانہ کی وجہ سے ہم کو نہیں مل سکتے باقی رہے عرب عاربہ اور عرب مستعربہ ان کے بت دو قسم کے تھے ایک ملائک اور ارواح اور غیر محسوس طاقتوں سے نسبت رکھتے تھے اور یہ ان کو مؤنث خیال کرتے تھے اور دوسری قسم کے وہ تھے جو نامی اشخاص نے اپنے عمدہ کاموں سے شہرت حاصل کر لی تھی یہ گروہ باوجود بت پرستی کے ان کو معبود مطلق نہ جانتا تھا بلکہ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ دنیاوی اختیارات ان کو کل حاصل ہیں اور عقبیٰ کی نسبت ان کا یہ خیال تھا کہ وہ اصنام جن کی وہ پرستش کرتے تھے خدائے تعالیٰ سے ان کے گناہوں کو معاف کرا دیں گے وہ صنام جن کی تمام عرب جاہلیت پرستش کر رہا تھا ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) ہُبل یہ بہت بڑا بت تھا اور خانہ کعبہ میں رکھا ہوا تھا (۲) دویہہ بُت بنوکلب کا معبود تھا (۳) سواغ قبیلہ بنو مذحج کا یہ بُت تھا (۴) یغوث یہ بُت قبیلہ بنومراد کا تھا (۵) یعوق کی پرستش بنوہمدان کرتے تھے (۶) نسر یمن کے قبیلہ بنوحمیر کا معبود تھا (۷) عزّیٰ قبیلہ بنوغطفان کا بُت تھا (۸) لات (۹) منات ان دونوں بتوں کی پرستش تمام عرب کرتے تھے (۱۰) دوار یہ نوجوان عورتوں کا معبود تھا (۱۱) اساف یہ کوہ صفا پر تھا (۱۲) نائلہ کوہِ مروہ پر تھا ان دونوں بتوں پر قربانیاں کی جاتی تھیں (۱۳) صعب اس پر اونٹوں کی قربانی کی جاتی تھی (۱۴) کعبہ کے اندر حضرت ابراہیم کی تصویر تھی اور ان کے ہاتھ میں استخارے کے تیر تھے جو ازلام کہلاتے تھے اور ایک بھیڑ کا بچہ ان کے قریب کھڑا تھا اور حضرت اسماعیل کی مورت خانہ کعبہ میں رکھی ہوئی تھی (۱۵) حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی بھی تصویریں اور مورتیں خانہ کعبہ میں موجود تھیں ود اور یعوق اور یغوث اور نسر ایام جاہلیت کے مشہور لوگوں میں سے تھے جن کی تصویریں پتھروں پر منقش کر کے بطور یادگار کعبہ کے اندر رکھ دیا تھا پھر ایک مدت کے بعد ان کو رتبہ معبودیت دے کر ان کی پرستش کرنے لگے۔

دینِ حنیف: خدا پرستی بھی کسی قدر عرب جاہلیت میں تھی اور یہ دو قسم پر تھی ایک تو ایک غیر معلوم اور پوشیدہ قدرت کو جس کو وہ اپنے وجود کا خالق قرار دیتے اور مانتے تھے لیکن اور باقی خیالات ان کے لامذہبی کی طرف زیادہ مائل تھے اور دوسرا گروہ خدا کو برحق جانتا تھا' قیامت' نجات' حشر' بقائے روح اور اس کے جزاء وسزا کا قائل تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولادتِ نبویؐ: جمہور مؤرخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ عبداللہ ابن عبدالمطلب کے انتقال کے چند مہینے ۱۲ ربیع الاول کو عام الفیل[1] کے پہلے برس (یعنی ابرہہ کی چڑھائی کے پچپن روز بعد)

لامذہب: عرب جاہلیت میں لامذہبی کا بھی زور وشور پایا جاتا تھا جو نہ تو بت پرست تھے اور نہ کسی کتاب اور الہامی مذہب کے پابند تھے وہ خدا اور حشر کے منکر تھے اسی وجہ سے جزا اور سزا کے بھی قائل نہ تھے وہ دنیا کو ازلی وابدی قرار دیتے تھے۔

صابئی مذہب: صابئی مذہب والے یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ ہمارا الہامی مذہب ہے اور ہم حضرت شیثؑ اور حضرت اخنوح یعنی ادریس کے پیرو ہیں۔ ان کے یہاں سات وقتوں کی نمازیں اور ایک قمری مہینہ کا روزہ تھا یہ جنازہ کی نماز پڑھتے تھے ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید ان کا دعویٰ صحیح ہو لیکن یہ عیب ان میں آ گیا تھا کہ سبع سیارہ (ساتوں ستاروں) کی پرستش کرتے تھے بایں ہمہ خانہ کعبہ کی بڑی عظمت کرتے تھے۔

یہودی مذہب: یہودی مذہب عرب میں پینتیسویں صدی دنیوی (پانچ صدی قبل مسیح) ہنگامہ بخت نصر میں آیا چند دنوں کے بعد یہودیوں کو ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا تو انہوں نے اپنے مذہب کو پھیلانا شروع کر دیا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ ۳۶۵۰ دنیوی بمطابق ۳۵۴ء قبل مسیح میں وہ نواس حمیری بادشاہ یمن یہودی ہو گیا اس سے عرب میں یہودیت کو ترقی ہوئی۔

عیسوی مذہب: تیسری صدی عیسوی میں عیسوی مذہب نے عرب میں دخل پایا جبکہ مشرقی کلیسا میں خرابیاں اور بدعتیں رفتہ رفتہ رواج پذیر ہو گئی تھیں عام مؤرخین کہتے ہیں کہ یہ زمانہ ذونواس کا تھا لیکن میں اس سے اتفاق نہیں کرتا کیونکہ وہ تقریباً چھ سو برس بیشتر گزر چکا تھا اس مذہب کا شیوع زیادہ نجران میں ہوا اور عرب میں اس نے کچھ زیادہ رواج نہیں پایا البتہ بنو ربیعہ وغسان اور بعض قضاعہ میں عیسائیت پھیلی ہوئی تھی علاوہ ان کے بنو تمیم مجوسی اور اکثر قریش زندقہ تھے۔ واللہ اعلم

انتھی کلام المترجم

جلوس کسریٰ نوشیرواں میں آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے۔ عبدالمطلب بن ہاشم نے من جانب اللہ تعالیٰ آپ کی کفالت و پرورش کی قبیلہ بنو سعد بنو ہوازن اور بنو نضر بن سعد میں آپ کا زمانہ رضاعت[2] تمام ہوا۔ حلیمہ بنت ابی ذویب

---

[1] **سنِ ولادت میں اختلاف:** مؤرخین میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ عام الفیل کس سنہ عیسوی میں واقع ہوا تھا لیکن مابعد کے واقعات کے مطالعہ سے محقق امر یہی قرار پاتا ہے کہ عام الفیل ۵۷۰ء سے مطابق ہے کیونکہ جمہور مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ۶۲۲ء میں مکّہ سے نزول وحی سے تیرہ برس بعد ہجرت کی تھی اور وحی چالیس برس کی عمر میں نازل ہوئی تھی۔ پس جب ہم ان سنوں کو جمع کریں گے تو ترپن سال قمری برآمد ہوتے ہیں اور جب شمسی سال کی تطبیق کی غرض سے اس مدت میں سے ایک برس منہا کیا جائے گا تو باون برس باقی رہ جائیں گے اور پھر جب ان باون کو چھ سو بائیس میں سے منہا کر دیا جائے تو پانچ سو ستر باقی رہ جاتے ہیں۔ پس اس حساب سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت ۵۷۰ء میں ہوئی تھی اور اسی سنہ میں عام الفیل بھی ہوا تھا کیونکہ مؤرخین کا اس امر میں اتفاق ہے کہ آپ عام الفیل کے پہلے برس میں پیدا ہوئے تھے واللہ اعلم

[2] **بچپن کا زمانہ:** ابتداً بعد ولادت چند روز تک ثوبیہ نے آنحضرت ﷺ کو دودھ پلایا جو ابولہب بن عبدالمطلب کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کے چچا حمزہؓ کو بھی اسی ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا اس سبب سے حمزہؓ و مسروق ابن ثوبیہ آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔ عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد ﷺ رکھا اور بی بی آمنہ نے احمد ﷺ کے نام سے موسوم کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن الحرث بن شخنہ بن زراح بن ناضرہ بن حصفہ بن قیس نے دودھ پلایا جب آنحضرت ﷺ کا سنِ مبارک چار سال کا ہوا۔ اس وقت آپ اپنے رضاعی بھائیوں کے ہمراہ بکریوں کے چرانے کے لئے جانے لگے۔ دو فرشتوں نے آ کر آپ کا شکم مبارک چاک[1] کر کے قلب مبارک کو نکالا اور اس سے ایک سیاہ نقطہ صاف کر کے قلب کو اور آنتوں کو برف سے

ہے اس وجہ سے کہ بی بی آمنہ نے خواب میں ایک فرشتہ کو دیکھا تھا۔ جس نے کہا تھا کہ آپ کا نام احمدؐ رکھنا۔ ولادت کے ساتویں روز عبدالمطلب نے قربانی کی اور تمام قبائل قریش کی دعوت کی۔ آٹھویں روز حسب دستور شرفاء عرب' دودھ پلانے کی غرض سے آپؐ کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا وہ آپ کو اپنے گھر لے گئیں' ہر چھٹے مہینے آپ کو لا کر آپ کی والدہ اور دیگر اقربا کو دکھا جاتی تھیں۔ جب آپؐ دو برس کے ہوئے تو آپ کا دودھ چھڑایا گیا۔ لیکن بی بی آمنہ نے بخیال مخالف آب و ہوا آپ کو پھر حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا تھا۔ چار برس کی عمر تک آپ ان کے پاس رہے اس اثناء میں حلیمہ سعدیہ ہر چھٹے مہینے آپؐ کو آپؐ کی والدہ و اقربا سے ملا جاتی تھیں اس کے بعد بی بی آمنہ نے آپ کو اپنے پاس رکھ لیا۔ جب آپؐ کی عمر چھ برس کی ہوئی تو بی بی آمنہ آپؐ کو لے کر مدینہ منورہ گئیں۔ واپسی کے وقت مقام ابواء میں بی بی آمنہ کا انتقال ہو گیا آنحضرت ﷺ مکہ میں پہنچ کر اپنے دادا عبدالمطلب کے سایہ عاطفت میں پرورش پانے لگے۔

[1] شق صدر کا واقعہ علماء سیر اس واقعہ کو شق صدر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس باب میں بعض معتبر کتابوں میں بھی روایتیں نقل کی جاتی ہیں۔ لیکن وہ ایسی مختلف ہیں کہ جن کی مطابقت کسی قدر مشکل نظر آتی ہے قرآن مجید سے اس کی حقیقت اور اصلیت کا پتہ نہیں ملتا۔ البتہ شرح صدر کا قرآن مجید کے پارہ عم سورہ نشراح کی آیت اوّل الم نشرح لک صدرک (کیا ہم نے تیرے لئے سینہ نہ کھول دیا ہے) سے ثابت ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک مدت کے بعد لوگ شرح صدر کو "شق صدر" کہنے لگے ہوں۔ لیکن قرآن مجید سے اس کی اصلیت اور حقیقت کی تصدیق نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقعہ سراسر غلط ہے کیونکہ قرآن مجید احکام الٰہی کی کتاب ہے نہ کہ آنحضرت ﷺ کی بالکل سوانح عمری ہے' ہشامی نے ایک مقام پر حلیمہ سے واقعِ شق صدر کو اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک روز آنحضرت ﷺ اپنے رضاعی بھائی اور بہن کے ساتھ گھر کے قریب مویشی چراتے تھے تو وہ دونوں دفعتہً میرے پاس روتے دوڑتے ہوئے آئے اور یہ بیان کیا کہ دو سفید پوش آدمی ہمارے قریشی بھائی کو پکڑ کر لے گئے اور ان کا سینہ چاک کر ڈالا میں اور میرے شوہر اس مقام پر گئے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کا رنگ مارے خوف کے فق تھا میں نے ان کو اپنے گلے سے لگا لیا ان سے اضطرار کا باعث دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ دو سفید پوش آدمی میرے پاس آئے اور مجھ کو چت لٹا کر میرا دل چیرا اور اس میں سے کوئی چیز نکال لی لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ کیا چیز تھی؟ مسلم میں حضرت انس بن مالک سے روایت نقل کی ہے۔ کہ ایک روز جب آنحضرت ﷺ لڑکوں کے ساتھ مکہ میں کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرائیلؑ ان کے پاس آئے اور ان کا دل چیرا اور ایک قطرہ نکال کر کہا کہ یہ حصہ شیطان کا تھا اس کے بعد اس کو سونے کے طشت میں آب زم زم سے دھویا اور پھر اس کو بجنسہ وہ جہاں رکھا ہوا تھا رکھ دیا۔ لڑکے یہ واقعہ دیکھ کر زہیرہ آنحضرت ﷺ کی کھلائی کے پاس بھاگ کر آئے اور کہا کہ محمد ﷺ کو ایک آدمی نے مار ڈالا وہ فوراً آپ کے پاس آئیں تو حضور ﷺ کا رنگ فق پایا (انس کہتے ہیں کہ) سیون کا نشان جو آپ کے سینہ پر تھا میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔ ان دونوں روایتوں میں مطابقت معلوم نہیں ہوتی۔ پہلی روایت اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ شق صدر مکہ کے باہر حلیمہ کے مکان کے قریب ہوا اور دوسری روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مکہ میں واقعہ ہوا ہے اور پھر ایک سونے کے طشت اور آب زم زم کا ذکر ہے اور ایک میں اس کا کچھ تذکرہ نہیں ہے پھر انہیں حضرت انس بن مالک ..... الخ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھویا۔ جس وقت اس واقعہ کی اطلاع حلیمہ بنت ابی ذویب کو ہوئی تو وہ اس خوف سے کہ مبادا اور کوئی صدمہ یا واقعہ پیش نہ آئے آپؐ کو بی بی آمنہ کے پاس لائیں اور واقعہ شقِ صدر سے مطلع کیا۔ بی بی آمنہ نے کہا کہ تم ان کو واپس لے جاؤ یہاں کی آب وہوا ان کے مزاج کے موافق نہ ہوگی میں اس واقعہ سے مطلق ہراساں نہیں ہوئی۔ اللہ جل شانہ نے ان کو بہت سے کرامتیں مرحمت فرمائی ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کی ابتدائی زندگی: بعدازاں جب آپؐ کی عمر چھ برس کی ہوئی تو بی بی آمنہ آپؐ کو مدینہ منورہ اپنے اعزا اور اقارب سے ملانے کے لئے لے گئیں۔ واپسی میں مقام ابواز میں بی بی آمنہ کا انتقال ہوگیا اور جب آپؐ آٹھ برس کے ہوئے تو آپؐ کے دادا عبدالمطلب بن ہاشم فوت ہوگئے۔ بوقت وفات عبدالمطلب نے آپؐ کو پرورش وتربیت کی غرض سے اپنے لڑکے ابوطالب کے سپرد کیا۔ ابوطالب نے نہایت شفقت ومحبت پدری کے ساتھ آپؐ کی پرورش کی اور مثل مہربان پدر کے آپؐ کی خبر گیری کرتے رہے۔ زمانہ رضاعت وطفولیت سے ہی آپؐ کی حالت عجیب تھی۔ عربوں کی جاہلیت سے آپؐ بالکل بیزار تھے لڑکوں کے ساتھ نہیں کھیلتے تھے خلوت کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ اللہ جل شانہ نے آپ کو ہر خصائل رذیلہ وعادات خسیسہ سے اپنے حفظ وامان میں رکھا۔

شام کا سفر: جب آپؐ نے بارہ برس کے ہوکر تیرہویں سال میں قدم رکھا تو ابوطالبؓ کے ہمراہ شام کی طرف سفر کیا۔ بصرے کے قریب بحیرہ راہب کے صومعہ کے پاس سے ہوکر گذرے۔ بحیرہ راہب نے آپؐ میں آثار نبوت دیکھ کر اپنی قوم کو طلب کیا اور آپؐ کی نبوت سے ان کو مطلع کیا جس کا قصہ کتب سیر میں موجود ومشہور ہے پھر دوبارہ آپؐ حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ کا تجارتی سامان لے کر ان کے غلام میسرہ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ نسطورا راہب کی طرف جس وقت آپؐ کا گزر ہوا اس نے آپؐ میں شان نبوت دیکھ کر میسرہ کو آپؐ کے حالات سے آگاہ کیا اس نے واپسی پر حضرت خدیجہ کو کل واقعات سے آگاہ کیا۔ حضرت خدیجہؓ نے یہ سن کر خود کو آپ کی زوجیت میں دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔

حضرت خدیجہؓ سے عقد: ابوطالب بن عبدالمطلب، حضرت خدیجہؓ کے باپ کے پاس آئے اور آپ کی منگنی بی بی خدیجہ سے کرکے رؤسا قریش کی موجودگی میں عقد کی رسم ادا کردی اور محفلِ عقد کی رسومات سے فارغ ہوکر حضرت ابوطالب نے ذیل کا خطبہ[1] پڑھا۔

نے ایک دوسری روایت میں شق صدر کا واقعہ شب معراج بیان کیا ہے کہ یہ زمانہ اس زمانے سے جو اس روایت میں ہے بالکل مختلف ہے ممکن ہے کہ حضرت انس کے بعد راوی نے اس روایت میں سے جو انس کی معراج کے متعلق ہے ایک ٹکڑا کاٹ کر علیحدہ بیان کردیا ہو علاوہ اس کے انس خود بروقت وقوع اس کے واقعہ کے موجود نہ تھے اور نہ انہوں نے ان راویوں کے نام بیان کئے جن کے ذریعہ سے ان کو یہ روایت پہنچی بہرکیف علاوہ ان کے دو بزرگوں کے اور علماء نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں اس واقعہ کو مختلف طریقوں سے لکھا ہے۔ فمن شاء ظهير جع اليها

[1] اس خطبہ کی نسبت نقادین فن تاریخ کا یہ خیال ہے کہ یہ خطبہ ابوطالب کا نہیں ہے بلکہ الحاقی ہے کیونکہ اولاً عرب جاہلیت کا یہ دستور نہ تھا بلکہ وہ اکثر اور ہمیشہ یوں کہا کرتے تھے کہ ہم ایسے ہیں ہم میں یہ شرافت ہے یہ بزرگی ہے ثانیاً عرب میں سب سے پہلے کلام الحمد سے ابتداء کرنے کا طریقہ آنحضرت ﷺ نے جاری فرمایا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آنحضرت سے پہلے الحمد یا اللہ کا لفظ موجود نہ تھا۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ یہ طریقہ جاری کیا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ سب سے پہلے خدا کی تعریف کی جائے اور اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((الحمدللّٰہ الذی جلعنا من ذریة ابراھیم و زرع اسمعیل وضعنے معد و عنصر مضر وجعل لنا بیتا محجوجا وحرما امناوجعلنا امناء بیته و سواس حرمه و جعلنا الحکام علی الناس ان ابن اخی محمد بن عبداللّٰہ من قال علمتم قرابته و هو لا یوذن باحد الارجح به فان کان فی الدال قل فان المال ظل زائل

وقد خطب خدیجة بنت خویلد و بذل لها من الصداق ما عاجله واجله من مالی کذا کذا و هو اللّٰہ بعد هذا اله بنأ عظیم و خطر جلیل))

''یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے ہمارے لئے ایک گھر بنایا جس کا حج کیا جاتا ہے اور امن و احترام والا بنایا اور ہم کو اپنے گھر کا محافظ اور اپنے حرم کی خیر خبر لینے والا مقرر کیا اور ہمیں لوگوں پر حاکم بنایا۔ بلاشبہ تمہیں میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ کی رشتے داری معلوم ہے ان کا جس کے ساتھ مقابلہ کیا جائے گا اسی سے بازی لے جائیں گے اگر ان کے پاس مال کم ہے تو کیا ہے۔ مال تو چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ محمدؐ نے خدیجہؓ بنت خویلد کو پیام دیا اور میرے مال سے اتنا مہر معجّل اور مؤجل منظور کیا ہے یقین ہے کہ چند دنوں کے بعد ان کی حالت اچھی ہو جائے گی اور ان کا نام چمک اٹھے گا۔ آنحضرت ﷺ کا سن مبارک اس وقت پچیس برس کا تھا اور عقد آپؐ کا فجار کے پندرہ برس بعد ہوا۔

تعمیر کعبہ: جب آپ پینتس برس کے ہوئے تو قریش نے جمع ہو کر کعبہ کو منہدم کر کے از سر نو بنانا شروع کیا۔ جس وقت حجر اسود کے رکھنے کی نوبت آئی تو آپس میں سب لڑنے لگے۔ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ حجر اسود کو میں اپنے ہاتھوں سے رکھوں رفتہ رفتہ یہ جھگڑا اس قدر طول پکڑ گیا کہ بنوعبدالدار نے اور مارنے پر قسم کھا بیٹھے۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر قریش یک جا ہو کر مشورہ کرنے لگے۔ ابوامیہ نے کہا کہ ''بہتر ہوگا کہ پہلے جو شخص مسجد میں داخل ہو اس کو تم لوگ اپنا حاکم بنا لو۔ قریش اس امر پر راضی ہو گئے۔

حجر اسود کا واقعہ: اس اثناء میں آنحضرت ﷺ تشریف لائے لوگوں نے کہا کہ یہ امین ہیں یہ فیصلہ امانت داری سے کریں گے انہیں کو حکم بناؤ پس جس وقت آپ کے روبرو یہ قضیہ پیش کیا گیا تو آپؐ نے ایک کپڑے میں حجر اسود کو رکھ کر قریش سے فرمایا کہ اس کپڑے کے کنارے پکڑ لو کسی کو کسی پر کچھ فضیلت نہ ہوگی اور نہ کوئی جھگڑا باقی رہ جائے گا چنانچہ قریش نے آپ کے کہنے سے کپڑے کے کنارے پکڑ لئے جس وقت حجر اسود اپنے مقام کے قریب پہنچا تو آپؐ نے اپنے دست مبارک سے لے کر اس کو اس کی جگہ پر رکھ دیا اس واقعہ میں یہ چار آدمی عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس، اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ، ابوحذیفہ بن مغیرہ بن عمر بن مخزوم، قیس بن عدی السہمی سردار پیش پیش تھے۔

امین کا لقب: اس کے بعد آنحضرت ﷺ طہارت و عبادت میں نہایت استقلال سے کوشش فرمانے لگے۔ آپؐ کی ذات بابرکات میں ایک اعلیٰ درجہ کا اخلاق اور صبر فصاحت و بلاغت و خوش بیانی اس طرح جمع ہو گئی تھی کہ عالم شباب ہی میں

لہ احسانات کا ذکر کیا جائے ثالثاً عرب جاہلیت میں اس وقت تک عرب میں مہر موجل کا رواج نہیں ہے پھر اس کے کیا معنی کہ اس نے میرے مال سے اس قدر مہر معجّل اور اس قدر مہر مؤجل ادا کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ نے امین کا لقب پالیا تھا۔

بعثت: وحی کے نازل ہونے سے پہلے آنحضرت ﷺ نے رویاء صالحہ دیکھنا شروع کیا کاہن اور آسمانی کتابوں کے عالم آپس میں ظہور شان و نبوت کے چرچے و تذکرے کرنے لگے آنحضرت ﷺ عبادت کے خیال سے تنہائی و خلوت کو زیادہ پسند فرمانے لگے۔ اکثر غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور وہیں دو دو چار چار راتیں متواتر عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی ولادت کے چالیسویں سال اور بعض کہتے ہیں تینتالیسویں سال آپ پر وحی[1] نازل ہوئی۔ کبھی کبھی فرشتہ کسی آدمی کی شکل میں آتا اور آپؐ سے بھی ہم کلام ہوتا تھا اور کبھی آپؐ پر القا ہوا کرتا تھا اور کسی وقت چادر یا اور کوئی چیز لپیٹ کر لیٹ جاتے تھے۔ اور وحی سلسلہ جرس کی آواز کی طرح نازل ہوتی تھی۔ اس آخر صورت میں آپؐ کو سخت تکلیف ہوتی تھی جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے ((و هو اشد علی)) ''یعنی اور وہ مجھ پر زیادہ سخت ہے'' الغرض جو وحی ابتداً آپؐ پر غار حرا میں نازل ہوئی وہ ﴿اقراء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقراء و ربک الاکرم الذی بالقلم و علم الانسان ما لم یعلم﴾ یعنی ''آپؐ اپنے پروردگار کے نام سے پڑھئے جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے بنایا آپؐ پڑھئے آپؐ کا پروردگار بڑی عزت والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور انسان کو وہ علوم سکھائے جس سے وہ نا آشنا تھا''۔

معراج: بی بی خدیجہؓ نے آپؐ کی باتوں کی تصدیق کی اور آپؐ پر ایمان لائیں اس کے بعد آنحضرت ﷺ پر

---

[1] حدیث شریف میں حضرت عائشہ زوجہ مطہرہ آنحضرت ﷺ سے روایت ہے کہ ابتداً جو آپؐ پر از قسم وحی نازل ہوئی وہ رویاء صادقہ تھے جو مثل سفیدی صبح نمایاں ہوتے تھے ایک روز آپؐ غار حرا میں مصروف عبادت تھے کہ اس اثناء میں حضرت جبرائیلؑ آئے اور کہا "یا محمد انت رسول اللہ" (اے محمدؐ تم خدا کے پیغمبر ہو) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس آواز سے کسی قدر خائف ہو کر مکہ میں واپس آیا دوسرے روز جب پھر آپؐ تشریف لے گئے تو جبرائیلؑ امین دوبارہ آئے اور وہی کلمہ ارشاد فرمایا آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ پر اس کلمہ سے ایسا خوف غالب ہوا اور جی میں آیا کہ میں اپنے کو پہاڑ سے نیچے گرا دوں چنانچہ میں نے اس امر کی کوشش کی۔ لیکن حضرت جبرائیلؑ نے آ کر کہا ((یا محمدؐ انا جبرئیل و انت رسول اللہ)) یعنی ''اے محمدؐ میں جبرائیلؑ ہوں اور تم خدا کے پیغمبر ہو'' پھر جبرائیلؑ نے کہا اقراء (پڑھ) آپؐ نے فرمایا اقراء (کیا میں پڑھوں) حضرت جبرائیلؑ نے یہ سُن کر آپؐ کو تین بار سینے سے دبایا۔ یہاں تک کہ آپؐ کی قوت جاتی رہی۔ پھر جبرائیلؑ نے ﴿اقرا باسم ربک﴾ الخ پڑھا اور آپکو پڑھایا اس کے بعد جب آپؐ مکہ میں واپس آئے تو پسینہ میں شرابور تھے چہرہ زرد تھا۔ حضرت خدیجہ سے آپؐ نے فرمایا ((زملونی زملونی فانی خشیت)) ''یعنی مجھ کو کچھ اڑھا دو اڑھا دو بے شک میں ڈر گیا ہوں'' تھوڑی دیر کے بعد حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ مجھکو اپنی خیر نہیں معلوم ہوتی آج مجھ پر یہ واقعات گزرے ہیں حضرت خدیجہ نے تسکین دلائی اور آپکو اپنے ہمراہ ورقہ بن نوفل اپنے چچازاد بھائی کے پاس لے گئیں جو کتب آسمانی سے بخوبی واقف اور علماءِ نصاریٰ میں ایک سربرآوردہ شخص تھے۔ ورقہ بن نوفل نے ان واقعات کو آنحضرت کی زبان مبارک سے سنکر کہا یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ بن عمران کے پاس آتا تھا اگر میں اس وقت تک زندہ رہتا جبکہ تمہاری قوم تم کو یہاں سے نکالے گی تو میں تمہاری خاطر خواہ مدد کرتا۔ تم خائف نہ ہو تمکو خدا نے اپنی رسالت کے لئے برگزیدہ کیا آنحضرت ﷺ کو ان کلمات سے تعجب سا ہوا۔ آپ نے استفسار فرمایا' کیا مجھ کو میری قوم یہاں سے نکالے گی؟ ورقہ نے کہا بے شک آج تک تو ایسا ہی ہوا ہے کوئی آنے والا ایسا نہیں آیا جسکے ساتھ اسکی قوم نے دشمنی نہ کی۔ ہکذا فی کتب السیر والتواریخ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز[1] فرض کی گئی۔ حضرت جبرائیلؑ آئے اور وضو کر کے بجمیع ارکان وافعال تمام نماز پڑھ کر آپؐ کو دکھائے۔ آپؐ نے ان کی پیروی کی۔ اس کے بعد شبِ معراج میں آپؐ مکّہ سے بیت المقدس اور پھر وہاں سے ساتواں آسمان اور سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لے گئے: ﴿فاوحی الیه ما اوحی﴾ ''پس اللہ تعالیٰ نے آپ (ﷺ) پر وحی بھیجی جو وحی بھیجی''۔

معراج کے متعلق مختلف آراء: (مترجم) علماء تاریخ وسیر نے جس طرح واقعۂ معراج جسمانی میں اختلاف کیا ہے۔ ویسا ہی اوقاتِ معراج اور مکان اسراء (یعنی جس مکان سے آنحضرت ﷺ کو معراج ہوئی ہے) میں مختلف الروایات ہوتی ہیں شفاء میں قاضی فیاض لکھتا ہے((فذهب طائفة الى انه اسرىٰ بالروح و انه رويا منام مع اتفاقه و ان رويا الانبياء حق و وحي و الىٰ هذا اذهب معاويه و حكى عن الحسن و المشهور عنه خلافه و اليه اشار محمد بن اسحاق)) یعنی ''علماء کی ایک جماعت کے نزدیک آپؐ کو روحانی معراج ہوئی جو خواب کا واقعہ تھا بالاتفاق انبیاء کے خواب سچّے اور وحی سے ہوتے ہیں معاویہ کا یہی قول ہے اور حسن کا بھی لیکن حسن کا مشہور قول اس کے خلاف ہے جیسا کہ محمد بن اسحاق نے بتایا ہے'' اور تفسیر کبیر میں لکھا ہے((وحكى عن محمد بن جرير الطبرى فى تفسير عن حذيفتانه قال ذلك رويا و انه ما نقد جسد رسول ﷺ و انه اسرى بروحه و حكى هذا القول ايضا عن عائشه و عن معاويه)) یعنی ''تفسیر ابن جریر میں حذیفہ کا بیان ہے کہ معراج کا واقعہ خواب کا واقعہ جسمانی معراج نہیں ہوئی۔ بلکہ روحانی ہوئی (آگے ابنِ جریر فرماتے ہیں) یہی قول حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت معاویہؓ سے منقول ہے جو علماء جسمانی معراج کے قائل ہیں ان کے پاس بھی حدیثوں سے دلائل ہیں جو قتادہ اور انس سے منقول ہیں علاوہ ازیں قرآن سے بھی جسمانی معراج معلوم ہوتی ہے پندرہویں پارے میں حق تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿سبحان الذى اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى الذى باركنا حوله لنريه من اياتنا انه هو السميع البصير﴾

''یعنی وہ پاک ہے جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا جس کے چاروں طرف ہم نے برکت رکھی ہے تا کہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں بے شک اللہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج جسمانی ہوئی کیونکہ اسریٰ کے معنی رات کے سفر کرنے کے ہیں نہ کہ حالت

---

[1] ۔ علماء تاریخ نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ بعد اقراء تعلیم وتوحید و برأت اوثان شرعی احکام سے جس کو اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر فرض کیا تھا وہ نماز تھی۔ پس جب وہ بعد نزول وحی آپؐ پر نماز فرض کی گئی تو حضرت جبرائیلؑ آپؐ کی خدمت میں آئے اور اس وقت آپؐ اعلیٰ مکّہ میں تھے ان کو وہ وادی کی طرف لائے اور ٹھوکر زمین پر ماری جس سے ایک چشمہ پیدا ہو گیا حضرت جبرائیلؑ نے اس سے وضو کیا اور آپؐ دیکھتے رہے بعد ازاں آنحضرت ﷺ نے بھی اسی طرح وضو فرمایا جس طرح سے حضرت جبرائیلؑ نے کیا تھا پھر حضرت جبرائیلؑ نے اٹھ کر نماز پڑھی اور آپ نے ان کے ساتھ انہی کی پیروی میں نماز پڑھی نماز وضو کی تعلیم سے فارغ ہو کر آپؐ مکّہ میں تشریف لائے اور حضرت خدیجہ کو وضو اور نماز کی تعلیم فرمائی واقدی کا بیان ہے کہ باتفاق علماء وسیر وتواریخ حضرت خدیجہؓ اول اہل قبیلہ ہیں جس نے آنحضرت ﷺ کے دعوتِ اسلام قبول کی اور آپ کے ہمراہ نماز پڑھی اور عبد کے معنی جس میں روح وجسم دونوں ہوں جسم بے روح یا روح بے جسم کو عبد نہیں کہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رویا میں ایک جگہ سے دوسری جگہ کے جانے کو کہتے ہیں ہم کو اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ہم اسریٰ کے معنی اس مقام پر رویا میں ایک جگہ سے دوسری جگہ کا جانا مراد لیں پس اگرچہ اس کے معنی اصلی (یعنی سفر شب) ہم مراد لے سکتے ہیں اس کے علاوہ لفظ ''بعبدہ'' صاف طور سے کہہ رہا ہے کہ معراج جسمانی ہوئی کیونکہ اس کے معنی ہیں ''اپنے بندہ'' کے اور اس کا اطلاق روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے پس جب تک روح اور جسم دونوں کا جانا نہ ثابت ہو اس وقت تک 'اسریٰ بعبدہ'' کے معنی درست نہیں ہو سکتے' روحانی معراج کے قائل اس آیت کے مقابلہ میں سورہ اسریٰ کی دوسری روایت ﴿و جعلنا الرویا اللتی اریناک الا فتنہ للناس﴾ یعنی ''ہم نے جو خواب آپؐ کو دکھایا اسے لوگوں کی آزمائش ہی کے لئے دکھایا' معراج کو ماننے والے جسمانی کہتے ہیں کہ اگرچہ بالعموم رویا کے معنی خواب میں دیکھنے کے ہیں لیکن اس کا اطلاق آنکھ کے دیکھنے پر بھی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ''رویا'' کا لفظ جو قرآن مجید میں آیا ہے اس کے معنی آنکھ سے دیکھنے کے ہیں اس دلیل سے کہ بخاری میں لکھا ہے ((عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ و ما جعلنا الرویا اللتی اریناک الا فتنۃ قال ھی رویا و عن ارھا رسول اللہ ﷺ لیلۃ اسری بہ الیٰ بیت المقدس)) یعنی ''و ما جعلنا الرویا کی تفسیر میں ابن عباس کا بیان ہے کہ یہ آنکھوں کی روایت ہے (خواب نہیں) جو آپؐ کو اس وقت ہوئی جب راتوں رات آپؐ کو بیت المقدس لے جایا گیا۔

قتادہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ شب معراج میں چت لیٹے ہوئے تھے۔ حسنؒ کی روایت شہادت دیتی ہے کہ آنحضرت ﷺ معراج کی رات' مقام حجر میں سوئے ہوئے تھے۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ مسجد حرام میں آرام فرما رہے تھے' ام ہانیؓ کی روایت میں ہے کہ معراج کی رات رسول اللہ ﷺ نماز عشاء پڑھ کر ہم میں سو رہے تھے اور فجر سے پہلے ہم نے آپؐ کو جگایا بعض علماء کہتے ہیں کہ ہجرت سے تین برس پہلے معراج ہوئی اور بعض ایک برس پہلے بتلاتے ہیں۔ بہرکیف یہ ایک اختلافی واقعہ ہے روایات سے کوئی تسکین دہ فیصلہ نہیں ہو سکتا البتہ اگر اللہ جل شانہ کی قدرت کاملہ پر نظر کی جائے تو کچھ بعید نہیں معلوم ہوتا۔

معراج جسمانی: معراج جسمانی یا علم رویا کے واقعات کو ہم اس مقام پر بوجہ شہرت ذکر کرنا نہیں چاہتے باقی رہے وہ احکام جو سورہ اسریٰ کو بغیر دیکھنے سے معلوم ہوتے ہیں اور یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید یہی احکام آنحضرت ﷺ کو شب معراج میں مرحمت ہوئے تھے وہ حسب ذیل ہیں۔

و لا تجعل مع اللہ الھا آخر فتقعد مذموماً مخذولا	(ترجمہ) اللہ کے ساتھ دوسرا معبود مقرر نہ کرو ورنہ قابل ملامت و ذلت بن جاؤ گے
وقضی ربک الاتعبدوا الاّ ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احداھما او کلاھما فلا تقل لھما اف و لا تنھر ھما و قل لھما قولاً کریما	آپ کے ربّ نے حکم فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اگر تمہاری زندگی میں ان میں سے کوئی یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو خبردار انہیں ہوں بھی نہ کرنا اور نہ انہیں ڈانٹنا بلکہ ان سے عزت والی بات کرنا اور ان کے آگے سر جھکا دینا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واخفض لهما جناح الذل من الرحمة و قل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا

اور ان کے لئے یہ دعا مانگتے رہنا کہ اے پروردگار جیسے مجھے انہوں نے کم سنی میں محبت سے پالا ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔

و ات ذالقربیٰ حقه و المسكين

عزیزوں کو ان کا حق ادا کرو اور محتاجوں کو بھی اور مسافروں کو بھی اور فضول خرچی نہ کرو

و ابن السبيل و لا تبذر تبذيرا ولا تجعل يدك مغلولة الىٰ عنقك ولا تبسطها كل البسط فتقعد ملوماً محسورا

نہ تو اپنا ہاتھ گردن میں باندھ کر رکھ اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے کہ قابل ملامت بن کر اور تھک کر بیٹھ جاؤ۔

ولا تقتلوا اولادكم خشية املاق نحن نرزقهم و اياكم ان قتلهم كان خطاً كبيرا

غربت کے ڈر سے اپنی اولاد قتل نہ کرو ان کا اور تمہارا رزق ہمارے ذمہ ہے یاد رکھو اولاد کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے۔

ولا تقربوا الزنا انه كان فاحشة وساء سبيلا ولا تقتلوا النفس التي حرم الله الا بالحق

زنا کاری کے قریب تک نہ جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی اور بُری راہ ہے ناحق کسی کو قتل نہ کرو جس کا قتل اللہ نے حرام کر دیا ہے۔

ولا تقربوا مال اليتيم الا باللتي هي احسن حتى يبلغ اشده و اوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا

بجز قابل تعریف طریقے کے یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جاؤ جب تک وہ جوان نہ ہو جائیں اور عہد پورا کرو کیونکہ عہد کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

و اوفوا الكيل اذا كلتم و زنوا بالقسطاس المستقيم

جب ناپو تو پورا پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تولو۔

ولا تقف ما ليس لك به علم ان السمع و البصر و الفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا

جس بات کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو یاد رکھو کان، آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پُرس ہوگی۔

ولا تمش في الارض مرحا انك لن تخرق الارض و لن تبلغ الجبال طولاً

زمین پر اکڑ کر نہ چلو نہ تو تم زمین ہی پھاڑ سکتے ہو اور نہ پہاڑ کے برابر اونچے ہی ہو سکتے ہو۔

كل ذلك كان سيئه عند ربك مكروها

یہ تمام بُری باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلک مما اوحیٰ الیک ربک من الحکمۃ و لا تجعل مع اللہ الھا اٰخر فتلقیٰ فی جھنم ملوماً مدحوراً	اللہ نے تمہیں یہ دین کی پکی باتیں وحی سے بتائیں اللہ کے ساتھ دوسرا شریک معبود نہ کرو ورنہ بُرے بن کر اور ذلیل ہو کر جہنم میں جھونک دیئے جاؤ گے۔

ان آیات کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے ضروریات دین کے اعتقادی اور عملی احکام دونوں معراج میں مرحمت فرمائے اس دعوے کی تائید گزشتہ آیت بخوبی کرتی ہے علاوہ ان اعتقادی اور عملی احکام کے اللہ جل شانہ نے پانچ وقت کی نمازیں اور ماہ رمضان کے روزے فرض کئے ہم کو یقین کامل ہے کہ جو شخص اس سورہ مبارکہ کو بغور پڑھے گا وہ ضرور ہماری اس رائے سے اتفاق کرے گا۔ واللہ اعلم بالصواب انتہی کلام المترجم۔

اسلام کی خفیہ تبلیغ: ایک مدت سے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی کفالت آنحضرت ﷺ اور حضرت جعفرؓ کی کفالت حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب کر رہے تھے یہ دونوں بزرگ مسلمان ہو گئے تھے اور حضرت ابوطالب سے چھپ کر پہاڑ کے دروں میں جا کر نماز پڑھتے تھے۔ اتفاق سے ایک روز ابوطالب اس طرف آ نکلے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو ایمان و اسلام کی دعوت دی۔ حضرت ابوطالب نے فرمایا میں اپنا اور اپنے آباء و اجداد کا دین نہیں چھوڑ سکتا' البتہ تمہاری وجہ سے تمہاری مخالفت نہیں کروں گا۔ اس کے بعد علی ابن ابوطالب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ''دیکھو محمد ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑنا' یہ تم کو بھلائی کے سوا کچھ نہ سکھائیں گے''۔

سابقین اوّلین: علماء سیر لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ ایمان لائیں بعد ازاں حضرت ابوبکرؓ و حضرت علیؓ بن ابوطالب اور حضرت زیدؓ بن حارثہ (آنحضرت ﷺ کے خادم) و حضرت بلالؓ و بن حمامہ (حضرت ابوبکرؓ کے غلام) نے اسلام قبول کیا' پھر حضرت عمر بن عبسہ سلمی و حضرت خالد بن سعید بن العاصی بن امیہؓ مسلمان ہوئے۔ ان بزرگوں کے بعد قریش کے ایک گروہ نے دین اسلام قبول کیا۔ جن کو اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کی مصاحبت کے لئے کل قوم سے برگزیدہ کیا اور ان میں سے اکثر مشہور بابختہ ہوئے۔

در پردہ تبلیغ کے زمانہ کے مسلمان: حضرت ابوبکر صدیقؓ چونکہ رقیق القلب محبوب خلائق نرم مزاج تاجر پیشہ تھے۔ تالیف قلوب کا مادہ ان میں زیادہ تھا۔ قریش آپ سے زیادہ مانوس تھے اس وجہ سے ان کے ذریعہ بنو امیہ میں حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ اور خاندان بنو عمرو بن کعب بن اسد بن تیم سے طلحہؓ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو اور بنو زہرہ بن قصی سے سعد بن ابی وقاص (ان کا نام مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ ہے) اور عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن الحرث بن زہرہ اور بنو اسد بن عبدالعزیٰ سے زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد (یہ آنحضرت ﷺ کی پھوپھی صفیہ کے لڑکے ہیں) رضی اللہ عنہم ایمان لائے بعد ازاں بنو حرث بن مہر سے ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حرث اور بنو مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب سے ابوسلمہ عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم اور بنو جمح بن عمرو ابن ہصیص بن کعب سے عثمان ابن مظعون بن حبیب بن وہب بن حزافہ بن جمح اور ان کے بھائی قدامہ بن مظعون اور بنو عدی سے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن عدی اور سعید کی بیوی فاطمہ ہمشیرہ عمر ابن الخطاب بن نفیل اور سعید کے باپ زید بن عمرو رضوان اللہ علیہم اجمعین اسلام میں بطیب خاطر داخل ہوئے یہ زید بن عمرو ہی ہیں جنہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جاہلیت میں بت پرستی چھوڑ دی تھی۔ توحید کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ پھر عمیرؓ سعد بن ابی وقاص کے بھائی اور عبداللہ بن مسعود ابن غافل بن حبیب بن شمخ ابن قار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حرث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ حلیف بنو زہرہ مسلمان ہوئے۔

معجزۂ رسول ﷺ: عبداللہ بن مسعود عقبہ بن مغیط کی بکریاں چراتے تھے ایک روز آنحضرت ﷺ ان کے بکریوں کے گلہ کی طرف سے ہو کر گزرے اور ان کی اجازت سے اس بکری کا دودھ آپؐ نے دوہا جس کا دودھ بند ہو گیا تھا۔ عبداللہ بن مسعود یہ معجزہ دیکھ کر حیران ہو گئے اور اسی وقت ایمان لے آئے ان کے بعد جعفر بن ابو طالب بن عبدالمطلب اور ان کی بیوی اسماء بنت عمیس بن نعمان ابن کعب بن قحافہ خثعمی' سائب بن عثمان بن مظعون' ابو حذیفہ بن عتبہ ابن ربیعہ بن عبد شمس (ان کا اصلی نام مہشم تھا) اور عامر بن فہیرہ ازدی' عمار بن یاسر عنسی بن مذحج ابو مخزوم کے آزادہ کردہ غلام اور صہیب بن سنان (بنو نمر بن قاسط حلیف بنو جلفان سے) سلام اللہ علیہم اجمعین اسلام لائے۔

علانیہ تبلیغ: ان بزرگوں کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت بن گئی جس میں جوان لڑکے' بوڑھے عورتیں سب شامل تھے لیکن مشرکین کے خوف سے جنگل اور پہاڑوں کی طرف چلے جاتے تھے۔ وہیں نمازیں پڑھتے تھے لیکن قریش کا کوئی جلسہ ایسا نہ ہوتا تھا جس میں تبلیغ اسلام نہ ہو وحی کے نازل ہونے کے تیسرے سال آنحضرت ﷺ کو دعوت عامہ دینے اور اسلام کی طرف بلانے کا حکم صادر ہوا۔ چنانچہ آپؐ نے کوہ صفا پر چڑھ کر اہل قریش کو بلا کر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا((لو اخبرتکم ان العدو مضجکم او ممسیکم اما کنتم تصدقونی قالو بلی قال فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید)) یعنی ''اگر میں خبر دوں کہ تم پر دشمن صبح و شام میں حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا مان لو گے' لوگ بولے ہاں ہم آپ کو سچا مانیں گے فرمایا اچھا تو میں تمہیں سامنے والے (آنے والے) سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ قریش اس اعلان کو سنتے ہی منتشر[1] ہو گئے ہیئت اجتماعی خالی رہی۔

بنی ہاشم کو دعوت اسلام: اس کے بعد آیۃ ﴿وانذر عشیرتک الاقربین﴾ نازل ہوئی اس کے بعد متواتر الہامات اور وحی نازل ہونے لگے اس وقت آپ کے حکم سے حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا آپ نے اولاد عبدالمطلب[2] کو جمع کر کے کھانا کھلایا' اسلام کی دعوت دی' بت پرستی سے منع فرمایا اور عذاب الٰہی سے ڈرایا لیکن اولاد عبدالمطلب نے ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیا۔ پھر جب قریش نے دیکھا کہ ان کے بتوں کی برائیاں علی الاعلان کی جاتی ہیں اور ان کی پرستش سے روک ٹوک کی جاتی ہے تو ان کو یہ عمل ناگوار گزرا۔ وہ سب کے سب ایک مقام پر جمع ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی عداوت پر کمربستہ ہو گئے حضرت ابو طالب نے ان کی اس رائے کی مخالفت کی اور ان کو اس فعل سے روکنے لگے بلکہ آنحضرت ﷺ کی حمایت پر آمادہ ہو گئے۔ اہل قریش ابو طالب کی مخالفت سے مجبور ہو کر عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ بن عبد شمس' ابوالبختری بن ہشام بن حرث بن اسد بن عبدالعزیٰ' اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ' ولید بن

---

[1] مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر ابولہب بھی موجود تھا اس نے یہ اعلان سن کر ((تبا لک اما جعلنا الالھذا)) یعنی ''تجھ پر تف ہو کیا ہم کو اسی لئے جمع کیا تھا'' ابولہب کے اٹھتے ہیں سورہ ﴿تبت یدا ابی لھب﴾ نازل ہوئی

[2] اس جلسہ میں تقریباً چالیس آدمی تھی جس میں آنحضرت ﷺ کے خاص اعزا و اقربا بھی تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ابوجہل عمر بن ہشام بن مغیرہ برادر زادہ ولید عاصی بن وائل بن ہشام بن سعد بن سہم بنیہ و منبہ پسران حجاج بن علی بن حذیفہ بن سہم اسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ کو انصاف کرنے کے لئے حضرت ابوطالب کے پاس بلا لائے۔ ان اصحاب نے حضرت ابوطالب سے آنحضرت ﷺ کی تکلیف دہی کے بارے میں بحث ومباحثہ کیا حضرت ابوطالبؑ نے ان کو نہایت معقول جواب دے کر خاموش کر دیا۔

ابوطالب اور وفد قریش: دوسرے دن پھر قریش مع ان اصحاب کے (جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے) حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور اس امر کی خواہش کی کہ آنحضرت ﷺ کو ان کے مواجہہ میں بلا کر اس جدید فعل سے روکیں اور ان سے بحث کریں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ حسب طلب ابوطالب اس مجمع میں تشریف لائے قریش نے اپنے دلائل پیش کئے۔ آنحضرت ﷺ نے قرآن مجید کی چند آیات پڑھ کر ارشاد فرمایا: ((یا عماہ لا اترک ھذا الامر حتی یظھر اللہ او اھلک فیہ)) یعنی چچا جان میں یہ کام نہیں چھوڑوں گا۔ حضرت ابوطالب یہ سُن کر خاموش ہو رہے قریش کا مجمع منتشر ہو گیا۔ اس وقت حضورؐ نے پھر حضرت ابوطالب سے مخاطب ہو کر دعوتِ اسلام دی لیکن حضرت ابوطالب نے کہا ''اے برادر زادے جو تمہارے وجی میں آئے کہو لیکن میں بخدا کبھی ایمان نہ لاؤں گا اور نہ اپنے آبائی دین کو ترک کروں گا''۔

مسلمانوں پر مظالم: ان واقعات کے بعد جب اہل قریش نے یہ دیکھا کہ آنحضرت ﷺ دعوتِ اسلام سے باز نہیں آتے اور مسلمانوں کی جماعت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے تو بنو ہاشم اور بنو مطلب نے جمع ہو کر آنحضرت ﷺ اور کل مسلمانوں کو اذیتیں پہنچانے کا عہد و پیمان کیا۔ بظاہر اس عہد و پیمان میں بنو ہاشم اور بنو مطلب پیش پیش تھے لیکن درحقیقت ہر قبیلہ عرب جو اس وقت مکّہ اور اس کے قرب و جوار میں تھا اس عہد و اقرار میں شامل تھا۔ یہاں تک کہ جہاں کہیں یہ لوگ غریب مسلمانوں کو پاتے پتھروں سے مارتے طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے نماز نہ پڑھنے دیتے تھے۔ نماز کی حالت میں اونٹوں بکریوں کی آنتیں مزبلہ کی غلاظت لا لا کر نمازیوں پر ڈالتے تھے۔ جب ان کی یہ تکلیف دہی حد سے بڑھ گئی تو آپ نے غریب مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم صادر فرمایا۔

ہجرتِ حبشہ: والیٔ حبشہ اور اہل قریش سے تجارت کا عہد نامہ تھا وہ اکثر والیٔ حبشہ کی تعریف کیا کرتے تھے الغرض سب سے پہلے عثمان ابن عفان اور ان کی بیوی رقیہ بنت رسول ﷺ اور ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بن عامر بن لوی اور زبیر بن العوام و مصعب بن عمیر بن عبد شمس و ابومنیرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ عامری و سہیل ابن بیضا (بنو حرث بن فہر سے) عبداللہ بن مسعود عامر بن ربیعہ عنزی حلیف بنو عدی (یہ غزبن وایل کی اولاد سے تھے نہ کہ غزہ سے) اور ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی خیثمہ رضی اللہ عنہم اجمعین یہ گیارہ بزرگ حبشہ ہجرت فرما گئے ان کے بعد پھر یکے بعد دیگرے مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنا شروع کر دی۔ انہیں اصحاب کے ساتھ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب بھی حبشہ ہجرت کر گئے یہاں تک کہ حبشہ میں مہاجرین کی تعداد تین سو تک پہنچ گئی۔ مہاجرین اوّلین کا مشرکین مکّہ نے دریا تک تعاقب کیا لیکن خائب و خاسر اپنا سا منہ لے کر چلے آئے۔

مسلمانوں کے خلاف سرگرمیاں: جب اہلِ قریش نے یہ دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی تکلیف دہی و ایذا رسانی سے آپؐ کے بعض اعزہ مانع ہوتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں تو انہوں نے یہ شیوہ اختیار کر لیا کہ جو مکّہ میں آتا تھا اس طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ کی ساحری مجنونیت اور کہانت کا ذکر کرتے نیز آپؐ کے پاس اس کو آنے جانے سے روکتے تھے اس کے بعد ایک گروہ نے آپؐ کی عداوت تکلیف رسانی اور استہزا پر عہد و پیمان کرنے والوں کے منجملہ آپؐ کے چچا ابولہب اور عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب اور ان کا چچازاد بھائی ابوسفیان بن الحرث بن عبدالمطلب اور عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ و عتبہ بن ابی معیط اور ابوسفیان بن حرث اور حکم بن ابی العاص بن اُمیّہ اور نضر بن الحرث (بنوعبدالدار سے) اور اسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ اور اس کا لڑکا زمعہ اور ابوالبختری العاصی بن ہشام اور اسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ (آنحضرت ﷺ کے ماموں کا لڑکا) اور ابوجہل بن ہشام اور اس کا بھائی عاصی اور ولید بن المغیرہ اور قیس بن الفاکہ بن المغیرہ اور زہیر بن امیہ بن المغیرہ اور عاصی بن وائل سہمی اور اس کے دونوں عم زاد نبیہہ و منبہ و امیہ وابی پسران خلف ابن جمح وغیرہ تھے ان لوگوں کا کام یہ تھا کہ یہ لوگ آنحضرت ﷺ اور ان اصحاب سے جو ایمان لا چکے تھے۔ مسخرہ پن کرتے تھے اور تکلیف دیتے تھے۔

حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام: ایک روزہ آنحضرت ﷺ کوہِ صفا کی طرف تشریف لے گئے تھے اس روز اتفاق سے ابوجہل بھی اس طرف سے گزرا اور حسب عادت و دستور آنحضرت ﷺ کو سخت و سُست کہنے لگا۔ آپؐ کے دین (اسلام) کی توہین اور برائیاں بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ کے نزدیک پہنچ گیا' لیکن آپ ﷺ نہایت صبر و استقلال سے ابوجہل کے کلمات ناملائم سنتے رہے' یہاں تک کہ ابوجہل آپؐ کے صبر و تحمل سے تنگ آ کر کعبہ کی چلا آیا آپؐ بھی مسجد حرام میں تشریف لے آئے۔ یہ واقعہ عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ کی ایک لونڈی دیکھ رہی تھی۔ اس واقعہ کے بعد ہی حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب (آنحضرت ﷺ) کے چچا تیر و کمان لئے ہوئے اس طرف سے گزرے عبداللہ بن جدعان کی لونڈی نے یہ واقعہ حضرت حمزہؓ کو سنایا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گئے چنانچہ اسی طیش کی حالت میں لوٹ کر ابوجہل کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے مسجد حج پہنچے۔ ابوجہل اس وقت قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا۔

حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب نے ابوجہل کے بال پکڑ کر گھسیٹا اور نہایت سختی سے پیش آئے سخت و سست و ناملائم کلمات کہنے لگے اور یہ فرمایا کہ ''کمبخت تو محمد ﷺ کو سخت و سست کلمات سنایا کرتا ہے حالانکہ میں ان کا چچا ہوں اور ان کے مذہب پر ہوں' بعض حاضرین جلسہ نے چاہا کہ اٹھ کر ابوجہل کی مدد کریں۔ لیکن ابوجہل نے ان سے منع کیا اور یہ کہا کہ تم لوگ اس پر پریشان خاطر نہ ہو۔ میں نے ان کے بھتیجے محمد ﷺ کو آج ہی سخت و سست کلمات سنائے ہیں۔ حمزہؓ کو اپنی حالت پر چھوڑ دو وہ اپنے دل کو ٹھنڈا کر لیں۔ اس کے بعد حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے میرے برادرزادے کیا تم اس سے خوش نہیں ہوئے کہ میں نے تمہارے دشمن ابوجہل کو ابھی نہایت ذلیل کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''اے چچا میں تو اس وقت خوش ہوں گا جب آپ دین اسلام میں آ جائیں گے۔'' حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب نے عرض کیا کہ ''میں نے دین اسلام کو قبول کر لیا اور اس مذہب پر تا حیات قائم رہوں گا ان شاءاللہ تعالیٰ'' اہل قریش کو حمزہؓ ابن عبدالمطلب کے ایمان لانے سے بڑی تشویش پیدا ہو گئی اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اب مسلمانوں کو تکلیف دینا آسان نہیں ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو نجاشی والی حبشہ کے پاس اس غرض سے روانہ کیا کہ نجاشی سے وہ ان مسلمانوں کو واپس مانگ لائیں جو مکہ سے ہجرت کر کے چلے گئے ہیں لیکن نجاشی نے ان دونوں کو بے نیل و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرام نہایت ذلت سے واپس کر دیا۔

حضرت عمرؓ کا قبولِ اسلام: حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب کے بعد حضرت عمرؓ بن الخطاب[1] ایمان لائے ان کے ایمان لانے کا یہ سبب ہوا کہ ان کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ ان کی بہن فاطمہ بنت الخطاب مع اپنے شوہر سعید ابن زید کے مسلمان ہو گئی ہیں۔ اور خباب بن الارت ان دونوں کو قرآن کی تعلیم دیتے ہیں حضرت عمر ابن الخطاب یہ سنتے ہی اپنی بہن کے پاس آئے اور ان کو اس قدر مارا کہ خون بہنے لگا اس وقت فاطمہ بنت الخطاب نے کہا: ((قد اسلمنا و کائنا محمد انا فعل ما بدا لک)) یعنی ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کی پیروی کرتے ہیں اب جو کچھ تیرے دل میں آئے کر گزر۔ اس کلام کے سنتے ہی خباب بن الارت بھی گوشہ مکان سے نکل آئے اور نصیحتاً باتیں کرنے لگے۔ حضرت عمر بن الخطاب نے کہا کہ ''کچھ قرآن پڑھو'' خباب بن الارت نے سورہ طٰہٰ پڑھ کر سنائی جس سے حضرت عمر ابن الخطاب بخوفِ خدا

---

[1] حضرت عمر بن الخطاب اُنتالیس مردوں اور تیئس عورتوں کے حبشہ ہجرت کرنے کے بعد اسلام لائے مسلمان اس وقت نہایت کمزور تھے۔ کعبہ میں نماز نہ پڑھتے تھے مشرکین مکہ بے حد ایذاء و تکلیف دیتے تھے۔ جب آپ اسلام لائے تو آنحضرت ﷺ سے کعبہ میں نماز پڑھنے کی درخواست کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''ابھی مشرکین کا زور ہے اور مسلمان کم ہیں اور کمزور ہیں'' عمرؓ بن الخطاب نے عرض کیا کہ ہمارا دین (اسلام) سچا ہے یا ان کا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''ہمارا مذہب سچا ہے'' پھر حضرت عمرؓ بن الخطاب نے دریافت کیا کہ ''خدا ہماری مدد کرے گا یا ان کی'' آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ خدا ہماری مدد کرے گا تب حضرت عمرؓ بن الخطاب نے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ ﷺ وہ تو اپنے بتوں کی پرستش علانیہ کریں اور ہم خدا پرستی چھپ کر کریں اور پھر خدا ہماری مدد کرے گا چلئے کعبہ میں نماز ادا کیجئے۔ جب تک عمرؓ کے تن میں جان ہے کوئی شخص آپ کو کعبہ میں نماز پڑھنے سے روک نہ سکے گا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ بن الخطاب اور آنحضرت ﷺ مع صحابہؓ کے کعبہ میں تشریف لائے اور نماز پڑھی۔ پہلے تو مشرکین مکہ میں سے کسی نے دم نہ مارا اور پھر جس نے سر اٹھایا اس سے عمرؓ بن الخطاب برسرِ جنگ ہوئے یہاں تک کہ کعبہ میں بلاخوف و خطر نماز ہونے لگی آپ کے ایمان لانے کی یہ روایت (جس کو مؤرخ ابن خلدون نے اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے) نہایت معروف و مشہور ہے۔ لیکن ابن اسحاق کا یہ بیان ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح نے (بروایت عطا و مجاہد با سانیدان لوگوں کے جنہوں نے اسلام عمرؓ کی روایت عمرؓ سے کی ہے) بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ ابن الخطاب کہا کرتے تھے کہ میں ابتداً اسلام کا سخت مخالف تھا اور اس سے نفرت کیا کرتا تھا۔ ایامِ جاہلیت میں ہمارے ہم سنوں کا جلسہ آلِ عمر بن عمران مخزومی کے مکان کے قریب رات کو ہوا کرتا تھا آپس میں سب لوگ کھاتے پیتے تھے ایک روز میں اپنے مکان سے نکل کر جلسہ گاہ پر گیا۔ اتفاق سے اس وقت میرے رفقاء میں سے وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ مجبور ہو کر ایک شراب کی دکان کی طرف گیا جہاں پر مجھ کو اپنے دوستوں سے ملاقات ہو جانے کا خیال تھا لیکن وہاں بھی کسی کو نہ پایا۔ دکان بند تھی اس وقت میرے دل میں یہ بات آئی کہ چل کر کعبہ کا طواف ہی کریں۔ چنانچہ اس خیال سے کعبہ میں داخل ہوا اس وقت جبکہ تقریباً نصف شب گزر چکی تھی۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ان دنوں آنحضرت ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے اکثر رکن اسود اور رکن یمانی کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ جب میں نے آپؐ کو دیکھا تو میرے دل میں آیا کہ چھپ کر آنحضرت ﷺ کو دیکھوں کہ وہ کیا کرتے ہیں اور کیا پڑھتے ہیں اس خیال سے میں آہستہ آہستہ اس قدر آپؐ کے قریب جا پہنچا کہ آپؐ کے روبرو جا کھڑا ہو گیا میرے اور آپ کے درمیان صرف غلافِ کعبہ حائل تھا پس جب میں نے قرآن سنا تو مجھے رقت طاری ہو گئی۔ میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں جھک کر کھڑا ہوا قرآن سنتا رہا۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نماز ختم کر کے اپنے مکان کو واپس ہوئے اور میں آپؐ ..... الخ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کانپ اٹھے اور بے تابانہ کہہ اٹھے ((کیف تصنعون اذا ارتم الاسلام)) یعنی ''اگر تم مسلمان ہونا چاہتے ہو تو پہلے کیا کرتے ہو؟ خباب بن الارت نے طہارت ظاہری کا طریقہ دکھلایا اور بتلایا۔ اس کے بعد عمرؓ بن الخطاب نے آنحضرت ﷺ کا مکان دریافت فرمایا تو خباب بن الارت ان کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے درِ دولت پر حاضر ہوئے دوسری طرف آنحضرت ﷺ بالہام وحی الٰہی مکان سے باہر تشریف لائے اور حضرت عمرؓ بن الخطاب سے مخاطب ہو کر فرمایا ''اے ابن الخطاب تجھ کو یہ کیا ہوا ہے یعنی کیسے آیا ہے؟'' حضرت عمرؓ بن الخطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں مسلمان ہونے آیا ہوں' اس کے بعد حضرت عمرؓ بن الخطاب علانیہ کلمات شہادت پڑھ کر سچے مسلمانوں میں داخل ہو گئے۔ حضرت عمر بن الخطاب کے کہنے سے آنحضرت ﷺ کعبہ میں نماز پڑھنے کو تشریف لائے مسلمانوں کو ان کے اسلام لانے سے بڑی تقویت پہنچی۔ یہ وہی بزرگ ہیں جن کے اسلام لانے کی آنحضرت ﷺ اکثر ان کلمات سے دعا فرماتے تھے ((اللھم اعز الاسلام باحد العمرین)) یعنی اے اللہ عمر سے یا عمر بن ہشام یعنی ابوجہل سے اسلام کو عزت فرما۔ آنحضرت ﷺ کی دعا میں حضرت عمرؓ بن الخطاب اور عمر بن ہشام یعنی ابوجہل دونوں عمر مراد تھے۔

بن ہاشم کا معاشرتی مقاطعہ پھر جب قریش نے دیکھا کہ اکثر مسلمان نجاشی کے ملک میں چلے گئے ہیں جن پر ہمارا کچھ زور نہیں چل سکتا اور جو معدودے چند باقی ہیں آپ ان کو بھی حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب و حضرت عمرؓ بن الخطاب (رضی اللہ عنہما) کے اسلام لانے سے ذرہ برابر بھی ایذا نہیں پہنچا سکے اور یوماً فیوماً مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے تب انہوں نے جمع ہو کر یہ عہد و پیمان کیا کہ ''کوئی شخص ہم میں سے بنو ہاشم و بنو عبدالمطلب سے خواہ مسلمان ہوں یا کافر ہوں نہ نکاح کرے اور نہ ان کے ساتھ بیٹھے اٹھے اور نہ ان کے ساتھ مجالست کرے اور نہ کوئی دنیاوی معاملہ کرے'' اس پر سب لوگوں نے قسمیں کھائیں اور ایک محضر لکھ کر دستخط کر کے کعبہ میں رکھ دیا اس جماعت میں بنو ہاشم میں صرف ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب

کے پیچھے پیچھے ہو لیا جس وقت آپؐ عباس و ابن ازہر کے مکان کے درمیان پہنچے اور میرے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی تو آپؐ نے مڑ کر دیکھا لیکن یہ خیال کر کے شاید آنے والا بغرض ایذا دہی آ رہا ہے۔ ارشاد فرمایا ((ما جائنک یا ابن الخطاب ھذہ الساعۃ)) اے عمرؓ تم اس وقت کس لئے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا ((جئت لا و من باللّٰہ و برسولہ و بما جاء من عنداللّٰہ)) یعنی میں اللہ پر' اس کے رسولؐ پر اور اللہ کے پاس سے آنے والی کتاب پر ایمان لانے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آنحضرت ﷺ یہ سن کر ٹھہر گئے اور خدا کی تعریف و ستائش فرمائی اور میرے سینہ پر آپؐ نے مسح کیا اور ایمان پر قائم رہنے کی دعا فرمائی اس کے بعد میں آنحضرت ﷺ سے رخصت ہو کر اپنے مکان پر چلا آیا اور آنحضرت ﷺ بھی اپنے مکان میں تشریف لے گئے ابن ہشام کا یہ بیان ہے کہ مجھ سے بعض اہل علم نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے بعد اسلام حضرت عمر بن الخطاب سے دریافت کیا کہ ''اے باپ جب آپ اسلام لائے تھے تو کس نے آپ کی قوم کو آپ سے متنفر کیا تھا اور کس نے ان کو آپ سے لڑنے پر آمادہ کیا تھا حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ وہ عاص ابن وائل تھا (خدا اسے سمجھے) اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمٰنؓ بن الحرث نے بعض آل عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب فرماتے تھے کہ جس شب کو میں ایمان لایا تھا اس رات کو مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کا زیادہ دشمن ہو اس سے جا کر میں اپنے اسلام لانے کا حال کہہ کر اس کو جلاؤں۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ دشمن ابوجہل ہے چنانچہ صبح ہوتے ہی میں نے اس کے دروازے پر دستک دی ابوجہل نے مکان سے نکلتے ہیں مرحبا و اہلاً کہہ کر آنے کی وجہ دریافت کی میں نے کہا کہ میں تجھ کو یہ خبر دینے آیا ہوں کہ بحمداللہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور محمد ﷺ کو رسول اللہ سمجھتا ہوں۔ ابوجہل یہ سنتے ہی جھلا کر اندر چلا گیا اور میں بھی واپس چلا آیا۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریک تھا باقی سب ابوطالب کے ہمراہ تھے تین برس تک یہی عہد و پیمان باقی رہا۔ بھائی سے بھائی چھوٹ گیا باپ بیٹے کے دیکھنے کا روادار نہ ہوتا۔ بیع وسزا کا معاملہ بند ہو گیا مسلمانوں کو سخت تکلیف ہونے لگی۔

عہد نامہ کا اتلاف: آخر اہل قریش میں سے چند آدمی اس عہد کے توڑنے پر آمادہ ہو گئے منجملہ ان میں سے ایک (بنو حسل بن عامر بن لوئ) سے ہشام بن عمرو بن الحرث تھے جنہوں نے نقض عہد میں بہت بڑی کوشش کی ایک روز ان سے اور زہیر بن ابی امیہ سے اثناء راہ میں ملاقات ہوئی (اس کی ماں عاتکہ بنت عبدالمطلب اپنے بھائیوں کے کہنے سے مسلمان ہو گئی تھیں) ہشام نے زہیر سے نقض صحیفہ (عہد نامہ) کے بارے میں گفتگو کی۔ زہیر نے ہشام کی رائے سے اتفاق کیا اس کے بعد ہشام، مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کے پاس گیا اور بنو ہاشم و بنو مطلب کی مجبوری کا حال کہہ کر اس کو بھی نقض عہد پر آمادہ کر لیا اس کے بعد ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن الاسود کے یہاں گیا ان لوگوں نے بھی ہشام کی رائے سے اتفاق کیا اور نقض عہد پر تل گئے انہیں معاملات کے دوران آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو یہ خبر دی کہ اس عہد نامہ کو باستثناء الٰہی کیڑوں نے کھا لیا ہے۔ قریش کو یہ سن کر تعجب ہوا لیکن جب انہوں نے کعبہ کو کھول کر دیکھا تو عہد نامہ کو کیڑوں نے باستثناء اسماء الٰہی سے کھا لیا تھا۔ ان چار آدمیوں نے تو پہلے ہی عہد شکنی پر قسم کھالی تھی عہد نامہ کے ضائع ہو جانے سے اور لوگوں نے بھی عہد نامہ کی پابندی چھوڑ دی۔

ہجرت حبشہ ثانی: اس واقعہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ ہجرت کے قصد سے گھر سے نکلے لیکن ابن الدغنہ ان کو واپس لے آئے اس واقعہ کے بعد مہاجرین حبشہ کو یہ غلط خبر ملی کہ اہل قریش مسلمان ہو گئے ہیں اس اطلاع پر عثمان بن عفان اور ان کی بیوی ابوحذیفہ اور ان کی بیوی، عبداللہ بن عتبہ بن غزوان، زبیر بن العوام، عبدالرحمٰن بن عوف، مصعب بن عمیر اور ان کے بھائی، مقداد بن عمرو، عبداللہ بن مسعود، ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ان کی بیوی، سلمہ بن ہشام بن المغیرہ، عمار بن یاسر، عبداللہ وقدامہ و عثمان پسران مظعون اور ان کے لڑکے سائب، حمیس بن حذافہ ہشام بن العاصی، عامر بن ربیعہ اور ان کی بیوی، عبداللہ بن مخرمہ (بنو عامر بن لوئ سے) عبداللہ بن سہل بن السکران بن عمرو، سعد بن خولہ، ابوعبیدہ بن الجراح، سہیل بن بیضاء، عمرو بن ابی سرح رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مکہ واپس آ گئے بعض مکہ میں چھپ کر داخل ہوئے اور بعض کسی کے جوار میں جا کر مقیم ہو گئے یہاں تک کہ ہجرت ثانیہ کا وقت آیا اس کے بعد بعض بزرگ ان میں سے مکہ ہی میں جان بحق ہو چکے تھے لیکن جب مکہ میں آئے تو انہوں نے مسلمانوں کو اسی حالت میں پایا جس صورت پر ان کو چھوڑ گئے تھے یعنی اہل قریش ان کو ایذاء و تکلیف دیتے تھے اور غریب مسلمان صبر و تحمل سے کام لیتے تھے۔

حضرت خدیجہؓ اور ابوطالب کی وفات: ہجرت کے تین سال پہلے ام المؤمنین خدیجہؓ بنت خویلد کا وصال ہو گیا ان سے پینتیس یا پچپن روز کے بعد حضرت ابوطالب نے وفات پائی ان دونوں کے انتقال کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کو سخت صدمہ ہوا۔ درحقیقت حضرت ابوطالب[1] کی وجہ سے آپ کو کوئی ایذاء نہ پہنچا سکتا تھا، ہر کام میں وہ آپؐ کی اعانت کرتے اور مخالفین کو آپ ﷺ کی مخالفت سے روکتے تھے۔ اسی طرح ام المؤمنین حضرت خدیجہ سے بھی آپؐ کو بے حد انس

[1] ابوطالب کی حالت نزع میں آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ اے چچا جان اگر آپ اپنی زبان سے ایک بار بھی کلمہ شہادت لا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا انہوں نے سب سے پہلے آپ کی نبوت کی تصدیق کی تھی جب مشرکین مکّہ آپ کو ایذائیں دیتے اور آپ مغموم وملول ہوتے تھے تو حضرت خدیجہؓ آپؐ کو تسلی وتشفی دیتی تھیں۔

طائف میں تبلیغ اسلام: الغرض ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابوطالب کے انتقال کے بعد اسفہاء مشرکین مکّہ آنحضرت ﷺ کو زیادہ ایذا دینے اور تکلیف دہی پر آمادہ رہنے لگے۔ ایک روز آپ ﷺ بغرض دعوتِ اسلام طائف کی طرف تشریف لے گئے وہاں کے سرداران عبد یالیل بن عمر بن عمیر اور اس کے دونوں بھائیوں مسعود وحبیب کے پاس بیٹھ کر ان کو اسلام لانے کی دعوت دی اور اسلام ومسلمانوں کی مدد کرنے اور اس پر قائم رہنے کی استدعا فرمائی' لیکن ان تینوں آدمیوں نے نہایت سختی اور درشتی سے آپؐ کو جواب[1] دیا۔

اہلِ طائف کی ایذا رسانی: جب آنحضرت ﷺ ان کے ایمان لانے سے نا اُمید ہو گئے تو ان سے اس حال کے چھپانے کے لئے ارشاد فرمایا لیکن ان لوگوں نے آپؐ کا یہ کہنا بھی نہ مانا بلکہ کمینے اور چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ ان لوگوں نے ان کے پیچھے تالیاں بجائیں اور ڈھیلے مارنے شروع کئے یہاں تک کہ آپ عتبہ وشیبہ' ربیعہ کے لڑکوں کے باغ کی دیوار کے اوٹ میں بیٹھ گئے اس طرح جب پیچھا کرنے والے لڑکے وعوام الناس لوٹ گئے اور آپ ﷺ کو ان کے شور وغل سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا تو آپ نے سر مبارک آسمان کی جانب اٹھا کر یہ دعا فرمائی:

((اللھم الیک اشکو ضعف قوتی و قلة حیلتی و ھوانی علی الناس انت ارحم الراحمین انت رب المستضعفین انت ربی الی من تکلنی الی بغیض یتجھمنی او الی عدوملکته امری ان لم یکن بک علیّ غضب فلا ابالی ولکن عافیتک اوسع لی اعوذ بنور وجھک الذی اشرقت له الظلمات و صلح علیه امر الدنیا و الآخرة من ان ینزل بی غضبک او یحل علی سخطک لک العتبی حتی ترضی و لا حول و لا قوة الا بک))

''یعنی اے اللہ میں تجھ سے اپنی کمزوری کا' قلت تدبیر کا اور ذلت کا شکوہ کرتا ہوں تو سب سے زیادہ مہربان اور کمزوروں کا پروردگار ہے اور میرا بھی تو ہی رب ہے' اے اللہ مجھے کس کے حوالہ کر رہا ہے کیا ایسے حاسد کے جو

---

[1] پڑھ دیں تو کل بروز قیامت میں خدا سے آپ کی شفاعت کراؤں گا حضرت ابوطالب نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ منہ پھیر لیا تو حضرت ابوطالب نے کہا ((اخترت النار علی الحاد)) یعنی میں نے آتش دوزخ شرم کی وجہ سے اختیار کر لی آنحضرت ﷺ یہ سن کر ملول خاطر ہو کر اٹھ آئے اس کے بعد جس وقت حضرت ابوطالب کا انتقال ہوا تو اثناءِ راہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب آنحضرت ﷺ سے ملے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ((مات عمک الضال)) یعنی ''اے اللہ کے رسول آپ کا چچا گمراہ مر گیا'' آپ نے ان کو تسکین دی اور دفن کرنے کی ہدایت دی لیکن نہ تو آپ ﷺ جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھی۔

[1] سیرۃ ابن ہشام میں لکھا ہے کہ ان میں سے ایک نے جواب دیا تھا کہ اگر تجھ کو خدا اپنا رسول کر کے بھیجتا تو یوں ہی پاؤں گھسیٹتا ہوا چلتا۔ دوسرے نے کہا کہ خدا نے کسی اور کو نہیں پایا جو تجھ کو رسول بنایا ہے تیسرے نے کہا بخدا میں تجھ سے ایک بات بھی نہ کروں گا کیونکہ تو خود کو رسول کہتا ہے تو نہایت خوفناک وقابل احتراز ہے۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھ سے ترش روئی سے پیش آئے یا ایسے دشمنوں کے جسے تو نے مجھ پر حاوی بنا دیا ہے اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو پھر مجھے کسی بات کی پرواہ نہیں لیکن تیری عافیت میرے لئے زیادہ گنجائش والی ہے میں تیرے رخِ اقدس کے نور سے جس کی تاریکیاں بھی کافور ہو جاتی ہیں اور جس پر دنیا اور آخرت کی اصلاح موقوف ہے تیری ناراضگی اور غصہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ مجھ سے راضی ہو جا اور مجھے طاقت وقوت عطا فرما۔''

جب آنحضرت ﷺ طائف سے نا اُمید ہو کر واپس ہوئے تو شب کو ایک کھجور کے باغ میں ٹھہر گئے۔ نصف شب میں جس وقت آپ نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے تو چند جن اس طرف سے گزرے انہوں نے اس مقام پر توقف کر کے قرآن شریف سنا اس کے بعد آنحضرت ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اہل مکہ بدستور آپ کی عداوت اور مذہب اسلام کی بیخ کنی پر تلے ہوئے تھے رؤسا قریش میں سے کسی نے آپ کو اپنی ہمسائیگی میں نہ لیا آخر کار مطعم ابن عدی کے پڑوس میں آپ ٹھہرے طفیل بن عمرو الدوسیؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہ صرف خود ایمان لائے بلکہ اپنی قوم کو اس کی طرف بلایا ان میں سے بعض ایمان لائے آنحضرت ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔

ابن حزم کا یہ بیان ہے کہ اس کے بعد واقعہ معراج ہوا پہلے آپ مکہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے۔ پھر وہاں سے آسمانوں پر گئے اور انبیاء کرام سے ملاقات کی جنت اور سدرۃ المنتہیٰ کو چھٹے آسمان پر دیکھا اسی شب میں نماز فرض کی گئی۔ طبری کے نزدیک سراء (واقعہ معراج) اور نماز کی فرضیت ابتدائی وحی تھی۔ واللہ اعلم

ایام حج میں دعوتِ اسلام: ان واقعات کے بعد آنحضرت ﷺ مشرکین مکہ کے ایمان لانے سے کسی قدر ناامید ہو گئے تو حج کے موقع پر جو لوگ اطراف وجوانب سے آتے تھے ان کے قیام کی جگہ پر تشریف لے جاتے ان کو اسلام کی دعوت دیتے قرآن پڑھ کر سناتے نیز اسلام اور مسلمانوں کی امداد کے لئے ان سے فرماتے تھے لیکن اہل قریش اس کام میں بھی مزاحمت کرتے اور آپ کی مذمت کرتے تھے ابولہب کو اس کام میں بطور خاص دلچسپی تھی وہ اپنے کل کاموں کو چھوڑ کر آپ کے پیچھے پڑ گیا تھا جن لوگوں کو آپ نے حج کے ایام میں دعوتِ اسلام دی ان میں بنو عامر بن صعصعہ (مضر سے) اور بنو شیبان و بنو حنیفہ (ربیعہ سے) اور کندہ (قحطان سے) اور کلب (قضاعہ سے) وغیرہ قبائل عرب شامل تھے ان سے بعض بات سن کر سہولت سے جواب دیتے تھے اور بعض بچتے اور بعض ایذاء و تکلیف پر آمادہ ہو جاتے تھے اور بعض[1] کہتے تھے کہ ''ہم اس شرط پر ایمان لائیں گے کہ تم ہم کو ملک وحکومت دلاؤ آنحضرت ﷺ جواب میں ارشاد فرماتے تھے کہ ''بھائی یہ کام اللہ جل شانہ کا ہے میں اس کا وعدہ نہیں کر سکتا''۔

قبائل کی مخالفت: ان سب میں سے بنو حنیفہ نے نہایت درشتگی سے جواب دیا اور بے حد سختی سے پیش آئے اس کے بعد

---

[1] علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جس وقت آپ نے بنو عامر کو دعوتِ اسلام دی تھی اس وقت ان میں سے ایک شخص نے کہا تھا کہ ''اگر ہم تمہاری متابعت کریں اور اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے مخالفین پر فتح یاب کرے تو کیا تم ہم کو اپنے بعد اپنا خلیفہ بناؤ گے'' آپ نے فرمایا کہ ''یہ کام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے جیسا وہ چاہے گا کرے گا'' اس شخص نے کہا کیا خوب اس وقت تو ہم تمہارے لئے اپنی گردنیں عرب کے سامنے کر دیں اور جب تم کامیاب ہو جاؤ تو دوسرے لوگ صاحب حکومت ہوں جاؤ ہم کو تمہاری ضرورت نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ سوید بن الصامت برادر بنو عمرو بن عوف بن اوس کے پاس تشریف لئے گئے ان کو دعوتِ اسلام دی۔ سوید بن الصامت نے اگرچہ اسلام قبول نہیں کیا لیکن سختی و درشتگی سے جواب بھی نہیں دیا اور جب مدینہ واپس آیا تو کسی لڑائی میں مارا گیا۔ یہ واقعہ یوم بعاث کے پہلے کا ہے اس کے بعد مکہ میں ابوالیسر انس بن رافع اپنی قوم بنو عبدالاشہل کے ایک گروہ کے ساتھ خزرج کے مقابلے میں اہل قریش سے حلف لینے آیا آنحضرت ﷺ اس گروہ کے پاس بھی دعوتِ اسلام کی غرض سے تشریف لائے اس گروہ میں سے ایک نوجوان ایاس بن معاذ نامی نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر واللہ جس کام کے لئے ہم لوگ آئے ہیں۔ اس سے یہ اچھا ہے۔ ابوالیسر نے یہ سن کر ایاس بن معاذ کو ایک ڈانٹ پلائی ایاس بن معاذ خاموش ہو گئے اور یہ سب بے نیل و مرام مدینہ کو واپس آئے تھوڑے دنوں کے بعد ایاس بن معاذ کا انتقال ہو گیا علماء سیر کہتے ہیں کہ ایاس بن معاذ نے بہ حالت اسلام انتقال کیا۔

بیعتِ عقبہ: ان واقعات کے بعد جب حج کا زمانہ آیا تو پھر ہر کس و ناکس کے پاس حسبِ دستور تشریف لے جاتے اور ان کو دعوتِ اسلام دیتے تھے ایک روز جب کہ آپ عقبہ کے قریب رونق افروز تھے بنو خزرج کے حسب ذیل چھ آدمیوں سے ملاقات ہو گئی۔

(۱) ابوامامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم مالک بن النجار (۲) عوف بن الحرث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم (یہی ابن عفراء ہیں) (۳) رافعؓ ابن مالک ابن العجلان بن عمرو بن عامر بن زید بن مالک بن غضبہ بن حشم بن الخزرج (۴) قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن علی بن اسد ابن مراد بن یزید بن حشم (۵) عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ (۶) جابر بن عبداللہ بن نعمان بن سلمہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو دعوتِ اسلام دی قرآن پڑھ کر سنایا چونکہ یہ لوگ یہود کے پڑوس میں رہتے تھے اس وجہ سے ان کے کان اس آواز سے آشنا تھے کہ عنقریب عرب میں ایک نبی پیدا ہونے والا ہے جو کفر و الحاد کی ظلمت مٹائے گا پس جب ان لوگوں نے قرآن سنا اور توحید کی باتیں ان کے کانوں تک پہنچیں تو آپس میں ایک دوسرے سے مخاطب ہو کر کہنے لگے ''واللہ یہ وہی نبی ہیں جس کا یہود تذکرہ کیا کرتے تھے آؤ اس پر ایمان لائیں ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے مومن ہو جائیں'' اسی قدر باتیں آپس میں کر کے آنحضرت ﷺ سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ ہم آپؐ کی رسالت کی تصدیق کرتے ہیں اور آپؐ پر ایمان لاتے ہیں یہود ہیں اور ہم میں اکثر جھگڑا ہوا کرتا ہے اگر آپ اجازت دیں تو ان کو اس کی دعوت دیں جس کی دعوت آپ ﷺ نے ہم کو دی ہے شاید اللہ جل شانہ اس کے ذریعہ سے ہم میں اور ان میں اتفاق پیدا کر دے پس اس وقت ہمیں آپ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہوگا''۔

یثرب میں اسلام: آنحضرت ﷺ نے ان کو نہایت مہربانی سے جواب دیا وہ لوگ رخصت ہو کر جب مدینہ واپس آئے تو جہاں اور جس جلسہ میں بیٹھتے تھے اسلام ہی کا ذکر کرتے تھے رفتہ رفتہ یہ نوبت آ گئی کہ انصارؓ کا کوئی جلسہ اور کوئی مکان آنحضرت ﷺ کے تذکرہ سے خالی نہ رہا یہاں تک کہ آئندہ سال مکہ میں انصارؓ کے بارہ بزرگ تشریف لائے ان میں سے پانچ اشخاص تو انہیں چھ میں سے تھے جو گزشتہ سال ایمان لائے تھے باقی سات نئے آنے والے حسب ذیل تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) معاذ بن الحرث برادر عوف بن الحرث (جو گزشتہ سال آئے تھے) (۲) ذکوان بن عبد قیس بن احرم بن فہد بن ثعلبہ بن صرامہ بن اصرم بن عمرو ابن عبادہ بن عصیبہ (بنو حبیب سے) (۵) عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف (یہ دس بزرگ تو قبیلہ خزرج کے تھے) اور قبیلہ اوس سے یہ دو بزرگ تھے (۶) ابوالہیثم مالک بن التیہان (یہ بنو عبدالاشہل بن جشم بن الحرث بن الخزرج عمر ابن مالک ابن اوس میں ہیں) (۷) عویم بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (یہ بنو عمرو بن عوف بن مالک میں ہیں)

بیعتِ النساء: ان متذکرہ بزرگوں نے قریب عقبہ کے آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر اس امر کی بیعت فرمائی کہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ کریں گے' چوری اور زنا نہ کریں گے اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے اور نہ کسی پر تہمت لگائیں گے (اس بیعت کو بیعت النساء کہتے ہیں یہ بیعت جہاد فرض ہونے سے پہلے ہوئی تھی) جب ان لوگوں کی واپسی کا وقت آیا تو آنحضرت ﷺ نے ام کلثومؓ و مصعب بن عمیرؓ کو قرآن پڑھانے اور احکام شریعت سکھانے کے لئے ان کے ہمراہ کر دیا ابن ام کلثوم و مصعب بن عمیرؓ مدینہ پہنچ کر اسعد بن زرارہ کے مکان پر اترے۔ مصعب بن عمیرؓ مسلمانانِ مدینہ کے امام تھے اور ابن ام مکتومؓ کو قرآن پڑھاتے تھے سعد بن معاذ اور اسعد بن زرارہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔

مدینہ میں اشاعتِ اسلام: ایک روز اتفاق سے سعد بن معاذ[1] و اسید ابن الحضیر' اسعد بن زرارہؓ کے پاس آئے اور

---

[1] **حضرت اسید بن الحضیر کا قبول اسلام:** سعد بن معاذ و اسید بن الحضیر کے اسلام کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ جس وقت مصعب ابن عمیر اور اسعد بن زرارہ بنو عبدالاشہل و بنو ظفر (کعب ابن الحرث) کو ایک کنویں کے چبوترے پر بیٹھے ہوئے دعوتِ اسلام دے رہے تھے ان کے پاس وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے جو اسلام لا چکے تھے۔ سعد بن معاذ نے یہ واقعہ دیکھ کر اسید بن الحضیر سے کہا کہ ''تم ان لوگوں کے پاس جاؤ اور ان کے مجمع کو منتشر کر دو یہ لوگ ہماری قوم کے ضعفاء اور عورتوں کو بے دینی (اسلام) سکھاتے ہیں اگر اسعد بن زرارہ میرا خالہ زاد بھائی نہ ہوتا تو میں ان کے دفعیہ کے لئے کافی ہوتا اس کے مقابلہ پر میں نہیں جا سکتا ہوں۔ اسید بن الحضیر یہ سن کر اٹھے اور اپنی تلوار لئے ہوئے اسعد بن زرارہ کے پاس آئے' مصعب بن عمیرؓ نے کہا کہ بھائی تم کیوں کھڑے ہو آؤ بیٹھ جاؤ میں تم سے کچھ گفتگو کروں گا''۔ اسید بن الحضیر نے جواب دیا کہ تم لوگ ہمارے یہاں اس غرض سے آئے ہو کہ کمزور عقیدے والوں کو بہکاؤ؟ لہٰذا میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری ضرورت ہو تو بیان کرو ورنہ یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ مصعب نے کہا تم بیٹھ تو جاؤ میں تم سے گفتگو کروں گا اگر تمہاری خاطر میں آئے تو جان لینا ورنہ جس سے تم کو نفرت ہوگی ہم اس کو تمہارے یہاں نہ بیان کریں گے اسید بن الحضیر یہ کہہ کر کہ ''یہ بات تم نے انصاف کی کہی'' بیٹھ گئے اور مصعب اسلام کے فضائل بیان کر کے قرآن سنانے لگے اسید بن الحضیر بار بار کہتے جاتے تھے ((ما احسن هذا الكلام)) ''یعنی یہ کلام کتنا اچھا ہے'' جب مصعبؓ قرآن پڑھ چکے تو اسید نے پوچھا اس دین میں داخل ہونے کا طریقہ تو بتاؤ۔ مصعبؓ نے کہا کہ تم اپنے جسم و کپڑوں کو پاک کرو اور اس طرح سے (ترکیب بتا کر) دو رکعتیں نماز پڑھو اور سچے دل سے کلمہ شہادت پڑھو۔ اسید بن الحضیر نے نہایت صداقت اور خوشی سے جسم و کپڑے پاک کر کے نماز پڑھی اور کلمہ شہادت علی الاعلان پڑھ کر مصعبؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ ''میرے سوا ایک شخص اور ہے اگر وہ مسلمان ہو گا تو پھر کوئی شخص تمہارا مخالف نظر نہ آئے گا میں جاتا ہوں اور اس کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں'' سعد بن معاذ نے اسید کو آتے ہوئے دیکھ کر اپنی قوم سے کہا ''واللہ اسید بن الحضیر جس حالت سے تمہارے پاس سے گیا تھا اس حالت پر نہیں آتا جب اسید' سعد کے پاس پہنچے تو سعد نے کہا ((ما فعلت)) یعنی ''تو نے کیا کیا؟'' اسید نے جواب دیا کہ میں نے ان دونوں شخصوں سے باتیں کیں وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے میں نے ان کو منع بھی کیا تو انہوں نے کہا جو ہمارے نزدیک بہتر ہے ہم کرتے ہیں اور کریں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان ہو جانے سے اسعد بن زرارہؓ کو نصیحت و ملامت کرنے لگے لیکن اللہ جل شانہ نے خود ان دونوں کو راہِ اسلام کی ہدایت اور یہ مسلمان ہو گئے۔ چونکہ یہ بنو عبدالاشہل کے سردار تھے اس لئے ان کے مسلمان ہو جانے سے ایک ہی دن میں کل بنو عبدالاشہل چھوٹے، بڑے، عورت و مرد سب کے سب مسلمان ہو گئے تھوڑے ہی دنوں میں مدینہ کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جس میں کوئی عورت یا مرد مسلمان نہ ہو گیا ہو۔ الا بنو امیہ بن زید اور حطمہ اور وائل اور واقف (بطون اوس) بدستور اپنی قدیم حالت پر قائم رہے۔ یہ لوگ اعلیٰ مدینہ میں رہتے تھے۔ ان کے ایمان نہ لانے کا باعث ابوقیس صیفی بن الاصلت شاعر تھا یہ لوگ سب اس کے مطیع تھے لیکن غزوہ خندق کا وقت آیا کہ یہ سب لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

بیعتِ عقبہ ثانی: مصعب بن عمیرؓ تقریباً سال بھر مدینہ منورہ میں رہے اس اثناء میں انصار کا کثیر گروہ اسلام میں داخل ہو گیا اور جب حج کا زمانہ آیا تو مصعبؓ ابن عمیرؓ مع ان لوگوں کے جو ایمان لا چکے تھے حج ادا کرنے کی غرض سے مکّہ روانہ ہوئے تو اس قافلے میں ان کے ہمراہ وہ لوگ بھی تھے، جو ہنوز اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ مسلمانوں کی تعداد ان لوگوں کی بہ نسبت بہت کم تھی جو اس وقت تک مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے۔ مسلمانانِ مدینہ نے مکّہ مکرمہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ سے اوسط ایام تشریق میں عقبہ کے قریب ملنے کا وعدہ کیا۔ اس وعدہ کے ایفاء کی غرض سے اپنی قوم سے چھپ کر عقبہ کے قریب آئے ان کے ہمراہ عبداللہ بن عمرو بن حرام اور ابو جابرؓ اور چند لوگ بھی چلے آئے تھے۔

انصار کا عہد و پیمان: چنانچہ اسی شب میں آنحضرت ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ اور اسلام میں داخل ہوئے اور اس امر کا اقرار کیا کہ ہم ان سب چیزوں سے بچیں گے جن سے ہم اپنی عورتوں، اپنے بچوں اور اپنی عزت کو بچاتے ہیں۔ آپ ضرور اپنے اصحاب کبار کے ساتھ ہمارے شہر میں آئیے ہم آپ کے احباب و اصحاب کے مددگار اور آپ کے مخالفین کے مخالف ہوں گے۔ اس جلسہ میں عباس ابن عبدالمطلبؓ بھی آنحضرت ﷺ کے ہمراہ آئے تھے۔ اگرچہ اس وقت تک وہ اپنی قومی مذہب پر قائم تھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا ساتھ دینے اور آپ ﷺ کی مدد کرنے کو محبوب و عزیز رکھتے تھے۔ اس بیعت میں سب سے پہلے براء بن معرورؓ نے سبقت کی ان کے بعد اور لوگوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

بارہ نقیب: اس شب اسلام قبول کرنے والے اہل مدینہ میں سے سب تہتر مرد اور دو عورتیں تھی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے

حضرت سعدؓ بن معاذ اور اسعد بن زرارہؓ: علاوہ اس کے بنو حارث نے یہ سن کر کہا سعد بن زرارہؓ تمہارا خالہ زاد بھائی ہے اس کے قتل کو آ رہے ہیں۔ سعد بن معاذ یہ سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت تیزی سے اسعد بن زرارہؓ کے پاس آ پہنچے اور نہایت غضب ناک ہو کر اسعد بن زرارہؓ سے کہا واللہ اگر میرے اور تیرے قرابت نہ ہوتی تو تجھ کو اسی تلوار سے قتل کر ڈالتا۔ تم لوگ ہمارے ہی محلات میں آ کر ہماری ہی قوم کو بہکاتے ہو۔ اسعد بن زرارہ یہ تو سن کر خاموش ہو رہے۔ البتہ مصعبؓ نے ان کو نرمی سے ٹھہایا بعد میں یہ بھی اسید کی طرح ایمان لے آئے اور جب لوٹ کر اپنے جلسہ میں آئے تو اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا ((کیف تعلمون امری فیکم)) ''تم اپنے مجمع میں میرا حکم کیسا جانتے ہو؟'' سب نے متفق ہو کر کہا ((سیدنا و افضلنا رایاً و یمیناً)) یعنی ''تم کو اپنا سردار صائب الرائے اور قول کا پکا سمجھتے ہیں'' اس کے جواب میں سعد بن معاذؓ نے کہا واللہ تم میں سے کسی سے میں اس وقت تک کلام نہ کروں گا جب تک تم سب لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤ گے اسید بن الحضیر نے بھی اس کلام کی تائید کی اور اسعد و مصعب کے ہمراہ اسعد بن زرارہ کے مکان پر چلے آئے اس کلام کے سنتے ہیں کل بنو عبدالاشہل ان کے پیچھے پیچھے اسعد کے مکان پر آ گئے۔ اور جو ادھر ادھر کسی ضرورت سے گئے تھے وہ بھی سن کر آتے جاتے ایک ہی دن میں ایک قوم کی قوم ایمان لائی حق تو یہ ہے کہ یہ شرافت سعد و اسید کے حصہ میں تھی۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے بارہ نقیب (حکام) منتخب فرمائے۔ جن میں نو آدمی قبیلہ خزرج کے اور تین اوس کے تھے۔ حضور ﷺ نے ان بارہ آدمیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم لوگ اپنی قوم کی تعلیم و تعلم کے ذمہ دار ہو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کے حواری ذمہ وار تھے اور میں تم سب لوگوں کا ذمہ دار ہوں جن کو آنحضرت ﷺ نے نقیب مقرر فرمایا ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

نو بنو خزرج کے تھے جس میں سے یہ تین بزرگ اسعد بن زرارہؓ و رافع بن مالک و عبادہ ابن الصامت شریک عقبیٰ اولیٰ میں تھے ان کے علاوہ سعد بن الربیع ابی زہیر بن مالک بن امری القیس ابن مالک بن ثعلبہ ابن کعب ابن الخزرج' عبداللہ بن رواحہ ابن امری القیس' براء بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ابو جابر ابن عبداللہ ابن عمرو بن حرام۔ سعد بن عبادہ بن ولیم بن حارثہ۔ منذر ابن عمرو بن خنیس بن لوذان بن یزید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج اور تین قبیلہ اوس کے اسید بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل' سعد بن خیثمہ بن حارث بن مالک بن اوس' رفاعہ بن المنذر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تھے لیکن اہل علم بجائے رفاعہ بن المنذر کے ابوالہیثم بن التیہان کو شمار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

عقبہ ثانیہ کا قریش میں ردِ عمل: جب یہ بیعت تمام ہوگئی اور یہ لوگ آنحضرت ﷺ سے رخصت ہو کر اپنی اپنی قیام گاہوں کو واپس ہوئے اس وقت اہل قریش کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی بعض نے اس واقعہ کی تصدیق کی اور بعض نے اس کو جھٹلایا' صبح ہوتے ہی اہل قریش کا ایک گروہ انصارؓ کی قیام گاہوں پر آیا اور ان کو اسلام لانے اور بیعت کرنے پر سخت سست کہنے لگے۔ انصارؓ نے بھی ان کو ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ تب قریش وہاں سے اٹھ کر آئے اور آپس میں دوبارہ مسلمانوں کی تکلیف دہی پر قسمیں کھائیں۔ عبداللہ بن ابی سلول نے کہا ''افسوس کی بات ہے کہ ہماری قوم ایک طرح اتفاق نہیں کرتی'' مقام منیٰ سے لوگوں کے متفرق ہونے کے بعد اہل قریش کو اس بیعت کی خبر کی تصدیق ہوگئی۔ چنانچہ اہل قریش کے چند لوگ انصارؓ کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ ہوئے لیکن انہوں نے کسی کو نہ پایا۔ سعد بن عبادہؓ کو اثناءِ راہ سے گرفتار کر کے لائے اور طرح طرح کی ایذائیں دینے لگے تا آنکہ جبیر ابن مطعم و حرث بن امیہ نے سعد بن عبادہ کو ان کے جور و ستم کے ہاتھوں سے چھڑایا۔ یہ دونوں مدینہ میں سعد بن عبادہ کے پڑوس میں رہتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۲

ہجرت

ہجرت کا حکم : اس بیعت کے بعد مدینہ میں اسلام کا زیادہ زور ہو گیا اور اہلِ مدینہ کے مسلمان ہو جانے سے مسلمانوں کو ایک گونہ قوت حاصل ہو گئی۔ مشرکین مکہ اس واقعہ سے بہت برہم ہوئے انہوں نے ایک بار پھر سختی سے مسلمانوں کے ستانے پر عہد و پیمان استوار کیا جس سے مسلمانوں کی تکلیف بڑھ گئی۔ اس وقت جو سب سے پہلے جہاد کی آیت اللہ جل شانہٗ نے نازل فرمائی یہ تھی ﴿و قاتلو هم حتى لا تكون فتنة و يكون الدين كله الله .....﴾ یعنی ''مسلمانو! مشرکوں سے لڑتے رہو جب تک شرک ختم نہ ہو جائے اور اللہ کی توحید نہ پھیل جائے'' اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکمِ الٰہی اپنے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کو مکہ سے مدینہ ہجرت کر جانے کا ارشاد فرمایا۔

مسلمانوں کی ہجرت : سب سے پہلے ابوسلمہؓ بن عبدالاسد مکہ سے ہجرت کر کے قبا میں جا کر ٹھہرے۔ ان کے بعد عامرؓ بن ربیعہ (حلیف بنوعدی) مع اپنی بی بی لیلیٰ بنت ابی خثیمہ بن غانم کے پھر کل بنوجحش (بنواسد بن خزیمہ سے) ہجرت کر کے قبا میں جا کر مقیم ہوئے ان کے بعد عکاشہؓ بن محصن اور ایک گروہ بنواسد (خلفاء و بنوامیہ) جن میں زینب بنت جحش ام المؤمنین بھی تھیں اور ان کی دونوں بہنیں حمنہ وام حبیبہ نے ہجرت کی۔ بعدہ حضرت عمر ابن الخطابؓ و عیاش بن ابی ربیعہ بیس سواروں کے ساتھ مدینہ ہجرت کر گئے یہ لوگ عوالی مدینہ بنوامیہ بنوزید میں جا کر مقیم ہوئے۔ لیکن ابوجہل ابن ہشام عیاش بن ربیعہ کو[1] دھوکا دے کر مکہ کو لوٹا لایا اور ایک مدت تک قید کر رکھا۔ پھر زیدؓ و سعیدؓ و خنیس بن حذافہ سہمی اور ایک گروہ خلفاء بنوعدی ہجرت کر کے مدینہ چلا آیا۔ یہ سب قبا میں رفاعہ بن عبدالمنذر (بنوعوف بن عمرو) کے مکان پر مقیم ہوئے۔ ان کے بعد طلحہ بن عبیداللہ اور صہیب بن سنان نے ہجرت کی اور بنوحرث بن خزرج بن حبیب بن اساف کے پاس قیام پذیر ہوئے لیکن بعض کہتے ہیں کہ طلحہ اسعد بن زرارہ کے مکان پر مقیم ہوئے تھے۔ پھر حمزہؓ بن عبدالمطلب مع زید بن حارثہ (آنحضرت ﷺ کے آزاد غلام) اور ان کے حلیف ابومرثد کنان بن حصن غنوی نے ہجرت کی اور قبا میں بنوعمرو بن عوف میں کلثوم بن الہدام کے یہاں مقیم ہوئے۔

---

[1] ابوجہل نے عیاش بن ربیعہ سے مدینہ پہنچ کر یہ کہا تھا کہ تیری ماں نے قسم کھائی ہے کہ تیرے بغیر نہ وہ کھانا کھائے گی اور نہ آرام سے سوئے گی۔ چل تجھ کو تیری ماں نے بلایا ہے اس نے مجھ کو اسی غرض سے بھیجا ہے عیاش بن ربیعہ اس کے فریب میں آ گئے اور اس کے ہمراہ مکہ واپس چلے آئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے بعد مکہ سے بنومطلب بن عبد مناف کی ایک جماعت جن میں مسطحؓ بن اثاثہ وخباب بن الارت (مولیٰ عتبہ بن غزوان) تھے قبا میں بنوسحلان کے پاس اور عبدالرحمٰن بن عوف ایک گروہ مہاجرین کا لئے ہوئے بنوحرث بن الخزرج میں سعد بن الربیع کے مکان پر اور زبیرؓ بن العوام وابوسبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ منذر بن محمد بن عتبہ بن احیحہ کے مکان میں اور مصعب ابن عمیر بنوعبدالاشہل میں سعد بن معاذ کے پاس اور ابوحذیفہ بن عتبہ اور ان کے دونوں مولی سالم وعتبہ ابن غزوان مازنی بنوعبدالاشہل میں عباد بن بشیر کے پاس آ کر مقیم ہوئے۔

سالم ابوحذیفہ کے آزاد کئے ہوئے نہ تھے بلکہ ان کو قبیلہ اوس کی ایک عورت نے آزاد کیا تھا جو ابوحذیفہ کے ساتھ بیاہی ہوئی تھی عثمان بن عفان بنونجار میں اوس برادر حسان بن ثابت کے مکان پر مقیم ہوئے تھے الغرض رفتہ رفتہ مکہ سے کل صحابیؓ مدینہ چلے آئے تھے آنحضرت ﷺ کے پاس مکہ میں سوائے حضرت ابوبکر صدیق وحضرت علی ابن ابوطالب (رضی اللہ عنہما) کے اور کوئی باقی نہ رہا تھا یہ دونوں بزرگ آنحضرت ﷺ کے حکم سے مکہ میں رہ گئے تھے ورنہ یہ بھی کب کے مدینہ ہجرت کر گئے ہوتے خود آنحضرت ﷺ جناب باری عزاسمہ کے حکم کے منتظر تھے۔

حضرت محمد ﷺ کے خلاف قریش کا منصوبہ: جب اہل قریش نے ان بزرگوں کے ہجرت کر جانے اور اہل مدینہ کے اسلام لانے سے یہ سمجھ لیا اور دیکھ لیا کہ یہ سب لوگ رفتہ رفتہ مدینہ چلے گئے اور حسب خواہش ان کے عنقریب محمد ﷺ بھی چلے جائیں گے تب اہل قریش کے مشائخین جو اس وقت شریک مشورہ تھے وہ حسب ذیل تھے۔

بنوامیہ سے عتبہ وشیبہ وابوسفیان اور بنونوفل سے طعیمہ بن عدی وجبیر بن مطعم وحارث بن عامر اور بنوعبدالدار سے نضر بن الحارث اور بنومخزوم سے ابوجہل اور بنوسہیم سے نبیہ اور منبہ پسران حجاج اور بنوجمح سے امیہ بن خلف۔

اس جلسہ میں علاوہ قریش کے اور قبائل کے لوگ بھی موجود تھے۔ بعض یہ کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کو ایک تنگ و تاریک مکان میں قید کر دو اور بعضوں کی یہ رائے ہوئی کہ جلاوطن کر دو۔ لیکن ابوجہل کی یہ رائے ہوئی کہ نہ تو ان کو قید کرو اور نہ شہر بدر کرو بلکہ ہر قبیلہ سے ایک ایک جوان منتخب کیا جائے اور وہ مل کر دفعتہً آنحضرت ﷺ کو مار ڈالیں (عیاذاً باللہ) اس صورت میں کسی فرد واحد پر قتل کا جرم نہ عائد ہوگا اور نہ بنوعبد مناف ان سب سے لڑ سکیں گے زیادہ برایں نیست کہ خون بہا دے دیا جائے گا۔

کاشانۂ نبویؐ کا محاصرہ: حاضرین جلسہ نے اس رائے کو پسند کیا اور رات ہی سے اس امر کی انجام دہی پر مستعد ہو گئے آنحضرت ﷺ کا دروازہ و مکان گھیر لیا اللہ جل وشانہٗ نے بذریعہ وحی آنحضرت ﷺ کو مطلع فرما دیا۔ چنانچہ جناب موصوف حسب حکم باری حضرت علیؓ بن ابی طالب کو اپنے بستر پر سلا کر خود مکان کے باہر آئے اللہ جل شانہ نے دشمن کی آنکھوں پر اس وقت پردے ڈال دیئے آنحضرت ﷺ نے یک مشت خاک پر سورۂ یٰسین دم کی۔ اوّل آیات ﴿فھم لا یبصرون﴾ تک پڑھ کر ان کے سروں پر ڈال دی پھر آپؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مسکونہ مکان سے باہر تشریف لائے بنوبکر بن عبد مناۃ سے عبداللہ بن اریقط الدولی کو راہبری کی غرض سے اجرت پر مقرر کر لیا اور ان سے یہ کہہ دیا کہ معروف راستہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ کر غیر معروف راہ سے مدینہ لے چلیں۔ اگرچہ عبداللہ بن اریقط کافر اور عاصی بن وائل کے حلیف تھے۔ لیکن ان دونوں بزرگوں نے ان پر اعتماد کر لیا تھا۔

غار ثور: الغرض آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مکان سے نکل کر رات ہی کو ایک غار میں چھپ کر بیٹھ رہے جو اسفل مکہ جبل ثور میں تھا عبداللہ بن ابی بکرؓ روزانہ غار پر آتے اور اہل مکہ کے مشوروں اور حالات سے آگاہ کر جاتے تھے۔ عامرؓ بن فہیرہ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام) ان کی بکریوں کو عبداللہ بن ابی بکرؓ کے پیچھے پیچھے نشان پا مٹانے کو چراتے ہوئے لاتے اور شب کو وہیں رہ جاتے تھے اس غرض سے کہ بقدر حاجت دودھ وغیرہ آپ کو دے دیا جائے۔ اسماء بنت ابی بکر روزانہ مکہ سے کھانا لا کر کھلا جاتی تھیں باوجود کمال احتیاط کے قریش بھی ڈھونڈتے ہوئے غار تک پہنچ گئے چونکہ غار کے منہ پر مکڑیوں نے پہلے ہی سے جالا تن رکھا تھا اس وجہ سے مطمئن ہو کر واپس آئے اور واپس آ کر آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو گرفتار کر کے لانے والے کے لئے سو اونٹوں کے انعام کا اعلان کر دیا۔

اسماء بنت ابی بکر ذات النطاقین: جب غار ثور میں تین روز آنحضرت ﷺ و ابوبکر صدیقؓ کو گزر گئے اور اہل قریش کا زور و شور تجسس کم ہو گیا تب عبداللہ بن اریقط (جن کو اجرت پر رہبری کے لئے مقرر کر لیا تھا) ان دونوں بزرگوں کے لئے سواری لے کر آئے جن میں ایک اونٹنی اپنے لئے بھی لائے اور اسماء بنت ابی بکرؓ سفرہ (ناشتہ یا زاد راہ از قسم طعام پکا کر لائیں لیکن عجلت میں رسی لانا بھول گئیں جس سے ناشتہ لٹکا دیا جاتا اسماء بنت ابی بکرؓ نے اپنا ''نطاق''[1] (کمربند) پھاڑ کر ناشتہ کو باندھ کر لٹکا دیا اسی روز سے اسماءؓ[2] بنت ابی بکر ذات النطاقین کے نام سے موسوم ہو گئیں۔

مدینہ کا سفر: آنحضرت ﷺ ایک ناقہ پر سوار ہوئے اور دوسرے پر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے پیچھے عامرؓ بن فہیرہ سوار ہوئے اور عبداللہ بن اریقط ایک تیسرے اونٹ پر سوار ہوا شاہراہ معروف و متعارف کو چھوڑ کر ایک غیر مشہور راستہ اختیار کر لیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے وقت روانگی اپنا کل مال (جو تخمیناً چھ ہزار درہم کا تھا) اپنے ہمراہ لے لیا۔ اول شب سے دوسرے دن ظہر تک برابر سفر کرتے رہے ظہر کے وقت ایک میدان میں تھوڑی دیر کے لئے قیام کیا۔ اسی اثناء میں سراقہ بن مالک بن جشم (جو اہل قریش سے آپ کے گرفتار کرنے کا وعدہ کر چکا تھا) آ پہنچا آنحضرت ﷺ نے اس کے حق میں بددعا کی اسی وقت اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ سراقہ مجبور ہو کر آنحضرت ﷺ سے امان کا خواستگار ہوا۔

---

[1] النطاق کتاب نطاق پر وزن کتاب ہے پہلے عرب کی عورتیں اس کو پہنا کرتی تھیں۔ یہ ایک کپڑا ہوتا تھا جس کا وسط باندھا جاتا تھا اور اوپر کا حصہ نیچے کی طرف زمین تک لٹکا دیا جاتا تھا اور نیچے کا حصہ زمین پر لوٹتا رہتا تھا اس میں پائجامہ کی طرح پائنچے نہیں ہوتے تھے (اقرب الموارد) شمس اللغات میں نطاق کے معنی کمربند لکھے ہیں۔ بہرکیف اسماء بنت ابی بکرؓ نے اپنے نطاق کو طول میں پھاڑ کر ایک حصہ میں ناشتہ باندھ دیا تھا اور ایک حصہ پہن لیا تھا۔

[2] اسماء بنت ابی بکرؓ کہتی ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کی روانگی کے بعد چند نفر قریش کے میرے باپ کے گھر آئے جن میں ابوجہل بھی تھا اس نے مجھ سے کہا ((این ابوک)) یعنی ''تیرا باپ کہاں ہے'' میں نے کہا ((لا ادری)) ''میں نہیں جانتی'' ابوجہل نے یہ سنتے ہی میرے ایک طمانچہ مارا میں رو کر اندر چلی گئی اور وہ بھی اپنا سامنہ لے کر چلا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ نے اس کو امان دی اور اس کے کہنے سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حسب اجازت آنحضرت ﷺ اس کو امان نامہ لکھ کر دے دیا۔ سراقہ تو اس مقام سے واپس ہوا پھر جو جو آنحضرت ﷺ کے تعاقب میں اس کو ملتے جاتے تھے ان کو وہ واپس کرتا جاتا تھا اور عبداللہ بن اریقط آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ہمراہ لئے ہوئے اسفل مکہ سے نکل کر ساحل کی طرف بڑھا اسفل عسفان سے ہوتا ہوا امج میں پہنچا۔ پھر وہاں سے اس کے اسفل کو طے کرتا ہوا قدید میں آیا پھر قدید سے نکل کر عرج ہوتے ہوئے عوالی مدینہ سے قبا میں داخل ہوا۔

اہل مدینہ کا استقبال: آنحضرت ﷺ مورخہ بارہ ربیع الاول بروز پیر[1] غروب آفتاب کے قریب مدینہ میں رونق افروز ہوئے تھے اہل مدینہ تشریف آوری کی خبر سن کر بغرض استقبال آئے ہوئے تھے لیکن آفتاب کے غروب ہو جانے کی وجہ سے اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو رہے تھے۔ اس اثناء میں آنحضرت ﷺ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ ایک کھجور کے باغ کی طرف سے تشریف لاتے ہوئے دیکھ اسی طرف دوڑ پڑے۔ آنحضرت ﷺ مدینہ میں پہنچ کر قبا میں سعدؓ بن خثیمہ کے مکان پر یا بروایت بعض کلثومؓ بن الہدم کے یہاں رونق افروز ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سخ بنو الحرث بن الخزرج میں حبیب بن اسافؓ بعض کے خیال میں خارجہ بن زیدؓ کے مکان پر مقیم ہوئے۔

حضرت علیؓ کی ہجرت: حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) نے آنحضرت ﷺ کی روانگی کے بعد آنحضرت ﷺ کی حسب ہدایت لوگوں کی امانتیں ان اصحاب کو پہنچا کر خود مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ پوری رات اور آدھا دن قریب دو پہر تک سفر کرتے تھے۔ دو پہر کو کسی محفوظ مقام میں روپوش ہو جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ چند دن بعد آنحضرت ﷺ کے پاس قبا پہنچ گئے۔

مسجد قبا کی تاسیس: پیر سے جمعرات تک آنحضرت ﷺ قبا میں مقیم رہے اس اثناء میں اہل قبا کی مسجد تیار کرائی لیکن جمعہ کی نماز آپ ﷺ نے بنو سالم بن عوف میں ادا فرمائی۔ یہ مدینہ کا پہلا جمعہ تھا جس کو آپ ﷺ نے بطن وادی میں ادا فرمایا۔ بنو سالم بن عوف نے آپ ﷺ کو ٹھہرانا چاہا لوگوں میں اس بات کی بحث ہونے لگی تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''میرے ناقہ کو نہ روکو جہاں وہ بیٹھ جائے وہیں میں ٹھہر جاؤں گا کیونکہ وہ منجانب اللہ مامور ہے''۔

ناقۂ رسولؐ: چنانچہ آپ ﷺ ناقہ پر سوار ہو کر چلے اور انصار (رضی اللہ عنہم) آپؐ کے آگے پیچھے دائیں بائیں چلے ہر شخص کے دل میں یہی آ رہا تھا کہ کاش ناقہ ہمارے قبیلہ میں ہمارے ہی مکان پر بیٹھ جائے۔ ہر متنفس امید کی آنکھوں سے ناقہ کو دیکھ رہا تھا اور ناقہ آہستہ آہستہ چلا جا رہا تھا تا آنکہ ناقہ بنو بیاضہ کے محلّہ میں پہنچا اور ان لوگوں نے ناقہ کی مہار پکڑنا چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((دعوها فانها مامورة)) اس کو چھوڑ دو بے شک یہ منجاب اللہ مامور ہے۔ پھر آپ ﷺ کا بنو ساعدہ کے محلّہ میں گزر ہوا ان لوگوں نے بھی ناقہ کی مہار پکڑنے کا قصد کیا اور ان میں سعد بن عبادہؓ و منذر بن عمروؓ بھی

---

[1] ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے اور حجر اسود کو پیر کے دن اٹھا کر رکھا ہجرت بھی پیر کے دن فرمائی اور وصال بھی پیر ہی کے دن ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے آپ ﷺ نے ان لوگوں سے بھی یہی فرمایا اور یہ لوگ بھی خاموشی اور امید کی نظروں سے ناقہ کو دیکھنے لگے۔ اس کے بعد بنو حارثہ بن الخزرج کی طرف گزر ہوا یہاں سعد بن الربیعؓ و خارجہ بن زیدؓ و عبداللہ بن رواحہ نے نیاز حاصل کیا پھر ناقہ بنو حارثہ بن الخزرج سے نکل کر بنو عدی بن النجار (عبدالمطلب کے ننہیال) میں پہنچا ان لوگوں سے بھی آپ ﷺ نے وہی کلمات ارشاد فرمائے یہ لوگ بھی خاموش ہو رہے یہاں تک کہ ناقہ بنو مالک بن النجار کے محلّہ میں بیٹھ گیا جہاں اس وقت مسجد نبوی کا دروازہ ہے اس کے مالک وہ دونوں لڑکے سہل و سہیل تھے جو معاذ بن عفراز کے رشتہ داروں میں سے تھے یہ کوئی آباد مقام نہیں بلکہ کچھ کھنڈر سا تھا البتہ کھجور کے درخت یا مشرکین کی قبریں اور مربد (چار چوپایوں کے قید کرنے کا مکان) تھا۔ آپ ﷺ ناقہ پر سے اترے تھوڑی دیر کے بعد ناقہ اٹھا اور تھوڑی دور چل کر لوٹا اور اسی مقام پر آ کر پھر بیٹھ گیا جہاں پہلے بیٹھا تھا۔

مسجد نبوی کی تعمیر: آنحضرت ﷺ ناقہ سے اترے حضرت ابوایوبؓ آپ ﷺ کا اسباب اپنے گھر اٹھا لے گئے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ بھی انہیں کے مکان پر مقیم ہوئے اس زمین کو مالکان مربد و زمین نے آپ کو ہبہ کرنا چاہا لیکن آپ ﷺ نے قبول نہ فرمایا اور اس کو بہ قیمت خرید فرما لیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مشرکوں کی قبریں اور کھجور کے درختوں اور کھنڈروں کے صاف کرنے کا حکم دیا اور بہ نفس نفیس مسجد بنانے میں مصروف ہوئے۔ انصار و مہاجرین (رضی اللہ عنہم) بھی بنانے میں شریک ہو گئے مسجد کی دیواریں پتھروں کے ٹکڑوں اور کھگل سے بنائی گئیں اور چھت کھجور کی لکڑی اور پتوں سے پاٹی گئی۔

میثاق مدینہ: اس کے بعد آپ ﷺ نے یہود سے معاہدہ کیا اور ایک عہد نامہ لکھ کر دے دیا جس میں انصار و مہاجرین اور یہود کے حقوق کے شرائط تحریر کئے گئے تھے۔

(مترجم) اس مقام پر مضامین کی دلچسپی کے پیش نظر ہم اس عہد نامہ کو جس کو آپ ﷺ نے انصار اور مہاجرین نیز یہود کی موجودگی میں مرتب فرمایا تھا۔ سیرۃ بن ہشام سے نقل کرتے ہیں۔ و ھو ھذا

((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ (ﷺ) بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قُرَيْشٍ وَّ يَثْرِبَ وَ مَنْ تَبِعَهُمْ وَ لَحِقَ بِهِمْ وَ جَاهَدَ مَعَهُمْ اَنَّهُمْ اُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ الْمُهَاجِرُوْنَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ بَيْنَهُمْ وَهُمْ يَفْدُوْنَ عَانِيَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ الْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ بَنُوْ عَوْفٍ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَ كُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِيْ عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَ الْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ بَنُوْ سَاعِدَةَ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَ كُلُّ طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ تَفْدِيْ عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَ الْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ بَنُو الْحَارِثِ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَ كُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِيْ عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَ الْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَنُو الْجُشَمِ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَ كُلُّ طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ تَفْدِيْ عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ بَنُو النَّجَّارِ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَ كُلُّ طَآئِفَةٍ تَفْدِىْ عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَنُو الْاَوْسِ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَ كُلُّ طَائِفَةٍ مِنْهُمْ تَفْدِىْ عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا يَتْرُكُوْنَ مُفْرَحًا بَيْنَهُمْ وَ اَنْ يَعْطُوْهُ بِالْمَعْرُوْفِ فِىْ فِدَآءٍ اَوْ عَقْلٍ وَلَا يُحَالِفُ مُؤْمِنٌ مَوْلَى مُؤْمِنٍ دُوْنَهُ وَ اَنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ الْمُتَّقِيْنَ عَلٰى مَنْ بَغٰى مِنْهُمْ اَوِ ابْتَغٰى وَسِيْلَةَ ظُلْمٍ اَوْ اِثْمٍ اَوْ عُدْوَانٍ اَوْ فَسَادٍ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنَّ اَيْدِيَهُمْ عَلَيْهِ جَمِيْعًا وَ لَوْ كَانَ وَلَدَ اَحَدِهِمْ وَلَا يَقْتُلُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنًا فِىْ كَافِرٍ وَلَا يَنْصُرُ كَافِرٌ عَلٰى مُؤْمِنٍ وَ اَنَّ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَاحِدَةٌ يُجِيْرُ عَلَيْهِمْ اَدْنَاهُمْ وَ اَنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْضُهُمْ مَوَالِىْ بَعْضٍ دُوْنَ النَّاسِ وَ اَنَّهُ مَنْ تَبِعَنَا مِنْ يَهُوْدَ فَاِنَّ لَهُ النَّصْرَ وَالْاُسْوَةَ غَيْرَ مَظْلُوْمِيْنَ وَلَا مُتَنَاصِرٍ عَلَيْهِمْ وَ اَنَّ سِلْمَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاحِدَةٌ لَا يُسَالَمُ مُؤْمِنٌ دُوْنَ مُؤْمِنٍ فِىْ قِتَالٍ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا عَلٰى سَوَآءٍ وَّ عَدْلٍ بَيْنَهُمْ وَاِنَّ كُلَّ غَازِيَةٍ غَزَتْ مَعَنَا تَعَقَّبُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَ اَنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ يَبِىْءُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ بِمَا نَالَ دِمَآءَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُتَّقِيْنَ عَلٰى اَحْسَنِ هُدًى وَ اَقْوَمِهٖ وَ اَنَّهُ لَا يُجِيْرُ مُشْرِكٌ مَالًا لِقُرَيْشٍ وَلَا نَفْسًا وَلَا يَحُوْلُ دُوْنَهُ عَلٰى مُؤْمِنٍ وَاَنَّهُ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلًا عَنْ بَيِّنَةٍ فَاِنَّهُ قَوَدٌ بِهٖ اِلَّا اَنْ يَرْضٰى وَلِىُّ الْمَقْتُوْلِ وَ اَنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ كَآفَّةً وَلَا يَحِلُّ لَهُمْ اِلَّا قِيَامٌ عَلَيْهِ وَ اَنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ مِنْ اَقَرَّ بِمَا فِىْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَنْصُرَ مُحْدِثًا وَلَا يُؤْوِيَهٗ وَ اَنَّهُ مَنْ نَصَرَهٗ اَوْ اٰوٰهُ فَاِنَّ عَلَيْهِ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَ غَضَبَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَ اَنَّكُمْ مَهْمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَىْءٍ فَاِنَّ مَرَدَّهٗ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ اِلٰى مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَ اَنَّ الْيَهُوْدَ يُنْفِقُوْنَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا دَامُوْا مُحَارِبِيْنَ وَاَنَّ يَهُوْدَ بَنِىْ عَوْفٍ اُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلْيَهُوْدِ دِيْنُهُمْ وَ لِلْمُسْلِمِيْنَ دِيْنُهُمْ مَوَالِيْهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَ اَثِمَ فَاِنَّهٗ لَا يُوْبِقُ اِلَّا نَفْسَهٗ وَ اَهْلَ بَيْتِهٖ وَ اَنَّ لِيَهُوْدَ بَنِى النَّجَّارِ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدَ بَنِىْ عَوْفٍ وَاَنَّ لِيَهُوْدَ بَنِى الْحٰرِثِ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدَ بَنِىْ عَوْفٍ وَاَنَّ لِيَهُوْدَ بَنِىْ سَاعِدَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدَ بَنِىْ عَوْفٍ وَاَنَّ لِيَهُوْدَ بَنِىْ جُشَمٍ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدَ بَنِىْ عَوْفٍ وَ اَنَّ مَا لِيَهُوْدَ بَنِى الْاَوْسِ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدَ بَنِىْ عَوْفٍ وَ اَنَّ لِيَهُوْدَ بَنِىْ ثَعْلَبَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدَ بَنِىْ عَوْفٍ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَ اَثِمَ فَاِنَّهٗ لَا يُوْبِقُ اِلَّا نَفْسَهٗ وَ اَهْلَ بَيْتِهٖ وَ اَنَّ جَفْنَةَ بَطْنٌ مِنْ ثَعْلَبَةَ كَاَنْفُسِهِمْ وَ اَنَّ لِبَنِى الشُّطْنَةِ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدَ بَنِىْ عَوْفٍ وَ اَنَّ الْبِرَّ دُوْنَ الْاِثْمِ وَ اَنَّ مَوَالِىْ ثَعْلَبَةَ كَاَنْفُسِهِمْ وَ اَنَّهٗ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا بِاِذْنِ مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَ اَنَّهٗ لَا يُنْحَجَزُ عَلٰى ثَارِ جُرْحٍ وَ اَنَّهٗ مَنْ فَتَكَ فَبِنَفْسِهٖ فَتَكَ وَ اَهْلَ بَيْتِهٖ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى اَبَرِّ هٰذَا وَاَنَّ عَلَى الْيَهُوْدِ نَفَقَتَهُمْ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ نَفَقَتَهُمْ وَ اَنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلٰى مَنْ حَارَبَ اَهْلَ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَ اَنَّ بَيْنَهُمُ النُّصْحَ وَ النَّصِيْحَةَ وَ الْبِرَّ دُوْنَ الْاِثْمِ وَ اَنَّهٗ لَا يَاْثَمُ امْرُءٌ بِحَلِيْفِهٖ وَ اَنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُوْمِ وَ اَنَّ لِيَهُوْدَ يُنْفِقُوْنَ مَا دَامُوْا مُحَارِبِيْنَ وَ اَنَّ يَثْرِبَ حَرَامٌ جَوْفُهَا لِاَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَ اَنَّ الْجَارَ كَالنَّفْسِ غَيْرَ مُضَارٍّ وَلَا اٰثِمٍ وَ اَنَّهٗ لَا تُجَارُ حُرْمَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اَهْلِهَا وَ اَنَّهٗ مَا كَانَ بَيْنَ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ مِنْ حَدَثٍ اَوِ اشْتِجَارٍ يُخَافُ فَسَادُهٗ فَاِنَّ مَرَدَّهٗ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ اِلٰى مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى اَتْقٰى مَا فِىْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَ اَبَرِّهٖ وَ اَنَّهٗ لَا تُجَارُ قُرَيْشٌ وَ لَا مَنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَصْرَهَا وَ اَنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلٰى مَنْ دَهَمَ يَثْرِبَ وَ اِذَا دُعُوْا اِلٰى صُلْحٍ يُّصَالِحُوْنَهٗ وَ يَلْبَسُوْنَهٗ وَ اَنَّهُمْ اِذَا دُعُوْا اِلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ فَاِنَّهٗ لَهُمْ مَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِلَّا مَنْ حَارَبَ فِى الدِّيْنِ عَلٰى كُلِّ اُنَاسٍ حِصَّتُهُمْ مِنْ جَانِبِهِمُ الَّذِىْ قِبَلَهُمْ وَ اَنَّ يَهُوْدَ الْاَوْسِ مَوَالِيْهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلٰى مِثْلِ مَا لِاَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ مَعَ الْبِرِّ الْمَحْضِ مِنْ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى اَصْدَقِ مَا فِىْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَ اَبَرِّهٖ وَ اَنَّهٗ لَا يَحُوْلُ هٰذَا الْكِتٰبُ دُوْنَ ظَالِمٍ وَّ اٰثِمٍ وَّ اَنَّهٗ مَنْ خَرَجَ اٰمِنٌ وَ مَنْ قَعَدَ اٰمِنٌ بِالْمَدِيْنَةِ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ اَوْ اَثِمَ وَ اِنَّ اللّٰهَ جَارٌ لِمَنْ بَرَّ وَ اتَّقٰى وَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (ﷺ)

یعنی "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کا قرشی و یثربی مسلمانوں کے لئے اور ان کے ماتحتوں کے لئے اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والوں کے لئے ایک فرمان ہے کہ مسلمان دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر سب ایک قوم ہیں۔ قرشی مہاجر اپنی خوشحالی پر رہیں گے آپس میں ایک دوسرے کی دیت دیں گے اور دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دیں گے اور مسلمانوں میں عدل سے کام لیا جائے گا۔ اسی طرح بنو عوف اپنی خوشحالی پر رہیں گے آپس میں ایک دوسرے کی دیت دیں گے ان میں عہد جاہلیت والی دیتیں قائم رہیں گی اور ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا۔ بنوساعدہ بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان کی ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا بنوجشم بھی اپنی خوش حالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان کی ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا۔ بنوالنجار بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان میں ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا۔ بنوعمر بن عوف بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان کی ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا۔ بنونبیت بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گی اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان میں ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا اور بنو الاوس بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان کی ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا اور مومن ان میں ایسی کشادگی نہ چھوڑیں گے جسے وہ براہ نیکی دیت میں دیں اور مومن کا آزاد کردہ مومن غلام اپنے آقا کے سوا دوسرے کا حلیف نہ ہوگا اور پرہیزگار مومنوں کو باغیوں پر اور طاقتوروں پر ترجیح دی جائے گی اور ان پر بھی جو ظلم و فساد یا گناہ یا دشمن کی طرف مائل ہوں تو ان میں سے ہر ایک پر ہر طرح سے انہیں قدرت و اختیار حاصل ہوگا۔ اگرچہ وہ ان میں سے کسی کا لڑکا ہی کیوں نہ ہو اور کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کرے گا اور نہ مسلمان کے مقابلہ میں کسی کافر کی مدد کی جائے گی یاد رکھو اللہ کی ذمہ داری ایک ہے۔ ادنیٰ مسلمان کی بھی کافر کے مقابلے میں مدد کی جائے گی مسلمان دوسرے لوگوں کے علاوہ باہم دوست ہیں جو یہودی مسلمانوں کے ماتحت ہوں گے ان کی مدد کی جائے گی اور غیر مظلوم ہونے کی حالت میں انہیں تنبیہ کی جائے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی اور ان کے خلاف دوسروں کی مدد نہیں کی جائے گی اگر کسی نے کسی کو پناہ دے دی تو جہاد میں برابری کے ساتھ مسلمان مسلمان ہی کی اطاعت کرے گا اور لڑنے والے مجاہدین ایک دوسرے کے جانشین ہوں گے اور ایک دوسرے کی مدد کریں گے کیونکہ ان کا خون اللہ کی راہ میں گرا ہے اور متقی مومن بہترین اور انتہائی سیدھی راہ پر ہیں۔ کوئی مشرک قریشی کے مال کو پناہ نہیں دے سکتا اور نہ اس کی جان کو اور نہ کسی مسلمان کے خلاف اس کی مدد کی جائے گی اگر کسی نے کسی مسلمان کو دلیل کی رو سے ناحق قتل کر دیا تو اگر مقتول کے ولی راضی ہو جائیں تو اس سے فدیہ قبول کر لیا جائے گا اور تمام مسلمان اس سے بیزار ہوں گے اور سب کو اس کی مخالفت حلال ہے اور جو مسلمان اللہ پر' قرآن پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے کسی بدعتی کی مدد کرنی جائز نہیں اور اگر کسی نے اس کی مدد یا اعانت کی تو اس پر قیامت کے دن اللہ کا غصہ ہوگا اور اس کی توبہ بھی ناقابل قبول ہے اور فدیہ بھی' اختلافات کی صورت میں قرآن و حدیث کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ یہودی مومنوں کے ساتھ خرچ کریں گے جب تک وہ حربی ہیں بنوعوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک جماعت میں یہودی اپنے دین پر ہیں اور مسلمان اپنے دین پر۔ مسلمان ان کے غلاموں کے اور جانوروں کے محافظ ہیں لیکن جو ظلم یا گناہ کرے تو بجز اس کی ذات کے یا خاندان کے کوئی دوسرا نہیں پکڑا جائے گا۔ نجاری یہودیوں کے وہی حقوق ہیں جو بنوعوف کے یہودیوں کے ہیں اسی طرح بنوالحارث کے یہودیوں کے' بنوساعدہ کے یہودیوں کے' بنوجشم کے یہودیوں کے' بنواوس کے یہودیوں کے اور بنوثعلبہ کے یہودیوں کے وہی حقوق ہیں جو بنوعوف کے یہودیوں کے ہیں مگر ظالم و خطا کار کو بجز اس کے نفس و اہل بیت کے کسی اور کو ہلاک نہیں کیا جائے گا۔ جفنہ ثعلبہ کا ان کی ذاتوں کی طرح ایک خاندان ہے اور بنوشطنہ کے حقوق بھی بنوعوف کے یہودیوں کے حقوق کی مانند ہیں۔ یاد رکھو نیکی گناہ کی ضد ہے اور ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام ان کی ذاتوں کی طرح ہیں اور یہودیوں کے احباب انہیں کی طرح ہیں ان میں سے اللہ کے رسولؐ کی اجازت کے بغیر کوئی نہ نکل سکے گا اور اپنے غالب مخالف سے کوئی شخص نہیں روکا جائے گا اور جس نے کسی کو قتل کیا اس نے اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو قتل کیا ہاں اگر مظلوم ہو تو اور بات ہے اور اللہ کی اس پر حجت ہے یہودیوں پر اپنا خرچہ ہے اور مسلمانوں پر اپنا اور آپس میں اس کے خلاف باہمی مدد کرنے کا عہد ہے جو اس عہد والے سے لڑنا چاہے اور ان میں باہمی خیر خواہی اور پند موعظت ہے اور نیکی گناہ کے خلاف ہے کوئی شخص اپنے حلیف پر زیادتی نہ کرے مظلوم کی مدد کی جائے گی جب تک مسلمان لڑتے رہیں گے ان کا خرچہ یہودیوں کے ذمہ ہوگا' اس عہد والوں کے لئے یثرب کا اندرونی حصہ حرام ہے۔ پڑوسی کو اپنی ذات کی طرح نہ نقصان پہنچایا جائے اور نہ اس کے گھر والوں کی اجازت کے بغیر اس کی حرمت میں خلل ڈالا جائے اگر اس عہد والوں سے کوئی ایسا نیا کام سرزد ہو جس سے فساد کا ڈر ہو تو کتاب و سنت کی طرف رجوع کیا جائے اس عہد نامہ کی تقویٰ اور نیکی والی باتوں پر اللہ گواہ ہے۔ اہل قریش کی اور ان کے مددگاروں کی مدد نہیں کی جائے گی اور ان پر باہمی امداد کا عہد ہے جب کوئی یثرب پر غالب آنا چاہے اور اگر مسلمان کسی مصالحت و فیصلہ کے لئے بلائے جائیں تاکہ لوگوں میں صلح کرا دیں اور انہیں ملا دیں تو وہ ان میں صلح کرا کر ملاپ کرا دیں اور اگر یہودی صلح کرانے کے لئے بلائے جائیں تو ان پر بھی وہی ہے جو مسلمانوں پر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ملاپ کرا دیں' لیکن جو دین کے بارے میں جنگ کرے (اس میں صلح و ملاپ نہیں) ہر شخص کے لئے وہی حصہ ہے جو اس کی طرف سے ہے' اوس' یہودیوں' ان کے غلاموں اور ان کی جانوں کے عدل و انصاف سے وہی حقوق ہیں جو اس عہد نامہ والوں کے لئے ہیں۔ اس عہد نامہ کی سچی اور نیک باتوں پر اللہ گواہ ہے۔ اس عہد نامہ کے حکم میں ظالم و خطا کار داخل نہیں۔ مدینہ سے جو نکل گیا اسے امن ہے اور جو مدینہ میں بیٹھ گیا اسے بھی امن ہے مگر یہ کہ ظالم و خطا کار ہو۔ اللہ نیک اور متقی کا دوست ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں آپؐ پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتیاں ہوں۔

حضرت اسعد کی وفات: اسعدؓ بن زرارہ بنوالنجار کے نقیب تھے جب ان معاملات کے دوران ان کا انتقال ہو گیا تو بنوالنجار آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور بجائے اسعد رضی اللہ عنہ کے کسی دوسرے نقیب کے مقرر کئے جانے کی درخواست کی آنحضرت ﷺ نے ان میں سے کسی کو نقیب بنانے کے لئے منتخب نہ فرمایا اور یہ ارشاد کیا ((انا نقیبکم)) ''میں تمہارا نقیب ہوں'' یہ امر بنوالنجار کے مناقب میں ہے اور اکثر یہ لوگ اس پر فخر کیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ کی مدینہ میں آمد: عبداللہ بن اریقط (جو آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ بغرض رہبری گئے تھے) مدینہ سے واپس ہو کر مکہ واپس آ کر ان دونوں بزرگوں کے بخیریت مدینہ پہنچ جانے کی عبداللہؓ بن ابی بکر کو اطلاع دی اس خبر کے بعد عبداللہ بن ابی بکر مع اپنی بہن عائشہؓ اور ان کی ماں ام رومانؓ اور طلحہؓ بن عبداللہ کے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے آنحضرت ﷺ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عقد کیا اور جناب موصوفہ سے سخ میں ابوبکرؓ کے مکان پر خلوت[2] فرمائی اس کے بعد آپ ﷺ کے حکم سے ابورافعؓ مکہ تشریف لے گئے اور آپؐ کی بی بی (ام المؤمنین) سودہ بنت زمعہؓ اور آپؐ کی لڑکیوں کو مدینہ لے آئے انہیں دنوں رؤسا اہل قریش ابواحیحہ اور ولیدہ بن المغیرہ اور عاصی بن وایل کا انتقال ہو گیا ان کے مرنے کی اطلاع آنحضرت ﷺ کو ہوئی۔

مواخات (بھائی بندی): پھر آپ ﷺ نے بہ الہام الٰہی مہاجرین و انصار میں (مواخات) بھائی بندی کرائی اس طرح کہ حضرت جعفر بن ابی طالب (حبشہ میں تھے) و حضرت معاذ بن جبل میں اور حضرت ابوبکر صدیق و خارجہ بن زید میں اور عمر ابن الخطاب و عثمان بن مالک (بنو سالم) میں اور ابوعبیدہ بن الجراح و حضرت سعد بن معاذ میں اور عبدالرحمٰن بن عوف و سعد بن الربیع میں اور زبیر بن العوام و سلمہ بن سلامہ بن وقش میں اور طلحہ بن عبیداللہ و کعب بن مالک میں اور عثمان بن عفان و اوس بن ثابت (برادر حسان) میں اور سعید بن زید و ابی بن کعب میں اور مصعب بن عمیر و ابوایوب میں اور ابوحذیفہ بن عتبہ و عباد بن بشیر وقش عبدالاشہلی میں اور عمار بن یاسر و حذیفہ بن الیمان عنسی حلیف

---

[1] آنحضرت ﷺ نے ہجرت سے تین سال قبل ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے ساتھ اپنا عقد کیا اس وقت ان کی عمر چھ برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ سات برس کی تھی۔

[2] مدینہ میں پہنچنے کے آٹھ مہینے بعد ماہ ذیقعدہ میں لیکن بعض کہتے ہیں کہ سات مہینہ بعد قدوم مدینہ شوال میں جس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر نو برس کی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے خلوت فرمائی۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالاشہل میں (بعض کہتے ہیں کہ ثابت بن قیس ابن اشماس میں) اور ابو ذر غفاری و منذر بن عمرو ساعدی میں اور حاطب بن ابی بلتعہ (حلیف بنو اسد بن عبدالعزیٰ) دعویم بن ساعدہ (بنو عمرو بن عوف) میں اور سلمان فارسی و ابوالدرداء عمیر بن بلعتہ (بنو الحرث بن الخزرج) میں اور بلال ابن عمامہ (مؤذن رسول ﷺ) و ابورویحہ عتعمی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) میں رشتہ داریاں قائم کرائیں اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ایک دوسرے کے قرابت دار بنائے گئے۔

زکوٰۃ و اذان: جس وقت آنحضرت ﷺ کو مدینہ میں جمعیت و اطمینان حاصل ہو گیا اور آپؐ کے پاس مہاجرین و انصار (رضی اللہ عنہم) جمع ہوئے اور اسلام کو ایک گونہ استحکام حاصل ہو گیا' تو اس وقت زکوٰۃ فرض کی گئی اور مقیم کی نماز[1] میں دو رکعتیں بڑھائی گئیں جس سے چار رکعتیں پوری ہوئیں اس سے پیشتر دو ہی رکعتیں نماز مسافر و مقیم کے لئے تھیں۔

عبداللہ بن سلام کا قبول اسلام: عبداللہ[2] بن سلام اسلام لائے تو یہودیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور اوس و خزرج کے چند لوگوں کو بہکا کر منافق بنا لیا۔ جن کا یہ کام تھا کہ وہ مسلمانوں سے لڑتے تھے اور کفر و کفریات پر اصرار کئے ہوئے تھے ان منافقین کے سردار بنو الخزرج سے عبداللہ بن ابی ابن سلول وجد بن قیس اور قبیلہ اوس سے حرث بن سہیل بن الصامت و عباد بن حنیف و مربع ابن قیظی اور اُس کے بھائی اوس (از اہل مسجد ضرار) تھے اور یہودیوں میں سے جو بظاہر اسلام لے آئے تھے' لیکن خفیہ طور پر کفر و کفریات میں ڈوبے ہوئے تھے۔ سعد بن حنیف و زید بن اللصیت و رافع بن خزیمہ اور رفاعہ بن

---

[1] اگرچہ نماز مکہ ہی میں فرض ہوئی تھی لیکن باستثناء مغرب اس کی تین رکعتیں تھیں اور باقی سب نمازیں دو دو رکعتیں پڑھی جاتی تھیں۔ مدینہ ہجرت کے ایک مہینہ بعد ظہرین و عشاء میں دو رکعتیں بڑھائی گئیں۔ جب نماز کے اوقات مقرر کئے گئے تو آپ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ کوئی علامت ایسی مقرر کرنی چاہئے کہ جس سے مسلمان بغیر بلائے نماز کے لئے مسجد میں آیا کریں پہلے خیال گزرا کہ یہودیوں کی طرح ایک بوق (تیز مہیب آواز والا آلہ) رکھ دیا جائے جو نماز کے وقت بجا دیا جائے لیکن آپ کو یہ امر پسند نہ آیا اس کے بعد آپؐ نے ناقوس رکھنے کے لئے ارشاد فرمایا مگر یہ بھی کچھ مرغوب طبع اقدس نہ ہوا اسی اثناء میں عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبداللہ برادر بنو الحرث بن الخزرج نے شب کو یہ خواب دیکھا کہ ایک شخص سبز پوش ہاتھ میں ناقوس لئے میری طرف سے گزرا عبداللہ بن زید نے اس سے کہا کہ کیا تم اس ناقوس کو فروخت کرو گے؟ اس سبز پوش نے کہا کہ تم اس کو خرید کے کیا کرو گے؟ عبداللہ بن زید نے جواب دیا کہ میں اس کو مسجد میں رکھ دوں گا نماز کے وقت نماز پڑھنے کے لئے یہ بجایا جائے گا اس سبز پوش نے کہا کہ میں تم کو نماز کے لئے بلانے کے واسطے اس سے اچھی تدبیر بتلائے دیتا ہوں۔ اس شخص نے یہ کہہ کر کلمات اذان کے بتلائے صبح ہوتے ہیں عبداللہ بن زیدؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور یہ خواب بیان کیا آنحضرت ﷺ بہت خوش ہوئے اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ خواب تمہارا سچا ہے اور بلال کی چونکہ آواز بلند تھی ان کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا۔ الغرض جب بلال نے اذان دی۔ حضرت عمر بن الخطابؓ سن کر حاضر خدمت ہوئے اور یہ گزارش کی کہ اے نبی اللہ ﷺ بخدا میں نے ایسا ہی خواب دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ((للہ الحمد علی ذلک)) ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس حدیث کی محمد بن ابراہیم بن الحرث نے محمد بن عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ سے روایت کی ہے امام نووی کہتے ہیں کہ اذان بحکم جدید الٰہی یا باجتہاد آنحضرت ﷺ شروع ہوئی ہے محض عبداللہ بن زید کے خواب دیکھنے پر عمل درآمد نہیں ہوا اس میں کوئی شک اور کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ واللہ اعلم

[2] ابن اسحاق بعض اہل علم سے راویت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام یہود کے بہت بڑے عالم تھے ان کا خود یہ بیان ہے کہ جب میں نے آنحضرت ﷺ کا تذکرہ اور آپؐ کی صفت و نام و زمانہ بعثت کو دریافت کیا اس وقت سے آپ ﷺ سے ملنے کا اشتیاق ہوا یہاں تک کہ آپ تشریف لائے اور قبا میں بنو عمرو بن عوف میں مقیم ہوئے ایک روز میں باغ میں کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور میری پھوپھی خالدہ بنت الحرث نیچے بیٹھی ہوئی تھیں اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سنائی میں نے سنتے ہی تکبیر کہی میری .....

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زید بن التابوت و کنانہ بن خیور او غیرہ تھے۔

غزوہ ابواء ۲ھ: آنحضرت ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد صفرؔ کے مہینہ میں آپ ﷺ بحکم الٰہی جہاد پر کمر بستہ ہو گئے تو دو سو اصحاب کو اپنے ہمراہ لے کر اور قریش و بنو ضمرہ پر حملہ کرنے کو نکلے۔ مدینہ میں سعدؓ بن عبادہ کو اپنا نائب مقرر فرما گئے جس وقت آپؐ ودان و ابواء میں پہنچے۔ اہل قریش تو نہ ملے البتہ مخشی بن عمرو سردار بنو ضمرہ بن عبد مناف بن کنانہ سے مڈبھیڑ ہو گئی آپؐ نے اس سے اس کی قوم کی طرف سے عہد کرنے کے لئے فرمایا اس نے بموجب ارشاد والا آپ ﷺ سے عہد و اقرار کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ مدینہ واپس تشریف لائے۔ لڑائی نہیں ہوئی۔ یہ پہلا غزوہ تھا جس میں حضور ﷺ بہ نفس نفیس شریک ہوئے تھے۔ یہ لڑائی غزوہ ودان و ابواء کے نام سے موسوم ہے ودان و ابواء مقام کا نام ہے جہاں تک آپ اس مرتبہ پہنچے تھے یہ دونوں مقامات ایک دوسرے سے ملے ہوئے چھ میل کے فاصلے پر واقع ہیں اس غزوہ میں اسلامی جھنڈا حمزہ ابن عبد المطلبؓ کے ہاتھ میں تھا۔

غزوہ بواط: ایک بار پھر آپ ﷺ کو الہام الٰہی ہوا کہ تقریباً ڈھائی ہزار اہل قریش کا قافلہ جس میں امیہ بن خلف اور سو

پھوپھی نے سن کر کہا "خدا تجھ کو بدنصیب کرے واللہ اگر میں موسیٰ بن عمران کے آنے کی خبر سنتی تو بھی میں کوئی بات جدید نہ کرتی" میں نے جواب دیا "اے پھوپھی یہ واللہ موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے اور اسی کے دین پر مبعوث ہوا ہے" میری پھوپھی نے کہا "اے میرے بھتیجے کیا یہ وہی نبی ہیں جن کے مبعوث ہونے کا انتظار ہم کرتے تھے" میں نے کہا ہاں اس کے بعد میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایمان لایا پھر لوٹ کر اپنے مکان پر آیا میرے کل متعلقین میرے کہنے سے مسلمان ہو گئے میں نے مصلحتاً اپنے اسلام کو اپنی قوم سے چھپایا۔ لیکن آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ "قوم یہود نہایت حاسد ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کسی گوشہ مکان میں چھپا دیں اور یہود کو جمع کر کے ان سے میری کیفیت دریافت فرمائیں اس سے قبل کہ وہ میرے اسلام لانے سے واقف ہوں کیونکہ اسلام کے بعد وہ مجھ پر بہتان لگائیں گے اور میرے عیب بیان کریں گے آنحضرت ﷺ نے میرے کہنے سے ایسا ہی کیا اور یہود کو جمع کر کے فرمایا اے ((رحل الحصین بن سلام فیکم)) یعنی حصین (عبداللہ) بن سلام تم میں کیسا شخص ہے؟ یہود نے کہا ((سیدنا و ابن سیدنا و حبرنا و عالمنا)) "یعنی ہمارا سردار اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے اور ہمارا علامہ اور ہمارا عالم ہے" عبداللہ بن سلام یہ سنتے ہی نکل آئے اور یہود سے مخاطب ہو کر کہا ((یامعشر الیھود و اتقوا اللّٰہ و اقبلوا ما جاء کم بہ قوا اللّٰہ انکم لتعلمون انہ لرسول اللّٰہ یجدونہ مکتوبًا عندکم فی التوراۃ باسمہ و صفۃ فانی اشھد انہ رسول اللّٰہ و اومن بہ و اصدقہ و اعرفہ)) "یعنی اے یہودیو! اللہ سے ڈر جاؤ اور جو کچھ اللہ کے نبی ﷺ تمہارے پاس لائے ہیں اسے مان لو کیونکہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تورات میں جو تمہارے پاس ہے آپؐ کا نام مع آپؐ کے اوصاف کے لکھا ہوا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں میرا آپؐ پر ایمان ہے اور میں آپؐ کو پہچانتا اور مانتا ہوں۔ یہود یہ سنتے ہیں یک زبان ہو کر چلا اٹھے ((کذبت)) یعنی "تو نے جھٹلایا اور عبداللہ بن سلام کو سخت و سست کہہ کر چلے گئے میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ کیا میں نے آپ کو اس قوم کی غداری اور فجور اور کذابی کی خبر نہ دی تھی؟ اس کے بعد میں نے اپنا اور اپنے اہل بیت کا اسلام ظاہر کر دیا اور میرے اہل بیت کے ساتھ میری پھوپھی خالدہ بنت الحرث بھی مسلمان ہو گئیں۔

(سیرۃ ابن ہشام)

اس مہینہ میں آنحضرت ﷺ نے اپنی لڑکی حضرت فاطمہؓ کا عقد حضرت علیؓ بن ابی طالب سے کیا حضرت علیؓ نے مہر کی رقم کی ادائیگی کے لئے اپنی زرہ فروخت کر دی جس کو حضرت عثمان ابن عفانؓ نے ساڑھے چار سو درہم میں خرید کر پھر انہیں کو واپس دے دی۔ علیؓ بن ابی طالب ان درہموں کو ایک چادر میں باندھ کر آنحضرت ﷺ کے پاس لائے آنحضرت ﷺ نے اپنی عزیز بیٹی کا یہی مہر مقرر فرمایا اور اس سے خوشبو کی چیزیں اور کپڑے خرید کر انصار و مہاجرین کو بلا کر نکاح کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی اہل قریش کے ہیں مکہ کی طرف جا رہا ہے۔ لہٰذا آنحضرت ﷺ بحکم باری تعالیٰ اس قافلے کو روکنے اور اس سے مقابلہ کرنے کے لئے ماہ ربیع الثانی میں مدینہ سے نکلے اس مرتبہ مدینہ میں سائب بن عثمانؓ بن مظعون کو قائم مقام حکمران بنایا۔ اگرچہ طبری نے لکھا ہے کہ سعد بن معاذ کو آپ ﷺ نے اس غزوہ میں مدینہ کا قائم مقام حاکم مقرر فرمایا تھا۔ بہرکیف آپؐ مقام بواط تک پہنچ گئے آپؐ کے پہنچنے سے پہلے اہل قریش کا قافلہ نکل گیا تھا اس وجہ سے آپؐ جنگ کے بغیر مدینہ واپس آ گئے۔

غزوہ عشیرہ: ماہ جمادی الاوّل میں پھر آپؐ اہل قریش سے جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ مدینہ میں ابوسلمہ بن عبدالاسد کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ مدینہ سے آپ ﷺ نکل کر عام راستہ کو ایک طرف چھوڑ کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس راستہ کو بطن ینبع [1] سے گزر کر صحیرات یمام میں عشیرہ پر پایا اور وہاں پر بقیہ جمادی الاول اور چند راتیں جمادی الثانی تک مقیم رہے اس مرتبہ آپ نے بنومدلج سے عہد و پیمان لیا اور بلا جنگ کئے ہوئے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

مدینہ پر شب خون: غزوہ عشیرہ کے بعد مدینہ میں آنحضرت ﷺ نے تقریباً دس راتیں قیام فرمایا ہوگا کہ کرز بن جابر فہری نے مضافات مدینہ پر شب خون مارا اس خبر کے سنتے ہی آپ مدینہ سے اس کے تعاقب میں نکلے۔ یہاں تک کہ اطراف بدر (یعنی مقام سفوان) پہنچے چونکہ اس مقام پر آپؐ کے پہنچنے سے پہلے کرز بن جابر یہاں سے کوچ کر گیا تھا اس وجہ سے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

(مترجم) اس مرتبہ بروایت ابن ہشام مدینہ میں زید بن حارثہ کو قائم مقام فرمایا تھا واپسی کے بعد بقیہ ماہ جمادی الآخرو رجب و شعبان تک آپؐ مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ انتہیٰ

دفاعی تدابیر: ان متذکرہ غزوات میں آپ بہ نفس نفیس شریک رہے اس دوران آپ ﷺ نے جو دفاعی تدابیر اختیار فرمائیں اب ہم ان کا ذکر کرتے ہیں۔

۱) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی سیف البحر کو روانگی: غزوہ ابواء کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین (رضی اللہ عنہم) کے تیس سواروں کی جمعیت کے ساتھ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کو سیف البحر کی طرف روانہ فرمایا۔ تین سو سواران مکہ کے ساتھ ابوجہل عمر ابن ہشام سے سامنا ہوا۔ لڑائی نہیں چھڑنے پائی تھی کہ مجدی بن عمرو الجہنی

[1] ابن اسحاق کا بیان ہے کہ آپ ﷺ مدینہ سے نکل کر بنو دینار کے عقب سے گزر کرتے ہوئے فیضاء خبار پہنچے اور بطہاء ابن ازہر میں ایک درخت کے نیچے اترے وہیں آپؐ نے نماز ادا فرمائی آپؐ کے لئے کھانا پکایا گیا آپ نے اور کل ہمراہیوں نے کھایا۔ یہاں سے پھر کوچ فرمایا اور عام راستہ کو بائیں بازو چھوڑ کر شعبہ عبداللہ پر چلے شادو لیل کو طے کرتے ہوئے مجتمع الضبوعہ میں جا اترے چاہ الضبوعہ سے آپؐ نے پانی پیا۔ پھر اس مقام سے چل کر صحیرات یمام میں عام اور مشہور راستہ کو پایا یہاں سے آپ اسی راستہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ بطن مغیع سے نکل کر مقام عشیرہ میں قیام فرمایا۔ یہاں پر بقیہ ماہ جمادی الاول اور چند راتیں جمادی الثانی تک مقیم رہے۔ بنومدلج اور ان کے حلفاء بنوضمرہ سے عہد و پیمان لے کر بلاالڑائی مدینہ واپس ہوئے اسی غزوہ میں آپؐ نے علیؓ ابن ابی طالب کو ابوتراب کی کنیت سے یاد فرمایا۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان میں آ گئے۔[1]

۲) معرکہ شینۃ المرار: پھر عبیدہ بن الحرث بن المطلبؓ کو ساٹھ یا اسی سوران مہاجرین رضی اللہ عنہم کے ساتھ روانہ فرمایا یہاں تک کہ مہاجر مجاہدوں کا یہ گروہ شینۃ المرار میں پہنچا قریش کی ایک بہت بڑی جماعت سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ عکرمہ بن ابی جہل اس کا افسر تھا اور بعض مؤرخ لکھتے ہیں کہ کرز بن حفص ابن الاخیف تھا اس دفعہ بھی کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ لڑائی[2] کی نوبت نہ آئی لیکن اتنی بات ضرور ہوئی کہ مقداد[3] بن عمروؓ اور عتبہ بن غزوانؓ کفار کے گروہ سے نکل کر مسلمانوں کی جماعت میں آ ملے جو کہ اسی غرض کے لئے مکہ سے کفار کے ساتھ چلے تھے۔ چونکہ حمزہؓ ابن ابی عبدالمطلب اور عبیدہ بن الحرث کی روانگی نہایت قریب قریب واقع ہوئی تھی اس وجہ سے علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض حمزہ ابن عبدالمطلبؓ کی روانگی کو مقدم بتلاتے ہیں اور بعض اس کے برعکس لیکن اصلیت یہ ہے کہ یہ پہلا لشکر تھا جس کو آنحضرت ﷺ نے اسلام کے لئے قائم فرمایا تھا۔ طبری میں لکھا ہے کہ حضرت حمزہؓ کی روانگی غزوہ ودان سے قبل یعنی ہجرت سے سات مہینے بعد ماہ شوال میں ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

کرز بن جابر کا تعاقب: حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ کو آٹھ مہاجرین کے ہمراہ کرز بن جابر کے تعاقب میں روانہ فرمایا جس وقت اس نے اطراف مدینہ پر شب خون مارا تھا۔ حضرت سعد بن وقاصؓ نے فرار تک اس کا تعاقب فرمایا تھا لیکن اس کے نہ ملنے پر واپس آ گئے۔

حضرت عبداللہؓ بن جحش اور فرمان نبویؐ: شب خون مارنے والے گروہ کے تعاقب سے واپسی کے بعد ماہ رجب میں عبداللہ بن جحشؓ بن ریاب اسدیؓ کی بسرکردگی میں آٹھ مہاجرین ابو حذیفہ بن عتبہ عکاشہ بن محصن بن اسدی بن خزیمہ عتبہ بن غزوان بن منصور سعد بن ابی وقاص عامر بن ربیعہ عنزی وحلیف بنوعدی واقد بن عبداللہ بن زید منات بن تمیم خالد بن

---

[1] بعض علماء کا گمان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غزوہ ابواء سے واپسی کے وقت مدینہ میں ورود سے قبل اثناءراہ میں حمزہ بن عبدالمطلبؓ کو سیف البحر کی طرف عیص کی جانب روانہ فرمایا تھا ان میں مہاجرین کے سوا انصار میں سے کوئی نہ تھا۔ ابوجہل ابن ہشام سے ساحل پر سامنا ہوا تھا مجدی بن عمرو الجہنی نے (جو فریقین کے معاہدہ میں شریک تھا) بیچ بچاؤ کرا دیا لڑائی نہیں ہوئی ان کے جھنڈے کا رنگ سفید تھا اور اس کو ابومرثد لئے ہوئے تھے (سیرۃ ابن ہشام وابن اثیر)

[2] کتب سیر وتواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سریہ میں لڑائی نہ ہونے پر مؤرخین وعلماء سب اتفاق کرتے ہیں لیکن بعض معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے ایک تیر مارا اسی وجہ سے یہ مشہور ہے کہ سب سے پہلے اسلام میں براہ خدا حضرت سعدؓ ہی نے تیر اندازی کی تھی۔

[3] مقدادؓ بن عمرو بہرانی بنوزہرہؓ کے اور عتبہ بن غزوانؓ بن جابر مازنی بنونوفل کے حلیف تھے یہ دونوں بے چارے مسلمان تھے لیکن مجبوری سے ہجرت نہ کر سکتے تھے۔ اس مرتبہ جب کفار مکہ مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کو چلے تو یہ بھی سوچ کر چلے کہ بوقت جنگ مسلمانوں سے جا ملیں گے چنانچہ ایسا ہی کیا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

[4] ابن اسحاق کا یہ بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غزوہ عشیرہ ہی کے دوران حضرت سعد کو روانہ فرمایا تھا اور یہ خرار (ارض حجاز) تک چلے گئے تھے اور مدینہ پہنچ کر خود بھی دوسری طرف روانہ ہو گئے تھے۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الکبیر از سعد بن لیث' سہیل بن بیضا فہری (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو روانہ فرمایا اور ایک خط لکھ کر عنایت فرمایا اور یہ ہدایت فرمائی کہ جب تک دو دن کا راستہ طے نہ کرلو۔ اس تحریر کو ہرگز نہ دیکھنا' دو دن کے راستہ طے کرنے کے بعد اس تحریر کو دیکھ کر جو کچھ اس میں لکھا ہو اس پر عمل کرنا اور کسی اپنے ہمراہی کو بجبر و اکراہ اپنے ہمراہ نہ لے جانا۔ پس جب حضرت عبداللہ بن جحشؓ دو دن کا راستہ طے کر چکے۔ حسب ارشاد رسول ﷺ اس تحریر کو دیکھا تو اس میں حسب ذیل مضمون طے پایا:

''تم کو چاہئے کہ تم برابر چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ مکہ و طائف کے مابین نخلہ میں پہنچ کر مقیم ہو اور قریش کے منتظر رہو اور ہم کو ان کے حالات سے مطلع کرتے رہو''۔

حضرت عبداللہ بن جحش کا نخلہ میں قیام: عبداللہ بن جحش نے اس مضمون کو غور سے پڑھ کر بسر و چشم قبول کیا اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا ''اے بھائیو مجھ کو آنحضرت ﷺ نے حکم دیا تھا کہ دو روز کا راستہ طے کر کے اس تحریر کو دیکھنا اور کسی اپنے ہمراہی کو بجبر و اکراہ اپنے ہمراہ نہ لے جانا۔ چنانچہ اب میں نے دو دن کا راستہ طے کر کے رسول ﷺ کی تحریر کو پڑھا۔ اب اس تحریر کے بموجب میں برابر سفر کرتا چلا جاؤں گا یہاں تک کہ مابین مکہ و طائف نخلہ میں پہنچ جاؤں۔ پس جس شخص کو شہادت عزیز ہو وہ میرے ساتھ آئے میں کسی کو بجبر و اکراہ اپنے ہمراہ نہیں لے جانا چاہتا۔ حضرت عبداللہ بن جحشؓ کے ہمراہیوں میں سے کسی نے جانے سے انکار نہیں کیا بلکہ بہ طیب خاطر ان کے ہمراہ چلے جا رہے تھے اتفاق سے اثناءِ راہ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ و عتبہ بن غزوانؓ کا اونٹ راستہ بھول کر کسی اور طرف چلا گیا جس کی تلاش میں یہ دونوں بزرگ اپنے ہمراہیوں سے علیحدہ ہو گئے اور بقیہ اصحاب نخلہ میں جا کر ٹھہر گئے۔

سریۂ عبداللہ بن جحشؓ: قریش کا ایک چھوٹا سا قافلہ اس طرف سے گزرا جس میں تجارتی سامان تھا اور اس میں عمرو بن الحضرمی و عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ اور اس کا بھائی نوفل اور حکم بن کیسان تھا یہ واقعہ رجب کے آخری دن کا ہے۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کرنا شروع کیا۔ بعض کہنے لگے کہ شہر الحرام میں جنگ ممنوع ہے بعضوں نے کہا کہ یہ موقع مناسب ہے حملہ کر دو۔ بحث و تکرار کے بعد اسی آخر الذکر رائے پر سب نے اتفاق کیا۔ واقد بن عبداللہ نے عمرو بن الحضرمی کے ایک تیر مارا جس سے وہ مر گیا اس کے مرتے ہی قافلے والے پریشان و مضطرب ہو گئے۔ مسلمانوں نے پہنچ کر عثمان بن عبداللہ و حکم بن کیسان کو گرفتار کر لیا اور اس کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ نوفل اور چند لوگ بھاگ گئے اس کے بعد حضرت عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ہمراہیوں نے پانچواں حصہ آنحضرت ﷺ کے لئے علیحدہ کر کے بقیہ جو کچھ تھا آپس میں تقسیم کر لیا۔

مال غنیمت کی تقسیم: اس واقعہ سے واپسی کے بعد آنحضرت ﷺ کو اطلاع ہوئی کہ شہر الحرام میں قتال کیا گیا۔ یہ سن کر آپؐ آزردہ خاطر ہوئے قیدیوں اور خمس (پانچواں حصہ) کو وحی آنے تک روک رکھا۔ اس واقعہ سے حضرت عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ہمراہیوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اس وقت ان لوگوں کی تسکین خاطر کے لئے اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿یسئلونک عن الشهر الحرام قتال فیه حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا﴾ ''یعنی جو لوگ آپ ﷺ سے حرمت والے مہینوں میں جنگ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپؐ فرما دیجئے کہ ان میں لڑنا بڑا گناہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کو نہ ماننا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے اور مسجدِ حرام سے روکنا اور اس کے باشندوں کو جلاوطن کرنا اور شرک، قتل سے بھی بڑا گناہ ہے مشرک تم سے لڑتے رہیں گے جب تک تمہیں تمہارے دین سے نہ لوٹا دیں بشرطیکہ ان کے بس میں ہو''۔[1]

عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ہمراہی اس آیت کو سن کر خوش ہو گئے اور آنحضرت ﷺ نے خمس لے لیا اور باقی مال غنیمت کو تقسیم کر دیا اور دونوں قیدیوں کو زرِ فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ عثمان بن عبداللہ تو رہا ہوتے ہیں مکہ چلا گیا اور حکم بن کیسان مسلمان ہو گئے (رضی اللہ عنہ) اور حضرت سعدؓ و عتبہؓ بخیریت مدینہ واپس آ گئے۔ یہ پہلا مال غنیمت تھا جو مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور یہ پہلا خمس بھی تھا جو مال غنیمت سے اسلام میں نکالا گیا اور عمرو بن حضری پہلا مقتول ہے جو مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا اسی سے جنگ بدر کبریٰ کی بنیاد پڑی۔ (واللہ اعلم)

قبلہ کی تبدیلی: ہجرت مدینہ کے سترہویں مہینہ کے شروع میں بیت المقدس کے بجائے کعبہ کی طرف قبلہ تبدیل ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے منبر پر چڑھ کر اس بارے میں خطبہ پڑھا اور دو رکعت نماز کعبہ کی طرف رخ کر کے ادا فرمائی یہ راویت ابن حزم کی ہے لیکن بعض تحویل قبلہ ہجرت سے اٹھارہ مہینہ شروع میں بتلاتے ہیں۔ اس کے سوا اور کسی نے کچھ روایت نہیں کی۔

صوم رمضان: (مترجم)

قبلہ کی تبدیلی شعبان کے نصف مہینہ میں ہوئی اس سے پیشتر آنحضرت ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ بعض کہتے

---

[1] اس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے کہ جس وقت حضرت عبداللہ بن جحشؓ مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر مدینہ تشریف لائے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو شہر حرام میں قتال کرنے کا حکم نہیں دیا تھا خیر قیدیوں اور مال غنیمت کو حفاظت سے رکھو لیکن یہود و مشرکین مکہ نے کہنا شروع کیا کہ محمد رسول ﷺ اور ان کے اصحابؓ نے شہر حرام میں لڑائی اور خون ریزی کی، مال کو لوٹ کر قافلہ والوں کو قید کر لیا لیکن جو مسلمان مکہ سے آئے تھے وہ کہتے تھے کہ یہ واقعات ماہ شعبان کے ہیں جب لوگوں نے زیادہ چھیڑ چھاڑ شروع کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿یسئلونک عن الشهر الحرام قتال فیه قل قتال فیه کبیر و صدعن سبیل الله و کفر به و المسجد الحرام و اخراج اهله منه اکبر عند الله و الفتنة اکبر من القتل و لایزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا﴾ آنحضرت ﷺ نے خمس لے لیا اور مال غنیمت تقسیم کر دیا اہل مکہ نے عثمان بن عبداللہ و حکم بن کیسان کا فدیہ بھیجا لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ان دونوں کو فدیہ لے کر نہ چھوڑوں گا جب تک میرے اصحاب سعدؓ و عتبہؓ نہ آ جائیں۔ مجھ کو اندیشہ ہے کہ تم ان کو قتل کر ڈالو گے۔ پس اگر تم نے ایسا ہی کیا تو میں تمہارے ان دونوں آدمیوں کو قتل کروں گا اس اثناء میں سعدؓ و عتبہؓ آ گئے آپ نے عثمان و حکم کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ عثمان تو مکہ چلا گیا۔ لیکن حکم مسلمان ہو گئے اور مدینہ ہی میں رہے یہاں تک کہ واقعہ بیر معونہ میں شہید ہوئے۔ بعد نزول آیت مذکورہ عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ہمراہیوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ ہم کو اس واقعہ میں مجاہدین کا ثواب ملے گا؟ آنحضرت ﷺ جواب دینے کو تھے کہ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ان الذین امنوا و الذین هاجروا و جاهدو فی سبیل الله اولئک یرجعون رحمة الله غفور الرحیم﴾

''یعنی ایمان لانے والے، ہجرت کرنے والے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے''۔

اس واقعہ کے حدیث کی روایت زہری و یزید بن رومان نے عروۃ بن الزبیر سے کی ہے۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ آیہ تحویل قبلہ (یعنی قبلہ کی تبدیلی) نماز کی حالت میں نازل ہوئی تھی جب کہ آپ دو رکعت پڑھ چکے تیسری رکعت میں یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ کعبہ کی طرف پھر گئے۔ صحابہؓ بھی آپ کے ساتھ پھر گئے۔ واللہ اعلم

وہ آیت جس سے تحویل قبلہ ہوا تھا' یہ ہے:

﴿قد نریٰ تقلب وجهک فی السمآء فلنولینک قبلة ترضها فوّل وجهک شطر المسجد الحرام و حیث ما کنتم فولوّا وجوهکم شطره﴾

''یعنی ہم آسمان کی طرف آپ کے چہرے کا بار بار پھرنا دیکھ رہے ہیں اس لئے آپ کو آپ کے پسندیدہ قبلہ کی طرف پھیر دیں گے۔ آپ مسجد حرام کی طرف منہ پھیر لیں۔ مسلمانو! تم جہاں بھی ہو اسی کی طرف اپنے منہ پھیر لو''۔

جب شعبان کا مہینہ گزرنے لگا تو صوم (روزہ) فرض کیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی:

﴿شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی للناس و بینات من الهدیٰ و الفرقان فمن شهد منکم الشهر فلیصمه﴾

''یعنی رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا جو لوگوں کے لئے راہنما ہے اور جس میں ہدایت کے مضبوط دلائل ہیں اور صحیح و غلط میں فرق کرنے والا ہے۔ لہٰذا جو یہ مہینہ پائے اسے اس کے روزے رکھنے چاہئیں''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۳

غزوۂ بدر ۲ھ

جنگِ بدر کی وجوہات: ماہ رمضان کے شروع میں آنحضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل قریش کا تجارتی مال و اسباب سے بھرا ہوا قافلہ شام سے مکہ آ رہا ہے اس کے ساتھ تیس یا چالیس آدمی خاص اہل قریش کے ہیں جن کا سردار ابوسفیان ہے اور اس کے ہمراہیوں میں عمرو بن العاصی و مخرمۃ بن نوفل ہیں۔ آپ نے مسلمانانِ مہاجرینؓ و انصارؓ کو جمع کر کے اس قافلے کی طرف پیش قدمی کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چونکہ آپؐ کو جنگ کا خیال غالب نہ تھا اس وجہ سے روانگی کے وقت کچھ زیادہ اہتمام نہ کیا۔ اتفاق سے یہ خبر رفتہ رفتہ ابوسفیان تک پہنچ گئی اس نے مسلمانوں سے ڈر کر ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تمہارا قافلہ محمد رسول ﷺ اور ان کے تابعین کی وجہ سے معرض زوال میں ہے دوڑو اور اپنے قافلہ کو بچاؤ۔ چنانچہ اہل مکہ یہ سنتے ہی سب کے سب نکل کھڑے ہوئے الا شاذ و نادر کسی وجہ سے نہ گئے۔ منجملہ اوروں کے ابولہب بھی تھا۔ آٹھ رمضان کے بعد جناب رسول ﷺ مدینہ سے روانہ ہوئے حضرت عمرو بن ام مکتومؓ کو اپنے بجائے نماز پڑھانے کے لئے چھوڑ گئے پھر مقام روحاء میں پہنچ کر ابولبابہؓ کو مدینہ کا حاکم مقرر کر کے واپس کیا اس لشکر میں تین علم تھے ایک حضرت مصعب بن عمیرؓ کے دوسرا حضرت علی بن ابی طالبؓ کے تیسرا کسی انصاری کے ہاتھ میں تھا ان آخری دو کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ سیاہ رنگ کے تھے۔ واللہ اعلم

مجاہدین کی روانگی: صحابہؓ کے ساتھ اس معرکہ میں صرف ستر[1] اونٹ تھے جس پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ ساقہ پر قیس بن ابی صعصعہ بخاریؓ کو مقرر فرمایا اور ان کے ساتھ انصارؓ کا نشان تھا جو حضرت سعدؓ بن معاذ لئے ہوئے تھے۔ (آنحضرت ﷺ) مدینہ کی پشت سے نکل کر ذی الحلیفہ کی طرف گئے۔ صغیرات یمام تک پہنچے کر بیر روحاء کی طرف بڑھے۔ پھر عام و مشہور راستہ کو دائیں ہاتھ چھوڑ کر صفراء پہنچے اس مقام پر پہنچنے سے پہلے آنحضرت ﷺ نے بسبس بن عمرو الجہنیؓ حلیف بنو ساعدہ اور عدیؓ بن ابی الزعباء الجہنی حلیف بنو نجار کو بدر کی طرف ابوسفیان کے تجسس حال کے لئے روانہ کر دیا اور خود اپنے ہمراہیوں کے ساتھ صفراء کے دائیں جانب سے وادی ذفران پہنچے اس مقام پر آپؐ کو مکہ سے

---

[1] اونٹ ستر تھے اور آدمی تین سو دس یا بارہ تھے اس وجہ سے آنحضرت ﷺ و علی بن ابی طالبؓ و مرثد بن ابی مرثد غنویؓ کے درمیان ایک اونٹ تھا اور ابوبکر و عمر و عبدالرحمٰنؓ بن عوف میں ایک اونٹ تھا۔ غرض اسی طرح تین تین چار چار آدمیوں میں ایک ایک اونٹ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریش کے نکلنے کی اطلاع ہوئی۔

حضرت محمد ﷺ کا انصارؓ و مہاجرین سے مشورہ : آپ ﷺ نے مہاجرینؓ و انصارؓ کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ پہلے مہاجرینؓ نے نہایت خوبصورتی سے بسر و چشم ہر حکم کے بجالانے کا اقرار کیا اور اس کے بعد آپ ﷺ نے انصارؓ کی طرف رخ کیا ان میں سے حضرت سعد بن معاذ نے نکل کر عرض کیا ''اے رسول اللہ ﷺ! ہم نے آپؐ کے دست مبارک پر بیعت کی ہے۔ اگر آپؐ دریا میں کودنے کو فرمائیں گے تو ہم اس میں بھی غوطہ لگائیں گے۔ آپ اللہ کے نام پر ہمارے ساتھ چلئے ہم ساتھ چھوڑنے والوں میں نہیں ہیں''۔ آنحضرت ﷺ یہ سن کر خوش ہو گئے اور یہ ارشاد فرمایا ''کہ تم لوگوں کو بشارت ہو' اللہ جل شانہ نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے''۔

اسلم و عریض کی گرفتاری: اس کے بعد وادی ذفران سے روانہ ہوئے بدر کے قریب پہنچ کر حضرت علیؓ بن ابی طالب و حضرت زبیرؓ و حضرت سعدؓ کو چند آدمیوں کے ہمراہ تجسس احوال کی غرض سے روانہ کیا اتفاق سے اہل قریش کے دو کم سن لڑکے[1] ان لوگوں کے ہاتھ آ گئے یہ لوگ ان کو پکڑ لائے آنحضرت ﷺ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ استفسار پر ان لڑکوں نے ظاہر کیا کہ ہم اہل قریش کے سقے (پانی بھرنے والے ہیں) ان لوگوں نے ان کے کہنے کو سچ نہ جان کر مارنا شروع کیا اس امید سے کہ شاید مار پیٹ کے خوف سے ابوسفیان کے حالات بتلا دیں دو چار ہاتھ مار کھانے کے بعد ان دونوں نے کہنا شروع کیا ہم اہل قریش کے قافلہ والوں میں سے ہیں۔ اس اثناء میں آنحضرت ﷺ نے سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہو کر ان لوگوں کو مارنے سے منع فرمایا اور لڑکوں سے ارشاد فرمایا تم مجھے سچ بتلاؤ کہ اہل قریش کہاں ہیں؟ لڑکوں نے جواب دیا کہ اس ٹیلہ کے اس طرف ہیں۔ ایک روز دس اونٹ اور دوسرے روز نو اونٹ ذبح کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ مشرکین کی تعداد ہزار اور نو سو کے درمیان ہے۔

حضرت بسبیس اور حضرت عدیؓ کی مخبری: بسبیس و عدیؓ کا (جو جاسوسی کی غرض سے صفراء میں پہنچنے سے پہلے روانہ کئے گئے تھے) اس وقت تک کچھ پتہ نہ تھا اور نہ یہ معلوم تھا کہ وہ کہاں ہیں اور کس طرف جا رہے ہیں لیکن تھوڑی دیر کے

---

[1] ان میں ایک کا نام اسلم تھا جو بنو حجاج سے تھا اور دوسرے کا نام عریض ابو یسار تھا یہ بنو عاص بن سعید سے تھا۔ جب ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم اہل قریش کے لئے پانی لانے کو نکلے ہیں جب مارا گیا تو کہنے لگے کہ ہم ابوسفیان کے ہمراہیوں میں سے ہیں۔ یہ سن کر ان لوگوں نے مارنا چھوڑ دیا۔ آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ جب انہوں نے سچ کہا تو تم نے مارا اور جب جھوٹ کہا تو چھوڑ دیا۔ واللہ یہ اہل قریش سے ہیں' آؤ لڑکو تم مجھے بتلاؤ کہ قریش کہاں ہیں انہوں نے جواب دیا کہ یہ ٹیلہ جو دکھائی دیتا ہے اس کے پیچھے ہیں پھر آپ نے دریافت کیا کتنے لوگ ہیں لڑکوں نے جواب دیا کہ کثیر التعداد ہیں جن کا ہم کو شمار نہیں معلوم تب آپ نے استفسار کیا روزانہ کس قدر اونٹ کھانے کے لئے ذبح کئے جاتے ہیں لڑکوں نے کہا کبھی دس کبھی نو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ غالباً ان کی تعداد نو سو یا ہزار ہے پھر آپؐ نے سرداران قریش کی بابت دریافت فرمایا۔ لڑکوں نے عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ ابوالبختری بن ہشام' حکیم بن حزام' نوفل بن خویلد' حرث بن عامر بن نوفل طعیمہ بن عدی بن نوفل' نضر بن الحرث زرمعۃ بن الاسود' ابوجہل' امیہ بن خلف' نبیہ و منبہ پسران حجاج' سہیل بن عمرو' عمرو بن عبدود وغیرہم کو بتلایا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد بدر کے قریب ایک ٹیلہ کے نیچے پانی کے چشمہ کی طرف دو شخص اونٹ پر سوار آتے ہوئے نظر آئے رفتہ رفتہ جب وہ پانی کے قریب آ گئے اور اپنے اونٹوں کو ایک ظرف میں پانی پلانے لگے۔ مجدی بن عمرو (جہینہ سے) ان دونوں کے قریب بیٹھا ہوا تھا اس اثناء میں دو عورتیں آپس میں باتیں کرتی ہوئی دکھائی دیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری سے مخاطب ہو کر کہا کہ کل یا پرسوں اہل قریش کا قافلہ شام سے واپس ہوگا ان کے لئے کچھ کھانا وغیرہ تیار کر رکھنا چاہئے دوسری نے جواب دیا ضرور! میں تیرا حق تجھ کو دوں گی۔ اس کے بعد وہ مجدی کے پاس آئیں اور اس سے اس خبر کی تصدیق کی ان دونوں عورتوں کی باتیں وہ دونوں شتر سوار بھی سنتے ہی اپنے اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر مسکراتے ہوئے چلے گئے اس قرینہ سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں شتر سوار وہی بسیسؓ اور عدیؓ ہیں جو جاسوسی کے لئے روانہ ہوئے تھے۔

مشرکین مکّہ کی آمد: ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد ابوسفیان آنحضرت ﷺ کی نقل وحرکت کی جستجو میں آیا اور مجدی سے کہا: ((اھل احست احداً)) یعنی ''کیا تو نے کسی کو آتے جاتے دیکھا ہے'' مجدی نے کہا ((راکبین انا خایملان لھذا التل فاستقیاالماء و مھضا)) یعنی ''دو سوار اس ٹیلہ کی طرف سے آئے اور اونٹوں کو بٹھا کر پانی پلایا اور چلے گئے'' ابوسفیان یہ سنتے ہی اس مقام پر آیا جہاں پر انہوں نے اونٹوں کو بٹھایا تھا اور ایک مینگنی اٹھا کر توڑ کر کہنے لگا واللہ یہ یثرب والے تھے اس کے بعد اس نے اونٹوں کے نشان قدم سے ان کے جانے کا سراغ لیا اور نہایت تیزی سے لوٹ کر قافلہ کو براہ ساحل لے چلا' اتنے میں اہل مکہ بھی آ گئے ان سے اس نے خوش ہو کر کہا ''چلو واپس چلو ہمارا قافلہ صحیح وسالم بچ آیا'' ابوجہل نے کہا ''واللہ جب تک ہم اب بدر تک نہ پہنچ جائیں اور تین دن تک وہاں ٹھہر کر کھا پی کر مزے نہ اڑا لیں گے ہرگز ہرگز واپس نہ ہوں گے''۔ اخنس بن شریق نے کہا کہ تم لوگ اپنے قافلہ کو بچانے کو آئے تھے چنانچہ وہ محفوظ رہا اب واپس چلنا چاہئے میں یہاں اب ایک ساعت نہ ٹھہروں گا۔

ابوجہل کا جنگ پر اصرار: ابوجہل نے اس کا جواب ترش روئی سے دیا جس سے اخنس مع کل بنوزہرہ اور ان کے حلیف کے لوٹ کھڑا ہوا۔ بنوعدی پہلے ہی سے اہل مکہ کے ساتھ نہیں گئے تھے اس وجہ سے واقعہ بدر میں نہ کوئی زہری قریش تھا اور نہ کوئی عدوی قریش تھا۔ قریش سے پہلے آنحضرت ﷺ نے بدر پہنچ کر ایک چھوٹے سے کنویں پر قیام فرمایا۔ حباب بن المنذر بن عمرو بن الجموعؓ نے عرض کیا ''کہ اللہ جل شانہ نے ایسی منزل پر پہنچا دیا ہے اگر لڑائی کا قصد ہے تو ہرگز اس مقام کو نہ چھوڑیئے ہم آپ کے لئے کھجور کے پتوں اور لکڑیوں سے ایک مکان بنائے دیتے ہیں اور ایک حوض کھود کر پانی بھرے لیتے ہیں تاکہ دوران جنگ پانی کھینچنے اور لانے سے بے فکر رہیں''۔ آپ نے یہ تجویز پسند فرمائی اصحاب نے تھوڑی دیر میں ایک حوض کھود کر پانی سے بھر لیا اور مشکیزوں کو بھی پُر کر کے پورے کنویں پر قبضہ کر لیا قریش کا گروہ آیا اور بدر کے قریب ٹھہرا تو انہوں نے عمیر بن وہب جمحی کو مسلمانوں کو دیکھنے اور ان کو شمار کرنے کے لئے بھیجا عمیر بن وہب لشکر اسلام کے اردگرد پھر کر واپس گیا اور مشرکین مکہ سے بیان کیا کہ اصحاب محمد رسول اللہ ﷺ تین سو دس یا کچھ کم وبیش ہیں ان کے منجملہ دو شخص زبیرؓ و مقدادؓ سواروں میں ہیں۔ حکیم بن حزام وعتبہ بن ربیعہ نے مسلمانوں کو قلیل المقدار اور حقیر سمجھ کر مع قریش

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بلا جنگ لوٹنے کا قصد کیا لیکن ابوجہل نے اس رائے سے اختلاف کیا۔ مشرکین مکہ نے ابوجہل کی موافقت کی دونوں گروہ آمادۂ جنگ ہو گئے۔

فتح کی بشارت: آنحضرت ﷺ لشکر اسلام کی صفیں درست و مرتب کر کے اپنی قیام گاہ پر صرف حضرت ابوبکرؓ کو اپنے ہمراہ لے کر واپس ہوئے اور اللہ جل شانہ سے دعا کرنے لگے ((اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ فی الارض اللھم ابخزلی ما وعدتنی)) یعنی ''اے اللہ اگر تُو مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت ختم کر دے گا تو دنیا میں کوئی تیری عبادت کرنے والا نہ رہے گا۔ اے اللہ اپنا وعدہ پورا فرما''۔ حضرت ابوبکرؓ آمین ثم آمین کہتے جاتے اور کسی وقت انہیں کلمات کو دوہرا دیتے تھے اور حضرت سعد بن معاذؓ مکان کے دروازے پر انصار کے دو چار نوجوانوں کو لئے ہوئے حفاظت کر رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ دعا مانگتے مانگتے تھوڑی دیر کے لئے خاموش سے ہو گئے پھر دفعتہً چونک کر فرمایا((ابشر یا ابابکر فقد اتی نصر اللّٰہ)) ''یعنی اے ابوبکرؓ خوش ہو جاؤ اللہ کی مدد آ گئی'' اس کے بعد آپؐ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو لڑائی کی ترغیب دی اور ایک مٹھی کنکری اٹھا کر شاہت الوجوہ پڑھ کر مشرکین کے منہ پر ماری۔ مشرکین کے گروہ سے عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ اور ولید ابن عتبہ نکل کر میدان میں آئے اور للکار کر اپنے مقابل لڑنے والے کو طلب کیا۔ اس طرف سے عبیدہؓ بن الحرث و حمزہ بن عبدالمطلب و علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) نکلے حضرت حمزہؓ نے اپنے مقابل شیبہ کو اور حضرت علیؓ نے ولید کو ایک ہی وار سے قتل کر دیا' لیکن عتبہ نے حضرت عبیدہؓ پر وار کیا جس سے ان کے پاؤں کٹ گئے اتنے میں حضرت حمزہؓ و علیؓ عتبہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کو بھی قتل کر ڈالا۔ میدان جنگ میں ان بزرگوں کے نکلنے سے پہلے نوجوانان انصار قرشی عوف و معوذ پسران عفراء اور عبداللہ بن رواحہ لڑنے کو آئے تھے لیکن غیر قوم ہونے کی وجہ سے عتبہ و شیبہ و ولید نے ان لوگوں سے لڑنے سے انکار کیا تب حضرت عبیدہؓ و حضرت حمزہؓ و حضرت علیؓ آئے تھے اس کے بعد قوم نے مجموعی حالت سے حملہ کیا مشرکین کو شکست ہوئی۔

مقتولین و اسیران جنگ: اس لڑائی میں مشرکین میں سے ستر آدمی مارے گئے ان کے مشاہیر مکہ عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ' ولید بن عتبہ' حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب' عبیدہ و عاصی پسران سعید بن العاصی' حرث بن عامر بن نوفلؓ اور اس کا چچازاد بھائی طعیمہ بن عدی' زمعۃ بن الاسود اور اس کا بیٹا حرث اور اس کا بھائی عقیل بن الاسود اور اس کا چچازاد بھائی ابوالبختری بن ہشام

ان لوگوں سے پہلے جیسا کہ آگے چل کر خود علامہ لکھتا ہے انصار کے تین شخص عوف و معوذ پسران عفراء و عبداللہ بن رواحہ مشرکین مکہ کے مقابلہ پر آئے تھے۔ مشرکین مکہ نے کہا ((من انتم)) ''تم لوگ کون ہو'' ان لوگوں نے جواب دیا((رھط من الانصار)) ''ہم انصار کے گروہ سے ہیں'' یہ سن کر مشرکین مکہ نے چلا کر کہا((ما لنا بکم من حاجۃ)) ''تم سے لڑنے کی ہم کو کوئی ضرورت نہیں ہے'' یہ سن کر انصار خاموش ہو گئے اور مشرکین کی طرف سے ایک شخص نے بآواز بلند کہا۔((یا محمد اخرج الینا اکفاء نا من قومنا)) ''(اے محمد ﷺ)) ہماری طرف یعنی ہم سے لڑنے کو ہماری قوم سے ہماری ذات والوں کو بھیج'' تب آنحضرت ﷺ نے حضرت عبیدہ بن الحرثؓ و حضرت حمزہؓ و حضرت علیؓ کو نام بنام اٹھا کر میدان میں بھیجا۔ جب یہ لوگ میدان جنگ میں آئے تو پھر مشرکین نے دریافت کیا حضرت عبیدہؓ نے کہا میں عبیدہ ہوں اور حضرت حمزہؓ نے کہا میں حمزہؓ ہوں اور حضرت علیؓ نے کہا میں علیؓ ہوں۔ مشرکین نے کہا ہاں تم لوگ ہماری قوم و برداری کے ہو اس کے بعد باہم لڑائی شروع ہو گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوفل بن خویلد بن اسد' ابوجہل بن ہشام (اس کو معاذ و معوذ پسران عفراء نے مل کر قتل کیا تھا لیکن اس میں تھوڑا سا دم باقی تھا تو عبداللہ بن مسعود نے اس کا سر کاٹ لیا اور اس کا بھائی عاصی بن ہشام اور ان دونوں کا ابن العم مسعود بن امیہ' ابوقیس بن الولید بن المغیرہ اور اس کا ابن عم' ابوقیس بن الفاکہ نبیہ و منبہ پسران حجاج' عاصی بن منبہ' امیہ بن خلف اور اس کا لڑکا علی' عمیر بن عثمان (طلحہؓ کا چچا) وغیرہ اس لڑائی میں کام آئے اور عباس بن عبدالمطلبؓ و عقیل بن ابی طالبؓ و نوفل بن الحرث بن عبدالمطلب و سائب بن عبد یزید (بنو مطلب سے) و عمرو بن ابی سفیان بن حرب و ابوالعاصی بن الربیع و خالد بن اسد بن ابی العیص و عدی بن الخیار (بنو نوفل سے و عثمان بن عبد شمس (برادر عم زاد عتبہ بن غزوان) و ابوعزیز (برادر مصعب بن عمیرؓ) و خالد بن ہشام بن المغیرہ اور اس کا ابن العم رفاعہ بن ابی رفاعہ و امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ و ولید بن ولید (برادر خالدؓ) و عبداللہ و عمر پسران ابی بن حلف و سہیل بن عمرو وغیرہ قید کر لئے گئے۔

شہداء جنگ بدر: مسلمانوں کی طرف سے اس معرکہ میں مہاجرین میں سے چھ صحابی حضرت عبیدہ بن الحارث بن المطلب' حضرت عمیرؓ بن ابی وقاصؓ و ذوالشمالین بن عبد عمرو بن نضلہ خزاعی (حلیف بنو زہرہ) و صفوان بن بیضاء (بنو حرث ابن فہر سے) و مہجع خادم حضرت عمر بن الخطاب (یہ تیر کے زخم سے شہید ہوئے) و عاقل بن البکیر لیثی (حلیف بن عدی) اور انصار سے آٹھ صحابی قبیلہ اوس کے سعد بن خثیمہ و مبشر بن عبدالمنذر اور قبیلہ خزرج کے یزید بن الحارث بن الخزرج و عمیر بن الہمام (بنو سلمہ سے) و رافع بن معلیٰ (بنو حبیب بن عبد حارثہ سے) و حارثہ بن سراقہ بخاری و عوف و معوذ پسران عفراء (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) جملہ چودہ صحابی شہید ہوئے۔

مجاہدین کی واپسی: لڑائی ختم ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے مشرکین مکہ کو ایک کنوئیں میں ڈال کر مٹی ڈلوا دی اور شہداء صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو علیحدہ دفن کرا دیا۔ مال غنیمت کو عبد بن کعب بن مبذول بن عمرو ابن عنم بن مازن بن نجار کے سپرد کر دیا پھر بوقت مراجعت جس وقت صفراء میں پہنچے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اسی طرح مال غنیمت کو تقسیم فرمایا اور نضر بن الحارث بن کلدہ (از بنو عبدالدار) کی گردن مارنے کا حکم دیا پھر یہاں سے روانہ ہو کر عرق الظبیہ میں پہنچے اس مقام پر عتبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ کی گردن ماری گئی۔ یہ دونوں بھی قیدیان بدر کے ساتھ قید ہو کر آئے اور آنحضرت ﷺ سے نہایت دشمنی رکھتے تھے۔ الغرض آنحضرت ﷺ اور صحابیؓ مع قیدیوں و مال غنیمت کے منزل بمنزل سفر کرتے ہوئے

صفوں میں ترتیب کے بعد آنحضرت ﷺ جس وقت اپنی قیام گاہ پر آنے لگے اس وقت مسلمانوں کو حملہ کرنے سے منع فرما آئے تھے لیکن مشرکین تیر پر تیر مار رہے تھے اور صحابہؓ اپنے کو بچاتے جاتے تھے لیکن ایک تیر مہجع مولیٰ حضرت عمر بن الخطابؓ کے لگا جس سے یہ شہید ہو گئے ان کے بعد حارثہ بن سراقہ بخاری کے تیر لگا اور یہ بھی شہید ہو گئے اس اثناء میں آنحضرت ﷺ مکان سے باہر آئے اور لوگوں کو لڑائی پر آمادہ کر کے فرمایا جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اس کی قسم ہے کہ جو شخص آج مشرکین سے لڑے گا اور صبر و تحمل سے سینہ سپر ہو کر مارا جائے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریگا۔ عمیر ابن الحمام اس وقت ہاتھ میں دو چار کھجوریں لئے ہوئے کھا رہے تھے۔ یہ سنتے ہی بول اٹھے واللہ ہم سے اور جنت سے اب دوری کیا رہ گئی یہی نہ کہ یہ لوگ مجھ کو قتل کر ڈالیں۔ یہ کہہ کر کھجوروں کو پھینک دیا اور تلوار لے کر میدان میں چلے گئے اور لڑ کر شہید ہوئے (رضی اللہ عنہ) سیرۃ ابن ہشام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ پہنچ گئے جب کہ رمضان کے ختم ہونے میں آٹھ دن باقی تھے۔

(مترجم) مالِ غنیمت کی تقسیم میں اختلاف رائے: آنحضرت ﷺ جس وقت جنگ بدر سے مظفر و منصور ہو کر مدینہ واپس ہوئے اس وقت تک مالِ غنیمت تقسیم کرنے کی نوبت نہیں آنے پائی تھی کہ اصحاب بدر مالِ غنیمت کی تقسیم پر مختلف الرائے ہو گئے جن لوگوں نے مال و اسباب جمع کیا تھا وہ یہ کہہ رہے تھے کہ یہ مال و اسباب ان کا ہے جنہوں نے جمع کیا ہے۔ دوسرے وہ اصحابؓ تھے جو دشمنانِ خدا سے لڑے اور ان سے مقابلہ کیا تھا وہ کہتے تھے کہ اگر ہم نہ ہوتے تو تم کو یہ مال و اسباب نہ ملتا بے شک ہم نے مشرکین کو تمہاری طرف متوجہ نہیں ہونے دیا۔ یہاں تک کہ تم لوگ پا گئے جو کچھ تم نے پایا (یعنی مال و اسباب جمع کر لیا لوٹ لیا) اور جو لوگ آنحضرت ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے ان کا دعویٰ یہ تھا کہ تم لوگوں سے ہم زیادہ مستحق ہیں ہم بخوبی لڑ بھی سکتے تھے اور مال و اسباب بھی جمع کر سکتے تھے کیونکہ اللہ جل شانہ نے ہماری فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا تھا لیکن ہم نے دشمنانِ دین کے آنحضرت ﷺ پر حملے کے خوف سے ان کی حفاظت کی اس لئے تم لوگ ہم سے زیادہ مستحق نہیں ہو۔

حضرت عبادہ بن الصامت: ابن اسحاق بچند سلسلہ عبادۃ بن الصامتؓ سے روایت کرتا ہے کہ عبادۃ بن الصامتؓ کہتے ہیں کہ سورۂ انفال ہم لوگوں کے حق میں نازل ہوئی تھی کہ ہم لوگوں نے انفال (مالِ غنیمت) کی تقسیم میں اختلاف کیا تھا اور ہمارے اخلاق میں کسی قدر فرق آ چلا تھا پس اللہ جل شانہ نے اس کو ہمارے قبضہ سے لے کر رسول ﷺ کے اختیار میں دے دیا۔ چنانچہ آپ نے سب مسلمانوں میں بحصہ مساوی تقسیم کر دیا۔ ابن اثیر تحریر کرتا ہے کہ مالِ غنیمت کے تقسیم کرتے وقت آنحضرت ﷺ نے حسبِ ذیل ان آٹھ اصحابؓ کو بھی حصہ دیا جو واقعہ بدر میں حاضر نہ تھے (۱) عثمان بن عفانؓ (ان کو آنحضرت ﷺ) ان کی بی بی رقیہ بنت رسول ﷺ کی علالت کی وجہ سے مدینہ میں چھوڑ گئے تھے۔ (۲) طلحہ بن عبید اللہ (۳) سعید بن زید (ان دونوں صاحبوں کو مدینہ سے قافلہ کی جستجو کے لئے بھیج دیا تھا) (۴) ابولبابہ (ان کو آنحضرت ﷺ مدینہ ہی میں بغرض انتظام چھوڑ گئے تھے) (۵) عاصم بن عدی ان کو عالیہ مدینہ میں چھوڑ گئے تھے (۶) حرث بن حاطب (ان کو بنو عمرو بن عوف کی طرف کسی وجہ سے لوٹا دیا تھا) (۷) حرث بن الصمۃ (۸) خوات ابن جبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) یہ اصحاب اگرچہ واقعہ بدر میں شریک نہیں ہوئے لیکن آنحضرت ﷺ نے ان کو مالِ غنیمت سے حصہ دے کر بدریوں میں شامل کر لیا۔ واللہ اعلم

مرتدین کا انجام: مشرکین مکہ کے ساتھ دین کے پانچ آدمی بھی بدر میں لڑنے آئے تھے جن کو مسلمانوں کی تلواروں نے موت کا مزہ چکھا دیا انہیں مقتولین مشرکین میں شمار کیا۔ بنو اسد بن عبد العزیٰ بن قصی سے حرث بن زمعہ بنو مخزوم سے ابوقیس ابن الفاکہ بن المغیرہ و ابوقیس بن الولید بن المغیرہ بنو جمح سے علی بن امیہ بن خلف بنو سہم سے عاصی بن منبہ۔ یہ لوگ قبل ہجرت جس وقت آنحضرت صلی اللہ مکہ میں تھے ایمان لا چکے تھے لیکن جب حکم ہجرت صادر ہوا اور آنحضرت ﷺ مدینہ ہجرت فرما گئے ان لوگوں کو ان کے اعزہ و خاص خاص اقارب نے مکہ میں روک لیا آخر ان لوگوں نے ان کے سمجھانے سے اسلام چھوڑ دیا۔ واقعہ بدر میں اپنی قوم کے ساتھ آئے اور انہیں کے ساتھ مارے گئے۔

اہل مدینہ کو نویدِ فتح: بدر میں کامیابی کے بعد آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو اہل عالیہ مدینہ کو خوشخبری سنانے کے لئے اور اہل قافلہ مدینہ کی بشارت کے لئے زید بن حارثہؓ کو روانہ کیا۔ اسامہؓ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ فتح جنگ بدر کی خبر ہمارے کانوں تک اس وقت پہنچی جس وقت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کو ہم لوگ مٹی دے رہے تھے میں زید بن حارثہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس آیا وہ مصلے پر کھڑے ہوئے کہہ رہے تھے مارا گیا عتبہ بن ربیعہ وشیبہ بن ربیعہ' ابوجہل بن ہشام وزمعہ بن الاسود و ابوالبختری عاص بن ہشام وامیہ خلف' ونبیہ ومنبہ پسران حجاج اثناء کلام میں میں بول اٹھا اے والد کیا یہ سچ ہے؟ جواب دیا کہ ''ہاں واللہ یہ سب مارے گئے''۔

اسیران جنگ سے حسن سلوک: اس کے بعد آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور آپؐ کے ہمراہ بدر کے قیدیوں کا قافلہ تھا آپؐ نے ان کو اپنے اصحابؓ میں تقسیم کر دیا اور فرمایا: ((استوصوا بالاساری خیراً)) یعنی ''قیدیوں کے ساتھ از راہ خیر نیکی کرو'' عباس بن عبدالمطلب مشکیں باندھ کر دردولت پر رکھے گئے چونکہ ان کا ہاتھ اس سختی سے باندھا گیا تھا ان کے کراہنے سے تمام شب آنحضرت ﷺ کو نیند نہ آئی۔ صحابہؓ نے نیند نہ آنے کا سبب دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا عباسؓ کے کراہنے نے مجھے سونے نہیں دیا یہ سنتے ہی ایک بزرگ نے اٹھ کر ان کی مشکیں ڈھیلی کر دیں الغرض قیدیوں کے ساتھ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا برتاؤ نہایت نرمی کا تھا جو کچھ ان کو میسر ہوتا تھا آپ بھی کھاتے جاتے تھے اور ان کو بھی کھلاتے تھے ابوعزیز بن عمیر بن ہاشم (برادر مصعب بن عمیرؓ) کا یہ بیان ہے کہ جب ہم لوگ قید ہو کر بدر سے آئے تو میں انصارؓ کے ایک گروہ کی حفاظت میں رکھا گیا دونوں وقت مجھے خرما اور روٹیاں کھانے کو ملتی تھیں علاوہ اس کے جو شخص اس طرف سے گزرتا اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز کھانے کی ہوتی تو وہ ضرور اس میں سے کچھ حصہ مجھ کو دے دیتا تھا۔

اسیران جنگ کی رہائی: چند روز کے بعد آپؐ نے اپنے اصحاب کرامؓ سے قیدیان بدر کی بابت مشورہ طلب فرمایا کسی نے کچھ رائے دی اور کوئی اور ہی کہہ رہا تھا اتنے میں حضرت عمر بن الخطاب بول اٹھے نہیں! یارسول اللہ ﷺ مصلحت تو یہ ہے کہ ان قیدیوں میں سے جو جس کا عزیز ہو وہی اس کو قتل کرے تاکہ دوسرے مشرکین کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں ان کی عزیز داری وقرابت کے لحاظ سے اللہ ورسولؐ کی محبت بہت زیادہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف توجہ فرمائی انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ سب ہمارے اور آپؐ کے اعزہ ہیں کوئی چچا ہے کوئی چچا کا لڑکا ہے اب چونکہ اللہ جل شانہ نے ان پر ہم کو فتح ونصرت دی ہے بہتر ہوگا کہ ان لوگوں سے فدیہ لے کر ان کو آزاد کر دیں عجب نہیں کہ آئندہ ایمان لائیں۔ آنحضرت ﷺ کو یہ رائے پسند آئی۔ آپؐ نے فدیہ لے کر آزاد کر دیا اور جو ادائے فدیہ پر قادر نہ ہو سکا اس کو آنحضرت ﷺ نے از راہ احسان خود آزاد کر دیا۔

حضرت عباس کا قبول اسلام: بدر کے مشرکین قریش کا فدیہ چار ہزار درہم سے ہزار درہم فی کس تک مقرر کیا گیا۔ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ نے کہا کہ ''اے محمد ﷺ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا چچا ادائے فدیہ کے لئے گدائی کرے'' آنحضرت ﷺ نے بہ الہام الٰہی فرمایا کہ ان درہموں میں سے دے دیجئے جو آپ بوقت روانگی ام فضل کے پاس رکھ آئے تھے۔ حضرت عباسؓ نے یہ سن کر تعجب سے دریافت کیا تم کو کیسے معلوم ہوا؟ آپ نے فرمایا میرے اللہ نے مجھے بتایا اس پر حضرت عباسؓ کا دل بھر آیا اسی وقت مسلمان ہو گئے اور فدیہ بھی ادا کر دیا۔

حضرت خدیجہؓ کا ہار بطور فدیہ: انہیں قیدیوں میں ابوالعاصؓ بھی تھے جس وقت اہل مکہ اپنے اعزہ کا فدیہ روانہ کر رہے تھے ان کی بی بی زینبؓ (آنحضرت ﷺ کی بیٹی) نے اپنے گلے کا ہار ابوالعاصؓ کے فدیہ میں روانہ کیا (یہ ہار حضرت خدیجہؓ کا تھا) انہوں نے اپنی لڑکی زینبؓ کو جہیز میں دیا تھا' جب یہ ہار آنحضرت ﷺ کے روبرو آیا تو آپؐ کو بے حد رقت ہوئی اور آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا اگر تم مناسب سمجھو تو اس قیدی کو چھوڑ دو اور اس کا فدیہ بھی اس کو دے دو صحابہؓ نے بخوشی خاطر اس بات کو منظور کر لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت زینب کی مدینہ میں آمد: علماء سیر لکھتے ہیں کہ حضرت ابوالعاصؓ سے آنحضرت ﷺ نے اقرار لے لیا تھا یا کہ ابوالعاصؓ نے خود وعدہ کیا تھا کہ بعد رہائی زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ کو مدینہ پہنچا دے گا۔ بہر کیف جو واقعہ ہوا ہو کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوا۔ جس وقت ابوالعاصؓ مکہ جانے لگے تو آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہؓ اور ایک انصاری کو ابوالعاصؓ کے ہمراہ کر دیا اور یہ فرمایا ''یا کہ تم لوگ بطن یاجج میں رہنا اور جب زینبؓ آ جائیں تو ان کے ہمراہ آنا چنانچہ ابوالعاصؓ نے مکہ پہنچ کر زینب کو اپنے بھائی کنانہ بن الربیع کے اونٹ پر سوار کرا کے روانہ کر دیا بطن یاجج تک زینبؓ کو ان کا دیور (شوہر کا بھائی) کنانہ پہنچانے آیا اور بطن یاجج سے زید بن حارثہؓ کے ہمراہ روانہ ہوئیں۔ ایک مہینہ بعد واقعہ بدر مدینہ پہنچیں۔ یہ تو آنحضرت ﷺ کے پاس رہنے لگیں اور ابوالعاصؓ مکہ میں رہے یہاں تک کہ فتح مکہ سے قبل ابوالعاصؓ تجارت کی غرض سے شام گئے وہاں سے تجارت کا مال و اسباب لئے ہوئے مکہ آ رہے تھے اثناء راہ میں آنحضرت ﷺ کا سریہ مل گیا اس نے قافلے والوں کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا کچھ لوگ بھاگ گئے کچھ لوگ گرفتار ہو گئے ان کے منجملہ ابوالعاصؓ بھی تھے اس واقعہ کے بعد یہ مسلمان ہو گئے جس کی تفصیل آئندہ مناسب موقع پر بیان کی جائے گی۔

مشرکین و مجاہدین کا موازنہ: بدر میں مسلمانوں کے لشکر میں ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے ایک مقداد بن عمرو کا غرجہ نامی اور دوسرا مرثد ابن مرسد کا موسوم بہ سیل تھا غازیوں کی تعداد تین سو دس سے کم نہ تھی اور نہ تین سو اٹھارہ سے زیادہ تھی منجملہ ان کے ستتر یا تراسی مہاجر اور باقی سب انصاری (رضی اللہ عنہم) تھے تلواریں معدودے چند تھیں۔ مشرکین کی تعداد نو سو یا ہزار کے مابین تھی سو گھوڑے تھے جن میں سے ستر بچ کر مکہ پہنچے تیس کو مسلمانوں نے غنیمت میں لے لیا۔ اونٹ سات سو تھے آٹھویں رمضان کو آپؐ مدینہ سے روانہ ہوئے تھے اور سترہویں رمضان یوم جمعہ صبح کے وقت لڑائی چھڑی۔ واللہ اعلم

غزوہ کدر[1]: واقعہ بدر سے واپسی کے بعد آنحضرت ﷺ تک یہ خبر پہنچی کہ غطفان اسلام کی مخالفت میں کدر پر جمع ہو رہے ہیں اس وجہ سے واپسی کی سات راتوں کے بعد مدینہ سے جنگ کے قصد سے بنو سلیم کی طرف روانہ ہوئے۔ مدینہ میں اپنے بجائے سباع بن عرفطہؓ غفاری یا ابن مکتومؓ کو مقرر فرما گئے۔ اس سے پہلے کہ آپؐ کدر تک پہنچیں دشمنان اسلام آپؐ کی تشریف آوری کی خبر سن کر منتشر ہو گئے تھے۔ تین روز تک آپؐ وہیں مقیم رہ کر بلا جنگ واپس آ گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے یہاں سے ایک سریہ[2] روانہ کیا تھا جس میں غالب بن عبداللہ لیثی کو سردار بنایا تھا۔ چنانچہ بنو یہ غطفان و سلیم سے مقابل ہوئے اور مال غنیمت لے کر واپس ہوئے ماہ ذی الحجہ تک آپؐ مدینہ میں مقیم رہے اس دوران بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا۔

غزوہ سویق: جس وقت بدنصیب اور نقصان اٹھانے والے مشرکین مکہ کچھ لوگوں کو بدر میں پیوند زمین کر کے اور کچھ کو مسلمانوں کی قید میں چھوڑ کر واپس ہو رہے تھے اس وقت ابوسفیان نے یہ نذر کی تھی یا قسم کھائی تھی کہ میں مدینہ پر حملہ ضرور کروں گا۔ اس وجہ سے ماہ ذی الحجہ میں دو سو سواروں کی جمعیت سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ شب کے وقت بنو نضیر

---

[1] یہ غزوہ ماہ شوال ۲ھ میں ہوا ہے علی بن ابی طالبؓ کے ہاتھ میں لواء اسلام تھا دس راتیں شوال کی گزر چکی تھیں تب آپ اس غزوہ سے واپس ہوئے تھے۔

[2] اس مقابلہ میں مسلمانوں کے تین آدمی شہید ہوئے تھے اور نصف شوال میں یہ سریہ واپس ہوا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پہنچا اور چھپ کر حی ابن اخطب کے پاس گیا۔ سلام بن مشکم سے ملا اور اس سے آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کا حال دریافت کر کے واپس ہوا۔ اتفاق سے اطراف مدینہ میں ایک کھجور کے باغ میں دو شخصوں کو جو اپنی کاشت کاری کے کاموں میں مصروف تھے قتل[1] کر کے واپس ہوا۔ آنحضرت ﷺ نیز مسلمانانِ مدینہ کو ابوسفیان کا یہ فعل شاق گزرا آپ نے مدینہ میں ابولبابہ بن عبدالمنذر کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے کدر تک ابوسفیان کا تعاقب کیا۔ چونکہ ابوسفیان اور مشرکین مکہ لشکر اسلام کے پہنچنے سے پہلے ہی اس مقام سے روانہ ہو گئے تھے اور روانگی کے وقت اپنے زادراہ سے سویق (ستو) کو چھوڑ گئے۔ مسلمانوں نے اس کو غنیمت جان کر لے لیا اسی اعتبار سے اس غزوہ کا نام غزوہ سویق[2] رکھا گیا۔

غزوہ بحران: غزوہ سویق سے واپس آ کر ذی الحجہ کے باقی ایام آپؐ نے مدینہ میں بسر کئے۔ ماہ محرم ۳ھ[3] میں پھر غطفان پر چڑھائی کی۔ اس مرتبہ مدینہ میں عثمان بن عفان کو اپنا نائب مقرر فرما گئے تھے۔ ماہ صفر تک نجد میں ٹھہرے رہے۔ جب مشرکین میں سے کوئی متنفس برسر مقابلہ نہ آیا تب آپ بلا جنگ مدینہ واپس آ گئے پھر اواخر ماہ ربیع الاول میں بخیال قریش مدینہ سے روانہ ہوئے ابن مکتومؓ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ بحران معدان (حجاز) تک بڑھ گئے تھے۔ جمادی الثانی تک وہیں مقیم رہے، لیکن کفار قریش میں سے کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا۔ اس وجہ سے اس مرتبہ بھی بلا جنگ و جدال واپس تشریف لائے۔

کعب بن اشرف کی فتنہ انگیزیاں: کعب بن اشرف طے کا ایک یہودی تھا اس کی ماں یہود بنونضیر سے تھی۔ جس وقت آپؐ مدینہ میں تشریف لائے تھے۔ اسی وقت سے اس کو ایک ذاتی خصومت تھی۔ لیکن واقعہ بدر کے بعد یہ آنحضرت ﷺ کے تصور ذکر سے اور زیادہ جلنے لگا۔ چنانچہ زید بن حارثہؓ، عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہما) جب مدینہ میں فتح بدر کی خوشخبری لے کر آئے اور اس نے بھی سنا تو بے ساختہ یہ کہہ اٹھا ((ویلکم احق هذا و هولا اشرف العرب و ملوک الناس و ان کان محمد اصاب هؤلاء فبطن الارض خیر من ظهرها)) یعنی ''تف ہو تم پر کیا یہ سچی بات ہے قریش تو عرب کے شرفا اور عوام کے بادشاہ تھے اگر انہیں محمد ﷺ نے ختم کر دیا ہے تو پھر زندگی سے موت بہتر ہے'' جب اس کو اس واقعہ کا یقین ہو گیا تو مکہ چلا آیا اور مطلب بن ابی وداعہ سہمی کے پاس جا کر اتر (اس کی زوجیت میں عاتکہ بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ تھی) اور لوگوں کو آنحضرت ﷺ کی مخالفت پر ابھارنے لگا اشعار پڑھتا اور مقتولین مشرکین بدر پر روتا تھا۔ چند دنوں

---

[1] یہ واقعہ عریض میں ہوا تھا ان دو شخصوں میں سے ایک معبد بن عمروؓ انصاری تھے اور دوسرا ان کا حلیف تھا۔

[2] یہی غزوہ ۲ھ کو ختم ہوتا ہے اسی سنہ کے آخری مہینہ میں عثمان بن مظعونؓ کا انتقال ہوا۔ بقیع میں دفن کئے گئے اور ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر علامت کے لئے کھڑا کر دیا گیا بعض کہتے ہیں حسنؓ ابن علیؓ اسی مہینہ میں پیدا ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ ہجرت کے بائیسویں مہینہ علی بن ابی طالبؓ کا فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عقد ہوا، پس اگر یہ صحیح ہے تو پہلی بات یقیناً باطل ہے۔ واللہ اعلم

[3] اسی ۳ھ کے ماہ ربیع الاول میں عثمان بن عفانؓ کا عقد ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوا اور ماہ جمادی الثانی میں ان کی رخصتی ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد مدینہ لوٹ آیا۔ پہلے عاتکہ بنت اسید کی نسبت عشقیہ مضامین لکھے۔ بعدازاں مسلمانوں کی عورتوں کا اپنی غزلیات و قصائد میں ذکر کرتا اور ان کے ساتھ تشبیب کرنے لگا۔

کعب بن اشرف کا قتل : آنحضرت ﷺ کو اس کا یہ فعل ناگوار گزرا آپؐ نے فرمایا ((من یقتل کعب ابن اشرف)) ''کون شخص ہے جو کعب ابن اشرف کو مارے گا؟'' محمد بن مسلمہ و ملکان بن سلامہ بن وقش یعنی ابو نائلہ (کعب کے رضاعی بھائی عبدالاشہل سے) وعباد بن بشر وقش وحرث بن بشر بن معاذ وابوعبس بن جبیر (حارثی) نے عرض کیا ہم لوگ اس کو ماریں گے آپ ﷺ نے ان لوگوں کو اجازت دی۔ اور ان کے حق میں دعائے خیر کی ان میں سے ملکان بن سلامہ پہلے اس کے پاس گئے اور بہ اجازت آنحضرت ﷺ آپؐ سے انحراف و بیزاری ظاہر کر کے اپنی تنگی معیشت کی شکایت کی اور یہ کہا کہ تم ہم کو اور ہمارے ساتھیوں کو کھلاؤ اور ان کے ہاتھ غلہ کھانا فروخت کرو۔ تمہارے اطمینان کے لئے بعوض اس کے تادائے قیمت ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس رہن کئے دیتے ہیں'' کعب بن اشرف اس امر پر راضی ہو گیا۔ ملکان بن سلامہ نے کہا کیا اچھا ہوتا کہ چاندنی رات ہے تم ہمارے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلتے اور تمہارے مکان سے باہر اس ٹیلہ پر ہمارے اور بھی احباب ہیں ان سے بھی باتیں کر لیتے'' کعب بن اشرف یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور ان کے ساتھ چلنے لگا۔ اپنے مکان سے کچھ زیادہ دور نہ گیا ہوگا کہ محمد بن مسلمہ وغیرہ بھی آ ملے۔ آپس میں اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے جا رہے تھے اور کعب بن اشرف مسلمانوں کی ہجو اور ان کے تذکرے عشق وحسن کے کرتا جا رہا تھا۔ اس اثناء میں محمد بن مسلمہ نے موقع دیکھ کر ایک وار کر دیا ان کے ہاتھ کے چھوڑتے ہی اور لوگوں نے بھی تلواریں چلائیں۔ کعب بن اشرف ایک چیخ مار کر مر گیا اور اس کے اردگرد کے اہل حصون نے سنتے ہی آگ روشن کر دی لیکن یہ لوگ دوسرے راستہ سے بچ کر نکل آئے۔

یہود کا مدینہ میں خوف و ہراس: تھوڑی دور چل کر حرث عریض کے انتظار میں ٹھہرے جب یہ آ گئے تو پچھلی شب میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے جب نماز سے فارغ ہوئے ان لوگوں نے کعب بن اشرف کے مارے جانے کی اطلاع دی۔ کعب کو مارتے وقت حرث آپس ہی کی تلوار سے زخمی ہو گئے تھے۔ اسی وجہ سے وہ تیزی سے چل نہ سکتے تھے اور ان کے ساتھی ان کا انتظار کرتے ہوئے چل رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے زخم پر اپنا لب لگا دیا جس سے بحکم الٰہی وہ اچھا ہو گیا۔ یہودیوں پر اس واقعہ سے خوف طاری ہو گیا ہر یہودی مسلمان سے ڈرنے لگا آپؐ نے بھی بالہام الٰہی یہودیوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اسی زمانہ میں حویصہ[1] مسعود مسلمان ہو گئے اور ان سے

---

[1] حویصہ بن مسعود کے اسلام لانے کا ماجرا یہ ہے کہ قتل کے بعد کعب بن اشرف یہودی کے آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ تم لوگ جہاں کہیں یہودیوں پر قابو پاؤ قتل کر دو۔ اتفاق سے ایک روز محیصہ ابن مسعود (حویصہ کے بھائی نے) ابن شبینہ یہودی پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا (ابن شبینہ تجارت پیشہ آدمی تھے حویصہ و محیصہ اور اہل مدینہ اس کے یہاں سے داد سند کیا کرتے تھے) حویصہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور محیصہ سے بڑے تھے انہوں نے محیصہ کو پکڑ کر مارنا شروع کیا اور کہنے لگے کہ اے دشمن خدا تو نے اس کو قتل کیا ہے جس کے مال سے تو شکم سیر ہوتا رہا ہے۔ محیصہ نے کہا واللہ مجھ کو اس کے قتل کا ایسے شخص نے حکم دیا ہے کہ اگر وہ تیرے قتل کا حکم دیتا تو بے شک میں تجھ کو بھی قتل کر ڈالتا۔ حویصہ نے کہا کیا تو سچ کہتا ہے کہ اگر اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے ان کے بھائی محیصہ بعض یہودیوں کے قتل کی وجہ سے اسلام لا چکے تھے۔

یہودیوں کی عہد شکنی : بدر میں فتح یابی کے بعد وہاں سے واپسی پر ایک روز آنحضرت ﷺ بنوقینقاع کے بازار میں تشریف لے گئے اور ان کو انہیں کی کتابوں سے سمجھانے لگے اثناء واعظ میں آپ ﷺ [1] نے فرمایا اگر تم لوگ اپنی بے دینی اور تمرد سے باز نہ آؤ گے تو اللہ جل شانہ کا تم پر اس طرح غضب نازل ہوگا جیسا کہ قریش پر بدر میں نازل ہوا اور ٹھیک اسی طرح تم لوگ بھی ذلیل وخوار ہو گے جیسا کہ وہ لوگ ہوئے'' یہود قینقاع یہ سن کر برہم ہو گئے اور کہنے لگے ''تم اس غرہ میں نہ رہنا' تمہارا ایسی قوم سے مقابلہ ہوا تھا جو لڑائی سے واقف ہی نہ تھی اس وجہ سے تم کو جو ملنا تھا مل گیا (یعنی فتح ہوئی) واللہ اگر تم ہم کو آزماؤ گے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم لوگ مرد ہیں'' یہود بنوقینقاع کو اس جواب پر تسکین نہیں ہوئی بلکہ بوجہ شامت اعمال نہایت درشتی سے آپ کو انہوں نے واپس کیا اور صلح نامہ سے منحرف ہو گئے جو آنحضرت ﷺ نے ہجرت مکہ کے بعد مدینہ میں ورود کے وقت تحریر فرمایا تھا۔ اللہ جل شانہٗ نے یہ آیات نازل فرمائی:

﴿اما تخافن من قوم خیانة فانبذ الیهم علی سواء ان اللّٰه لا یحب الخائنین و لا یحسبن الذین کفروا سبقوا ط انهم لا یعجزون و اعدوا لهم مااستطعتم من قوة و من رباط الخیل ترهبون به عدوا للّٰه وعدوکم اخرین من دونهم لا تعلمونهم اللّٰه یعلمهم ط و ما تنفقوا من شئی فی سبیل اللّٰه یوف الیکم و انتم لا تظلمون﴾

یعنی ''اور اگر ڈر ہے تُو کسی قوم کی خیانت سے پس پھینک دے ان کی طرف ان کے عہد کو اس طرح پر کہ برابر ہو جائیں (یعنی عہد شکنی کا الزام تم پر عائد نہ ہوگا) بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور نہ

---

[1] محمد ﷺ میرے قتل کا حکم دیتے تو مجھ کو قتل کر دیتا؟ محیصہ نے کہا واللہ اگر مجھ کو تیری گردن مارنے کا حکم دیا جاتا تو بے شک میں تیری گردن مار تا اور ذرا بھی بھائی ہونے کا خیال نہ کرتا حویصہ یہ سن کر متعجب ہو گیا اور بے ساختہ کہہ اٹھا کہ جس دین کی محبت دلوں میں اس درجہ ہو جائے وہ بلاشبہ حق ہے۔ اس کے بعد حویصہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور سچے دل سے مسلمان ہو گئے۔

[1] ابن اسحاق بسند سلسلہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آیہ کریمہ ﴿قل للذین کفروا ستغلبون و تحشرون الی جهنم و بئس المهاد قد کان لکم ایة فی فئتین التقتا فئة تقاتل فی سبیل اللّٰه و اخری کافرة یرونهم مثلیهم رای العین و اللّٰه یؤید بنصره من یشاء ان فی ذلک لعبرة الاولی الابصار﴾ یعنی ''آپ کافروں سے کہہ دو جلد ہی تم شکست کھاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کئے جاؤ گے اور وہ بدترین بچھونا ہے تمہارے لئے بھڑ جانے والی جماعتوں میں نشانی ہے ایک جماعت تو اللہ کی راہ میں لڑ رہی ہے اور دوسری کافر ہے۔ مسلمان اپنی آنکھوں سے کافروں کو دوگنا دیکھ رہے ہیں اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی مدد سے تائید فرما دیتا ہے بلاشبہ اس میں آنکھوں والوں کے لئے بڑی عبرت ہے'' بنوقینقاع کی بابت نازل ہوئی ہے یہی فاضل بروایت عاصم بن عمر بن قتادہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے یہود بنوقینقاع نے عہد شکنی کی اور اثناء بدر واُحد میں لڑے۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر بن المسور بن مخرمہ نے ابوعون سے روایت کی ہے کہ دشمن دین اسلام نے اس وجہ سے جنگ کی گئی کہ ایک مسلمان عورت بنوقینقاع کے بازار میں گئی اور جو کچھ اس کو بیچنا تھا اس کو فروخت کر کے زرگر کی دکان پر جا کر بیٹھی یہودیوں نے اس کے چہرہ کو کھولنا چاہا عورت نے اس سے انکار کیا۔ زرگر نے اٹھ کر چپکے سے اس کے کپڑے کے دونوں کنارے اس کی پشت کی طرف باندھ دیئے جب وہ غریب کھڑی ہوئی تو اس کا ستر کھل گیا۔ یہ لوگ ہنسنے لگے عورت نے شور مچایا چنانچہ ایک مسلمان مرد نے پہنچ کر اس زرگر کو مار ڈالا۔ یہودیوں نے اس غریب مسلمان کو تنہا پا کر قتل کر دیا۔ جب اس کی اطلاع مسلمانانِ مدینہ کو ہوئی تو وہ سخت برہم ہوئے اور آنحضرت ﷺ نے نقض عہد کی وجہ سے ان سے غزوہ (مذہبی لڑائی) کا اعلان کر دیا۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گمان کریں وہ لوگ جو کافر ہوئے ہیں کہ انہوں نے پیش دستی کی ہے۔ بے شک وہ لوگ عاجز نہ کر سکیں گے اور اے مسلمانو! مہیا کرو جو کچھ کر سکو قوت سے اور آمادہ رکھنے گھوڑوں سے اس سے ڈراؤ دشمنان خدا اور اپنے دشمنوں کو اور ان کے سواروں کو تم نہیں جانتے ہو اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں پورا کیا جائے گا تمہاری طرف (یعنی ثواب دیا جائے گا) اور تم پر ظلم نہ کیا جائے گا"۔

غزوۂ بنوقینقاع : بعض غزوہ[1] بنوقینقاع کا سبب یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ایک مسلمان نے کسی یہودی کو کسی مظلمہ کی وجہ سے ان کے بازار میں قتل کیا چونکہ یہود از راہ حسد واقعہ بدر سے بھرائے ہوئے تھے۔ اس غریب مسلمان پر ٹوٹ پڑے اور عہد شکنی کی۔ الغرض جب آیۂ مرقومہ بالا نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے ان پر حملہ کی تیاری کی۔ مدینہ میں بشیر بن عبدالمنذ رؓ اور بروایت بعض ابولبابہؓ کو بجائے اپنے مقرر فرما کر بنوقینقاع کی طرف بڑھے۔ بنوقینقاع مضافات مدینہ میں رہتے تھے ان کے نہ تو باغات تھے اور نہ کاشتکاری تھی بلکہ یہ لوگ عام طور سے تجارت و حرف پیشہ تھے ان میں سات سو آدمی لڑنے والے تھے جن میں سے تین آدمی زرہ پوش تھے۔ یہ سب عبداللہ بن سلامؓ کی قوم کے تھے پندرہ روز تک آپ نے ان کو بلا جنگ محاصرہ میں رکھا سولہویں روز آپ کے حکم سے اصحابؓ بنوقینقاع میں داخل ہوئے اور ان کی مشکیں باندھ کر قتل کرنے کو لائے۔

بنوقینقاع کی جلاوطنی : عبداللہ بن ابی ابن سلول نے ان کی سفارش کی اور آنحضرت ﷺ سے انتہائی منت سماجت کر کے ان کی جان بخشی کرائی۔ آپ نے عبداللہ ابن ابی سلول کے کہنے سے قتل تو نہ کیا لیکن اسباب و ہتھیار لے کر جلاوطنی کا حکم دے دیا۔ چنانچہ عبادۃ ابن الصامتؓ نے ان کو خیبر تک نکال دیا اور آنحضرت ﷺ مال غنیمت لے کر مدینہ واپس آئے یہ پہلا خمس ہے جس کو آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے لیا۔ اس کے بعد عید الاضحیٰ کا دن آیا آپ نے اپنے اصحابؓ کو ہمراہ لے کر صحراء میں جا کر نماز ادا فرمائی اور دست مبارک سے دو بکریاں قربان فرمائیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ پہلی قربانی کی تھی۔ واللہ اعلم

سریہ زید بن حارثؓ : واقعہ بدر کے بعد قریش پر مسلمانوں کا خوف کچھ ایسا غالب ہو گیا تھا کہ وہ ان کی چھیڑ چھاڑ کے خوف سے عام راستہ پر چلنا گوارا نہ کرتے تھے۔ اگرچہ تجارت کی وجہ سے سفر کرنا ان کے لئے ضروری تھا۔ لیکن مجبوری ان لوگوں نے شام کا راستہ چھوڑا اور عراق کا راستہ اختیار کیا۔ راستہ نہ جاننے کی وجہ سے فرات بن حیان کو (قبیلہ بکر بن وائل سے) رہبری کے لئے اجرت پر مقرر کیا۔ اس کے بعد تاجروں کا ایک قافلہ مکہ سے عراق ہوتا ہوا موسم سرما میں روانہ ہوا جس میں ابوسفیان بن حرب و صفوان بن امیہ بھی تھے۔ جب آنحضرت ﷺ کو اس قافلہ کی روانگی اور اس کے مال و اسباب کی اطلاع ہوئی تو آپ نے زید بن حارثہ کو چند صحابیوںؓ کے ہمراہ روانہ کیا۔ زید بن حارثہؓ نے نہایت تیزی و عجلت سے شبانہ روز سفر کر کے قافلہ قریش سے مقابلہ کیا اور کامیاب ہوئے۔ ابوسفیان و صفوان اور اس کے ہمراہی بھاگ گئے۔ صرف فرات بن حسان عجلی گرفتار ہو سکے وہ بھی مدینہ پہنچ کر مسلمان ہو گئے۔ اس واقعہ میں مال غنیمت کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ اس

---

[1] اس غزوہ میں آنحضرت ﷺ کا لواء مبارک حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کے ہاتھ میں تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال غنیمت سے جو خمس نکالا گیا تھا اس کی تعداد بیس ہزار تھی۔

ابن ابی حقیق کی ریشہ دوانیاں: کعب بن اشرف یہودی کے مارے جانے کے بعد سلام بن ابی حقیق یہودی نے سر اٹھایا یہ خیبر کا رہنے والا تھا اس کی کنیت ابو رافع تھی یہ اکثر بلکہ ہمیشہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحابؓ کو طرح طرح کے ناملائم کلمات سے ایذائیں دیتا تھا علی الاعلان سخت وسست کہتا پھرتا تھا آپ کے مقابلہ پر لوگوں کو ابھارتا اور گروہ بندی کرتا رہتا تھا۔ چونکہ اوس وخزرج مدینہ کے سربرآوردہ قبائل تھے جو ایک دوسرے پر آنحضرت ﷺ کی اطاعت وامداد میں فوقیت کے خواہاں تھے یہ بالکل ناممکن تھا کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو اسلام اور آنحضرت ﷺ کی ذات خاص سے متعلق اس کو ایک قبیلہ کرے اور دوسرا اس کے جواب میں نہ کرے۔ بنواوس کعب بن اشرف یہودی کو قتل کر چکے تھے۔ لیکن بنوخزرج اس جیسا کوئی کام انجام نہیں دے سکے تھے۔ حالانکہ وہ اسی قسم کی جستجو وفکر میں تھے۔ جب ان کو ابن ابی حقیق یہودی کی بدذاتیوں اور شرارتوں کی اطلاع ہوئی تو بنوخزرج آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی۔ کیونکہ ابن ابی حقیق بھی کعب بن اشرف کی طرح اسلام اور اسلامیوں کا مخالف اور آنحضرت ﷺ کا جانی دشمن تھا اس لئے آپ نے ان کو اجازت دے دی۔

ابن ابی حقیق کا خاتمہ: چنانچہ قبیلہ خزرج خاندان بنوسلمہ سے آٹھ آدمی روانہ ہوئے منجملہ ان کے عبداللہ بن عتیک و مسعود بن سنان وابوقتادہ وحرث بن ربعی (رضی اللہ عنہم) بھی تھے۔ ان سب کے سردار عبداللہ بن عتیک مقرر ہوئے۔ روانگی کے وقت آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کے لڑکوں اور عورتوں کے قتل کرنے کو منع فرمادیا۔ نصف جمادی الثانی ۳ھ ہجری میں یہ لوگ مدینہ سے نکل کر خیبر پہنچے اور ابن ابی حقیق کے مکان کے قریب قیام کیا۔ رات کو جب وہ اپنے مکان کے دروازے بند کر کے سو رہا تھا اس کو آواز دی ابن ابی حقیق نے جیسے ہی دروازہ کھولا یہ لوگ شمشیر برہنہ لئے ہوئے گھس پڑے اور اس کو مار کر مکان سے باہر ایک مقام پر ٹھہر گئے لیکن جب ناعی (خبر دہندہ موت) نے قصر کی فصیل پر کھڑے ہو کر ابن ابی حقیق کے مارے جانے کا اعلان کر دیا۔ تب یہ لوگ اس کے مارے جانے کا یقین کر کے واپس ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اس کے قتل کی اطلاع دی۔ ابن ابی حقیق کے مکان سے نکلتے وقت ان لوگوں میں سے ایک شخص کی پنڈلی میں چوٹ آ گئی تھی، آپ سے اس کی شکایت کی گئی آپ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا وہ اچھا ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۲

غزوہ اُحد ۳ھ

قریشِ مکّہ کی جنگی تیاریاں: ان سابقہ واقعات اور معرکہ بدر کے بعد اہل قریش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کا خیال ترقی پذیر ہو گیا اہل قافلہ سے مالی امداد کے خواست گار ہوئے جب قابل اطمینان و بقدر کفایت مال جمع ہو گیا تب اہل قریش اپنے حلیفوں اور دوستوں کے ساتھ شوال ۳ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے۔ وسط میں پیادوں کی جماعت تھی اردگرد نیزہ بردار اور تیر انداز سواروں کا گروہ تھا۔ میدان جنگ سے نہ بھاگنے اور سینہ سپر ہو کر لڑنے کا حلف اٹھالیا گیا۔ چوتھی شوال کو مدینہ کے مقابل ایک وادی کے کنارے احد کے قریب مقام ذوالحلیفہ (بطن سنجہ) میں آ کر پڑاؤ ڈالا۔ تین ہزار کی ان کی جمعیت تھی سات سوان میں زرہ پوش جنگ آزمودہ لوگ تھے ان کے علاوہ دوسو گھوڑے تھے اس لشکر کا سپہ سالار ابوسفیان تھا' ان لوگوں کے ساتھ پندرہ عورتیں بھی دف لئے ہوئے تھیں جو مقتولین بدر پر روتی اور ان کو لڑائی پر ابھارتی اور غیرت دلاتی تھیں۔

طریقۂ جنگ کے بارے میں صحابہ میں اختلافِ رائے: ان حالات کی اطلاع جب آنحضرت ﷺ کو ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ کی قلعہ بندی کر لو اور باہر کوئی نہ نکلے۔ اس صورت میں اگر مشرکین مکہ ہم پر حملہ کریں گے تو ہم ان سے لڑیں گے ورنہ خیر۔ اس رائے پر عبداللہ بن ابی بن سلول نے بھی اپنی پرزور تائید کی لیکن ان چند صحابیوںؓ نے اس رائے سے اختلاف کیا اور جنگ کے لئے پیش قدمی پر بمنت وزاری آنحضرت ﷺ کو آمادہ کیا جو اس واقعہ میں شہید ہوئے علاوہ ان کے اس میں وہ لوگ بھی شریک تھے جو بدر میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔ آنحضرت ﷺ ان لوگوں کے اصرار پر اندر تشریف لے گئے اور مسلح ہو کر بکراہت باہر آئے اس وقت ان لوگوں نے اپنے اصرار کو خلافِ مرضی سمجھ کر عرض کیا ((یا رسول اللّٰہ ان شئت فاقعد)) یعنی ''اے رسول اللہ ﷺ اگر آپ کی رائے ہو تو بیٹھ جایئے یعنی باہر نکل کر لڑائی نہ کیجئے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ''کسی نبی کو جائز نہیں ہے جب کہ وہ مسلح ہو جائے یہ کہ قبل لڑائی کے وہ اپنے ہتھیار کو رکھے یا بلا جنگ کئے ہوئے واپس آئے''۔

مجاہدین کی روانگی: ایک ہزار صحابیوںؓ کو لے کر آپ ﷺ مدینہ سے نکلے اور ابن ام مکتومؓ کو بقیہ مسلمانان مدینہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز پڑھانے کے لئے چھوڑ گئے جس وقت آپ ﷺ مدینہ و اُحد کے وسط میں پہنچے۔ عبداللہ بن ابی ایک ثلث آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر آپ ﷺ سے اس وجہ سے علیحدہ ہو گیا کیونکہ یہ جنگ اس کی مرضی کے خلاف تھی اور مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کی تیاری کی گئی تھی۔ آنحضرت ﷺ حرہ بن بنو حارثہ ہوتے ہوئے احد کی ایک گھاٹی میں جا اترے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ سات سو آدمیوں کا گروہ تھا جس میں پچاس سوار اور پچاس تیر انداز شامل تھے۔ آپ ﷺ نے بنو عمرو بن عوف سے عبداللہ بن جبیرؓ اور خوات بن جبیرؓ کو تیر اندازوں کا سردار مقرر کر کے لشکر کے پیچھے جبل احد پر بٹھا دیا تا کہ مشرکین مکہ مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ نہ کر سکیں اور لواء مظفر کو مصعب بن عمیرؓ (بنو عبدالدار) کے سپرد فرمایا۔

کمسن مجاہدین کی واپسی: سمرہ بن جندب الفزاریؓ و رافع بن خدیجؓ حارثی اس وقت پندرہ پندرہ برس کے تھے پہلے آپ نے ان کو واپس کیا لیکن جب اصحابؓ نے عرض کیا کہ یہ تیر اندازی جانتے ہیں تو آپ نے ان کو تیر اندازوں میں شامل فرما دیا لیکن حضرت اسامہ بن زیدؓ و حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ و حضرت زید بن ثابتؓ بخاری و حضرت عمرو بن حرام و براء بن عازب حارثی و اسید بن ظہیرؓ و عرابتہ بن اوسؓ و زید بن ارقم و ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کو میدان جنگ سے اس بناء پر لوٹا دیا کیونکہ اس وقت ان لوگوں کی عمریں چودہ چودہ برس کی ہوں گی۔

جنگِ اُحد: قریش کے سواران میمنہ خالد بن ولید اور میسرہ پر عکرمہ بن ابوجہل مامور تھے آپ ﷺ نے اپنی سیف ابودجانہ سماک بن خرشہ ساعدیؓ کو مرحمت[1] فرمائی' یہ بہت بڑے شجاع اور جوانمرد نیز فنون جنگ کے بخوبی ماہر تھے قریش کے ہمراہ اس لڑائی میں ابوعامر عبدعمرو بن صیفی بن مالک بن نعمان (حنظلہؓ غسیل ملائکہ) کا باپ طلیعہ تھا۔ یہ ایام جاہلیت میں راہب ہو گیا تھا جب اسلام کی روشنی پھیلی تو اس پر بدبختی سوار ہو گئی' مسلمانوں کی ترقی دیکھ نہ سکا اس وجہ سے مکہ چلا گیا۔ کفار مکہ معرکہ اُحد میں اس کو اس خیال سے لائے تھے کہ بنو اوس جس کا یہ سردار تھا اس کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں گے لیکن ان کا خیال بالکل غلط نکلا۔ چنانچہ ابوعامر اسی خیال سے سب سے پہلے میدان جنگ میں لڑنے کو آیا اور بنو اوس کو آواز دی ان لوگوں نے اس کی آواز پہچان کر کہا لا انعم اللّٰہ بک عتیا یا فاسق یعنی ''اے فاسق تیری آنکھ کو نعمت

---

[1] ابن ہشام نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے کہ جس وقت فریقین کی صفیں مرتب ہو گئیں تو آنحضرت ﷺ نے اپنی تلوار کو ہاتھ میں لے کر فرمایا ((من یاخذھذا السیف بحقہ)) یعنی ''ہے کوئی جو یہ تلوار لے کر اس کا حق ادا کرے'' یہ سن کر کئی صحابیوںؓ نے استدعا کی لیکن آپ نے کسی کو نہ دی اس اثناء میں ابودجانہ سماک بن خرشہؓ نے عرض کیا ((و ما حقہ یا رسول اللّٰہ)) یعنی ''اے اللہ کے رسول اس کا کیا حق ہے'' آپ نے فرمایا ((ان تضرب بہ العدو حتی ینحنی)) یعنی ''اس کا حق یہ ہے کہ تم اس سے دشمنوں کو مارتے جاؤ یہاں تک کہ یہ خم ہو جائے''۔ ابودجانہ نے یہ سن کر عرض کیا ((انا اخذہ یا رسول اللّٰہ بحقہ)) یعنی ''میں اس کو اس کا حق ادا کرنے کے لئے لیتا ہوں''۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سنتے ہی تلوار ابودجانہؓ کو دے دی۔ ابودجانہؓ نے تلوار آپ کے ہاتھ سے لے کر سرخ عمامہ نکالا (جس کو وہ لڑائیوں میں باندھا کرتے تھے) اور سر پر باندھ کر اکڑ کر لشکر کی صفوں میں ٹہلتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہے تھے انا الذی عاھد فی خلیلی ☆ و نحن بالسفح لدی النخیل ☆ ان لا اقوم الدھر فی الکبول ☆ اضرب بسیف اللّٰہ و الرسول ''یعنی میں وہی ہوں جس سے میرے دوست نے جب کہ ہم باغ کے قریب میدان میں تھے اس بات کا پکا اقرار کرا لیا ہے کہ میں کسی حال بھی میں پچھلی صفوں میں نہ رہوں گا اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی تلوار سے دشمنوں کو کاٹتا رہوں گا''۔ آنحضرت ﷺ نے ابودجانہ کو اکڑتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس رفتار کو پسند نہیں کرتا مگر ایسے وقت میں۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیب نہ ہو"۔

آغازِ جنگ: اس کے بعد لڑائی شروع ہوگئی۔ مسلمانوں نے جی کھول کر مقابلہ کیا اس میں حضرت حمزہؓ و حضرت طلحہ و حضرت شیبہ و حضرت ابو دجانہ و حضرت نضر بن انس (رضی اللہ عنہم) بڑی بڑی مشکلات میں مبتلا ہوئے۔ ان کے علاوہ انصارؓ کی ایک جماعت سینہ سپر ہو کر شہید ہوئی لڑائی کا آغاز نہایت دشوار اور سخت ہو گیا پہلے تو قریش کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے مسلمانوں کے حملے سے منہ چھپا کر بھاگے لیکن اس کے بعد جونہی تیراندازان اسلام اپنا مرکز قیام چھوڑ کر آگے بڑھے مشرکین نے پلٹ کر تیراندازوں کو پیچھے سے مارنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت: دشمنان خدا رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئے۔ لیکن حضرت مصعب بن عمیرؓ علم بردار نے جو آپ کے پاس ہی تھے کفار کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک پر چوٹ آئی۔ دائیں جانب کے نیچے کا دانت شہید ہو گیا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سب ایذائیں عتبہ بن ابی وقاص و عمرو بن قمیہ لیثی نے پہنچائیں تھیں اور یہی اس امر کے بانی مبانی ہوئے تھے۔

حضرت حنظلہ کی شہادت: ابوسفیان پر حنظلہؓ نے جیسے ہی دوڑ کر وار کرنا چاہا شداد بن اسود لیثی نے ایک گڑھے سے نکل کر روک کر وار کر دیا جس سے حضرت حنظلہؓ شہید ہو گئے۔ یہ اس وقت جنبی تھے (یعنی ان پر غسل جنابت فرض تھا) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کو ملائکہ نے غسل دیا ہے)

رسول اکرم ﷺ پر کفار کی یورش: مشرکین نے آپ ﷺ پر پتھراؤ شروع کیا تو آپ ﷺ ایک گڑھے میں گرنے لگے حضرت علیؓ نے پہنچ کر فوراً ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چہرہ مبارک کے زخم کو مالک بن سنان خدری (والد ابوسعید خدری) نے خون سے صاف کیا مغفر (لوہے کا خود) کے دو حلقے چہرہ تک اتر آئے تھے جن کو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے نکالا۔ مشرکین لڑتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے کئی صحابیؓ اس مقام پر شہید ہو گئے۔ آخری صحابیؓ عمار بن یزید بن السکن تھے جو آنحضرت ﷺ کے بچانے کی غرض سے مشرکین کے مقابلہ پر آئے اور شہید ہوئے۔ ان کے بعد حضرت طلحہؓ نے مشرکین کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ مشرکین آپ کے پاس سے دور ہو گئے ابو دجانہ آپؐ کو چھپائے ہوئے کھڑے تھے تیر پر تیر ان کی پشت پر لگتے جاتے مگر حرکت تک نہ کرتے تھے یہاں تک کہ آپؓ شہید ہو گئے قتادہ بن النعمانؓ کی آنکھ پر ایک تیر آ کر لگا جس سے ان کی آنکھ نکل کر رخسار پر آ گئی تھی آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اچھی ہو گئی۔

شہادتِ رسول ﷺ کی افواہ: نضر بن انسؓ لڑتے ہوئے صحابہؓ کی اس جماعت تک پہنچے جو متحیر کھڑے ہوئے تھے نضر بن انسؓ نے ان سے کہا "تم لوگ کیا دیکھتے ہو؟" ان لوگوں نے کہا کہ "آنحضرت ﷺ تو شہید ہو گئے اب کیا کریں" نضر بن انسؓ نے کہا "چلو لڑو جو کام آنحضرت ﷺ کے حالتِ حیات میں کرتے، وہی اب کرو اور اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال میں اپنی جان دے دو جس حالت میں آنحضرت ﷺ شہید ہوئے ہیں''۔ یہ کہہ کر آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ان کے جسم پر ستر زخم لگ چکے تھے اکھترویں زخم سے شہید ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن عوف کے بیس زخم لگے تھے زیادہ چوٹ پاؤں میں آئی تھی اس وجہ سے وہ لنگڑا کر چلتے تھے۔ اسی لڑائی میں حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب آنحضرت ﷺ کے چچا شہید ہوئے ان کو وحشی[1] غلام بن مطعم بن عدی نے شہید کیا۔ عمرو بن قمیہ نے[2] اسی اثناء میں مصعب بن عمیرؓ علم بردار لشکر اسلام کو آنحضرت ﷺ کے پاس شہید کیا اور اس خیال سے کہ آنحضرت ﷺ شہید ہو گئے ہیں کم بخت نے ایک بلند مقام پر چڑھ کر چلا کر کہہ دیا الا ان محمد قد قتل یعنی ''کان کھول کر سن لو محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے'' اس آواز کے سنتے ہی اصحابؓ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے' ہوش وحواس جاتے رہے تحیر کے عالم میں کھڑے ہو گئے کسی سے کچھ نہ بن پڑتا تھا حیرت زدہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کہ کعب بن مالک شاعر (از بنو سلمہ) نے آنحضرت ﷺ کو پہچان کر بآواز بلند کہا ''خوش ہو جاؤ رسول اللہ ﷺ یہ ہیں'' آپ نے اسے دوبارہ کہنے سے روک دیا۔

مجاہدین کا پہاڑی پر اجتماع: صحابہؓ اس آواز کے سنتے ہی آپ کے پاس آ کر جمع ہو گئے اور آپ کے ہمراہ پہاڑ کی

---

[1] وحشی بن حرب قوم کا حبشی جبیر بن مطعم کا غلام تھا جس وقت قریش مکہ کے ارادے سے مدینہ کو روانہ ہونے لگے جبیر ابن مطعم نے وحشی کو بلایا اور کہا کہ اگر تو حمزہؓ عم محمد (ﷺ) کو بعوض میرے چچا طعیمہ بن عدی کے قتل کر ڈالے گا تو تجھ کو میں آزاد کر دوں گا (جبیر بن عدی کا چچا طعیمہ بن عدی جنگ بدر میں مارا گیا تھا) وحشی اس اقرار وعدہ پر روانہ ہوا جس وقت فریقین میں لڑائی ہو رہی تھی حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کفار کی صفیں چیرتے ہوئے ارطاۃ بن عبدشرحبیل بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار علم بردار مشرکین تک پہنچ گئے اور اس کو قتل کر کے سباع بن عبدالعزیٰ غبشانی کی طرف ھلم الی یا ابن مقطعۃ العظور یعنی ''اے ختنہ کرنے والی عورت کے بیٹے ادھر آ'' کہہ کر بڑھے وحشی آپ کو آتے ہوئے دیکھ کر ایک پتھر کی آڑ میں چھپ گیا جب حضرت حمزہ جوش میں آگے بڑھ گئے اور اس کو ایک وار میں مار ڈالا تب وحشی نے تیر مارا حضرت حمزہؓ اس کی طرف لوٹ پڑے لیکن زخم کاری لگنے سے وحشی تک نہ پہنچ سکے وحشی نے دوبارہ ایک تیر اور مارا حضرت حمزہؓ تو شہید ہو گئے اور وحشی نے آ کر ہند بنت عتبہ سے یہ ماجرا بتایا اور ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ گیا کیونکہ یہ محض اسی کام کے لئے آیا تھا۔ ہند بنت عتبہ مع چند عورتوں کے آئی اور ان کی ناک اور کان کاٹے ابوسفیان نے شہادت کے بعد نیزہ سے کئی مزید زخم دیئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

[2] عتبہ بن ابی وقاص وابن قمیہ لیثی ادری ذابی بن خلف جمحی وعبداللہ بن حمید اسدی وعبداللہ بن شہاب زہری نے آنحضرت ﷺ کے قتل کا باہم عہد و پیمان کیا تھا۔ چنانچہ ابن شہاب نے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک کو زخمی کیا اور عتبہ نے پتھروں سے مارا جس کی زد میں آ کر آپ کے دانت ٹوٹ گئے لب پھٹ گئے اور ابن قمیہ نے اس زور سے حملہ کیا کہ لوہے کے دو حلقے چہرہ میں گھس گئے آپ زمین پر گر پڑے گھٹنوں میں چوٹ آئی اتنے میں ابی بن خلف آپ کی طرف دوڑا آپ نے اس کا نیزہ یا زبیرؓ یا حارث بن الصمۃ کا لے کر ابی کو مارا اور ابودجانہ نے عبداللہ بن حمید کو قتل کیا۔ آنحضرتؐ چہرہ مبارک سے خون پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے ((کیف یفلح القوم خضبوا وجہ نبیھم الدم و ھو یدعو ھم الی اللّٰہ)) ''وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبیؐ کے چہرہ کو خون سے رنگا ہو اور وہ ان کو اللہ کی طرف بلاتا ہے'' اس کے بعد ابن قمیہ نے مصعب بن عمیرؓ علمبردار اسلام پر حملہ کیا دونوں میں لڑائی ہوئی جب حضرت مصعب بن عمیرؓ شہید ہو گئے اور ابن قمیہ اپنے گروہ میں آ کر چلا اٹھا قد قتلت محمدا یعنی ''بے شک میں نے محمدؐ کو مار ڈالا'' نعوذ باللّٰہ۔ یہ سن کر کفار کا دل بڑھ گیا اور صحابہ پریشانی کی حالت میں متحیر ہو کر لڑائی سے رک گئے حضرت ابوبکرؓ نے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا واللہ یہ خبر غلط ہے رسول اللہ ﷺ اشاعت دین کے لئے آئے تھے اور ابھی دین اسلام کہاں پھیلا ہے؟ ڈھونڈو انہیں میں آنحضرت ﷺ ہوں گے اور لڑو یہاں تک کہ کفار کو پیچھے ہٹا دو حضرت ابوبکر کے کہنے پر صحابہؓ کے دل میں یہ بات آ گئی اور آنحضرت ﷺ کو ڈھونڈنے اور لڑنے لگے یہاں تک کہ کعب بن مالک نے آپ کو سب سے پہلے پہچانا جیسا کہ مؤرخ ابن خلدون نے لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھاٹی کی طرف چلے گئے جن میں حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ وعلیؓ وزبیرؓ وحرث ابن الصمۃ انصاری رضی اللہ عنہم شامل تھے اتنے میں ابی بن خلف آ پہنچا آنحضرت ﷺ نے حرث بن الصمۃ کے ہاتھ سے نیزہ لے کر اس کے گلے میں مارا جس کی چوٹ سے منہ پھیر کر بھاگا مشرکین نے آواز دے کر کہا کہ ایک خفیف چوٹ کھا کر بھاگ نکلا دوڑ اور محمد ﷺ کو پکڑ۔ ابی نے کہا واللہ اس زخم سے میں جانبر نہ ہوں گا یہ نیزہ محمد ﷺ نے مارا ہے اگر کسی اور نے مارا ہوتا تو مجھ کو مطلق خیال نہ ہوتا۔ چنانچہ واپسی کے وقت اثناء راہ میں مر گیا۔

وحی کا نزول: لڑائی ختم ہونے پر علیؓ بن ابی طالب پانی لائے آپ نے منہ دھو کر وضو کیا اور پہاڑ کی چٹان پر چندے توقف کر کے بیٹھ کر اپنے اصحابؓ کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے شکست خوردہ مسلمانوں کے لئے دعا مغفرت کی اس وقت اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعن انما استزلھم الشیطٰن ببعض ما کسبوا و لقد عفا اللّٰہ عنھم ان اللّٰہ غفور حلیم﴾

''بے شک تمہارے جو آدمی اس دن جس دن دو جماعتوں کا مقابلہ ہوا بھاگ کھڑے ہوئے تھے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے شیطان نے ڈگمگا دیا تھا۔ اللہ نے ان کا قصور معاف فرما دیا۔ واقعی اللہ انتہائی بخشش والا اور نہایت بردبار ہے۔

شہدائے جنگِ اُحد: جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا' اس لڑائی میں مسلمانوں کی طرف سے حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب اور حضرت عبداللہ بن جحشؓ وحضرت مصعب بن عمیرؓ اور پینسٹھ سرداران انصار شہید ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کے حکم سے انہیں خون آلودہ کپڑوں میں جو وہ پہنے ہوئے تھے بلا غسل ونماز وفن کیا گیا اور مشرکین کی جانب سے بائیس نفر مارے گئے ان میں ولید بن العاصی بن ہشام وابوامیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ وہشام بن ابی حذیفہ بن المغیرہ وابوعزہ عمرو بن عبداللہ بن جمح شامل تھا۔ آخر الذکر شخص جنگ بدر میں قید ہو کر آیا تھا آنحضرت ﷺ نے اس کے غریب اور کثیر العیال ہونے کی وجہ سے بلا فدیہ اس شرط پر چھوڑ دیا تھا کہ آئندہ مسلمانوں کے مقابلہ پر نہ آئے گا لیکن جب اس لڑائی میں دوبارہ گرفتار ہوا تو آپ نے اس کی گردن زنی کا حکم دیا۔ البتہ ابی بن خلف کو آنحضرت ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے قتل کیا۔

ابوسفیان کی دعوتِ جنگ: ابوسفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر بآواز بلند کہا الحرب سجال یوم احد بیوم بدر اعل ھبل یعنی ''لڑائی ختم ہوگئی یوم اُحد و بدر کے برابر ہو گیا ہبل اپنا دین ظاہر کر'' اور موعدکم العامل القابل ''یعنی آئندہ سال پھر تمہاری لڑائی کا وعدہ ہے'' کہتا ہوا لوٹا۔ آنحضرت ﷺ کے حکم سے (ادھر) صحابہؓ نے جواب دیا ھو بینا و بینکم یعنی ''ہماری اور تمہاری یہی میعاد ہے'' یہ سن کر مشرکین مکہ واپس ہو گئے۔

حضرت حمزہ کی لاش کا مثلہ: لڑائی کے بعد آنحضرت ﷺ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کے لاشہ پر کھڑے ہوئے افسوس کرتے رہے ہند اور اس کے ساتھی عورتوں نے ان کا جگر نکال کر چبایا تھا۔ کان اور ناک اور اعضائے تناسل کاٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالے تھے (عرب اسی کو مثلہ کرنا کہتے ہیں) جب آنحضرت ﷺ نے یہ امور ملاحظہ فرمائے تو آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو قریش پر فتح یاب کرے گا تو میں ان میں تیس آدمیوں کو مثلہ کروں گا اس کے بعد آپ اپنے اصحابؓ کے ساتھ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

(مترجم) **جنگِ اُحد کے اسباب**: جنگ احد پر قریش کو ابھارنے والا واقعہ بدر ہے جس میں ان کو شکست فاش اور بہت بے طرح ہزیمت ہوئی تھی اس واقعہ میں عبداللہ بن ابیٔ ربیعہ عکرمہ بن ابی جہل وصفوان بن امیہ اور ابوسفیان وغیرہ پیش پیش تھے۔ قبائل کنانہ وتہامہ مع اپنے خلفاء کے شریک تھے ابوسفیان اپنی زوجہ ہند بنت عتبہ کو عکرمہ بن ابی جہل اپنی زوجہ ام حکیم بنت الحرث بن المغیرہ فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ (اپنی ہمشیرہ خالد) کو صفوان بن امیہ بریرہ بنت مسعود ہمشیرہ عمرو بن مسعود کو عمرو بن العاص بریط بنت منبہ بن الحجاج کو طلحہ بن ابی طلحہ سلافہ بنت سعد اپنی زوجہ کو ساتھ لے گیا تھا علاوہ ان کے اور روساء قریش کی عورتیں اور خناس بنت مالک بن المضرب (قبیلہ بنو مالک بن حسل سے) اپنے لڑکے ابوعزیز بن عمیر کے ہمراہ اور عمرہ بنت علقمہ بنو حرث بن عبد مناۃ ابن کنانہ سے) شریک معرکہ احد تھی یہ عورتیں دف بجاتی اور یہ اشعار پڑھتی تھیں ؎

ان تقبلوا نعانق
ونفرش النمارق
او تدبروا نفارق
فراق غیر وامق

''اگر تم لڑائی میں پیش قدمی کرو گے تو ہم تمہیں گلے لگائیں گی اور تمہارے لئے بستر بچھائیں گی اور اگر لڑائی سے بھاگو گے تو ہم متنفر ہو کر تم سے جداء ہو جائیں گی''۔

اس لشکر کے علم بردار بنو عبدالدار تھے اور سردار ابوسفیان بن حرب تھا بدھ کو کفار قریش جبل اُحد کے سامنے ایک وادی میں پہنچے۔ جمعرات اور جمعہ ٹھہرے رہے۔

جبلِ اُحد کے تیراندازوں کو ہدایت: آنحضرت ﷺ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ ۷ شوال ۳ھ بمطابق ۶۲۴ء کو مدینہ سے بغرض مقابلہ نکلے اور پندرہ تاریخ ماہ مذکور بروز پیر میدان میں صف آرائی کی سات سو آدمیوں میں سے پچاس تیراندازوں کو جبل احد پر بٹھایا اور یہ حکم دیا کہ تم لوگ یہاں سے حرکت نہ کرنا خواہ ہماری فتح ہو یا شکست ہو اس غرض سے کہ کفار کا لشکر درّہ سے نکل کر لشکر اسلام پر پیچھے سے حملہ نہ کر سکے باقی ساڑھے چھ سو آدمیوں کو لے کر آگے بڑھے۔

رسول اکرمؐ جنگی لباس میں: اس دن آنحضرت ﷺ دو زرہ پہنے ہوئے تھے لواء اسلام حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ میں تھا۔ حضرت زبیرؓ میمنہ کے حضرت مقدادؓ میسرہ کے سواروں کے سردار اور حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب مقدمہ کے افسر تھے سب سے پہلے انہوں نے اپنے مقدمہ کو آگے بڑھایا خالد وعکرمہ نے زبیر ومقداد پر اور آنحضرت ﷺ نے قلب پر حملہ کیا۔ طلحہ بن ابی طلحہ مشرکین کا علم بردار لشکر کی صفوں سے نکل کر میدان میں آیا اور ڈانٹ کر بولا یا معشر اصحاب محمد انکم تزعمون ان اللہ یعجلنا بسیوفکم الی النار و یعجلکم بسیوفنا الی الجنۃ فھل احدمنکم یعجلہ سیفی الی الجنۃ یعنی ''اے محمد ﷺ کے ماننے والو تمہارا خیال ہے کہ اللہ ہمیں تمہاری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلواروں سے جہنم اور تمہیں ہماری تلواروں سے جنت عطا فرما دے گا تو کیا تم میں سے کوئی میری تلوار سے جنت میں جانے کا مشتاق ہے؟'' علیؓ ابن ابی طالب یہ سنتے ہی نکل کر مقابلہ پر آئے اور اس پر ایسی تلوار چلائی کہ اس کا شانہ سے بازو اور پاؤں تک کاٹتی چلی گئی اور وہ اوندھا ہو کر ایسا گرا کہ اس کا ستر کھل گیا۔ علی ابن ابی طالب شرما کر واپس ہوئے آنحضرت ﷺ نے کہا تم کو کس چیز نے اس کے وار نیارا کرنے سے روکا۔ علی ابن ابی طالبؓ نے عرض کیا اس کے بے ستر ہو جانے سے مجھے حیا آ گئی۔

مشرکین کی پسپائی: اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنی تلوار ابو دجانہؓ کو مرحمت فرمائی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب اور حضرت حمزہؓ اور اصحاب کبار (رضی اللہ عنہم) کا ایک گروہ لڑتا ہوا لشکر کفار میں گھس گیا اور اللہ جل شانہ نے اپنی عنایت سے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور لشکر کفار کو شکست ہوئی عورتیں بھاگ بھاگ کر ٹیلوں پر جا پہنچیں۔ ابو سعد بن ابی طلحہ کو سعد بن ابی وقاصؓ نے عاصم ابن ثابت نے مسافع وجلاس پسران طلحہ کو عثمان بن ابی طلحہ وارطاۃ بن شرحبیل کو حمزہ بن عبدالمطلبؓ نے ایک ہی وار میں قتل کر دیا۔ علاوہ ان کے سترہ رؤسا قریش وسرداران لشکر کفار اور مارے گئے ان کا علم بنو عبدالدار چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بنو ابی طلحہ کا ایک غلام حبشی اس کو لے کر لڑنے لگا جب اس کے ہاتھ کٹ کر گر گئے تو اس نے بیٹھ کر سینہ وگردن کے زور سے علم کو سنبھالا جب اس کی گردن بھی تن سے جدا ہو گئی تو کفار کا علم زمین پر گر پڑا تھوڑی دیر تک زمین پر پڑا رہا اور دلاوران اسلام بڑھ بڑھ کر کفار کو مارنے لگے۔

مجاہد تیراندازوں کی حکم عدولی: اسی اثناء میں تیراندازان اسلام میں سے تیس آدمی اپنی فتح اور کفار کی غارت گری نیز ان کی شکست اور ہزیمت دیکھ کر نبیؐ اور اپنے افسر عبداللہ بن جبیر کے حکم کے خلاف اپنی جگہ چھوڑ کر لڑنے والی جماعت سے آملے چنانچہ اس خلاف ورزی کے نتیجہ میں تھوڑی دیر کے بعد مسلمانوں کی فتح شکست سے بدل گئی اور جس امر کا خوف آنحضرت ﷺ کو پہلے سے تھا وہی پیش آ گیا۔

خالد بن ولید کا حملہ: لشکر کفار کے سواران میمنہ کے سردار خالد بن ولید نے میدان خالی دیکھ کر ایک میل کا چکر کاٹ کر درہ سے نکل کر پہلے ان بقیہ بیس تیراندازوں پر حملہ کیا جو جبل احد پر حسب حکم آنحضرت ﷺ بیٹھے تھے۔ ادھر عکرمہ نے مسلم تیر اندازوں کو خالد بن ولید سے مصروف جنگ دیکھ کر دوسری طرف سے لشکر اسلام پر یعنی پیچھے سے حملہ کر دیا۔ اسی وقت لڑائی کا نقشہ بدل گیا مشرکین کے سواران میمنہ ان بیس تیراندازوں کو اسی جگہ پر شہید کر کے عکرمہ سے آملے اور اس فوری تغیر وتبدل میں عمرہ بنت علقمہ نے دوڑ کر مشرکین کا علم اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ ابوسفیان نے جب یہ بدلا ہوا رنگ دیکھا تو قدم جما کر دوبارہ حملہ کر دیا مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور ان کو جن مصائب میں مبتلا ہونا تھا' مبتلا ہو گئے۔

رسول اکرم ﷺ پر کفار کی یلغار: ابن اسحاق نے باسانید محمود بن عمرو سے روایت کی ہے کہ جس وقت فریقین ایک دو سرے سے دست بدست لڑنے لگے اور کفار کا لشکر آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ گیا آپ نے اس وقت فرمایا ((من رجل یشری لنا نفسه)) یعنی: ''ہے کوئی جو ہمارے لئے اپنی جان قربان کر دے؟'' زیاد بن السکنؓ یہ سن کر کھڑے ہو گئے ان کے علاوہ پانچ انصارؓ اور آپ کے پاس شہید ہو گئے آخری شہید ہونے والے عمارہ تھے جب یہ بھی زخمی ہو کر گرے تو اور مسلمانوں نے پہنچ کر مجمع کفار کو منتشر کیا۔ آپ نے عمارہ کی نسبت ارشاد کیا ((اولوه منی)) ''ان کو مجھ سے قریب کرو'' لوگوں نے آنحضرت ﷺ کا قدم مبارک اپنے رخساروں سے لگا لیا اور اسی حالت میں جاں بحق ہو گئے۔ اسی دارو گیر و پریشانی میں حمزہؓ بن عبدالمطلب شہید ہوئے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک پر زخم آیا جس کی تفصیل اوپر بیان کی گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت امّ عمارہ بنت کعب ابن ہشام تحریر فرماتے ہیں کہ اس لڑائی میں مسلمانوں کی جانب سے ایک عورت شریک جنگ ہوئیں جن کا نام ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازینہ تھا۔ یہ آنحضرت ﷺ کی روانگی کے بعد پیچھے پیچھے لڑائی دیکھنے کی غرض سے گئی تھیں جب تک مسلمانوں کی بازی چڑھی رہی یہ تماشا دیکھتی رہیں لیکن جس وقت مسلمانوں کو شکست ہوئی اور آنحضرت ﷺ کفار کے گھیرے میں آ گئے تب یہ بھی آنحضرت ﷺ تک پہنچ کر لڑنے لگیں۔ ان کے مونڈھے پر بھی ایک زخم لگا تھا یہ کہتی ہیں کہ میں نے ابن قمیہ پر کئی وار کئے تھے مگر وہ عدد اللہ دوزرہ پہنے ہوئے تھا۔

مجاہدین کا پہاڑ کے ٹیلے پر اجتماع لڑائی ختم ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ مع اپنے اصحابؓ کے پہاڑ کے ایک ٹیلے پر جا ٹھہرے اتنے میں خالد بن ولید عالیہ جبل پر چڑھتے ہوئے دکھائی دیئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''یہ مناسب نہیں ہے کہ کوئی شخص نبیؐ سے بلند ہو حضرت عمر بن الخطابؓ یہ سنتے ہی چند آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر ان سے مقابل ہوئے اور ان کو لڑ کر پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔ یہ روایت ابن ہشام کی ہے اور ابن اثیر کے نزدیک خالد بن ولید نہ تھے بلکہ ابوسفیان تھا)

ابوسفیان کی لاف زنی اس کے بعد ابوسفیان اپنے ہمراہیوں کو ایک مقام پر جمع کر کے لشکر اسلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا انی القوم محمد ''کیا تم لوگوں میں محمد ہیں'' تین بار دریافت کرنے پر بھی جب اس کا جواب حسب ارشاد آنحضرت ﷺ کچھ جواب نہ دیا گیا تو کچھ دیر سکوت کر کے پھر پکارنے لگا انی القوم ابی قحافه ''کیا تم لوگوں میں ابو قحافہ یعنی ابوبکرؓ ہیں'' تین بار اس فقرہ کی بھی اس نے تکرار کی لیکن اس طرف سے خاموشی اختیار کی گئی پھر کچھ دیر سوچ کر بہ آواز بلند دریافت کیا انی القوم عمر بن الخطاب ''کیا تم لوگوں میں عمرؓ بن الخطاب ہیں؟'' جب اس سوال کا جواب بھی سوائے سکوت کے کچھ نہ دیا گیا تو اس وقت وہ خاموش ہو کر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اما هولاء فقد قتلوا ''یعنی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب مارے گئے''۔

حضرت عمرؓ اور ابوسفیان حضرت عمرؓ بن الخطاب کو اس بات کے سننے کی تاب نہ رہی چلا کر غصہ سے بول اٹھے ((کذبت ای عدو الله قد ابقی الله ما یخزیک)) یعنی ''اے اللہ کے دشمن تو جھوٹا ہے ابھی تجھے ذلیل کرنے والے موجود ہیں'' ابوسفیان کو یہ سن کر کسی قدر تعجب ہوا پھر از راہ فخر کہنے لگا اعل هبل اعل هبل یعنی ''اے ہبل (دیوتا) تیری جے ہو اور تیرا بول بالا ہو'' آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا تم یہ کہو ((اللّٰه اعل و اجل)) یعنی ''اللہ ہی سب کے برتر اور سب سے بڑا ہے'' بعدہٗ ابوسفیان و حضرت عمر بن الخطابؓ میں مکالمہ ہونے لگا آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو ابوسفیان کے ہر سوال کا جواب بتایا۔

ابوسفیان ان لنا العزی و لا عزیٰ لکم ''یعنی عزیٰ (دیوی) ہماری ہے تمہاری نہیں''۔

عمر بن الخطابؓ: الله مولنا لا مولیٰ لکم یعنی ''اللہ ہمارا ہی مددگار ہے تمہارا نہیں۔

ابوسفیان: هذا بیوم بدر یعنی ''جنگ احد جنگ بدر کا بدلہ ہے اور اب ہم دونوں برابر ہیں''۔

عمر بن الخطابؓ: لا سواء قتلانا فی الجنة و قتلاکم فی النار یعنی ''برابری نہیں ہے کیونکہ ہمارے آدمی جنت میں ہیں اور تمہارے جہنم میں ہیں''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مکالمے کے ختم ہونے کے بعد ابوسفیان نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو اپنے قریب بلایا۔ حضرت عمرؓ بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے پاس گئے۔

ابوسفیان: انشدک یا عمر اقتلنا محمداً یعنی ''اے عمرؓ میں تم سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے؟''

عمر: اللھم لا وانه لیسمع کلامک الان یعنی ''نہیں ہرگز نہیں اس وقت آپ کی باتیں سن رہے ہیں''

ابوسفیان: انت اصدق و ابر من ابن قمیه یعنی ''تم ابن قمیہ سے زیادہ سچے اور نیک ہو''۔

عمر: نعم الله اصدق و ابر یعنی ''ہاں اللہ سب سے زیادہ سچا اور صداقت پسند ہے''۔

ابوسفیان: اما انکم ستجدون فی قتلاکم مثلة و الله ما رضیت ولا سخطت ما نهیت و ما امرت یعنی ''دیکھو تم اپنے شہیدوں کے ناک کان کٹے ہوئے پاؤ گے تو میں نہ اس سے خوش ہوا اور نہ برہم ہی ہوا نہ میں نے مثلہ کرنے کا حکم دیا اور نہ منع کیا۔

مشرکین کی مکہ کو مراجعت: ابوسفیان اس گفتگو کے بعد لوٹ گیا اور اپنے ساتھیوں سے بہ آواز بلند کہا ((موعدکم بدر العام القابل)) یعنی آئندہ سال بدر میں تم سے لڑائی کا وعدہ ہے۔ ادھر سے صحابہ نے آنحضرت ﷺ کی اجازت سے جواب دیا ((نعم هو بیننا و بینک موعدا)) یعنی ''اچھا وہی ہمارا اور تیرا وعدہ ہے'' اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے علی ابن ابی طالبؓ کو ابوسفیان کے پیچھے روانہ کیا اور فرمایا ''کہ اگر یہ قوم گھوڑوں کو چھوڑ کر اونٹوں پر سوار ہو تو سمجھ لینا کہ یہ لوگ مکہ جا رہے ہیں اور اگر گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹوں کو خالی رکھیں تو ان کا قصد مدینہ پر حملہ کرنے کا ہوگا اس وقت مجھ کو تم بہت جلد اطلاع دینا۔ قسم ہے اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر قریش نے مدینہ کا قصد کیا تو میں بھی ان پر حملہ آور ہوں گا اور ان سے بہت اچھی طرح بدلہ لوں گا۔ علیؓ ابن ابی طالب ابوسفیان کے پیچھے گئے اور ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر دیکھا اور واپس آئے اور عرض کیا کہ ''قریش مکہ کی طرف روانہ ہو گئے''۔

حضرت سعد بن الربیع کی شہادت: قریش کی روانگی کے بعد آپ ﷺ نے سعد بن الربیع انصاریؓ کو تلاش کیا وہ ایک گڑھے میں زخمی پائے گئے ان میں اتنا دم نہ تھا کہ اٹھا کر آپ تک لائے جا سکتے۔ انصاریؓ صاحب نے اپنے متلاشی سے آخری کلام یہ کیا کہ ''میرا اسلام رسول اللہ ﷺ سے کہنا اور کہنا کہ آپ نے میرے ساتھ وہ سلوک و احسان کئے ہیں جو نبی اپنی امت کے ساتھ کرتا ہے اللہ آپ ﷺ کو جزائے خیر دے اور میری قوم سے سلام کے بعد کہنا کہ اگر آنحضرت ﷺ کو میرے بعد کوئی تکلیف ہوئی یا ان کو کسی نے کچھ تکلیف پہنچائی تو اگر تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ ہو تو میں کل اللہ جل شانہٗ کے روبرو تم سے دامن گیر ہوں گا اور تمہارا کوئی حیلہ و عذر نہ سنوں گا''۔ یہ کلام ختم کرتے ہی خود بھی ختم ہو گئے۔

بحکم الٰہی مثلہ کی ممانعت: حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب مثلہ (ناک کان کاٹے ہوئے) کئے ہوئے بطن وادی میں پائے گئے آنحضرت ﷺ کو سخت صدمہ ہوا اور آپ نے فرمایا اگر اللہ جل شانہ مجھے قریش پر غلبہ مرحمت فرمائے گا تو میں ان کے بیس آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ صحابہؓ نے بھی یہ سن کر ایسا ہی کہا۔

پس اللہ جل شانہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿و ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به و لئن صبر تم هو خیر للصبرین﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یعنی اگر تم بدلہ لو تو اپنی ایذا کے برابر بدلہ لو اور اگر صبر کر لو تو صبر کرنے والوں کے لئے صبر سب سے اچھا ہے''۔
اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے صبر کیا اور آئندہ لڑائیوں میں مثلہ کرنے سے منع فرما دیا۔

شہداء کی تدفین: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بعض لوگوں نے اپنے مقتول عزیزوں کو مدینہ لا کر دفن کرنا چاہا لیکن آنحضرت ﷺ نے شہداء کو مدینہ میں لا کر دفن کرنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا ''کہ جہاں یہ شہید ہوئے ہیں وہیں دفن کئے جائیں'' چنانچہ دو دو، تین تین شہید ایک ایک قبر میں دفن کئے جانے لگے۔ البتہ پہلے وہ شخص دفن کیا جاتا تھا جو قرآن کو زیادہ جانتا تھا۔

قزمان کی خودکشی: اُحد کے زخمیوں میں قزمان نامی ایک شخص پایا گیا جس کی نسبت آنحضرت ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے ''کہ قزمان دوزخیوں میں سے ہے'' لیکن اس نے جنگ اُحد میں آٹھ یا نو مشرکوں کو قتل کیا اور آخر میں خود زخمی ہوا جب اس کو گھر اٹھا کر لائے تو بعض صحابیوںؓ نے اس سے کہا' اے قزمان ہم تجھ کو مبارکباد دیتے ہیں'' قزمان نے جواب دیا تم مجھ کو کس بات کی مبارکباد دیتے ہو میں محمد ﷺ کی وجہ سے تو نہیں بلکہ اپنی قوم کے خیال اور ان کو بچانے کی غرض سے لڑا ہوں۔ اس کے کہنے کے بعد جب زخم کی تکلیف زیادہ ہوئی تو اس نے خودکشی کر لی جب آنحضرت ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا ((صدق اللّٰہ رسولہ)) ''واللہ نے اپنے رسول ﷺ کو سچا کیا''۔

مخریق کو بہترین یہود کا خطاب: اس لڑائی میں علاوہ مسلمانوں کے ایک یہودی مخریق نامی بھی قتل ہوا اس کا یہ ماجرا ہوا کہ جب اس کو آنحضرت ﷺ کی پیش قدمی کی خبر پہنچی تو اس نے اپنی قوم سے کہا اے گروہ یہود تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ کی مدد تم پر فرض ہے یہودیوں نے کہا آج ہفتہ کا دن ہے۔ مخریق نے یہ کہہ کر کہ ''ہفتہ اس میں مانع نہیں ہو سکتا نبی ﷺ اور کفار کا مقابلہ ہے''۔ اپنی تلوار اٹھائی اور میدان میں جا کر قتل ہو گیا چونکہ اس نے روانگی کے وقت یہ کہہ دیا تھا کہ اگر میں مارا جاؤں تو محمد ﷺ سے کچھ مطالبہ نہ کرنا اس وجہ سے یہود خاموش رہے آنحضرت ﷺ نے اس کا واقعہ سن کر مخریق کو بہترین یہود فرمایا۔

حرث بن سوید منافق کا انجام: اسی لڑائی میں حرث بن سوید بن الصامت منافق مسلمانوں کے ہمراہ مدینہ سے لڑنے کے لئے نکلا جب مقابلہ کا وقت آیا تو یہ مجذر بن زیاد قیس بن زید کو شہید کر کے مکہ بھاگ گیا۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے اس کا تعاقب کیا لیکن یہ دور نکل گیا تھا اس وجہ سے واپس تشریف لے آئے پھر اس نے اپنے بھائی کے ذریعہ سے آنحضرت ﷺ سے معافی چاہی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس کو معافی دینے سے منع فرمایا لیکن چند روز بعد خفیہ طور سے مدینہ آ گیا ایک روز اتفاق سے گرفتار ہو گیا اور آنحضرت ﷺ کے حکم سے عثمانؓ بن عفان نے اس کو قتل کر دیا۔ ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ حرث بن سوید نے قیس بن زید کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ صرف مجذر کو قتل کر کے بھاگ گیا تھا اس دلیل سے کہ ابن اسحاق نے قیس بن زید کو شہداء احد میں ذکر نہیں کیا۔ مجذر کو اس نے اس وجہ سے قتل کیا تھا کیونکہ مجذر نے اس کے باپ سوید کو قتل کیا تھا۔ سوید کا قتل اوس و خزرج کے درمیان جھگڑے کے وقت ہوا تھا۔

سورۂ آل عمران: ان واقعات کے دیکھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے صبر و تحمل و ثابت قدمی اور منافقوں کے لئے یہ لڑائی اسی محک کا حکم رکھتی تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ساٹھ آیتیں سورۂ آل عمران کی اس کے حق میں نازل فرمائیں جس کی تفصیل کے لئے ایک جداگانہ کتاب لکھنے کی ضرورت ہے میرے نزدیک لڑائی کا عنوان بدل جانے کا اور کوئی ظاہری یا واقعی سبب اس کے سوائے نہ تھا جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ اگرچہ کتب تواریخ میں بے شک مورخوں نے لکھ دیا ہے۔ واللہ اعلم۔
انتہی کلام المترجم

غزوہ حمراء الاسد: جنگ اُحد سے واپسی پر دوسرے دن ۱۶ شوال ۳ھ بروز اتوار آنحضرت ﷺ دشمنان خدا کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابلے کے قصد سے پھر تیار ہوئے اور حکم دیا کہ اس غزوہ میں جابر بن عبداللہ[1] کے علاوہ صرف وہی لوگ شرکت کریں گے جو جنگ احد میں شریک تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور وہ تمام صحابہ کرامؓ جو جنگ احد میں شریک ہوئے تھے مع زخمیوں کے روانہ ہوئے اور مدینہ سے آٹھ میل پر مقام حمراء اسد میں پہنچ کر قیام کیا۔ تین روز تک آپ اس مقام پر مقیم رہے اس دوران معبد بن ابی معبد خزاعی اس طرف سے ہو کر مکہ جا رہا تھا کہ اثناء راہ میں روحا میں ابوسفیان سے ملا۔ اس وقت یہ لوگ (نعوذ باللہ) اسلام کے استیصال سے مدینہ کی طرف لوٹنے پر آمادہ ہو رہے تھے۔ معبد خزاعی نے آنحضرت ﷺ کی پیش قدمی سے مطلع[2] کیا۔ ابوسفیان اس خبر کے سنتے ہی اس خیال سے کہ مبادا انجام دگرگوں نہ ہو جائے فوراً مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

---

[1] ابن اسحاق لکھتا ہے کہ جس وقت آنحضرت ﷺ کے منادی نے یہ حکم سنایا کہ سوائے ان لوگوں کے جو شریک معرکہ احد ہوئے ہیں اور کوئی شخص شرکت نہ کرے جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں شریک احد نہیں ہوا لیکن میرے والد احد میں شریک ہوئے تھے اور مجھے گھر میں اس وجہ سے چھوڑ گئے تھے کہ گھر میں مَیں اور میری سات بہنوں کے سوا کوئی اور نہ تھا اور انہوں نے بھی یہی کہا تھا کہ ابھی تجھ پر جہاد فرض نہیں ہے۔ مَیں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جاتا ہوں چنانچہ وہ گئے اور شہادت پائی۔ میں اپنے مکان پر اپنی بہنوں کے پاس رہ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر ان کو اس غزوہ میں شرکت کی اجازت مرحمت فرما دی۔

[2] ابن اثیر و ابن ہشام لکھتے ہیں کہ ابوسفیان مع اپنے ہمراہیوں کے جس وقت مدینہ کو واپس ہونے کو تھا اس وقت معبد خزاعی مدینہ کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا خود ابوسفیان نے معبد خزاعی سے آنحضرت ﷺ کا حال دریافت کیا تب معبد خزاعی نے کہا کہ محمد ﷺ تمہارے تعاقب میں ایسی جمعیت سے نکلے ہیں کہ اس سے پیشتر میں نے نہیں دیکھی تھی اور اس مرتبہ انہوں نے ان لوگوں کو بھی ہمراہ لیا ہے جو احد میں چھوٹ گئے تھے ابوسفیان نے کہا وریحک ما تقول فواللہ قد اجمعنا الرجعة لنستاصل هبتيهم ''تف ہو تجھ پر تو کیا کہتا ہے خدا کی قسم ہم نے لوٹنے پر ان کے بقیہ آدمیوں کی بیخ کنی پر اتفاق کر لیا تھا'' معبد نے کہا میں تجھ کو اس فعل سے منع کرتا ہوں' کیا تو اسی وقت یہاں سے روانہ ہو گا جب ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنے گا۔ ابوسفیان یہ سن کر اپنے ارادے سے باز آیا اور عبدالقیس کے سواروں سے جو مدینہ کو جا رہے تھے یہ کہلا بھیجا کہ ہمارا قصد تمہارے استیصال کا تھا لیکن ہم قوم ہونے کی وجہ سے درگزر کرتے ہیں آنحضرت ﷺ کو یہ پیغام حمراء الاسد میں پہنچا۔ آپ نے سن کر ((حسبنا اللہ و نعم الوکیل)) فرمایا اور مدینہ واپس ہوئے۔ اثناء راہ میں ابوعزہ عمرو بن عبیداللہ جمحی مل گیا اسے مسلمانوں نے گرفتار کر لیا۔ مشرکین قریش اس کو حمراء اسد میں سوتا ہوا چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ یہ وہی شخص ہے جو قیدیان جنگ بدر میں تھا اور غریب و کثیر العیال ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلا فدیہ چھوڑ دیا تھا اور یہ اقرار لیا تھا کہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف ہتھیار نہ اٹھائے گا لیکن اس نے خلاف وعدہ جنگ احد میں لوگوں کو لڑائی پر ابھارا اور خود بھی لڑنے آیا جب اس مرتبہ گرفتار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسل کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو پھر خوشامد و منتیں کرنے لگا۔ لیکن آپ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور فرمایا ''کہ مؤمن دو مرتبہ دھوکا نہیں کھا سکتا''۔ معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص بھی مشرکین مکہ کے ساتھ لڑنے کو آیا تھا لیکن روانگی کے وقت عجلت میں راستہ بھول کر اپنے گروہ سے علیحدہ ہو گیا۔ مجبور ہو کر مدینہ میں حضرت عثمانؓ بن عفان کے مکان پر آ کر روپوش ہو گیا۔ صبح کو عثمانؓ بن عفان نے اس کو دیکھ کر کہا ''تو نے مجھ کو اور اپنے کو بھی ہلاک کر لیا'' معاویہ نے کہا میں تمہارے پاس اس وجہ سے آیا ہوں کہ تم بہ نسبت اوروں کے میرے زیادہ عزیز و قریب ہو تم مجھ کو اپنی پناہ میں لے لو حضرت عثمانؓ بن عفان چونکہ رحیم اور کنبہ پرور تھے۔ لہٰذا اس کو اپنے گھر میں بٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہو گئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ معاویہ بن المغیرہ مدینہ میں عثمانؓ کے گھر پر ہے اس کو گرفتار کر لاؤ۔ حضرت عثمانؓ بن عفان نے عرض کیا کہ مجھ اس کی قسم ہے جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے میں اس کے لئے امان طلب کرنے کو آیا ہوں آپ اسے مجھے دے دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کہنے سے تین دن کی امان دی اور یہ فرمایا ''کہ اگر اس کے بعد مدینہ کے قریب بھی کہیں دکھائی دیا تو قتل کر دیا جائے گا''۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر پر تشریف لائے اور اس کو کچھ کھانا وغیرہ دے کر رخصت کر دیا۔ مگر معاویہ شامتِ اعمال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے مدینہ ..... ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجیع کا واقعہ: ماہ صفر ۴ھ میں چند آدمی بطون عضل وقارہ (بنو ہون قبیلہ خزیمہ برادر بنو اسد) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ظاہر کیا کہ ہماری قوم مشرف بہ اسلام ہو چکی ہے۔ ہم اور ہماری قوم قرآن پڑھنے اور احکام شرعیہ سیکھنے کے شائق ہیں۔ لہٰذا آپ ایسے چند لوگ ہمارے ساتھ کر دیجئے جو ہمیں مذہبی باتیں سکھائیں۔ آپ ﷺ نے ان کے کہنے سے اپنے اصحابؓ میں سے حسب ذیل چھ آدمی روانہ فرمائے: (۱) مرثد بن ابی مرثد غنوی (۲) خالد بن البکیر لیثی (۳) بنو عمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح (۴) بنو جحجب بن کلفہ کے خبیب بن عدی (۵) زید بن الدثنہ بن بیاضہ بن عامر (۶) عبداللہ بن طارق حلیف بنو ظفر (رضی اللہ عنہم) اور مرثد بن ابی مرثد کو افسر مقرر فرمایا۔ جب یہ لوگ رجیع پر پہنچے تو عضل وقارہ والوں نے ان کے ساتھ غداری کی بنو ہذیل نے آ کر گھیر لیا۔ مرثد اپنے ہمراہیوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہیں سے لڑائی پر آمادہ ہوئے مشرکین ہذیل وعضل وقارہ نے کہا آؤ تم کو امان دیتے ہیں ہمارا مقصود یہ نہ تھا کہ تم سے لڑیں بلکہ ہم تم کو آزماتے تھے اور ہم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ اگر اہل مکہ کا مقابلہ ہو جائے تو تم ان کے مقابلہ میں ٹھہر سکو گے یا نہیں؟ لیکن مرثد و خالد و عاصم (رضی اللہ عنہم) نے مشرکین کے عہد و پیمان نیز اقرار و پیمان پر اطمینان نہ کیا لڑے اور لڑ کر شہید ہو گئے۔

شہادت صحابہؓ: ان لوگوں کے شہید ہونے کے بعد ہذیل کو یہ طمع دامن گیر ہوئی کہ عاصمؓ کا سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد بن شہید کے پاس لے جانا چاہئے اس سے خاطر خواہ قیمت وصول ہوگی۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ سلافہ نے جنگ احد میں نذر مانی تھی کہ عاصمؓ کے کاسۂ سر میں شراب نوشی کروں گی کیونکہ انہوں نے اس کے دو لڑکوں کو معرکہ احد میں قتل کیا تھا مگر ہذیل کا مقصد حاصل نہ ہوا۔ اللہ جل شانہ نے ان کی لاش کے اردگرد زنبوروں (بھڑ) کو بھیج دیا جس کے سبب سے کفار ہذیل عاصمؓ کا سر نہ کاٹ سکے رات کو پانی کا ریلہ آیا اور ان کی لاش بہا لے گیا۔ ان کے باقی تین ہمراہیوں کو گرفتار کر کے مکہ لے چلے جس وقت مرالظہران میں پہنچے عبداللہ بن طارق نے تلوار کھینچ لی اکیلے آدمی کیا کر سکتے تھے کفار نے دور سے ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے یہاں تک کہ یہ غریب بھی شہید ہو گئے۔ خبیب و زید باقی رہے وہ مکہ میں لائے گئے۔ قریش نے ان کو خرید[1] کر بے جرم و قصور شہید کیا۔ (رضی اللہ عنہم)

ﷺ میں روپوش رہا۔ چوتھے روز آپ نے زید بن حارثہؓ و عمارؓ بن یاسر کو حکم دیا کہ معاویہ مدینہ کے قرب و جوار میں ہے جاؤ قتل کر ڈالو یا گرفتار کر لاؤ"۔ زیدؓ و عمارؓ حکم ملتے ہی روانہ ہوئے اور اس کو حماۃ میں گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اس معاویہ نے حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کی لاش کو پامال کیا تھا اور ان کی ناک کاٹی تھی۔ یہ عبدالملک بن الحکم کے دادا کا وہ سوتیلا بھائی تھا جن کی ماں ایک اور باپ مختلف تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسی سال نصف رمضان میں حضرت حسنؓ بن علیؓ پیدا ہوئے ان کی ولادت کے پچاس دن کے بعد حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ پھر حاملہ ہوئیں اور بعد انقضاء مدت حمل حضرت حسینؓ بن علیؓ پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم

[1] ابن ہشام نے لکھا ہے کہ قریش نے مکہ کے قیدی خبیب و زید کو ہذیل کے عوض خرید لیا۔ خبیب کو حجیر ابن ابی اہاب شمیمی حلیف بنو نوفل نے اور زید کو صفوان بن امیہ نے لیا چونکہ صفوان کا باپ امیہ بن حلف واقعہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اس نے باپ کے خون کے بدلے میں زید کو قتل کرنے کی غرض سے غلام نسطاس کے حوالہ کیا اور وہ ان کو حدود حرم سے باہر منعیم میں لے گیا۔ قتل کے وقت قریش کے اکثر لوگ موجود تھے ان میں سے ابوسفیان نے کہا اے زید کیا تم اس کو پسند نہ کرو گے کہ بجائے تمہارے اس وقت محمد ﷺ ہوتے اور ہم ان کی گردن مارتے اور تم اپنے اہل و عیال میں ہوتے؟ زید نے ترش روئی سے جواب دیا "واللہ ہم اس کو ہرگز پسند نہ کریں گے کہ ان کو کسی قسم کی اذیت پہنچے اور ہم اپنے اہل و عیال میں ہوں" ابوسفیان نے یہ سن کر کہا "میں نے آج تک کسی کا ایسا دوست نہیں دیکھا جیسے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے دوست محمد ﷺ ہیں...

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیر معونہ کا واقعہ: ماہ صفر ۴ھ میں ملاعب الاسنہ ابو براء عامر نہ تو مسلمان ہی ہوا اور نہ اس نے اسلام کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے عرض کیا کہ اے محمد (ﷺ) اگر تم اپنے چند اصحاب کو اہل نجد کی طرف بغرض دعوت اسلام روانہ کرو تو مجھے امید ہے کہ وہ لوگ اسے قبول کر لیں گے۔ آپ نے فرمایا ''مجھے ان لوگوں سے اطمینان نہیں ہے'' ابو براء نے کہا'' میں تمہارے اصحابؓ کا معین و ہمدرد ہوں'' آنحضرت ﷺ نے اطمینان کے بعد منذر بن عمرو ساعدی کو چالیس اور بعض کہتے ہیں ستر صحابیوںؓ کے ہمراہ روانہ کیا۔ انہیں لوگوں میں حرث بن الصمۃ وحرام بن ملحان (انس کے ماموں) وعامر بن فہیرہ ونافع بن ہذیل بن ورقاء (رضی اللہ عنہم) بھی شامل تھے جس وقت یہ لوگ بیر معونہ پر (جو کہ ارض بنو عامر وحرہ بنو سلیم کے درمیان واقع ہے) پہنچے تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کا نامہ حرام بن ملحانؓ کے معرفت عامر بن الطفیل کے پاس روانہ کیا۔

صحابہ کی شہادت: عامر بن الطفیل نے اس نامہ نامی کو دیکھا تک نہیں اور شہید کر کے بنو عامر کو بقیہ اصحابؓ کے قتل پر اُبھارا۔ جب انہوں نے ان کی امداد سے انکار کیا تو اس نے بنو سلیم سے کہا چنانچہ ان میں سے عصیہ ورعل وذکوان اٹھ کھڑے ہوئے اور ان چالیسوں[1] کو بلا جرم وقصور شہید کر ڈالا انہیں لوگوں کے پیچھے پیچھے منذرؓ[2] بن احیحہ جلاجی اور عمرو بن امیہ ضمری آ رہے تھے۔ دور سے لشکر اسلام پر پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گئے جب قریب آئے تو ان کو بستر شہادت پر سوتا ہوا پایا۔ منذر بن احیحہؓ تو لڑ کر اسی جگہ شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ ضمری کو دشمنانِ خدا گرفتار کر کے لے گئے۔ عامر بن الطفیل نے ان کو بنو مضر کا سمجھ کر داڑھی تراش کر چھوڑ دیا۔ یہ واقع رجیعہ کے قریب ۲۰ صفر کو رونما ہوا۔

حلیف مقتولین کا خون بہا: عمرو بن امیہ ضمری جس وقت بیر معونہ سے مدینہ کو واپس آ رہے تھے۔ اثناء راہ میں ان کو دو شخص ملے جو کلاب یا بنو سلیم کے تھے۔ یہ دونوں آدمی عمرو بن امیہ کے ساتھ ایک باغ میں ٹھہرے۔ جب یہ سو گئے تو عمرو بن امیہ ضمری نے ان کو بنو عامر یا بنو سلیم کا سمجھ کر قتل کر ڈالا۔ حالانکہ ان کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا عہد و پیمان تھا لیکن عمر بن امیہ

کو دوست رکھتے ہیں'' اس کلام کے ختم ہونے کے بعد سطاس نے ان کو شہید کیا (رضی اللہ عنہ) خبیب تا انقضاء ماہ حرام جبیر کے قید خانہ میں رہے جب انکو متنعم میں قتل کرنے کے لئے لائے تو انہوں نے مشرکین سے کہا'' اگر تم مناسب سمجھو تو مجھ کو اس قدر مہلت دو کہ میں دو رکعتیں نماز پڑھ لوں'' مشرکین نے جواب دیا'' اچھی تھوڑی دیر تک تم اپنی جان اور بچا لو خبیبؓ نے باطمینان تمام وضو کر کے دو رکعتیں نماز ادا کر کے مشرکین سے مخاطب ہو کر کہا ''بخدا اگر مجھ کو تمہاری بدگمانی کا خیال نہ ہوتا تو میں بہت طویل نماز پڑھتا اس کے بعد خبیب سولی پر لٹکائے گئے اسی وقت سے یہ طریقہ جاری ہوا کہ مسلمان قتل کے وقت دو رکعتیں نماز پڑھا کرتے ہیں۔

[1] ان چالیس آدمیوں میں سے صرف کعب بن زید برادر بنو دینار بن نجار میں کچھ دم باقی تھا جو اس معرکہ سے جانبر ہوئے اور جنگ خندق میں شہید ہوئے۔

[2] ابن ہشام نے لکھا ہے کہ منذرؓ کے باپ کا نام محمد تھا اور وہ عتبہ بن احیحہ بن جلاح کے بیٹے تھے انہوں نے جب اپنے ہمراہیوں کو بستر شہادت پر سوتا ہوا پایا تو عمروؓ بن امیہ سے کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ عمروؓ بن امیہ نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو چل کر اس کی اطلاع دیں منذرؓ نے کہا میری طبیعت اس کو پسند نہیں کرتی کہ میں اس مقام کو چھوڑ کر چلا جاؤں جہاں پر کہ منذر بن عمرو خاک وخون پر لیٹا ہو میں تو اسی جگہ شہید ہونا چاہتا ہوں تم جا کر اس واقعہ کی اطلاع کر دینا منذر نے یہ کہہ کر قاتلین کو للکارا اور لڑ کر شہید ہو گئے۔ (رضی اللہ عنہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمری کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ عمرو بن امیہ نے مدینہ میں پہنچ کر آنحضرت ﷺ کو کل واقعات اور نیز ان کے قتل سے مطلع کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے ایسے دو شخصوں کو قتل کیا ہے جن کا خون بہا ضروری ہے''۔

رسول اکرم ﷺ کے قتل کی سازش: اس واقعہ کے بعد آنحضرت ﷺ بنونضیر کے مقتولوں کا خون بہا دینے کی غرض سے ان کے پاس گئے آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و علیؓ (رضی اللہ عنہم) بھی تھے۔ بنونضیر نے بظاہر خوشی سے قبول کر لیا۔ آپ ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے لیکن درحقیقت مشرکین نے آپ کی اور آپ کے اصحابؓ کے قتل کی پوری پوری تدبیر کر لی۔ انہوں نے ایک شخص عمرو بن محاش بن کعب نامی کو دیوار پر اس ہدایت کے ساتھ چڑھا دیا کہ وہ اوپر سے آپ ﷺ اور آپ کے اصحابؓ پر پتھر گرا دے۔ جس سے یہ لوگ دب کر مر جائیں اللہ جل شانہ نے بذریعہ وحی اپنے نبی (ﷺ) برحق کو اس سازش سے مطلع کر دیا آپ اس مقام سے اٹھ کر مدینہ چلے آئے۔ صحابہؓ وہیں بیٹھے رہے جب کچھ تاخیر ہوئی تو آپ کو تلاش کرتے ہوئے آپ کے پاس پہنچ گئے۔ آپ نے اللہ جل شانہ کی وحی اور ان کے صلاح و مشورہ سے ان کو مطلع فرمایا اور بنونضیر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

غزوہ بنونضیر: چنانچہ ابن ام مکتومؓ کو اپنے بجائے مدینہ میں مقرر فرما کر ماہ ربیع الاوّل میں بنونضیر کا محاصرہ کر لیا۔ ان لوگوں نے بھی چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ چھ روز تک آپ ان کا محاصرہ کئے رہے ان کے کھجوروں کے باغات کاٹ ڈالنے اور درختوں کو جلا دینے کا حکم دے دیا۔ عبداللہ بن ابی اور چند منافقوں نے بنونضیر سے یہ کہلا بھیجا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں البتہ نکل کر لڑو تو ہم بھی لڑیں گے اور اگر جلاوطن ہوئے تب بھی ہم سب ہوں گے۔ اس پر بنونضیر کچھ مغرور سے ہو گئے۔ آخرکار ذلیل اور محروم ہو کر امن کے خواستگار ہوئے عبداللہ بن ابی بن سلول بنونضیر کی طرف سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں یہ پیام لایا کہ بنونضیر اپنی جانوں کی امان اور اس قدر مال و اسباب کی حفاظت چاہتے ہیں جس قدر اونٹ اٹھا کر لے جا سکیں۔

بنونضیر کی جلاوطنی: آنحضرت ﷺ نے ہتھیاروں کو مستثنیٰ کر کے اس کی اجازت دے دی ان میں سے بعض مثلاً حی ابن اخطب اور ابن ابی حقیق کے خاندان والے خیبر میں جا ٹھہرے اور بعض شام کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے آپ ﷺ نے ان کا کل مال و اسباب مہاجرین اوّلین میں بالتخصیص تقسیم کر دیا اور اسی مال غنیمت سے بوجہ فقراء ابودجانہ و سہل بن حنیف کو بھی مرحمت فرمایا۔ گو یہ مہاجرین اوّلین میں سے نہ تھے اسی غزوہ میں بنونضیر کے یہودیوں میں سے یامین بن عمیر بن حجاشؓ اور سعید بن وہب مسلمان ہو گئے ان کے مال و اسباب اور ہتھیاروں میں سے کچھ بھی طلب نہیں کیا گیا۔ علماء لکھتے ہیں کہ سورۂ حشر اسی غزوہ میں نازل ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

غزوہ ذات الرقاع: غزوہ بنونضیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع جمادی الاوّل ۴ھ تک مدینہ میں مقیم رہے اس کے بعد نجد کی طرف بنومحارب و بنوثعلبہ (غطفان) میں اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے روانہ ہوئے۔ مدینہ میں حضرت ابوذر غفاریؓ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ بن عفان کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ نجد میں پہنچ کر غطفان کی ایک جماعت سے سامنا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ فریقین ایک دوسرے سے ڈر گئے آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کے ساتھ صلوٰۃ الخوف پڑھی اس غزوہ کا نام ذات الرقاع ہے اس وجہ سے کہ پہاڑی راستوں میں چلتے چلتے غازیان اسلام کے پاؤں پھٹ گئے تھے اور انہوں نے رفع تکلیف کے خیال سے پاؤں میں کپڑے لپیٹ لئے تھے۔ واقدی نے لکھا ہے کہ اس غزوہ میں آنحضرت ﷺ جس پہاڑ پر اترے تھے اس کا نام ذات الرقاع ہے کیونکہ اس میں سیاہی' سفیدی اور سرخی کے نشانات پائے جاتے ہیں' اسی اعتبار سے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع رکھا گیا۔ اس مؤرخ کا یہ خیال ہے کہ یہ غزوہ محرم میں ہوا تھا۔

غزوہ بدر موعد: شعبان ۴ھ میں آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں اپنے بجائے عبداللہ بن ابی ابن سلول کو مقرر فرما کر خود بدر کی طرف اس وعدہ کے ایفا کی غرض سے روانہ ہوئے جو کہ جنگ احد میں فریقین کے درمیان ہوا تھا جس کا ذکر اس سے پیشتر کیا جا چکا ہے کہ ''جنگ احد میں بعد اختتام لڑائی ابوسفیان نے کہا تھا کہ آئندہ سال لڑائی بدر میں ہوگی۔ مسلمانوں کی طرف سے بحکم رسول اللہ ﷺ جواب دیا گیا اور اس کا اقرار کیا گیا تھا'' ابوسفیان بھی اہل مکہ کو لے کر حسب وعدہ آیا۔ تلہران یا عسفان میں اترا لیکن گرانی اور قحط کا عذر کر کے بلا جنگ واپس گیا اور آنحضرت ﷺ آٹھ روز کے بعد بدر سے واپس ہو گئے[1] ۴ھ یہی واقعات اس کے بعد ۵ھ شروع ہوتا ہے۔

غزوہ دومۃ الجندل: چند مہینوں کے بعد آخر ۴ھ سے ماہی اوّل ۵ھ (مطابق ۶۲۶ء) میں استیصال و منتشر کرنے کی غرض سے آپ کو جو کہ مسلمانوں کے خلاف دومۃ الجندل میں جمع ہونے والے گروہ کے مدینہ سے نقل و حرکت کی ضرورت ہوئی۔ اس مرتبہ آپ نے سباع بن عرفطہ غفاری کو اپنا نائب مقرر کر کے ماہ ربیع الاول ۵ھ کو مدینہ سے پیش قدمی فرمائی۔ چونکہ آپ ﷺ کے پہنچنے سے پہلے مخالفین کا گروہ منتشر ہو گیا تھا۔ لہٰذا بلا جنگ[2] آپ واپس تشریف لے آئے۔ اسی غزوہ میں عیینہ بن حصن کو اراضی مدینہ میں مویشیوں کے چرانے کی اجازت دی گئی۔ کیونکہ اس کے ملک میں خشک سالی کی وجہ سے سبزی کا وجود برائے نام تھا اور مدینہ میں بارش کی وجہ سے باغات اور کھیت ہرے بھرے تھے۔

---

[1] اسی ۴ھ میں آنحضرت ﷺ نے ام سلمہؓ ام المؤمنین سے اپنا عقد کیا اور اسی سنہ میں زید بن ثابت کو کتب یہود کے پڑھنے کا حکم دیا اور اسی سنہ کے ماہ جمادی الاول میں عبداللہ بن عثمان بن عفانؓ چھ سال کی عمر میں اور ان کی والدہ رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ بعضوں کا خیال ہے کہ اسی سنہ میں حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم

[2] ابن اثیر بھی اس غزوہ میں لڑائی نہ ہونے پر اتفاق کرتا ہے لیکن لکھتا ہے کہ مسلمانوں نے کفار کے کچھ اونٹ اور بکریوں پر قبضہ کر لیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۵

غزوۂ احزاب ۴ھ

غزوۂ خندق: اس کو غزوۃ الاحزاب بھی کہتے ہیں یہ شوال ۵ھ میں ہوا تھا اور صحیح یہ ہے کہ غزوہ ۴ھ میں ہوا ہے اس بیان کی تائید عبداللہ ابن عمرؓ کا یہ قول ہے کہ ردنی رسول اللّٰہ صل اللّٰہ علیہ وسلم یوم احد و انا ابن اربع عشرۃ سعتۃ ثم اجازنی یوم الخندق و انا ابن خمس عشرۃ سنۃ یعنی ''مجھے رسول اکرم ﷺ نے احد کے دن لوٹا دیا جب میں ۱۴ سال کا تھا پھر خندق کی لڑائی کی اجازت دے دی جب کہ میں ۱۵ سال کا تھا'' پس اس قول سے معلوم ہوا کہ جنگ احد اور جنگ خندق میں صرف ایک برس کا وقفہ ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ یہ غزوہ غزوہ دومۃ الجندل سے بلاشبہ پہلے ہوا ہے۔

جنگ کی وجوہات: اس غزوہ کا باعث اور سبب یہ ہوا کہ جب بنونضیر جلاوطن ہو کر خیبر کی طرف چلے گئے تو ان میں سے چند لوگ منجملہ ان کے سلام بن ابی الحقیق و کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق وسلام و مشکم وحی ابن اخطب بنونضیر سے اور ہود بن قیس وابو عمارہ بنو وائل سے تھے مکہ چلے گئے وہاں انہوں نے مکہ والوں کو آنحضرت ﷺ کی مخالفت اور لڑائی پر اُبھارا۔ جو لوگ قابل جنگ نہ تھے ان سے مالی امداد حاصل کی۔ اس کے بعد بنو غطفان پہنچے اور ان کو بھی لڑائی پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرث سردار قریش اور عتبہ بن حصن نے دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ کا رخ کیا۔

خندق کی کھدائی: آنحضرت ﷺ نے ان کی روانگی کی خبر سُن کر مدینہ کے اردگرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور خود بھی خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ سلمانؓ فارسی نے خندق کھودنے کی رائے دی تھی۔ خندق کی تیاری کے بعد کفار کا لشکر پہنچا اور مدینہ کے باہر اُحد کی جانب ٹھہرا۔ آنحضرت ﷺ مدینہ میں ابن ام مکتومؓ کو اپنا نائب مقرر فرما کر تین ہزار مسلمانوں کے ہمراہ کفار کے مقابلہ پر آئے اور سلع کے میدان میں قیام کیا مسلمانوں اور کفار کے درمیان خندق حائل تھی۔

بنوقریظہ کی بدعہدی: مشرکین مکہ و بنو غطفان کی دیکھا دیکھی مسلمانوں سے عہد و پیمان کے باوجود بنوقریظہ بھی مسلمانوں کی مخالفت پر آمادہ ہو کر اسی گروہ میں سے مل گئے۔ اس خبر کے سنتے ہی رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ و سعد ابن عبادہ و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوات بن جبیر وعبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہم) کو بنوقریظہ کا حال معلوم کرنے کی غرض سے روانہ کیا ان لوگوں نے بنوقریظہ کو جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے چونکہ وہ ان کے حلیف تھے بہت کچھ سمجھایا' نصیحت وفضیحت کی۔ لیکن ان لوگوں کے دماغ سے یہ متعفن ہوا نہ نکلی مجبور ہو کر حضرت سعد بن معاذ مع اپنے ہمراہیوں کے واپس آ گئے اور آنحضرت ﷺ سے کل واقعہ عرض کیا۔

مدینہ کا محاصرہ: آپ کو بنوقریظہ کی غداری اور عہد شکنی سے صدمہ ہوا۔ مسلمانوں کو چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا گیا۔ بنو حارثہ و بنوسلمہ نے لڑائی سے اس بہانہ سے جی چرایا کہ ہمارے مکانات مدینہ کے باہر اور کھلے ہوئے ہیں۔ تقریباً ایک مہینہ تک بلا کسی لڑائی کے محاصرہ قائم رہا اس کے بعد آنحضرت ﷺ کا قصد ہوا کہ عیینہ بن حصن وحرث بن عوف سے ثلث اثمار مدینہ (مدینہ کے باغوں کے تہائی پھل) دے کر مصالحت کر لی جائے اور اس طویل محاصرہ سے نجات حاصل کی جائے اس بارے میں آپ نے سعد بن معاذؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ سے مشورہ فرمایا۔ ان دونوں بزرگوں نے اس رائے سے اختلاف کیا اور عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ کیا اللہ جل شانہٗ نے آپ کو اس طرح صلح کرنے کا حکم دیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو آپ ضرور ایسا کر لیجئے یا اگر آپ کو خود یہ صلح کا طریقہ مرغوب اور محبوب ہے تو بھی آپ کر سکتے ہیں یا یہ کہ آپ نے اس میں ہماری بہتری تصور کی ہے اور ہمارے فائدہ کے لئے یہ صلح فرما رہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں تمہارے لئے یہ صلح کرنا چاہتا ہوں میں نے اس مرتبہ یہ خیال کیا ہے کہ عرب نے متفق ہو کر تم پر ایک کمان سے تیر اندازی کی ہے۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے عرض کیا کہ جب ہم شرک والحاد اور بتوں کی نجاست میں مبتلا تھے اس وقت تو وہ ہم سے بجز خریداری کے ایک خرما بھی نہیں پا سکتے تھے۔ لیکن اب جب کہ ہم کو اللہ جل شانہٗ نے نورِ اسلام سے منور کیا اور آپ کی وجہ سے ہماری عزت افزائی کی تو ہم ان کو اپنا مال و پیداوار کیوں دے دیں؟ واللہ ہم ان کو ایک خرما بھی سوائے تلوار کے نہ دیں گے آپ مطمئن رہئے جب تک ہم میں سے ایک کی بھی جان باقی ہے کفار کا یہ ٹڈی دل گروہ مدینہ کے قریب نہ آ سکے گا"۔ آنحضرت ﷺ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور مصالحت کی بابت سکوت اختیار فرمایا۔

فریقین میں جھڑپیں: اس کے بعد قریش کے چند سوار (جن میں عکرمہ بن ابی جہل وعمرو بن عبدود بنو عامر بن لوئ سے اور بنومحارب سے ضرار ابن الخطاب شامل تھے) اپنے لشکر سے نکل کر مسلمانوں کی طرف بڑھے لیکن خندق دیکھ کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کیونکہ اس سے پہلے عربوں میں یہ مکر وفریب نہ تھا۔ بہرحال ان لوگوں نے کسی تنگ مقام سے نکل چلنے کا ارادہ کیا یہ سوچ کر سوارانِ کفار اپنے گھوڑوں کو ہمیز کر کے خندق پھاند گئے اور مسلمانوں کے مقابلہ میں آ کر لڑنے والوں کو طلب کیا۔ علی ابن ابی طالبؓ چند صحابیوں کو ہمراہ لے کر ان کے سامنے آئے اور عمرو بن عبدود کو قتل کر ڈالا باقی اس کے ہمراہی اپنے گروہ میں سے جس طرح آئے تھے اسی طرح واپس ہو گئے انہیں ایام میں حضرت سعد بن معاذ کے ایک تیر رگ اکحل پر آ لگا۔ بعض کہتے ہیں کہ حبان بن قیس بن العرقہ نے یہ تیر مارا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ابواسامہ جشمی حلیف بنومخزوم نے۔ علماء سیر لکھتے ہیں کہ جس وقت حضرت سعد بن معاذؓ کے تیر لگا تھا اس وقت وہ یہ دعا کر رہے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے خدا اگر تو نے قریش کی لڑائی باقی رکھی ہو تو مجھ کو بھی اس کے لئے باقی رکھ۔ مجھ کو اس سے کوئی چیز زیادہ عزیز نہیں کہ میں اس قوم سے لڑوں اور ان سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول ﷺ کو ایذائیں دیں اور ان کو حرم سے نکال دیا ہے اور اگر تو نے ہماری اور ان کی لڑائی ختم کر دی تو اسی زخم کو ہماری شہادت کا وسیلہ کر دے۔ اب سوائے اس کے اور کوئی تمنا نہیں ہے کہ مرتے وقت میری آنکھیں بنو قریظہ کی ذلت دیکھ کر ٹھنڈی ہوں''۔

حضرت نعیم بن مسعود کی حکمت عملی: محاصرے کے دوران نعیمؓ بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن منذر بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان رضی اللہ عنہم خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ ﷺ میں آپ پر ایمان لایا میری قوم ابھی میری اس حالت سے واقف نہیں ہوئی آپ ﷺ جو کچھ فرمائیں میں اس کے بجالانے کو موجود ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کہ تم ایک تجربہ کار آدمی ہو ان مشرکین کے دفعیہ کی جو تدبیر مناسب سمجھو کرو'' ((فان الحرب خدعة)) ''اس واسطے کہ لڑائی فریب ہے'' نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی بنو قریظہ کے پاس گئے (یہ لوگ زمانہ جاہلیت میں ان کے دوست تھے اور ان سے مراسم رکھتے تھے) اور یہ سمجھایا کہ تم کو قریش اور بنو غطفان نے احمق بنا رکھا ہے اگر تم کو کامیابی ہوگی تو وہ مال غنیمت میں تمہارے سہیم و شریک ہوں گے نصف بلاد تم سے لے لیں گے اور اگر کہیں شکست ہوگئی تو یاد رکھنا کہ وہ اپنے ہی وطن و شہر میں پہنچ کر دم لیں گے تم اکیلے یہاں رہ جاؤ گے پھر تم تن تنہا محمد ﷺ اور ان کے ہمراہیوں کا مقابلہ نہ کر سکو گے لہٰذا مناسب یہ ہوگا کہ تم لوگ اس اطمینان کے لئے کہ تمہارے ساتھ وہ ہر حال میں رہیں گے تم ان کے لڑکوں کو اپنے یہاں رکھ لو۔ بنو قریظہ کے دل میں یہ بات اتر گئی اور وہ اس امر پر آمادہ ہو گئے۔

اس کے بعد نعیم بن مسعودؓ ابوسفیان کے پاس پہنچے اور اس کو یہ چرکا دیا کہ ''یہود بنو قریظہ تمہاری ہمراہی سے بددل ہو کر محمد ﷺ سے مل گئے ہیں اور ان سے یہ وعدہ کر لیا ہے کہ قریش کے لڑکوں کو ہم بطور ضمانت اپنے قبضہ میں لے کر تمہارے سپرد کر دیں گے'' جب یہ باتیں ابوسفیان کے بھی ذہن نشین ہو گئیں تو نعیم ابن مسعود یہاں سے اٹھ کر غطفان کے پاس گئے اور ان سے بھی یہی باتیں کہیں۔

بنو قریظہ اور قریش میں نفاق: ابوسفیان و غطفان نے نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کی باتوں کی تصدیق کے لئے اتفاق سے پیر کی رات بنو قریظہ سے کہلا بھیجا کہ تم لوگ محمد ﷺ کے پڑوس میں رہتے ہو ان کی نقل و حرکت سے بخوبی واقف ہو گے لہٰذا تم پہلے حملہ کرو۔ بنو قریظہ نے یوم السبت کا حیلہ کیا اور اس کے ساتھ ہی یہ پیام بھیجا کہ ''جب تک تم اپنے لڑکوں کو ہمارے اطمینان کی غرض سے ہمارے حوالے نہ کرو گے ہم ہرگز نہ لڑیں گے'' اس پیام کے پہنچتے ہی نعیم بن مسعود کی خبر کی تصدیق ہوگئی پس ان کو بنو قریظہ کی طرف سے کھٹکا پیدا ہو گیا۔ اس کے جواب میں قریش نے لڑکوں کے حوالے کرنے سے صاف انکار کر دیا لیکن لڑنے پر ان کو مجبور کرنا چاہا جس سے بنو قریظہ کو وہ خیال جس کو نعیم بن مسعودؓ نے ان کے دماغ میں پیدا کر دیا تھا یقین کے درجہ کو پہنچ گیا اور نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق ہوگئی اس وجہ سے قریش و بنو قریظہ میں نا اتفاقی ہوگئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفار مکہ کی واپسی: اس کے بعد اللہ جل شانہ نے قریش وغطفان پر ایک سخت ہوا بھیجی جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے، ہانڈیاں الٹ گئیں۔ ضروری اسباب اڑ گئے آنحضرت ﷺ نے کفار کی نا اتفاق سے مطلع ہو کر حذیفہ بن الیمان[1] کو قریش کی نقل وحرکت معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ انہوں نے صبح کو واپس آ کر مشرکین کی واپسی کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ بھی مع اپنے اصحابؓ کے صبح کو مدینہ لوٹ آئے۔

بنو قریظہ کا محاصرہ: غزوہ خندق[2] سے واپسی کے بعد بہ نظر گوشمالی اسی دن بعد نماز ظہر بنو قریظہ پر جہاد کرنے کا الہام ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحابؓ کو یہ حکم دیا اور فرمایا کہ کوئی شخص سوائے بنو قریظہ کے کہیں اور نماز عصر نہ پڑھے۔ چنانچہ آپ مع اپنے اصحابؓ کے مدینہ سے نکلے رایت اسلام اسلامی جھنڈا علی ابن ابی طالبؓ کو دیا اور مدینہ میں اپنے بجائے ابن ام مکتومؓ کو چھوڑا پچیس دن تک ان کا محاصرہ کئے رہے۔

سردار بنو قریظہ کعب بن اسعد: اس اثنا میں کعب بن اسد بنو قریظہ نے اپنی قوم کو جمع کر کے کہا ''اے گروہ یہود اگر تم لوگ اپنی جان ومال اور عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں کی دست برد سے بچانا چاہتے ہو تو سمعاً وطاعۃً اسلام قبول کر لو یا یہ کہ ہفتہ کی رات کو محمد ﷺ پر شب خون مار کر اپنے کو ان کے ہاتھوں سے بچاؤ۔ وہ ہفتہ کی رات کو اس خیال سے کہ یہود یوم السبت (ہفتہ کے روز) کو نہیں لڑتے غافل رہیں گے اور اگر ان دونوں امور کو ناپسند کرتے ہو تو بہتر یہ ہے کہ پہلے اپنی عورتوں اور بچوں کو قتل کرو۔ مال واسباب کو جلا دو تب شمشیر بکف ہو کر محمد رسول اللہ ﷺ سے لڑو اگر اس صورت میں ہم ناکام ہوئے تو عورتوں اور بچوں کی گرفتاری کا رنج ہم کو نہ ہوگا اور اگر کہیں فتح یاب ہو گئے تو عورتیں بہت سی مل جائیں گی اور لڑکے بھی پیدا ہو

---

[1] حذیفہ بن الیمان کہتے ہیں کہ جس وقت میں قریش کے لشکر میں گیا اس وقت اس قدر تیز ہوا کے جھونکے چل رہے تھے کہ پاؤں رکھتے تھے کہیں پڑتے تھے کہیں ہوا کے جھونکوں کے ساتھ تاریکی بھی ایسی چھائی ہوئی تھی کہ ایک کو دوسرے کا چہرہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ابوسفیان نے یہ حالت دیکھ کر کہا ''اے گروہ قریش تم ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لو تاکہ ہوا اور تاریکی کے صدمہ سے محفوظ رہ سکو'' حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے بھی ایک شخص کا ہاتھ پکڑ لیا جو میرے قریب تھا تھوڑی دیر کے بعد پھر ابوسفیان نے کہا کہ بنو قریظہ نے ہم سے بدعہدی کی اور ہم لوگوں کو ایسی حالت میں چھوڑ دیا ہے لہٰذا اب میں مکہ کو واپس ہوتا ہوں تم لوگ بھی لوٹ چلو۔ اس فقرہ کے تمام ہوتے ہیں سب کے سب پھر ہو گئے حذیفہ کہتے ہیں کہ میرے جی میں آیا کہ واپسی کے وقت میں اس کو مار ڈالوں جو میرا اس تاریکی میں ہم نشین تھا لیکن چونکہ آنحضرت ﷺ نے کسی سے چھیڑ کرنے سے منع فرما دیا تھا اس وجہ سے خاموش رہا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

[2] ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ خندق سے صبح کی نماز کے بعد واپس آئے آپ نے اور مسلمانوں نے ہتھیار رکھول کر رکھ لئے لیکن ظہر کے وقت جیسا کہ زہری نے روایت کی ہے جبرائیل علیہ السلام ایک خچر پر سوار سبز عمامہ باندھے ہوئے آئے اور آنحضرت ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا آپ نے ہتھیار کھول ڈالے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! پھر حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا ہنوز ملائکہ نے ہتھیار نہیں کھولے اور نہ وہ اپنے دشمنوں کے مقابلہ سے واپس ہوئے ہیں اللہ جل شانہ آپ ﷺ کو بنو قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیتا ہے میں خود انہیں کی طرف جاتا ہوں اور ان کی بناء کو متزلزل کئے دیتا ہوں'' آنحضرت ﷺ نے یہ سنتے ہیں ندا کرا دی کہ کوئی شخص سوائے بنو قریظہ کے اور کہیں نماز عصر نہ پڑھے۔ ابن اسحاق ہی نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعض اصحاب جو کسی ضرورت سے باہر چلے گئے تھے انہوں نے عشاء کے وقت بہ نظر تعمیل حکم ﷺ بنو قریظہ میں آ کر نماز عصر پڑھی اس پر نہ اللہ جل شانہ نے اور نہ آنحضرت ﷺ نے کچھ ناراضگی ظاہر فرمائی تھی۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں گے۔ بنوقریظہ نے ان میں سے ایک بات بھی تسلیم نہ کی۔

حضرت ابولبابہؓ بن عبدالمنذر کی لغزش: اس کے بعد ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے ابولبابہ بن عبدالمنذر بن عمرو بن عوف کو مشورہ کی غرض سے اس وجہ سے طلب کیا کہ بنوقریظہ ان کے خلفاء میں تھے۔ ابولبابہ بن عبدالمنذر کو دیکھتے ہی کل بنوقریظہ جن میں ان کے لڑکے اور عورتیں بھی شامل تھیں جمع ہو گئے اور رو رو کر کہنے لگے کہ کیا تمہاری بھی یہی رائے ہے کہ ہم محمد ﷺ کے حکم سے قلعہ بندی چھوڑ دیں اور حصار سے نکل آئیں۔ ابولبابہ ہاں کہہ کر آنحضرت ﷺ کے پاس نہ گئے بلکہ مدینہ لوٹ آئے اور اس واپسی پر نادم ہو کر اس کے انتظار میں مسجد کے ستون سے خود کو بندھوا دیا کہ اللہ جل شانہ ان کو اس خطا پر معاف فرمائے۔ ابولبابہ نے دل میں یہ بھی عہد کر لیا تھا کہ اس سرزمین پر میں داخل نہ ہوں گا جہاں پر میں نے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بددیانتی کی ہے۔

حضرت ابولبابہ کی معافی: آنحضرت ﷺ نے یہ واقعہ سن کر ارشاد فرمایا کہ اگر ابولبابہ میرے پاس آتا تو میں اللہ تعالیٰ سے اس کا قصور معاف کراتا لیکن اب میں جب تک اللہ تعالیٰ اس کی خطا سے درگزر نہ کرے اس کو کھول نہیں سکتا چھ روز تک ابولبابہ مسجد کے ستون کے ساتھ بندھے رہے صرف نماز کے اوقات میں کھلتے تھے ساتویں روز اللہ جل شانہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی آنحضرت ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے ابولبابہ کو ستون سے کھولا اس کے بعد بنوقریظہ مجبور ہو کر بحکم رسول اللہ ﷺ حصار سے نکل آئے اسی شب بنوقریظہ میں سے ہذیل کے چار بھائی مسلمان ہو گئے۔ عمرو بن سعد قرظی بھاگ گیا یہ بنوقریظہ کے ساتھ عہد شکنی میں شریک نہیں ہوا تھا الغرض بنوقریظہ کے حصار سے نکلنے کے بعد بنو اوس نے آنحضرت ﷺ سے استدعا کی کہ جیسا کہ بنوخزرج کی التماس پر بنونضیر کے ساتھ معاملہ کیا گیا ہے اسی طرح ہمارے کہنے سے بنوقریظہ کے ساتھ بھی برتاؤ کیا جائے۔

سعد بن معاذ کا فیصلہ: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس بات سے راضی ہو گے کہ اس امر کا فیصلہ وہ شخص کرے جو تم میں سے ہو؟ بنواوس نے کہا ہاں یا رسول اللہ (ﷺ) تب آپؐ نے فرمایا وہ شخص سعد بن معاذؓ ہیں وہی اس امر کا فیصلہ کریں گے (سعد بن معاذؓ غزوہ خندق میں زخمی ہوئے تھے عیادت و بیمار پرسی کے خیال سے مسجد نبوی کے قریب ایک خیمہ میں ٹھہرائے گئے تھے) سعد بن معاذ ایک حمار پر سوار کرا کے لائے گئے جس وقت یہ مجلس کے قریب آئے تو آنحضرت ﷺ نے بنواوس سے فرمایا ((قوموا الی سیدکم)) یعنی ''اپنے سردار کی تعظیم کے لئے اٹھو'' بنواوس نے ان کو عزت سے لا کر بٹھایا اور کہا کہ ''آنحضرت ﷺ نے تمہارے موالی اور ساتھیوں کی قسمت کا فیصلہ تمہارے سپرد کیا ہے۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے جواب دیا ''کہ تم کو اللہ تعالیٰ کے عہد میثاق پر عمل کرنا چاہئے'' بنو اوس نے کہا ضرور بسر و چشم۔ اس پر سعد بن معاذؓ نے کہا میں ان کی بابت حکم دیتا ہوں کہ ''بنوقریظہ کے کل مرد قتل کئے جائیں لڑکے اور عورتیں لونڈی اور غلام بنائے جائیں اور مال و اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے'' آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر سعد بن معاذؓ سے فرمایا ((لقد حکمت فیھم بحکم اللّٰہ)) ''یعنی بے شک تم نے اللہ کے حکم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق حکم دیا''۔

بنو قریظہ کا انجام: اس کے بعد آپ ﷺ کے حکم سے بنو قریظہ بازار مدینہ کی طرف لائے گئے اور خندقیں کھود کر ان کی گردنیں ماری گئیں۔ ان کی تعداد چھ اور سات سو کے درمیان تھی عورتوں میں صرف ہنانہ زوجہ حکم قرظی کو قتل کیا گیا کے قتل کا بھی باعث یہ تھا کہ اس نے خلاد بن سوید بن الصامتؓ پر دیوار پر سے ایک چکی گرا دی تھی جس کی چوٹ سے وہ شہید ہو گئے تھے۔ ثابت بن قیس بن الشماسؓ کی سفارش سے زبیر بن قرظی[1] کی مع اس کے بیوی بچوں کی جاں بخشی کر دی۔ اس کا مال و اسباب بھی واپس دے دیا گیا اور ام منذر بنت قیس نجاریہ کو رفاعہ بن سموال قرظی کو مرحمت فرمایا۔ اس واقعہ کے بعد رفاعۃ مسلمان ہو گئے اور ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کی صحبت بھی نصیب ہوئی۔ ان معاملات سے فارغ ہو کر آپ نے بنو قریظہ کے مال و اسباب میں سے سواروں کو تین تین حصے اور پیادوں کو ایک ایک حصہ مرحمت فرمایا۔ قیدیان بنو قریظہ میں ریحانہ[2] بنت عمرو بن خنافہ ان کے حصہ میں آئیں اور تا زمان وفات آپ ہی کی ملک میں رہیں۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کی شہادت: ان واقعات کے بعد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وہ دعا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے مستجاب ہو گئی۔ لیکن ان کی رگ اکحل سے پھر خون جاری ہو گیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے پس انہوں نے شہداء جنگ خندق کے

---

[1] ابن اسحاق نے اس واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے جو دلچسپی سے خالی نہیں ہے وہو ہذا۔ ثابت بن قیس جیسا کہ ابن شہاب زہری نے ذکر کیا ہے زبیر بن باط قرظی کو پکڑ لائے۔ زبیر بن باط ایک مسن و معمر آدمی تھا اس نے ایام جاہلیت میں ثابت بن قیس کے ساتھ کچھ سلوک کیا تھا اثناء راہ میں زبیر نے ثابت سے کہا کیا تم مجھ کو پہچانتے ہو؟ ثابت نے جواب دیا کیا مجھ جیسا آدمی تجھ جیسے شخص کو بھول جائے گا میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کا بدلہ میں اپنے ہاتھ سے تجھ کو دوں۔ زبیر نے یہ سن کر کہا بے شک کریم نیک جزا دیتا ہے اس کے بعد ثابت رسول اللہ ﷺ سے جا کر عرض کیا کہ زبیر کا مجھ پر احسان ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کا معاوضہ میں اس کو دوں آپ اس کا خون مجھے دے دیجئے یعنی جاں بخشی کیجئے۔ آپ نے فرمایا((ھو لک)) ''وہ تیرے واسطے ہے'' ثابت یہ سن کر خوش ہوئے اور زبیر کے پاس آئے اور یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو تیری جان بخش دی ہے میں اس کو تجھے دیتا ہوں زبیر نے کہا ایک بوڑھا شخص جس کے اہل و عیال بھی نہ ہوں وہ زندگی لے کر کیا کرے گا؟ ثابت یہ سن کر پھر خدمت اقدس میں آئے اور عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ زبیر کی عورت اور لڑکوں کو بھی مجھے مرحمت فرمایئے آپ نے فرمایا ((ھو لک)) ''وہ تیرے واسطے ہیں'' ثابت نے یہ سنتے ہی زبیر سے آ کر کہا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے تیرے لڑکے اور بیوی کو بھی مرحمت فرما دیا اب میں ان کو تجھے دیتا ہوں۔ زبیر نے جواب دیا کہ سرزمین حجاز میں وہ خاندان جس کے مال نہ ہو کیسے باقی رہ سکتا ہے؟ ثابت نے اسی طرح حاضر ہو کر آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ آپ نے وہ بھی ثابت کو دے دیا اور ثابت نے زبیر کو دے دیا اس کے بعد زبیر نے کعب بن وحی بن اخطب و عزاز بن سموال و کعب بن قریظہ و بنو عمرو بن قریظہ کا حال نام بنام دریافت کیا ثابت نے کہا یہ سب مارے گئے زبیر نے یہ سن کر ایک آہ سرد کھینچی اور کہا کہ اے ثابت ان لوگوں کے بعد زندگی کا کچھ لطف نہیں ہے تم مجھ کو بھی ان کے پاس پہنچا دو ثابت یہ سن کر اپنے فعل پر شرما گئے اور آگے بڑھ کر ان کی گردن مار دی۔

[2] ریحانہ بنت عمرو سے آپ نے عقد کرنا چاہا تھا لیکن ریحانہ نے کہا مجھے اس حالت میں رہنے دیجئے اس میں آپ کو اور مجھ کو آسانی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے سن کر ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا چونکہ انہوں نے قید ہونے کے وقت یہودیت کے چھوڑنے سے انکار کیا تھا اس وجہ سے آپ کو ان کی طرف خیال لگا رہتا تھا۔ ایک روز آپ ﷺ صحابہ رضی میں تشریف رکھتے تھے کہ پیچھے سے کسی کے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی آپ نے فرمایا کہ یہ ثعلبہ بن سعد ہے ریحانہ کے اسلام کی خوشخبری سنانے آیا ہے اتنے میں ثعلبہ بن سعید آئے اور عرض کیا کہ ''ریحانہ مسلمان ہو گئی'' یہ سن کر آپ خوش ہو گئے اور آپ کے زمانہ وفات تک یہ آپ ہی کی ملک میں رہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتویں[1] وعدہ کو پورا کیا (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) مشرکین کے گروہ میں اس لڑائی میں چار آدمی مارے گئے یہ چاروں نضر قریش کے تھے مشرکین کے مقتولوں کے منجملہ عمرو بن عبدود اور اس کا لڑکا حسل ونوفل بن عبداللہ بن المغیرہ شامل تھے۔ اس جنگ خندق کے بعد سے پھر کفار قریش نے مسلمانوں سے کوئی لڑائی نہیں چھیڑی یہاں تک کہ مکہ فتح ہو گیا۔

اہل رجیع خون کا قصاص: بنو قریظہ کی فتح کے چھ مہینے بعد جمادی الاولیٰ ۵ھ میں اہل رجیع کے عاصم بن ثابت وخبیب بن عدی کے خون کا بدلہ لینے کی غرض سے آپ نے دو سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ بنولحیان کا قصد کیا۔ مدینہ سے نکل کر سیدھے شام کے راستے پر چلے تھوڑی دور چل کر صخیرات یمام سے بائیں جانب مڑ کر مکہ کے راستہ پر آ گئے رفتہ رفتہ امج و عسفان کے درمیان جا اترے۔ لیکن مشرکین کا گروہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی منتشر ہو کر پہاڑوں میں چھپ گیا لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

غزوہ الغابہ: عینیہ بن حصن فزاری نے آنحضرت ﷺ کے واپس ہونے کے چند راتوں کے بعد بنو عبداللہ بن غطفانی کو لے کر اطراف مدینہ پر شبخون مارا اور ان کی اونٹنیاں پکڑ لے گیا۔ اس واقعہ میں اس نے بنو غفار کے ایک شخص کو جو وہاں موجود تھا قتل کر کے اس کی بیوی کو ہمراہ لے گیا۔ سلمہ بن عمرو بن الاکوع اسلمی رضی اللہ عنہ یہ واقع دیکھ کر مسلمانانِ مدینہ کو اس سے مطلع کر کے اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے آنحضرت ﷺ کی اطلاع پر عینیہ کی گرفتاری کے لیے مقداد بن الاسود وعباد بن بشر وسعد بن زید الشہلی وعکاشہ بن محصن ومحرز بن نضلہ اسدی وابوقتادہ (بنو سلمہ کے) مہاجرین وانصار (رضی اللہ عنہم) کو لے کر سلمہ سے جا ملے۔ ان میں سعد بن زید رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر فرمایا۔ یہ سوارانِ اسلام نہایت تیزی سے مسافت طے کرتے ہوئے دشمنانِ خدا تک پہنچ گئے۔ دونوں گروہوں میں لڑائی ہوئی محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمٰن بن عینیہ نے شہید کیا۔ مشرکوں کو شکست ہوئی۔ ایک دن اور رات آپ چشمہ بن ذوقرد پر مقیم رہے اور منجملہ ان ناقوں کے جو مشرکین سے واپس لئے گئے تھے۔ ایک ناقہ ذبح کیا گیا۔ اس کے بعد مدینہ واپس آئے۔

غزوہ بنی مصطلق: اس غزوہ کے بعد رسول اللہ ﷺ ماہ شعبان ۶ھ تک خاموشی کی حالت میں مدینہ میں مقیم رہے۔ کیا تعجب تھا کہ کچھ دنوں سکون کی یہی کیفیت قائم رہتی لیکن مشرکین کو چین کہاں مل سکتا تھا۔ نہ وہ خود آرام سے رہتے تھے اور نہ آپ ﷺ کو آرام سے بیٹھنے دیتے تھے۔ انہوں نے غزوہ الغابہ کے بعد بنو المصطلق میں جمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔ ان کا سردار حرث بن ابی ضرار پدر جویریہ ام المومنین تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی پیش قدمی سے مطلع ہو کر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور بعض کہتے ہیں کہ نمیلہ بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ کو

---

[1] ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ جنگ خندق میں سوائے چھ آدمیوں کے اور کوئی شہید نہیں ہوا اور وہ یہ ہیں تین آدمی بنو عبدالاشہل سے (۱) سعد بن معاذ (۲) انس بن اوس بن عتیک بن عمرو (۳) عبداللہ بن سہیل۔ دو آدمی بنو سلمہ سے (۱) طفیل بن نعمان (۲) ثعلبہ بن عنمہ۔ ایک آدمی بنو دینار سے کعب بن زید (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) مشرکین کی طرف سے تین نضر منبہ بن عثمان بن عبید (عبدالدار می) ونوفل بن عبداللہ بن المغیرہ بن عبدود مارے گئے۔ منبہ بن عثمان کے تیر لگا تھا جس کے زخم سے مکہ میں جا مرا اور پچھلے دو عین معرکہ میں مرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا نائب مقرر فرما کر[1] روانہ ہوئے۔ چشمہ (یا چاہ) مریسیع پر قدید و ساحل کے درمیان مشرکین بنو المصطلق سے مڈبھیڑ[2] ہوئی۔ فریقین نے ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ مشرکین کو شکست ہوئی جن کی قسمت میں مارا جانا لکھا تھا وہ میدانِ جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ مال و اسباب پر قبضہ کر لیا گیا اور عورتیں و بچے گرفتار کر لئے گئے۔

حضرت جویریہ بنت الحرث: منجملہ ان کے جویریہ بنت الحرث سردار بنو المصطلق بھی تھیں یہ ثابت بن قیسؓ کے حصہ میں آئی تھیں۔ ثابت بن قیس نے ان کو مکاتبہ (معاوضہ لے کر آزاد کر دینا) کر دیا جس کی واجب الادا رقم کو آنحضرت ﷺ نے ادا فرما دیا اور جویریہؓ کو لے کر آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا جب صحابہؓ کو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہؓ سے عقد کر لیا ہے تو انہوں نے آپؐ کی دامادی کی وجہ سے بنو المصطلق کے اپنے مقبوضہ تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا ان آزاد کئے جانے والوں کی تعداد سو کے قریب یا اس سے کچھ زائد تھی۔ اس لڑائی میں بنو لیث بن بکر کے بجائے ہشام بن صبابہ لیثی کو دشمن کے دھوکے میں عبادۃ ابن الصامت رضی اللہ عنہ کے خاندان کے ایک شخص نے قتل کیا نیز اسی لڑائی میں واپسی کے وقت جب کہ جہجاہ بن مسعود غفاری اجیر عمر بن خطابؓ و سنان ابن وافد جہنی حلیف بنو عوف بن الخزرج میں ناچاقی ہو گئی تھی۔

منافق عبداللہ بن ابی: عبداللہ بن ابی ابن سلول نے کہا تھا کہ اگر ہم بخیر و عافیت مدینہ پہنچ گئے تو ضرور ہم وہاں سے ان رذیلوں کو نکال دیں گے۔ علاوہ اس کے اسی طرح کے اور کلمات بھی آنحضرت ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں کہے تھے۔ جن کو زید بن ارقم نے اپنے کانوں سے سن کر آنحضرت ﷺ سے عرض کیا تھا۔ اللہ جل شانہ نے اسی وقت سورۂ منافقین نازل فرمائی۔ عبداللہ ابن ابی کے لڑکے عبداللہ نے اپنے باپ سے بیزاری ظاہر کی اور یہ گزارش کی کہ "واللہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ عزیز تر ہے اور بے شک وہی ذلیل و خوار ہے اگر آپ فرمائیں تو میں خود کو نکال دوں" پھر جب مدینہ میں پہنچے تو عبداللہ بن عبداللہ نے اپنے باپ عبداللہ بن ابی سلول سے باز پرس کی۔ گھر میں داخل نہ ہونے دیا اور علانیہ یہ کہہ دیا کہ تم کو میں اس وقت تک مکان میں قدم نہ رکھنے دوں گا جب تک آنحضرت ﷺ اجازت نہ دیں گے۔

پس یہ آنحضرت ﷺ کی اجازت سے مکان میں داخل ہوا اس کے بعد عبداللہ بن عبداللہ بن ابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ کو قتل کی فکر میں ہیں مجھ کو اس کا خوف ہے کہ آپ کہیں میرے سوا کسی دوسرے کو اس کام پر مامور نہ فرمائیں میرا نفس اس امر کو قبول نہ کرے گا کہ میں اپنے باپ کے قاتلوں کو چھوڑ دوں اور اگر میں نے اس کو قتل کر ڈالا تو حقیقتاً میں نے ایک کافر ایک مسلمان کے بدلے مارا اس وجہ سے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ مجھ کو میرے باپ کے مارنے کا حکم دیجئے میں ابھی اس کا سر کاٹ کر حاضر کرتا ہوں"۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن

---

[1] ۲ شعبان ۶ھ بروز پیر آپ ﷺ مدینہ سے روانہ ہوئے اس مرتبہ غزوات سابقہ کے خلاف منافقین کا بھی ایک گروہ آپ کے ہمراہ تھا جو اس سے بیشتر کبھی کسی غزوہ میں شریک نہیں ہوا تھا۔

[2] اس لڑائی میں مہاجرین کا علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اور انصار کا رایت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا مشرکوں کے مقتولوں کی تعداد معلوم نہیں ہوئی البتہ مسلمانوں کی طرف سے صرف ایک شخص شہید ہوا اور وہ بھی دھوکہ میں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کران کو دعا دی اور ان کی تسکین کر دی کہ ان کے باپ کے ساتھ سختی کے بجائے نرمی کی جائے گی۔

واقعۂ افک: اسی غزوہ میں واقعہ افک پیش آیا اہل افک[1] نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں بدگوئی کی جس کا ذکر کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں ہے کتب سیر میں یہ واقعہ تصریح کے ساتھ مذکور ہے اللہ جل شانہ نے ان کی برأت و بزرگی و شرافت کی بابت آیات نازل فرمائی ہیں۔

غلط فہمی: صحیح میں یہ ذکر آ گیا ہے کہ واپسی کے وقت حضرت سعد بن عبادہؓ و سعد بن معاذؓ میں کچھ باتیں ہو گئی تھیں۔ درحقیقت یہ غلط فہمی ہے کیونکہ سعد بن معاذؓ بعد فتح بنو قریظہ ۴ھ میں انتقال کر چکے تھے اور غزوہ بنو المصطلق ۶ھ میں ان کے انتقال کے

---

[1] یہ واقعہ اس غزوہ میں مراجعت کے وقت پیش آیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی ان بیویوں میں سے تھیں جن سے آپ کو بہت زیادہ انس تھا۔ لیکن اس واقعہ میں وحی نہ نازل ہونے سے آپ بھی سخت متردد و متحیر تھے۔ قصہ مختصر اس کا یہ ہے کہ غزوہ بنو المصطلق سے واپسی کے وقت ایک مقام پر آپ نے قیام فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قضاء حاجت کے لئے لشکر سے باہر گئیں۔ جب لوٹ کر آئیں تو اپنے گلے کو ہار سے خالی پایا جس کو وہ اپنی بہن سے روانگی کے وقت عاریتاً لے کر آئی تھیں۔ ناچار ہار کی تلاش میں جہاں قضائے حاجت کو گئی تھیں پھر گئیں۔ اتنے میں لشکر نے کوچ کر دیا اور جو لوگ آپ کی محمل کو اونٹ پر رکھا کرتے تھے انہوں نے بھی محمل کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا۔ چونکہ عائشہ صغیرہ سن تھیں۔ بدن میں گوشت نہیں بھرا تھا ان لوگوں کو کچھ خیال پیدا نہ ہوا۔ جب حضرت عائشہؓ لشکر گاہ میں ہار لے کر آئیں تو لشکر کو نہ پایا۔ یہ خیال کر کے جب یہ لوگ کسی مقام پر قیام کریں گے اور مجھ کو نہ دیکھیں گے تو ضرور میری تلاش میں آئیں گے۔ ایک چادر لپیٹ کر لیٹ رہیں تڑکے کا وقت تھا نیند آ گئی۔ صفوان بن معطلؓ کثیر النوم ہونے کی وجہ سے ہمیشہ سب سے پیچھے کوچ کیا کرتے تھے اس میں یہ مصلحت تھی کہ یہ چھوٹی چیزوں اور آدمیوں کو با آسانی لشکر تک پہنچا دیتے تھے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو زمین پر لیٹے ہوئے دیکھ کر ﴿انا للہ و انا الیہ راجعون﴾ پڑھا۔ صفوان کی آواز سن کر حضرت عائشہ جاگ اٹھیں صفوان نے اپنا اونٹ بٹھا دیا حضرت عائشہ اس پر سوار ہو گئیں۔ صفوانؓ نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور روانہ ہو گئے تا آنکہ لشکر میں پہنچ گئے لشکر اس وقت ظہیرہ میں تھا۔ عبداللہ بن ابی منافق اور منافقین کا ایک گروہ لشکر میں موجود تھا اس نے اس واقعہ کو دیکھتے ہی جو کچھ کہنا تھا کہنا شروع کر دیا۔ اپنے حسد و نفاق کو ظاہر کرنے لگا۔ لیکن آنحضرت ﷺ خاموش تھے۔ جب لشکر اسلام مدینہ پہنچا تو آپ نے اپنے اصحابؓ سے اس واقعہ کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت اسامہ نے عرض کیا کہ یہ واقعہ بالکل غلط ہے۔ دشمنوں کے کہنے پر خیال نہ فرمایئے۔ ہرگز آپ حضرت عائشہ سے علیحدگی نہ کیجئے لیکن حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ حضرت عائشہؓ کو کر دیجئے۔ دوسری عورت سے عقد کیجئے لیکن جب علیؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس واقعہ میں پس و پیش فرماتے ہیں تو حضرت علیؓ نے دوبارہ عرض کیا کہ آپ شک و شبہ کو چھوڑ دیجئے ناحق کا صدمہ نہ اٹھایئے۔ ان کے علاوہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اس واقعہ کو سن کر کہا ((سبحانک ھذا بھتان عظیم)) چونکہ مدینہ پہنچ کر حضرت عائشہ بیمار ہو گئی تھیں اور ان کو ان واقعات سے کچھ آگاہی نہ تھی۔ البتہ آنحضرت ﷺ ان سے مخاطب کم ہوتے تھے اس وجہ سے آنحضرت ﷺ سے اجازت لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے میکے چلی آئیں چند دنوں کے بعد ایک روز رات کو ام مسطح بنت ابی رہم بن المطلب کے ہمراہ قضاء حاجت کو باہر جا رہی تھیں۔ اثناء راہ میں ام مسطح نے مسطح کو برا کہا۔ عائشہ نے ام مسطح سے کہا تم نے کیا کیا یہ شخص مہاجرین میں سے ہے بدر میں شریک ہوا ہے۔ ام مسطح نے جواب دیا کہ کیا تم کو اس واقعہ کی اطلاع نہیں ہوئی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کون سا واقعہ؟ ام مسطح نے سارا واقعہ بیان کر دیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سن کر پریشان ہو گئیں قضاء حاجت بھی نہ کر سکیں روتی ہوئیں واپس چلی آئیں شب و روز رونے کے سوا کچھ کام نہ تھا۔ ایک تو بیماری دوسرے یہ صدمہ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو جمع کر کے یہ خطبہ پڑھا جس میں بعد حمد و ثناء یہ بیان فرمایا کہ ''اے لوگو! ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے میرے اہل بیت کی بابت مجھے ایذا پہنچائی ہے اور ان پر افترا اور بہتان باندھتے ہیں اور ایسے شخص کی نسبت کہتے ہیں جس سے میں نے نیکی کے سوا کچھ نہیں دیکھا اور وہ کبھی کسی میرے مکان میں میرے ساتھ کے سوا داخل نہیں ہوا''۔ اسید بن حضیر یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ''اے رسول اللہ اگر وہ لوگ اس کے قبیلہ کے ہیں تو ہم ان کی برادری کے ہیں انہیں ہم اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اور اگر ہمارے بھائی خزرج سے ہیں تو ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں''۔ اس پر حضرت سعد بن عبادہؓ نے اٹھ کر کہا کہ لله

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیس مہینے بعد ہوا لہٰذا دو شخصوں کا جھگڑا غزوہ بنو مصطلق کے بعد ہوا پس ابن اسحاق نے جو زہری سے اور زہری نے عبید اللہ بن عبداللہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ سے اور سعد بن عبادۃ سے گفتگو ہوئی تھی وہ اسید بن الحضیر کی باتیں تھیں۔ واللہ اعلم

بنو مصطلق کا وفد دو برس بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مصطلق کے مسلمانوں سے صدقات وصول کرنے کے لئے ولید بن عقبہ بن معیط رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا' جس وقت ولید بنو مصطلق کے قریب پہنچے۔ بنو المصطلق ان کے استقبال کے لئے نکلے۔ ولید یہ خیال کر کے یہ لوگ میری ہلاکت کی غرض سے آئے ہیں۔ لوٹ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع دی کہ وہ میرے قتل پر آمادہ ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بدعہدی کی بابت مسلمانوں سے مشورہ طلب کیا اس اثناء میں بنو المصطلق کا وفد (ڈیپوٹیشن) آیا اور ملاقات سے پہلے ولید کی واپسی پر افسوس ظاہر کرنے کے بعد

؎ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا خیال یہ ہے کہ اہل افک خزرج سے ہیں اور اگر آپ کی قوم سے ہوتے تو یہ نہ کہتے" باتوں باتوں میں دونوں میں نزاع بڑھ گئی۔ آنحضرت ﷺ منبر سے اتر آئے یہ قول صاحب زاد المعاد فی ہدی خیر العباد کا تھا۔ لیکن ابن اثیر و ابن ہشام لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تھا اور حضرت اسامہؓ اور علیؓ نے جو کچھ ان کے دل میں آیا مشورہ دیا تھا جیسا کہ ابھی مذکور ہوا بہرکیف اس خطبہ کے بعد آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اس وقت ان کے پاس ان کے ماں باپ اور انصارؓ کی ایک عورت تھی یہ بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حمد و ثنا کی اس کے بعد ان سے مخاطب ہو کر فرمایا "اے عائشہؓ تم کو کچھ معلوم ہے تمہاری نسبت لوگ کیا کہتے ہیں؟ اگر فی الحقیقت تم سے کوئی لغزش ہو گئی ہے تو اللہ سے رجوع کرو"۔ یہ سنتے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آنسو تھم گئے اور اس انتظار میں رہیں کہ ان کے ماں باپ کچھ جواب دیں جب ان لوگوں نے کچھ جواب نہ دیا تو انہوں نے اپنے ماں باپ سے کہا تم لوگ آپ ﷺ کو جواب دو ان لوگوں نے کہا ہم کیا جواب دیں ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں ہرگز توبہ نہیں کروں گی اللہ اس کو خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں' وہ بے شک میری تصدیق کرے گا' باقی رہے تم لوگ اگر میں اس سے انکار کرتی ہوں تو مجھے تم لوگ سچا نہ جانو گے اس لئے میں بھی وہی کہتی ہوں جو پدر یوسف نے کہا تھا یعنی ﴿فصبر جمیل و اللہ المستعان علی ما تصفون﴾ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس وقت میں نے یعقوبؑ کا نام بہت یاد کیا لیکن یاد نہیں آیا۔ تب مجبور ہو کر میں نے ان کو پدر یوسف سے تعبیر کیا۔ میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اللہ جل شانہ میری بریت کے لئے وحی بھیجے گا۔ آیات تطہیر نازل کرے گا جس کی لوگ تلاوت کریں گے الغرض اسی اثناء میں حضرت ﷺ اپنی جگہ سے اٹھنے نہ پائے تھے کہ وحی نازل ہونے کے آثار نمایاں ہو گئے آپ ایک چادر اوڑھ کر لیٹ رہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ کو اس مطلق علم نہ تھا کہ وحی کیا نازل ہو گی کلیۃً میں بے جرم و بے گناہ تھی جب سلسلہ وحی ختم ہوا تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے پیشانی سے پسینہ پونچھتے جاتے اور فرماتے تھے ((ابشری یا عائشۃ فقد انزل اللہ برأتک)) یعنی "اے عائشہ مبارک ہو اللہ جل شانہ نے تمہاری برأت نازل فرما دی ہے"۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سن کر خدا کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے خطبہ پڑھ کر ان آیات کو جو بارۂ تطہیر عائشہ رضی اللہ عنہا نازل ہوئی تھیں پڑھا ﴿ان الذین جاؤا بالافک عصبۃ منکم لا تحسبوہ شرا لکم بل ھو خیر لکم لکل امرء منھم ما اکتسب من الاثم و الذی تولی کبرہ منھم لہ عذاب عظیم﴾ یعنی "الزام لگانے والی تمہاری ہی ایک جماعت ہے اس الزام کو اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ تمہارے لئے اچھا ہے ہر آدمی پر اس کی کمائی کے برابر گناہ ہے اور جو اس جماعت کا سرغنہ ہے اس کے لئے سنگین عذاب ہے" اس کے بعد اہل افک پر حد قذف (حرام کاری یا زنا کی تہمت لگانے کی سزا) جاری کرنے کا حکم دیا چنانچہ مسطح بن اسثاء و حسان بن ثابت و حمنۃ بنت جحش کو جو کہ اس واقعہ میں زور و شور مچا رہے تھے۔ اسی اسی درے مارے لیکن عبداللہ بن ابی باوجودیکہ ان کا سردار تھا روپوش ہو جانے کے سبب سے بچ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہار کیا کہ بنوالمصطلق ان کی تشریف آوری کے سبب سے استقبال کو آئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس بیان کو مان لیا اور اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

﴿یا ایھا الذین امنوا ان جاء کم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین﴾

''اے ایمان والوں اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں کسی پر حملہ کر بیٹھو اور اپنے کیے پر نادم ہونا پڑ جائے''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب :۶

صلح حدیبیہ

سہیل سکینہ
حیدر آباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸۔ ۵۹

مکّہ کو روانگی: غزوہ بنو المصطلق کے دو مہینے بعد ماہ ذیقعدہ ۶ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقصد عمرہ ادائے حج مدینہ سے مکہ روانہ ہوئے۔ مہاجرین وانصار (رضی اللہ عنہم) کا ایک گروہ آپؐ کے ہمراہ تھا۔ آپ ﷺ کے ہمراہیوں کی تعداد تیرہ سو اور پندرہ سو کے درمیان تھی اگرچہ اس امر کے اظہار کے لئے کہ آپؐ جنگ کے قصد سے مکہ روانہ نہیں ہوئے۔ آپؐ نے اپنی روانگی سے پہلے قربانی کے جانوروں کو آگے روانہ کر دیا تھا اور مدینہ ہی سے احرام باندھا لیا تھا لیکن اہل قریش اس کے باوجود خبر پاتے ہی آپؐ سے لڑنے اور بیت اللہ کی زیارت سے روکنے پر تل گئے۔ خالد بن الولیدؓ کو ایک دستہ سواروں کے ساتھ کراع النعیم کی طرف بڑھایا۔[1] یہ خبر آپؐ کو اس وقت پہنچی جب کہ آپؐ غسفان پہنچ چکے تھے آپ نے اسی مقام سے عام راستہ چھوڑ کر ثنیۃ المرار کا راستہ اختیار کیا۔ رفتہ رفتہ مقام حدیبیہ (اسفل مکہ) میں پہنچے خالد بن ولید اس خبر کے سنتے ہی مع اپنے ہمراہیوں کے مکہ بغرض اطلاع لوٹ آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اس مقام سے مکہ کی طرف اپنے ناقہ کو موڑنا چاہا تو وہ بیٹھ گیا۔ لوگوں نے کہا ناقہ بیٹھ گیا۔ مکہ کی طرف جانے سے روکتا ہے آپؐ نے جواب دیا: ''نہیں مکہ کی طرف جانے سے ناقہ نہیں رک سکتا لیکن اس کو اس نے روک دیا ہے جس نے اصحاب فیل کے فیل کو روک دیا تھا''۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر قریش آج کے دن مجھے نہ روکتے تو میں بہ نظر صلہ رحم جو مانگتے وہی دیتا۔ اس کے بعد آپؐ اتر پڑے اور لوگوں کو قیام کرنے کے لئے فرمایا۔ صحابہؓ نے اس مقام پر پانی نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپؐ نے ایک تیر اپنے ترکش سے نکال کر دیا جس کو انہوں نے آپؐ کی حسب ہدایت وادی

---

[1] ابن ہشام نے لکھا ہے کہ اس خبر کا پہنچانے والا آپ ﷺ کا قتل بشر بن سفیان کعبی ہے وہ آپ سے غسفان میں ملا اور یہ کہا ''اے رسول اللہ ﷺ قریش تمہاری روانگی کو سن کر گھروں سے نکل کھڑے ہوئے ہیں اور انہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ تم مکہ میں ہرگز نہ جانے پاؤ گے اور خالد بن ولید سواروں کو لے کر کراع النعیم کی طرف جلوہ گری کے غرض سے روانہ ہوا ہے آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ قریش پر افسوس آتا ہے کہ ان کے دماغ کو لڑائی کے خیال نے چرا لیا ہے۔ ان کا کیا نقصان تھا اگر آج مجھ کو نہ چھیڑتے اور آئندہ وہ مجھ پر وہ فتح یاب ہو جاتے تو ان کا یہی مقصد تھا اور اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو ان پر غالب کر دیتا تو وہ اسلام میں داخل کر لئے جاتے بخدا میں ان سے اس وقت تک لڑتا جاؤں گا۔ جب تک مردان خدا غالب نہ ہوں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ایک پتھر میں گڑھا دیا اللہ کی قدرت سے اس قدر پانی نکلا کہ تمام لشکر کے صرف کو کافی ہو گیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ عمل براء بن عازب نے کیا تھا۔

بیعتِ رضوان: آنحضرت ﷺ اور کفار قریش میں نامہ و پیام شروع ہوا۔ حضرت عثمان بن عفانؓ ان دونوں میں نامہ بری یا سفارت کا کام سرانجام دے رہے تھے۔ اتفاقاً مکہ سے واپسی میں ان کو کچھ تاخیر ہوئی اور یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ مشرکین نے ان کو شہید کر ڈالا۔ آنحضرت ﷺ یہ سن کر بہت برہم ہوئے اسی وقت مسلمانوں کو طلب کر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر مرنے اور لڑائی سے نہ بھاگنے کی بیعت لی اور اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمانؓ کی جانب سے ہے۔

مصالحت کی گفت و شنید: نامہ و پیام کے بعد سب سے پیچھے سہیل بن عمرو قریش کی جانب سے آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور یہ بات قرار پائی کہ اس سال قربانی کر کے واپس چلے جائیں۔ سال آئندہ مکہ میں آپ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ بلا ہتھیار سوائے تلوار کے داخل ہوں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔ یہ صلح دس برس تک قائم رہے۔ ایک دوسرے کو کسی قسم کی ایذا نہ پہنچائیں۔ نیز یہ کہ جو شخص کفار میں سے مسلمانوں میں جا ملے وہ اپنی قوم میں واپس کر دیا جائے گا۔ اور جو شخص مسلمانوں میں سے ان میں مل جائے تو وہ مسلمانوں کو واپس نہ کیا جائے گا۔ یہ شرط مسلمانوں کو شاق گزری بعض نے اس میں بحث بھی کی لیکن آنحضرت ﷺ بالہام الٰہی سمجھتے تھے کہ یہ صلح لوگوں کے امن اور ظہور اسلام کی باعث ہوگی اور اللہ جل شانہٗ اس میں مسلمانوں کے لئے بہبودی و بہتری کی صورت پیدا کرے گا۔

صلح نامہ حدیبیہ: علی بن ابی طالبؓ نے صحیفہ (عہد نامہ) لکھا اور اس کے عنوان میں یہ عبارت تحریر کی ((ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)) ''یہ وہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے صلح قبول فرمالی ہے''۔ سہیل نے یہ عبارت دیکھ کر کہا اگر ہم محمد ﷺ کو رسول اللہ سمجھتے تو ان سے کیوں لڑتے؟ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی ابن ابی طالبؓ کو اس کے محو (کاٹ دینے یا چھیلنے) کا حکم دیا۔ علی ابن ابی طالبؓ نے انکار کیا آپ نے خود اس عہد نامہ کو لے کر لفظ رسول اللہ محو کر کے محمد بن عبداللہ (ﷺ) لکھ دیا۔ ناظرین کے ذہنوں میں آنحضرت ﷺ کی اس کتابت سے یہ شبہ نہ پیدا ہو کہ اس محوء اثبات سے آپ کی امیت میں کچھ فرق آ گیا اس وجہ سے کہ یہ کتاب بلا علم اشکال حروف سواد خط و نشست و برخاست الفاظ ہوئی تھی۔ پس یہ کتابت بھی آپ ﷺ کے مجملہ معجزات کے ہے اور قادح معجزہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ابو جندل بن سہیل کی آمد: عہد نامہ تحریر کئے جانے کے دوران ابو جندل بن سہیلؓ آ گئے یہ اس واقعہ سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔ سہیل اپنے لڑکے کو دیکھتے ہی چلا اٹھا ((ھذا اول ما نقاضی علیہ)) ''یہ وہ پہلا شخص ہے جس پر ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ ہونا ہے''۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سنتے ہی ابو جندلؓ کو سہیل کے سپرد کر دیا اور یہ تسکین دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی نجات کی صورت نکالے گا مگر عام مسلمانوں کو یہ امر شاق گزرا اس کے بعد قریش کے تیس چالیس آدمی کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوارانِ اسلام گرفتار کر کے لائے جو مسلمانوں پر شبخون مارنے کی غرض سے آئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو بھی آزاد کر دیا ان واپس ہونے والوں میں عتیقی بھی شامل تھے۔ الغرض جب صلح نامہ لکھا گیا اور دستخط ہو کر مکمل ہو گیا تب آپ ﷺ نے قربانی کرنے اور سر منڈانے کا حکم دیا۔ صحابہؓ کو چونکہ شرائط صلح شاق گزریں تھیں لہٰذا انہوں نے اس حکم کی تعمیل میں توقف کیا۔ آپ کو اس سے رنج ہوا آپؐ نے اپنی بی بی ام سلمہؓ سے اس کی شکایت کی۔ ام سلمہؓ نے یہ رائے دی کہ آپ باہر تشریف لے جایئے قربانی کیجئے بال منڈایئے پھر صحابہؓ بھی آپ کی اتباع کریں گے۔ چنانچہ آپؐ نے ایسا ہی کیا مسلمانوں نے آپ کی اتباع کی اس دن آنحضرت ﷺ کا سر مبارک خراش بن امیہ خزاعی نے مونڈا تھا۔

صلح حدیبیہ کے اثرات: زہری روایت کرتے ہیں کہ جب تک مسلمانوں اور کفار قریش میں نزاع قائم تھی اس وقت تک کوئی کسی سے مل جل نہ سکتا تھا اور پھر جب مصالحت ہو کر لڑائی ختم ہو گئی اور لوگوں میں امن ہو گیا تو ایک دوسرے سے ملنے لگے نہ کوئی کسی کے مذہب پر معترض ہوتا اور نہ اسلام کی کوئی برائی کرتا تھا۔

ذوالحلیفہ کا واقعہ: مدینہ سے واپسی کے بعد ابوبصیر عتبہ بن اسید بن جاریہ ثقفی حلیف بنو زہرہ مکہ سے بھاگ کر مدینہ چلے آئے یہ پہلے ہی سے مسلمان تھے ان کی قوم نے ان کو قید کر رکھا تھا۔ ازہر بن عبد عوف عم عبدالرحمٰن بن عوف و اخنس بن شریق سردار بنو زہرہ نے جو بنو عامر بن لوئی کے ایک شخص کو مع اپنے خادم کے آنحضرت ﷺ کے پاس بھیجا۔ آپ ﷺ نے بموجب عہد نامہ ابوبصیر عتبہ بن اسید کو ان دونوں آدمیوں کے حوالے کر دیا۔ جب یہ لوگ ذوالحلیفہ پہنچے تو ابوبصیر نے ان میں سے ایک کی تلوار اٹھالی اور حامری پر اس زور سے وار کیا کہ اس نے دم تک نہ لیا فوراً مر گیا۔ دوسرا یہ واقعہ دیکھ کر اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ ابوبصیر آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے رسول اللہ ﷺ آپ نے اپنا عہد پورا کیا اور اللہ نے مجھ کو چھڑا دیا"۔

آنحضرت ﷺ نے اس کا جواب ان کو ایسے الفاظ میں دیا جس سے ابوبصیر یہ سمجھ گئے کہ یہ پھر کفار قریش کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔ اس وجہ سے اسی وقت وہ مدینہ سے نکل کر ساحل کی طرف چلے آئے جس راستہ سے قریش شام کو جاتے تھے رفتہ رفتہ ان میں قریش کا ایک گروہ جو اسلام دوست اور مسلمان تھا آملا۔ ان لوگوں نے قریش کے قافلوں کو چھیڑنا اور لوٹنا شروع کر دیا۔ قریش نے مجبور ہو کر آنحضرت ﷺ سے یہ درخواست کی کہ ان لوگوں کو آپ مدینہ بلا لیں۔ اس کے

بعد ام کلثومؓ بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر آئیں۔ ان کو لانے کے لئے ان کے بھائی عمارہ و ولید آئے۔ اللہ جل شانہ نے عورتوں کو واپس کرنے سے منع کر دیا۔ چنانچہ وہ شرط جو عہد نامہ میں لکھی گئی تھی ٹوٹ گئی۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں پر مشرک عورتیں حرام کر دیں جس سے ان کا نکاح ٹوٹ[1] گیا۔

---

[1] از جملہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنی بیوی قریبہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ اور ام کلثوم بنت عمرو بن جرول خزاعی کو طلاق دے دی۔ پہلی نے معاویہ بن ابی سفیان سے عقد کر لیا اور دوسری نے ابوجہم بن حذیفہ بن غانم سے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مترجم

بدیل بن ورقہ: زہری نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ مقام حدیبیہ میں بہ اطمینان مقیم ہو گئے اس وقت آپؐ کے پاس بدیل بن ورقا خزاعی چند خزاعیوں کو لے کر آیا اور حضور ﷺ کے آنے کا سبب دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا آپ ﷺ قصد لڑائی نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے تشریف لائے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ قافلہ کے آگے قربانی کے اونٹوں کی قطار ہے اور آپ ﷺ احرام باندھے ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس قول کی تصدیق کی بدیل یہ سن کر مع اپنے ہمراہیوں کے لوٹ کر قریش کے پاس آیا اور ان سے مخاطب ہو کر کہا ''اے گروہ قریش تم لوگ ناحق محمد ﷺ سے بدگمانی کرتے ہو وہ تم سے لڑنے کو نہیں آئے' بلکہ بیت اللہ کی زیارت کو آئے ہیں تم لوگ بے وجہ شور وغل مچا رہے ہو''۔ قریش نے جواب دیا'' کہ چاہے وہ جنگ کے قصد سے نہ آئے ہوں لیکن وہ اس شہر میں نہیں آسکتے اور دیکھنا آئندہ اس بارے میں گفتگو نہ کرنا۔ اس کے بعد اہل مکہ نے مکرز بن حفص بن الاخیف برادر بنو عامر بن لوئی کو بھیجا اس سے بھی یہی گفتگو پیش آئی اور اس نے بھی واپس ہو کر قریش کو اسی امر کی اطلاع دی۔

حلیس بن علقمہ کی واپسی: انہوں نے حلیس بن علقمہ یا ابن زماں سردار احابیش کو حال دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ قربانی کے اونٹوں کو آگے کر دو حلیس قربانی کے جانوروں کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ کے پاس تک نہ گیا راستہ ہی سے لوٹ کر قریش سے کل واقعہ بیان کیا۔ قریش نے کہا بیٹھ جا جنگلی آدمی کچھ سمجھتا بوجھتا نہیں ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس بات سے حلیس کو غصہ آ گیا اور اس نے نہایت تیز آواز سے کہا اے گروہ قریش واللہ ہم نے تمہارے ساتھ اس بات کا حلف نہیں لیا اور نہ اس امر پر ہم نے تم سے عہد کیا ہے وہ شخص روکا جائے گا جو بیت اللہ کی زیارت کو آتا ہے مجھ کو اس کی قسم ہے جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے یا تو محمدؐ کو جس کام کے لئے وہ آئے ہیں اجازت دو گے یا میں اپنے کل حبشیوں کو لے کر چلا جاؤں گا''۔ قریش نے رنگ بے رنگ دیکھ کر نرمی سے کہا بھائی حلیس تم خاموش رہو جو تم کہو گے وہی ہوگا ذرا ہم اپنا اطمینان تو کر لیں۔

حضرت خراش بن امیہ سے بدسلوکی: ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان واقعات کے بعد پہلے آنحضرت ﷺ نے خراش بن امیہ خزاعیؓ کو بلایا اور اپنے ثعلب نامی اونٹ پر سوار کر کے اہل مکہ کے پاس اصلی حالات کہنے کے لئے روانہ کیا اہل مکہ نے آپ کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا اور خراش بن امیہ کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ حبشیوں نے درمیان میں پڑ کر بچایا خراش بیچارے جان بچا کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور کل واقعات عرض کئے۔

حضرت عثمانؓ بن عفان کی سفارت: آپ ﷺ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو اہل مکہ کے پاس بھیجنے کے لئے بلایا حضرت عمر بن الخطابؓ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ مجھے مکہ جانے میں کچھ عذر نہیں ہے لیکن مجھے اپنی ذات کا قریش سے خوف ہے۔ مکہ میں کوئی بنو عدی بن کعب نہیں ہے جو میری حمایت کرے یا ان کو روکے گا۔ آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ قریش مجھ سے کس قدر برہم ہیں اور مجھے دیکھ کر کس قدر آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ لیکن میں اس کام کے لئے اپنے سے زیادہ اچھے شخص کو بتاتا ہوں آپؐ حضرت عثمانؓ بن عفان کو بلائیے اور ان سے یہ کام لیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت عثمانؓ بن عفان کو بلا کر ابوسفیان اور رؤسا قریش کے پاس مکہ روانہ فرمایا۔ جب یہ مکہ پہنچے تو سب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے ابان بن سعید بن العاص سے ملاقات ہوئی۔ عثمان بن عفانؓ نے آنحضرت ﷺ کا پیام بتایا۔ وہ حضرت عثمانؓ کو ابوسفیان اور رؤسا قریش کے پاس لے گیا انہوں نے ان سے بھی آنحضرت ﷺ کا کل پیام کہہ دیا جب حضرت عثمانؓ یہ پیام پہنچا چکے تو قریش نے کہا ''کہ تمہارا اگر جی چاہتا ہو تو طواف کرلو'' عثمانؓ بن عفان نے جواب دیا کہ میں یہ فعل ہرگز نہ کروں گا جب تک آنحضرت ﷺ طواف نہ کرلیں۔ قریش یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ان کو روک لیا۔

شہادت عثمانؓ کی افواہ: آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمانؓ بن عفان کو اہل مکہ نے قتل کر ڈالا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا کہ جب تک میں اس قوم سے خون بہا نہ لے لوں گا ہرگز حرکت نہ کروں گا' لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا اس بیعت سے حاضرین میں سے سوائے عبد بن قیسؓ برادر بنو سلمہ کے کسی نے انکار نہیں کیا سب سے پہلے ابوسنان اسدیؓ نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا۔

صلح کی پیشکش: پھر قریش نے سہیل بن عمرو برادر بنو عامر بن لوئی کو آنحضرت ﷺ کے پاس صلح کرنے کی غرض سے بھیجا اور یہ سمجھا دیا کہ محمد ﷺ سے صلح کرو لیکن وہ اس سال واپس جائیں تا کہ عرب یہ نہ کہیں کہ محمدؐ بجبر مکہ میں داخل ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو آتے دیکھ کر فرمایا کہ اب قریش صلح کی طرف مائل ہوئے کیونکہ انہوں نے اس شخص کو بھیجا ہے۔ الغرض سہیل آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور شرائط صلح نامہ طے کر کے عہد نامہ لکھا جانے لگا۔

صلح نامہ حدیبیہ: آنحضرت ﷺ نے علی ابن ابی طالبؓ سے فرمایا لکھو۔ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم سہیل نے کہا میں یہ نہیں جانتا باسمک اللھم لکھاؤ آپ نے ارشاد فرمایا یہی لکھو پھر فرمایا لکھو۔

یعنی (یہ وہ ہے جس پر اللہ کے رسول محمدؐ نے سہیل سے صلح کی) سہیل نے اس پر بھی اعتراض کر دیا اگر ہم تم کو رسول اللہ جانتے تو تم سے کیوں لڑتے؟ تم اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھاؤ' آنحضرت ﷺ نے فرمایا اچھا لکھو:

((ھذا ما صالح علیه محمد بن عبدالله و سهیل بن عمرو واصطلحا علی وضع الحرب عن الناس عشر سنین یا من فیهن الناس دیکف بعضهم عن بعض علی اته من اتی محمد امن قریش بغیر اذن ولیه رده علیهم و من جاء قریشا ممن مع محمد لم یردوه علیه و ان بیننا عیبة مکفوفه و انه لا اسلال و لا اغلال و انه من احب ان یدخل فی عقد محمد و عهده دخل فیه و من احب ان یدخل فی عهد قریش و عهد هم دخل فیه وانک ترجع هنا عامک هذا فلا ندخل علینا مکة و انه اذا کان عام قابل خرجنا عنک ..... فدخلتها باصحابک فاقمت بها ثلاث معک سلاح الراکب السیوف فی القرب لا تدخلها بغیرها.....))

یعنی ''یہ وہ ہے جس پر اللہ کے رسول محمد بن عبداللہ نے سہیل سے صلح کی اور دس سال تک لڑائی موقوف کرنے پر اتفاق کرلیا۔ اس دس سالہ مدت میں کوئی کسی پر حملہ نہیں کرے گا اور لوگ امن سے رہیں گے اگر کوئی قرشی محمد ﷺ کے پاس اپنے ولی کی اجازت کے بغیر آئے گا تو اسے آپ ﷺ کو لوٹانا پڑے گا اور اگر کوئی مسلمان اہل قریش کے پاس آئے گا تو قرشی نہیں لوٹائیں گے۔ ہمارے درمیان لڑائی کا فتنہ موقوف رہے گا نہ تلوار سونتی جائے گی اور نہ خیانت کی جائے گی۔ ہر شخص مختار ہے جس کے ساتھ چاہے مل جائے خواہ محمد صلی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلم کے ساتھ یا قریش کے ساتھ اس سال محمد ﷺ واپس ہو جائیں اور عمرے کے لئے مکہ نہ آئیں۔ ہاں اگلے سال آپ مع صحابہؓ کے عمرے کے لئے مکہ میں آ سکتے ہیں اور تین دن ٹھہر سکتے ہیں بشرطیکہ اسلحہ میں سے ان کے پاس صرف تلواریں ہوں اور وہ بھی میان میں ہوں"۔

صلح نامہ پر فریقین کے دستخط: یہ عہد نامہ لکھا جا رہا تھا کہ ابو جندل بن سہیلؓ آ گئے اور از روئے معاہدہ ہذا ابو جندل اپنے والد سہیل بن عمرو کے حوالے کر دیئے گئے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا معاہدے کی تحریر کے بعد اس کی تکمیل کی غرض سے اس صلح نامہ پر فریقین کے حسب ذیل عمائدین نے دستخط کئے عبدالرحمٰن بن عوفؓ عبداللہ بن سہیلؓ بن عمر' سعد بن ابی وقاصؓ محمود بن مسلمہ' مکرز بن حفصؓ اور علی ابن ابی طالبؓ۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے سر منڈایا' قربانی کی اور مدینہ کو واپس ہوئے اثناء راہ سورۂ فتح ﴿یعنی انا فتحنا لک الخ﴾ نازل ہوئی جس میں ان واقعات اور نیز بیعت الرضوان وغیرہ کا تذکرہ ہے فمن شاء الاطلاع علیها فلیرجع الیها "جو شخص بیعت الرضوان کا علم حاصل کرنا چاہے وہ سورہ مذکورہ کا مطالعہ کرے"

سلاطین کو دعوتِ اسلام کے خطوط: عمرۃ الحدیبیہ اور اپنی وفات کے درمیان آنحضرت ﷺ نے اپنے بعض اصحابؓ کو عرب و عجم کے ممالک کی طرف دعوتِ اسلام کے خطوط دے کر روانہ کیا۔ سلیط بن عمروؓ بن عبد شمسؓ بن عبدود برادر بنو عامرؓ بن لوئی کو ہوذہؓ بن علی والی یمامہ کی طرف اور علاء بن الحضرمیؓ کو منذر ابن ساویؓ برادر بنو عبدالقیس والی بحرین کے پاس اور عمرو بن العاصیؓ کو جیفر بن جلندیؓ ابن عامر بن جلندی والی عمان کی جانب اور حاطبؓ بن ابی بلتعہ کو مقوقس والی سکندریہ کی طرف اور دحیہؓ بن خلیفہ کلبی کو قیصر روم کی طرف اور شجاعؓ بن وہب اسدی برادر بنو اسدؓ بن خزیمہ کو حرثؓ بن شمر غسانی والی دمشق کی طرف اور عمرؓ بن امیۃ الضمریؓ کو نجاشی کی طرف روانہ فرمایا۔

مقوقس شاہِ مصر: مقوقس والی اسکندریہ نے حاطبؓ بن ابی بلتعہؓ کی بہت عزت کی اور آنحضرت ﷺ کے نامہ مبارک کو توقیر کی نگاہوں سے دیکھ کر قبول کیا۔ واپسی کے وقت چار لونڈیاں بطور ہدیہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں روانہ کیں من جملہ ان کے ام المؤمنین ماریہ رضی اللہ عنہا مادر ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ تھیں۔

ہرقل کے نام خط: دحیہؓ کلبی جو آنحضرت ﷺ کے سفیر ہو کر قیصرِ روم کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ پہلے وہ بصرے گئے وہاں سے والی بصرے کے ذریعہ قیصر روم ہرقل کے دربار میں پہنچے۔ اس خط میں یہ عبارت تھی۔

((بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی ھرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الھدی. اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلمہ تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین. فان تولیت فان علیک اثم الاریسین و یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمات سواءٍ بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ و لا نشرک بہ شیئا و لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون))

"یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے ہرقل شاہ روم کے نام ہے ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلامتی ہو میں آپ کو دعوت اسلام دیتا ہوں آپ اسلام لے آئیں سلامتی سے رہیں گے اور اللہ آپ کو دہرا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجر دے گا اور اگر آپ اسلام سے پھر جائیں گے تو آپ پر رعایا کے گناہوں کا وبال ہوگا۔ اے اہل کتاب ایسے دین کی طرف آ جاؤ جس پر ہمارا اور تمہارا اتفاق ہے کہ ہم اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہ مانیں اور اللہ کے ساتھ کوئی چیز شریک نہ کریں اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی کسی کو رب نہ بنائے' پھر اگر وہ پھر جائیں تو تم کہہ دو اے اہل کتاب ہمارے اسلام پر گواہ رہو''

ہرقل نے اس خط کو پڑھ کر اپنے سر اور آنکھوں پر رکھا اور دریافتِ احوال کے لئے فوراً ان لوگوں کو طلب کیا جو آپ کی قوم کے اس کے ملک میں بغرض تجارت گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ غزوہ سے ابوسفیان[1] وغیرہ بلوائے گئے۔ ہرقل نے ابوسفیان وغیرہ سے آنحضرت ﷺ کے حالات دریافت کئے۔ ابوسفیان سے حالات سن کر ہرقل کی پوری تشفی ہوگئی اس کے بعد ہرقل نے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی اور ایک جلسہ[2] میں نصاریٰ کو جمع کر کے اس امر کو پیش کیا لیکن سب نے بہ

---

[1] ابوسفیان اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے ان کے ساتھ قریش کی ایک جماعت تھی جس وقت یہ لوگ قیصر کے دربار میں آئے ہرقل نے قریشیوں کو ابوسفیان کے پیچھے بٹھایا اور کہا کہ میں ان سے کچھ دریافت کروں گا اگر یہ کچھ جھوٹ کہیں تو ان کو تم جھٹلانا'' ابوسفیان کہتے ہیں کہ اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہوتا تو میں ضرور جھوٹ بولتا۔ مجھ سے ہرقل نے آنحضرت ﷺ کے حالات دریافت کئے میں نے ان کو تحقیر کے ساتھ بیان کرنا شروع کیا۔ لیکن ہرقل نے میرے کہنے پر غور نہ کیا اور پہلا سوال اس نے یہ کیا کہ تم میں اس کا (محمد ﷺ) نسب کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ نسباً اچھا ہے۔ پھر اس نے سوال کیا کیا اس کے خاندان میں کوئی ایسا گزرا ہے اس جیسا دعویٰ کیا ہو؟ میں نے کہا نہیں! پھر اس نے دریافت کیا کیا اس کی حکومت تھی اور اس کے پاس ملک تھا جس کو تم لوگوں نے چھین لیا؟ میں نے کہا نہیں! پھر اس نے پوچھا تم میں سے اس کے متبع کس قسم کے آدمی ہیں؟ میں نے کہا کمزور' غریب نوعمر۔ پھر اس نے کہا کیا وہ لوگ جو اس کے متبع ہوتے ہیں اس کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ رہتے ہیں یا اس سے علیحدہ بھی ہو جاتے ہیں؟ میں نے جواب دیا اس کے متبعین میں سے کسی نے آج تک اس سے علیحدگی نہیں اختیار کی۔ پھر اس نے سوال کیا تمہاری اور اس کی لڑائیاں کیسی ہوتی ہیں؟ میں نے کہا کبھی وہ ہم پر غالب آ جاتا ہے اور کبھی ہم اس پر۔ پھر اس نے کہا کیا کبھی وہ تم سے بدعہدی بھی کرتا ہے؟ میں نے اس کے جواب دینے میں بہت کچھ سوچا لیکن اس کے سوا کوئی دوسرا جواب نہ دے سکا۔ ہرقل یہ سن کر تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ اس کے بعد پھر ابوسفیان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے شخص میں نے تجھ سے پہلے اس کا نسب دریافت کیا۔ تُو نے کہا وہ اوساط الناس سے ہے۔ بلاشبہ انبیاء ایسے ہی نسب کے ہوتے ہیں۔ میں نے پھر تجھ سے دریافت کیا کہ اس کے خاندان میں سے کسی نے اس جیسا دعویٰ کیا ہے۔ تو نے کہا نہیں! پھر میں نے سوال کیا تم میں سے کسی نے اس کا ملک چھین لیا ہے جس کے حاصل کرنے کے لئے اس نے یہ فعل اختیار کیا؟ تو نے کہا نہیں! میں نے اس کے متبعین کا حال دریافت کیا تو نے بیان کیا کہ ضعفاء و مساکین اس کا اتباع کرتے ہیں۔ بے شک انبیاء و رسل کا اتباع ایسے ہی لوگ کرتے ہیں۔ پھر میں نے تجھ سے سوال کیا کہ جو شخص اس کا اتباع کرتا ہے اس سے جدا ہو جاتا ہے؟ یا اس کو ہمیشہ دوست رکھتا ہے۔ تو نے کہا اس کے متبعین اس کو دوست رکھتے ہیں اس سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔ بلاشبہ حلاوت ایمان کی یہی صفت ہے جس قلب میں ایمان داخل ہوتا ہے اس سے پھر کبھی نہیں نکلتا۔ پھر میں نے تجھ سے اس کے عہد و اقرار کی نسبت دریافت کیا تو نے کہا کہ وہ کبھی بدعہدی نہیں کرتا۔ اگر تو نے یہ سب باتیں سچ بتلائیں ہیں تو بلاشبہ وہ اس چیز پر غالب آئے گا جو میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے یعنی (تخت قیصری یا سلطنت روم) اور اگر میں اس کے پاس موجود ہوتا تو میں اس کے پاؤں دباتا اس کے بعد اس نے مجھے رخصت کیا۔ میں کف افسوس ملتا ہوا دربار سے یہ کہتا ہوا باہر آیا ''افسوس ابن ابی کبشہ (کفار مکہ آنحضرت ﷺ کی توہین و اہانت کے لئے یہ الفاظ استعمال کرتے تھے) کا یہ حال ہے کہ ملوک اس سے باوجود اس سلطنت کے ڈرتے ہیں''۔

[2] بعض معتبر مؤرخین کہتے ہیں کہ اس سے پہلے ہرقل نے آنحضرت ﷺ کی بابت ایک شخص کو لکھا جو رومہ میں رہتا تھا اور کتب آسمانی سے بخوبی واقف تھا۔ اس شخص نے رومہ سے لکھا کہ یہ وہی شخص ہے جس کا ہم لوگ انتظار کرتے تھے تو اس کی اتباع کر اور اس کی نبوت کی تصدیق کر اس پر ہرقل نے بطارقہ روم کو ایک مکان میں جمع کیا اور دروازہ بند کرا کے کہنے لگا میرے پاس اس شخص کا نامہ آیا ہے جو اپنے دین کی دعوت دیتا.....

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتفاق انکار کیا۔ جلسہ درہم برہم ہو چلا تھا قیصر نے مجلس کا رنگ بدلتا دیکھا تو لوگوں کو نرمی سے بلایا اور ان کی تالیف قلوب کی۔ ابن اسحاق سے روایت کی جاتی ہے کہ اس مجتمع کے منتشر ہونے کے بعد قیصر نے اراکین دولت کو طلب کر کے آنحضرت ﷺ کو جزیہ دینے کی بابت تجویز پیش کی لیکن سب کے سب نے اس سے بھی انکار کیا پھر اس نے کہا بہتر ہوگا کہ ارض سوریہ (یعنی فلسطین واردن ودمشق وحمص وغیرہ بلاد شام) دے کر صلح کر لی جائے۔ اراکین دولت نے اس سے بھی اختلاف کیا۔ واللہ اعلم

شجاع بن وہب والی دمشق: ابن اسحاق کہتا ہے کہ جو خط شجاع بن وہب اسدی لے کر حرث بن شمر غسانی والی دمشق کے پاس گئے تھے۔ اس میں لکھا ہوا تھا: ((السلام علیٰ من اتبع الھدی و امن به ادعوک الی ان تومن بالله وحده لا شریک له یبقی لک ملک)) ''ہدایت کی پیروی کرنے والوں اور اس ایمان لانے والوں پر سلام پہنچے۔ میں تمہیں اللہ وحدہ لاشریک لہ پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں اس سے تمہارا ملک باقی رہے گا''۔ شجاع بن وہب کہتے ہیں کہ حرث بن شمر غسانی اس مضمون کو دیکھ کر بہت برہم ہوا اور کمال طیش سے کہنے لگا ''کون شخص میرا ملک مجھ سے چھینے گا میں خود اس کی طرف جاتا ہوں''۔ آنحضرت ﷺ نے یہ پیام سن کر فرمایا تھا اس کا ملک جانے والا ہے۔

شاہ حبش نجاشی کو دعوت اسلام: نجاشی بادشاہ حبشہ کی طرف جو نامہ نامی عمرو بن امیہ الضمریؓ کی معرفت دوبارہ دعوت اسلام ذریعہ جعفر بن ابی طالبؓ اور ان کے ہمراہیوں کے روانہ کیا گیا تھا اس کی عبارت یہ تھی:

((بسم الله الرحمن الرحیم من محمد رسول الله الی النجاشی الاصحم عظیم الحبشه سلام علیک فانی احمد الیک الله الملک القدوس السلام المؤمن المهیمن و اشهد ان عیسیٰ بن مریم روح الله و کلمته القاها الیٰ مریم الطیبة البتول الحصنة فحلمت بعیسی فخلقه من روحه و نفخه کما خلق ادم بیده و نفخه و انی ادعوک الی الله وحده لا شریک له و المولاة علی طاعته تستبعنی و تومن بالذی جاء نی فانی رسول الله و قد بعثت الیک ابن عمی جعفر اومعه نفر من المسلمین فاذا جاؤک فاقرهم و دع التجری و انی ادعوک و جنودک الی الله فلقد بلغت و نصحت فاقبلوا النصحی و السلام علی من اتبع الهدیٰ))

... دیتا ہے اور بے شک وہ نبیؐ ہے جس کا ذکر ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں پس آؤ ہم سب اس کا اتباع کریں۔ تاکہ ہماری دنیا اور دین کی بھلائی ہو بطارقہ روم یہ سنتے ہی چلا اٹھے اور نکلنے کی غرض سے دروازہ کی طرف بھاگے ہرقل نے ان کی برہمی اور جان کے خوف سے ان کو پھر واپس بلایا اور کہا کہ میں تم کو آزما رہا تھا۔ اب مجھ کو تمہاری مضبوطی دیکھ کر خوشی ہوئی ان لوگوں کے چلے جانے بعد ہرقل نے دحیہؓ سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے دوست (محمد) نبی مرسل ہیں لیکن مجھ کو اس اظہار سے اپنی جان کا خوف ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں اس کا اتباع کرتا اس کے بعد ہرقل نے دحیہؓ کو اسقف اعظم روم کے پاس بھیجا اسقف اعظم نے حال سن کر کہا کہ تمہارا دوست نبی مرسل ہے اس کا ذکر ہم کتب آسمانی میں پاتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا عصا لیا اور کلیسہ میں پہنچ کر علماء نصاریٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا میرے پاس احمد ﷺ کا نامہ آیا ہے۔ وہ ہم کو دین خدا کی طرف بلاتا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ علماء نصاریٰ یہ سنتے ہی اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر ڈالا۔ دحیہؓ نے یہ حال لوٹ کر ہرقل سے کہا مجھ کو بھی اس کا خوف ہے تب اس واقعہ کے بعد ابوسفیان تلاش کر کے بلائے گئے اور ان سے باتیں ہوئیں۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے نجاشی اصحم شاہ حبشہ کے نام ہے آپ پر سلامتی ہو میں آپ کے آگے اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جو بادشاہ ہے' پاک ہے ہر عیب سے۔ سراسر سلامتی ہے' امن دینے والا اور سب کی یہ خبر لینے والا ہے اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ عیسیٰ روح اللہ ہیں اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے مریم صدیقہ کی طرف ڈالا جو پاک دامن تھیں۔ چنانچہ آپ حاملہ ہو گئیں پھر اللہ نے عیسیٰ کو اسی طرح اپنی روح اور اپنی پھونک سے پیدا کیا جس طرح آدمؑ کو اپنی روح اور پھونک سے پیدا کیا تھا۔ میں آپ کو اللہ کی دعوت دیتا ہوں' جو یکتا ہے اور شرکت سے بری ہے اور اس کی اطاعت کے کاموں میں تعاون کی بھی' آپ میری پیروی کریں اور قرآن پر ایمان لے آئیں جو میرے پاس آیا ہے۔ بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں میں آپ کے پاس اپنے چچازاد بھائی جعفر کو بھیج رہا ہوں ان کے ساتھ مسلمانوں کی بھی ایک جماعت ہے جب یہ آپ کے پاس پہنچیں تو آپ سرکشی چھوڑ کر ان کے سامنے مسلمان ہو جائیں میں آپکو مع آپکے لشکر کے اسلام کی دعوت دے رہا ہوں۔ میں نے ہمدردانہ تبلیغ کر دی ہے لہٰذا میری خیر خواہی قبول کرو۔ ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلامتی ہو۔

نجاشی کا قبولِ اسلام: نجاشی نے اس کا یہ جواب تحریر کیا:

((الی محمد رسول اللّٰہ من النجاشی الاصحم ابن الحر سلام علیک یا رسول اللّٰہ من اللّٰہ و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ احمد اللّٰہ الذی لا الہ الا ھو الذی ھدانا للاسلام اما بعد فقد بلغنی کتابک یا رسول اللّٰہ فما ذکرت من امر عیسٰی فو رب السماء و الارض ما ترید بالرای علی ما ذکرت انہ کما قلت و قد عرفنا ما بعثت بہ الینا و قد قرینا ابن عمک و اصحابہ فاشھد انک رسول اللّٰہ صادقاً مصدقاً فقد بایعتک و بایعت ابن عمک و اسلمت للّٰہ رب العالمین و قد بعثت بابنی ارخا الاصحم فانی لا املک الا نفسی ان شئت ان ایتک فعلت یا رسول اللّٰہ فانی اشھدو ان الذی تقول حق و السلام علیک یا رسول اللّٰہ))

''اللہ کے رسول محمد ﷺ کے نام نجاشی اصحم بن الحر کی طرف سے یہ خط ہے اے اللہ کے رسول ﷺ آپؐ پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اللہ کا شکر ہے جس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی۔ اے اللہ کے رسول آپ ﷺ کا خط مجھے مل گیا آپؐ نے عیسیٰ کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے۔ اللہ کی قسم ہم اس پر اپنی رائے سے کچھ اضافہ نہ کریں گے۔ بلاشبہ عیسیٰ آپؐ کے بیان کے مطابق ہیں۔ آپؐ جس شریعت کو لے کر مبعوث ہوئے ہیں اسے ہم نے پہچان لیا ہے۔ میں نے آپؐ کے چچازاد بھائی اور ان کے ساتھیوں کے سامنے کلمۂ شہادت پڑھ لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ﷺ ہیں اور پہلی کتابوں میں آپ ﷺ کی تصدیق بھی ہے۔ میں نے آپ کے چچازاد بھائی کے واسطے سے آپ کی بیعت کر لی ہے اور اللہ کی رضا کے لئے مسلمان ہو گیا ہوں۔ اب میں آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے ارخا اصحم کو بھیج رہا ہوں۔ مجھے بجز اپنے کسی اور پر اعتماد نہیں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ اگر آپ مجھے بلائیں تو میں بھی حاضر خدمت ہو جاؤں گا کیونکہ مجھے آپؐ کی صداقت کا یقین ہے''۔ والسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا: مؤرخین لکھتے ہیں کہ نجاشی نے اپنے لڑکے کو ساٹھ حبشیوں کے ہمراہ ایک کشتی پر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ اتفاق سے وہ کشتی ڈوب گئی یہ بھی لکھا ہے کہ آپؐ نے نجاشی کو ام حبیبہ سے اپنا عقد کرنے کو لکھا تھا۔ چنانچہ نجاشی نے اپنی ایک لونڈی کے ذریعہ سے ان کے پاس پیام بھیجا انہوں نے خالد بن سعید بن العاصی کو اپنا وکیل کر دیا۔ خالد بن سعید نے چار سو دینار مہر پر بوکالت نجاشی ام حبیبہؓ کا عقد آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا اور نجاشی نے چار سو دینار مہر کے آنحضرت ﷺ کی طرف سے خالد بن سعیدؓ کو دیے۔ جس وقت یہ چار سو دینار مہر کے نجاشی کی لونڈی ام حبیبہؓ کے پاس لے کر آئی ام حبیبہؓ نے خوش ہو کر اس میں سے پچاس مثقال لونڈی کو مرحمت کیے۔ لیکن لونڈی نے نجاشی کے کہنے سے واپس کر دیے۔ نجاشی کی عورتیں اس دن عود و عنبر اور خوشبو کی چیزیں لے کر ام حبیبہ کے پاس گئیں اور ان کو بنا سنوار کر مع بقیہ مہاجرین کے دو کشتیوں پر سوار کرا کے مدینہ روانہ کیا۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے خیبر میں شرف نیاز حاصل کیا۔

شاہ فارس کسریٰ کے نام فرمانِ نبویؐ: کسریٰ شاہ فارس کے خط میں لکھا تھا:

((بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللّٰہ الی کسریٰ عظیم فارس سلام علی من اتبع الھدیٰ و امن باللّٰہ و رسولہ اما بعد فانی رسول اللّٰہ الی الناس کافۃ لینذر من کان حیا اسلم تسلم فان ابیت فعلیک اثما المجوس))

''یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے کسریٰ شاہ فارس کے نام ہے۔ ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر اور اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والوں پر سلامتی ہو۔ میں اللہ کا رسولؐ ہوں اور تمام دنیا کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں تا کہ ہر زندہ شخص کو ہوشیار کر دوں۔ آپ اسلام لے آئیں سلامتی سے رہیں گے۔ اگر آپ اسلام قبول نہ کریں گے تو آپ پر مجوسیوں کا گناہ ہوگا''۔

کسریٰ کا گستاخانہ رویہ: کسریٰ نے اس[1] خط کو پھاڑ ڈالا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا ((فرق اللّٰہ ملکہ))

---

[1] بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن حذافہؓ سہمی (جو کسریٰ کے پاس آنحضرت ﷺ کا خط لے کر گئے تھے) کمبل کا ایک ٹکڑا کفنی کی صورت پھاڑ کر پہنے ہوئے تھے جو کہ دونوں بغل سے نیچے تک ببول کے کانٹوں سے سلی ہوئی تھی کمر میں ایک رسی بندھی تھی جس میں ایک ٹوٹی پھوٹی نیام میں تلوار لٹک رہی تھی سر پر عمامہ تھا لیکن پاؤں میں جوتا نہ تھا ایک مدت تک یہ ادھر اُدھر پریشان پھرتے رہے دربار تک رسائی نہ ہوئی جب شاہ فارس کو کسی ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ایک عربی نژاد شخص محمد ﷺ کا سفیر ہو کر آیا ہے جو عرب میں ان دنوں ظاہر ہوا ہے تب اس نے ان کو بلا بھیجا دربار میں داخل ہوتے ہی چوب داروں نے سجدہ کرنے کو کہا عبداللہ بن حذافہ نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور ایک طویل تقریر میں سجدہ غیر اللہ کے شرک ہونے کو بیان کیا چوب داروں نے اجنبی سمجھ کر زیادہ باز پرس نہیں کی۔ تخت کسریٰ کے قریب جب پہنچے تو پھر سجدہ کرنے کی ہدایت کی گئی عبداللہ نے پھر اس کے ممنوع و خلاف شرع ہونے کا ایک اور وعظ کہہ دیا اور اسلامی طریقہ کے موافق نہ تو کسریٰ کو سجدہ کیا اور نہ اس کے آگ جھکے۔ کسریٰ نے ان کو غضب کی تیز نگاہوں سے دیکھ کر سجدہ نہ کرنے اور زمین بوس نہ ہونے کا سبب دریافت کیا۔ عبداللہ نے کہا ہماری شریعت میں یہ سب حرام ہے کسریٰ ان کے جواب سے برہم ہو گیا اور اس نے خط کو پڑھے بغیر چاک کر کے حکم دیا کہ اس بے ادب کے کان و ناک کاٹ کر دربار سے نکال دو۔ چوب داروں نے یہ حکم پاتے ہی کشاں کشاں عبداللہ کو دربار سے نکالا اور کان و ناک کاٹ کر چھوڑ دیا۔ بچارے عبداللہ بن حذافہؓ اسی پریشانی کی حالت میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے کسریٰ کی سختی اور خط پھاڑ ڈالنے کا حال سن کر اس کے ملک کی تباہی کی بددعا کی اور ان کے ناک اور کان سونے بنا کر لگا دینے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ اس کا ملک پارہ پارہ کردے'' ابن اسحاق کی روایت میں ((و امن باللّٰہ و رسولہ)) کے بعد ((واشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمد اعبدہ و رسولہ و ادعوک بدعایۃ اللّٰہ فانی انا رسول اللّٰہ الی الناس کافۃ لا نذر من کان حیا و یحق القول علی الکافرین فان ابیت فاثم لاریسین علیک)) ''اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں آپ کو اللہ کی دعوت کے ساتھ اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور میں تمام لوگوں کی طرف رسول اللہ ﷺ بن کر مبعوث ہوا ہوں تا کہ انہیں ہوشیار کردوں جن کے دلوں میں زندگی ہے اور کافروں پر اللہ کا عذاب ثابت ہو جائے'' مذکور ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ کسریٰ نے اس خط کو پڑھ کر چاک کر ڈالا اور غصہ سے کہنے لگا کہ ''مجھ کو اور اس نے خط لکھا ہے اور میرے نام سے پہلے اپنے نام کو تحریر کیا ہے۔ باذان گورنر یمن کو لکھا جائے کہ فوراً دو آدمی بھیج کر اس حجازی شخص کو گرفتار کرا کے میرے پاس بھیج دے۔

رسول اکرم ﷺ کی گرفتاری کا حکم : چنانچہ باذان گورنر یمن نے بانویہ اور خرخسرہ کو سرزمین حجاز کی طرف روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ یہ لوگ طائف پہنچے اور آنحضرت ﷺ کو دریافت کیا لوگوں نے کہا وہ مدینہ میں ہیں۔ قریش نے یہ واقعہ سن کر بہت خوشی منائی۔ بانویہ و خسرہ چند دنوں بعد آنحضرت مدینہ پہنچ گیا اور کہا کہ ''ہمارے شہنشاہ نے ملک باذان کو تمہاری گرفتاری کا حکم دیا ہے اور اس نے ہم کو اس کام پر مامور کیا ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ تم ہمارے ساتھ ساتھ چلے چلو۔ اس میں تمہاری اور تمہاری قوم کی بہتری ہے اور اگر تم انکار کرو گے تو تمہارے حق میں بہت برا ہوگا تم خود ہلاک کر دیئے جاؤ گے تمہاری قوم بھی تباہ کر دی جائے گی تمہارا ملک لوٹ لیا جائے گا''۔ آنحضرت ﷺ نے اس کلام پر کچھ توجہ نہ کی اور ان کو داڑھی منڈانے لب بڑھانے سے منع فرمایا۔ بانویہ اور خرخسریہ نے کہا ہمارے خداوند نے ایسا ہی حکم دیا ہے (خداوند سے مقصود ان کا کسریٰ تھا) آنحضرت ﷺ نے کہا لیکن ہمارے خدا نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں ترشوانے کا حکم دیا ہے یہ کہہ کر آپؐ نے ان کو ٹھہرایا اور جواب کے لئے اگلا دن مقرر کیا۔

رسول اکرم ﷺ کا باذان کو پیغام : اتنے میں الہام ہوا کہ اللہ جل شانہ نے کسریٰ پر اس کے لڑکے شیرویہ کو مسلط کر دیا اور شیرویہ نے کسریٰ کو شب کے وقت فلاں روز اور فلاں مہینہ قتل کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے بانویہ و خرخسرہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا بانویہ و خرخسرہ کو اس خبر پر سخت تعجب ہوا تھوڑی دیر تک خاموشی کی حالت میں بیٹھے رہے پھر کچھ سوچ سمجھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہنے لگے تم اس کہنے کا نتیجہ سمجھتے ہو کیا ہوگا۔ ہمارا شاہنشاہ تم کو اور تمہاری قوم کو تباہ کر دے گا اس سرزمین کی خاک تک کا پتہ نہ ملے گا''۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس خیال و فکر میں نہ پڑو جاؤ اور ملک باذان کو اس واقعہ سے مطلع کر دو اور میری طرف سے یہ کہہ دو کہ میری حکومت اور میرا مذہب تمام عالم میں پھیلنے والا ہے۔ میرا غلبہ وہاں تک پہنچ جائے گا۔ جہاں تک کسریٰ کا سکہ چل رہا ہے ملک باذان اگر اسلام لائے گا تو میں اس کو جس پر وہ متصرف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے بحال رکھوں گا اور ملک باذان کو اس کی قوم کی سرداری دے دوں گا''۔ خسرہ بانو یہ یہ پیام لے کر باذان کے پاس پہنچے اور اس سے سارا واقعہ ہو بہو بیان کیا۔ باذان نے کہا یہ کلام غیر معمولی آدمیوں کا کلام نہیں ہے۔ یہ باتیں نبیوں کی سی ہیں میں اس کی پیشین گوئی کا نتیجہ دیکھتا ہوں کہ کیا ہوگا۔

باذان کا قبول اسلام : باذان اس فکر و خیال میں تھا کہ شیرویہ کا خط آ پہنچا جس میں لکھا ہوا تھا میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا اور قتل کرنے کا سبب یہ ہے کہ وہ اہل فارس پر ظلم کرتا تھا' شرفاء ملک و رؤسا شہر کو بلا وجہ قتل کراتا اور ان کے مال و اسباب لوٹ لیتا تھا۔ جس وقت میرا یہ فرمان تجھ کو ملے فوراً میری اطاعت قبول کر لے جیسا کہ اس سے پہلے تو شاہان فارس کا مطیع تھا اور اس شخص کی بابت جس کی گرفتاری کا کسریٰ نے تجھ کو حکم دیا تھا۔ یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ اس سے تا صدور حکم ثانی کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کرنا''۔ باذان کو جس وقت شیرویہ کا یہ فرمان ملا اس نے اسی وقت آنحضرت ﷺ کی رسالت کی تصدیق کی اور آپ ﷺ پر ایمان لے آیا۔ اس کے مسلمان ہوتے ہی ابناء والے بھی مسلمان ہو گئے۔ بانو یہ نے باذان سے بعد واپسی مدینہ یہ بھی کہا تھا کہ میں نے بڑے بڑے امراء و سلاطین سے باتیں کیں اور ان کے ساتھ میں نے کھانا کھایا لیکن اس شخص سے زیادہ بارعب میں نے کسی کو نہ پایا۔ باذان نے دریافت کیا کیا ان کے ساتھ جانثاروں کا فوجی دستہ بھی رہتا ہے۔ بانو یہ نے کہا نہیں۔ واقدی کا بیان ہے کہ مقوقس بادشاہ قبط کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی لیکن وہ اسلام نہیں لایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلیف بنو سہم و معمر بن عبداللہ بن نضلہ عدوی و ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عامر بن لوئی و ابو عمرو مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو حبشہ سے روانہ کر دیا۔ یہی لوگ ان مہاجرین میں سے باقی تھے جو بجانب حبشہ ہجرت کر گئے تھے۔ جعفر بن ابی طالب مع اپنے ہمراہیوں کے اسی دن آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس روز خیبر فتح ہوا تھا۔ آپ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور گلے سے لگا کر ارشاد فرمایا((ما ادری بایهما انا اسر بفتح خیبر ام بقدوم جعفر)) ''یعنی خبر نہیں میں کس سے خوش ہوں، فتح خیبر سے یا جعفر کے آنے سے''۔

فدک اور وادی القریٰ کی فتح : جب اہل فدک کو اہل خیبر کے شکست کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں یہ پیام بھیجا کہ ''ہم کو صرف ہماری جانوں کی امان دی جائے۔ مال و اسباب سے ہم کو سروکار نہیں ہے''۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی یہ درخواست قبول فرمائی چونکہ فدک پر حملہ نہیں کیا گیا تھا اور نہ اس پر کسی سوار و پیادہ کو نیزہ و تلوار چلانے کا موقع ملا تھا۔ اسی وجہ سے بلا تقسیم جیسا کہ جناب باری عزاسمہ نے حکم دیا۔ آپ کے قبضہ میں رہا اور پھر خیبر سے مراجعت کے وقت آپ نے وادی القریٰ کی طرف رخ کیا اور اس کو بزور تیغ فتح کر کے اس کے مال غنیمت کو تقسیم فرما دیا۔ آپ ﷺ کا غلام مدعم یہیں شہید ہوا۔

ادائے عمرہ : فتح خیبر کے بعد تا انقضاء شوال ۷ھ آپؐ مدینہ میں مقیم رہے۔ جب ذیقعدہ کا چاند دکھائی دیا اس منقضی عمرے کو ادا کرنے کے لئے مدینہ[1] سے روانہ ہوئے جو یوم حدیبیہ میں قریش کے روکنے کے سبب نہ ہو سکا تھا۔ اور طے پایا تھا کہ سال آئندہ از روئے معاہدہ عمرہ ادا کرنے آئیں۔ قریش کے چند اوباش طبیعت نوجوانوں نے دار الندوہ میں اپ کے خلاف مشورہ کیا لیکن گزشتہ سال کے معاہدہ کے سبب سے ان کو روک نہ سکے مجبور ہو کر خود مکہ سے نکل گئے اس خیال کراہت سے کہ آنحضرت ﷺ سے ملاقات نہ ہو۔

حضرت میمونہؓ بنت الحرث سے عقد: رسول اللہ ﷺ مع ان صحابہؓ کے جو سال گزشتہ میں بلا ادائے حج مقام حدیبیہ سے واپس گئے تھے مکہ میں داخل ہوئے طواف کیا تین روز تک مقیم رہے اور بعد احلال، بنو حلال بن عامر میں میمونہ بنت الحرثؓ و (ابن عباس و خالد بن ولید کی خالہ) سے عقد کیا اور یہ قصد کیا کہ مکہ ہی میں شب عروسی کی رسم ادا کریں لیکن ایام مقررہ کے تمام ہو جانے سے قریش[2] نے ان کو مکہ میں ٹھہرنے نہ دیا چنانچہ نہایت عجلت کے ساتھ آپؐ مع اپنے اصحابؓ کے مکہ سے روانہ ہو گئے۔ ام المؤمنین میمونہؓ بنت الحرث سے مقام سرف میں رسم عروسی ادا کی۔

---

[1] اس مرتبہ مدینہ سے آپؐ نے روانگی کے وقت بجائے اپنے عویف بن الاضبط الدیلی کو مقرر فرمایا تھا۔

[2] ابن اسحاق کی روایت ہے کہ تین یوم مقررہ ختم ہونے پر قریش مکہ نے خویطب بن عبد العزیٰ بن ابی قیس کو مع چند نفر قریش کے آنحضرت ﷺ کے واپس چلے جانے کے لئے خدمت اقدس میں بھیجا۔ آنحضرت ﷺ نے خویطب سے کہا کہ ''اگر تم مجھے مہلت دے دیتے تو میں میمونہ بنت الحرث رضی اللہ عنہا سے عروسی کر لیتا اور تم لوگوں کی دعوت کرتا''۔ خویطب نے ترش روئی سے جواب دیا کہ ہم کو تمہارے کھانے کی ضرورت نہیں ہے تم حسب وعدہ فوراً چلے جاؤ۔ آنحضرت ﷺ یہ سنتے ہی مع صحابہؓ کے مکہ سے روانہ ہو گئے اور ابو رافع کو میمونہ بنت الحرثؓ ام المؤمنین کے پاس چھوڑ گئے یہ ان کو مقام سرف میں خدمت اقدس میں لائے ہیں۔ وہیں آپ ﷺ نے ان سے خلوت کی اور ذی حجہ میں داخل مدینہ ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگِ موتہ ۸ھ

حضرت عمرو بن العاص اور حضرت خالد بن ولید کا قبولِ اسلام: عمرۃ القضا سے واپسی کے بعد آنحضرت ﷺ جمادی الاول ۸ھ بمطابق ۶۲۹ء تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ اس کے بعد امراء اسلام کو شام کی طرف روانہ کیا۔ لیکن اس واقعہ سے پیشتر عمرو بن العاصؓ و خالد بن الولید و عثمان بن ابی طلحہ سرداران قریش (رضی اللہ عنہم) ایمان لا چکے تھے۔ عمرو بن العاصؓ کے ایمان لانے کا ماجرا یہ ہوا کہ قریش کی طرف سے نجاشی والی حبشہ کے پاس ان مہاجرین کو لینے گئے جو مکہ سے قریش کے مظالم سے تنگ آ کر حبشہ چلے گئے تھے۔ اتفاق سے نجاشی کے دربار میں عمرو بن امیۃ الضمریؓ (جو آنحضرت ﷺ کے سفیر ہو کر گئے تھے) اور عمرو بن العاصؓ سے ملاقات ہو گئی باتوں باتوں میں نجاشی پر اسلام کی حقانیت ظاہر ہو گئی اس وجہ سے اس نے مہاجرین کے دینے سے انکار کیا اور عمرو بن العاص سے نہایت سختی کے ساتھ پیش آیا۔ عمرو بن العاص بظاہر نجاشی کے دربار سے ناکام نکلے لیکن اس ناکامی نے ان کا کام کر دیا۔ ان کے دل کو جو کفر و الحاد کی تاریکی میں پڑا ہوا تھا۔ آفتابِ اسلام نے اپنی روحانی روشنی سے منور کر کے اپنی تابندہ و تیز شعاعوں سے اپنی طرف کھینچ لیا۔ قریش میں پہنچ کر خالدؓ بن الولید سے ملے اور ان کو اپنے ارادہ سے آگاہ کیا خالد بن ولیدؓ نے ان کی رائے سے اتفاق کیا اور ان کے ہمراہ مدینہ ہجرت کر آئے۔

صحابہ کرام کی بغرضِ جہاد روانگی: ان بزرگوں کے اسلام لانے اور ہجرت کر آنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے شام کی طرف لشکر اسلام روانہ کیا۔ اس لشکر میں خالد بن الولیدؓ بھی شامل تھے۔ لشکر کا سردار زید بن حارثہ کو مقرر فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ "اگر اتفاق سے زید کو کوئی حادثہ پیش آ جائے تو جعفر بن ابی طالبؓ کو لشکر کا سردار مقرر کرنا اور اگر یہ بھی کسی حادثہ ناگہانی میں مبتلا ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر لشکر ہوں اور اگر یہ بھی کسی قضاء الٰہی میں مبتلا ہو جائیں تو مسلمانوں کو اختیار ہے جس کو چاہیں اپنا امیر بنا لیں"۔ آنحضرت ﷺ نے یہ چند ضروری آنے والی باتیں سمجھا کر لشکر اسلام کو رخصت کیا۔ لشکریوں کی تعداد تقریباً تین ہزار تھی۔ جب یہ لوگ رفتہ رفتہ مقام معان سرزمین شام میں پہنچے تو یہ خبر معلوم ہوئی کہ ہرقل بادشاہ روم مسلمانوں کی نقل و حرکت سے مطلع ہو کر مقام مواب سرزمین بلقاء میں ٹھہرا ہوا ہے اور اس کے ہمراہ ایک لاکھ رومی سپاہی اور ایک لاکھ نصرانیان عرب ہیں جن میں نصرانی لخم، جذام، قضاعہ، بہرو بلی اور قیس قبائل سے متعلق ہیں۔ بنو راشہ کا مالک بن راخصہ فوجی سردار ہے۔ اسلامی لشکر دو شب معان میں مقیم رہا اور باہم یہ مشورہ ہوتا رہا کہ رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا جائے اور ان کے حکم و امداد کا انتظار کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کا خطبہ جہاد: عبداللہ بن رواحہؓ نے اسلامی لشکر کا یہ پس و پیش دیکھ کر بلند آواز سے لوگوں کو اپنی طرف مخاطب کر کے کہا: **((انتم انما خرجتم تطلبون الشهادة و ما تقاتل الناس بعده و لا قوة الا بهذا الذين الذى اكرمنا الله به فانطلقوا الى جموع هرقل عند قرية موتة و رتبو الميمنة و الميسرة و اقتلوا و ما هى الاحد**

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحسنین اما ظھور و اما شھادہ)) یعنی ''تم شہادت کے شوق سے نکلے ہو ہم اکثریت اور طاقت کے بل پر نہیں لڑتے ہم تو اس دین کے لئے لڑتے ہیں جسے عطا فرما کر اللہ نے ہمیں سعادت بخشی۔ لہٰذا ہرقل کے لشکر کی طرف اور موتہ کی طرف بڑھو اور اپنا لشکر میمنہ اور میسرہ سے ترتیب دے کر لڑو تمہیں دو نیکیوں میں سے ایک نیکی ضرور ملے گی (فتح یا شہادت)

حضرت زید بن حارثہ کی شہادت : اس کلام کے ختم ہوتے ہی مسلمانوں میں ایک تازہ روح دوڑ گئی۔ زید بن حارثہ ایک ہاتھ میں نیزہ اور دوسرے میں رایت اسلام لے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ہرقل سے مقام موتہ میں صف آرائی کی زید بن حارثہؓ رایت اسلام لئے ہوئے لشکر کے آگے تھے۔ میمنہ میں قطبہ بن قتادہ عذری اور میسرہ میں عبایہ بن مالک انصاریؓ تھے۔ زید بن حارثہؓ لڑتے لڑتے آگے بڑھ گئے۔ دشمنانِ سلام کے نرغے میں پھنس گئے چاروں طرف تلوار اور نیزوں میں گھر کر لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

حضرت جعفر کی شہادت: ان کے بعد جعفر بن ابی طالبؓ نے دوڑ کر رایت اسلام اٹھا لیا اور لڑنے لگے یہاں تک کہ ان کا گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا اور یہ پا پیادہ ہو کر لڑنے لگے دشمنانِ اسلام نے چاروں طرف سے ان پر وار شروع کر دیئے۔ جب ان کا دایاں ہاتھ کٹ کر گرا تو انہوں نے رایت اسلام کو بائیں ہاتھ سے سنبھالا۔ جب یہ بھی کٹ کر گرا تو عبداللہ بن رواحہؓ نے پہنچ کر رایت اسلام لے لیا اور لڑنے لگے تھوڑی دیر تک لڑ کر یہ بھی شہید ہو گئے۔ لڑائی کا رنگ ابتداء ہی سے بظاہر بگڑتا ہوا نظر آ رہا تھا ان کی شہادت سے اور زیادہ خطرناک ہو گیا۔

حضرت خالدؓ بن ولید بحیثیت سپہ سالارِ لشکر: مخالفین نے خیال کیا کہ اب مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ رایت اسلام کو گرتے دیکھ کر اس کی طرف جھپٹے لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے ثابت ابن اقرم رضی اللہ عنہ نے اٹھا لیا اور لشکر اسلام سے مخاطب ہو کر بولے: ((عامعشر المسلمین اصطلحوا علی رجل منکم)) ''مسلمانو! کسی ایک شخص کے امیر بنانے پر اتفاق کر لو''۔ لشکر اسلام نے جواب دیا: ((رضینا بک)) ''ہم لوگ تمہاری امارت پر راضی ہو گئے''۔ ثابت بن اقرم نے امارت کو اہم عہدہ سمجھ کر کہا: ((ما انا بفاعل فاصطلحوا علی خالد بن الولید)) یعنی ''میں اس کام کا کرنے والا نہیں ہوں تم لوگ خالدؓ بن الولید کی امارت پر اتفاق کر لو''۔ مسلمانوں نے اس رائے سے فوراً اتفاق کر لیا اور خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ثابت بن اقرم کے ہاتھ سے رایت اسلام لے لیا اور نہایت مردانگی سے لڑ کر رومیوں کو پسپا کر دیا۔

مجاہدین کی مراجعت: اس لڑائی میں علاوہ ان امراء لشکر اسلام کے دس[1] صحابیؓ شہید ہوئے۔ لیکن رسمی طور پر اس خبر کے آنے سے پہلے آنحضرت ﷺ نے ان امراءِ لشکر اسلام کے شہید ہونے کی اطلاع[2] اسی دن دے دی تھی جس روز یہ لوگ

---

[1] ابن ہشام نے علاوہ زید بن حارثہ و جعفر بن عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کے شہداء غزوہ موتہ میں نو آدمیوں کے نام لکھے ہیں وہو ہذا۔ بنو عدی بن کعب سے مسعود بن الاسود بنو مالک بن حسل سے وہب بن سعد۔ بنو حرث بن الخزرج سے عبادہ بن قیس' بنو غنم بن مالک بن نجار سے حرث بن النعمان بن اساف بنو مازن بن نجار سے سراقہ بن عمرو بن عطیہ وابوکلیب وجابر پسران عمرو بن زید بنو مالک بن افصی سے عمرو وعامر پسران سعد بن الحرث بن عباد رضی اللہ عنہم ورضوعنہ

[2] ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جس روز غازیان اسلام پر مقام موتہ میں یہ حادثہ پیش آیا اس وقت آپ ﷺ کو بہ الہام الٰہی کل واقعات کی اطلاع ہو گئی آپؐ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور ممبر پر چڑھ کر فرمایا تمہارے لشکر کی یہ خبر آئی ہے کہ ان لوگوں نے دشمنوں کا مقابلہ کیا پس زید شہید ہوا پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہید ہوئے تھے۔ جب یہ لوگ غزوائے موتہ سے واپس ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کا مدینہ سے باہر استقبال کیا۔ جعفر بن ابی طالبؓ کی شہادت سے آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ عبداللہ بن جعفرؓ کو (یہ اس وقت لڑکے تھے) اٹھا کر اپنی سواری پر سوار کر لیا۔ جوش محبت و فرطِ غم سے آنسو نکل آئے ان کی مغفرت کی دعا کی اور فرمایا ''کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دو بازو مرحمت فرمائے ہیں جس سے وہ جنت میں اڑتے ہیں اسی روز سے جعفر ابن ابی طالبؓ ذوالجناحین کے لقب سے موسوم ہوئے۔ اسی اعتبار سے بعض ان کو طیار بھی کہتے ہیں۔

..... (اللہ نے اس کو بخش دیا) اس کے بعد جعفرؓ نے رایت اسلام لیا دشمنان اسلام نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا یہاں تک کہ یہ بھی شہید ہو گئے۔ (اللہ نے ان کو بھی بخش دیا) پھر عبداللہ بن رواحہؓ نے پرچم اسلام لیا یہ کہہ کر آنحضرت ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے انصار کا چہرہ اس سے متغیر ہو گیا اور عبداللہ کی طرف سے ان کو سوءِ ظنی پیدا ہو گئی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی مخالفوں سے لڑے اور شہید ہوئے۔ بے شک سب کے سب جنت میں اٹھائے گئے یہ سب اس وقت تخت زریں پر متمکن ہیں لیکن عبداللہ کا تخت ان دونوں آدمیوں کے تخت سے گھٹ کر ہے اس کی وجہ سے کہ انہوں نے رایت اسلام لینے کے وقت کسی قدر پس و پیش کیا تھا۔ پھر فرمایا کہ ان کے بعد رایت اسلام کو سیف من سیوف اللہ خالد بن الولیدؓ نے لیا اور لڑائی کی بگڑی ہوئی حالت کو سنبھالا۔ اسی دن سے خالد بن الولیدؓ سیف اللہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۸

فتح مکّہ ۸ھ

بنوخزاعہ اور بنوبکر کی عداوت: اس سے پیشتر ہم تحریر کر چکے ہیں کہ جس وقت مقام حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقریش میں مصالحت ہوئی اور عہد نامہ لکھا گیا تھا اس وقت خزاعہ خواہ مؤمن ہوں یا کافر آنحضرت ﷺ کے گروہ میں داخل ہو گئے تھے اور قریش کے گروہ میں بنوبکر بن عبد مناۃ بن کنانہ شامل تھے اور زمانۂ جاہلیت سے ان دونوں قبیلوں خزاعہ وبکر میں ان بن چلی آ رہی تھی۔ اس وجہ سے کہ مالک بن عباد بنو حضرمی حلیف اسود بن زرن الدیلی البکری کچھ تجارت کا مال لے کر خزاعہ کے ملک میں گیا تھا۔ خزاعہ نے اس کو قتل کر کے اس کا مال واسباب لوٹ لیا تھا۔ بنوبکر نے اس کے معاوضہ میں موقع پا کر خزاعہ کے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ خزاعہ نے اس واقعہ سے برہم ہو کر سلمی وکلثوم وذویب شرفاء بنوبکر قبل اسلام کو مقام عرفہ میں قتل کیا۔ خزاعہ وبنوبکر میں باہم یہ چوٹیں چل رہی تھیں کہ اسلام کا زمانہ آ گیا اور ان دونوں قبیلوں نے اسلام کے معاملات میں پڑ کر اپنی قدیمی عداوت کو بھلا دیا تھا۔

صلح حدیبیہ کی تنسیخ: مقام حدیبیہ میں ایک میعادی صلح ہو گئی اور مومنین وکافرین ایک دوسرے سے بے خوف ہو گئے اس وقت بنوبکر سے نوفل بن معاویہ نے خزاعہ سے بدلہ لینے کا موقع مناسب سمجھ کر خزاعہ پر حملہ کر دیا۔

نوفل بن معاویہ کے ساتھ اس واقعہ میں کل بنوبکر شامل نہ تھے بلکہ ستر فیصد ان کے ہمراہ نکلے اور باقی نے روانگی سے انکار کر دیا۔ قریش میں سے صفوان بن امیہ وعکرمہ بن ابی جہل وسہل بن عمرو وغیرہ نے پوشیدہ طور سے ان کی امداد کی۔ نوفل بن معاویہ مع اپنے ہمراہیوں کے خزاعہ پر چڑھ گیا۔ خزاعہ مقابلے سے مجبور ہو کر حرم میں آ چھپے لیکن نوفل کے جوشِ انتقام نے ان کو حرم میں بھی پناہ نہ لینے دی۔ چنانچہ خزاعہ سے چند آدمی حرم میں مارے گئے بدیل بن ورقاء خزاعی کے گھر میں گھس گئے اور اس کو لوٹ کر واپس چلے آئے۔ اس واقعہ نے صلح حدیبیہ کو فسخ کر دیا اور یہی فتح مکہ کا باعث ہوا۔

ابوسفیان کی صلح حدیبیہ کی تجدید کی کوشش: اس واقعہ کے بعد بدیل بن ورقاء اور عمرو بن سالم اپنی قوم کے چند آدمیوں کو لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بنوبکر اور قریش کی عہد شکنی وظلم کی شکایت کر کے امداد کے خواستگار ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان سے امداد کا وعدہ فرمایا جس وقت یہ لوگ واپس ہوئے۔ آپ ﷺ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ابوسفیان مکہ سے مدت صلح بڑھانے اور عہد کو مضبوط کرنے آ رہا ہے لیکن بے نیل و مرام واپس جائے گا اور یہی واقعہ فتح مکہ کا باعث ہوگا۔ قریش اپنے کیے پر پشیمان ہوں گے چنانچہ ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء سے مقام عسفان میں ملاقات ہوئی ابوسفیان نے کہا بدیل تو کہاں سے آ رہا ہے؟ بدیل نے جواب دیا اسی وادی سے بدیل یہ کہہ کر آگے بڑھ گیا اور ابوسفیان رفتہ رفتہ مدینہ میں پہنچ کر اپنی لڑکی ام المؤمنین ام حبیبہؓ کے پاس گیا۔ ام حبیبہؓ نے فرش کو لپیٹ لیا اور یہ کہا یہ آنحضرت ﷺ کا بچھونا ہے اس پر مشرک نہیں بیٹھ سکتا۔ ابوسفیان نے جھلا کر کہا اے لڑکی تو میرے بعد شر میں مبتلا ہوگی۔ ام حبیبہؓ نے جواب دیا نہیں! بلکہ میں نور اسلام سے منور ہوگئی اس کے بعد ابوسفیان اٹھ کر مسجد میں آیا اور آنحضرت ﷺ سے کچھ باتیں کیں۔ لیکن آپ ﷺ نے جب کچھ جواب نہ دیا۔ تو وہاں سے حضرت ابوبکرؓ کے پاس گیا اور ان سے سفارش کرنے کو کہا انہوں نے انکار کیا۔ تب حضرت عمرؓ بن الخطاب کے پاس گیا حضرت عمرؓ بن الخطاب نے اس کی صورت دیکھتے ہی فرمایا واللہ اگر مجھ کو یہ معلوم ہو گیا ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کا کیا قصد ہے تو میں تم سے آج نپٹ لیتا۔

ابوسفیان اس بات کو سن کر چپکا حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس چلا آیا۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے پاس اس وقت ان کی بیوی فاطمہؓ زہرا اور حسنؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوسفیان نے اپنی وہی التجا حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے بھی پیش کی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ''میں اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ سے کچھ گفتگو نہیں کر سکتا جس میں انہوں نے کچھ قصد کر لیا ہے''۔ ابوسفیان یہ سن کر حضرت فاطمہ کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا ''اے بنت محمد (ﷺ) کیا تم اپنے اس لڑکے (حسنؓ) کو یہ حکم نہیں دے سکتی ہو کہ یہ محمد (ﷺ) سے جا کر میری کچھ سفارش کرے؟ حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا کوئی شخص آنحضرت ﷺ سے کچھ نہیں کہہ سکتا اور نہ کسی کی سفارش کر سکتا ہے؟''

ابوسفیان کی بے نیل و مرام واپسی: ابوسفیان اس جواب سے مایوسی کی حالت میں خاموش ہو کر بیٹھ گیا اور دل میں یہ سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ اتنے میں حضرت علیؓ نے فرمایا ''اے ابوسفیان میں تم کو ایک نہایت عمدہ تدبیر بتلاتا ہوں''۔ ابوسفیان یہ سن کر خوش ہو گیا اور ان کی طرف دیکھنے لگا حضرت علی نے فرمایا تم بنو کنانہ کے سردار ہو تم کو کسی کے تعارف کرانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اٹھو اور سیدھے مسجد میں چلے جاؤ اور بہ آواز بلند یہ کہہ کر کہ میں مدت صلح بڑھانے اور عہد نامہ کے اقرار کو مضبوط کرنے آیا ہوں''۔ اپنے شہر واپس چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کہ کیا یہ بات میرے نفع کی ہے؟ علیؓ نے فرمایا ''میرا گمان یہی ہے لیکن وقت تو یہ ہے کہ اس کے سوا اور کوئی تدبیر بھی نہیں ہے تم خود سوچو اس میں تمہارا کہاں تک نفع اور کس حد تک نقصان ہے''۔ ابوسفیان اس کلام کے ختم ہوتے ہی اٹھ کر مسجد میں آیا اور بلند آواز سے یہ کہہ کر کہ ''میں مدت صلح بڑھائے جاتا ہوں اور از سر نو عہد و اقرار کو مضبوط کیے جاتا ہوں''۔ مکہ کو چل کھڑا ہوا اہل مکہ نے یہ واقعہ سن کر ابوسفیان سے کہا کہ تو نے کچھ نہ کیا حضرت علیؓ نے تمہارے ساتھ مسخرہ پن کیا۔

حضرت حاطبؓ کا خفیہ خط: ابوسفیان کی روانگی کے بعد آنحضرت ﷺ نے مکہ کی طرف چلنے کا حکم دیا صحابہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(رضوان اللہ علیہم) سامان سفر و آلات حرب درست کرنے لگے اس اثنا میں حاطب ابن ابی بلتعہؓ نے ایک خط میں ان حالات کو لکھ کر ایک عورت مزینہ کنود نامی کے ہاتھ اہل مکہ کی طرف روانہ کیا۔ آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی اس امر کی اطلاع ہو گئی۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ زبیرؓ اور مقداد (رضی اللہ عنہم) کو اس عورت کو ڈھونڈنے اور گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا ان لوگوں نے اس کو روضہ خاخ میں پہنچ کر گرفتار کر لیا سارا اسباب اس کا ڈھونڈا لیکن خط کا پتہ نہ لگا تب آپس میں کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نہایت سچے ہیں تعجب ہے کہ خط نہیں ملتا''۔

مزینہ کنود کی گرفتاری: علیؓ نے اس عورت سے کہا کہ بہتر ہوگا کہ تو اس خط کو دے دے ورنہ ہم بہت تنگ کریں گے عورت اس دھمکی میں آ گئی اور اس نے اپنے جوڑے سے نکال کر خط دے دیا۔ یہ لوگ اس عورت کو مع خط کے آنحضرت ﷺ کے پاس پکڑ لائے آپ نے حاطبؓ بن ابی بلتعہؓ سے فرمایا یہ کیا معاملہ ہے۔ حاطب نے عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ واللہ میں مسلمان ہوں مجھے اسلام میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے لیکن میرے متعلقین قریش میں ہیں میں نے یہ چاہا تھا کہ وہ میرے غیاب میں میرے اہل و عیال کی حفاظت کریں۔ حضرت عمرؓ ابن الخاطب نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اجازت دیجیے تا کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا عمرؓ تمہیں معلوم نہیں کہ اہل بدر کی شان میں اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ﴿اعملوا ما شئتم فانی قد غفرت لکم﴾ یعنی ''جو چاہو کرو میں نے تمہارے گناہ بخش دیئے ہیں''

رسول اللہ ﷺ کی مکہ کو روانگی: دس رمضان ۸ھ کو دس ہزار کی جمعیت سے رسول اللہ ﷺ مدینہ سے بقصد فتح مکہ روانہ ہوئے ایک گروہ میں ایک ہزار مرد بنو سلیم کے اور ایک ہزار مزینہ کے اور غفار کے چار سو اور اسلم کے چار سو اور باقی قریش و اسد و تمیم اور مہاجرین و انصارؓ کے ممالیک و کتاب (رضی اللہ عنہم) تھے مدینہ میں کلثوم بن حصین بن عتبہ غفاری آپ کے قائم مقام ہوئے۔ جس وقت آپؐ ذی الحلیفہ اور بعض کہتے ہیں کہ جحفہ میں پہنچے عباسؓ بن عبدالمطلب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آتے ہوئے ملے۔ آنحضرت ﷺ کے کہنے سے حضرت عباسؓ نے اپنا اسباب مدینہ بھیج دیا اور خود آپؐ کے ہمراہ بقصد جہاد لشکر اسلام کے ہمراہ مکہ واپس ہوئے۔ مضیق العقاب میں ابوسفیان بن الحرث و عبداللہ بن ابی امیہ سے ملاقات ہوئی یہ لوگ بھی ہجرت کئے ہوئے آ رہے تھے لیکن اس وقت تک یہ لوگ مسلمان نہ ہوئے تھے۔ انہوں نے حاضری کی اجازت چاہی اجازت نہ ملی۔ ام المؤمنین ام سلمہؓ نے ان کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے کچھ گفتگو فرمائی تب ان کو حاضری کی اجازت ہوئی ان لوگوں نے حاضر ہوتے ہی اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں کے ہمراہ مکہ روانہ ہوئے۔ عشاء کے وقت مرالظہران میں لشکر اسلام اترا آپؐ نے ایک ہزار کی ایک ایک جماعت علیحدہ کر کے ہر ایک سے آگ روشن کرنے کے لئے فرمایا اور حضرت عمر بن الخطاب کو پتر ول پر رکھا۔

حضرت عباسؓ اور ابوسفیان: حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے دل میں وفعتہً یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر قریش نے اس مرتبہ آنحضرت ﷺ سے مخالفت کی اور آپ ﷺ مکہ میں بجبر داخل ہوئے تو قریش کی خیریت نہیں ہے۔ یہ خیال رفتہ رفتہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قدر ترقی پزیر ہوا کہ حضرت عباس ابن عبدالمطلبؓ آنحضرت ﷺ کے خچر پر سوار ہو کر اس ارادہ سے لشکر سے باہر چلے کہ مبادا مکہ کے کسی جانے والے کے ذریعہ اہل مکہ کو سمجھا دیں اتفاق سے ابوسفیان بن حرب و بدیل بن ورقاء و حکیم بن حزام مخبری کی غرض سے مکہ سے نکل کر وادی میں پھر رہے تھے۔ بدیل بن ورقاء کہہ رہے تھے کہ یہ آگ بنوخزاعہ کی ہے ابوسفیان نے اس کا جواب دیا ''خزاعہ میں یہ قوت کہاں سے آئی وہ نہایت کمزور اور ذلیل ہیں ان کے پاس اتنا لشکر ہرگز جمع نہیں ہوسکتا''۔ حضرت عباسؓ نے یہ کلام سن کر بلند آواز سے کہا یہ لشکر رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ واللہ ہم اگر تم پر فتح یاب ہو گئے تو تم کو مار ڈالیں گے افسوس قریش کی حالت پر بہتر ہوگا کہ امن کے خواستگار ہو جاؤ اور اطاعت قبول کرلو۔ ابوسفیان اس آواز کو ڈھونڈتا ہوا حضرت عباسؓ کے پاس آیا حضرت عباسؓ اسے اپنے ہمراہ لئے لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت عمر بن الخطابؓ اپنے ساتھ ابوسفیان کو لاتا دیکھ کر اس کی طرف جھپٹے۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ میں نے اس کو اپنے امن میں لے لیا ہے حضرت عمرؓ بن الخطاب نے کہا یہ دشمن خدا اور رسول ﷺ ہے یہ بغیر کسی عہد و اقرار کے ہاتھ آ گیا ہے میں اس کو زندہ نہ چھوڑوں گا چونکہ عمر بن الخطابؓ پیادہ تھے اور عباس و ابوسفیان سوار تھے اس وجہ سے حضرت عباسؓ ابوسفیان کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے نہایت تیزی سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے اور ان کے پیچھے پیچھے تلوار کھینچے ہوئے حضرت عمرؓ بن الخطاب آ پہنچے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ دشمن خدا! ابوسفیان بلا کسی عہد و اقرار کے ہاتھ آ گیا ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی ابھی گردن مار دوں۔ حضرت عباسؓ نے کہا یارسول اللہؐ میں نے اس کو اپنے دامن میں لے لیا۔ حضرت عمر ابن الخطابؓ اس پر ملتفت نہ ہوئے اس کے قتل پر اصرار کرتے رہے اور تلوار کھینچے ہوئے حکم و اشارہ کے منتظر تھے کہ حضرت عباسؓ نے جھلا کر کہا اگر یہ بنوعدی سے ہوتا تو عمرؓ تم اتنا اس کے قتل پر اصرار نہ کرتے لیکن چونکہ تم جانتے ہو کہ یہ بنوعبد مناف سے ہے اس وجہ سے اس کے قتل پر تم زیادہ مچل رہے ہو۔ حضرت عمر ابن الخطابؓ نے جواب دیا واللہ تمہارا اسلام میرے نزدیک خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب تھا اس وجہ سے کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا بھی مبارک خیال یہی تھا حضرت عباسؓ افسوس ہے کہ تمہارا میری نسبت ایسا خیال ہے تم جو چاہو سمجھو مگر میں اس کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔

ابوسفیان کو امان: عباسؓ اس کلام کا جواب بھی نہ دینے پائے تھے کہ حضرت عمرؓ ابن الخطابؓ ابوسفیان کی طرف جھپٹے آنحضرت ﷺ نے ارشاد کیا میں نے اس کو شب بھر کے لئے مہلت دی حضرت عمر بن الخطابؓ یہ سن کر دم بخود ہو گئے تلوار کو نیام میں کرلیا اس کے بعد حضرت عباسؓ کو یہ حکم دیا کہ ابوسفیان کو اپنے خیمہ میں لے جاؤ صبح میرے پاس لانا دوسرے دن صبح ہوتے ہی عباسؓ ابن عبدالمطلب ابوسفیان کو ہمراہ لئے ہوئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ابوسفیان سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''ابوسفیان کیا ابھی تیرے نزدیک اس کا وقت نہیں آیا ہے کہ تو لا الہ الا اللہ پر ایمان لائے ابوسفیان نے عرض کیا میرے ماذر و پدر آپ پر قربان ہوں آپؐ نہایت حلیم و کریم ہیں بخدا کل سے مجھے یقین ہو گیا کہ اگر سوائے اللہ کے اور کوئی اللہ ہوتا تو مجھ کو ضرور آپؐ کی امداد سے مستغنی کر دیتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان کا قبولِ اسلام: آنحضرت ﷺ نے ارشاد کیا ''شرم کی بات ہے کیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا ہے کہ تو مجھے اللہ کا رسول ﷺ جانے'' ابوسفیان نے کہا میرے مادر و پدر آپ پے فدا ہوں اس امر میں مجھے پس و پیش ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا تجھ پر تف ہو تو اپنی گردن زنی سے پہلے اسلام لا۔ ابوسفیان یہ سن کر عباسؓ کی طرف تعجب سے دیکھنے لگا عباسؓ نے کہا دیکھ وہ عمرؓ آ رہے ہیں پس محمد رسول اللہ کہہ دے ورنہ آتے ہی وہ تیری گردن اڑا دیں گے۔ ابوسفیان نے یہ سنتے ہی گھبرا کر محمد رسول کہہ دیا اور مسلمانوں میں داخل ہو گیا۔

ابوسفیان کی عزت افزائی: ابوسفیان کے ایمان لانے کے بعد حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ ابوسفیان مکہ کے سرداروں میں ہے۔ فخر کو زیادہ پسند کرتا ہے آپؐ اس کے لئے کوئی ایسا امتیاز کر دیجئے جس سے یہ اوروں سے ممتاز سمجھا جائے آپ نے فرمایا: اچھا جو شخص ابوسفیان کے مکان میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے اور جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو لے کر کنارہ وادی پر کھڑے ہو جاؤ تا کہ یہ اللہ کے لشکریوں کو دیکھے چنانچہ حضرت عباسؓ خود ابوسفیان کو لے کر ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو گئے قبیلہ قبیلہ کا گروہ جوق در جوق گزرنے لگا ابوسفیان ہر ایک کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتا جاتا اور پوچھتا جاتا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین و انصار کے گروہ میں مسلح زرہیں اور سفید خود پہنے ہوئے گزرے۔ ابوسفیان نے گھبرا کر دریافت کیا ((ھـــن ھـــولاء)) ''یہ کون لوگ ہیں'' حضرت عباس نے کہا ((ھـذا رسـول اللّـه فی المهاجرین و الانصار)) یعنی ''یہ مہاجرین و انصار میں اللہ کے رسول ہیں''۔ ابوسفیان نے تعجب سے کہا تمہارے بھائی کے لڑکے کا ملک بہت بڑھ گیا اور اس کا لشکر بے حد زیادہ ہو گیا عباس نے کہا اے ابوسفیان یہ بادشاہی نہیں ہے بلکہ نبوت ہے پھر ابوسفیان نے پوچھا یہ سب کہاں جا رہے ہیں اور کیا کریں گے؟ حضرت عباسؓ نے جواب دیا تیری قوم پر جاتے ہیں۔

اہلِ مکہ کو امان: ابوسفیان یہ سن کر خاموش ہو گیا اور ان سے رخصت ہو کر مکہ آیا اور اہل مکہ کو اس امر سے مطلع کیا جس نے ان کو گھیر لیا تھا اور یہ بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسجد میں یا ابوسفیان کے مکان میں داخل ہو یا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے لشکر اسلام کا رایت سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ میں تھا جس وقت یہ ابوسفیان کے پاس سے ہو کر گزرے اس وقت جوش میں آ کر کہہ اٹھے ((الیوم یوم الملحمه ... الیوم تحل الحرمة)) یعنی ''آج لڑائی کا دن ہے اور آج حرمتِ کعبہ حلال ہے''۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر رایت سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ سے لے کر حضرت علی ابن ابی طالبؓ کو دے دیا میمنہ میں خالد بن ولید اسلم و غفار و مزینہ و جہینہ کو لئے ہوئے اور میسرہ میں زبیرؓ اور مقدمۃ الجیش میں عبیدہ ابن الجراح اور قلب لشکر میں آنحضرت ﷺ مع حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمان (رضی اللہ عنہم) کے رونق افروز ہوئے۔ حضرت زبیرؓ کو اعلیٰ مکہ سے اور خالدؓ کو اس کے اسفل سے داخل ہونے کو فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص چھیڑ کرے اس سے لڑنا خود بہ نفس نفیس ذی طویٰ کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے۔ عکرمہ بن ابی جہل و صفوان بن امیہ و سہیل بن عمرو وغیرہ نے مقابلہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارادہ سے کچھ لوگوں کو جمع کیا تھا چنانچہ ان کا سامنا خالد بن الولیدؓ سے ہو گیا مسلمانوں میں سے کرز بن جابر (بنو محارب سے) حنیس بن خالد (خزاعہ سے) سلمہ بن جہینہ شہید ہوئے مشرکین کی طرف سے تیرہ آدمی مارے گئے۔ باقی آدمیوں کو آپ ﷺ نے امن دے دیا یہ فتح ۲۰ رمضان ۸ھ کو ہوئی۔

عبدالعزیٰ بن خطل کا قتل: یوم فتح مکہ چند آدمیوں کا خون آپ ﷺ نے مباح کر دیا تھا۔ منجملہ ان کے ایک عبدالعزیٰ بن خطل (بنو تیم الادرم ابن غالب سے) تھا اور پہلے مسلمان ہو گیا تھا اس کو آپ ﷺ نے صدقات وصول کرنے بھیجا تھا۔ اس کے ساتھ ایک انصاری اور ایک غلام رومی تھا اثناء راہ میں غلام رومی کو اس نے قتل کر ڈالا اور مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا تھا۔ یوم فتح مکہ کعبہ کا پردہ اس خیال سے پکڑ لیا کہ شاید اس کی حرمت اس نومید زندگی کو امن دے سکے لیکن اس کو وہاں بھی پناہ نہ ملی۔ سعد بن حریث مخزومیؓ اور ابو برزہ اسلمیؓ نے قتل کیا۔

عبداللہ بن سعد: دوسرا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح آنحضرت ﷺ کا کاتب تھا یہ مرتد ہو کر مکہ چلا گیا تھا۔ یوم فتح جان کے خوف سے چھپ گیا فتح کے بعد حضرت عثمان ابن عفانؓ کے پاس آیا یہ اس کے رضاعی بھائی تھے۔ حضرت عثمان اس کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے اور عرض کیا کہ میں نے اس کو امن دیا تھوڑی دیر تک آپ ﷺ سکوت میں رہے ایک ساعت بعد آپ ﷺ نے بھی امن دے دیا پھر جب یہ باہر نکلا تو آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا جب میں سکوت میں تھا تم نے اس کی گردن کیوں نہ مار دی۔ انصار کے کسی نوجوان نے عرض کیا کاش آپ نے ہم کو اشارہ کر دیا ہوتا آنحضرت ﷺ نے کہا نبی اشارہ بازی نہیں کرتا۔ اس مرتبہ اسلام لانے کے بعد عبداللہ بن سعد نہایت سچائی اور صفائی سے رہے کوئی برائی ان سے ظاہر نہیں ہوئی۔ حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما نے ان کو اپنے زمانہ خلافت میں مختلف بلاد کا حکمران مقرر کیا تھا۔

حویرث بن نفیل اور مقیس بن صبابہ کا قتل: تیسرا قابل گردن زدنی حویرث بن نفیل بنو عبد قصی سے تھا یہ قبل ہجرت مکہ میں آنحضرت ﷺ کو بہت ایذائیں دیتا تھا اس کو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یوم فتح قتل کیا تھا۔ مقیس بن صبابہ بھی انہیں قابل قتل لوگوں میں سے تھا یہ غزوہ خندق میں آیا تھا اور ایک انصاری کو (جس نے اس سے پیشتر کسی کے دھوکہ میں اس کے بھائی کو مار ڈالا تھا) قتل کر کے مرتد ہو کر مکہ بھاگ آیا تھا یوم فتح اس کو نمیلہ بن عبداللہ لیثی (اس کے چچا کے لڑکے) نے مارا منجملہ ان کے ابن اخطل کی دو لونڈیاں تھیں۔ جن کا شب و روز یہ کام تھا کہ وہ دونوں آنحضرت ﷺ کی ہجو گاتی تھیں۔ ایک تو ان میں سے ماری گئی اور دوسری نے امن کی درخواست کی آپ نے اس کو امن دے دیا ان کے علاوہ بنو عبدالمطلب کی ایک خادمہ سارہ نامی بھی اسی گروہ میں سے تھی لیکن امن کی درخواست نے اس کی بھی جان بخشی کرا دی۔ نیز بنو مخزوم کے دو شخصوں حرث بن ہشام و زہیر بن ابی امیہ برادر ام سلمہؓ نے ام ہانیؓ بنت ابی طالبؓ سے پناہ طلب کی۔ ام ہانیؓ نے ان کو امن دیا اور آنحضرت ﷺ نے اس کو بحالہ قائم رکھا۔

زیارتِ کعبہ: فتح کے بعد آنحضرت ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے کعبہ کا طواف کیا۔ حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہ سے کلید لے کر کعبہ میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ اس وقت حضرت اسامہ و بلال و عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم تھے مجاورت بیت اللہ انہیں کے قبضہ میں رکھی۔ پس اس وقت سے آج تک اولاد شیبہ بیت اللہ کے مجاور ہوتے چلے آتے ہیں۔ کعبہ کے اندر باہر و اطراف میں جس قدر اصنام تھے۔ ان کو توڑ کر گرا دینے کا حکم دے دیا۔ خود بہ نفس نفیس دست مبارک میں ایک چھڑی لئے ہوئے بتوں کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے تھے ﴿جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا..... ﴾ یعنی ''آ گیا حق اور بھاگ گیا باطل بے شک باطل بھاگنے والا تھا''۔ آپ ﷺ کے ان کلمات فرمانے اور اشارہ کرنے سے کوئی بت ایسا نہ تھا جو اوندھا منہ کے بل نہ گر پڑا ہو جب نماز کا وقت آیا تو بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے حکم سے کعبہ کی پشت پر اذان دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہوئے اور جماعت کے ساتھ بے خوف وخطر نماز ادا کی۔

اہلِ مکہ سے خطاب: اس کامیابی و فتح کے دوسرے دن آنحضرت ﷺ باب کعبہ پر کھڑے ہوئے اور رسوم جاہلیت، مجاورت بیت اللہ وسقایۃ الحاج کو برقرار رکھا اور یہ فرمایا کہ ''اس[1] سے قبل اور نہ اس کے بعد مکہ کسی کے لئے حلال نہیں ہوا اور بے شک آج کے دن ایک ساعت کے لئے میرے واسطے حلال ہو گیا تھا لیکن اب پھر اس کی حرمت حسبِ سابق بحال ہو گئی

---

[1] اس مضمون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ نے ایک جداگانہ خطبہ میں (جو آئندہ نقل کیا گیا ہے) بیان فرمایا تھا جیسا کہ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ فتح مکہ کے دوسرے دن ایک خزاعی نے ایک ہذیلی مشرک کو مار ڈالا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر صحابہؓ کو جمع کر کے یہ خطبہ پڑھا:

((يا ايها الناس ان الله حرم مكة يوم خلق السموات و الارض فهي حرام الى يوم القيمة فلا يحل لا مرى يومن بالله و اليوم الاخر ان يسفك فيها دما و لا يعضد فيها شجر الم تحلل لاحد كان قبلي و لا تحل لاحد يكون بعدى و لم تحلل لى الاهذا الساعة غضبا على اهلها الا ثم قد رجعت كحرمتها بالامس فليبلغ الشاهد منكم الغائب فمن قال لكم ان رسول الله ﷺ قاتل فيها فقولوا ان الله قد احلها لرسوله و لم يحللها لكم يا معشر خزاعة ارفعوا ايديكم عن القتل فلقد كثر القتل لقد قتلتم قتيلا لا ديته فمن قتل بعد مقامي هذا فاهله بخير النظرين ان شا و اقدم قاتله و ان شاوا فعقله))

'' اے لوگو اللہ نے جس روز آسمان زمین پیدا کئے تھے اسی روز مکہ حرم فرما دیا تھا لہٰذا مکہ قیامت تک حرام رہے گا۔ لہٰذا اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس میں خون ریزی کرے یا اس کا کوئی سرسبز درخت کاٹے۔ مکہ نہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال ہوا اور نہ میرے بعد حلال ہوگا اور میرے واسطے بھی بجز اس ساعت کے حلال نہیں کیا گیا۔ اب اس کی حرمت حسب سابق لوٹ آئی میرا یہ پیغام موجود غیر موجود کو پہنچا دے۔ اگر کوئی تم سے یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں جنگ کی ہے تو اس سے کہنا کہ اللہ نے مکہ اپنے رسول ﷺ کے واسطے حلال کر دیا تھا مگر تمہارے لئے حلال نہیں کیا۔ اے بنی خزاعہ قتل سے اپنے ہاتھ روک لو بہت کچھ خون ریزی ہو چکی، تم نے ایک شخص کو مار ڈالا جس کی دیت (خون بہا) میں دوں گا اگر کوئی آج کے بعد کسی کو قتل کرے گا تو مقتول کے وارثوں کو اختیار ہوگا چاہے خون کے بدلے قتل کر دیں یا دیت لیں''۔ درحقیقت یہ دو خطبے ہیں لیکن مؤرخ نے سلسلہ کلام میں اس امر پر نظر نہیں کی۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ پڑھا:

((لا اله الا الله وحده لا شريک له صدق وعده و نصر عبده و هزم الاحزاب وحده الا ان کل ماثورة اودم اومال يدعى فى الجاهلية فهو تحت قدمى هاتين الاسد انة الكعبة و سقاية الحاج الاوان قتل الخطا مثل العمد بالسوط و العصا فيه الدية مغلظة مائة من الابل منها اربعون فى بطونها اولادها يا معشر قريش ان الله قد اذهب عنكم نخوة الجاهلية و تعظمها بالاباء الناس من ادم و ادم خلق من تراب قال الله تعالىٰ يا ايها الناس انا خلقناكم من ذكر و انثى و جعلنا كم شعوبا و قبائل لتعارفوا و ان اكرمكم عندالله اتقاكم ان الله عليم خبير يا معشر قريش ما ترون الى فاعل بكم قالو اخيراً اخ كريم و ابن اخ كريم قال فانى اقول كما قال يوسف لاخوته لا تثريب عليكم اليوم اذهبوا فانتم الطلقآء))

''حق دار عبادت اللہ ہی ہے جو تنہا ہے اور شریک سے بری ہے۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا لشکر کو شکست دی۔ کان کھول کر سن لو ہر رسم یا خون یا مال جس کی جاہلیت میں دعویٰ کیا جاتا تھا میرے پاؤں کے نیچے ہے (میں نے ان سب کو مسل دیا) ہاں کعبہ کی مجاورت اور زمزم پلانے کا عہدہ حسب دستور باقی ہے یاد رکھو قتل خطا قتل عمد کی طرح ہے خواہ کوڑوں سے ہو یا لاٹھیوں سے دونوں کی دیت سنگین ہے یعنی سو اونٹ جس میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں اے اہل قریش اللہ نے تم سے جاہلیت کا غرور اور باپ دادا پر فخر کرنا ختم کر دیا تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے اللہ نے فرمایا لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنا دیئے تا کہ ایک دوسرے کو پہچان لو پھر جو سب سے زیادہ متقی ہے وہی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ شریف ہے اور اللہ بہت ہی جاننے والا اور خبردار ہے''۔

اے اہل قریش تمہارا میرے بارے میں کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا؟ بولے اچھائی کا خیال ہے کیونکہ آپؐ بہترین بھائی ہیں اور بہترین بھائی کے بیٹے ہیں۔ فرمایا اچھا تو میں وہی کہتا ہوں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔

بیعت: خطبہ سے فارغ ہو کر آپ کوہ صفا پر جا بیٹھے اور لوگوں سے مہما امکن اطاعت خدا اور رسول کی بیعت لینے لگے مردوں کی بیعت سے فراغت پا کر آپ نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو عورتوں سے بیعت لینے پر مامور کیا اور خود بنفس نفیس ان کے لئے استغفار کرتے رہے۔

صفوان بن امیہ اور ابن الزبیر کو امان: صفوان بن امیہ فتح کے بعد جان کے خوف سے یمن کی طرف بھاگا۔ عمیر بن وہبؓ (اس کی قوم سے) نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر صفوان کی امان کی درخواست کی آپ نے اس کو امان دی اور اس امر کے اظہار کے لئے اپنا وہ عمامہ مرحمت فرمایا جو کہ مکہ میں داخلے کے وقت آپ کے سر مبارک پر تھا۔ عمیر بن وہب صفوان کو یمن کے قریب سے واپس لائے اس نے آنحضرت ﷺ سے دو مہینے کی مہلت طلب کی آپ نے چار مہینہ کی مہلت عطا فرمائی۔ ابن الزبیر شاعر بھی نجران کی طرف بھاگ گیا تھا لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر واپس آیا اور ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی شوہر ام ہانی یمن کی فتح کے وقت مکہ چلا گیا تھا اور وہیں بحالت کفر مر گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بُت خانہ عزیٰ کا انہدام: ان واقعات کے بعد آنحضرت ﷺ نے مکہ کے اطراف و جوانب کی طرف سرایا روانہ فرمائے۔ لیکن ان کو قتال سے منع فرما دیا منجملہ ان کے خالد بن الولیدؓ بنو جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کی طرف روانہ کئے گئے۔ انہوں نے بنو جذیمۃ سے لڑائی کی اور مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ جب حضرت خالدؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اس مال و اسباب کو حضرت علیؓ کی معرفت بنو جذیمہ کو واپس کر دیا اور ان کے مقتولین کی دیت (خون بہا) ادا کیا۔ اس کے بعد پھر حضرت علیؓ کو عزیٰ کی جانب روانہ کیا۔ مضر و کنانہ اس کی جاہلیت میں بے حد تعظیم کرتے تھے اور اس کی مجاورت بنو شیبان قبیلہ بنو سلیم حلفاء بنو ہاشم کے قبضہ میں تھی۔ خالد بن الولیدؓ نے اس کو منہدم کر دیا۔

انصار کی تالیفِ قلوب: انصارؓ کو فتح مکہ کے بعد آنحضرت ﷺ کے بلاتعین قیام سے یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید اب آپ مکہ ہی میں قیام فرمائیں گے۔ مدینہ تشریف نہ لے جائیں گے اس وجہ سے ان کو ایک گونہ صدمہ ہوا آپس میں اس سلسلے میں کچھ کہنے سننے لگے آنحضرت ﷺ کو جب اس امر کی خبر ہوئی تو باہر تشریف لائے انصارؓ کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور فرمایا ''کہ ہماری زندگی و موت تمہاری زندگی و موت سے متعلق ہے''۔

(مترجم) تطہیر کعبہ: ابن اسحاق نے مختلف اسناد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کی فتح کے بعد مکہ میں پندرہ راتیں مقیم رہے اس اثناء میں برابر نماز قصر کرتے رہے ان بتوں کو جو خانہ کعبہ میں تھے خود اپنے دستِ مبارک سے منہدم کیا اور حضرت ابراہیمؑ و اسماعیل و عیسیٰ و مریم علیہم السلام کی تصاویر کو دفن کرا دیا باقی رہے وہ بت جو اطراف و جوانب مکہ میں تھے ان کے منہدم کرنے کو صحابہؓ کو روانہ کیا۔

عزیٰ کا انہدام: ۲۵ رمضان ۸ھ کو عزیٰ کے منہدم کرنے کے لئے خالد بن ولیدؓ کو تیس سواروں کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا۔ عمرو بن العاصؓ کو سواغ (ہذیل کے صنم) کی طرف روانہ کیا۔ عمرو بن العاصؓ جس وقت سواغ کے قریب پہنچے تو مجاور نے کہا تم کس ارادے سے آئے ہو عمر بن العاصؓ نے جواب دیا کہ مجھ کو آنحضرت ﷺ نے اس بت کو منہدم کرنے کے لئے بھیجا ہے مجاور نے حیرت کی نگاہ سے ان کو دیکھ کر کہا تم اس امر پر قادر نہ ہو سکو گے۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا کیوں؟ مجاور نے جواب دیا کہ خداوند سواغ تم کو خود روک دے گا عمرو بن العاصؓ نے کہا تجھ پر تف ہو تو اب تک اسی خیال باطل میں گرفتار ہے عمرو بن العاصؓ یہ کہہ کر سواغ کی طرف بڑھے اور اس کو ایک ضرب سے پاش پاش کر ڈالا ان کے ہمراہیوں نے اس کے اردگرد کے چھوٹے چھوٹے بتوں کو توڑ کر اس کے خزانہ کو توڑا لیکن اس میں سے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ پھر عمروؓ بن العاص مجاور کی طرف متوجہ ہو کر بولے تو نے دیکھا میں نے کیسے اس کو توڑ ڈالا۔ دیکھ جب وہ اپنے کو نہیں بچا سکتا تو مجھ کو کیا نفع و ضرر پہنچا سکتا ہے مجاور یہ کلام سنتے ہی مسلمان ہو گیا۔ اس طرح سعید بن زید الاشہلیؓ مناۃ کے توڑنے پر مبعوث ہوئے یہ بت اوس و خزرج و غسان کا تھا ان کے ہمراہ بیس سوار تھے انہوں نے جا کر اس بت کو توڑا اور اس کے خزانہ کو کھولا لیکن یہاں سے بھی کچھ ہاتھ نہ آیا۔

بنو ہوازن اور بنو ثقیف: یوں تو مکہ کی فتح سے پہلے عربوں کو آنحضرت ﷺ کی مسلسل کامیابیوں سے آپ ﷺ کی نسبت ایک خاص خیال پیدا ہو گیا تھا اور ان کی رگوں میں جوشِ انتقام یا حسد و رشک کا خون دوڑ رہا تھا۔ پرانی عداوتوں کا خیال اپنے دلوں سے بھلا کر ایک دوسرے سے راہ و رسم پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے چنانچہ ہوازن و ثقیف اسی وقت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کہ آنحضرت ﷺ مدینہ سے بقصد مکہ روانہ ہوئے چوکنے ہو گئے تھے لیکن فتح مکہ کے بعد یہ سمجھ کر کہ آنحضرت ﷺ شاید ہم پر حملہ کر دیں۔ بنونضیر میں مالک ابن عوف کے پاس مسلمانوں کے خلاف جمع ہوئے اس مجمع ومشورے میں بنونضیر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن و بنوجشم بن معاویہ و بنوسعد بن بکر اور چند آدمی بنو ہلالی بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ کے اور ان کے اخلاف بنو مالک بن ثقیف بن بکر شریک تھے۔ بنو ہوازن میں سے کعب وکلاب شریک نہیں ہوئے۔ بنوجشم کے ہمراہ ان کے سردار درید بن الصمۃ بن بکر بن علقمہ بن خزاعہ بن جشم بھی تھا۔ گو اس کو پیرانہ سالی نے کسی کام کا نہ رکھا تھا۔ بہ مشکل تمام اپنے مقام سے حس وحرکت کر سکتا تھا لیکن اس کو جہاں دیدہ و جنگ آزمودہ ہونے کی وجہ سے صلاح ومشورہ کی غرض سے ساتھ لے لیا تھا۔ ثقیف میں قارب بن الاسود ابن مسعود بن معتب اور بنو مالک بن ذوالخمار سمیع بن الحرث بن مالک اور اس کا بھائی احمس سردار تھا اور ان سب کا سردار مالک بن عوف بنونضیر کا سردار بنایا گیا۔

درید بن الصمۃ کی مالک کو پند ونصائح: جس وقت عرب کا یہ گروہ اوطاس میں پہنچا درید بن الصمۃ نے مالک بن عوف سے کہا ((مالی اسمع رعاء البعیر و نهاق الحمیر و یعار الشاء و بکاء الصغیر)) یعنی ''مجھے کیا ہے کہ میں اونٹوں کا بلبلانا اور گدھوں کا چیخنا اور بکریوں کا بولنا اور لڑکوں کا رونا سن رہا ہوں''۔ مالک نے جواب دیا کہ میں نے ان لوگوں کو مع ان کی اولاد اور اموال کے لڑائی پر نکالا ہے تا کہ ان ہی کے خیال سے سینہ سپر ہو کر لڑیں درید بن الصمۃ نے کہا واللہ تو نے غلطی کی کیا مہنمزم کوئی چیز جو اس کے ساتھ ہوتی ہے واپس لے کر جاتا ہے؟ اگر تیری فتح ہوئی تو تجھ کو ہتھیاروں کے سوا اور کوئی چیز فائدہ نہ پہنچائے گی اور اگر شکست ہوئی تو تُو نے اہل وعیال کو بدنام اور رسوا کیا یہ کہہ کر اس نے کعب وکلاب کا حال دریافت کر کے ان کے نہ شریک ہونے کا افسوس کیا اور مالک کی طرف پھر مخاطب ہو کر کہنے لگا مالک تجھے یہ کیا ہو گیا ہے۔ ہوازن کو تو کیوں اژدہے کے منہ میں لئے جاتا ہے یہ اس کا ایک لقمہ بھی نہ ہو گا تو نے مفت میں ان کو غیر بلاد میں لا کر تباہ کیا خیر جو کچھ کیا اچھا کیا بہتر یہ ہو گا کہ بچوں اور عورتوں کو ساقہ میں یعنی سواران لشکر کے پیچھے رکھ اگر تیری فتح یابی ہوئی تو یہ تجھ سے آملیں گے اور اگر تُو کسی آفت ناگہانی میں مبتلا ہو گیا تو یہ دشمنوں کی دست برد سے محفوظ رہیں گے''۔ مالک نے یہ تقریر نہایت حقارت کی نگاہوں سے سن کر اس پر کچھ توجہ نہ کی۔

ذات انواط کا واقعہ: آنحضرت ﷺ نے ان کی آمد کی خبر سن کر عبداللہ بن ابی حدود الاسلمی کو جاسوسی پر مقرر کیا اور صفوان بن امیہ سے سو (۱۰۰) زرہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چار سو زرہیں مستعار لے کر بارہ ہزار مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کے قصد سے پیش قدمی فرمائی دس ہزار صحابی تو وہ تھے جو مدینہ سے آپ کے ہمراہ آئے تھے اور دو ہزار مسلمانان فتح مکہ سے تھے مکہ میں بجائے اپنے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کو متعین فرمایا منجملہ ان لوگوں کے جو اس واقعہ میں آپؐ کے ہمراہ گئے تھے عباس بن مرداس وضحاک بن سفیان کلابی اور چند لوگ عبس وذبیان ومزینہ وبنواسد کے تھے اثناء راہ میں ایک درخت سدر کی طرف ہو کر گزرے جس کو عرب ایام جاہلیت میں ذات انواط کے نام سے موسوم کرتے اور اس کی تعظیم وطواف کرتے تھے لوگوں نے[1] عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

---

[1] ان لوگوں میں مہاجرین وانصار (رضی اللہ عنہم) نہیں شریک تھے۔ صرف وہی لوگ تھے جو بوقت فتح یا بعد فتح مکہ ایمان لائے تھے جیسا کہ ابن اسحاق نے حرث بن مالک سے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمایئے جیسا کہ ان کے لئے ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سوال سے ناراض ہو کر ارشاد فرمایا: ''تم نے مجھ سے ویسا ہی کہا ہے جیسا کہ قوم موسیٰؑ نے کہا تھا کہ ہمارے لئے بھی ایک الٰہ ان کے الٰہ کی طرح بنا دو۔ قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھ کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ تم لوگ ان لوگوں کا راستہ اختیار کرو گے۔ جو تم سے پیشتر گزر چکے ہیں۔ خبردار ایسے خیالات کو اپنے دل میں جگہ نہ دو''۔

جنگ حنین: یکم شوال ۸ھ کو آنحضرت ﷺ وادیاں تہامہ میں سے وادی حنین میں پہنچے رات ہی کے وقت سے ہوازن وادی حنین کے دونوں جانب کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ رہے تھے۔ جس وقت لشکر اسلام اس وادی سے ہو کر گزرا کفار نے کمین گاہ سے نکل کر دفعتہً حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کا لشکر اس اچانک حملہ سے منتشر و غیر مرتب ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے ہر چند ان کو واپس آنے کے لئے آواز دی لیکن وہ واپس نہ ہو سکے آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و علیؓ عباس و ابوسفیان بن الحرث اور ان کے لڑکے جعفر و فضل و قثم پسران عباس اور ان کے علاوہ ایک جماعت صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی تھی۔ آنحضرت ﷺ اپنے سفید خچر دلدل نامی پر سوار تھے اور حضرت عباسؓ نے آپ کے کہنے سے صحابہ کو پکارا۔ صحابہؓ نے لوٹنے کا قصد کیا لیکن کفار کے اژدہام نے روک دیا۔ مجبور ہو کر وہیں ٹھہر گئے اور لڑنے لگے۔ جنگ کی حالت بظاہر مسلمانوں کے خلاف نظر آ رہی تھی۔ بنو ہوازن لڑتے لڑتے آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ گئے مسلمانوں کو اس پہلے حملے میں شکست[1] ہوئی۔

بنو ہوازن کی پسپائی: جب آنحضرت ﷺ نے اللہ اکبر کہہ کر دلدل کو آگے بڑھایا تو اس آواز کے سنتے ہی ارد گرد سو کے قریب صحابہؓ آپ کے پاس جمع ہو گئے اور سب کے سب نے ایک مجموعی قوت سے حملہ کیا بنو ہوازن پسپا ہو کر پیچھے ہٹے مسلمانوں نے ان کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ ان کے لڑکوں، عورتوں کو قید کر لیا۔ مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ بنو مالک کے ستر آدمی اس معرکہ میں کام آئے منجملہ ان کے ذوالخمار[2] اور اس کا بھائی عثمان پسران عبداللہ بن ربیعہ بن الحرث بن حبیب تھا۔ قارب[3] بن الاسود احلاف ثقیف

---

[1] ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ جب مسلمانوں کو خلاف توقع اس اچانک حملہ سے شکست ہوئی تو اہل مکہ جو آپ کے ہمراہ اس غزوہ میں گئے تھے آپس میں اس سلسلے میں گفتگو کرنے لگے۔ ابوسفیان نے کہا یہ شکست دریا کے اس طرف تو نہیں تھمتی۔ کلدہ بن الجنل چلا کر خوشی کے لہجہ میں بول اٹھا واہ واہ آج سحر کا خاتمہ ہو گیا پھر آخر جھوٹ کہاں تک اصفوان بن اُمیہ نے جواب دیا (حالانکہ یہ اس وقت مشرک تھا) خاموش! اللہ تیرے منہ کو بند کرے بخدا میرے نزدیک یہ زیادہ عزیز ہے کہ مرا مربی کوئی قریشی ہو اس سے کہ ہوازن کے کسی شخص کے پالے پڑوں۔ شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ نے جوش میں آ کر کہہ دیا کہ آج میں محمد ﷺ سے بدلہ لوں گا (اس کا باپ جنگ احد میں مارا گیا تھا اور یہ اس غزوہ میں اور اہل مکہ کی طرح آنحضرت ﷺ کے ہمراہ گیا تھا) چنانچہ یہ اس قصد سے آنحضرت ﷺ کی طرف چلا لیکن بحکم باری عزاسمہ بے ہوش کر گر پڑا اور آپ تک نہ پہنچ سکا۔ سیرۃ ابن ہشام

[2] یہ ہوازن اور ثقیف کا علم بردار تھا جب یہ مارا گیا تو عثمان بن عبداللہ نے علم لے لیا اور لڑنے لگے جب یہ بھی تیغ اجل کے نذر ہوا تو اس وقت مشرکین کو شکست ہوئی۔

[3] بروایت ابن اسحاق یہ احلاف کا علم بردار تھا جب جنگ کا پانسہ پلٹتا دیکھا تو اپنا علم ایک درخت سے لگا کر بھاگ گیا اس کے دیکھا دیکھی اس کے چچا زاد بھائی اور اس کی کل قوم بھاگ نکلی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع جنگ سے اپنا رایت (جھنڈا) چھوڑ کر بھاگ گیا اس وجہ سے ان میں سے کوئی مارا نہیں گیا۔ مالک بن عوف نصری نے اپنی قوم کی ایک جماعت کو لے کر طائف میں جا کر دم لیا ہوازن کے کچھ لوگ اوطاس کی طرف بھاگے سوارانِ اسلام نے ان کا تعاقب کیا وربید بن الصمۃ اسی دارو گیر میں ربیعہ بن رفیع بن اہبان بن ثعلبہ بن یربوع بن عوف سماک بن عوف بن امراء لقیسؓ کے ہاتھ سے مارا گیا۔

بنو ہوازن کا تعاقب: آنحضرت ﷺ نے ان بنو ہوازن سے لڑنے کے لئے ابو عامر اشعری عم ابوموسیٰ کو روانہ کیا جو اوطاس کے ایک کھجور کے باغ میں پناہ گزیں تھے۔ جب ابو عامر سلمہ بن وربید بن الصمۃ کے تیر سے شہید ہو گئے تو ابوموسیٰ نے رایت اسلام لے کر نہایت شدت سے حملہ کیا اور اپنے چچا کے قاتل کو مار ڈالا۔ مشرکین باغ سے نکل کر بھاگے بنو نضیر بن معاویہ سے رباب میں قتل کا بازار گرم ہو گیا ہوازن کے جتنے لوگ اس معرکہ میں آئے تھے سب کے سب مارے گئے مسلمانوں میں سے چار آدمی (۱) ایمن بن ام ایمن (برادر اخیافی اسامہ) (۲) یزید بن زمعہ بن الاسود (۳) سراقہ بن الحرث عجلانی (۴) ابو عامر اشعری (رضی اللہ عنہم) شہید ہوئے۔

طائف کا محاصرہ: واقعہ حنین سے فارغ ہو کر آپؐ نے قیدیوں[1] اور اموال غنیمت کو جعرانہ میں جمع کرنے کے لئے فرمایا اور ان کی حفاظت کے لئے مسعود بن عمروؓ غفاری کو مقرر کر کے طائف کا قصد کیا لیکن آپؐ کے پہنچنے سے پہلے ثقیف نے طائف میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا تھا اور اہل طائف کو اپنا ہمدرد بنا لیا۔ حنین سے طائف آتے ہوئے حصن مالک بن عوف نصری ملا آنحضرت ﷺ نے والیٔ قلعہ سے اسلام لانے کے لئے فرمایا جب اس نے انکار کیا تو وہ آپ کے حکم سے منہدم کر دیا گیا بجنسہٖ یہی واقعہ اطم کے ساتھ بھی پیش آیا جو بنو ثقیف میں کسی شخص کا تھا۔

طائف کے سرداروں میں سے عروہ بن مسعود غیلان بن سلمہ چونکہ اس واقعہ سے پیشتر فنونِ جنگ کی تعلیم کی غرض سے حرش گئے ہوئے تھے۔ اس وجہ سے نہ تو وہ حنین میں شریک ہوئے تھے اور نہ طائف میں حصار کے وقت اس کو کچھ مدد پہنچا سکے۔ اگرچہ ان کو اس محاصرہ کی خبر پہنچی۔ لیکن انہوں نے اپنی غیر حاضری کو ایسے نازک وخطرناک وقت میں حاضری سے زیادہ بہتر سمجھا۔

مجاہدین کی مراجعت: آنحضرت ﷺ تقریباً بیس روز تک طائف کا محاصرہ کئے رہے اثناء محاصرہ میں اہل قلعہ تیر و پتھر برساتے تھے اور اسلامی لشکر آپؐ کے حکم سے منجنیق کے ذریعہ سے ان کے مضبوط قلعہ پر پتھر برساتے تھے ایک مرتبہ چند صحابہؓ نے ایک خندق کھود کر طائف کے شہر پناہ تک جانے کا قصد کیا۔ اہل طائف نے ان پر تیر و پتھر برسانا شروع کر دیئے جس سے وہ ناکام ہو کر نقصان کے ساتھ واپس آئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے باغ کٹوا ڈالے اس پر بھی حصار شکست نہ ہوا اور اہل طائف نے باغات کی بربادی پر کچھ خیال نہ کیا تو آپؐ نے صحابہ کرام سے صلاح ومشورہ کر کے حصار چھوڑ کر جعرانہ کی طرف رخ کیا جہاں پر قیدیان ہوازن واموال غنیمت جمع تھا۔

طائف کے نواحی قبائل کی اطاعت: ان ایام میں جب کہ طائف کا آپ ﷺ محاصرہ کئے ہوئے تھے طائف کے گرد ونواح کے رہنے والے اکثر خود اور بعض وفود کے ذریعہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ایمان لائے۔ اثناء محاصرہ میں

---

[1] صاحب زاد المعاد نے لکھا ہے کہ چھ ہزار قیدی اور چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے زیادہ بھیڑ بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی واقعہ حنین میں مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں میں سے سعید بن سعید بن العاص وعبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ برادر ام سلمہ وعبداللہ بن عامر بن ربیعہ عنزی حلیف بنوعدی اور علاوہ ان کے بارہ صحابی جس میں چار انصار (رضی اللہ عنہم تھے) شہید ہوئے۔

ہوازن کا وفد: جس وقت آپ جعرانہ میں پہنچے قیدیان و مال غنیمت کی نوبت نہیں آئی تھی کہ ہوازن کا وفد آیا اور اس نے ان کے اسلام لانے اور امن کی خواہش ظاہر کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اہل وعیال واپس لینا چاہتے ہو یا مال واسباب کو۔ بنو ہوازن کے وفد نے عرض کیا کہ ہم لوگ اپنے اہل وعیال کو واپس چاہتے ہیں تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کچھ میرا اور بنو مطلب کا حصہ تھا وہ سب تمہارا ہے لیکن وہ حصہ جو مہاجرین وانصار کا ہے اس کی بابت تم لوگ بعد نماز ظہر کھڑے ہو کر یہ کہنا کہ ''ہم لوگ مسلمانوں سے بذریعہ رسول اللہ ﷺ اور رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں کے ذریعہ اپنے اہل وعیال کی سفارش کرتے ہیں''۔ میں اس وقت وہ حصہ بھی تم کو دے دوں گا غالباً مہاجرین انصار راضی ہو جائیں گے۔

بنو ہوازن کو امان: پس جب آنحضرت ﷺ ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ہوازن کے وفد نے کھڑے ہو کر کہا ((انا نستشفع برسول اللہ ﷺ الی المسلمین و بالمسلمین الی رسول اللہ فی ابناء نا و نسائنا)) یعنی ''ہم رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ مسلمانوں سے اور مسلمانوں کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی اولاد اور عورتوں کی سفارش کرتے ہیں''۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ((اما ما کان لی و لبنی عبدالمطلب فھو لکم)) یعنی ''جو میرا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ ہے وہ سب تمہارا ہے''۔ مہاجرین وانصارؓ نے یہ سن کر جواب دیا ((ما کان لنا فھو لرسول اللہ)) یعنی ''جو ہمارا حصہ ہے وہ رسولؐ اللہ کا ہے''۔ لیکن اقرع بن حابس وعیینہ بن حصن اور ان دونوں کی برادریوں نے اس سے انکار کیا اور اسی طرح عباس بن مرداس نے بھی کیا اور بنوسلیم نے کہا کہ جو ہمارا حصہ ہے اس کے مالک رسول اللہ صلی علیہ وسلم ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کی عورتوں اور اولاد کو واپس کر دیا جس نے اس امر کو ناپسند کیا اس کو اس کا معاوضہ دے دیا۔

رسول اکرم کی رضاعی ہمشیرہ: انہیں قیدیان ہوازن میں آنحضرت ﷺ کی رضاعی ہمشیرہ شیما بھی تھیں جو قبیلہ ہوازن میں بنوسعد بن بکر سے حرث بن عبدالعزیٰ کی لڑکی تھیں جس وقت یہ آنحضرت ﷺ کے روبرو پیش کی گئی تو انہوں نے کہا میں تمہاری رضاعی بہن ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کس دلیل سے! شیما نے کہا یہ داغ تمہارے دانت کے ہیں تم نے لڑکپن میں کاٹ لیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر تم میرے پاس رہنا پسند کرتی ہو تو میں تم کو انتہائی عزت واحترام سے رکھوں گا اور اگر اپنی قوم میں جانا چاہو تو تم کو اختیار ہے شیما نے آخری بات کو پسند کیا آپ نے ان کو ان کی قوم میں بھیج دیا''۔

مال غنیمت کی تقسیم: اب باقی رہا مال واسباب اس میں سے آپ ﷺ نے مسلمانوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ زیادہ حصہ ان مسلمانان قریش کو مرحمت فرمایا جن کی تالیف قلوب مقصود تھی اور وہ وقت فتح یا بعد فتح مکہ ایمان لائے تھے۔ بعض کو ان میں سے سو سو حصے اور بعض کو پچاس پچاس اور بعض کو ان دونوں کے درمیان میں دیا۔ ان لوگوں کو مولفۃ القلوب کہتے ہیں کتب سیر میں بالتفصیل مذکور ہیں جو قریب قریب چالیس افراد منجملہ ان کے ابوسفیانؓ اور ان کا لڑکا معاویہ بن حکم بن حزام و

جس وقت ان کو چالیس اوقیہ چاندی اور ایک سو اونٹ دیئے گئے تو انہوں نے کہا میرے لڑکے یزید کا حصہ لاؤ۔ آپ ﷺ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفوان بن امیہ مالک بن عوف اور عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر و اقرع بن حابس وغیرہ ہیں ان لوگوں کو سو سو حصے دیئے گئے تھے اور عباس بن مرداس کو پہلے پچاس حصہ دیئے گئے تھے لیکن جب اس نے اپنے دو ایک اشعار پڑھے جس سے اس کی ناراضگی ظاہر ہوتی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا((اقطعوا عنی لسانہ فاتموا الیہ المائۃ)) ''مجھ سے اس کی زبان کو روک دو پس سو اس کے بھی پورے کر دو''۔

مال غنیمت کی تقسیم پر انصار میں کشیدگی: مسلمانان مولفۃ القلوب کو اس قدر کثیر حصہ دینے سے انصارؓ کے دل میں ایک خیال کا پیدا ہونا کچھ تعجبات سے نہ تھا وہ لوگ دل ہی دل میں کسی قدر کشیدہ ہو گئے۔ بڑے بوڑھے تو یہ بات زبان تک نہ لائے لیکن نوجوانوں کے دماغ میں اس کے علاوہ یہ ایک اور بات سما گئی کہ اب رسول اللہ ﷺ اپنی قوم کے ہوتے ہوئے اپنا آبائی گھر چھوڑ کر مدینہ کیوں جائیں گے آنحضرت ﷺ نے اس احساس کو کو اپنی فراست سے پہچان لیا اور انصارؓ کو جمع کر کے فرمایا میں نے ان لوگوں کو زیادہ حصہ اس وجہ سے دیا ہے کہ یہ لوگ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں میں ان کی تالیف قلوب کرنا چاہتا ہوں کیا تم لوگ اس سے خوش نہ ہو گئے کہ اور لوگ تو بکری اونٹ لے کر اپنے مکانوں کی طرف جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنی فرودگاہ پر جاؤ اگر ہجرت ایک تقدیری حکم نہ ہوتا تو میں بھی انصارؓ ہی میں سے ہوتا اگر انصارؓ ایک راستہ پر چلیں اور لوگ دوسرا راستہ اختیار کریں تو میں بے شک انصارؓ کا راستہ اختیار کروں گا۔ اے خدا انصارؓ اور انصارؓ کی اولاد اور اولاد کی اولاد پر رحم کر''۔ انصارؓ یہ سن کر خوش ہو گئے ان کے دل میں جو کچھ خیالات تھے وہ سب دور و رفع ہو گئے اس کے بعد جعرانہ سے مکہ کا عمرہ کیا اور وہاں پہنچ کر عتاب بن اسید ایک نوجوان شخص کو جس کی عمر بیس برس سے کچھ متجاوز تھی مکہ کا حاکم مقرر فرمایا اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو قرآن و احکام دینی کی تعلیم کی غرض سے ان کے پاس چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ڈھائی مہینہ بعد جبکہ چھ روز ذیقعدہ ۸ھ کے باقی تھے۔ آپ ﷺ مع صحابہؓ کے داخل مدینہ ہوئے۔

عتاب بن اسید: عتاب بن اسید نہایت زاہد و باشرع اور جوان صالح تھے انہوں ہی نے سب سے پہلے اسلام میں امیر ہو کر مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔ اس سال کل مسلمانوں نے حج اس صورت سے ادا کیا جس طرح اس سے پیشتر عرب جاہلیت کیا کرتے تھے۔

غیر مسلموں سے حسن سلوک کا حکم: اسی سنہ میں آنحضرت ﷺ نے عمرو بن العاص کو جیفر و عبد پسران جلندی کے پاس عمان کی طرف صدقات وصول کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جیفر و عبد نے بہ خوشی خاطر اس حکم کی اطاعت کی۔ نیز اسی سنہ میں آپ نے مالک بن عوف کو ان کی مسلمان قوم اور ثقیف کا جو اطراف طائف میں رہتے تھے سردار مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے ان پر زیادہ سختی نہ کی جائے۔ بلکہ تالیف قلوب کا خیال رکھنا یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو

حکم نے فرمایا چالیس اوقیہ اور ایک سو اونٹ اور دو۔ پھر انہوں نے کہا معاویہ کا حصہ دو تب آپ صلی علیہ وسلم نے چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دینے کا حکم فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جو لوگ کہ وقت فتح مکہ یا بعد فتح مکہ ایمان لائے اسلام میں داخل ہوئے اور مولفۃ القلوب کے نام سے موسوم ہوئے۔ وہ اگرچہ اور صحابہؓ سابقین اولین مہاجرین و انصارؓ سے درجہ میں متفاوت ہیں۔ لیکن ان کا بھی اسلام نہایت اچھا ہوا اور وہ اس زمانہ کے اعلیٰ درجہ کے دین دار مسلمان سے خواہ وہ کسی درجہ کا ہو افضل ہیں۔ کیونکہ یہ نعمت کہ انہوں نے بحالت اسلام رسول اللہ ﷺ کو دیکھا دوسروں کو ہرگز نصیب نہیں ہو سکتی۔

حضرت ابراہیم کی پیدائش: اسی سنہ میں بطن ام المومنین ماریہ سے ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ اس کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے کعب بن عمیرؓ کو ذات اطلاع (سرزمین شام) کی طرف قضاعہ کے ایک گروہ کے پاس دعوتِ اسلام دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ ان کے ہمراہ پندرہ آدمی تھے۔ قضاعہ اور اس کے سردار سدوس نے کعبؓ ابن عمیر اور ان کے ہمراہیوں کو مار ڈالا ان میں سے صرف ایک مسلمان خدا جانے کس طرح سے اپنی جان بچا کر مدینہ واپس آئے۔ واللہ اعلم

کعب ابن زہیر کو امان و انعام: شروع ۹ھ (مطابق ۶۳۱ء) میں طائف سے واپسی کے بعد کعب[1] ابن زہیر شاعر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اس سے پیشتر اس کا خون آپ ﷺ نے مباح کر دیا تھا لیکن جس وقت اس نے خدمت اقدس میں باریاب ہو کر اسلام قبول کیا اور اپنا قصیدہ معروفہ (جس کا یہ مطلع ہے)

((بانت سعاد فقلبی الیوم متبول متیم اثرها لم تفد مکبول))

سعاد کے جانے کے بعد میرا دل پارا پارا ہے۔ اس کے نشانات کا غلام ہے اور اس سے الگ نہیں ہے بلکہ اس کی محبت میں مقید ہے۔ پڑھا تو آپ نے اس کے صلہ میں اپنی چادر مرحمت فرمائی جس کو اس کے انتقال کے بعد ورثاء کعب ابن زہیر سے امیر

---

[1] ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ واپسی کے بعد طائف سے مدینہ پہنچ کر بجیر بن زہیرؓ بن ابی سلمہ نے اپنے بھائی کعب ابن زہیر شاعر کو اس مضمون کا خط لکھا کہ جو لوگ آنحضرت ﷺ کی ہجو یا کو اذیت دیتے تھے ان کو آپ ﷺ نے قتل کر ڈالا ہے اور شعراء قریش سے ابن الزبعری و ہبیرہ ابی وہب بخوف جان کسی طرف بھاگ گئے ہیں اگر تجھ کو اپنی جان عزیز ہے تو آنحضرت ﷺ کے پاس چلا آ۔ وہ کسی کو جو تائب اور مسلمان ہو کر آتا ہے قتل نہیں کرتے اور اگر تو یہ نہیں کر سکتا تو ایسی سرزمین پر چلا جا جہاں تیری جان بچ سکے۔ کعب ابن زہیر نے اس خط سے پیشتر ایک قصیدہ آنحضرت ﷺ کی شان کے خلاف لکھ کر اپنے بھائی بجیر کے پاس بھیج دیا تھا۔ بجیر نے اس قصیدے کا جواب کعب کے پاس بھیج دیا اور اس قصیدہ کو خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ جب کہ مکہ فتح ہوا تو آپ نے اس کا بھی مباح کر دیا لیکن اتفاق سے یہ اس وقت نہیں ملا۔ پھر جب بجیر کا اس نے خط پایا اور اپنے احباب سے مشورہ کیا تو مجبور ہو کر ایک قصیدہ لکھ کر مدینہ روانہ ہوا جس میں آنحضرت ﷺ کی مدح تھی۔ مدینہ میں یہ شب کو پہنچا اور اپنے ایک پرانے رفیق کے مکان پر اترا اور اس سے اپنا ارادہ ظاہر کیا صبح کو بعد نماز حاضر خدمت اقدس ہوا اور آپ کے روبرو بیٹھ کر آپؐ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ کعب ابن زہیر مسلمان تائب ہو کر آپؐ سے امن مانگنے آیا ہے۔ کیا آپ اس کو امن دے سکتے ہیں اگر میں اس کام کو آیا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "ہاں"۔ کعب ابن زہیر نے عرض کیا وہ گنہگار میں ہی ہوں"۔ ایک انصاری شخص یہ سن کر بول اٹھا "یا رسول اللہ ﷺ یہ عدو اللہ ہے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں"۔ آپؐ نے فرمایا "اس سے درگزر کرو یہ مسلمان و تائب ہو کر آیا ہے"۔ اس کے بعد کعب نے اپنا قصیدہ پڑھا اور مسلمان ہونے کے بعد انصارؓ کی تعریف میں بھی قصیدہ لکھا۔ یہ قصائد اور دونوں بھائیوں کے مراسلات کتب سیر میں مرقوم ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاویہؓ نے خرید لیا تھا اور اس کو ایک زمانہ تک خلفاء تبع کا حفاظت سے رکھتے چلے آ رہے تھے۔

بنو اسد کا قبولِ اسلام: پھر اس واقعہ کے بعد بنو اسد کے وفود آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور ایمان لائے منجملہ ان کے ضرار بن الازور تھے۔ ان لوگوں نے بعد اسلام بہ نظر فخر یہ کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ قبل اسکے کہ ہمارے پاس کسی کو تبلیغ کی غرض سے آپ بھیجیں ہم لوگ خود حاضر ہو گئے۔ اس پر اللہ جل شانہ نے یہ آیۃ نازل فرمائی:

﴿یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھداکم للایمان ان کنتم صدقین﴾

''لوگ اپنے اسلام کا آپ ﷺ پر احسان جتلاتے ہیں۔ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتلاؤ بلکہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان عطا فرمایا''۔

اس وفد کے بعد دو وفد[1] ماہ ربیع الاول میں اور آئے اور رویفع بن ثابت البلوی کے یہاں مقیم ہوئے۔

غزوۂ تبوک ۹ھ ہرقل کی جنگی تیاریاں: اس غزوہ کا محرک اصلی خود ہرقل بادشاہ قسطنطنیہ ہوا کیونکہ وہ آپ ﷺ کی پیہم کامیابیوں کو سن کر بقصد حملہ تیاری کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر آپ ﷺ کو بھی ہو گئی تو آپ نے ماہ رجب ۹ھ میں رومیوں کے خلاف جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دے دیا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ بعد مسافت دشمنانِ دین کی گرفت فصل اور میوہ جات نیز سایہ کی کمی موسم گرم ہونے کی صعوبتوں اور دشواریوں کو بھی بیان فرما دیا۔ ورنہ اس سے پہلے اکثر اس امر کے اظہار کے بغیر کہ کس راہ اور کس طرف جانا ہو گا مدینہ سے پیش قدمی فرمایا کرتے تھے اور صحابہؓ آپ کے ہمراہ ہوتے تھے حتیٰ کہ منافقین میں سے بھی کوئی چون و چرا نہ کرتا تھا۔

منافقین کی ریشہ دوانیاں: اس مرتبہ چونکہ آپ ﷺ نے پہلے اپنے ارادے کو ظاہر فرما دیا۔ اس وجہ سے منافقین

---

[1] صاحب زاد المعاد نے لکھا ہے کہ پہلا وفد ماہ صفر ۹ھ میں بنو عذرہ وفد آیا۔ جس میں بارہ آدمی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تم لوگ کس برادری کے ہو۔ بنو عذرہ کے متکلم نے کہا ہم وہ ہیں جن کا آپ انکار نہ کر سکیں گے۔ ہم لوگ بنو عذرہ برادر اخیافی (ایسے سوتیلے بھائی ہیں جن کی ماں ایک ہو اور باپ مختلف) قصی ابن کلاب کے ہیں جنہوں نے قصی کو بڑھایا اور بطن مکہ سے خزاعہ و بنو بکر کو نکالا۔ ہماری تم سے قرابت اور رشتہ داری ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ((مرحبا بکم و اھلا ما عرفنی بکم)) ''تم پر مرحبا ہو خوش ہو تم کو کسی چیز نے مجھ سے متعارف کرایا؟'' بنو عذرہ کے متکلم نے جواب دیا اسلام نے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر ان کو مبارکباد دی اور فتح شام کی بشارت سنائی۔ کاہنوں سے حالات دریافت کرنے اور غیر اللہ کے ذبیحہ کو منع فرمایا اور یہ بتلا دیا کہ ان پر سوائے قربانی کے اور کوئی چیز فرض نہیں ہے اور دوسرا وفد بلی کا تھا جو ماہ ربیع الاول میں آیا اور رویفع بن ثابت کے مکان پر اترا۔ دوسرے دن رویفع ان کو ہمراہ لئے ہوئے آپ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ یہ میری برادری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھ کو اور تیری برادری کو خوشی نصیب ہو۔ رویفع نے عرض کیا کہ یہ لوگ سچے دل سے ایمان لائے اور مسلمان ہوئے آپ ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا ((الحمدللہ الذی ھداکم للاسلام فکل من مات علیٰ غیر الاسلام فھو فی النار)) ''یعنی اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی یاد رکھو غیر اسلام پر مرنے والا جہنمی ہے''۔ اس کے بعد شیخ الوفد ابو الصیب نے چند مسئلے دریافت کئے اور تیسرے دن رخصت ہو کر اپنے شہر واپس چلے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو بہکانے لگے اور اس فکر میں ہو گئے کہ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو غزوہ میں جانے سے روکیں۔ چنانچہ اس گروہ کے کچھ لوگ ایک یہودی کے مکان میں جمع ہو کر صلاح و مشورہ کرتے اور لوگوں کو بہکانے کی فکر کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے طلحہ بن عبیداللہ کو اس مکان کے جلا دینے اور ویران کرنے کا حکم دے دیا۔ بنو سلمہ سے ابن قیس اور چند اعراب نے حیلہ و حوالہ کر کے مکان میں ٹھہرے رہنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے ان کو اجازت دے دی اور ان سے سخت ناراض ہوئے یہ حال تو منافقین کا تھا۔

مسلمانوں کا ایثار اور جذبہ جہاد: اب مومنین کے حالات سنئے رسول اللہ ﷺ نے جس وقت لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی اور مال و اسباب کے فراہم کرنے کو فرمایا تو جو چیز جس کے پاس تھی اس نے لا کر حاضر کر دی۔ اس غزوہ میں سب سے زیادہ مال و اسباب حضرت عثمانؓ ابن عفان نے دیا بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہزار دینار سرخ اور نو سو اونٹ مع اسباب کے اور سو گھوڑے دیئے تھے۔ بعض[1] وہ غریب صحابیؓ جن کے پاس کچھ نہ تھا وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور سواری کے لئے عرض کیا۔ آپ کے پاس اس وقت کوئی سواری موجود نہ تھی آپ نے جواب دے دیا۔ وہ بیچارے روتے ہوئے لوٹے۔ اثناء راہ میں یامین بن عمیر نضری مل گئے انہوں نے ان سے رونے کا سبب دریافت کیا۔ ان لوگوں نے کہا نہ تو ہمارے پاس سواری ہے اور نہ ہم میں اس قدر استطاعت ہے کہ خرید کر کے آنحضرت ﷺ کے ساتھ جہاد میں چلیں۔ ہم لوگ سواری کی فکر میں آنحضرت ﷺ کے پاس گئے تھے۔ آپ ﷺ نے جواب دے دیا۔ یامین بن عمیر کا دل یہ سن کر بھر آیا اور انہوں نے اسی وقت ان کے لئے اونٹ خرید کر دیئے۔

مجاہدین کی روانگی: جب صحابہؓ ہمہ تن مستعد و تیار ہو گئے تو مدینہ میں محمد بن مسلمہ اور بعض کہتے ہیں کہ سباع بن عرفطہ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو اپنا قائم مقام کر کے پیش قدمی فرمائی۔ تو منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول ایک گروہ لے کر آپ ﷺ کے ہمراہ ہو لیا لیکن تھوڑی دور چل کر مع اپنے ہمراہیوں کے واپس چلا آیا۔ حجر میں پہنچ کر آپ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ یہ شہر ثمود کا ہے اس کا پانی تم میں سے کوئی استعمال نہ کرے اور اس پانی سے گندھے ہوئے آٹے کو اونٹوں کو کھلا دے اور سرنگوں روتے ہوئے اس طرف سے چلیں کوئی شخص تنہا قافلہ سے نہ نکلے۔ اتفاقاً دو شخص بنو ساعدہ سے علیحدہ علیحدہ نکلے ایک کا دم گھٹ گیا جو آپ کے مس کرنے سے اچھا ہو گیا اور دوسرے کو ہوا نے طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا جن کو ایک مدت کے بعد اہل طے نے آپ ﷺ کی خدمت میں واپس کیا۔

منافقین کے اعتراضات: آگے بڑھے تو اثناء راہ میں آپ کا ناقہ گم ہو گیا منافقین کی بن آئی آپس میں کہنے لگے کہ محمد ﷺ تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کو آسمان سے خبریں ملا کرتی ہیں ہم آسمانی حالات کو جانتے ہیں۔ تعجب ہے کہ اپنے ناقہ کا

---

[1] وہ غریب صحابیؓ جن کے پاس سواری نہ تھی اور جن کا واقعہ مؤرخ کتاب نے بیان کیا ہے یہ ہیں سالم بن عمیر و علیہ بن یزید و ابولیلی المازنی و عمرو بن حمہ و سلمہ بن صخر و عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہم۔ بعض روایات میں بجائے ان کے عبداللہ بن معقل اور معقل بن یسار ہیں ابن اسحاق نے انہیں میں عمرو بن الحمام بن الجموع کو بھی شمار کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال نہیں جانتے کہ وہ اس وقت کہاں ہے آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا بخدا میں کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے کہ میرے رب نے جو کچھ مجھے سکھا دیا ہے اور اب میں بہ الہام الٰہی کہتا ہوں کہ ناقہ فلاں مقام پر ہے۔ مہار اس کی ایک درخت سے اٹک گئی ہے جس سے وہ رکی ہے۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے ایک صحابیؓ کو بھیج کر ناقہ کو منگوالیا۔ قول بالا کا کہنے والا منافقین میں سے زید بن اللصیت قبیلہ قینقاع سے تھا کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد اس نے توبہ کر لی اور بخشی بن جبیر تائب ہو گیا تھا اور یہ دعا کی تھی کہ اس گناہ کے کفارہ میں ایسے مقام پر شہید کیا جاؤں جہاں میرا نام ونشان نہ ملے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اکیدر والی دومۃ الجندل کی اطاعت: الغرض جب آنحضرت ﷺ تبوک پہنچے۔ تو آپ کی آمد کی خبر سن کر تحسینہ بن رویہ صاحب ایلہ اور اہل حرباواذرح آپ کی خدمت میں آئے جزیہ دے کر صلح کر لی۔ آپ ﷺ نے ہر ایک کے لئے صلح نامہ[1] لکھ کر اسی مقام سے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر بن عبدالملک والی دومۃ الجندل کی طرف روانہ کیا۔ اکیدر بن عبدالملک کندہ کا بادشاہ نصرانی مذہب رکھتا تھا اور دومۃ الجندل کا حکمران تھا آپ ﷺ نے روانگی کے وقت خالد بن الولید کو اس امر سے مطلع فرما دیا تھا کہ اکیدر تم کو شکار کھیلتا ہوا ملے گا۔ اتفاق سے اکیدر ایک روز پیشتر شکار کھیلنے کو اپنے قلعہ سے نکل آیا تھا شکار کے شوق نے اس کو شب بھر قلعہ کے باہر رکھا۔ صبح ہونے تک خالد بن الولید رضی اللہ عنہ پہنچ گئے اور اس کو گرفتار کر کے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپ ﷺ نے اس سے جزیہ[2] لے کر صلح کر کے اس کو لوٹا دیا۔

مجاہدین کی مراجعت: بیس روز تک تبوک میں مقیم رہے نہ تو کوئی عرب منصرہ میں سے مقابلہ پر آیا اور نہ رومیوں نے

---

[1] کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک کے لئے صلح نامہ علیحدہ علیحدہ لکھا گیا تھا لیکن تلاش کرنے سے صرف ایک صلح نامہ ملتا ہے جس میں تحسینہ والی ایلہ کا نام درج ہے غالباً یہی رعایتیں اور لوگوں کو بھی دی گئی ہوں، وہ صلح نامہ جو والی ایلہ کو لکھا گیا تھا یہ ہے۔

((بسم الله الرحمن الرحيم هذا امنة من الله و محمد النبى ﷺ ليحينة بن رويه و اهل ايله شفتهم و سيارتهم فى البر و البحر لهم ذمة الله و محمد النبى و من كان معهم من اهل الشام و اهل اليمن و اهل البحر فمن احدث منهم من اهل الشام و اهل اليمن و اهل البحر فمن اهد منهم حدثا فانه لا يحول ماله دون نفسه و انه لن اخذه من الناس و انه لا يحل ان يمنعوا ما يردونه و لا طريقا يردونه من بحر او بر))

''یعنی یہ اللہ کی اور محمد رسول اللہ کی طرف سے تحسینہ بن رویہ کے لئے اور ایلہ والوں کے لئے امن نامہ ہے کہ ان کی کشتیاں اور قافلے خشکی اور تری میں اللہ کی اور اللہ کے رسول کی ذمہ داری میں ہیں اور ان کے ساتھی بھی جو شام، یمن اور سمندری علاقہ کے ہیں۔ لیکن اگر ان میں سے کوئی نئی بات پیدا کر دے تو اس کا مال اور اس کی جان کے درمیان حائل نہ ہوگا اور جو لے لے گا اسی کا ہے اور کسی کو یہ روا نہیں کہ انہیں دریا یا خشکی کے راستے سے روک دے''۔

[2] ابن سعید نے لکھا ہے کہ اکیدر والی دومۃ الجندل سے آنحضرت ﷺ نے دو ہزار اونٹ آٹھ سو گھوڑے چار سو زرہیں چار سو نیزے لے کر صلح کی تھی۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنا کیا۔ اکیسویں روز وہاں سے کوچ کر کے مدینہ کو روانہ ہوئے اثناءِ راہ میں اتنا تھوڑا سا پانی ملا جس سے ایک دو شخص کے سوا کسی اور کو سیراب نہ کر سکتا تھا۔ لیکن آپ کی ممانعت کے باوجود منافقین میں سے دو شخصوں نے اس پانی کو صرف کیا۔ آپ ﷺ ان سے نہایت ناراض ہوئے اور باقی پانی میں اپنا دستِ مبارک رکھ کر دعا فرمائی۔ اللہ جل شانہ نے آپ ﷺ کی دعا سے وہ پانی وافر کر دیا کہ کل لشکر کو کافی ہو گیا۔

منافقین کی مسجد کا انہدام: جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تقریباً ایک ساعت کا راستہ رہ گیا ہو گا کہ آپ ﷺ نے مالک بن دخشم سالمی و معن بن عدی عجلی کو مسجد ضرار[1] کو منہدم کرنے کے لئے بھیجا۔ اس مسجد کو منافقین نے بنایا تھا جس وقت آپ غزوہ تبوک کے لئے جا رہے تھے۔ منافقین نے آ کر التجا کہ آپ اس مسجد میں نماز پڑھتے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت سفر میں ہوں اور ایک ضروری کام کے انجام دینے کو جا رہا ہوں واپسی کے بعد دیکھا جائے گا۔ پس واپسی کے وقت آپ کے حکم سے مالک و معن نے اس کو منہدم کر کے اس کے عملہ کو جلا دیا۔

منافقین اور سورۂ برأت: اس غزوہ میں بنو سلمہ سے کعب بن مالک اور بنو عمرو بن عوف سے مرارۃ بن الربیع اور ہلال بن امیہ بن واقف حالانکہ صالحین صحابہؓ میں سے تھے شریک نہیں ہوئے اسی وجہ سے بحکم رسول اللہ ﷺ پچاس دن تک ان لوگوں سے نہ کوئی بولتا تھا اور نہ ان سے کوئی معاملہ کیا جاتا تھا یہاں تک کہ ان کی توبہ مقبول ہوئی وہ لوگ جو بلا کسی عذر کے اس غزوہ میں نہیں گئے تھے وہ تقریباً تیس آدمی تھے سورہ برات میں بکثرت آیات ان منافقین کی بابت نازل ہوئی ہیں۔ یہ آخری غزوہ تھا جس میں بہ نفس نفیس آنحضرت ﷺ شریک ہوئے تھے۔

عروہ بن مسعود کی شہادت: جس وقت آنحضرت ﷺ طائف کا حصار چھوڑ کر جعرانہ سے مکہ تشریف لے آئے اور وہاں سے مدینہ تشریف لا رہے تھے۔ اثناءِ راہ میں عروہ بن مسعود (طائف کے سردار) آ کر ملے اور نہایت سچائی سے ایمان لا کر آپ کی اجازت سے طائف والوں کو دعوت اسلام دینے کی غرض سے لوٹ گئے۔ واپسی کے بعد ایک روز جب کہ وہ اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہوئے اذان دے رہے تھے کسی شخص نے تیر مارا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ عروہ نے اپنے انتقال کے وقت اپنے خون کا قصاص لینے سے منع فرما دیا تھا اور یہ وصیت کی تھی کہ شہدائے مسلمین کی قبور میں دفن کیا جائے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کے لڑکے ابوالملیح اور قارب بن الاسود بن مسعود مدینہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہوئے۔

بنو ثقیف کی اطاعت: اگرچہ مالک بن عوف پہلے سے ثقیف پر سختی کر رہے تھے ان کی تجارت ان کی آمد و رفت بند کر رکھی تھی ان کے مویشیوں کو چھین لیتے تھے وقت ضرورت ان کے آدمیوں سے بیگار کراتے تھے لیکن اس کے باوجود ثقیف کے قلوب اسلام کی طرف مائل نہیں ہوتے تھے یہاں تک کہ ان لوگوں کو غزوہ تبوک سے آنحضرت ﷺ کی واپسی کی خبر پہنچی اس

---

[1] اصل یہ ہے کہ اس مسجد کو بارہ منافقین نے مل کر بنوایا تھا اس میں بیٹھ کر آنحضرت ﷺ کے خلاف مشورہ کرتے اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کا منصوبہ بناتے تھے اس کا ذکر کلام پاک ربانی میں بھی کیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب عربوں کو آنحضرت ﷺ سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے اور نہ ہم ان کے مقابلہ پر جا سکتے ہیں لہٰذا انہوں نے عبد یالیل بن عمر بن عمیر کو بمنت وسماجت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں امان طلب کرنے اور اظہار اسلام و بیعت کی غرض سے بھیجنا چاہا۔ لیکن عبد یالیل کو عروہ کے خلاف توقع شہادت نے مدینہ کی طرف نہ جانے دیا جب تک کہ اس نے ان کے احلاف میں سے دو شخصوں[1] اور تین آدمیوں کو بنو مالک سے اپنے ہمراہ نہ لے لیا۔

عبد یالیل کی مشروط اطاعت: رمضان ۹ھ کو عبد یالیل اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بیعت و اظہار اسلام کی غرض سے مدینہ پہنچے آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو مسجد کے ایک قبہ میں ٹھہرایا۔ خالد بن سعید بن العاص ان سب کی طرف سے وکیل تھے۔ جب تک خالد نہ کھاتے عبد یالیل اور ان کے ہمراہی بھی نہ کھاتے انہوں نے آپ سے بذریعہ خالد بن سعید کے یہ تین امور پیش کئے۔ (۱) یہ کہ تین برس تک لات (بت کا نام ہے) نہ توڑا جائے اس خیال سے کہ ان کی عورتیں اور ان کی اولاد دین اس کے زیادہ معتقد اور اس کی طرف زیادہ راغب ہیں یہاں تک کہ ان کو اسلام سے محبت پیدا ہو جائے۔ (۲) یہ کہ نماز معاف کر دی جائے۔ (۳) یہ کہ ان کے بت خود ان کے ہاتھوں سے نہ تڑوائے جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان استدعاؤں کو سن کر پہلی استدعا سے قطعاً انکار فرمایا بلکہ اس سے ناراضگی ظاہر فرمائی دوسرے استدعا کی نسبت ارشاد فرمایا کہ ((لا خیر فی دین لا صلوٰۃ فیہ)) ''اس دین میں کوئی بہتری نہیں ہے جس میں نماز نہیں''۔ تیسری استدعا کی بابت فرمایا یہ ممکن ہے۔ عبد یالیل اور ان کے ہمراہیوں نے اسلام قبول کیا اور اپنی قوم کی طرف سے آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی آپ نے ان پر سب سے کم سن عثمان بن ابی العاص کو حکمران مقرر فرمایا کیوں کہ یہ اوروں کی بہ نسبت زیادہ مذہبی امور سیکھنے اور قرآن پڑھنے کا شوق زیادہ رکھتے تھے۔

بت خانہ لات کا انہدام: انہیں لوگوں کے ہمراہ ابوسفیان بن حرب و مغیرہ بن شعبہ لات کے منہدم کرنے کو روانہ کئے گئے تھے لیکن ابوسفیان کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور مغیرہ نے پہنچ کر اپنے ہاتھ سے لات کو توڑ کر گرا دیا۔ بنو معتب دور سے حیرت و خوف کی آنکھوں سے اس ماجرے کو دیکھتے رہے اس اثناء میں ابوسفیان بھی آ گئے جو کچھ خزانہ بت خانہ میں مال و اسباب و زیورات تھے سب کو یکجا کر کے پہلے اس سے عروہ و اسود پسران مسعود کا قرض ادا کیا گیا جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔ بعد ازاں باقی کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

---

[1] وہ دو آدمی جو احلاف لئے گئے تھے یہ تھے (۱) حکم بن عمرو بن وہب (۲) شرجیل بن عیلان اور بنو مالک سے یہ تین اشخاص عثمان بن ابی العاص و اوس بن عوف و میز بن خرشہ تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۹

سنۃ الوفود

فتح مکّہ کا قبائلِ عرب پر اثر: جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے فارغ ہوئے اور ثقیف مسلمان ہو گئے۔ تو عرب کے اطراف و جوانب سے بکثرت وفود آنے لگے' تا آنکہ مؤرخین نے اس سنہ کو سنۃ الوفود کے نام سے موسوم کر دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عرب دراصل عرب کے سب سے بڑے قبیلہ قریش کی اسلام سے مخالفت و موافقت کا انتظار کر رہے تھے اور بغور یہ دیکھ رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ اور قریش میں کیسی نپٹتی ہے کیونکہ قریش تمام عرب کے سرداران کے ہادی' ان کے بیت اللہ اور معبد کے مجاور' شہر حرام کے حلال کرنے والے اور حلال کے حرام کرنے والے اور قومی و ملکی روایت کے اعتبار سے حضرت اسماعیل کی اولاد تھے' عرب کا کوئی قبیلہ ان کی سرداری اور ہادی ہونے اور حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ہونے سے انکار نہیں کر سکتا تھا' چونکہ قریش آنحضرت ﷺ کی ممانعت پر کمربستہ اور آپ سے لڑنے میں مستعد اور آپ کے دین کے صریحی دشمن ہو گئے تھے' اس وجہ سے تمام عرب میں ایک شور مچا ہوا تھا لیکن جب اللہ جل شانہ کی عنایت سے مکہ فتح ہوا اور قریش نے اسلام قبول کر لیا تو اس وقت عربوں کو معلوم ہو گیا کہ اب کسی میں آنحضرت ﷺ سے لڑنے کی طاقت نہیں اور نہ کوئی ان کی مخالفت میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے عربوں کے گروہ کے گروہ فتح مکہ کے بعد آ کر مشرف بہ اسلام ہوئے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے:

﴿اذا جاء نصر اللّٰہ و الفتح و رایت الناس یدخلون فی دین اللّٰہ افواجاً فسبح بحمد ربک و استغفرہ انہ کان توابا﴾

''جب اللہ کی مدد اور فتح آ جائے گی اور سب لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتا ہوا دیکھیں گے تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرنے لگیں اور استغفار کرنے لگیں۔ واقعی اللہ خوب توبہ قبول کرنے والا ہے''۔

بنو تمیم کا وفد: غزوہ تبوک کے بعد سب سے پہلے آنے والا وفد بنو تمیم کا تھا اس میں ان کے حسب ذیل رؤسا شامل تھے۔ عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس (بنو دارم بن مالک سے) وحتات بن زید و اقرع بن حابس و زبرقان بن بدر (بنو سعد سے) وقیس بن عاصم و عمرو بن الاہتم (یہ دونوں بنو منقر سے تھے) و نعیم بن زید اور عیینہ بن حصن فزاری۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر چہ اقرع وعیینہ فتح مکہ و حصار طائف میں موجود تھے لیکن اس وقت بنوتمیم کے وفود کے ہمراہ شامل ہو کر آئے تھے۔ الغرض جیسے ہی یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے کہا((اخرج یا محمد)) ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکلئے'' آنحضرت ﷺ یہ آواز سن کر باہر تشریف لائے لیکن ان کی اس سوءِ ادبی سے آزردہ ہوئے۔ بنوتمیم کے وفد نے کہا((جئنا نفاخرک بخطیبنا و شاعرنا))[1] ''ہم اپنے خطیب وشاعر کے ساتھ فخر کرنے کو آئے ہیں''۔ آپ ﷺ نے ان کے

---

[1] عرب کا دستور تھا جس جگہ ان کا وفد جاتا اس کے ہمراہ ایک خطیب (لیکچرر) اور ایک شاعر ہوتا تھا۔ چنانچہ اسی دستور کے موافق بنوتمیم کے وفد کے ہمراہ بھی خطیب وشاعر آئے۔ بنظر دلچسپی ناظرین بنوتمیم اور آنحضرت کے خطیبوں کے خطبہ اور شاعروں کے ایک ایک شعر درج کئے جاتے ہیں۔ ابن ہشام لکھتے ہیں کہ جب ان کے خطیب کو اجازت ہوئی تو ان میں سے عطارد بن حاجب کھڑے ہو کر کہنے لگے((الحمدلله الذی له علینا الفضل و المن و هو اهله الذی جعلنا ملوکا ووهب لنا اموالا عظاما نفعل فیها المعروف و جعلنا اغراهل المشرق و اکثره عددا و ایسره عدة فمن مثلنا فی الناس السنا بروس الناس و اولی فقلهم فمن فاخر فافلیعد و مثل عددنا و انا لو نشاء لاکثرنا الکلام و لکن نحیا من الاکثار و انا الغرف بذلک اقول هذا الآن تاتوا بمثل قولنا و امر افضل من امرنا)) یعنی ''اللہ کا شکر ہے کہ جس کا ہم پر احسان وفضل ہے اور وہ اس کا اہل ہے اسی نے ہمیں بادشاہ بنایا اور بہت سا مال دیا جس سے ہم خیرات کرتے ہیں اور ہمیں اس نے معززین اہل مشرق سے بنایا اور تعداد میں زیادہ اور قوت میں زیادہ قوی بنایا ہم جیسا لوگوں میں کون ہے؟ کیا ہم سردار نہیں اور لوگوں میں افضل نہیں؟ اگر کوئی ہم پر فخر کرے تو اسے چاہئے کہ وہ ہماری طرح اپنی تعداد گنوائے اگر ہم چاہیں تو اس سے بھی زیادہ تقریر کر سکتے ہیں لیکن افراط ومبالغہ سے شرم آتی ہے۔ حالانکہ ہمیں سب کچھ معلوم ہے میں کہتا ہوں ہماری تقریر کی طرح کوئی تقریر پیش کرو اور ہمارے کارناموں سے افضل کوئی کارنامہ دکھاؤ''۔ اس قدر کہنے کے بعد بنوتمیم کا خطیب بیٹھ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے ثابت بن قیس بن الشماس کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا((قم فاجب الراجل فی خطبة)) یعنی ''اٹھ پس اس شخص کے خطبہ کا جواب دے'' ثابت حکم پاتے ہی اٹھ کر گویا ہوئے((الحمد لله الذی السموات و الارض خلقه قضی فیهن امره و وسع کرسیه علمه و لم یک و شی قط الامن فضله ثم کان من قدرته ان جعلنا ملوکاً و اصطفی من خیر خلقه رسولا اکرمه نسباً و اصدقه حدیثاً و افضله حسباً فانزل علیه کتابه وائتمنه علی خلقه فکان خیرة الله من العالمین ثم دعا الناس الی الایمان به فامن برسول الله المهاجرون من قومه و ذورحمة اکرم الناس حساباً و احسن الناس وجوها و خیر الناس فعالا ثم کان اول الخلق اجابة و استجابة الله حین دعاه رسول الله نحن فنحن انصار الله و زراء رسوله نقاتل الناس حتی یومنوا بالله فمن امن بالله و رسوله منع منا ماله و دمه و من کفر جاهدناه فی الله ابدا و کان قتله علینا یسیرا اقول هذا و استغفرالله لی و للمومنین و المومنات و السلام علیکم)) یعنی ''اس اللہ کا شکر ہے جس نے زمین وآسمان بنائے ان میں اپنا علم جاری کیا اللہ کا علم اس کی کرسی سے بھی زیادہ وسیع ہے اور ہر چیز اللہ کے فضل کا نتیجہ ہے اس نے اپنی قدرت سے ہمیں بادشاہ بنایا اور اپنی بہترین مخلوق میں سے ایک رسول چنا جس کا حسب ونسب اعلیٰ وافضل ہے اور جو انتہائی سچا ہے پھر اللہ نے آپ پر کتاب اتاری اور آپ کو لوگوں پر امین بنایا۔ آپ تمام دنیا والوں میں سب سے زیادہ نیک ہیں پھر آپ نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی اور آپ پر آپ کی قوم میں سے مہاجرین ایمان لائے۔ جو آپ کے عزیز بھی تھے۔ یہ شریف النفس تھے اور اچھے کاموں کی شہرت میں بھی ممتاز تھے اور شاندار کارنامے انجام دینے والے تھے پھر رحمت عالم کی دعوت پر ہم انصار سب سے پہلے لبیک کہنے والے تھے اس لئے ہم اللہ کے دین کے مددگار اور اللہ کے رسول کے وزیر ہیں اور لوگوں سے لڑتے رہیں گے۔ جب تک وہ اللہ پر ایمان نہ لائیں پھر جو اللہ پر ایمان لے آئے گا وہ ہم سے اپنا خون اور اپنا مال محفوظ کر لے گا اور جو کفر پر اڑا رہے گا ہم اس سے ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے اور اس کا قتل ہم پر آسان ہوگا اللہ مجھے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے آمین۔ والسلام''۔

اس خطبہ کے ختم ہونے پر ثابت بن قیس خطیب اسلام بیٹھ گئے اور زبرقان بن بدر شاعر بنوتمیم اٹھ کر قصیدہ پڑھنے لگا جس کا مطلع یہ تھا

نحن الکرام فلاحی معاولنا
منا الملوک و فینا تنصب البیع

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطیب کو اجازت دی۔ جب ان کا خطیب عطارد خطبہ پڑھ چکا اور اس میں اپنے مفاخر بیان کر چکا تو ان کے شاعر زبرقان بن بدر اٹھا۔ اس نے اپنی قوم اور اپنے فخریہ اشعار پڑھے۔

بنو تمیم کا قبولِ اسلام: اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے بنو الحرث بن الخزرج سے ثابت بن قیس بن الشماس اور حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہما) کو بلایا۔ ان دونوں بزرگوں نے خطبہ و اشعار پڑھے جس کو سن کر بنو تمیم کے وفود دنگ ہو گئے اور بے ساختہ یہ کہہ اٹھے ((هذا الرجل هو موید من الله خطیبه اخطب من خطیبنا و شاعره اشعر من شاعرنا و اصواتهم اعلی من اصواتنا)) یعنی ''ان کی اللہ تائید فرماتا ہے اور ان کا مقرر ہمارے مقرر سے اور شاعر ہمارے شاعر سے اچھا ہے'' اور ان کی آوزیں ہماری آوازوں سے بلند ہیں۔

اس کے بعد ان لوگوں نے سر اطاعت جھکا دیے اور بطیب خاطر اسلام قبول کر لیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو معقول صلہ مرحمت فرمایا۔ آپ کی عادات حسنہ سے تھا کہ جب کوئی وفد آتا تھا اس کی آپ ﷺ عزت کرتے اور جب وہ رخصت ہونے لگتا تو اس کو صلہ مرحمت فرماتے تھے۔

ملوک حمیر کی اطاعت: تبوک سے واپسی کے بعد رمضان میں حمیر کے بادشاہ کا خط حرث بن عبد کلال و نعیم بن عبد کلال و نعمان کی معرفت آنحضرت ﷺ کے پاس بعض کہتے ہیں کہ ذی رعین و ہمدان و معاذ لے کر آئے تھے اور زرعہ ابن ذی یزن

یعنی ''ہم وہ شرفاء ہیں کہ کوئی قبیلہ ہمارے مقابلہ کا نہیں ہم میں بادشاہ بھی ہیں اور ہم میں عبادت خانے بھی بنائے جاتے ہیں''۔ اتفاق سے حسان اس وقت موجود نہ تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے شاعر بنو تمیم کے جواب دینے کو بلایا ہے تو اپنے مکان سے اشعار پڑھتے ہوئے نکلے جس کا مطلع یہ تھا۔

منعنا رسول الله اذحل وسطنا — علی انف راض من معد و راغم

یعنی ''ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے جب آپ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ مدافعت کی خواہ معد والے راضی ہوں یا ناراض'' جب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور آپ کے حکم سے جواب دینے کو کھڑے ہوئے تو اپنے کلام کو اس شعر سے شروع کیا۔

ان الذوائب من فهر و اخوتهم — قد ینبوا سنة للناس تتبع

یعنی ''فہر اور اس کے ہم مثل خاندان لوگوں کے لئے ایسی سنتیں جاری کر گئے جن کی پیروی کی جاتی ہے'' ابن شام نے لکھا ہے کہ بعض اہل علم کا یہ خیال ہے کہ بنو تمیم کے شاعر نے میمیہ قصیدہ پڑھا تھا جس کا مطلع یہ تھا۔

اتیناک کما یعلم الناس فضلنا — اذا احتلفوا عند احتضار الموائم

یعنی ''ہم آپ کے پاس آئے ہیں جب لوگ ایام حج میں مجلسوں میں جمع ہوتے ہیں تو انہیں ہماری فضیلت معلوم ہے'' اور حسان بن ثابت نے اس کا جواب دیا تھا۔ مطلع یہ تھا۔

هل المجد الالسود العود و الهدی
و جاء الملوک و احتمال العظایم

یعنی ''بزرگی طاقت و ہدایت سے شاہانہ عزت و جاہ اور بڑے بڑے مصائب برداشت کرنے سے پیدا ہوتی ہے'' بنو تمیم کے شاعر کے اشعار پہلی روایت کے اعتبار سے آٹھ اور دوسری روایت کے مطابق چار اور حسان بن ثابت کے اشعار اٹھارہ باعتبار روایت سابق اور پہلی روایت کے لحاظ سے گیارہ تھے۔ کمافی سیرۃ ابن ہشام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف سے مالک بن مرۃ الرہادی نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر ترکِ بت پرستی سے بیزاری اور اسلام کا اظہار کیا۔ آپ نے اس کے نام ایک خط لکھایا اور معاذ ابن جبل کو اس کے قاصد مالک بن مرۃ کے ہمراہ صدقات جمع کرنے اور ارکان دین سکھانے بھیجا۔ اس کے بعد عبداللہ ابن ابی سلول سردار منافقین ذی قعدہ میں مر گیا اور آنحضرت ﷺ نے نجاشی کے انتقال کی خبر صحابہؓ کو دی کہ وہ ماہِ رجب میں قبل غزوۂ تبوک انتقال کر گیا۔

بہرا کا' بنوالبکاء اور بنوفزارہ کے وفود: انہیں ایام میں بہرا کا وفد (جس میں تیرہ آدمی تھے) آیا' مقداد بن عمرو کے یہاں مقیم ہوا۔ دوسرے دن مقداد بن عمرو ان کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے مسجد میں حاضر ہوئے ان لوگوں نے اسلام کا اظہار کیا آپ نے ان کو صلہ مرحمت فرمایا۔ وہ لوگ خوش ہو کر واپس ہوئے۔ پھر بنوالبکاء کا وفد (جس میں تین آدمی تھے) اور دس آدمیوں کا بنوفزارہ کا وفد (جس میں خارجہ بن حصن اور ان کے برادرزادہ جر بن قیس تھے) اور طے سے عدی بن حاتم کا وفد یکے بعد دیگرے آئے اور اسلام لائے۔

بنتِ حاتم کی اسیری: عدی بن حاتم کے وفد کے آنے سے پیشتر' قبل غزوۂ تبوک آنحضرت ﷺ نے خود حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو بلاد طے کی طرف ایک سریہ کا سردار مقرر کر کے بھیجا تھا۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے بلاد طے کے قریب پہنچ کر ان پر شب خون مارا حاتم کی لڑکی کو قید کر لیا اور ان کے بت خانہ سے دو تلواروں پر قبضہ کر لیا' جن کو حرث بن ابی شمر نے چڑھایا تھا' عدی اس شبخون سے پہلے لشکر اسلام کی روانگی کی خبر سن کر شام میں بلادِ قضاعہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ وہاں اس کے ہم خیال وہم مذہب (یعنی نصاریٰ) بکثرت تھے' پس جب حاتم کی لڑکی گرفتار ہو کر آئی اور حسبِ معمول خطیرہ (دروازہ مسجد کے سامنے جہاں پر کفار کی عورتیں اور بچے قید کئے جاتے تھے) میں قید کی گئی۔

بنتِ حاتم کی رہائی: آنحضرت ﷺ خطیرہ کی طرف سے گزرے تو اس وقت حاتم کی اس لڑکی نے رو کر کہا ''میرا باپ مر گیا جو سرپرست تھا وہ بھاگ گیا۔ مجھ پر احسان کیجئے' اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ احسان کرے گا''۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا تیرا سرپرست کون تھا؟ لڑکی نے جواب دیا عدی ابن حاتم' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا وہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بھاگا ہے' لڑکی نے کہا ہاں۔ اسی قسم کے سوال و جواب دو روز متواتر ہوئے۔ تیسرے روز جب کہ وہ اپنی التجا کے پورا ہونے سے ناامید ہو گئی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھ پر احسان کرتا ہوں اور تجھے بلا فدیہ چھوڑتا ہوں لیکن تو جانے میں عجلت نہ کر تیری قوم کا کوئی شخص آ جائے تو میں اس کے ہمراہ تجھے بھیجوں گا تا کہ تو آسانی کے ساتھ بھائی کے پاس پہنچ جائے۔ اتفاق سے اس واقعہ کے دوسرے روز چند لوگ اس کی قوم کے بنوقضاعہ کے قافلے کے ہمراہ شام جا رہے تھے آپ ﷺ نے اس کو ان کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

عدی بن حاتم کا قبولِ اسلام: جس وقت اس سے اور عدی سے ملاقات ہوئی' تھوڑی دیر تک صدمہ مفارقت سے دونوں خاموش رہے۔ اس کے بعد عدی نے اپنی بہن سے اپنی بابت پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے۔ اس شخص (یعنی رسول اللہ ﷺ) سے ملوں یا اپنی بقیہ عمر خانہ بدوشی میں گزاروں۔ اس کی بہن نے کہا کہ وہ شخص ملنے کے قابل ہے' نہایت خلیق اور اعلیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درجہ کا محسن ہے۔ عدی اس کلام کے سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی قوم کی طرف سے وفد کی شکل میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی انتہائی عزت کی اور اپنے ہمراہ اپنے دولت خانہ پر لے آئے۔ خود زمین پر بیٹھے اور مہمان کو گدے پر بٹھایا' اثناءِ راہ میں ایک ضعیف عورت مل گئی جب تک وہ بات کرتی رہی آپ کھڑے رہے عدی بن حاتم کو اس خلق نے مسخر کر لیا۔ اس کو اس بات کا پورا پورا یقین ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ برحق نبی ہیں۔ ظاہری بادشاہ نہیں ہیں پھر باتوں باتوں میں آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تو اپنی قوم کے ساتھ لڑائی پر جاتا ہے اور ان سے مرباع (مال غنیمت سے چوتھائی) لیتا ہے' عدی بن حاتم نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا ''یہ تیرے دین میں ناجائز ہے عدی بن حاتم یہ سن کر متعجب ہو گیا اور اس کو آپ کی نبوت کا اور زیادہ وثوق ہو گیا۔

اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ شاید تم کو اس دین میں داخل ہونے سے ان کی محتاجی مانع ہو گی کیونکہ تم دیکھتے ہو کہ ان کی حاجتیں بہت ہیں' اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ عنقریب اللہ جل شانہ ان کو اس قدر مال دے گا کہ یہ کسی کو مال دینا چاہیں گے تو کوئی لینے والا نظر نہ آئے گا اور پھر تم کو اس دین میں یہ امر بھی داخل ہونے سے روکے گا کہ یہ لوگ تعداد میں کم ہیں اور ان کے دشمن بکثرت ہیں۔ بخدا اس میں تم ذرہ بھر بھی شک نہ کرو کہ تم عنقریب یہ سنو گے کہ ایک عورت قادسیہ سے اپنے اونٹ پر سوار بے خوف وخطر اس مکان کی زیارت کو آئے گی اور شاید تمہیں اس دین کے قبول کرنے میں خیال بھی مانع ہو گا کہ حکومت وسلطنت دوسری قوموں کے قبضہ میں ہے لیکن تم یقین رکھو کہ عنقریب یہ لوگ بابل کا شاہی محل فتح کر لیں گے اور مشرق سے مغرب تک ان کی حکومت پھیل جائے گی۔ عدی بن حاتم خاموش بیٹھا ہوا یہ سب باتیں سنتا رہا جب آنحضرت ﷺ کا سلسلہ کلام منقطع ہوا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اسلام قبول کر کے اپنی قوم میں واپس آیا۔

حج اور اعلانِ برأت: اس کے بعد اللہ جل شانہ نے اپنے نبی برحق ﷺ پر چالیس آیتیں اول سورۂ براءت کی نازل فرمائیں جن میں اس معاہدے میں ترمیم کرنے کا بیان تھا۔ جو آپ کے اور مشرکین کے درمیان' بیت اللہ کی زیارت سے نہ روکنے کی بابت ہوا تھا۔ جس میں یہ احکام تھے کہ اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں اور بیت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر نہ کریں اور جس سے آنحضرت ﷺ نے کوئی عہد کیا ہے' وہ اس کی مدت تک پورا کر دیا جائے اور ان لوگوں کے لئے جن کے ساتھ عہد نہیں کیا گیا یوم النحر (بقرعید سے چار روز بعد) سے چار مہینہ تک کی مدت مقرر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایام حج میں ابوبکرؓ صدیق کو امیر مقرر کر کے ان آیات[1] کے ساتھ روانہ کیا' جن کا اوپر ذکر ہو چکا۔ جب یہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو آپ نے بھیجا۔ حضرت علیؓ نے حضرت صدیق سے ان آیات کو لے لیا۔

---

[1] سورۂ براءت اور حضرت علیؓ کے متعلق مختلف آراء: ابن خلدون وابن اثیر کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو آیات سورۂ براءت دے کر ایام حج میں بھیجا تھا مگر جس وقت یہ ذوالحلیفہ میں پہنچے۔ تو آپ نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو بھیجا اور انہوں نے حضرت ابوبکرؓ صدیق سے سورۂ براءت کی آیات لے لیں اور رحضرت ابوبکرؓ خائف ہو کر مدینہ واپس آئے پھر وہاں ...

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۂ براءت اور حضرت علیؓ: ابوبکر اس خیال وخوف سے کہ شاید کوئی آیت ان کی بابت نازل ہوئی ہوگی۔ واپس آئے اور آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی آیت تمہارے حق میں نازل نہیں ہوئی۔ لیکن ان آیات کو کوئی غیر شخص مشرکین تک نہیں پہنچا سکتا' سوائے میرے یا میرے خاندان والوں کے۔ پس حضرت ابوبکرؓ صدیق حج کرانے پر

ﷺ سے حسب حکم آنحضرت ﷺ امیر حج ہو کر گئے لیکن کتب سیر سے اس کی شہادت کافی نہیں ملتی۔ سیرۃ ابن ہشام میں لکھا ہے کہ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ۹ھ میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کو امیر حج مقرر کر کے روانہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ صدیق مسلمانوں کو لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے اور سورۂ براءت کی آیات کو اس عہد نامہ میں ترمیم کی بابت نازل ہوئیں جو آنحضرت ﷺ اور مشرکین میں ہوا تھا کہ کوئی شخص بیت اللہ کی زیارت سے نہ روکا جائے۔ یہ کہ شہر حرام میں لڑائی نہ کی جائے یہ کہ مشرکین اور مسلمانوں میں یہ معاہدہ عام سمجھا جائے۔

ابوجعفر محمد بن علی کی روایت: اس کے بعد سورۂ برائت کی آیات بالتفصیل لکھتے ہیں کہ ابن اسحاق نے یہ کہا ہے کہ مجھ سے حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف نے ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب براءت کی آیات آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئیں اور اس سے پیشتر حضرت ابوبکرؓ صدیق بغرض ادائے حج امیر حج ہو کر روانہ ہو گئے تھے لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کی معرفت اس کو آپ نے بھیج دیا ہوتا آپ نے فرمایا اس کو کوئی شخص میرے یا میرے خاندان والوں سے نہیں پہنچا سکتا ہے' یہ کہہ کر آپ نے علیؓ ابن ابی طالب کو بلا کر فرمایا کہ لو ان آیات کو لے کر جاؤ اور جس وقت لوگ یوم النحر منیٰ میں جمع ہوں تو ان آیات کو سنا کر کہہ دینا کہ جنت میں کوئی کافر نہیں داخل ہو سکے گا اور اس سال کے بعد سے کوئی مشرک حج نہ کرنے پائے گا اور بیت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر نہ کریں اور جس کا جو عہد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہے وہ اپنی مدت تک پورا کیا جائے گا بعد انقضائے معیاد اللہ و رسول کے عہد سے وہ بری ہے''۔

چنانچہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب آنحضرت ﷺ کے ناقہ پر سوار ہو کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ان کو آتے ہوئے دیکھ کر دریافت کیا تم امیر ہو یا مامور؟ حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے کہا مامور اس کے بعد دونوں آدمی ساتھ ساتھ گئے حضرت ابوبکرؓ صدیق نے لوگوں کو حج کرایا اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے یوم النحر کھڑے ہو کر آیات براءت سنا کر جو پیام آنحضرت ﷺ نے بھیجا تھا علی الاعلان کہہ دیا۔

ابن قیم جوزی: ابن قیم جوزی دمشقی نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ بعد واپسی غزوہ تبوک بقیہ رمضان وشوال' ذیقعد آنحضرت ﷺ مدینہ میں مقیم رہے اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق کو مسلمانوں کے ہمراہ امیر مقرر کر کے حج کرنے کے لئے روانہ فرمایا' ابن سعد نے کہا کہ ابوبکرؓ صدیق تین سو مسلمانوں اور بیس قربانی کے جانوروں کو لے کر روانہ ہوئے جو آنحضرت ﷺ کی طرف سے تھے اور پانچ انہوں نے اپنی طرف سے لئے ان کی روانگی کے بعد سورۂ براءت کی آیات نازل ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان آیات کو سنانے کے لئے علیؓ ابن ابی طالب کو روانہ کیا' حضرت ابوبکر صدیقؓ جس وقت عرج یا بروایت ابن عائذ کو یا بروایت مشہور ذوالحلیفہ میں پہنچے حضرت ابن ابی طالب پہنچے حضرت ابوبکرؓ نے ان کو دیکھ کر دریافت فرمایا تم امیر ہو یا مامور حضرت علیؓ نے جواب دیا مامور ہوں۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے دریافت فرمایا (استعملک رسول اللہ علی الحج) ''تم کو رسول اللہ نے حج کا امیر بنایا ہے''۔ ((قال علی لا ولکن بعثنی اقراء ہ براءۃ علی الناس و انبذ الیٰ کل ذی عھد عھدہ)) یعنی ''حضرت علی نے کہا نہیں لیکن آپ نے مجھے لوگوں کو براءت کی آیتیں سنانے کے لئے ہر ایک حلیف کے سامنے اس کے عہد پھینک دینے کے لئے بھیجا ہے''۔ اس کے بعد پھر حضرت ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما مکہ گئے حضرت ابوبکرؓ نے حج کیا اور کرایا اور علی نے یوم النحر کو کھڑے ہو کر سورۂ براءت کی آیات پڑھ کر کہا ''اے لوگو جنت میں کوئی کافر نہیں جائے گا اس سال کے بعد مشرکین حج نہ کرنے پائیں گے اور بیت اللہ کا برہنہ ہو کر کوئی طواف نہ کرنے پائے اور جس کا جو عہد آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہے وہ اپنی مدت تک پورا کیا جائے گا۔ اصل واقعہ اس بیان سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ محض امیر حج ہو کر روانہ ہو گئے تھے اس کے بعد حضرت علیؓ سورۂ براءت کی آیات سنانے اور پیام رسانی کی غرض سے بھیجے گئے اور یہ کہ حضرت علی سے ملنے کے بعد حضرت ابوبکرؓ مدینہ نہیں آئے بلکہ وہیں ان سے جو دریافت کرنا ضروری تھا دریافت کر لیا اور دونوں بزرگ ساتھ ساتھ مکہ گئے اور اپنے اپنے منصبی کاموں کو انجام دیا' مورخین کو اس واقعہ میں ان الفاظ ((ثم اردف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر بعلی بن ابی طالب فامرہ ان یوذن ببراءۃ))

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت علیؓ سورۂ براءت کی آیات سنانے پر مامور ہوئے۔ چنانچہ ابوبکر صدیق نے لوگوں کو حج کرایا اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے قریب عقبہ یوم النحر کھڑے ہو کر سورہ براءت کی آیات پڑھ کر لوگوں کو سنا دیا۔

ضمام بن ثعلبہ کا قبول اسلام: طبری نے لکھا ہے کہ اس سنہ میں آیہ ﴿خذ من اموالهم صدقة تطهرهم و تزكيهم﴾ ''لے ان کے مال سے صدقہ طاہر کر ان کو اور پاک کر ان کو'' نازل ہوئی۔ جس سے مسلمانوں پر صدقات فرض ہوئے اور ثعلبہ بن سعد اور قضاعہ سے سعد ندیم کے وفود آئے اور بنو سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو وفد مقرر کر کے بھیجا' آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں سے اسلام کی بیعت لی اور توحید' صلوٰۃ' زکوٰۃ' حج' صدقہ کی علیحدہ علیحدہ تعلیم فرمائی۔ ضمام بن ثعلبہ نے کہا بے شک میں ان فرائض کو ادا کروں گا اور جس سے آپ نے مجھے منع فرمایا ہے اس سے احتراز کروں گا اور بخدا اس سے زیادہ نہ کروں گا اور نہ اس سے کم کروں گا۔ جب یہ خدمت اقدس سے واپس ہوئے تو فرمایا آپ نے ''کہ اگر اس شخص نے جیسا کہ وعدہ کیا ہے عمل کیا تو سیدھا جنت میں داخل ہوگا''۔ مورخین نے لکھا ہے کہ ضمام بن ثعلبہ جس وقت اپنی قوم میں پہنچے اسی وقت ان کی قوم نے بالاتفاق اسلام قبول کر لیا اور جمہور کا یہ خیال ہے کہ ضمام بن ثعلبہ ۵ھ میں آئے تھے یہ واقعات ۹ھ کو تمام کر دیئے ہیں اور اس کے بعد ۱۰ھ کا دور شروع ہوتا ہے۔

اہل نجران کا قبول اسلام: ۱۰ھ (مطابق ۶۳۱ء) کے ماہ ربیع الثانی یا جمادی الاول میں آنحضرت ﷺ نے خالد بن الولید کو ایک سریے کا سردار مقرر کر کے نجران اور اس کے اطراف و جوانب کی طرف روانہ فرمایا۔ اس سریے میں چار سو صحابی تھے۔ آپ ﷺ نے خالد بن الولید کو سمجھا دیا تھا کہ پہلے بنوحرث بن کعب کو دعوتِ اسلام تین بار دینا اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ان کو دین و مذہب کی تعلیم کرنا ورنہ ان سے لڑنا۔ لیکن جس وقت خالد بن الولید نجران پہنچے اور دعوتِ اسلام دی۔ لوگوں نے فوراً بے چوں و چرا سمعاً و طاعۃً اسلام قبول کر لیا۔ خالد بن الولید نے ایک اطلاعی خط سے اس واقعہ کو آنحضرت ﷺ سے عرض کیا چنانچہ آپ کی تحریر کے موافق بنوحرث بن کعب وفد کے ہمراہ مدینہ آ گئے بنوحرث بن کعب کے وفد میں قیس بن الحصین ذوالقصہ و یزید بن عبدالمدان و یزید بن المحجل و عبداللہ بن قراد الزیادی و شداد بن عبداللہ الضبابی و عمرو ابن عبداللہ الضبابی تھے۔

آنحضرت ﷺ نے ان کی نہایت عزت و تعظیم کی اور ان سے دریافت کیا کہ تم لوگ جاہلیت میں اپنے دشمنوں میں کس وجہ سے غالب ہوتے تھے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ''ہم لوگ آپس میں جو کام کرتے تھے متفق ہو کر کرتے تھے' نفاق کو

؎ یعنی ''پھر نبی ﷺ نے ابوبکر کے پیچھے علی ابن ابی طالب کو بھیجا اور انہیں لوگوں کو سورۂ براءت سنانے کا حکم دیا اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ پہلے حضرت ابوبکرؓ کو آیات براءت دے کر بھیجا اس کے بعد حضرت علی کو ان کے پیچھے روانہ کیا اور ان کو اس کے سنانے کا حکم دیا حالانکہ یہ واقعہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ حضرت ابوبکر کے پیچھے حضرت علی کو اس غرض سے بھیجا کہ وہ لوگوں کو سورہ براءت کی آیات سنا دیں حضرت ابوبکر کے بھیجنے کی غرض اور تھی اور علی کے بھیجنے کی غرض اور اولاً تو مورخین کی فاش غلطی دوسرے نافہمی سے یہ اعتراض کرنا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر کو پیام رسانی کے قابل نہ سمجھ کر حضرت علی کو مامور کیا بازیچہ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس نہ آنے دیتے تھے اور جب مظفر ہوتے تھے تو کسی پر ظلم نہ کرتے تھے"۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ تم سچ کہتے ہو ہمیشہ اتفاق سے کام لینا' نفاق سے احتراز کرنا۔ شروع ماہ ذی قعدہ ۱۰ھ میں جس وقت یہ لوگ مدینہ سے نجران واپس ہوئے۔ آپ نے قیس بن الحصین کو ان کا سردار مقرر فرمایا اور ان کے پیچھے عمرو بن حزم بخاری کو فرائض وسنن کی تعلیم کی غرض سے نجران کا عامل بنا کر روانہ کیا اور ایک فرمان لکھ کر انہیں عنایت فرمایا جس کا اہل سیر نے ذکر کیا ہے اور فقہاء نے اپنے استدلال میں اس پر اعتماد کیا۔ وہو ہذا

فرمانِ نبوی ﷺ:

((بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم هذا کتاب من اللّٰہ و رسوله یا ایها الذین امنوا اوفوا بالعقود عهد امن محمد النبی ﷺ بعمرو بن حزم حین بعثه الی الیمن امره بتقوی اللّٰہ فی امره کله فان اللّٰہ مع الذین اتقوا و الذین هم محسنون))

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمان ہے۔ اے ایمان والو! اپنے عہد کو پورا کرو۔ رحمت عالم کا عمرو بن حزم کو جب کہ انہیں آپ نے یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تھا یہ عہد نامہ دیا تھا اس میں آپ نے انہیں حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ ان کے تمام کاموں میں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ اللہ ان کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور ان کے ساتھ بھی جو احسان کرنے والے ہیں"۔

عمرو بن حزم کو ارشاداتِ نبویؐ: اس فرمان کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے عمرو بن حزم بخاری کو روانگی کے وقت یہ نصیحتیں فرمائی تھیں کہ ہمیشہ حق پر چلنا جیسا کہ اللہ جل شانہ نے حکم دیا ہے اور لوگوں کو نیکی کے کرنے کا حکم دینا اور قرآن کی تعلیم دینا اور اس کے معانی کے سمجھنے کا طریقہ بتلانا اور لوگوں کو منع کرنا کہ کوئی شخص قرآن کو اس وقت تک ہاتھ نہ لگائے جب تک کہ وہ طاہر نہ ہو جائے اور عام طور سے ان کے نفع ونقصان سے مطلع کرتے رہنا' راہِ راست پر چلنے کی صورت میں لوگوں سے نرمی کرنا اور کج روی کی حالت میں ان پر سختی کرنا کیونکہ اللہ جل شانہ نے ظلم کو حرام کیا ہے اور ظلم کرنے سے روکا ہے (جیسا کہ اپنے کلام پاک میں ﴿الا لعنة اللّٰہ علی الظالمین﴾ یعنی "کان کھول کر سن لو ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہے" اور لوگوں کو جنت کی بشارت دینا اور اس کے ملنے کے اعمال بتلانا اور دوزخ سے ڈرانا۔ نیز اس سے بچنے کی تدبیر سکھانا' لوگوں کو ملائے رکھنا تا کہ اشاعتِ دین ہو اور لوگ بہ رضا و رغبت دین اسلام قبول کریں۔ حج وعمرہ کے فرائض وسنن اور جس کا اللہ جل شانہ نے حج وعمرہ میں حکم دیا ہے اس کو بتلانا' نماز کی تعلیم کرنا اس طرح پر کہ کوئی شخص ایک کپڑا چھوٹا پشت پر ڈال کر نماز نہ پڑھے' مگر یہ کہ وہ اس قدر بڑا ہو کہ اس کے دونوں کنارے دونوں مونڈھوں کو ڈھانک لیں اور کوئی شخص آسمان کے نیچے اپنی شرم گاہ کو نہ کھولے رکھے اور اپنے سر کے بالوں کو جب کہ وہ بڑھائے جائیں نہ کٹائے اور صرف اللہ جل شانہ سے دعا کی جائے اور اسی سے مدد مانگی جائے کوئی شخص اپنے ہم جنس مخلوقات سے دعا نہ مانگے اور جو شخص اس سے باز نہ آئے اور اللہ جل شانہ کی طرف رجوع نہ کرے تو اس پر سختی کرنی چاہئے" یہاں تک کہ اللہ جل وعلاہ ذکرہ سے دعا مانگے اور لوگوں کو وضو پورا کرنے اور وقت پر نماز پڑھنے' رکوع وسجود کو پورے اطمینان سے کرنے کی تعلیم دینا اور ہمیشہ نماز صلح غلش (آخر شب کی اندھیری) میں اور ظہر بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زوال آفتاب اور نماز عصر جس وقت سایہ اصلی سایہ سے بڑھ جائے اور مغرب رات کے آتے ہی (اس میں اس قدر تاخیر نہ کی جائے کہ ستارے نکل آئیں) اور عشاء اول ثلث شب میں پڑھنا اور تعلیم دینا اور جمعہ میں بعد اذانِ کل کاروبار چھوڑ کر مسجد جانے اور غسل کرنے کا حکم دینا۔ مؤمنین سے خمس وصدقہ وزکوٰۃ لینا جو یہودی یا عیسائی سچے دل سے ایمان لائے اور دین اسلام قبول کرے اس کے حقوق وہی ہوں گے جو اور مسلمانوں کے لئے ہیں اور جو یہودی ونصرانی یا اور کسی مذہب کا پابند ہو مرد ہو یا عورت ہو حر ہو یا غلام اس سے جزیہ ایک دینار یا اس کے عوض کپڑا وغیرہ لینا۔ پس جو شخص اس کے دینے سے انکار کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ اور کل مؤمنین کا دشمن ہے۔ انتھی صلوت اللّٰہ علی محمد و الہ اصحابہ اجمعین

غسان کا وفد: پھر اسی ۱۰ھ کے ماہ رمضان میں غسان کا وفد آیا جس میں تین آدمی تھے۔ ان لوگوں نے بھی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر بطیب خاطر اسلام قبول کیا اور اپنی قوم میں لوٹ کر گئے۔ چونکہ ان کی قوم نے اسلام قبول نہ کیا اس وجہ سے ان لوگوں نے اپنے اسلام کو چھپایا۔ یہاں تک کہ ان میں سے دو بحالتِ اسلام مر گئے اور ایک ابوعبیدہ عامرؓ سے یرموک میں ملے تھے۔ انہوں نے اپنے اسلام سے ان کو مطلع کیا تھا اسی مہینہ میں بنو عامر کا بھی دس آدمیوں کا وفد آیا اور اسلام قبول کیا۔ ضروریات دین سیکھ کر اپنی قوم میں واپس گیا۔

سلامان اور ازد کے وفود: شوال میں سلامان کا سات آدمیوں کا وفد آیا جس میں ان کے سردار حبیب[1] ابن عمرو بھی تھے۔ یہ اسلام لائے اور فرائض وسنن کی تعلیم پا کر واپس بھی گئے انہیں ایام میں ازد کا دس آدمیوں کا وفد آیا جس میں صرد بن عبداللہ ازدی بھی تھے۔ فروہ بن عمرو کے یہاں یہ سب مقیم ہوئے۔ اگلے دن آنحضرت ﷺ کی خدمت بابرکات میں حاضر ہو کر مشرف بالاسلام ہوئے۔ آپ نے ازد کے مسلمانوں کا صرد بن عبداللہ کو امیر بنایا اور ان کے گردونواح کے مشرکین پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔

جرش کا محاصرہ: چنانچہ واپسی کے بعد صرد بن عبداللہ نے جرش کا محاصرہ کر لیا اس وقت جرش میں کچھ لوگ خثعم اور یمن کے چند قبائل آباد تھے شہر بھی محفوظ تھا۔ علاوہ اس کے اہل یمن بھی مسلمانوں کے حملہ کی خبر سن کر اس کی مدد کو آ گئے۔ ایک مہینہ تک صرد نے جرش کو محاصرہ میں رکھا۔ جب فتح ہوتا نہ دکھائی دیا تو صرد محاصرہ چھوڑ کر پیچھے ہٹے۔ اہل جرش نے صرد کے پیچھے ہٹنے کو پسپائی خیال کر کے ان کا تعاقب کیا۔ جبل شکر میں پہنچ کر صرد نے قدم جما دیئے اور صف آرائی کر کے جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ اہل جرش کو اس واقعہ میں شکست ہوئی اس سے پیشتر اہل جرش نے دو افراد کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آ کر آپ کے حالات دریافت کرنے اور دیکھنے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ آپ نے ان لوگوں کو واقعہ جبل شکر اسی دن بتلایا جس روز وہ واقعہ ہوا تھا۔ پھر جب وہ لوگ اپنی قوم میں آئے اور آپ کے حالات ان سے سنے تو وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

---

[1] واقدی نے لکھا ہے کہ حبیب بن عمروؓ نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ افضل الاعمال کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وقت پر نماز کا پڑھنا۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمدان کا وفد: اسی سنہ میں ہمدان ایمان لائے۔ ان کے وفود حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے ہمراہ حاضر خدمت اقدس ہوئے۔ واقعہ اس کا اس طرح پر ہے کہ پہلے رسول اللہ ﷺ نے خالد بن الولیدؓ کو یمن کی طرف بغرض دعوت اسلام روانہ کیا تھا۔ یہ چھ مہینہ تک وہاں ٹھہرے ہوئے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے' لیکن کسی نے قبول نہ کیا۔ تب آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو روانہ کیا اور فرمایا کہ خالدؓ بن الولید کو واپس کر دینا۔ حضرت علیؓ نے مقاماتِ یمن میں پہنچ کر لوگوں کو جمع کیا پہلے ان کو اللہ جل شانہ کے عذاب وعتاب سے ڈرایا اس کے بعد آنحضرت ﷺ کا فرمان والا شان پڑھ کر سنایا۔ بہ افضالِ الٰہی کل ہمدان نے اسی دن اسلام قبول کیا آپ نے اللہ جل شانہ کی بارگاہِ عالی میں سجدہ شکر ادا کیا اور تین بار السلام علی ہمدان فرمایا اس کے بعد اہل یمن جوق در جوق مسلمان ہونے لگے اور ان کے قبائل کے وفود بھی بکثرت آنے لگے۔

وفد ملوک کندہ: اسی سال فروہ بن مسیک مرادی ان کے ہمراہ مراد کا وفد ملوک کندہ سے علیحدہ ہو کر آیا اور اسلام قبول کر کے سعد بن عبادہؓ کے یہاں بغرض تعلیم قرآن وفرائض اسلام ٹھہرا رہا۔ واپسی کے وقت آپ نے فروہ بن مسیک مرادی کو مرادِ وزبید ومزحج کا عامل مقرر فرمایا اور حضرت خالد بن سعید بن العاص کو ان کے ہمراہ صدقات وصول کرنے بھیجا' چنانچہ خالد آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت تک اسی کام میں مامور رہے۔ اس کے بعد عمرو بن معدیکرب زبیدی نے قیس بن مکشوح مرادی سے آنحضرت ﷺ کے پاس چلنے کے لئے کہا۔ جب قیس نے انکار کیا تو عمرو بن معدیکرب زبیدی کا وفد ہو کر حاضر ہوا اسلام لا کر اپنی قوم میں واپس گیا لیکن آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد مرتد ہو گیا۔

عبدقیس کا وفد: اسی سنہ میں عبدقیس کا وفد آیا جس میں جارود بن عمرو سردار تھا۔ اس قبیلہ کے کل چھوٹے بڑے عیسائی مذہب رکھتے تھے لیکن واپسی کے بعد قبیلہ جارود بن عمرو سب کے سب مسلمان ہو گئے تھے اور وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ کے منذر بن نعمان بن المنذر معروف بہ عرور کے ساتھ مرتد ہو گئے۔ مگر جارود بن عمرو بدستور اپنے اسلام پر ثابت قدم رہے اور نہایت استقلال سے باوجود اپنی قوم کے عداوت کے اوامر (احکام) کی پابندی اور نواہی (وہ باتیں جن کا ذکر شرع میں منع ہے) سے احتراز کرتے رہے' یہاں تک کہ ان کا انتقال عبدقیس کی واپسی سے پہلے ہو گیا۔

علاء بن الحضرمی کی امارت بحرین پر تقرری: فتح مکہ سے پیشتر آنحضرت ﷺ نے علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساوی العبدی کی طرف سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ منذر انہیں کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے اور نہایت خوبی سے اپنی اسلامی زندگی گزاری۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات کے بعد قبل ردت اہل بحرین ان کا انتقال ہوا۔ علاء بن الحضرمی آنحضرت ﷺ کی طرف سے بحرین کے امیر مقرر کئے گئے تھے اور ان سے پاس رہتے تھے۔

بنوحنیفہ کا وفد: اسی سنہ میں بنوحنیفہ کا وفد آیا جس میں مسیلمہ بن حبیب کذاب اور رجال بن عنفوہ اور طلق بن علی بن قیس اور سلمان بن حنظلہ ان کا سردار تھا۔ ان لوگوں نے مدینہ میں پہنچ کر اسلام قبول کیا۔ چند روز ٹھہرے ہوئے ابی ابن کعب سے قرآن پڑھتے رہے۔ رجال وطلق وغیرہ اکثر خدمتِ اقدس میں آتے تھے اور مسیلمہ اپنے جائے قیام پر باجازت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ بغرض حفاظت اسباب رہتا۔ جب یہ سب یمامہ واپس آئے تو مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ طلق نے اس امر کی شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنا شریک بنالیا ہے' اکثر آدمی اس فتنہ میں پھنس گئے جو کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

کندہ کا وفد: اسی سنہ میں تقریباً دس آدمیوں کا کندہ کا وفد جن کا سردار اشعث بن قیس تھا آیا۔ بعض کہتے ہیں کہ کندہ کے وفود میں ساٹھ اور بعض کہتے ہیں اسی آدمی تھے۔ یہ لوگ ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے اسلام لانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان کو ریشمی کپڑے پہننے کی ممانعت فرمادی۔ اشعث نے اثناءِ راہ کلام میں آپ سے عرض کیا ((نحن بنو آکل المرار و انت ابن آکل المرار)) یعنی ''ہم لوگ آکل المرار کی اولاد ہیں اور تم بھی آکل المرار کے لڑکے ہو یعنی ہم اور تم ایک خاندان کے ہیں'' آنحضرت ﷺ نے یہ کلام سن کر ہنس کر فرمایا نہیں! ہم نضر ابن کنانہ کی اولاد ہیں نہ تو ہم اپنی ماں پر تہمت لگاتے ہیں، نہ اپنے باپ سے انکار کرتے ہیں۔ عباس بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن الحرث نے اپنے آپ کو اس سے منسوب کیا ہے' یہ دونوں آدمی تجارت پیشہ تھے۔ جب اطراف و جوانب عرب میں جاتے تھے۔ تو اپنے آپ کو بنو آکل المرار بتاتے تھے۔ اس وجہ سے کہ ان کے جد کلاب بن مرہ کی ماں کندہ میں سے تھی ''چونکہ بنو آکل المرار کندہ کا شاہی خاندان تھا اس لحاظ سے بنظر تفاخر عباس و ربیعہ اپنے مادری سلسلہ کے خیال سے آکل المرار کی طرف منسوب کرتے تھے''۔ واللہ اعلم

وائل بن حجر کا وفد: اسی زمانہ میں کنانہ کے وفد کے ساتھ حضرموت کا بھی وفد آیا۔ یہ لوگ ولیعہ کی نسل سے ہیں۔ ان کے سردار جمد و مخوس و مشرح بھی آئے ہوئے تھے۔ سب نے بخوشی خاطر اسلام قبول کیا اور وائل بن حجر بھی انہیں ایام میں حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کے آنے کی خوشی میں صلوٰۃ جامعۃ کی ندا دلوا کر نماز شکریہ ادا کی۔ معاویہ کو حکم دیا کہ وائل ابن حجر کو قبا میں لے جا کر ٹھہرائیں۔ وائل بن حجر سوار تھے اور معاویہ پیادہ۔

وائل بن حجر اور حضرت معاویہ: معاویہ نے اثناءِ راہ میں کہا کہ تم مجھ کو اپنی جوتیاں دے دو۔ تاکہ زمین کی گرمی سے میرے پاؤں محفوظ رہیں۔ وائل نے کہا میں اس کو تمہیں نہیں پہنانا چاہتا کیونکہ میں اس کو پہن چکا ہوں۔ پس پر معاویہ نے کہا اچھا تم اپنے پیچھے مجھے بٹھالو۔ وائل نے جواب دیا کہ تم ملوک کے ارادف (پیچھے بیٹھنے والوں میں) سے نہیں ہو' پھر معاویہؓ نے کہا کہ زمین کی تپش نے میرے پاؤں جلا دیئے۔ وائل یہ سن کر بول اٹھے ((امش فی ظل ناقتی کفاک به شرفاً)) یعنی ''تو میرے ناقہ کے سایہ میں چل تجھے یہی شرف کافی ہے''۔ بیان کیا جاتا ہے کہ زمانہ خلافت معاویہ میں وائل ان کے پاس بھی وفد لے کر گئے تھے انہوں نے بھی ان کی عزت کی تھی۔

مذحج و محارب کے وفود: اسی سنہ میں محارب کے دس آدمیوں کا اور مذحج سے الرہا کے پندرہ آدمیوں کا وفد آیا اور مسلمان ہو کر انہوں نے قرآن پڑھا اور فرائض اسلام کی تعلیم لے کر اپنی قوم میں واپس گیا' پھر اسی قوم کے چند لوگ خدمت اقدس میں آئے اور آپ کے ساتھ انہوں نے حج ادا کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نجران کا وفد: اسی سنہ میں نصاریٰ نجران کا وفد حضرموت سے آیا جس میں ستر سردار اور ان کا سردار عاقب عبدالمسیح (کندہ سے) اور ان کا اسقف ابوحارثہ (بکر بن وائل) اور سید ابہم تھا ان لوگوں نے مسجد نبوی میں داخل ہو کر دینی امور پر بحث و مباحثہ شروع کیا۔ اسی اثناء میں سورۂ آل عمران کے شروع کی آیات اور آیہ مباہلہ نازل ہوئی۔ نصرانیانِ نجران نے مباہلہ کرنے سے گریز کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی استدعا کی بموجب ان سے صلح کر لی اور ہزار حلہ صفر اور ہزار رجب میں اور چند زرہیں اور نیزے اور گھوڑے بطور جزیہ ان پر مقرر فرمایا۔ ابوعبیدہؓ بن الجراح کو ان کا عامل مقرر کر کے ان کے ہمراہ روانہ کیا اس کے بعد عاقب و سید آئے اور مسلمان ہوئے۔

وفد حضرموت: اسی سنہ میں صدف کا وفد حضرموت سے آیا جس میں تقریباً دس آدمی تھے ان سب نے بطیب خاطر اسلام قبول کیا فرائض اسلام اور اوقات نماز سیکھ کر واپس گئے یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔

عبس کا وفد: اسی سنہ میں عبس کا وفد آیا ابن کلبی کہتے ہیں کہ ان میں صرف ایک شخص وفد لے کر آیا تھا اور مسلمان ہو کر جس وقت واپس جا رہا تھا۔ اثناءِ راہ میں انتقال ہو گیا۔ طبری کہتے ہیں کہ عدی بن حاتم بھی اسی سنہ کے ماہِ شعبان میں وفد لے کر آیا تھا۔ واللہ اعلم۔

خولان کا وفد: اسی سنہ میں خولان کا دس آدمیوں کا وفد آیا۔ سب نے اسلام قبول کیا اور اپنے بت کو توڑ ڈالا اور اس سے پیشتر زمانہ صلح حدیبیہ میں قبل خیبر رفاعہ بن زید ضبیی قبیلہ جذام سے وفد لے کر آئے اور ایک غلام بطور ہدیہ پیش کیا۔ جب یہ مسلمان ہو کر واپس ہونے لگے تو آپ نے ان کو ایک خط (جس میں دعوت اسلام تھی) دیا۔ جس سے ان کی قوم مسلمان ہو گئی۔

بنو ضبیب کا شب خون: اس عرصہ میں وحیہ بن خلیفہ کلبی آنحضرت ﷺ کے سفیر ہو کر گئے تھے۔ ہرقل کے یہاں سے واپس آ رہے تھے ان کے ساتھ کچھ تجارتی مال بھی تھا۔ بطون جذام سے ہنید بن عوض اور اس کی قوم بنو ضبیب نے غفلت کی حالت میں وحیہ پر شب خون مارا اور جو کچھ مال و اسباب ان کے ہمراہ تھا اس کو لوٹ کر لے گئے۔ اسی واقعہ نے آئندہ جہاد کا دروازہ کھول دیا اور آنحضرت ﷺ کو بنو جذام پر حملہ کرنے کو ابھارا۔ اتفاق سے اس واقعہ کی اطلاع بنو ضبیب کے مسلمانوں کو ہو گئی۔ ان لوگوں نے یک جا ہو کر ہنید اور اس کی قوم سے وہ کل مال و اسباب جو انہوں نے لوٹ لیا تھا۔ چھین کر وحیہؓ کے سپرد کر دیا۔

بنو ضبیب کی سرکوبی: جب وحیہؓ مدینہ پہنچے اور آنحضرت ﷺ سے بنو ضبیب کی بدعنوانیوں کا تذکرہ کیا۔ تو آپ نے زیدؓ بن حارثہ کو مسلمانوں کے ایک لشکر کا افسر مقرر کر کے روانہ فرمایا۔ زید بن حارثہ نے بنو ضبیب پر مقام قضقاض میں حرہ رمل کی جانب سے حملہ کیا ہنید اور اس کا لڑکا مع ایک جماعت کے مارا گیا۔ اس واقعہ میں بنو ضبیب کے ساتھ کچھ لوگ بنو ضبیب کے بھی تھے۔ جو بنو ضبیب کے ساتھ شرکت کی وجہ سے مارے اور قید کر لئے گئے۔ رفاعہ بن زید مع ابوزید بن عمرو اور چند لوگ اپنی قوم کو لے کر خدمتِ اقدس میں آئے اور اس واقعہ سے آپؐ کو مطلع فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مقتولین کی بابت کیا کروں؟ رفاعہ اور ان کے حامیوں نے کہا "آپ ہمارے زندوں کو چھوڑ دیجئے"۔ آپ نے حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیؓ ابن ابی طالب کو اونٹ پر سوار کر کے ان کے ہمراہ روانہ کیا اور حضرت صدیقؓ کے لئے اپنی تلوار مرحمت فرمائی۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب اور زید بن حارثہؓ میں فیفاء قلیتین میں ملاقات ہوئی اور وہیں بنوضبیب کے قیدی اور ان کا مال و اسباب ان کو واپس کر دیا۔

عامر بن صعصعہ کی گستاخی: اسی سنہ میں عامر بن صعصعہ کا وفد آیا جس میں عامر بن الطفیل بن مالک وائد بن ربیعہ بن مالک تھے۔ عامر نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ ''یا محمد ﷺ اپنے بعد حکومت مجھے دے جانا''۔ آپ نے فرمایا ''یہ نہ تیرے لئے ہے نہ تیری قوم کے لئے اللہ جس کو چاہے گا دے گا''۔ پھر عامر نے کہا ''اچھا تم مجھے جنگل و میدان دے دو اور اپنے لئے آبادی و شہر مخصوص کر لو''۔ آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا ''یہ بھی نہیں ہو سکتا لیکن میں تجھے گھوڑوں کی گردنیں دیتا ہوں کیونکہ تو ایک مرد شہسوار ہے''۔ عامر نے ترش روئی سے جواب دیا کہ ''میں تمہارے اس میدان کو سواروں اور پیادوں سے بھر دوں گا''۔ یہ کہہ کر عامر مع اپنی قوم کے واپس ہو گیا۔ آپ نے فرمایا ((اللھم اکفیھم اللھم ادھد عامر او اعن الاسلام عن عامر)) یعنی ''اے خدا ان کے لئے کافی ہو جا اے خدا عامر کو ہدایت حصہ دے اور اسلام کو عامر سے بے پروا کر دے''۔

عامر کا انجام: ابن اسحاق و طبری نے لکھا ہے کہ عامر و اربد باہم آنحضرت ﷺ کو قتل کرنے کا مشورہ کر کے آئے تھے (عیاذ باللہ) لیکن یہ دونوں اپنے اس امر پر قادر نہ ہو سکے۔ اہل صحیح نے اس کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں جس وقت بنو عامر اپنے شہر سے واپس جا رہے تھے اثناء راہ میں بنوسلول کے قبیلہ میں پہنچ کر عامر بعارضہ طاعون مر گیا۔ بعدہ اس کے بھائی اربد پر بجلی گری جس سے وہ بھی فی النار ہوا۔ اس واقعہ کے بعد علقمہ بن علاثہ بن عوف اور عوف بن خالد بن ربیعہ مع اپنے لڑکے کے آئے اور مسلمان ہوئے۔

طے کا وفد: اسی سنہ میں طے کا وفد آیا جس میں پندرہ آدمی اور ان کے سردار زید الخیل وقبیصہ بن الاسود (بنونہاں سے) تھے سب نے بخوشی خاطر بے جھجک اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے اسلام لانے کے بعد زید الخیل کا نام زید الخیر رکھا اور ان کو کنواں اور زمین بطور جاگیر مرحمت فرمایا لیکن واپسی کے وقت نجد میں پہنچ کر ان کا انتقال ہو گیا۔ ﴿انا للہ و انا الیہ راجعون﴾

مدعی نبوت مسیلمہ کذاب: اسی سنہ میں یمامہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے کاموں میں شریک ہوں' طلق نے اس کی شہادت دی' مسیلمہ نے محض دعوائے نبوت پر اکتفا نہ کیا بلکہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حسب ذیل مضمون کا ایک خط[1] بھیجا ((من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ سلام علیک فانی قد اشرکت فی الامر معک و ان لنا نصف الارض و لقریش نصف الارض و

[1] مسند ابوداؤد طیالسی میں بروایت ابووائل عبداللہ سے مروی ہے کہ مسیلمہ کذاب کا خط ابن النواحہ وابن اثال لے کر آئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان دونوں آدمیوں سے فرمایا کہ تم لوگ اس امر کی شہادت دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابن النواحہ وابن اثال نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم مسیلمہ کے رسول ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر میں قاصد کو قتل کرنا پسند کرتا تو میں ضرور تمہارے قتل کا حکم دیتا۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکن قریش قوم یعتدون)) ''یہ خط مسیلمہ کی طرف سے اللہ کے رسول محمد ﷺ کے نام ہے السلام علیک! دیکھئے میں رسالت میں آپ کا شریک ہوں آدھی زمین ہمارے لئے ہے اور آدھی اہل قریش کے لئے۔ مگر قریشی زیادتی کرتے ہیں''۔

آنحضرت ﷺ نے اس کا حسب ذیل جواب دیا:

((بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللّٰہ ﷺ الی مسیلمة الکذاب سلام علی من اتبع الھدی اما بعدہ فان الارض للّٰہِ یورثھا من یشاء من عبادہ و العاقبة للمتقین))

''یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام ہے ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلام ہو، زمین اللہ کی ہے اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنا دے اور حسن انجام پرہیزگاروں کا ہے''۔

طبری نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ آنحضرت ﷺ کی حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد کا ہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱۰

حجۃ الوداع اور وفات

حجۃ الوداع: ان واقعات کے بعد ذیقعدہ کا مہینہ آ گیا۔ جب اس کی پانچ راتیں باقی رہ گئیں تو آپ بقصد حج مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپؐ کے ہمراہ مہاجرین و انصار اور رؤسا عرب کا ایک گروہ اور سو اونٹ تھے۔ مکہ میں اتوار کے دن جب کہ چار روز ذی الحجہ کے گزر چکے تھے، داخل ہوئے۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب بھی جو نجران میں صدقات جمع کرنے گئے ہوئے تھے مکہ میں آپ کے ساتھ گئے اور آپؐ کے ساتھ حج کیا۔ آپ نے اس مرتبہ لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دی۔ اس کے سنن بتلائے اور ان کے لئے رحمت کی دعا کی اور عرفات میں ایک طویل خطبہ دیا۔ جس میں حمد و ثناء کے بعد یہ ارشاد فرمایا:

((ایها الناس اسمعوا قولی فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عامی هذا بهذا الموقف ابداً ایها الناس ان دماء کم و اموالکم علیکم حرام الی ان تلقوا ربکم کحرمة یومکم هذا و حرمة شهر کم و ستلقون ربکم فیسألکم من اعمالکم و قد بلغت فمن کان عنده امانة فلیودها الی من ائمنه علیها و ان کان ربا فهو موضوع و لکن لکم رؤس اموالکم لا تظلمون قضی الله انه لا ربا و ان ربا العباس بن عبدالمطلب موضوع کله و ان کل دم کان فی الجاهلیة موضوع کله و ان اول دم یوضع دم ربیعة بن الحرث بن عبدالمطلب و کان مسترضعاً فی بنی لیث فقتله بنو هذیل فهو اول ما ابداء من دم الجاهلیة ایها الناس ان الشیطان قد یئس من ان یعبد بارضکم هذه ابداً و لکنه رضی ان یطاع فیما سوی ذلک مما تحقرون من اعمالکم فاحذروه علی دینکم ایها الناس انما النسئی زیادة فی الکفر یضل به الذین کفروا یحلونه عاما و یحرمونه عاماً لیواطئو اعدة ما حرم الله فیحلوا ما حرم الله و یحرموا ما احل الله الا و ان الزمان قد استدار کهیئة یوم خلق الله السموات و الارض و ان عدة الشهور عندالله اثنا عشر شهر فی کتاب الله یوم خلق السموات و الارض منها اربعة حرم ثلاثة متوالیة ذوالقعدة و ذوالحجة و المحرم و رجب الفرد الذی بین جمادی و شعبان. اما بعد ایها الناس فان لکم علی نسائکم حقا و لهن علیکم حقا لکم علیهن ان لا یوطئن فرشکم احد تکرهونه و علیهن ان لا یاتین بفاحشة مبینة فان فعلن فان الله قد اذن لکم ان تهجروهن فی المضاجع و تضربوهن ضربا غیر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرج فان انتهین فلهن رزقهن و کسوتهن بالمعروف و استوصوا بالنساء خیرا فانهن عندکم عوان لایملکن لا نفسهن شیئا و انکم انما اخذتموهن بامانة اللّٰه و استحللتم فروجهن بکلمات اللّٰه فاعقلوا ایها الناس و اسمعوا قولی فانی بلغت قولی و ترکت فیکم ما ان استعصمتم به فلن تضلوا ابدا کتاب اللّٰه و سنة نبیه ایها الناس اسمعوا قولی و اعلموا ان کل مسلم اخ للمسلم و ان المسلمین اخوة فلا یحل لا مرئ من مال اخیه الا ما اعطاه ایاه من طیب نفس فلا تظلموا انفسکم الاهل بلغت قالوا اللّٰهم نعم فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اللّٰهم اشهد))

''یعنی لوگو! میری باتیں سن لو مجھے کچھ خبر نہیں' شاید میں تم سے اس قیام گاہ میں اس سال کے بعد کبھی ملاقات نہ کر سکوں۔ لوگو! دیکھو تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر مرتے دم تک اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن اور یہ مہینہ حرمت والا ہے۔ تم عنقریب اپنے رب سے جا ملو گے اور وہ تم سے تمہارے عملوں کے بارے میں پوچھے گا میں نے تمہیں اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے اگر کسی کے پاس کسی کی امانت ہو تو وہ اسے اس کے مالک کو ادا کر دے اور اگر سود ہو تو وہ موقوف کر دیا گیا ہے ہاں تمہیں تمہارا سرمایہ مل جائے گا نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اللہ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ سود ختم کر دیا گیا۔ عباسؓ کا تمام سود موقوف کر دیا گیا اور جاہلیت کے تمام خون باطل کر دیئے گئے' دیکھو سب سے پہلا خون جو باطل کیا جاتا ہے' وہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلبؓ کا ہے۔ ربیعہ بنولیث کے شیر خوار تھے اور انہیں بنو ہذیل نے قتل کر دیا تھا اس لئے میں ان کا خون باطل کر کے جاہلیت کے خونوں کے باطل کرنے کی ابتداء کرتا ہوں۔ لوگو! تمہاری اس سرزمین میں شیطان اپنے پوجے جانے سے ناامید ہو گیا ہے۔ لیکن دیگر معمولی گناہوں میں اپنی اطاعت کئے جانے پر خوش ہے۔ اس لئے اپنا دین اس سے محفوظ رکھو لوگو حرمت والے مہینوں کا ہٹا دینا ماننا کفر میں زیادتی ہے اس سے کافر گمراہ ہو جاتے ہیں کہ ایک ہی مہینہ کو ایک سال میں حلال کر دیتے ہیں اور ایک سال حرام' تاکہ حرمت والے مہینوں کی تعداد روند ڈالے اور اللہ کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیں۔ دیکھو زمانہ گھوم گھام کر اپنی اصلی صورت پر آ گیا ہے' جس صورت پر اس دن تھا جب خدا نے زمین و آسمان پیدا کئے تھے اور اللہ کی کتاب میں مہینوں کی تعداد اسی دن سے بارہ ہے جس دن اللہ نے زمین و آسمان پیدا کئے تھے ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین (ذی قعدہ' ذی الحجہ اور محرم) تو لگاتار ہیں اور تنہا رجب ہے' جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ (آپ نے حمد و صلاۃ کے بعد فرمایا) لوگو! عورتوں پر تمہارے بھی حقوق ہیں' ان کا فرض ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی کو نہ سلائیں اور کھلم کھلا بے حیائی کی مرتکب نہ ہوں اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ انہیں ان کے بستروں میں چھوڑ دو اور انہیں اس طرح مارو کہ جسم پر نشان نہ پڑے۔ پھر اگر وہ باز آ جائیں تو انہیں غیر معروف نان و نفقہ دو اور عورتوں سے بھلائی سے پیش آؤ۔ کیونکہ وہ تمہارے حصہ میں شریک ہیں اور ذاتی طور پر کسی چیز کی مالک نہیں۔ تم نے انہیں اللہ کی امانت سے حاصل کیا ہے اور انہیں اپنے لئے اللہ کی آیتوں سے حلال کر لیا ہے۔ لوگو! میری باتیں سنو اور سمجھو میں نے تمہیں شرعی احکام سمجھا دیئے ہیں اور تم میں ایک ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوط پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یعنی اللہ کی کتاب کو اور اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کی سنت کو' لوگو میری باتیں سنو' یقین مانو ہر مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان بھائی بھائی ہیں اس لئے کسی شخص کو اپنے بھائی کے مال میں وہی حلال ہے جسے وہ خوشی سے دے دے۔ خبردار اپنے اوپر ظلم نہ کرو (پھر پوچھا) کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ صحابہ نے جواب دیا بے شک آپ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ فرمایا اے اللہ گواہ رہنا''۔

تاسیس حکومت: چونکہ کسریٰ کے گورنر باذان کے ایمان لانے سے اکثر باشندگان یمن بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے اس وجہ سے آنحضرت ﷺ نے بدستور یمن کی حکومت پر قائم رکھا تھا اور اس کے ساتھ کسی کو اس کا شریک اور حقدار نہیں فرمایا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا تھا اس کی اطلاع آپ کو حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت ہوئی۔ آپ نے اس کے ملک کو اپنے اصحاب میں اس طرح تقسیم فرمایا کہ صنعاء پر اس کے لڑکے شہر بن باذان کو اور مارب پر ابوموسیٰ اشعریؓ کو اور جند پر یعلی بن امیہ کو اور ہمدان پر عامر بن شہر ہمدانی اور عک و اشعر بن پر طاہر بن ابی ہالہ کو اور مابین نجران وامع وزبید پر خالہ بن سعید بن العاصی کو اور خاص نجران پر عمرو بن حزم کو اور بلادِ حضرموت پر زیاد بن لبید بیاضی کو اور سکاسک وسکون پر عکاشہ بن ثورین اصفر غوثی کو اور معاویہ بن کندہ پر عبداللہ المہاجر بن ابی امیہ کو مقرر فرمایا لیکن عبداللہ المہاجر نے اپنے نہ جانے کا ایک معقول عذر پیش کیا۔ جس سے ان کے اعمال کا بھی زیاد بن لبید انتظام کرتے رہے اور معاذ بن جبل اہل یمن و بلادِ حضرموت کی تعلیم کے لئے روانہ کئے گئے۔

اس واقعہ سے پیشتر عدی بن حاتم بنو طے کے صدقات وصول کرنے کو اور اسد و مالک بن نویرہ صدقات بنو حنظلہ پر اور علاء بن حضرمی بحرین کی طرف اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب نجران کی جانب صدقات اور جزیہ (خراج) وصول کرنے کو بھیجے گئے تھے۔ بنو سعد کا صدقہ انہیں میں سے دو شخصوں پر تقسیم کر دیا گیا تھا ان میں سے حضرت علیؓ ابن ابی طالب نجران سے صدقات وصول کر کے حجۃ الوداع میں آ کر شریک ہو گئے تھے جیسا کہ کتب تواریخ میں مذکور ہے۔

اسود عنسی کا خروج: اس کا نام عیہلہ بن کعب اور لقب ذوالخمار تھا۔ شیریں کلامی' شعبدہ بازی اور فال نکالنے میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا اس کی شیریں کلامی اور تالیف قلوب سے لوگ بہت جلد اس سے مانوس ہو جاتے تھے۔ مقام کہف حنار میں پیدا ہوا اور وہیں نشو ونما پا کر بڑا ہوا' ہوش سنبھالا آنکھیں کھولیں تو نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ مذحج و نجران والوں نے اس کی تحریر کو سمعاً وطاعۃً قبول کر لیا' چنانچہ اہل نجران نے جمع ہو کر عمروؓ بن حزم و خالدؓ بن سعید العاصی کو نکال دیا اور قیس بن عبد یغوثؓ نے دفعۃً حملہ کر کے فروہ بن مسیک کو جلاوطن کر دیا۔ فروہ اس وقت آنحضرت ﷺ کی طرف سے مراد پر حکمران تھے۔ اس کے بعد اسود عنسی سات سو سواروں کو لے کر صنعاء کی طرف بڑھا۔ شہر ابن باذانؓ نے اس کا مقابلہ کیا۔ اسود عنسی نے شہر ابن باذان کو شکست دے کر مار ڈالا اور اس کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ صنعاء و حضرموت کے درمیان اعمال طائف تک اور عدن کی طرف سے بحرین تک اپنے قبضہ میں لے لیا۔

اہل یمن کا ارتداد: اس واقعہ سے اکثر اہل یمن مرتد ہو گئے' عمرو بن معدیکرب' خالد بن سعید بن العاصی کے ہمراہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔اس نے اسود عنسی کی طرف میلان ظاہر کیا۔خالد بن سعیدؓ کو تاب نہ آئی تلوار کھینچ کر آگے بڑھے۔دونوں آدمیوں میں دو دو ہاتھ چل گئے۔خالدؓ نے اس کی تلوار سمصامہ توڑ کر اس کے ہاتھ سے چھین لی۔تب عمرو بن معدیکرب گھوڑے سے اتر کر اسود بن عنسی کی طرف بھاگ گیا۔اسود نے اس کو مذحج کا سردار بنا دیا اس کے لشکر کا سردار قیس بن عبد یغوث مرادی تھا اور ابنا پر اس کی طرف سے فیروز و داود یہ حکمرانی کر رہے تھے۔اہل یمن کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر معاذ بن جبلؓ نکل کر بھاگے اور مارب میں ابوموسیٰ کی طرف سے گزرے۔ابوموسیٰؓ بھی ان کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔معاذؓ نے سکون میں قیام کیا لیکن ابوموسیٰ نے سکاسک میں جا کر دم لیا اور طاہر بن ابی ہالہؓ بلادعک (جہاں صنعاء) میں جا چھپے۔لیکن عمرو بن حزم و خالد بن سعید نے مدینہ پہنچ کر ان کل واقعات سے آنحضرت ﷺ کو مطلع فرمایا۔

اسود عنسی اور فیروز: اس اثناء میں جب کہ اسود عنسی کو ملک یمن پر ایک مسلم حکومت حاصل ہو گئی اور اس نے شہر ابن باذان کو قتل کے بعد اس کی بیوی آزاد کو اپنے گھر میں ڈال لیا۔یہ فیروز کی چچازاد بہن تھی' فیروز کو اسود کی یہ حرکتیں پسند نہ آئیں اس لئے فیروز اسود سے کبیدہ خاطر ہو گیا۔فیروز کے علاوہ قیس بن عبد یغوث بھی اسود کی نخوت سے دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہا تھا لیکن کوئی مناسب موقع ہاتھ نہ آنے سے خاموشی و سکوت کی حالت میں اسود کے ہر نرم و گرم احکام کی پابندی کر رہا تھا۔یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے اسود کی گوشمالی و سرکوبی کے لئے ویر بن نخیس کی معرفت جس طرح ممکن ہوا ایک خط لکھ کر ابوموسیٰ و معاذؓ و طاہرؓ کی طرف روانہ کیا۔لیکن ان لوگوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ قیس بن عبد یغوث اسود سے کبیدہ خاطر ہے تو انہوں نے اس کو بھی اپنا شریک و رازدار بنا لیا۔پھر فیروز اپنی چچازاد بہن آزاد زوجہ اسود کے پاس گیا اس نے اسود کے قتل کرا دینے کا وعدہ کیا' ہنوز کوئی تدبیر مکمل نہ ہونے پائے تھی کہ اسود کو قیس و فیروزؓ کی بددلی کی خبر ہو گئی۔اس نے ان لوگوں کو عتاب آمیز نگاہوں سے دیکھا کہ ان کی چشم نمائی کرنی چاہئے۔یہ لوگ بھاگ کر مضافات میں روپوش ہو گئے لیکن اس کی بیوی مسماۃ آزاد سے پوشیدہ خط و کتابت جاری رہی۔

اسود عنسی کا خاتمہ: ایک روز موقع پا کر فیروزؓ اور قیسؓ اسود کے گھر میں نقب کے ذریعہ سے گھس گئے اس کو گرفتار کر کے ذبح کر ڈالا۔یہاں تک کہ فجر کی نماز کا وقت آ گیا۔اذان ہوئی' وبر بن نخیسؓ نے نماز پڑھائی فجر کی نماز کے بعد اسود کے قتل کی خبر مشہور ہوئی تو اس کے متبعین نکل پڑے شہر میں ایک ہل چل مچ گئی' مسلمانوں اور اسود کے مقلدین میں تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار جو کچھ ان کے ہاتھ میں تھا اس کو بھی وہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔صنعاء و نجران مرتدین مبتدعین سے خالی ہو گیا۔آنحضرت ﷺ کے عمال حسب سابق اپنے اپنے مضافات کی طرف چلے گئے۔البتہ صنعاء کی امارت کے سلسلہ میں کسی قدر مناقشہ ہوا لیکن بہت جلد سب لوگوں نے معاذؓ بن جبل کے امیر ہونے پر اتفاق کر لیا اور ان کے پیچھے نماز پڑھی۔

اس واقعہ سے فراغت پا کر ان لوگوں نے ایک قاصد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے آپ کو بذریعہ الہام اس کی خبر ہو گئی اور آپ نے فرمایا کہ ''شب گزشتہ کو عنسی مارا گیا اس کو ایک مرد مبارک فیروز نامی نے قتل کیا ہے''۔لیکن جب قاصد پہنچا تو آنحضرت ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیش اسامہؓ: آخری ذی الحجہ آنحضرت ﷺ حجۃ الوداع سے مدینہ واپس ہوئے۔ ماہِ مذکور ختم کر کے محرم کے مہینہ میں آپ نے بلاد شام پر جہاد کی تیاری کا حکم دیا اور ان مجاہدین پر اسامہؓ بن زید بن حارث کو امیر مقرر فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ ''بلقاء و داروم کی طرف سے اردن تک یا ارضِ فلسطین میں شام کے بلاد میں کفار و مشرکین پر جہاد کرنا یہاں تک کہ وہ اسلام لائیں یا مطیع ہو جائیں''۔ اس لشکر میں مہاجرین اولین اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ کو روانگی کا حکم دیا گیا تھا۔ اسامہؓ بن زید روانگی کی تیاری میں تھے کہ آنحضرت ﷺ علیل ہو گئے۔ یہ وہی علالت تھی جس میں آپ رحمتِ الٰہی سے جا ملے' اسی زمانہ میں اسود و مسیلمہ کے ارتداد کی خبر آئی۔ آپ دردِ سر کی شدید تکلیف سے سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور یہ ارشاد فرمایا کہ میں نے گذشتہ شب کو خواب میں دیکھا ہے کہ میری کلائی میں دو کنگن سونے کے ہیں۔ میں نے ان کو ناپسندیدہ سمجھ کر پھینک دیا۔ اس خواب کی میں نے یہ تعبیر لی ہے کہ یہ دونوں کنگن یہی دونوں کذاب یعنی صاحب یمامہ اور صاحب یمن ہیں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لوگوں نے اسامہؓ کی امارت میں کچھ بحث و کلام کیا ہے اور اس سے پہلے اس کے باپ (زید) کی امارت میں بھی لوگوں نے کچھ کہا تھا۔ پس اگر اس کا باپ لائق امارت تھا تو یہ بھی امیر ہونے کے قابل ہے' جاتے جاؤ۔ اسامہ نے یہ سنتے ہی کوچ کا حکم دے دیا اس کے بعد آپ کی علالت بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ اسامہؓ کی روانگی سے قبل آپ کا وصال ہو گیا۔

مسیلمہ کذاب و طلیحہ مدعیانِ نبوت: اسود عنسی کے زمانہ خروج میں حجۃ الوداع کے بعد مسیلمہ یمامہ میں اور طلیحہ بن خویلد بنو اسد میں ظاہر ہوا انہوں نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے نامہ و پیام سے ان کا مقابلہ کیا اور اپنے ان اعمال کو جو اسلام پر ثابت قدم رہے۔ مسیلمہ و طلیحہ کے خلاف جہاد کرنے کو لکھا۔ اسود کے ساتھ جو کچھ واقعات پیش آئے۔ وہ اس سے پیشتر لکھے جا چکے ہیں باقی رہے مسیلمہ اور طلیحہ ان کی سرکوبی کو ہر طرف سے عرب کا اسلامی لشکر نکل پڑا۔ مسیلمہ کا خط آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا جس کا جواب بھی دیا گیا جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا۔ اس کے بعد طلیحہ نے بھی صلح کا پیام بھیجا لیکن آپ کے وصال کے بعد جو کچھ واقعات مسیلمہ و طلیحہ پر گزرے۔ وہ آئندہ بیان کئے جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

علالت: اگرچہ آنحضرت ﷺ پر سب سے پہلے اللہ جل شانہ کے قول ﴿اذا جاء نصر اللّٰہ و الفتح﴾ والی پوری سورۃ میں اپنے وصال کی خبر منکشف ہو گئی تھی۔ اس کے بعد صفر ۱۱ھ (مطابق ۶۳۲ء) کی دو راتیں باقی تھیں کہ آپ کے درد ہوا آپ اسی درد کی حالت میں ازواج مطہرات کے گھروں میں باری باری پھرتے رہے یہاں تک کہ میمونہؓ کے مکان میں ٹھہرے۔ کل ازواج مطہرات نے زمانہ علالت حجرہ عائشہؓ میں گزارنے کی اجازت دی۔ آپ وہاں سے عائشہ صدیقہؓ

---

۱ کتب سیر و تواریخ میں لکھا ہے کہ آپ نے اس لڑائی میں چھوٹے بڑے سب صحابہؓ کو روانگی کا حکم دیا تھا۔ حضرت ابوبکر و عباس و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ اسامہؓ بن زید ہی کے ماتحت روانہ کئے گئے تھے لیکن علالت کی وجہ سے آپ نے بہ اجازت اسامہ علی و عباس رضی اللہ عنہما کو تیمارداری کی غرض سے اپنے پاس روک لیا۔ باقی اور جلیل القدر صحابہ حضرت اسامہؓ کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہوئے اسامہ مدینہ سے ایک کوس چل کر جرف میں مقیم ہوئے اور وہاں سے حضرت ابوبکر و عمر وغیرہ رضی اللہ عنہما حضرت اسامہ سے اجازت لے کر آنحضرت ﷺ کو دیکھنے آتے تھے اور واپس چلے جاتے تھے اس مقام سے اسامہ کوچ نہ کرنے پائے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مکان میں آ گئے' باہر نکل کر لوگوں کو سمجھایا بجھایا۔ شہداء احد پر نماز پڑھی اور ان کے لئے دعاءِ مغفرت کی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا'' بے شک ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے دنیا اور اس چیز کا جو اس کے پاس ہے (یعنی آخرت کا) اختیار دیا' پس بندہ نے اس کو اختیار کیا جو اس کے پاس ہے''۔ حضرت ابوبکرؓ اس جلسہ میں حاضر تھے وہ اس فقرہ کو سمجھ کر رو اٹھے اور عرض کیا'' یا حضرت ﷺ ہم آپ کا اپنی جانوں اور بچوں سے فدیہ دیتے ہیں''۔ آپ نے فرمایا خاموش رہو''۔ اس کے بعد آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کیا۔ ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے جاتے رہے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

خطبۂ نبی ﷺ: اسی سلسلہ کلام میں آپ نے یہ بھی فرمایا:

((اوصیکم بتقوی اللّٰہ و اوصی اللّٰہ بکم و استخلفہ علیکم و اوعدکم الیہ انی لکم نذیر و بشیر الاتعلوا علی اللّٰہ فی بلادہ و عبادہ فانہ قال لی و لکم تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض و لا فسادا و العاقبۃ للمتقین و قال الیس فی جھنم مثوی متکبرین))

''یعنی میں تمہیں تقویٰ کا حکم کرتا ہوں اور اللہ نے بھی تمہیں یہی حکم دیا ہے میں تم پر اللہ کو خلیفہ بناتا ہوں اور تمہیں اس کے سپرد کرتا ہوں' بلاشبہ میں تمہیں جہنم سے ڈرانے والا اور جنت کی بشارت دینے والا ہوں۔ اللہ کے شہروں میں اور اللہ کے بندوں پر برتری حاصل نہ کرو۔ کیونکہ اللہ نے مجھ سے اور تم سے فرمایا ہے کہ ہم نے آخرت کا گھر ان کے لئے بنایا ہے جو دنیا میں برتری اور فساد کا قصد نہیں کرتے اور حسن انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے اور فرمایا کہ جہنم میں مغروروں کے سوا کسی کا ٹھکانہ نہیں''۔

اس کے بعد لوگوں نے غسل کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا'' میرے انہیں کپڑوں میں کفنا دینا یا مصری کپڑا ہو یا حلہ یمانیہ ہو''۔ پھر نماز کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا کہ'' مجھ کو میرے (تخت) پر میری قبر کے کنارے رکھ کر ایک ساعت کے لئے باہر چلے جانا تاکہ ملائکہ نماز پڑھ لیں۔ اس کے بعد گروہ کے گروہ نماز پڑھنا' پہلے میرے خاندان کے مرد نماز پڑھیں ان کے بعد ان کی عورتیں''۔ قبر میں اتارنے کی بابت فرمایا'' کہ میرے خاندان والے مجھے قبر میں رکھیں''۔

واقعۂ قرطاس: یہ کہہ کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس[1] دوات اور کاغذ لاؤ۔ میں تم کو کچھ لکھ کر دوں تاکہ اس کے بعد گمراہ

[1] یہ قصہ بخاری و مسلم میں بروایت ابن عباسؓ مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی وفات سے چار روز پہلے بروز جمعرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا جس وقت کہ وہ حجرہ مبارک میں حاضر تھے تم لوگ میرے پاس دوات اور کاغذ و قلم لاؤ تاکہ میں تمہارے لئے لکھ دوں۔ جس سے تم لوگ میرے بعد گمراہ نہ ہو لوگوں نے دوات قلم کے لانے میں اور نہ لانے میں اختلاف کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہمارے لئے قرآن مجید کافی ہے جو ہمارے پاس ہے اور بے شک اس وقت آپ کے درد زیادہ ہو رہا تھا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے قول عمر کی تائید کی اور بعض نے کہا کہ قلم و دوات لانا چاہئے اسی اثناء میں کسی نے یہ بھی کہہ دیا کہ ان کو اختلاط کلام ہو گیا ہے۔ پھر جب آنحضرت ﷺ سے اس کلام کا اعادہ کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ پیغمبروں کے پاس شور و شغب کا کام نہیں ہے۔ اس روایت سے مسلمانوں کے دو فرقوں میں ایک عظیم تفرقہ ڈال رکھا ہے ایک گروہ کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے بے جا کیا۔ رسول اللہ ﷺ خلافت کی بابت ضرور کچھ لکھتے' مسلمانوں کے اختلاف کا کل بار حضرت عمرؓ کی گردن پر ہے۔ دوسرا فریق کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے بہت صحیح اور درست کیا' عام قاعدہ ہے کہ لوگ اپنے اعزاء و اقارب کو علالت کی حالت میں تکلیف نہیں دیا کرتے علاوہ اس کے حضرت عمرؓ نے یہی کہا کہ قرآن مجید ہمارے لئے کافی ہے اور یہ بہت درست ہے جو ضروری امور اور ارکان دین ہیں وہ سب قرآن مجید میں مذکورہ ہیں۔ الخ.....

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو۔ لوگ اس سلسلے میں بحث ومباحثہ کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب پھر اس کلام کا اعادہ کرانا چاہا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''کہ تم لوگ مجھے میری حالت پر چھوڑ دو میں جس حالت میں ہوں اس سے اچھا ہوں جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو''۔ پھر آپ نے تین امور کی وصیت کی۔ ایک یہ کہ مشرکین جزیرۂ عرب سے نکال دیئے جائیں' دوسرے یہ کہ وفود کو جائزہ دیا جائے جیسا کہ ان کو جائزہ دیا جاتا تھا اور تیسری پر آپ نے خود سکوت کیا یہ کہ راوی خود بھول گیا۔ پھر آپ نے انصار کے حق میں وصیت فرمائی کہ یہ لوگ میرے معاون ومددگار ہیں میں اپنی قوم سے بھاگ کر ان میں آملا یہیں تم لوگ اپنے کریم ومحسن کے ساتھ نیک سلوک کرو اور ان کی غلطی سے درگزر کرو اے گروہ مہاجرین تم لوگ بڑھتے چلے گئے اور انصار نہیں بڑھے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کا مرتبہ: آپ ﷺ نے مسجد کی طرف کے جتنے دروازے تھے سب کے بند کرنے کا حکم دے دیا اور حضرت ابوبکرؓ کے دروازہ پر ارشاد فرمایا کہ ''میں کسی کو ابوبکرؓ سے اپنی صحبت میں افضل نہیں جانتا اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو اپنا خلیل بناتا''۔

حضرت ابوبکرؓ کو امامت کا حکم: اس کے بعد پھر درد کی شدت میں اس قدر زیادتی ہوئی کہ آپ ﷺ غافل ہو گئے۔ امہات المؤمنین اور فاطمہؓ وعباسؓ وعلیؓ سب کے سب آپ ﷺ کے گرد آ کر جمع ہو گئے اس عرصہ میں نماز کا وقت آ گیا درد میں کسی قدر کمی معلوم ہوئی۔ غفلت جاتی رہی لیکن ضعف کی وجہ سے اٹھ نہ سکتے تھے۔ لیکن آپ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ ابوبکرؓ سے نماز پڑھوانے کے لئے کہو' ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ وہ (ابوبکرؓ) ایک ضعیف و رقیق القلب ضعیف الصورت آدمی ہیں۔ آپ کی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ حضرت عمرؓ کو اس امر پر مامور فرمایئے آپ نے اس سے انکار کر کے حضرت ابوبکرؓ کو امامت پر مامور فرمایا۔

رسول اکرم ﷺ کا آخری خطبہ: ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ درد کے خفیف ہو جانے سے باہر تشریف لائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنے کا قصد کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کا مونڈھا پکڑ کر دبا دیا اور ان کو جگہ سے ہٹنے نہ دیا اور خود ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ نے نماز تمام کی اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے آپ کی علالت کی حالت میں تیرہ نمازیں پڑھائیں' حالت نزع میں آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ پانی کا بھرا ہوا رکھا تھا۔ بار بار آپ ﷺ دست مبارک اس سے تر فرما کر چہرہ انور پر پھیرتے اور فرماتے ((اللھم اعنی علی سکرات الموت)) یعنی ''اے خدا میری مدد کر سکرات موت پر''۔ پس جب پیر یعنی وفات کا دن آیا تو صبح کی نماز کے وقت آپ ﷺ سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اس وقت حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس مرتبہ بھی نماز سے پیچھے ہٹنے کا قصد کیا لیکن آپ نے ان کو پھر اپنے ہاتھ سے لوٹا دیا اور دائیں طرف بیٹھ کر نماز ادا کی اس کے بعد لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا ((ایھا الناس معرث النار و قبلت الفتن کقطع اللیل المظلم و انی اللہ ما

... ﴿ جیسا کہ اس واقعہ سے تین مہینہ پیشتر آیہ ﴿الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا﴾ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلاشبہ اس سلسلے میں عمرؓ پر کوئی الزام لگانا اپنے مبلغ علم واستعداد کو ظاہر کرنا ہے۔ عجیب بات ہے کہ قرآن مجید میں غیبت کی برائی ہو چھوٹے بڑے قصہ مذکور ہوں اور مذکور نہ ہوتا خلافت کا بیان جو نماز ایمان ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمسکون علیٰ بشئی انی لم احل الا ما احل القران و لم احرم الا ما حرم القران)) یعنی ''لوگو! آگ بھڑک اٹھی اور اندھیری رات کے ٹکڑے کی طرح فتنہ آ گیا خبردار دین کے خلاف کوئی بات پیدا نہ کرنا۔ میں نے وہی چیز حلال حرام کی ہے جو قرآن میں ہے''۔ جب آپ ﷺ نے اپنا سلسلہ کلام ختم کیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ''ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ کی عنایت سے نہایت خوشی سے صبح کی جیسا کہ ہم چاہتے تھے''۔

وفات ۱۱ھ: ابوبکرؓ یہ کہہ کر اپنے اہل کے پاس سخ چلے گئے اور آنحضرت ﷺ اپنے مکان پر تشریف لائے اور حضرت عائشہؓ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے۔ اس اثناء میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر ایک تر مسواک ہاتھ میں لئے ہوئے حاضر خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ آپ مسواک چاہتے ہیں۔ پس جنابہ موصوفہ نے اپنے بھائی کے ہاتھ سے مسواک لے کر اپنے دانتوں سے خوب چبا کر کچلا جب وہ نرم ہوگئی تو آنحضرت ﷺ کو دی آپ نے وہ مسواک لے کر کی۔ پھر اس کو چھوڑ کر اپنے سر مبارک کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر رکھ کر پاؤں پھیلا دیئے۔ رہ رہ کر آپ کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ دوپہر کے قریب اس دار فانی سے آپ ﷺ نے انتقال فرمایا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا انتقال میرے سینہ و حلق کے درمیان میں ہوا ہے۔ پیر کے دن دوپہر کے وقت جب کہ گیارہ راتیں ربیع الاول کی گزر چکی تھیں اور اگلے دن منگل کو بعد دوپہر مدفون ہوئے۔

حضرت عمرؓ کی وارفتگی: آنحضرت ﷺ کا وصال ہوتے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایک عظیم پریشانی پھیل گئی۔ جو شخص اس واقعہ کو سنتا تھا حیران و ششدر رہ جاتا تھا نہ تو ان کے ہوش و حواس باقی تھے جو اس وقت حجرہ شریفہ اور مسجد اقدس میں موجود تھے اور نہ وہ حیرت و پریشانی سے بری تھے جو یہ خبر سن کر جوق در جوق چلے آ رہے تھے۔ ابوبکرؓ اس وقت اپنے اہل کے پاس سخ گئے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب اور اکثر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے' حضرت عمرؓ بن الخطاب اس حادثہ ناگہانی سے متحیر سے ہو گئے۔ کچھ ہوش و حواس نہ رہے تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے کہنے لگے ((ان رجالا من المنافقین زعموا ان رسول اللہ ﷺ مات و انه لم یمت و انه ذهب الی ربه کما ذهب موسی و لیرجعن فیقطعن ایدی رجال و ارجلهم)) ''کچھ منافقوں کا خیال ہے کہ اللہ کے رسول فوت ہو گئے حالانکہ آپ فوت نہیں ہوئے بلکہ موسیٰ کی طرح اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں اور واپس کر آ کر ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے''۔ عمرؓ جوش و غضب میں یہ کہے جا رہے تھے لیکن کسی کی مجال نہ تھی کہ کوئی شخص ان سے یہ کہتا تھا کہ تم تلوار نیام میں کر لو۔ آنحضرت ﷺ کا وصال ہو گیا۔

حضرت ابوبکر کا استقلال: اس عرصہ میں یہ واقعہ جاں گداز سن کر حضرت ابوبکرؓ آ پہنچے اور سیدھے حجرۂ مبارک میں عائشہؓ کی گود سے سر مبارک لے کر بغور دیکھا۔ کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں بے شک آپ نے موت کا ذائقہ چکھا جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے لکھا تھا اور اب ہرگز اس کے بعد آپ کو موت نہ آئے گی۔ ﴿انا للہ و انا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الیہ راجعون﴾ کہتے ہوئے باہر آئے حضرت عمرؓ بن الخطاب لوگوں سے وہی باتیں کہہ رہے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا چپ رہو۔ حضرت عمرؓ نے کچھ بھی خیال نہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے دوبارہ کہنا نامناسب سمجھ کر علیحدہ کھڑے ہو کر لوگوں سے مخاطب ہوئے جس قدر آدمی عمرؓ کے پاس جمع تھے وہ سب حضرت عمرؓ کو تنہا چھوڑ کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس چلے آئے۔

حضرت ابوبکر کا خطبہ: اس وقت انہوں نے حمد وثنا کے بعد خطبہ پڑھا((ایھا الناس من کان یعبد محمداً فان محمد قد مات و من کان یعبد اللّٰہ فان اللّٰہ حی لا یموت ثم تلاوما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات اوقتل انقلبتم علیٰ اعقابکم و من ینقلب علی عقبیہ فلن یغمر شیئاً و سیجزی اللّٰہ الشاکرین)) یعنی ''جو محمد ﷺ کا پجاری تھا' تو محمد ﷺ فوت ہو گئے اور جو اللہ کا پجاری تھا' تو اللہ زندہ ہے اور اسے کبھی فنا نہیں۔ پھر آپؓ نے یہ آیت پڑھی محمد ﷺ ایک رسول ﷺ ہی تو ہیں آپ سے پہلے بھی تو رسول گزر گئے پھر اگر آپ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر لوٹ جائے گا وہ اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا اور اللہ شکر گزاروں کو جزا دینے والا ہے''۔

خطبہ ابوبکر کا اثر: حضرت ابوبکرؓ کی زبان سے ان آیات کا نکلنا تھا کہ دفعۃً لوگوں کے خیالات بدل گئے اور حیرت کا عالم ایسا دور ہو گیا کہ گویا اس سے پہلے وہ تھا ہی نہیں' اس فوری تغیر وتبدل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اس آیت کے نزول کا حال ہی نہیں جانتے تھے۔ عمرؓ کہتے ہیں کہ پہلے میں نے حضرت ابوبکرؓ کے کہنے پر مطلق خیال نہیں کیا۔ لیکن جس وقت انہوں نے یہ آیت پڑھی تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ یہ آیت ابھی نازل ہوئی ہے' مارے خوف کے میرے پاؤں تھرا گئے اور اس قدر کانپے کہ میں زمین پر گر پڑا اور میں نے یہ سمجھ لیا کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

سقیفہ بنی ساعدہ: یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک شخص نے آ کر یہ خبر دی کہ انصار سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہیں اور وہ سب سعدؓ بن عبادہ کی بیعت کیا چاہتے ہیں اور ان میں سے اکثر یہ بھی کہتے ہیں((منا امیر و من قریش امیر)) یعنی ''ایک ہمارا امیر ہو اور ایک اہل قریش کا''۔ حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ مع ایک گروہ مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس شور وغل کی روک تھام کے لئے سقیفہ بنو ساعدہ کی طرف گئے اور حضرت علیؓ وعباسؓ اور ان کے دونوں لڑکے فضلؓ وقثمؓ واسامہؓ بن زید آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین پر متعین ہوئے۔

تجہیز و تکفین: علیؓ آپ ﷺ کی پشت مبارک کو ٹیک لگائے ہوئے غسل دے رہے تھے اور عباسؓ اور ان کے دونوں لڑکے کروٹ دلاتے جاتے اور اسامہؓ وشقرانؓ پانی ڈالتے تھے۔ ان لوگوں نے قبل غسل دینے کے اس امر میں اختلاف کیا تھا کہ آپ کو برہنہ کر کے نہلائیں یا کہ مع کپڑوں کے۔ ناگاہ مکان کے باہر سے یہ آواز آئی ''کپڑے نہ اتارے جائیں آپ کو مع کپڑوں کے نہلاؤ''۔ پس ان لوگوں نے ایسا ہی کیا' غسل دینے کے بعد تین کپڑوں میں کفنایا دو تو سفید تھے اور ایک بردیمانیہ تھی' پھر قبر کھودنے والوں کو بلایا۔ ایک ان میں سے لحد بناتا تھا اور دوسرے بغلی کھودتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس میں بھی باہم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف ہوا کوئی کہتا تھا کہ لحد (صندوقی) قبر کھودی جائے اور کسی کی رائے بغلی قبر بنانے کی تھی۔ حضرت عباسؓ نے دو شخصوں کو ان دونوں آدمیوں کو بلانے کو بھیجا اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ جو قبر اپنے نبی ﷺ کے لئے پسند کرتا ہو اس کو بھیج۔ پس وہی شخص پہلے آیا جو قبر صندوقی بناتا تھا یعنی ابوطلحہؓ زید بن سہیل یہی اہل مدینہ کی قبر کھودا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے صندوقی قبر بنائی۔

جب بروز منگل آپ کی تجہیز سے فراغت ہوئی اور آپ کو آپ کے مکان کے (تخت) پر رکھا۔ تو پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کے مقامِ دفن میں اختلاف کیا۔ بعض کہتے تھے کہ مسجد مبارک میں دفن کئے جائیں اور بعض کہتے تھے کہ اپنے ہی مکان میں۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے ہیں کہ کسی نبی کی روح نہیں قبض کی گئی مگر وہ وہیں دفن کیا گیا جہاں پر اس کی روح قبض کی گئی ہے۔ لوگوں نے یہ سنتے ہی آپ کے فرش کو (جس پر آپ ﷺ کا انتقال ہوا تھا) اٹھا دیا اور اسی جگہ پر قبر کھود دی گئی۔ اس کے بعد گروہ کے گروہ پہلے مردوں نے' ان کے بعد عورتوں نے' ان کے بعد لڑکوں نے اور پھر غلاموں نے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ کوئی کسی کی امامت نہ کرتا تھا۔ پھر آپ نصف شب بدھ کے دن دفن کئے گئے' حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ واقعہ ربیع الاول کی بارہویں شب کا تھا۔ اس حساب سے ہجرت کے دس سال پورے ہو گئے تریسٹھ برس کی عمر میں آپ کا وصال ہوا لیکن بعض پینسٹھ' بعض ساٹھ بھی بتلاتے ہیں۔ واللہ اعلم[1]

اختلافی مسائل (مترجم): یہ واقعہ بھی اسلام کے ان واقعات میں سے ہے' جن سے اسلام میں عظیم تفرقے اور اختلاف رونما ہوئے۔ لیکن اگر دیدہ بصیرت سے تعمق و غور کی عینک لگا کر دیکھا جائے تو نہ اختلاف باقی رہ جاتا ہے اور نہ پھر کسی بحث و کلام کا موقع ملتا ہے۔ اکثر معتبر و مستند کتب تواریخ و سیر کے مقامات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چھبیس صفر بروز پیر آنحضرت ﷺ نے لوگوں سے رومیوں کے خلاف جہاد کی تحریک اور تیاری کا حکم دیا اور ۲۷ صفر بروز منگل کو اسامہؓ بن زید امیر لشکر مقرر کئے گئے۔ ۲۸ صفر بروز بدھ باوجود اپنی علالت کے خاص اپنے دستِ مبارک سے ایک نشان درست کر کے اسامہؓ کو دیا اور فرمایا ((غزبسم اللّٰہ و فی سبیل اللّٰہ و قاتل من کفر باللّٰہ)) یعنی ''جہاد کر اللہ کے نام پر اور اللہ کی راہ میں اور لڑ اس سے جو اللہ کے ساتھ کفر کرے''۔ اسامہؓ یہ نشان لئے ہوئے باہر آئے اور بریدہ بن الحصیب اسلمی کو دے کر لشکر سلام کا ان کو علم بردار بنا کر مدینہ سے کوچ کیا۔ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس جہاد میں شریک ہونے کا حکم دیا تھا۔ منجملہ ان کے حضرت علیؓ' عباسؓ' ابوبکرؓ' عمرؓ' عثمانؓ' سعد بن ابی وقاص' ابوعبیدہ بن الجراح' سعد بن زید' قتادہ بن النعمان اور سلمہ بن اسلم (رضی اللہ عنہم) شامل تھے۔ لیکن روانگی کے وقت چونکہ آپ ﷺ کی علالت شروع ہو چکی تھی۔ اس لئے

---

[1] علماء سیر و تواریخ نے لکھا ہے کہ پہلے قبر میں حضرت علیؓ اور فضل و قثم پسران عباس و سقران اترے تھے۔ اس کے بعد اوس بن خولی انصاریؓ نے حضرت علیؓ سے کہا خدا تم کو سمجھائے ہمارا بھی حصہ رسول اللہ ﷺ میں ہے حضرت علیؓ نے یہ سن کر اوس بن خولیؓ کو قبر میں اترنے کی اجازت دی بس یہی چار بزرگ تھے جنہوں نے آپ کو قبر میں اتارا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے حضرت اسامہؓ کی اجازت سے حضرت علیؓ و عباسؓ کو روک لیا۔ بقیہ جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت اسامہؓ کے ساتھ مدینہ سے نکل کر جرف میں خیمہ زن ہوئے۔ اس مقام سے کوچ کی نوبت نہ آئی تھی کہ آخر روز بدھ' جمعرات کی درمیانی شب کے اول وقت سے آپ کی علالت زیادہ ہوگئی جس سے ایک تہلکہ عظیم پیدا ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن عشاء کے وقت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا کر نماز پڑھانے پر متعین فرما دیا۔ اس وجہ سے حضرت اسامہؓ نے بھی جرف سے آگے بڑھنے کی جرأت نہ کی اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے ہمراہ تھے۔ وہ ان سے اجازت لے کر آنحضرت ﷺ کے دیکھنے کے لئے آتے رہے' یہاں تک کہ پیر کا دن آ گیا۔ اس دن گزشتہ دنوں کی بہ نسبت مرض کی شدت میں کمی رہی۔ بلکہ بعضوں کو خیال ہوا کہ آپ اچھے ہو گئے۔ اسامہؓ بن زید یہ سن کر بقصدِ کوچ سوار ہو رہے تھے۔ کہ ام ایمنؓ مادر اسامہؓ نے کہلا بھیجا کہ آنحضرت ﷺ حالتِ نزع میں ہیں' اسامہؓ اور کل صحابہ رضی اللہ عنہم اس خبر قیامت کے اثر کے سنتے ہی افتاں وخیزاں جرف سے مدینہ آ گئے۔ بریدہؓ نے نشان لا کر حجرہ کے دروازہ پر کھڑا کر دیا۔

وفاتِ نبوی ﷺ پر صحابہؓ کی وارفتگی: جب دوپہر کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ تو اور زیادہ شور وغل برپا ہوگیا کسی کے ہوش وحواس بجا نہ رہے۔ ایک تہلکہ عظیم برپا ہوگیا۔ حضرت عمرؓ یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال نہیں ہوا' حضرت عثمانؓ ایک سکتہ کے عالم میں پشت بدیوار بیٹھے ہوئے تھے نہ کسی سے بولتے تھے نہ کسی کی بات کا جواب دیتے تھے۔ حضرت علیؓ روتے روتے بے ہوش گئے۔ حضرت عباسؓ ادھر ادھر حیران پھر رہے تھے۔ حضرت عائشہؓ سر مبارک اپنے سینہ میں لئے ہوئے بیٹھیں تھیں۔ اس اثناء میں حضرت ابوبکرؓ کو خبر ہوئی اور وہ آ گئے۔ انہوں نے پہلے حضرت عائشہؓ کے سینہ پر سے سر مبارک اٹھا کر روشنی کی طرف دیکھا۔ پیشانی پر بوسہ دے کر کہا ''اچھے زندہ رہے' اچھے مرے'' کہہ کر لٹا کر باہر آئے۔ حضرت عمرؓ برہنہ شمشیر لئے ہوئے بار بار ((ما مات رسول اللہ علی وسلیہ وسلم)) کہہ رہے تھے لوگوں کا ایک ہجوم لگا ہوا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کا غیر معمولی تدبر وفراست: ایسے نازک وقت میں حضرت ابوبکر کا ہی کام تھا کہ انہوں نے نہایت استقلال ودانائی سے حضرت عمرؓ کے جوش اور لوگوں کے شور وغل کو رفع کیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ معمولی سی تحریک بڑے سے بڑے فتنہ کا دروازہ کھول سکتی تھی۔ جو پھر تا قیامت نہ بند ہوتا اور نہ کوئی اسلام کا نام جانتا۔ اس شور کے کم ہوتے ہی سقیفہ میں ایک دوسرا ہنگامہ شروع ہوگیا جو اس سے زیادہ خوفناک تھا جس میں انصار ومہاجرین ایک دوسرے سے گتھا چاہتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس موقع پر پھر نہایت سنجیدگی وعقل سے کام لیا اور درحقیقت یہ انہیں کا کام تھا کہ انہوں نے فوراً آنحضرت ﷺ کی وصیت کے مطابق تجہیز وتکفین پر بنو ہاشم کو متعین کیا اور خود حضرت عمرؓ اور جلیل القدر صحابہ کے ساتھ سقیفہ پہنچ کر فتنہ وفساد کے اس دروازے کو بند کر دیا' جس کے کھلنے کے بعد عرب سے دین اسلام کمسنی ہی میں جلا وطن ہو جاتا اور پھر اس کا نام لینے والا دنیا کے صفحہ پر نہ ملتا۔ الا ماشاء اللہ

تجہیز وتکفین کے متعلق غلط فہمی: حضرت ابوبکرؓ ان اہم امور سے جن کو دین کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ فراغت پا کر تجہیز وتکفین میں آ کر شریک ہوئے اور منگل کے دن دوپہر کے بعد دفن کیا۔ جیسا کہ معتبر کتب تواریخ وسیر میں بالفاظ ((دفن من الغد نصف النہار من یوم الثلثاء)) ''اور دفن کئے گئے اگلے دن دوپہر کے وقت بروز منگل'' مرقوم ہیں اور یہی زیادہ صحیح

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت ہے بعض کہتے ہیں کہ آپ تین دن تک بے گور وکفن رہے۔ دفن نہیں کئے گئے اس طرح پر کہ آپ کا انتقال بروز پیر بوقتِ شب ہوا اور بدھ کی رات کو آدھی رات کے وقت دفن کئے گئے۔ میرے نزدیک اس روایت کی رو سے بھی تین دن نہیں ہوتے کیونکہ پیر کا دن گزر کر رات کے وقت انتقال ہوا جو کہ منگل کی رات تھی' پھر منگل کو دن کے وقت آپ دفن نہیں کئے گئے بلکہ رات کے وقت (جو کہ بدھ کی رات تھی) مدفون ہوئے۔ اس حساب سے تقریباً ایک دن اور رات کے بعد آپ دفن کئے گئے۔ لوگوں نے نافہمی سے ادھر منگل کی رات کے ساتھ دن کو بھی شمار کر لیا' جس دن درحقیقت آپ موجود تھے۔ لیکن علیل و حالتِ نزع میں تھے اور ادھر بدھ کی رات کے ساتھ بدھ کے دن کو بھی شامل کر لیا۔ جس کی رات ہی کو تجہیز و تکفین و تدفین سے فراغت ہو گئی تھی۔ منشاء اس غلطی کا شاید لیلۃ الاربعاء ہے' جس کے معنی بدھ کی رات کے ہیں۔ اہل عرب ہر رات کو اگلے دن میں شمار کرتے ہیں۔ مثلاً لیلۃ الاربعاء اس رات کو کہیں گے جس کے آگے بدھ کا دن آئے گا اور عجمی ہر رات کو موجودہ دن کا تابع جانتے ہیں مثلاً لیلۃ الاربعاء (بدھ کی رات) اس رات کو کہیں گے جو بدھ کے دن کے بعد آئے۔ جو عرب کے نزدیک درحقیقت لیلۃ الخمیس (جمعرات کی رات) ہے۔

قائم مقام کی ضرورت: بعضوں کا خیال ہے کہ بیعت ابوبکرؓ کے بعد تجہیز و تکفین کا کام شروع ہوا تھا۔ اگر یہ روایت بجائے خود صحیح مان لی جائے تو بھی رسماً یہ طریقہ نہایت درست معلوم ہوتا ہے۔ قاعدہ ہے کہ جب کسی جلیل القدر شخص کا انتقال ہو جاتا ہے۔ تو جب تک اس کا کوئی جانشین یا گھر کا پیشوا نہیں بن جاتا اس وقت تک کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس جلیل القدر شخص کے مرنے سے گھر یا خاندان یا ملک وحکومت وشہر بے سردار کے رہ جاتا ہے اور سب کے سب ایک مساوی درجہ میں ہو جاتے ہیں۔ نیز حیرت وسکتہ کی حالت ان پر طاری ہو جاتی ہے۔ لہٰذا دفن کفن سے پہلے ایک ذمہ دار قائم مقام کی ضرورت پوری کرنا مقتضائے فطرت ہے۔ پھر جیسے ہی کوئی شخص قائم مقام ہو گیا یا اس نے اس گھر یا خاندان یا ملک وحکومت یا شہر کا کام سنبھال لیا تو فوراً اس کے حکم سے کل کام ہونے لگیں گے۔

حضرت ابوبکرؓ کے راست اقدام: اگر حضرت ابوبکرؓ ایسے ہنگامہ میں جس وقت کہ کسی کے ہوش وحواس بجا نہ تھے۔ پیش پیش نہ ہو گئے ہوتے تو حضرت عمرؓ کو ان کے پرجوش کلام سے کون روکتا۔ حضرت عائشہؓ کے سینہ پر سے سر مبارک کون اٹھاتا' سقیفہ میں انصارؓ ومہاجرینؓ کے جھگڑے کو کون ختم کرتا' مرتدین کا کون قلع قمع کرتا۔ ان واقعات کے دیکھنے والے بخوبی سمجھ لیں گے کہ یہ امور اہم تھے جنہیں حضرت ابوبکرؓ نے بخیر وخوبی انجام دیا۔ علاوہ بریں آنحضرت ﷺ نے وصیت فرما دی تھی کہ مجھ کو میرے خاندان والے نہلائیں پھر کون سا موقع تھا کہ حضرت ابوبکرؓ وصیت کے خلاف غسل دینے میں مصروف ہو جاتے۔ جب کہ حضور ﷺ کے خاندان والے بموجب وصیت تجہیز و تکفین میں مصروف ہو گئے تھے۔ لہٰذا ایسے نازک وقت میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کا حضور ﷺ کے دولت کدے پر صرف حاضری کی خاطر موجود رہنا مناسب تھا یا ان خطرناک ترین جھگڑوں کا رفع جو آنحضرت ﷺ کے وصال کی خبر پر رونما ہوئے تھے۔ جنہیں بے کم وکاست بلا رورعایت نہایت صحیح ومستند کتابوں سے منتخب کر کے لکھ دیا گیا جس میں کسی کی طرف داری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حلیۂ مبارک: آنحضرت ﷺ نہ تو بہت طویل القامت تھے اور نہ بہت زیادہ پستہ قد۔ سر بڑا' بھری ہوئی داڑھی۔ دونوں بازو اور قدم پر گوشت' سرخی مائل گندمی رنگ' گول بڑی بڑی سیاہ پر رونق آنکھیں' سر کے بال سیدھے' پیشانی چوڑی تھی۔ انسؓ کا بیان ہے کہ آپ کے بالوں پر پیری کے آثار نمایاں نہیں ہوئے تھے لیکن بعض کہتے ہیں کہ آپ کی ڈاڑھی میں سامنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریباً بیس پچیس سفید بال تھے جن کو آپ نے کبھی کسی چیز سے نہیں رنگا۔ جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ آپ کے سر میں بھی چند سفید بال تھے جو تیل لگانے اور کنگھی کرنے سے چھپ جاتے تھے۔ سر کے بال کبھی کاندھوں تک اور کبھی کانوں تک بڑھے رہتے تھے۔ سر میں تیل بکثرت ڈالتے اور آنکھوں میں سرمہ لگاتے تھے' شجاع' خلیق' شیریں کلام' فصیح' خندہ رو' جمیع محاسن ظاہر و باطن سے مزین تھے تبسم کے سوا کبھی کھلکھلا کر آپ نہیں ہنسے۔

حضرت خدیجہؓ: ابن ہشام نے لکھا ہے کہ تیرہ عورتیں آپ کی زوجیت میں آئیں۔ جن میں سے انتقال کے وقت نو موجود تھیں' سب سے پہلے ام المومنین حضرت خدیجہ آپ کے عقد میں آئیں۔ یہ خویلد بن اسد کی لڑکی تھیں ان کی پہلی شادی عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے ہوئی تھی۔ عتیق کے مرنے کے بعد ابو ہالہ بن زرارہ بن نباش بن عدی سے عقد ثانی ہوا۔ پھر جب ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ تو اس کے بعد ان کا تیسرا عقد ان کے باپ خویلد یا بعض روایتوں کے بموجب ان کے بھائی عمرو بن خویلد نے آنحضرت ﷺ سے کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے بیس اونٹ مہر ادا کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے آپ کے چار لڑکے قاسم' طیب' طاہر اور عبداللہ پیدا ہوئے اور چار لڑکیاں زینب' رقیہ' ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ ان اولاد ذکور کا عالم طفلی میں انتقال ہو گیا لیکن چاروں لڑکیاں جوان ہو کر بیاہی گئیں اور صاحب اولاد ہوئیں۔

حضرت عائشہؓ بنت حضرت ابوبکرؓ: حضرت خدیجہ کی حیات میں آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ جب ان کا ہجرت سے تین برس پہلے انتقال ہو گیا۔ تب آپ نے سودہ بنت زمعہ یا عائشہ صدیقہؓ سے عقد کیا۔ عقد کے وقت حضرت عائشہ کی عمر سات برس کی تھی۔ مکہ میں آپ کے والد بزرگوار حضرت ابوبکرؓ نے آپ کے ساتھ عقد کیا اور مدینہ میں پہنچ کر جب کہ ان کا سن نو یا دس برس کا تھا۔ زفاف کیا اور جب اٹھارہ برس کی تھیں کہ آنحضرت ﷺ کا وصال ہو گیا۔ ان کا مہر چار سو درہم مقرر ہوا تھا جس کو آپ نے ادا کر دیا۔ ان کے سوا اور کوئی امہات المومنین میں سے باکرہ نہ تھیں انہوں نے ۵۸ھ میں وفات پائی۔ یہ آپ کی محبوب ترین ازواج میں سے ہیں۔

حضرت سودہؓ بنت زمعہ: سودہؓ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس کی پہلی شادی سکران بن عمرو بن عبد شمس سے ہوئی تھی۔ جب یہ ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا اور وہاں نصرانی ہو کر مر گیا تب ان کے باپ زمعہ نے چار سو درہم مہر پر ان کا عقد آنحضرت ﷺ سے کر دیا آپ نے مہر ادا کر دیا۔

حضرت حفصہؓ بنت حضرت عمرؓ حضرت ام سلمہؓ بنت ابی امیہ: پھر آپ نے حضرت حفصہؓ بنت حضرت عمرؓ الخطاب سے عقد کیا۔ یہ پہلے حنیس بن صدافہ کے عقد میں تھیں۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو آپ کے عقد میں آئیں۔ ان کا بھی مہر چار سو درہم تھا' جو ادا کر دیا۔ پھر ام سلمہؓ بنت ابی امیہ بن المغیرہ سے نکاح کیا۔ ان کا نام ہند تھا یہ آپ سے پہلے سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالاسد کے عقد میں تھیں۔ یہ بدری صحابی ہیں جنگ احد میں زخمی ہوئے اور اسی زخم میں ان کا انتقال ہوا۔

حضرت زینبؓ بنت خزیمہ: پھر حضرت زینبؓ بنت خزیمہ سے چار سو درہم مہر پر عقد کیا۔ اس سے پہلے وہ عبیدہ بن الحرث بن المطلب بن عبد مناف کے اور عبیدہ سے پیشتر مہم بن عمرو بن الحرث کی زوجیت میں تھیں۔ یہ طبعاً رحیم اور غریب ترس زیادہ تھیں اسی وجہ سے ان کو ام المساکین بھی کہا کرتے ہیں۔

حضرت جویریہؓ بنت الحرث: پھر عام المریسیع میں جویریہؓ بنت ابی ضرار خزاعی (بنو المصطلق) سے عقد کیا۔ یہ بنو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المصطلق کے قیدیوں میں سے تھیں۔ تقسیم کے وقت ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں۔ انہوں نے اپنے کو مکاتبہ ذاتی مال دے کر (آزادی حاصل کرنا) کر لیا تھا۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور یہ ارشاد کیا کہ کیا میں تجھ کو اس سے بہتر کوئی بات بتلاؤں۔ جویریہؓ نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں تمہاری واجب الادر قم ادا کئے دیتا ہوں۔ تم مجھ سے عقد کر لو جویریہؓ نے اس کو منظور کر لیا آپ نے اسی وقت وہ رقم ادا کر کے ان کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ یہ پہلے صافع بن صفوان مصطلقی کے نکاح میں تھیں۔

حضرت امّ حبیبہؓ بنت ابی سفیان: پھر ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان بن حرث سے عقد کیا۔ ان کا نام رابلہ تھا ان کا عقد خالد بن سعید بن العاصی نے کیا۔ جس زمانہ میں یہ دونوں حبشہ تھے نجاشی نے آپ کی طرف سے ان کا مہر چار سو دینار ادا کیا۔ یہ پہلے عبداللہ بن جحش اسدی کی زوجیت میں تھیں ان کا انتقال زمانہ خلافت معاویہ میں ہوا۔

حضرت زینبؓ بنت جحش: پھر زینب بنت جحش آپ کی زوجیت میں داخل ہوئیں۔ پہلے یہ زید بن حارثؓ آپ کے آزاد کردہ غلام کے عقد میں تھیں۔ ان کا مہر بھی آپ نے چار سو درہم ادا فرمایا۔ انہیں کے قصہ میں ﴿فلما قضی زید منها و طراً زوجنا کها﴾ نازل ہوئی ہے ان کا انتقال زمانہ خلافت حضرت عمرؓ بن الخطاب میں ہوا۔

حضرت صفیہ بنت حی ابن اخطب: پھر عام خیبر میں صفیہ بنت حی ابن اخطب سے نکاح کیا۔ یہ پہلے سلام بن مشکم کی زوجہ تھیں۔ پھر کنانہ بن الربیع ان کے شوہر ہوئے۔ جنگ خیبر میں یہ گرفتار ہو کر آئی تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنے لئے ان کو منتخب فرمایا اور بعد نکاح ولیمہ کیا جس میں گوشت وغیرہ نہ تھا۔

حضرت میمونہؓ بنت الحرث: پھر میمونہ بنت الحرث سے نکاح ہوا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے آپ کی طرف سے ان کا چار سو درہم مہر ادا کیا۔ یہ اس سے پہلے ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس کی زوجہ تھیں۔ یہ حضرت عباسؓ و خالدؓ بن ولید کی خالہ تھیں۔

حضرت اسماءؓ بنت نعمان اور حضرت عمرہؓ بنت یزید کلابیہ: پس یہ گیارہ امہات المؤمنین ہیں۔ جن سے آپ نے مقارنت (تعلق یا قربت) کی۔ ان میں سے دو آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں انتقال فرما گئیں (یعنی خدیجہؓ و زینبؓ بنت خزیمہ)۔ باقی نو امہات المؤمنین کو چھوڑ کر آپ ﷺ نے انتقال فرمایا دو بیویاں ایسی تھیں جن سے نوبت مقارنت نہیں آئی۔ ایک سلمہ بنت نعمان کندیہ ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔ لیکن سفید داغ ہونے کی وجہ سے آپ نے ان کو ان کے خاندان کی طرف لوٹا دیا۔ دوسری عمرۃ بنت یزید بن کلابیہ ان کو تھوڑا زمانہ ہوا تھا کہ یہ مسلمان ہوئیں تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلاق کی خواہش ظاہر کی آپ ﷺ نے ان کو ان کے خاندان کی طرف لوٹا دیا۔

ان امہات المؤمنین میں سے چھ خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد عائشہؓ بنت ابی بکرؓ بن ابی قحافہ و حفصہؓ بنت عمر بن الخطاب بن نفیل و ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان بن حرث و ام سلمہؓ بنت ابی امیہ بن المغیرہ سودہؓ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی قرشیات اور باقی عربیات سوائے صفیہؓ بنت حی ابن اخطب کے تھیں۔ واللہ اعلم

موالی: آنحضرت ﷺ کے موالی (آزاد غلام) بھی تھے منجملہ ان کے زید بن حارثؓ اور ان کے لڑکے اسامہ بن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیدؓ اور ثوبان (ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی) سرات کے رہنے والے تھے۔ آپ ﷺ کے انتقال کے بعد یہ حمص چلے گئے اور وہیں ۵۷ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ شقران (یہ حبشہ کے رہنے والے تھے نام ان کا صالح تھا) ابورافع ابراہیم (یہ عباس ابن عبدالمطلب کے مملوک تھے۔ انہوں نے ان کو آنحضرت ﷺ کو ہبہ کر دیا اور آپ نے آزاد کیا) اور سلمان فارسی (ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی یہ اصفہان کے رہنے والے تھے۔ بنوکلب میں سے ایک شخص ان کو کسی لڑائی سے گرفتار کر لایا اور ایک یہودی کے ہاتھ میں وادی ام القریٰ میں فروخت کر ڈالا۔ یہودی مالک نے ان کو مکاتیب (وہ غلام جو مالک کی اجازت سے اپنی قیمت آپ محنت مزدوری کر کے مالک کو ادا کر کے آزاد ہو جائے) بنایا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی مدد کی تا آنکہ آزاد ہو گئے) سفینہ (یہ ام سلمہؓ کے غلام تھے ان کو جناب موصوفہ نے اس شرط سے آزاد کیا تھا کہ ہمیشہ آنحضرت ﷺ کی خدمت کیا کریں) اور ابوکبشہ سلیم (ان کو آنحضرت ﷺ نے خرید فرما کر آزاد کر دیا تھا۔ یہ کل لڑائیوں میں شریک ہوئے اور ۱۳ھ یوم خلافت حضرت عمر ابن الخطاب میں ان کا انتقال ہوا) اور رویفع ابومہینہ (یہ بھی آپ کے زرخرید اور آزاد کئے ہوئے تھے) اور رباح وسود اور فضالہ اور مدعم (یہ وادی القریٰ میں شہید ہوئے تھے) اور ابوضمیرہ اور یسار رضی اللہ عنہم تھے۔

کاتبین: علماءِ سیر و تواریخ نے لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ ابن عفان و حضرت علیؓ ابن ابی طالب گاہے گاہے آنحضرت ﷺ کے لکھنے والوں میں سے تھے۔ ان کے علاوہ خالدؓ بن سعید و ابان بن سعید و علاء بن الحضرمی بھی لکھا کرتے تھے۔ اول جس کو آپ ﷺ کا شرف حاصل ہوا وہ ابی بن کعب ہیں انہیں کاتبین میں زید بن ثابتؓ معاویہ بن ابوسفیان اور حنظلہ اسید شمار کئے جاتے ہیں کسی زمانہ میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بھی لکھا کرتے تھے لیکن کچھ دن بعد مرتد ہو گئے پھر یوم فتح مکہ اسلام کی طرف رجوع کیا۔

سقیفہ بن ساعدہ کا واقعہ: آنحضرت ﷺ کے انتقال سے آپ کے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر جو کیفیت طاری ہوئی وہ قدرتی تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ بعضوں کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ آپ ﷺ کا انتقال ہی نہیں ہوا ان کا یہ کہنا فرطِ محبت کے سبب سے تھا نہ کہ نافہمی سے۔ اسی اثناء میں انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ''رسول اللہ ﷺ کے بعد استحقاق خلافت انصارؓ کو حاصل ہے۔ کیونکہ انہوں نے دین کی مدد کی۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنے یہاں ٹھہرایا ان کے ساتھ ہو کر اعداء دین سے لڑے'' لیکن وہ مہاجرین جو سقیفہ بنی ساعدہ اسی وقت پہنچ گئے تھے انہوں نے اس کی مخالفت کی۔ چنانچہ فریقین میں بحث و تکرار ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ اس امر کی اطلاع حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو ہوئی۔ یہ دونوں بزرگ مع ابوعبیدہ بن الجراحؓ سقیفہ روانہ ہوئے۔ اثناءِ راہ حضرت عاصم بن عدیؓ و حضرت عویم بن ساعدہؓ سے ملاقات ہو گئی عاصم و عویمؓ نے ان کو روکنے کا قصد کیا۔ لیکن وہ لوگ ان کے روکنے سے نہ رکے۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکا سقیفہ میں جہاں پر انصار جمع تھے جا پہنچے اور باہم مباحثہ ہونے لگا۔

مسئلہ خلافت پر بحث و تمحیص: ابوبکرؓ: ہم لوگ سابقین اولین میں ہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں رہے کفار کے ہاتھوں سے ایذائیں اٹھائیں۔ پھر انہیں کے ہمراہ ہجرت کی۔ تم لوگ اس بارے میں ہم لوگوں سے بحث نہ کرو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم کو حق و نصرت نیز سابق الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ بایں لحاظ ہم لوگ امراء ہیں اور تم وزراء ہو۔

حباب بن المنذر بن الجموع: مناسب یہ ہے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے یہ کہہ کر انصار کی طرف مخاطب ہو کر کہا ''اے گروہ انصارؓ اگر مہاجرینؓ اس سے انکار کریں تو ان کو تم اپنی تلواروں سے اپنے شہر سے نکل باہر کرو' دین کی اشاعت ہمارے ذریعہ سے ہوئی ہے' ہم لوگ خلافت رسول اللہ ﷺ کے مستحق ہیں۔ لیکن بخیال رفع نزاع ہم کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک امیر ہو اور ایک ہم میں سے۔

عمر بن الخطاب: تم کو خوب یاد ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو تمہارے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے اور اگر تم کو استحقاق امارت ہوتا تو آنحضرت ﷺ تم کو وصیت کرتے۔

عمرؓ بن الخطاب اس قدر کہنے پائے تھے کہ حبابؓ بن المنذر اٹھ کر بحث کرنے لگے اور دونوں آدمیوں میں زور زور سے باتیں ہونے لگیں۔ حضرت عبیدہ ان دونوں بزرگوں کو روک رہے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے اے گروہ انصارؓ اللہ سے ڈرو تم لوگ وہ ہو کہ تم نے سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کی مدد کی۔ پس اب تم سب سے پہلے ان لوگوں میں سے نہ بنو۔ جنہوں نے اپنے طبائع کو متبدل و متغیر کر دیا ہو۔

بشیرؓ: بن سعد بن النعمان بن کعب بن الخزرج بے شک رسول اللہ ﷺ قبیلہ قریش سے تھے اور ان کی قوم امارت و خلافت کی زیادہ مستحق ہے اور ہم لوگ اگرچہ انصارؓ دین اور سابق الاسلام ہیں۔ لیکن اس اسلام سے ہمارا مقصود اللہ تعالیٰ کا راضی رکھنا تھا اور اس کی اطاعت مدنظر تھی۔ اس کا معاوضہ ہم دنیا میں نہیں چاہتے اور نہ اس بابت ہم مہاجرین سے جھگڑا کرنا چاہتے ہیں۔

حبابؓ بن المنذر: اے بشیر تو نے واللہ بڑی بزدلی ظاہر کی تو نے' سارا کارخانہ ہی درہم برہم کر دیا۔

بشیرؓ: نہیں' نہیں میں نے بزدلی سے اپنا خیال ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ مجھے یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ میں امارت و خلافت کے لئے ایسی قوم سے نزاع کروں جو اس کی مستحق ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ((الایمة من قریش)) ''کل امام قریش سے ہوں گے''۔

اس کلام کے تمام ہوتے ہی دو چار انصارؓ و مہاجرینؓ نے اس حدیث کی تصدیق کر دی' جس سے حبابؓ بن المنذر کا خیال بدل گیا اور دفعتہً وہ شور و غل جو اس مجمع میں امارت کے سلسلے میں برپا تھا۔ بالکلیہ رفع ہو گیا سب کے سب ایک خاموشی کی حالت میں ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ و ابوعبیدہ کی طرف بیعت کا اشارہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں ہرگز بیعت نہ لوں گا جب تک ابوبکرؓ موجود ہیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

بیعتِ خلافت: تب بشیرؓ بن سعد نے اٹھ کر سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر حضرت عمرؓ و ابوعبیدہؓ نے پھر اوس نے' کیونکہ یہ خزرج کی امارت سے کبیدہ خاطر تھے۔ انہیں لوگوں میں اسیدؓ بن حضیر بھی تھے۔ ان کے بعد بیعت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے چاروں طرف سے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پر امنڈے چلے آتے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایسی کثرت ہوگئی کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔ سعد بن عبادہؓ ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے کسی نے ان کے ہمراہیوں میں سے کہا دیکھو کہیں سعد اس کشمکش میں دب کر نہ مر جائے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ اس کو اللہ تعالیٰ ہی نے مارا ہے۔ سعدؓ یہ سن کر اٹھ کر ان سے دست بگریباں ہوگئے۔ عمرؓ کو بھی غصہ آ گیا لیکن حضرت ابوبکرؓ کے روکنے سے رک گئے۔ جب سب لوگ بیعت کر چکے تو سعدؓ سے بیعت کرنے کے لئے کہا گیا سعدؓ نے بیعت سے انکار کیا۔ حضرت بشیر نے کہا یہ تن تنہا آدمی ہیں' ان سے درگزر کرو' ان کو ان کی حالت پر رہنے دو۔ پس حضرت سعدؓ بن عبادہ اس واقعہ کے بعد نہ تو ان کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے تھے اور نہ ان سے ملتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہوگیا۔ علامہ طبری نے لکھا ہے کہ حضرت سعدؓ نے بھی تھوڑی دیر کے بعد اسی دن حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت سعدؓ بن عبادہ شام کی طرف چلے گئے اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ انتقال ہوگیا مشہور ہے کہ ان کو جن نے مارا ہے اس روایت کی تائید میں یہ بیتیں پڑھی جاتی ہیں۔

نحن قتلنا سيد الخزرج سعد بن عباده

فرميناه بسهمين فلم نخط فواده

''یعنی ہم نے سعد بن عبادہؓ سردارِ خزرج کو قتل کر دیا۔ ہم نے ان کے دو تیر مارے اور ان کے دل سے خطا نہیں کی''۔

حضرت علیؓ اور حضرت ابوسفیانؓ: یہ بیعت باجماع انصار و مہاجرین (رضی اللہ عنہم) ہوئی۔ اگرچہ ابتداً انصارؓ میں سے سعد بن عبادہؓ اور مہاجرین میں سے حضرت علیؓ و بنو ہاشم و زبیرؓ و طلحہؓ بیعت میں پیچھے رہے۔ لیکن واقعات و حالات قبل و بعد بیعت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کا ابتداً بیعت سے تخلف (پیچھے رہنا) کرنا تقاضائے بشریت سے تھا نہ کہ کسی اور خیال و وجہ سے۔ جیسا کہ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کے بعد ایک روز حضرت ابوسفیانؓ مدینہ میں حضرت علیؓ کے پاس یہ کہتے ہوئے آئے کہ ''مدینہ میں میں ایک عجیب شورش دیکھتا ہوں' جس کو سوائے کشت و خون کے اور کوئی چیز نہیں فرو کر سکتی اے آلِ عبد مناف ابوبکرؓ تمہارے ہوتے ہوئے سرداری کا کیسے مستحق ہو سکتا ہے' کہاں ہیں وہ دونوں ضعیف و ذلیل۔ حضرت علیؓ و عباس' یہ عجیب بات ہے کہ حکومت و سلطنت قریش کے نہایت چھوٹے اور حقیر قبیلہ میں چلی جائے'' یہ کہہ کر علیؓ سے مخاطب ہو کر کہا ((ابسط يدك ابايعك فوالله لئن شئت لا ملانها عليه خيلا و ارجلا)) ''ہاتھ بڑھاؤ میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ بخدا اگر تم کہو میں ابوبکرؓ پر یہ میدان تنگ کر دوں اور پلک جھپکنے میں اسے سواروں اور پیادوں سے بھر دوں''۔ علیؓ نے یہ سن کر اس کا جواب نہایت سختی سے دیا اور کہا واللہ تمہاری اس بات میں سوائے فتنہ و فساد کے اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ بخدا تم نے اسلام میں آتشِ فتنہ روشن کرنے کی کوشش کی ہے۔ جاؤ مجھے تمہاری نصیحت کی ضرورت نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علیؓ کی بیعت: ابوسفیان اس جواب سے اپنے کہے پر پشیمان ہو کر اٹھ گئے اور حضرت علیؓ سیدھے حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے۔ اتفاق سے اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے پاس حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''کہ میں آپ سے کچھ گفتگو کرنے آیا ہوں اور تخلیہ چاہتا ہوں''۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو ہٹا دیا۔ تب حضرت علیؓ نے فرمایا: ''آپ نے سقیفہ میں میری عدم موجودگی میں بیعت کیوں لی؟ آپ نے مجھ سے مشورہ تک نہ لیا۔ آپ مجھ کو بلوا لیتے''۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا: ''کہ میں سقیفہ میں بیعت لینے کی غرض سے نہیں گیا تھا' بلکہ انصار و مہاجرین کا نزاع رفع کرنے گیا تھا۔ انصارؓ کہتے تھے کہ ہم میں سے امیر ہو اور مہاجرین کہتے تھے کہ ہم میں سے ہو' دونوں اس بات پر لڑنے پر تیار ہو رہے تھے میں نے خود اپنی بیعت کی درخواست نہیں کی بلکہ حاضرین نے بالاتفاق خود میرے ہاتھ پر بیعت کی باقی رہا یہ امر کہ میں نے تم کو بلوایا نہیں اور میں نے مشورہ نہیں لیا۔ اس کا انصاف تم خود کر سکتے ہو کہ تم جب تجہیز و تکفین میں مصروف تھے تو میں تم کو کیسے محض اس کام کے لئے وہاں سے بلواتا اور اس سلسلے میں مشورہ کرتا۔ اگر میں ان لوگوں کے کہنے سے بیعت نہ لیتا تو بہت جلد اس قدر فتنہ و فساد برپا ہو جاتا کہ جس کا فرو کرنا امکان سے باہر تھا''۔ حضرت علیؓ یہ جواب سن کر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتے رہے۔ اس کے بعد ہاتھ بڑھا کر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ علامہ طبری نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے انتقال کے چالیس روز بعد حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی یہی صحیح ہے۔

خطبہ خلافت: حضرت ابوبکرؓ بیعت سقیفہ کے دوسرے دن مسجد میں آئے اور ممبر پر بیٹھ کر لوگوں سے بیعت عامہ لی۔ اس کے بعد کھڑے ہو کر حمد و نعت کے بعد حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا:

((ایھا الناس قد ولیت علیکم وسلت بخیر کم فان احسنت فاعینونی و ان اسات فقومونی الصدق امانة و الکذب خیانة و الضعیف فیکم قوی عندی حتی اخذله حقه و القوی ضعیف عندی حتی اخذ منه الحق ان شاء اللّٰه تعالیٰ. لا یدع منکم الجهاد فانه لا یدعه قوم لا اضربهم اللّٰه بالذل اطیعونی ما اطعت اللّٰه ورسوله فاذا عصیت اللّٰه و رسوله فلا طاعة لی علیکم قوموا الی صلواتکم رحمکم اللّٰه))

''یعنی لوگو! میں تمہارا حاکم بنا دیا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں ٹھیک ٹھیک رہوں تو میری مدد کرو اور اگر بُری راہ اختیار کر لوں تو مجھے سیدھا کر دو۔ سچ امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور تم میں جو کمزور ہے' وہ میرے نزدیک قوی ہے۔ جب تک میں اس کا حق اسے نہ دلوا دوں اور قوی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق واپس نہ لے لوں کوئی شخص جہاد ترک نہ کرے کیونکہ اللہ جہاد چھوڑنے والوں پر ذلت ڈال دیتا ہے۔ تم میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہوں اور جب نافرمانی کرنے لگوں تو میری اطاعت نہ کرو۔ اچھا اب نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ اللہ تم پر رحم فرمائے''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من گھڑت اور غلط روایتیں: اس واقعہ کے دوران لوگوں نے خوب خوب قصے اختراع کئے ہیں کوئی کہتا ہے کہ (عیاذ باللہ) حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا گھر جلا دیا اس وجہ سے کہ وہاں وہ لوگ جمع ہوتے تھے جنہوں نے بیعت سے تخلف (توقف) کیا تھا اور کوئی کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کی مشکیں باندھ کر بیعت کرنے کو پکڑ لائے تھے اور حضرت فاطمہؓ کے ایک لات ماری تھی جس سے اسقاط حمل ہو گیا ((الی غیر ذلک)) لیکن میرے نزدیک ان روایات کی اس کے سوائے کوئی اصلیت نہیں ہے کہ محبت کے پردے میں بھی لوگوں نے بزرگان دین کی ہر پہلو سے توہین کی ہے۔ ((واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم))

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱۱

حضرت ابوبکر صدیقؓ

۱۱ھ تا ۱۳ھ

ابتدائی مشکلات: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سقیفہ میں جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا۔ سوائے سعد بن عبادہؓ کے مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بشرط صحت روایت کسی نے بیعت سے تخلف نہ کیا۔ پس ان سے شاذ ہونے کی وجہ زیادہ چھیڑ چھاڑ نہیں کی گئی انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیا گیا۔

جیش اُسامہ کی روانگی: حضرت ابوبکرؓ نے اپنی خلافت میں سب سے پہلا کام جو کیا۔ وہ لشکر اسامہؓ کو روانہ کرنا تھا۔ اگرچہ اس وقت تقریباً کل عرب مرتد ہو گیا تھا۔ اکثر قبائل کے قبائل اسلام سے پھر گئے تھے ایسے قبیلے بہت کم تھے جن میں شاذ مرتد ہوئے تھے۔ ہر طرف نفاق کی تاریکی چھا گئی تھی مخالف ہواؤں کے جھونکے چل رہے تھے ارتداد کی سیاہ گھٹائیں امڈی چلی آ رہی تھیں۔ مسلمان غریب ایسی شب تاریک میں اپنی قلت جماعت وکثرت اعداء سے حیران و پریشان ہو رہے تھے۔ لیکن بایں ہمہ نہایت استقلال سے ابوبکرؓ نے لوگوں کو اسامہؓ کے اتھ روانگی کا حکم دیا۔ اسامہؓ نے اس خیال سے کہ شاید کوئی اہم امر پیش نہ آ جائے۔ حضرت عمرؓ کو ابوبکرؓ کے پاس واپس کیا۔ انصارؓ نے عمر کی زبانی خلیفۃ المسلمین سے یہ کہلا بھیجا کہ ایسی حالت میں لشکر کی روانگی مناسب نہیں بہتر ہو گا یہ امر آئندہ کسی مناسب وقت پر موقوف رکھا جائے اور اگر روانگی لشکر ضروری سمجھی جائے تو اسامہؓ سے زیادہ کسی معمر اور آزمودہ کار کو ہمارا سردار مقرر کیجئے۔ حضرت عمرؓ نے جس وقت انصار کا یہ پیام ابوبکرؓ کے گوش گزار کیا تو حضرت ابوبکرؓ اٹھ کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے اور کہنے لگے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہیں ٹال سکتا۔ اگر مجھے اس امر کا خوف ہوتا کہ مجھے مدینہ میں کوئی درندہ آ کر پھاڑ ڈالے گا یا کوئی مجھے لوٹ لے جائے گا تو بھی میں اسامہؓ کو روانہ کرتا کس کے منہ میں دانت ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف کرے جس کو وہ مقرر کر جائیں اس کو موقوف کرے۔ میں جب تک اسامہؓ کو نہ روانہ کر لوں ہرگز ایک لحظہ قرار نہ پاؤں گا۔

حضرت ابوبکرؓ کی حضرت اسامہؓ کو ہدایات: یہ کہہ کر حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اٹھے اور اسامہؓ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ساتھ مدینہ سے نکلے۔ اسامہؓ سے اثناءِ راہ میں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:

''میں تم کو ان چند باتوں کی ہدایت کرتا ہوں ان کو تم یاد کرلو۔ یہ کہ خیانت نہ کرنا' جھوٹ نہ بولنا' بدعہدی نہ کرنا' بچوں' بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔ کسی پھلدار درخت کو نہ اکھیڑنا اور نہ جلانا اور نہ کاٹنا۔ کھانے کے سوا بکری' گائے اور اونٹ کو ظلماً نہ ذبح کرنا۔ کسی قوم کے پاس پہنچ کر ان کو نرمی سے اسلام کی طرف بلانا اور جب کسی سے ملو' تو اس کے حفظِ مراتب کا خیال رکھنا۔ لیکن جو شخص اسلام کی مخالفت کرے' اس کی بے تامل گردن مار دینا اور جب کھانا شروع کرنا' تو اللہ کا نام لے کر کھانا۔ اے اسامہؓ ان کل کاموں کو کرنا جن کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو دیا ہے۔ اس میں کچھ کمی نہ کرنا اور نہ زیادتی جاؤ اللہ کے نام پر اللہ کی راہ میں کفار سے لڑو''۔

ابوبکرؓ اس قدر باتیں سمجھا کر جرف سے واپس آئے اور اسامہؓ نے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا داروں و بلقار میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی چالیس دن اور بعض کہتے ہیں کہ ستر دن کے بعد بے شمار لاتعداد مالِ غنیمت وقیدیوں کو لے کر واپس آئے۔ اسامہؓ کی یہ روانگی اور ان کی لڑائی مسلمانوں کے حق میں بے حد مفید ثابت ہوئی' عربوں کا خیال بدل گیا بہت سی باتیں جن کو وہ کرنے والے تھے اس واقعہ سے ڈر کر خاموش ہو رہے۔

ارتداد کی وبا: اس زمانہ میں جب اسامہؓ رومیوں سے لڑ رہے تھے حضرت ابوبکرؓ بالکل خاموشی کی حالت میں بیٹھے رہے۔ اگرچہ عربوں کے مرتد ہونے کی خبریں وقتاً فوقتاً آتی رہیں آخر ردت کی یہ نوبت پہنچ گئی کہ ادھر سوائے قبیلہ قریش وثقیف کے کل قبائل عرب عام طور سے کل یا بعض مرتد ہو گئے اور ادھر مسیلمہ کذاب کے کاموں میں ایک گونہ استحکام پیدا ہو گیا۔ طلیحہ کے پاس قبائل طے اور اسد کا ایک خاصہ گروہ جمع ہو گیا' غطفان مرتد ہو گئے۔ ہوازن نے ان سے اتفاق کیا صدقہ بند کر دیا۔ سلیم کے خاص خاص لوگ اسلام سے پھر گئے۔ علیٰ ہذا ہر مقام پر اکثر آدمی ارتداد کی بلائے بد میں مبتلا ہو گئے یمن' یمامہ' بنی اسد اور ہر ایک مقام کے امراء ونوابین کے قاصد عرب کے عام طور سے مرتد ہونے کی خبریں لانے لگے' حضرت ابوبکرؓ نہایت استقلال ومضبوطی سے ان کل خبروں کو سن کر خطوط اور نامہ بروں سے محاسبہ کرتے رہے اور ان کی سرکوبی کے لئے اسامہؓ کی واپسی کے منتظر تھے۔

منکرین زکوٰۃ ونماز: قبیلہ عبس وذبیان جوشِ مردانگی سے ابل پڑے۔ عبس' ابرق اور ذبیان ذی القصہ میں آ اترے۔ ان کے ساتھ کچھ لوگ بنی اسد وبنی کنانہ کے بھی تھے۔ ان لوگوں نے متفق ہو کر چند آدمیوں کو بطور وفد حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے بمقابلہ معززین مدینہ نماز کی کمی اور زکوٰۃ کی معافی کی درخواست کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا واللہ اگر ایک عقال (جس رسی سے اونٹ کے پاؤں باندھتے ہیں) نہ دیں گے' تو میں ان سے جہاد کروں گا اور پانچ وقت کی نماز میں سے ایک رکعت کی بھی کمی نہ کی جائے گی۔

مدینہ پر حملہ: مرتدین کے وفود یہ خشک جواب سن کر اپنے گروہ میں واپس آئے اور مسلمانوں کی قلیل تعداد سے آگاہ کیا۔ عبس وذبیان اس خبر کے سنتے ہی مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گئے۔ اسی وقت بلا پس وپیش مدینہ پر حملہ کر دیا۔ لیکن ان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حملہ کرنے سے پہلے ابوبکرؓ نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ گشت پر علیؓ و زبیرؓ و طلحہؓ و عبداللہ بن مسعودؓ کو مقرر کیا تھا اور جو لوگ مدینہ میں موجود تھے۔ ان کو مسجد نبوی کے سامنے یک جا کر رکھا تھا۔ جس وقت عبس و ذبیان نے اسلامی گشت پر حملہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس واقعہ سے مطلع ہوتے ہی مسلمانان مدینہ کو ان کی کمک پر بھیج دیا۔ مرتدین کو شکست ہوئی اسلامی لشکر ذی خشب تک ان کے تعاقب میں گیا۔ اس کے بعد مرتدین دوسرے راستہ سے بانسری و دف بجاتے زمین پر پاؤں پٹکتے طرح طرح کی حرکات و تماشے کرتے ہوئے لوٹے۔ جس سے اسلامی لشکر کے اونٹ بھڑک کر بھاگے۔ مسلمانوں نے اونٹوں کو ہر چند پھیرنا چاہا لیکن اونٹوں نے مدینہ میں پہنچ کر دم لیا۔

دفاعِ مدینہ: ادھر مرتدین نے یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں کو شکست ہوگئی۔ اہل ذی قصہ کو مدینہ پر حملہ کے لئے کہلا بھیجا۔ ادھر ابوبکرؓ خود مقابلہ کے قصد سے مسلح ہو کر نکلے۔ میمنہ پر نعمان بن مقرن کو اور میسرہ بن عبداللہ بن مقرن اور ساقہ پر سوید بن مقرن کو مقرر کر کے فجر کی نماز اول وقت پڑھ کر مرتدین پر حملہ آور ہوئے۔ دوپہر نہ ہونے پائی تھی کہ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی مرتدین میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ بنی اسد سے حبال مارا گیا۔ ظہر کے وقت حضرت نعمان چند مسلمانوں کے ساتھ مال غنیمت لے کر مدینہ واپس ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ مرتدین کے تعاقب میں ذی قصہ تک بڑھے چلے گئے۔ اس اثناء میں بنو ذبیان و عبس نے موقع پر نعمان پر دفعۃً حملہ کر کے مال غنیمت لوٹ لیا اور جس قدر مسلمان سامنے آئے انہیں شہید کر ڈالا۔ ابوبکرؓ جب تعاقب سے واپس آئے اور اس واقعہ کو سنا تو انہوں نے قسم کھالی کہ جس قدر مرتدین و مشرکین نے مسلمانوں کو مارا ہے۔ اتنے ہی آدمیوں کو میں ان میں سے ماروں گا اور جب تک دشمنان خدا سے اس کا بدلہ نہ لے لوں گا۔ آسائش سے نہ بیٹھوں گا غرض کہ حضرت ابوبکرؓ اسی ارادے میں تھے کہ مدینہ میں اطراف و جوانب ممالک سے صدقات آ گئے اور اسامہؓ بھی مال غنیمت لئے ہوئے آ پہنچے۔

عبس و ذبیان کی سرکوبی: ابوبکرؓ نے اسی وقت اسامہؓ کو مدینہ میں اپنے بجائے مقرر کر کے لشکر اسلام کو مرتب کیا اور چند آدمیوں کو لے کر ذی خشب و ذی قصہ کی طرف پیش قدمی فرمائی۔ ابرق پہنچ کر عبس و ذبیان و بنو بکر (کنانہ) ثعلبہ بن سعد اور ان کے ہمراہیوں سے مقابلہ ہو گیا۔ فریقین نے کشت و خون کا بازار گرم کر دیا۔ انجام کار مرتدین شکست کھا کر بھاگے۔ مسلمانوں نے ان کو شمشیر و نیزہ پر رکھ لیا اور ایک کثیر جماعت ان میں سے ماری گئی۔ اس واقعہ کے بعد ابرق میں حضرت ابوبکرؓ نے چند روز قیام کر کے بنو ذبیان کو ان مقامات سے بالکل بے دخل کر کے مسلمانوں کے قبضہ میں دے دیا اور خود مدینہ واپس آ گئے۔

یمن کے مرتدین: بوقت وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ و بنی کنانہ پر عتاب بن اسید اور طائف اور اس کے متعلقات پر عثمان بن ابی العاص اور عجز ہوازن پر عکرمہ بن ابی اور نجران مع اس کے متعلقات پر عمرو بن حزم نماز پڑھانے اور ابوسفیان بن حرب صدقات پر اور مابین زمع و زبید بجران تک پر خالد بن سعید بن العاص اور ہمدان پر عامر بن شہر ہمدانی اور صنعاء پر فیروز دیلمی اور جند پر یعلی بن امیہ اور مارب پر ابوموسیٰ اشعری اور اشعر میں وعک پر طاہر بن ابی ہالہ اور حضرموت پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیاد بن لبید بیاضی وعکاشہ بن ثور بن اصغر غوثی اور کندہ پر مہاجرین ابی امیہ (رضی اللہ عنہم) عامل تھے اور معاذ بن جبل کل ملک یمن میں ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں دورہ کرتے اور قرآن کی تعلیم دیتے تھے چونکہ مہاجر بن ابی امیہ پر غزوۂ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اگرچہ ام المؤمنین ام سلمہؓ کی سفارش سے وہ ناراضگی رفع ہوگئی تھی اور آپؐ نے ان کو کندہ کا عامل مقرر فرمایا تھا لیکن آپؐ کی علالت وانتقال کی وجہ سے مہاجر بن ابی امیہ کندہ نہ جاسکے اور زیاد بن لبید ان کی قائم مقامی میں کام انجام دیتے رہے۔

قیس بن عبد یغوث کا صنعاء پر قبضہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں اہل یمن' اسود عنسی کی وجہ سے مرتد ہوگئے تھے جن کی اصلاح آپؐ نے پہلے نامہ وپیام سے فرمائی آخر الامر اسی زمانہ میں اسود مارا گیا اور یمن میں پھر اسلام کا دور دورہ ہوگیا تھا۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کی خبر اہل یمن کو پہنچی تو وہ بھی دیگر عربوں کی طرح پھر مرتد ہوگئے۔ خالد جو عنسی کے لشکر میں تھا وہ پہلے ہی عنسی کے مارے جانے کے بعد مابین نجران وصنعاء کے مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو برانگیختہ کر رہا تھا۔ عمرو بن معدیکرب قیس بن عبد یغوث بن مکشوح وغیرہ کے مرتد ہو جانے سے یمن کی ہوا بالکل بگڑ گئی۔ قیس بن عبد یغوث نے ابناءِ فیروز وداودیہ وخشنش کو حیلے سے اس غرض سے ان سب کو قتل کرنے کی کوشش کی کہ ان کے بعد صنعاء پر اس کا تسلط کلی حاصل ہو جائے گا۔ لیکن مصلحتاً کھلم کھلا برسر میدان خود تو نہ آیا فالہ سے کہلا بھیجا کہ موقع مناسب ہے۔ عنسی کا لشکر لے کر ابناءِ فیروز پر حملہ کر کے صنعاء پر قبضہ حاصل کر لینا چاہئے۔ میں بھی تیری مدد کو تیار ہوں' جب فیروز کو فالہ کی تیاری کا حال معلوم ہوا تو اس نے قیس سے مدد چاہی۔ قیس نے اظہار محبت سے اس کو نصیحتیں کیں اور دھوکہ سے قتل کرنے کی غرض سے اس کی دعوت کی۔ اتفاق سے داودیہ پر اس کو کامیابی حاصل ہوگئی اور فیروز وخشنش بخوف جان بھاگ نکلے۔ قیس نے ان کا تعاقب کیا۔ لیکن یہ جبل خولان میں اپنے ماموں کے پاس پناہ گزیں ہوگئے۔ قیس نے لوٹ کر صنعاء پر قبضہ کر لیا اور فالہ بھی عنسی کا لشکر لئے ہوئے اس سے آ کر مل گیا۔

قیس بن عبد یغوث کی شکست وفرار: فیروز وخشنش نے اس واقعہ سے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو مطلع کیا۔ جناب موصوف نے فیروز کو بدستور ولایت صنعاء پر قائم رکھ کر طاہر بن ابی ہالہ وعکاشہ بن ثور ودی الکلاع سمیفع وذی طلیہم حوشب وذوی بتان شہر کو اس کی امداد کو لکھا اور اسلامی لشکر ظفر پیکر کے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ فیروزؓ کے پاس جب طاہر وعکاشہ وغیرہ کے مل جانے سے ایک معقول جمعیت ہوگئی۔ تو اس وقت وہ قیس کے مقابلہ پر نکلا۔ قیس نے یہ سن کر پہلے یہ انتظام کیا کہ فیروز کے عیال واطفال کے دو گروہ کر کے ایک کو عدن کی طرف بھیجا تاکہ براہِ دریا جلاوطن کر دیئے جائیں اور دوسرے گروہ کو خشکی کی طرف اس غرض سے روانہ کر دیا تاکہ بیابان وصحرا میں آوارہ وپریشان ہو کر جس طرف چاہیں چلے جائیں۔ اس کے بعد عنسی کا لشکر اور قبائل مرتدہ کو لے کر فیروز سے لڑنے کے لئے چلا' فیروز کے لکھنے پر بنی عقیل بن ربیعہ وعک نے لڑکوں کو چھین لیا اور ان کے ساتھ جو قیس کے آدمی تھے ان کو بھی قتل کر کے فیروز سے آملے اور اس کے ہمراہ ہو کر قیس سے لڑے۔ یہ لڑائی صنعا کے باہر ایک کھلے میدان میں ہوئی۔ فریقین میں شبانہ روز لڑائی قائم رہنے کے بعد قیس کو شکست ہوئی۔ وہ بھاگ کر اسی مقام پر چلا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا جہاں پر فالہ کے ساتھ تھا۔

عمرو بن معدی کرب: اس کے بعد قیس کے ساتھ عمرو بن معدی کرب بھی آ کر مل گیا۔ یہ اسی زمانہ میں مرتد ہو گیا تھا جس وقت کہ اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ فردہؓ بن مسیک اور قیس اور یہ تقریباً ایک ہی زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس کو قبل اسلام عمرو بن معدی کرب' صدقاتِ مراد پر متعین فرمایا تھا اور عمرو بن معدی کرب اپنی قوم سعد العشیرہ سے علیحدہ ہو کر زبید کے ساتھ حاضر خدمت اقدس ہو کر ایمان لایا تھا۔ جب اسود نے نبوت کا دعویٰ کر کے بغاوت اختیار کی اور مذحج نے اس کا اتباع کیا۔ تو عمرو بن معدی کرب بھی منجملہ انہیں لوگوں میں سے تھا لیکن فردہؓ مع اپنے ہمراہیوں کے اسلام پر ثابت قدم رہا اور اسی وقت اسود عنسی نے عمرو بن معدی کرب کو اپنا نائب بنا لیا تھا۔

بنی عمرو بن معاویہ کا صدقات دینے سے انکار: اسی زمانہ میں کندہ بھی مرتد ہو کر اسود عنسی کے تابع ہو گئے تھے ان کے مرتد ہونے کی علت یہ ہوئی تھی کہ زیاد کندی (جو ان سے صدقات وصول کرنے پر متعین تھے۔ بن عمرو[1] بن معاویہ (کندہ) میں ایک روز صدقات وصول کرنے کو گئے۔ بنی عمرو بن معاویہ نے باوجود صدقات واجب ہونے کے ان کو دینے سے انکار کیا۔ زیاد نے ان پر حملہ کر کے ان کو شکست دی۔ اس وجہ سے کل بنی عمرو بن معاویہ اس واقعہ سے برہم ہو کر صدقہ دینے سے منکر ہوئے اور مرتد ہو گئے۔ اگرچہ شراحیل بن اسمط نے اپنی قوم بنی عمرو بن معاویہ کو صدقہ سے انکار اور مرتد ہونے سے بہت روکا۔ لیکن انہوں نے جب ان کی نہ سنی۔ تو شراحیل مع اپنے لڑکوں کے زیادؓ سے آ ملے اور یہ بیان کیا کہ ''بنی عمرو بن معاویہ سے بعض سکاسک وحضرموت وابضعہ وجمد ومشرح وخوس اور انکی بہن عمروہ نے سازش کر لی ہے۔ اگر تم نے ان کو ایک دن کی بھی مہلت دے دی۔ تو پھر ان پر کامیابی حاصل کرنی دشوار ہو جائے گی''۔ زیادؓ نے یہ سن کر اسی وقت ان پر حملہ کر دیا اور ایک خونریز لڑائی کے بعد مرتدین گروہ کو منتشر کر کے مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس ہوئے۔ اثناءِ راہ میں اشعث بن قیس وبنی حرث بن معاویہ سے ملاقات ہو گئی۔ قیدیوں کی عورتوں نے اشعث وبنی حرث سے فریاد کی۔ جس سے اشعث وبنی حرث کی رگ حمیت جوش میں آ گئی اور اس نے غفلت کی حالت میں زیاد پر حملہ کر کے کل قیدیوں کو چھڑا لیا۔ اس کے بعد کل بنی معاویہ اور سکاسک وحضرموت نے ان کے مطیع ہوئے تھے سب کے سب جمع ہو کر ارتداد پر قائم رہے۔

معرکۂ اعلاب: حضرت ابوبکرؓ صدیق پہلے تو اہل ردت سے نامہ وپیام سے محاربہ کرتے رہے۔ مہاجرین وانصارؓ کو ان کی سرکوبی کو نہ بھیجا۔ لیکن جب انہوں نے یہ دیکھا کہ مرتدین کی جمعیت یوماً فیوماً بڑھتی جاتی ہے اور دیگر امور سے ان کو ایک گونہ اطمینان بھی حاصل ہو گیا۔ تب موصوف الصدر نے عتابؓ بن اسید کو مکہ اور عثمان بن ابی العاصؓ کو طائف میں لکھا کہ جس قدر لوگ اسلام پر ثابت قدم ہیں اور وہ بفضلہٖ تعالیٰ اس وقت تک مرتد نہیں ہوئے ان کو لے کر مرتدین پر حملہ کر دو۔ چنانچہ تہامہ میں جو مرتدین مدلج وخزاعہ کا گروہ جمع ہو رہا تھا۔ ان کو عتابؓ بن اسید نے قتل وغارت کر کے متفرق کر دیا اور جس قدر لوگ ازد شنوءہ[2] بجیلہ کے شنوءہ میں موجود تھے۔ ان کو عثمانؓ بن

---

[1] بنی عمرو بن معاویہ کندہ کا ایک چھوٹا سا قبیلہ تھا اس لڑائی اور ارتداد کا بانی مبانی عداء بن صحبر برادر شیطان بن حجر ہے۔ زیادؓ نے اس کا اونٹ بار برداری کے لئے پکڑ لیا تھا جس پر عداء بن حجر نے بے حد شور وغل مچا کر لوگوں کو زیادؓ کی مخالفت پر ابھار دیا اور سب کے سب مرتد ہو گئے۔

[2] عثمانؓ بن العاص نے ازد شنوءہ بجیلہ کی جماعت مرتدہ کے منتشر کرنے اور ان کے زیر کرنے کو ایک سریہ روانہ کیا تھا جس کی افسری عثمانؓ بن ابی ربیعہ کے قبضہ میں تھی اور مرتدین کے گروہ کا سردار حمیضہ ابن النعمان تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العاص نے ان کے قبائل مرتدہ کی دیکھا دیکھی ایک گروہ عک واشعرین کا بھی مرتد ہو کر اعلاب (راہ ساحل) میں جمع ہوا۔ طاہر بن ابی ہالہ مع مسروقؒ عکی کے یہ سن کر ان کی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ فریقین سے مقام اعلاب میں لڑائی ہوئی۔ میدانِ جنگ طاہر کے ہاتھ رہا۔ عک واشعرین کو شکست ہوئی۔ بے شمار ان کے آدمی مارے گئے طاہر بن ابی ہالہ نے اس واقعہ سے حضرت ابوبکرؓ کو مطلع کیا اور ان کے حکم کے انتظار میں لشکر لئے ہوئے ٹھہرے رہے۔

اہلِ نجران سے معاہدہ کی تجدید: اہل نجران نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو سن کر چالیس ہزار سواروں سے خروج کیا اور اپنے وفود (جمع ہے وفد کی بمعنی ڈیپوٹیشن) کو حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بغرض تجدید عہد روانہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک جدید عہد نامہ لکھ کر ان کو دے دیا اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ عرب میں دو دین نہیں رہیں گے۔

حضرت جریر بن عبداللہ کی یمن کو روانگی: ان واقعات کے بعد جریرؓ بن عبداللہ واقرع دوبر بن بخنیس واپس آئے۔ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود عنسی کے خروج کے زمانہ میں روانہ کیا تھا۔ پھر ابوبکرؓ نے جریرؓ کو اس غرض سے یمن کی طرف واپس کیا کہ جو لوگ اسلام پر ثابت قدم ہیں۔ ان کو لے کر مرتدین سے لڑیں اور خشعم کو زیر کر کے جمعیت اسلام کی نگہداشت اور حفاظت کی خاطر نجران میں ٹھہرے رہیں۔ جریر یہ حکم پاتے ہی پھر یمن واپس آئے۔ خشعم کے چند آدمیوں نے مقابلہ کیا۔ جن کو وہ قتل وقید کر کے نجران کی طرف چلے گئے عثمان بن ابی العاص والی طائف نے بحکم حضرت ابوبکر بیس آدمیوں کو اپنے بھائی کی سرکردگی میں مخالیف[1] اہل طائف پر اور عتابؓ بن اسید مکہ واعمال مکہ پر اپنے بھائی خالدؓ کی سرکردگی میں پانچ سو آدمیوں کو مقرر کر کے تا حکم ثانی کے منتظر رہے۔ جب یمن کی ابتری عدوت کی حالت حد متجاوز ہو گئی اور کسی طرح اس کی بگڑی ہوئی کیفیت سلجھتی نظر نہ آئی۔ تب مہاجر بن ابی امیہ حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے یمن کی بغاوت فرو کرنے کے لئے یمن کی طرف بڑھے۔ مکہ وطائف میں عتابؓ وعثمانؓ سے ملتے ہوئے خالد بن اسید وعبدالرحمٰن بن ابی العاص کو مع ان کے ہمراہیوں کے لیتے ہوئے جریر بن عبداللہ وعکاشہ بن ثور کے پاس پہنچے۔ ان کو بھی اپنے لشکر میں شامل کر کے نجران میں داخل ہوئے فروہ بن مسیک نے ان لوگوں سے ملاقات کی مرتدین کے حالات سے ان کو مطلع کیا۔

نجران کی مہم: نجران میں پہنچنے کے دوسرے دن عمرو بن معدی کرب وقیس بن مکشوح نے ایک گروہ مرتدین کا لے کر مقابلہ کیا۔ لڑائی کا آغاز نہایت خطرناک تھا چاروں طرف سے مرتدین گھیرے ہوئے تھے۔ لیکن اللہ جل شانہ کی عنایت سے مرتدین کو مسلمانوں نے میدان سے مار کر بھگا دیا۔ بے شمار مرتدین اس واقعہ میں کام آئے۔ عمرو بن معدی کرب وقیس بن مکسوح گرفتار کر کے مدینہ ابوبکرؓ صدیق کے پاس بھیج دیئے گئے۔ عمرو بن معدی کرب وقیس بن مکسوح نے ردت سے توبہ کی اور دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ان دونوں آدمیوں کو پھر یمن کی طرف واپس کر دیا۔

مرتدین کندہ کی سرکوبی: مہاجرؓ بن ابی امیہ نجران کی مہم سے فارغ ہو کر صنعاء واپس پہنچ کر قبائل مرتدہ کی سرکوبی اور سرگروہ مرتدین کی گوشمالی میں مصروف رہے۔ جن لوگوں نے توبہ کی ان کو پھر اسلام میں داخل کر لیا اور جنہوں نے ذرا بھی

---

[1] مخالیف جمع ہے مخالف کی۔ اہل عرب مخلاف اس مقام کو کہتے ہیں جہاں تبدیل آب وہوا کے لئے اہل شہر جاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرتابی کی ان کی فوراً گردن اڑا دی۔ الغرض صنعاء کو بھی مہاجر بن ابی امیہ نے مرتدوں سے صاف کر کے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو اس سے آگاہ کیا اس وقت حضرت ابوبکرؓ صدیق نے عکرمہؓ بن ابی جہل کے ساتھ کندہ پر حملہ کرنے کو لکھا۔ عکرمہؓ بن ابی جہل ایک آزمودہ کار تھے ان کے پاس انہیں دونوں اطراف عمان سے ایک گروہ مہرہ واز دو ناجیہ وعبدالقیس اور ان کے ساتھ ساتھ کندہ کی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ یہ مع ان لوگوں کے مہاجر بن ابی امیہ سے آملے اور ان کے ساتھ ساتھ کندہ کی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ مقام مغازہ مابین مارب وحضرموت کے زیاد کندی کا خط ملا جس میں انہوں نے کندہ پر نہایت تیزی سے حملہ کرنے کی تحریک کی تھی۔ مہاجر بن ابی امیہ نے خط ملتے ہی اپنے بجائے عکرمہ کو لشکر کا سردار مقرر کر کے خود کچھ حصہ اسلامی فوج کا لے کر نہایت عجلت سے زیادؓ سے جا ملے اور ان کی ہمراہی میں کندہ کی مقابل ہوئے۔ کندہ کی افسری اشعث بن قیس کر رہا تھا۔ مقام مجز الزبرقان میں صف آرائی ہوئی۔ مسلمانوں نے اللہ اکبر کہہ کر حملہ کیا۔ مرتدین کندہ کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے۔

قلعہ بخیرہ کا محاصرہ: اشعث کندہ وسکاسک وسکون وحضرموت کے بقیہ السیف کو لے کر قلعہ بخیرہ میں جا چھپا اور ایک پہاڑی و دشوار گزار راستے کے سوا ہر طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ اس اثناء میں عکرمہؓ مع بقیہ اسلامی لشکر کے آ گئے اور انہوں نے اس راستہ کو بھی بند کر دیا' جس کو اشعث نے مدد ورسد کے لئے کھول رکھا تھا۔ چند دنوں کے حصار کے بعد اشعث نے مجبور ہو کر اس شرط سے قلعہ کا دروازہ کھول دینے کا اقرار کیا کہ اس کی قوم کے نو آدمیوں کو مع ان کے اہل وعیال ومال کے پناہ دی جائے' مہاجر وزیاد اس شرط پر راضی ہو گئے۔ اشعث نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ اسلامی لشکر نے گھس کر دشمنانِ دین کو قتل و قید کرنا شروع کر دیا۔ اس واقعہ میں قیدیوں کی تعداد کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ایک ہزار صرف عورتیں قید ہوئیں تھیں۔ جب مسلمانوں نے اس سے فراغت پائی تو اس وقت اشعث کا وہ خط کھولا گیا جس میں اس نے مامونین کے نام لکھے تھے' لیکن اتفاق سے نام لکھتے وقت یہ اپنا نام لکھنا بھول گیا۔ لہذا مسلمانوں نے فوراً اس کی بھی مشکیں باندھ لیں اور قیدیوں کے ساتھ بغرض صدور حکم حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس مدینہ بھیج دیا گیا۔

اشعث کو امان: ابوبکرؓ صدیق نے اشعث سے کہا کہ تو مرتد ہو گیا۔ مسلمانوں سے لڑا۔ ان کی خونریزی کی اس کی پاداش میں تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اشعث نے جواب دیا کہ میں نے بذریعہ خط اپنی قوم کی جان بخشی کرائی ہے' ابوبکرؓ نے کہا بے شک صلح اور امن اسی کے لئے ہے' جس کا نام صحیفہ میں مندرج ہے اور جس کا نام صحیفہ میں نہیں۔ اس کا قول مردود اور وہ قابل گردن زنی ہے۔ اشعث یہ سن کر تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا اس کے بعد ندامت سے اپنی آنکھیں نیچی کر کے کہنے لگا اے خلیفہ رسول اللہ میں توبہ کرتا ہوں۔ میرا اسلام آپ قبول کیجئے اور میری بی بی میرے حوالہ کیجئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کی توبہ قبول کر لی اور اس کی بیوی یہ کہہ کر اس کے سپرد کر دی کہ مجھ کو امید ہے کہ آئندہ تجھ سے نیکی کے سوا اور کوئی فعل سرزد نہ ہوگا اور ہمیشہ مجھے تیری نیکی کی خبر ملتی رہے گی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق نے مالِ غنیمت کو تقسیم کر دیا اور قیدیاں کندہ سے فدیہ لے کر ان کو بھی آزاد کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود سر مُرتد امراء کا استیصال: اس سے پیشتر ہم تحریر کر چکے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت اسامہؓ کو شام سے واپسی پر اپنا نائب مقرر کر کے ربذہ کی طرف بڑھے تھے اور بنی عبس و ذبیان و کنانہ کو ابرق میں شکست دے کر پھر مدینہ واپس آئے تھے۔ اس اثنا میں لشکر اسامہؓ کی سفر کی تکان دور ہو گئی تھی اور وہ دشمنانِ خدا کے مقابلہ و مقاتلہ پر آمادہ ہو گئے تھے۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ صدیق نے مرتدین و منحرفین اسلام کی سرکوبی کی غرض سے گیارہ لشکر تیار کر کے ہر ایک کے لئے ایک ایک نشان اور ایک ایک سردار مقرر کیا اور ان کو حکم دیا کہ ہر قبیلہ سے چند مسلمانوں کو ان کی اپنی حفاظت کے لئے چھوڑ کر باقی کو اپنے ہمراہ لے کر اہل ردت سے مقابلہ و مقاتلہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ پھر دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائیں یا یہ کہ صفحۂ ہستی سے ان کا نام و نشان مٹ جائے۔

گیارہ جیشوں کی روانگی: ان کے علاوہ ایک لواء خالد بن ولیدؓ کے لئے تیار کیا اور ان کو حکم دیا کہ پہلے طلیحہ پر چڑھائی کرو۔ اس کے بعد مالک بن نویرہ پر بطاح میں حملہ کرنا اور ایک لواء عکرمہؓ بن ابی جہل کو دے کر مسیلمہ و یمامہ کی طرف روانگی کا حکم دیا۔ پھر ان کے بعد انہیں دونوں کی طرف شرحبیل بن حسنہؓ کو روانہ کیا اور فرمایا کہ یمامہ سے فراغت حاصل کر کے قضاعہ سے لڑنا۔ پھر کندہ پر حضرموت میں حملہ کرنا اور ایک لواء خالد بن سعید بن العاص کو دیا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یمن سے اپنا صوبہ چھوڑ کر مدینہ چلے آئے تھے۔ ان کو ابوبکرؓ صدیق نے مشارف شام کی طرف بڑھنے کو کہا اور ایک لواء عمرو بن العاص کو دے کر مرتدین قضاعہ سے لڑنے کے لئے فرمایا اور ایک لواء حذیفہ بن محصن اور ایک عرفجہ بن ہرثمہ کو دے کر سابق الذکر کو اہل وبا پر اور مؤخر الذکر کو مہرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور ایک لواء طریفہ بن عاجز کو دے کر بنی سلیم اور ان کے ہمراہیوں بنی ہوازن کی سرکوبی پر متعین کیا اور ایک لواء سوید بن مقرن کے لئے بنا کر ان کو یمن کی طرف بھیجا اور ایک لواء علاء حضرمی کے لئے تیار کر کے بحرین کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔

امیر لشکر کو خلیفۂ اوّل کا فرمان: الغرض ہر ایک لشکر پر ایک ایک امیر مقرر کر کے ایک ہی عبارت کا ہر ایک امیر کو ایک ایک فرمان لکھ کر دیا جس کی عبارت یہ تھی:

((بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. ھذا عھد من ابی بکر خلیفة الرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لفلان حسین بعثه فیمن بعثه لقتال من رجع عن الاسلام و عھد الیه ان یتقی اللّٰہ ما استطاع فی امره کله سره و جهره و امره بالجهد فی امر اللّٰہ و مجاهدة من تولی عنه و رجع عن الاسلام الی امانی الشیطان بعد ان یعذر الیهم فیدعوهم بدعایة الاسلام فان اجابوه امسک عنهم و ان لم یجیبوه شن غارته حتی یقروا له ثم ینبهم علیهم والذی لهم فیاخذ ما علیهم و یعطیهم الذی لهم لا ینظرهم و لا یرد المسلمین عن قتال عدوهم فمن اجاب الی امر اللّٰہ عزوجل و اقر له قبل ذلک منه و اعان علیه بالمعروف و انما یقاتل من کفر باللّٰہ علی الاقرار بما جاء من عنداللّٰہ فاذا اجاب الدعوة لم یکن علیه سبیل و کان اللّٰہ حسیباً بعد فیما استسر به و من لم یجب الی داعیة اللّٰہ قتل و قوتل حیث کان و حیث بلغ مراغمة لا یقبل اللّٰہ من احد شیئا مما

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعطی الاسلام فمن اجابه اقرقبل منه و اعانه و من ابی قاتله فان اظهره الله علیه عزوجل قتلهم فیه کل قتلةٍ بالسلاح و المیزان ثم قسم ما افاء الله علیه الاالخمس فانه یبلغناه و یمنع اصحابه العجلة و الفساد. و ان لا یدخل فیهم حشواً حتی یعرفهم و یعلم ما هم لئلا یکونوا اعیواناً و لئلایوتی المسلمون من قبلهم و ان یتفقل بالمسلمین و یرفق بهم فی السیروا المنزل ویتفقد هم ولا یعجل بعضهم عن بعض و یستوصی بالمسلمین فی حسن الصحبة و لین القول))

''یعنی شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔ ابوبکرؓ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فلاں شخص سے جب کہ آپ نے اسے مجاہدوں کا امیر بنا کر مرتد ہونے والوں سے لڑنے کے لئے بھیجا تھا۔ یہ عہد ہے کہ مقدور بھر اپنے تمام کاموں میں خلوت وجلوت میں اللہ سے ڈرتا رہے اور اللہ کے کاموں میں سرگرم عمل رہے اور جو اسلام چھوڑ کر شیطانی آرزوؤں کی طرف لوٹ گئے ان سے جہاد کرے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دے۔ اگر مان لیں تو فبہا ورنہ ان پر حملہ کرے۔ جب تک اسلام کا اقرار نہ کرلیں۔ پھر انہیں وہ حقوق بتائے جو ان پر واجب ہیں اور انہیں ان کے حقوق بھی سمجھا دے' دوسروں کے حقوق ان سے لے لے اور ان کے حقوق انہیں دے دے اور انہیں مہلت نہ دے اور مسلمانوں کو جہاد سے نہ روکے۔ پھر جب اللہ کا حکم مان لے اور اس کا اقرار کرلے تو اس سے قبول کرلے اور نیک کاموں میں اس کی مدد کرے جنگ اسی سے کرے' جو اللہ کے پاس سے آئی ہوئی شریعت کا انکار کردے۔ اگر اسے مان لے تو پھر اس پر کوئی راہ نہیں ہے اور اس کے دل کے حالات سے اللہ واقف ہے اور وہی اس کا محاسب ہے اور جو اللہ کی دعوت نہ مانے اس سے جنگ کی جائے اور جہاں بھی ہو قتل کردیا جائے۔ اللہ بجز اسلام کے کسی سے کوئی چیز قبول نہیں فرماتا۔ پھر جس نے اسلام قبول کرلیا اس کا اسلام مان لیا جائے گا اور اس پر اس کی مدد کی جائے گی اور جس نے انکار کردیا اس سے جنگ کی جائے پھر اگر اللہ ان پر غالب کردے تو ان کا اسلحہ اور آگ سے قتل عام کرے۔ پھر مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکال کر اسے مجاہدوں میں تقسیم کردے اور پانچواں حصہ ہمارے پاس بھیج دے اور اپنے ساتھیوں کو جلدی سے اور فساد مچانے سے روک دے اور مجاہدوں میں غیروں کو داخل نہ ہونے دیا جائے۔ جب تک انہیں جان پہچان نہ لے مبادا وہ جاسوس ہوں اور ان سے مسلمانوں کو کچھ اذیت پہنچ جائے اور مسلمانوں کی خیر خبر رکھے۔ راستوں اور پڑاؤ میں ان سے محبت و پیار سے پیش آئے مسلمان کو ایک دوسرے سے جلدی نہ کریں اور امیر ان کے ساتھ حسن معاشرت اور نرم کلامی سے پیش آئے''۔

مرتدین کے لئے فرمان ہدایت: یہ فرمان تو وہ تھا جو سردارانِ لشکر کو روانگی کے وقت دیا گیا تھا۔ لیکن ان لوگوں کے روانہ ہونے سے پیشتر حضرت ابوبکرؓ صدیق نے قطع حجت کے لئے مرتدین کی طرف بھی ایک ایک خط روانہ کیا تھا۔ جن کی سرکوبی و گوشمالی کے لئے جیوش اسلامیہ روانہ ہو رہے تھے یہ کل خطوط بھی ایک ہی مضمون کے تھے۔ جس میں بسم اللہ کے بعد یہ لکھا تھا:

((هذا عهد من ابوبکر خلیفة الرسول الله صلی الله علیه وسلم الی من بلغه کتابی هذا من عامةٍ او خاصةٍ اقام علی الاسلام اورجع عند سلام علی من اتبع الهدی و لم یرجع الی الضلالة و الهوی فانی احمد لیکم الله الذی لا اله الا هو وحده لا شریک له و اشهد ان محمدً اعبده

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و رسوله و اومن ما جاء به اكفر من ابى و اجاهده (اما بعد ثم قرر امر النبوة و وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم و اطيب فى الموعظة) ثم قال و انى قد بعثتُ اليكم فلانا فى جيش المهاجرين و الانصار و التابعين باحسان و امرته الا يقتال احداً و لا يقتله حتى يدعوه الى داعية الله فمن استجاب له و اقرو كف و عمل صالحاً قبل منه واعانه ومن ابى امرته ان يقاتله على ذلك ثم لا يبقى على احد منهم قدر عليه فمن اتبعه فهو خير له و من تركة فلن يعجز الله و قد امرت رسولى ان يقرء كتابى فى كل مجمع لكم و الداعية الاذن فاذ اذان المسلمون فاذنوا كفوا عنهم و ان لم يوذنوا فاسئا لوهنم بما عليهم فان ابوعاجلوهم و ان اقروا قبل منهم و حملهم على ما ينبغى لهم))

''یعنی یہ ابوبکرؓ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس شخص کے لئے ہدایت ہے۔ جس کے پاس یہ فرمان پہنچے خواہ وہ عام ہو یا خاص اور اسلام پر قائم ہو یا نہ ہو۔ اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کی اتباع کی اور گمراہی اور خواہش نفس کی طرف نہ لوٹا۔ اس اللہ کی تعریف ہے جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہ ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ جو دین لے کر آئے ہیں اس پر ایمان لاتا ہوں اور انکار کرنے والوں کو مردود سمجھتا ہوں اور اس سے جہاد کے لئے تیار ہوں۔ اس کے بعد ابوبکرؓ صدیق نے نبوت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو عمدہ طریقے سے بیان کیا اور خوب خوب نصیحتیں کیں) پھر لکھا میں فلاں کو مہاجرینؓ و انصارؓ اور تابعین کے لشکر کا سردار بنا کر بھیج رہا ہوں۔ میرا حکم ہے کہ وہ کسی سے نہ لڑے اور نہ کسی کو مارے جب تک اسے اسلام کی دعوت نہ دے دے۔ پھر جس نے کلمہ پڑھ لیا اسلام قبول کر لیا برائیوں سے رک گیا اور نیک عملوں میں لگ گیا۔ اس کا اسلام قابل قبول ہے اور اس کی مدد کی جائے اور جو اسلام سے انکار کرے اس سے لڑنے کی اجازت دی ہے۔ جب تک اس میں کفر کا اثر باقی ہے پھر جو اسلام لے آئے گا اس کے لئے بہتری ہے اور جو اسلام نہیں لائے گا تو وہ اللہ کو تو عاجز کرنے سے رہا۔ میں نے قاصد کو حکم دے دیا ہے کہ وہ یہ خط مجمع عام میں پڑھ کر سنائے اور تمہاری اذان کے ذریعہ دعوت دے پھر اگر مسلمان کی اذان سن کر لوگ بھی اذان دینے لگیں۔ تو ان سے رک جاؤ اور اگر اذان نہ دیں تو ان سے اذان نہ دینے کی وجہ پوچھو۔ اگر وہ انکار کر دیں تو ان کے بارے میں جلدی کرو اور اگر یہ اقرار و توبہ کر لیں تو توبہ قبول کر لی جائے اور ان کے مناسب احکام جاری کر دیئے جائیں''۔

اسی مضمون کے خطوط متعدد سفراء لے کر لشکر اسلام کی روانگی سے پہلے روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد سرداران لشکر اپنا اپنا اسلامی جھنڈا لئے ہوئے مع اس فرمان کے جس کا ذکر اوپر ہو چکا نکل کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے خالدؓ بن الولید نے طلیحہ و بنی اسد پر حملہ کیا۔

طلیحہ اسدی: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں طلیحہ مرتد ہو کر سمیرا میں آ کر مقیم ہو گیا تھا۔ یہ کاہن تھا اس نے دعوئے نبوت کیا تھا اور بنی اسرائیل کے چند فرقے اس کے مطیع ہو گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سرکوبی کو ضرار بن الازور کی سرکردگی میں چند مسلمانوں کو روانہ فرمایا تھا ہنوز طلیحہ کی سرکوبی نہ ہونے پائی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلم کی وفات کی خبر مشہور ہوگئی جس سے اس کے کاموں میں ایک گونہ استحکام پیدا ہوگیا۔ غطفان و ہوازن و طے اس کے حامی ہوگئے۔ ضرار اور ان کے ساتھی اعمال سب کے سب مدینہ چلے آئے اور اس کے بعد غطفان کے وفود ابوبکرؓ صدیق کی خدمت میں معافی و ترک زکوٰۃ کے لئے حاضر ہوئے۔ لیکن ابوبکرؓ صدیق نے اس سے انکار کیا اور ان پر حملہ کے خیال سے پیش قدمی فرما کر ذی القصہ میں ان کے مقابل ہوئے اور ان کو شکست دی۔ جیسا کہ ہم نے اس سے پیشتر بیان کیا شکست کے بعد غطفان اور بنی اسد بزاخہ میں طلیحہ سے آ کر مل گئے اور طے نے بھی ایسا ہی کیا' خالد بن الولیدؓ ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے آگے بڑھے اور ان کی روانگی سے پہلے طے کی طرف عدی بن حاتم روانہ کئے گئے تھے۔ جن کی کوششوں اور مدبرانہ حکمت عملیوں کی وجہ سے طے طلیحہ کی ہمراہی سے علیحدہ ہو کر پھر دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔

معرکہ بزاخہ: اس اثناء میں خالد بن الولیدؓ بھی بزاخہ پہنچ گئے۔ جہاں پر طلیحہ اور عینیہ بن حصن مرتدین کے گروہ کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے۔ لشکر اسلام سے عکاشہ بن محصن و ثابت بن اقرم انصاریؓ پترول کے لئے نکلے۔ اتفاق سے طلیحہ اور اس کے بھائی حبال نے حالت غفلت میں عکاشہ و ثابتؓ کو شہید کر ڈالا۔ مسلمانوں کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ خالدؓ بن ولید نے انصارؓ پر ثابت بن قیس کو طے پر عدی بن حاتم کو مقرر کر کے طلیحہ سے مقابلہ کیا۔ لڑائی کا آغاز فریقین کے لئے خطرناک نظر آ رہا تھا۔ عینیہ بن حصن میدان جنگ میں لڑ رہا تھا اور طلیحہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایک چادر اوڑھے ہوئے وحی کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ جس وقت مرتدین کے پاؤں میدانِ جنگ سے اکھڑتے نظر آئے اس وقت عینیہ لوگوں کو لڑتا ہوا چھوڑ کر طلیحہ کے پاس دوڑ کر آیا اور اس سے دریافت کیا ''کیا تمہارے پاس میرے بعد کوئی آیا تھا؟ (عینیہ کا اس سوال سے مقصود یہ تھا کہ کیا تیرے پاس میرے بعد وحی آئی تھی؟)'' طلیحہ نے کہا ''نہیں''۔ عینیہ یہ سن کر پھر میدان جنگ میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر تک لڑ کر دوبارہ طلیحہ کے پاس آیا اور دریافت کر کے پھر میدان جنگ کو لوٹ گیا۔ چند ساعت کے بعد پھر طلیحہ کے پاس بھاگ کر آیا اور دریافت کیا طلیحہ نے کہا ''ہاں جبرائیل آئے تھے''۔ عینیہ نے کہا کیا کہا؟ طلیحہ نے جواب دیا وہ مجھ سے کہہ گیا ہے کہ تیرے لئے وہی ہوگا جو تیری قسمت میں لکھا ہے''۔ عینیہ نے یہ سن کر کہا اے بنی فزارہ! یہ شخص کذاب ہے میں تو جاتا ہوں تم بھی لڑائی سے لوٹو۔ عینیہ کی زبان سے ان کلمات کا نکلنا تھا کہ میدانِ جنگ مرتدین سے خالی ہوگیا۔ بہت سے مرتدین مارے گئے کچھ لوگ ایمان لے آئے۔

طلیحہ کا فرار: طلیحہ مع اپنی بیوی کے گھوڑے پر سوار ہو کر شام کی طرف چلا گیا اور قبیلہ قضاعہ بنی کلب میں جا کر مقیم ہوا۔ یہاں تک کہ بنی اسد و غطفان ایمان لائے اور آخر الامر یہ بھی مسلمان ہو کر حضرت عمرؓ بن الخطاب کی خلافت کے زمانہ میں حج کو آیا مدینہ گیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی لشکر شام کے ساتھ لڑنے کو گیا اور خوب خوب کامیابیاں حاصل کیں۔ اس لڑائی میں جو مقام بزاخہ میں مرتدین اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی عیال بنی اسد کو کوئی صدمہ نہیں پہنچنے پایا۔ کیونکہ ان لوگوں نے اس واقعہ سے قبل ہی ان کو محفوظ مقام پر بھیج دیا تھا اور اس کے بعد بخوف آئندہ مسلمان ہوگئے۔

بنی عامر کے مرتدین: اسی زمانہ میں بنی عامر ردت و اسلام میں پس و پیش کر رہے تھے اور زیادہ تر ان کو طلیحہ کے کاموں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نتائج اور اسد و غطفان کے انجام کا خیال پیش نظر تھا۔ قرۃ بن ہبیرہ کعب میں اور علقمہ بن ثلاثہ کلب میں سرداری کر رہے تھے۔ علقمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں طائف کی فتح کے بعد مرتد ہو کر شام چلا گیا تھا۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ تب اپنی قوم میں واپس آیا حضرت ابوبکرؓ صدیق نے یہ خبر پا کر ایک سریہ بسرداری قعقاعؓ ابن عمرو (بن تمیم) روانہ کیا' قعقاعؓ ابن عمرو نے علقمہ پر حملہ کیا اور اس کو مع اس کے اہل و عیال و قوم کے ابوبکرؓ صدیق کے پاس پکڑ لائے ان لوگوں نے مدینہ میں پہنچ کر توبہ کی اور دوبارہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

بنو عامر اور ہوازن کی اطاعت: قرۃ بن ہبیرہ طریہ ماجرا گزار کر بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی مذبذبین بین ذالک سے تھا کہ اتفاق سے حضرت عمروؓ بن العاص (جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت عمان کی طرف بھیجا تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عمان سے واپس ہوتے ہوئے قرۃ کی طرف سے ہو کر گزرے۔ قرۃ نے بڑی عزت سے اُن کو ٹھہرایا۔ دھوم دھام سے دعوت کی جب سب لوگ ملاقات کر کے ہٹ گئے اس وقت قرۃ نے عمروؓ بن العاص سے کہا کہ اگر زکوٰۃ معاف کر دی جائے تو بہت زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ عربوں نے تمہارا دین خراج دینے کے لئے قبول نہیں کیا۔ عمروؓ بن العاص نے اس بات پر اس سے ناراضگی ظاہر کی اور اس سے کبیدہ خاطر ہو کر مدینہ چلے آئے اور ابوبکرؓ صدیق کو قرۃ کے حالات سے آگاہ کیا۔ پس جب خالدؓ بن الولید نے بنی اسد و غطفان پر حملہ کر کے ان کو زیر کر لیا اور اس وقت ہوازن و سلیم و عامر جو ان قبائل کے انجام کار دینے کے منتظر تھے۔ خالدؓ بن الولید کے پاس آئے اور اسلام لائے خالدؓ بن الولید نے ان سب لوگوں کا اسلام قبول کر لیا[1] سوائے ان چند اشخاص کے جنہوں نے زمانہ ردت میں مسلمانوں کو شہید و قتل کیا تھا۔ ان کو خالدؓ بن الولید نے چن چن کر گرفتار کرا کے کسی کو قتل اور کسی کو سنگسار کیا۔ جب ان کو بنی عامر کے کاموں سے فراغت حاصل ہوئی۔ تب عیینہ بن حصن و قرۃ بن ہبیرہ کو گرفتار کر کے ابوبکرؓ صدیق کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے عیینہ و قرۃ کو ردت پر قائم نہ رہنے اور دوبارہ اسلام نہ قبول کرنے کی وجہ سے ان دونوں کے قتل کا حکم دے دیا۔

سلمٰی بنت مالک: اس کے بعد قبائل غطفان و سُلیم وغیرہ کے بقیہ لوگ سلمٰی بنت مالک بن حذیفہ بن بدر بن ظفر کے پاس حواب میں جا جمع ہوئے اور اس کو اپنا پیشوا بنا لیا یہ سلمٰی وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں قید ہو کر آئی تھی لیکن اتفاقاً ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے روبرو پڑ گئی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ کر آزاد کرا دیا تھا۔ پھر جب یہ قوم میں لوٹ کر آئی تو مرتد ہو گئی اور کچھ لوگ غطفان و ہوازن و سُلیم و طے و اسد کے اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ جب اس کی اطلاع خالدؓ بن الولید کو ہوئی تو وہ مرتدین سے مسلمانوں کے خون کا بدلہ لیتے ہوئے سلمٰی سے آ کر مقابل

---

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جس وقت عیینہ پابہ زنجیر مشکیں باندھی ہوئی مدینہ میں آیا تھا اس وقت مدینہ کے لڑکوں کا ایک گروہ اس کے پیچھے تھا اور وہ سب کہہ رہے تھے کہ اے دشمن خدا مؤمن ہونے کے بعد کافر ہوا اور عیینہ یہ کہتا جاتا تھا بخدا میں ایک لمحہ کے لئے بھی ایمان نہیں لایا اور نہ اب لاؤں گا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے یہ سن کر اس کے قتل کا حکم دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے۔ سلمٰی ایک ناقہ پر سوار لوگوں کو لڑا رہی تھی۔ سو آدمی اس کے ناقہ کے پاس مارے گئے جب اس کا ناقہ زخمی ہو کر گرا اور یہ بھی مارمی گئی تو اس وقت مرتدین کا گروہ میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا' مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

مرتدین بنی سلیم: باقی رہے بنی سُلیم' ان میں الفجاءۃ بن عبد یالیل حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس آیا اور ظاہر کیا کہ ''میں مسلمان ہوں میری آپ مدد کیجئے مجھے لڑائی کا سامان دیجئے میں اہل ردت سے لڑوں گا''۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے اس کو ہتھیار جنگ دے کر اہل ردت سے لڑنے کا حکم دیا۔ الفجاۃ بن عبد یالیل ہتھیار جنگ لئے ہوئے مدینہ سے نکل کر جون (یا جواء) پہنچا اور مرتد ہو کر بنی شرید سے نجبۃ بن ابی المشنّی کو بنی سلیم و ہوازن کے مسلمانوں پر شب خون مارنے کو روانہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے یہ خبر پا کر طریفہؓ بن حاجز کو الفجاۃ و نجبۃ پر حملہ کرنے کے لئے لکھا اور ان کی امداد کے لئے عبداللہ بن قیس الحاشی کو روانہ کیا۔ فریقین نے ایک کھلے میدان میں صف آرائی کی۔ نجبۃ تو میدان جنگ میں مارا گیا اور الفجاۃ بھاگا جس کو طریفہؓ نے تعاقب کر کے گرفتار کر لیا اور اپنے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس لائے اور حضرت ابوبکرؓ صدیق نے مصلے مدینہ میں آگ روشن کرا کے الفجاۃ کو اس میں ڈلوا دیا اور ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ ابوالحسناء بقیہ بنی سلیم کے ساتھ اسلام میں داخل ہوا یہ بھی منجملہ مرتدین کے تھا۔

بنی تمیم میں تفرقہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بنی تمیم میں آپ کے عمال کی تفصیل یہ تھی کہ رباب وعوف و ابناء میں زبرقان میں بدر قیس بن عاصم مقاعس و بطون میں۔ صفوان بن صفوان و مبرہ بن عمرو بنی عمرو میں وکیع بن مالک بنی مالک میں مالک بن نویرہ حنظلہ میں تھے۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصال کی خبر مشہور ہوئی تو صفوان' صدقات بنی عمرو اور زبرقان' رباب و ابناء وعوف کے صدقات لے کر حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس مدینہ چلے آئے۔ لیکن قیس بن عاصم نے مقاعس و بطون میں ان کی مخالفت کی کیونکہ وہ ایسے وقت کا منتظر تھا۔ ان دونوں بزرگوں کے چلے جانے اور قیس کی مخالفت کی وجہ سے بلاد بنی تمیم میں تفرقہ شروع ہو گیا مسلمانوں اور مرتدوں میں لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا۔

سجاح بنت الحرث: اس اثناء میں جب کہ فریقین ایک دوسرے کے ساتھ لڑ جھگڑ رہے تھے۔ سجاح بنت الحرث بن سوید ز (یہ بطن غطفان قبیلہ بغلب سے تھی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا) خروج کیا اور ہذیل بن عمران نے بنی تغلب بن عقبہ ابن ہلال نے نمرین سلیل بن قیس نے شیبان میں اور زیاد بن ہلال نے اس کی اتباع کی ہذیل بن عمران نصرانی تھا۔ لیکن اس نے اپنے دین کو سجاح کے دین کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ سجاح بنت الحرث اس گروہ کو لئے ہوئے مدینہ پر حملہ کرنے اور ابوبکرؓ و مسلمانوں سے لڑنے کو چلی۔ بنی تمیم میں اختلاف تو پہلے ہی تھا سجاح کے خروج سے مخالفت اور زیادہ ہو گئی۔ مالک بن نویرہ نے اس سے مصالحت کر لی اور اس کو مدینہ پر فوج کشی کرنے سے روک کر بطون بنی تمیم پر حملہ کرنے کی تحریک کی۔ بنی تمیم اس کے مقابلہ سے بھاگے لیکن وکیع بن مالک اس سے مل گیا رباب و منبہ نے متحد ہو کر لڑائی کی سجاح کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ اس کے متعدد ہمراہی قید کر لئے گئے اس کے بعد بحیثیت کل صلح کر لی اور سجاح مع اپنے ہمراہیوں کے مدینہ کی طرف روانہ ہو کر بناج پہنچی۔ اوس بن خزیمہ عجیمی نے بنی عمرو کو لے کر اس پر حملہ کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فریقین میں سخت لڑائی ہوئی۔ سجاح کے ہمراہیوں میں سے ہذیل وعقبہ گرفتار کر لئے گئے۔ پھر فریقین کی اس شرط پر صلح ہوئی کہ اوس بن خزیمہ قیدیان سجاح کو چھوڑ دے اور سجاح اوس کے شہروں میں کسی قسم کا تصرف نہ کرے۔

سجاح اور مسیلمہ کذاب کا عقد واتحاد: اس واقعہ کے بعد مالک بن نویرہ وکیع بن مالک اس سے علیحدہ ہو کر اپنی قوم میں چلے آئے۔ چنانچہ سجاح کے ہمراہی اپنی کمزوری کی وجہ سے ان کو روک بھی نہ سکے اور ان کی امداد واعانت سے ناامید ہو کر بنی حنیفہ کی طرف بڑھے۔ مسیلمہ نے یہ خیال کر کے کہ اگر وہ سجاح سے متصادم ہوگا اور اس سے لڑائی میں مصروف ہو جائے گا تو ثمامہ بن اثال یمامہ میں ضرور چھیڑ چھاڑ کرے گا اور شرحبیل بن حسنہ اور اسلامی لشکر بھی شب خون وغارت گری پر آمادہ ہو جائیں گے' سجاح کے پاس قیمتی تحائف بھیجے اور اس سے یہ کہلا بھیجا کہ پہلے عرب کے کل بلاد نصف ہمارے تھے اور نصف قریش کے۔ لیکن چونکہ قریش نے بدعہدی کی ہے لہذا وہ نصف میں نے تم کو دے دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سجاح خود اس کے پاس آئی اور اس سے امن کی خواست گار ہوئی۔ بہرکیف مسیلمہ اس سے ملنے کو قلعہ سے نکل کر اس خیمہ میں آیا۔ جو ملاقات کے لئے سجایا گیا اور معطر کیا گیا تھا۔ محافظین خیمہ سے باہر نکال دیئے گئے۔ مسیلمہ وسجاح میں تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ جب مسیلمہ نے اپنے مرصع فقرے پڑھے تو سجاح نے اس کی نبوت کا اقرار کر لیا اور خود کو اس کی زوجیت میں دے دیا۔ تین روز تک اس کے پاس خیمہ میں مقیم رہی' چوتھے روز جس وقت وہاں سے لوٹ کر اپنی قوم میں آئی۔ تو اس کی قوم بلا ادائے مہر نکاح کرنے پر اس کو لعنت ملامت کرنے لگی۔ مجبور ہو کر سجاح مسیلمہ کے پاس پھر لوٹ آئی اور اس سے مہر کا تقاضا کیا۔ مسیلمہ نے کہا جا اپنے ہمراہیوں سے کہہ دے کہ مسیلمہ رسول اللہ نے دو نمازیں یعنی نماز فجر وعشاء کی معاف کر دیں' جن کو محمد ﷺ نے تم پر فرض کیا تھا۔

سجاح کا فرار: اس کے علاوہ مسیلمہ سے سجاح یمامہ کی نصف پیداوار لے کر اور صلح کر کے جزیرہ کو واپس ہوئی اور ہذیل و عقبہ کو آئندہ سال کی نصف پیداوار لینے کے لئے چھوڑ گئی۔ اتفاق سے اثناء راہ میں خالدؓ بن الولید کی سرکردگی میں اسلامی لشکر سے سامنا ہو گیا۔ جس سے اس کی جماعت منتشر ہو گئی اور وہ خود بنی تغلب کے جزیرہ میں جا کر مقیم رہی' یہاں تک کہ معاویہ نے عام الجماعۃ (قحط سالی) میں اس کو مع بنی غطفان اس کے قبیلہ کے کوفہ میں لا کر ٹھہرایا۔ اسی زمانہ میں سجاح ایمان لائی اور باقی زندگی زمانہ اسلام میں اچھی طرح بسر کی۔

حضرت خالدؓ بن الولید کی بطاح کی جانب روانگی: جس وقت سجاح جزیرہ کو واپس ہوئی اور بنی تمیم نے پھر اسلام قبول کر لیا۔ اس وقت تک مالک بن نویرہ اسی شش وپنج میں رہا۔ بطاح میں قبیلہ تمیم بنی حنظلہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ لیکن مالک بن نویرہ چونکہ خود اس سے متردد تھا۔ اس نے بنی حنظلہ کا مال واسباب محفوظ مقام پر رکھوا دیا اور ان کو لڑائی کرنے سے منع کر کے اپنے مکان پر لوٹ آیا۔ خالدؓ بن الولید یہ سن کر حنظلہ مالک بن نویرہ کے پاس بطاح میں جمع ہو رہے ہیں لشکر اسلام لے کر ان کی سرکوبی کو بڑھے' اگرچہ انصارؓ نے ابتداء خالدؓ بن الولید کی مخالفت کی اور یہ کہا کہ جب تک خلیفہ کا کوئی حکم نہ آئے گا۔ ہم آگے نہ بڑھیں گے لیکن پھر یہ سوچ کر کہ مبادا اگر یہ لوگ ناکام ہوئے تو ہم پر ان کے نہ بچانے کا الزام عائد ہو گا۔ حضرت خالدؓ کے ہمراہ ہو گئے۔ پس خالدؓ بن الولید نے بطاح پہنچتے ہی ایک سریہ روانہ کیا اور اس کو یہ ہدایت کر دی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں، جو شخص اس سے انکار کرے اس کو گرفتار کر لائیں تا کہ قتل کیا جائے۔

مالک بن نویرہ: چنانچہ مالک بن نویرہ کو مع چند نفر بنی ثعلبہ بن یربوع کے گرفتار کر لائے۔ لوگوں نے حضرت خالدؓ بن الولید کے پاس پہنچ کر شہادت میں اختلاف کیا۔ بعض نے تو یہ کہا کہ مالک بن نویرہ اور اس کے ہمراہیوں نے اذان دی اور نماز پڑھی منجملہ ان کے ایک ابوقتادہ تھے اور بعضوں نے کہا کہ ان لوگوں نے نہ تو اذان دی اور نہ نماز پڑھی۔ خالدؓ بن الولید اہل سریہ کی اس مختلف شہادت سے کوئی نتیجہ نہ نکال سکے۔ مجبور ہو کر ان لوگوں کو زیر نگرانی ضرار بن الازور قید کر دیا۔ رات میں ان کے منادی نے اوضعوا اسراکم کی ندا دی یہ محاورہ کنانہ میں قتال کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ پس اس ندا کے سنتے ہی ضرار نے چونکہ کنانی تھے۔ سب کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ خالدؓ بن الولید شور وغل کی آواز سن کر منع کرنے کی غرض سے باہر نکلے لیکن اس سے پیشتر ضرار ان کے قتل سے فراغت حاصل کر چکے تھے۔ ابوقتادہ و خالد میں اس بات پر قدرے جھگڑا ہوا کہ ابوقتادہ ناراض ہو کر حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس چلے آئے۔ پھر جب خالدؓ بن الولید حسب طلب حضرت ابوبکرؓ صدیق مدینہ آئے تو حضرت عمرؓ ابن الخطاب نے مالک بن نویرہ کے مقدمہ میں حضرت ابوبکرؓ صدیق سے خالدؓ بن الولید سے قصاص لینے اور ان کے معزول کرنے کا مطالبہ کیا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ صدیق نے صاف الفاظ میں فرما دیا کہ ''میں اس تلوار کو نیام میں نہیں کرنا چاہتا جس کو اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے سان پر رکھا ہو'' اس کے بعد مالک اور اس کے ہمراہیوں کا خون بہا بیت المال سے دے دیا اور خالدؓ کو ان کے متعلقات بلاد کی طرف لوٹا دیا۔

مسیلمہ کذاب: جس وقت حضرت ابوبکرؓ صدیق نے گیارہ لشکر مرتدین عرب کی سرکوبی کے لئے روانہ کئے تھے۔ اس وقت عکرمہؓ بن ابی جہل کو مسیلمہ کذاب سے لڑنے کے لئے یمامہ کی طرف بھیجا تھا پھر ان کے بعد شرحبیل کو انہیں کی امداد کی غرض سے روانہ کیا۔ عکرمہؓ ابن ابی جہل نے عجلت کر کے شرحبیل کے آنے سے پہلے لڑائی چھیڑ دی۔ جس میں خود عکرمہؓ کو شکست ہوئی اس شکست سے جب حضرت ابوبکرؓ صدیق کو مطلع کیا گیا۔ تو انہوں نے عکرمہ کو لکھ بھیجا کہ خود تو تم استادی جانتے ہی نہیں لیکن شاگردوں میں عیب نکالتے ہو بغیر شرحبیلؓ کے آئے ہوئے تم نے حملہ کیوں کر دیا خیر جو کچھ ہوا اچھا ہوا مدینہ کا رخ نہ کرنا۔ حذیفہ و عرفجہ کے پاس جاؤ اور ان کی ماتحتی میں مہرہ اور اہل عمان سے لڑو۔ جب ان کی جنگ سے فراغت حاصل ہو تو تم مع اپنے لشکر کے مہاجر بن ابی امیہ کے پاس یمن و حضرموت میں چلے جاؤ۔ شرحبیل کو لکھا کہ تم خالدؓ بن الولید کے اعمال کی طرف چلے جاؤ۔ پس جب وہاں لڑائی سے کامیابی کے ساتھ فارغ ہو جاؤ تو قضاعہ کی طرف چلے جانا اور عمرو بن العاص کے ہمراہ ہو کر ان لوگوں سے لڑنا جو ان میں سے مرتد ہو گئے ہیں۔ اس اثناء میں جب خالد بن الولیدؓ بطاح سے فارغ ہو کر حضرت ابوبکرؓ صدیق کی طلبی پر ان کے پاس حاضر ہوئے۔ لیکن حضرت خالدؓ بن الولید سے اصلی واقعات سن کر راضی ہو گئے۔ تب انہوں نے خالدؓ بن الولید کو مسیلمہ کی طرف روانہ کیا اور کافی تعداد آدمیوں کی ان کے ہمراہ کر دی۔ مہاجرین پر ابوحذیفہ اور زید تھے انصار پر ثابت بن قیس و براء میں عازب تھے۔

مسیلمہ کذاب کی قوت میں اضافہ: خالدؓ بن الولید روانگی کا حکم پاتے ہی مدینہ سے نکل کر لشکر کے انتظار میں بطاح

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آ کر ٹھہر گئے۔ جس وقت اسلامی لشکر آ گیا اس وقت یمامہ کی طرف روانہ ہوئے بنی حنیفہ کا اس وقت زور و شور تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چالیس ہزار جنگ آور سپاہی یمامہ کے قریات اور وادیوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ عکرمہ کی طرح شرحبیل نے بھی عجلت کر کے لڑائی شروع کر دی۔ جس میں ان کو بھی ناکامی ہوئی اس کے بعد حضرت خالد پہنچے انہوں نے شرحبیل کو عجلت کرنے پر ملامت کی لڑائی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ایک اور گروہ کو حضرت خالد کی مدد کے لئے بھیج دیا۔ ایک تو خود مسیلمہ کے پاس جمعیت کثیر تھی دوسرے سجاح کی باقی ماندہ فوج بھی آ کر اس سے مل گئی تھی۔

مسیلمہ کذاب اور رجال: رجال (اس کا نام نہار تھا اور یہ شرفاء بنی حنیفہ سے تھا) بن عنفوۃ نے مسیلمہ کے نبوت کی شہادت دی اور یہ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے اس کو حکومت میں شریک کیا ہے۔ رجال کے اس کہنے کا اثر لوگوں پر اس وجہ سے زیادہ ہوا کہ یہ ہجرت کر کے آنحضرت ﷺ کے پاس چلا گیا تھا اور اس نے خدمت اقدس میں مقیم رہ کر قرآن پڑھا دین کی باتیں سیکھی تھیں۔ جب مسیلمہ مرتد ہوا تو آنحضرت ﷺ نے اس کو اہل یمامہ کی تعلیم اور مسیلمہ کے سمجھانے کے لئے بھیجا لیکن اس نے یمامہ پہنچ کر مسیلمہ کی اطاعت و اتباع کر لی۔ اس کی اذان دینے لگا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اس کی رسالت کا اقرار بھی کر لیا تھا۔ مسیلمہ بہت سے فقرہ بنا بنا کر لوگوں کو سناتا اور کہتا تھا کہ یہ قرآن ہے اور چند باتیں خلاف عادات انسانی دکھلا کر اس کو معجزہ بتلاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو اور بنی حنیفہ کو حضرت خالدؓ بن الولید کے قریب پہنچنے کی خبر معلوم ہوئی اور ان لوگوں نے جنگ کے قصد سے یمامہ سے باہر صف آرائی کی۔

مجاعہ کی گرفتاری: مسیلمہ تک پہنچنے کا ایک روز کا سفر باقی تھا کہ حضرت خالدؓ نے شرحبیل کو مقدمۃ الجیش پر مقرر کر کے خود آگے بڑھنا چاہا۔ لیکن اتفاق سے شب کے وقت مجاعہ سے مڈبھیڑ ہو گئی جو چالیس یا ساٹھ آدمیوں کا گروہ لے کر بلاد بنی عامر و بنی تمیم کی طرف شب خون مارنے گیا تھا شرحبیل نے مجاعہ پر حملہ کر دیا اور لڑ کر مجاعہ بن مرارہ کے علاوہ پورے گروہ کو فرش زمین پر آرام کے ساتھ سلا دیا۔

جنگِ یمامہ: اس واقعہ کے بعد حضرت خالدؓ آ گئے۔ مسیلمہ و بنی حنیفہ نے بڑھ کر تیغ و سنان سے ان کا استقبال کیا۔ مسیلمہ کے ہمراہ اس معرکہ میں چالیس ہزار فوج تھی۔ اس کے مقدمہ پر رجال تھا مسلمانوں کا لشکر تعداد میں تیرہ ہزار تھا۔ جس کی افسری خالدؓ بن الولید کر رہے تھے اور ان کی ماتحتی میں نامی گرامی دلاور لڑنے والے کام کر رہے تھے۔ فریقین نے نہایت سختی سے لڑائی شروع کی بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہی لڑائی فریقین کی قسمت کا فیصلہ کرنے والی ہوگی دونوں طرف سے لڑنے والے جی توڑ کر لڑ رہے تھے پہلے حملہ میں بنو حنیفہ لڑتے لڑتے حضرت خالد کے اس خیمہ تک پہنچ گئے جہاں پر مجاعہ قید تھا اور اسی خیمہ میں ام متمم یا تمیم زوجہ حضرت خالدؓ بھی تھیں۔ مجاعہ نے باوجود قیدی ہونے کے انتہائی دلیری سے اٹھ کر مرتدین کو خیمہ کے پاس سے علیحدہ کیا اس کے بعد لشکر اسلام اللہ اکبر کہہ کر بنی حنیفہ پر ٹوٹ پڑا جس سے بنی حنیفہ بدحواسی کے عالم میں بھاگ نکلے۔

محکم بن طفیل کا خاتمہ: محکم بن طفیل نے (جو لشکر مسیلمہ کے میسرہ پر تھا) ((ادخلوا الحدیقہ[1] یا بنی حنیفہ فانی امنع

[1] شہر یمامہ کے دروازہ پر ایک باغ تھا جس کو صدیقتا الرحمن کہتے تھے مسیلمہ نے اپنا خیمہ اسی باغ میں نصب کیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادبـــار کم)) ''اے بنی حنیفہ حدیقہ میں چلے جاؤ میں تمہاری حفاظت کروں گا۔ یہ سن کر بنی حنیفہ تو حدیقہ چلے گئے اور محکم بن الطفیل ایک ساعت تک لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے اس کو قتل کر دیا۔ مسلمانوں نے نہایت سختی سے پاؤں جما کر لڑائی شروع کر دی رایت اسلام ثابت بن قیس کے ہاتھ میں تھا جب یہ لڑ کر شہید ہو گئے تو حضرت زید بن الخطاب نے لیا پھر ابو حذیفہ، پھر سالم مولیٰ ابو حنیفہ نے پھر براءؓ برادر اوس بن مالک نے لے کر مقابلہ کیا۔ اللہ جل شانہ کی عنایت سے مرتدین کو شکست ہوئی۔

مسیلمہ کذاب کا قتل: مسلمانوں نے ان کو مارتے مارتے حدیقہ تک پہنچا دیا جہاں پر مسیلمہ مقیم تھا۔ تھوڑی دیر تک حدیقہ کے دروازے پر لڑائی ہوتی رہی انجام کار اسلام لشکر حدیقہ کی دیواریں اور دروازہ توڑ کر اندر گھس گیا۔ لوگوں نے مسیلمہ سے کہا کہ ''وہ تیرا وعدہ کہاں ہے جو تیرا خدا تجھ سے کرتا تھا''۔ مسیلمہ نے جواب دیا کہ ہر شخص اپنے اہل و عیال کے لئے لڑے۔ یہ موقع ان باتوں کے دریافت کرنے کا نہیں ہے۔ مسیلمہ نے یہ کہہ کر جب اپنی نجات کی صورت نہیں دیکھی تو زرہ اور خود پہن کر گھوڑے پر سوار ہوا اور ایک گروہ کو ساتھ لے کر لڑتا ہوا باہر نکلا۔ باغ سے جونہی باہر آیا وحشی نے ایک ایسا تیر مارا کہ مسیلمہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکا اور حضرت زید بن الخطاب نے رجال بن عنفوہ کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے مرتدین کے رہے سہے ہوش و حواس بھی جاتے رہے۔ سترہ ہزار جنگ آور بنو حنیفہ مارے گئے۔ لڑائی کے ختم ہونے کے بعد حضرت خالدؓ بن الولید مجاعہ کو اپنے ساتھ لئے ہوئے مرتدوں کے مقتولین کی طرف سے گزرے۔ حضرت خالدؓ بن الولید نے محکم کی لاش دیکھ کر دریافت کیا کہ یہ وہی (مسیلمہ) ہے؟ مجاعہ نے کہا واللہ مسیلمہ اس سے اچھا تھا۔ پھر حضرت خالدؓ بن ولید نے مسیلمہ روتحل، و میم، اتحیس کو دکھا کر کہا کہ تیرے سردار یہی تھے اور یہی تجھ پر حکومت کرتے تھے۔ مجاعہ نے کہا مسیلمہ یہی ہے اور یہ لوگ ایسے ہی تھے لیکن تم ان لوگوں کے قتل پر نازاں نہ ہو۔ ان سے زیادہ دلاور اور جنگی قلعہ یمامہ میں موجود ہیں۔ ان کے زیر کرنے کے لئے ایک مدت چاہئے۔ تم مجھ کو چھوڑ دو اور مجھ سے اور میری قوم سے مصالحت کر لو تو میں ان کو تم سے صلح کر لینے پر آمادہ کر دوں گا۔

اہل یمامہ سے مصالحت: خالد بن الولید چونکہ کسی قدر مال غنیمت جمع کرا چکے تھے اور لشکریوں کو کمر کھول دینے کا حکم دے چکے تھے۔ اسی وجہ سے مجاعہ سے کہا میں تجھے قید سے رہا کئے دیتا ہوں تو اپنی قوم میں جا اور ان کو صلح کر لینے پر آمادہ کر میں سے فقط ان کے نفوس کی بابت صلح کروں گا۔ مجاعہ خالدؓ کے پاس سے اٹھ کر اہل یمامہ کے پاس گیا اور عورتوں کو مسلح کر کے پناہ کی فصیل پر کھڑا کر کے خالدؓ کے پاس واپس آیا اور کہا کہ وہ لوگ محض اپنی جانوں پر مصالحت نہ کریں گے۔ خالد نے کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اس کی فصیلیں ہتھیاروں سے چمکتی نظر آئیں اور لشکر اسلام کی یہ کیفیت تھی کہ انصارؓ میں تین سو آدمی اور اسی قدر مہاجرینؓ اور اسی قدر تابعینؓ میں سے شہید ہو چکے تھے۔ جو باقی تھے ان میں زخمیوں کی تعداد تھی۔ ان ت کے پیش نظر حضرت خالدؓ نے مجاعہ سے نصف مال و اسباب و زمین مزروعہ و غیر مزروعہ و باغات و قیدیوں کی بنیاد پر صلح کی تجویز پیش کی۔ لیکن ان لوگوں نے اس سے بھی انکار کیا۔ تو ربع (چوتھائی) مال و اسباب پر صلح کر لی۔ صلح نامہ لکھنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد قلعہ کھولا گیا تو سوائے عورتوں اور لڑکوں کے اور کوئی نظر نہ آیا۔ خالدؓ نے مجاعہ سے کہا کہ تو نے میرے ساتھ دغا کی اور فریب سے صلح نامہ لکھوالیا۔ مجاعہ نے عرض کیا اے امیر میری قوم میں کسی قسم کی استطاعت باقی نہ رہ جاتی اگر میں یہ حیلہ نہ کرتا مجھے اب معاف فرمایئے میں نے ان کی رسوائی کے خیال سے یہ سب کچھ کیا۔ خالدؓ بن الولید یہ سن کر خاموش ہو رہے اور اس صلح نامہ کو بحالہ قائم رکھا۔

سلمہ بن عمیر کا انجام: لیکن سلمہ بن عمیر نے کہا کہ ''ہم اس صلح کو قبول نہ کریں گے اور قلعوں کو محفوظ رکھیں گے اور اہل قریٰ کو لڑائی پر آمادہ کریں گے غلہ و رسد کافی ہے موسم سرما بھی آ گیا''۔ مجاعہ نے اس سے اختلاف کیا اور کہا کہ اگر میں حیلہ و فریب نہ کرتا تو خالد بھی اس شرط پر صلح نہ کرتے میں نے نہایت چالاکی سے یہ صلح نامہ لکھوایا ہے۔ مجاعہ کے کہنے پر سات آدمی اس کی قوم سے نکلے اور خالدؓ سے انہوں نے صلح کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور جس خیال پر وہ اس سے پیشتر تھے اس سے براءت ظاہر کر دی۔ سلمہ بن عمیر کے دل میں خالد کی جانب سے ایک خلش مضمر ہو گئی اور اس نے ان کے ساتھ دغا بازی کا قصد کر لیا۔ مگر سلمہ کے ہمراہیوں نے خالد کو اس ناشائستہ حرکت سے مطلع کر دیا جس کی پاداش میں خالد نے اس کو قید کر دیا لیکن یہ قید سے نکل بھاگا۔ لیکن پھر لوگوں نے اس کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔

اہل یمامہ کا وفد: حضرت ابوبکرؓ صدیق نے سلمہ بن وقش کو ایک خط دے کر حضرت خالدؓ کے پاس بھیجا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ ''اگر اللہ جل شانہ مرتدین پر تم کو فتح یاب کرے تو بنو حنیفہ سے جو بالغ ہو چکے ہوں، وہ سب کے سب قتل کئے جائیں البتہ نوعمر لڑکے اور عورتیں قید کر لی جائیں''۔ لیکن اس خط کے پہنچنے سے پہلے حضرت خالدؓ صلح کر چکے تھے۔ اس وجہ سے اس خط پر عمل درآمد نہ کیا گیا۔ لہٰذا ان میں سے ایک گروہ کو اپنے خط کے ساتھ وفد کی صورت میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس روانہ کر دیا۔ حضرت خالد نے اپنے خط میں مسیلمہ کے مارے جانے اور اہل یمامہ پر فتح پانے نیز صلح کرنے اور ان لوگوں کے اسلام لانے کا مفصل حال لکھا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے اہل وفد سے بکمال عزت و احترام ملاقات کی اور ان لوگوں سے مسیلمہ کے بنائے ہوئے فقرات کو دریافت فرمایا ان لوگوں نے جو کچھ انہیں یاد تھا پڑھ کر سنایا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے فرمایا ''واللہ یہ کلام خدا نہیں ہے پاک ہے وہ اللہ جس کو وہ گمراہ کرے اس کا کوئی ہادی نہیں اور جس کو وہ راہِ راست پر لائے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا جاؤ اپنی قوم میں رہو اور اسلام پر ثابت قدمی دکھاؤ۔ جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ راضی ہو''۔

اہل بحرین کا ارتداد: خالد بن الولید نے یمامہ سے فارغ ہو کر اس کی وادیوں میں سے ایک وادی کی طرف رخ کیا۔ جہاں پر عبدالقیس و بکر بن وائل وغیرہ بطون ربیعہ جمع ہو رہے تھے۔ یہ لوگ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے اور اسی طرح منذر بن ساوی بھی رسول اللہ ﷺ کے وصال کے تھوڑے دنوں بعد اسلام چھوڑ بیٹھا تھا۔ یہ جارود بن المعلی وہی ہیں جو وفد کی صورت میں آنحضرت ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور وہاں سے اسلام لا کر اپنی قوم میں آئے۔ ان کی تحریک پر وہ لوگ ایمان لائے تھے۔ پس جب عبدالقیس کو آنحضرت ﷺ کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی تو وہ لوگ بھی مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ ''اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو نہ مرتے'' جارود بن المعلی نے کہا ''تمہاری عقلوں پر پتھر پڑیں کیا تم نے یہ نہیں سنا اور کیا تم یہ نہیں جانتے ہو کہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے محمد ﷺ سے پہلے اور انبیاء کرام بھیجے تھے اور وہ لوگ اپنا زمانہ جاہلیت پورا کر کے مر گئے ہیں؟ اسی طرح محمد ﷺ بھی ایک نبی تھے جب ان کا زمانہ وفات آیا تو وہ بھی مر گئے''۔ جارود نے سن کر کلمہ شہادت پڑھا عبدالقیس کے دل پر ان کلمات کا ایسا فوری اثر ہوا کہ وہ لوگ بھی ان کے ساتھ ساتھ کلمہ پڑھنے لگے اور اسلام پر ثابت قدم رہے۔

حطم بن ربیعہ کا ارتداد: ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے علاء بن الحضرمی کو منذر کی طرف مقرر فرمایا اس سے پیشتر آنحضرت ﷺ نے انہیں کو منذر کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔ پس جب آپ کا انتقال ہو گیا اور بطون ربیعہ مرتد ہو گئے اور ان لوگوں نے منذر بن النعمان بن المنذر کو (جو کہ مغرور کے نام سے موسوم تھا) اپنا حاکم بنا لیا اور اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ جیسا کہ حیرہ میں اس کی قوم نے کیا تھا اور جارود کی وجہ سے عبدالقیس اسلام پر ثابت قدم رہے اور بکر بن وائل نے ردت پر قیام کیا اور حطم بن برادر بنو قیس بن ثعلبہ خروج کر کے غطیف و ہجر کے درمیان قیام پذیر ہوا اور اس نے چند آدمیوں کو دارین کی طرف عبدالقیس کو اسلام سے پھیرنے کے لئے بھیجا لیکن عبدالقیس نے اس سے انکار کیا تو اس نے مغرور بن سوید کو جواثی کی جانب یہ کہہ کر روانہ کیا کہ اگر تو ان پر فتحیاب ہو گیا تو میں تجھ کو بحرین کا ویسا ہی بادشاہ بنا دوں گا جیسا کہ حیرہ کا نعمان ہے۔ پس اس نے جواثی میں پہنچ کر مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا اس اثناء میں حضرت علاء بن الحضرمی اہل ردت سے لڑنے کے لئے بحرین آ پہنچے اور جارود بن المعلی سے کہلا بھیجا کہ عبدالقیس کو لے کر حطم اور اس کی قوم پر جو اس کے گرد و نواح میں ہے حملہ کر دو اس خبر کے سنتے ہی کل مسلمان علاء کے پاس آ کر اور اہل دارین کے علاوہ جس قدر مشرکین تھے آ کر جمع ہو گئے اور اپنے اردگرد چاروں طرف سے خندق کھود کر لڑائی شروع کر دی۔ ایک ماہ کامل لڑائی ہوتی رہی یہ نہ ان پر غالب ہوتے تھے اور نہ وہ ان سے لڑائی میں پیچھے ہٹتے تھے۔

حطم بن ربیعہ کا خاتمہ: اتفاق سے ایک روز شب کے وقت کچھ شور و غل کی آواز آنے لگی۔ علاء بن الحضرمیؓ نے کان لگا کر سنا تو علاوہ شور و غل کے گانے بجانے لڑنے فضول بکنے کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔ تھوڑی دیر تک خاموشی کے عالم میں لیٹے ہوئے سنتے رہے۔ جب صبر نہ ہوا تو انہوں نے ایک مخبر کو بھیجا اس نے وہاں سے آ کر اطلاع دی کہ کل فریق مخالف شراب پی کر مست پڑے ہوئے ہیں۔ علاء بن الحضرمی نے اس خبر کے سنتے ہی اسی وقت اسلامی لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ نبرد آزمایان اسلام خندق کو عبور کر کے مرتدین کے سر پر پہنچ گئے۔ مرتدین حالت نشہ میں نہ اپنے کو سنبھال سکے اور نہ گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگ سکے۔ مسلمانوں نے ان میں سے اکثر کو قتل کیا جو باقی رہے ان میں سے بعض قید کر لئے اور بعض کشتیوں میں سوار ہو کر دارین میں جا چھپے اور بعض اپنی قوم میں جا ملے۔ حطم بن ربیعہ (جو مرتدین کا سرگروہ تھا) اپنے کو کچھ سنبھال کر گھوڑے پر چڑھ رہا تھا کہ قیس بن عاصم نے پہنچ کر اس پر ایسا وار کیا کہ کمر سے اس کا ایک پاؤں کٹ کر گر پڑا اتنے میں جابر بن بجیر آ گیا اور اس نے قیس پر حملہ کر دیا قیس نے اس کا وار خالی دے کر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اس کی گردن دوش سے جدا ہو کر علیحدہ جا پڑی۔ پھر قیس نے لپک کر حطم بن ربیعہ کا بھی کام تمام کر دیا۔

معرکہ دارین: عفیف بن منذر نے مغرور بن سوید کو گرفتار کر لیا تمام شب کشت و خون کا بازار گرم رہا۔ صبح ہونے تک جب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میدان مرتدین سے خالی ہو گیا تو علاء نے صبح کی نماز کے بعد مغرور کے قتل کا حکم دے کر مالِ غنیمت کو تقسیم کر دیا۔ بکر بن وائل میں ان لوگوں کو جو اسلام پر ثابت قدم رہے تھے اور خصفہ تمیمی اور مثنی بن حارث کو اہل ردت کے روکنے کو لکھا لیکن اس خط کے پہنچنے سے پہلے اہل ردت دارین میں پہنچ گئے۔ مسلمانانِ بکر بن وائل' علاء کو جب اس سے مطلع کر کے خود دارین کی طرف بڑھے تو علاء بن الحضرمی بھی اس اطلاع پر اسلامی لشکر لئے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے دارین کی طرف روانہ ہوئے۔ دریا کے کنارے پر پہنچ کر کشتی نہ ملنے سے لشکر اسلام رک گیا۔ علاء بن الحضرمی نے گھوڑے سے اتر کر جماعت کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور سب کے سب دعا کرنے لگے:

((یا ارحم الراحمین یا کریم یا حلیم یا احد یا صمد یا حی یا محی الموتی یا حی یا قیوم لا الٰہ انت یا ربنا))

دعا ختم کرنے کے بعد علاء نے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک ایڑ دیا اور اسلامی لشکر ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گیا اللہ تعالیٰ کی عنایت سے دریا پایاب ہو گیا اور اسلامی لشکر نے اس کو عبور کر کے دشمنانِ خدا کے سر پر پہنچ کر قتل و غارت کرنا شروع کر دیا اور ایک شب و روز کی لڑائی کے بعد مرتدین کو شکست ہوئی چھ ہزار سوار اور دو ہزار پیادے ان کے مارے گئے باقی جس قدر تھے وہ سب گرفتار و قید کر لئے گئے۔

علاء بن الحضرمی کا بحرین کی امارت پر تقرر: اس خداداد کامیابی کے بعد علاء بن الحضرمی بحرین واپس آئے اور حرانہ میں لشکر اسلام کو ٹھہرنے کا حکم دیا لیکن فتنہ انگیزوں نے یہ غلط خبر مشہور کر دی کہ ابوشیبان و ثعلبہ و حرشیبانیوں کو ردت پر ابھار کر ان کو مسلمانوں سے لڑائی کے لئے جمع کر رہے تھے۔ حالانکہ وہ علاء کی امداد کے لئے جمع ہو رہے جس وقت علاء ان فتنہ انگیزوں کے کہنے پر اعتماد کر کے ابوشیبان وغیرہ کے مقابل ہوئے۔ اس وقت حقیقت حال کا انکشاف ہوا اور وہ لوٹ کر اپنی قیام گاہ پر آئے اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کو ایک خط لکھا۔ جس میں اہل خندق کی شکست اور حطم کے مارے جانے کی مفصل کیفیت درج کی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق اس خط کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور علاء کو حکومت بحرین پر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد ثمامہ بن اثال ایک گروہ کو ہمراہ لے کر نکل کھڑا ہوا۔ اتفاق سے قیس بن ثعلبہ بن بکر بن وائل کے راستہ میں مل گیا' اس کے پاس حطم بن ربیعہ کی سیاہ چادر تھی۔ اہل قافلہ نے کہا اسی نے حطم کو مارا ہے قیس بن ثعلبہ نے ہر چند کہا کہ میں نے اس کو نہیں مارا مجھ کو امیر نے بنا دیا ہے لیکن ان لوگوں نے ان کے کہنے پر مطلق توجہ نہ کی اور ان کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔

عمان و مہرہ کے مرتدین: اس سے پیشتر زمانہ جاہلیت میں عمان کی حکومت یقیط بن مالک ازدی کے خاندان میں تھی لیکن انقلاب زمانہ میں اس کے خاندان سے حکومت نکل کر جیفر و عبد پسران جلندی کے قبضہ میں آ گئی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے انتقال کے بعد جس وقت اہل عمان و مہرہ مرتد ہو چلے تھے۔ اس وقت یقیط بن مالک نے موقع مناسب دیکھ کر نبوت کا دعویٰ کر کے عمان سے جیفر و عبد کو نکال دیا اور خود عمان پر حکومت کرنے لگا۔ جیفر نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے حذیفہ بن محصن ضمیری کو عمان کی طرف اور عرفجہ بارقی کو مہرہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روانگی کے وقت حذیفہ کو حکم دیا کہ مہم عمان سے فارغ ہو کر مہرہ میں عرفجہ کو مدد دینا اور دونوں آدمی جیفر کی رائے سے کام کرنا'' اگرچہ اس سے پیشتر عکرمہؓ بن ابی جہل کو یمامہ کی طرف مسیلمہ سے لڑنے کو بھیجا تھا۔ لیکن عکرمہؓ کو بوجہ عجلت شکست ہوئی تھی اور حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ان کو لکھ کر بھیجا تھا کہ تم حذیفہ و عرفجہ کے ساتھ شریک ہو کر اہل عمان و مہرہ سے لڑنا اور جب مہم عمان و مہرہ سے فارغ ہو جاؤ تو یمن چلے جانا (جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں) اس وجہ سے عکرمہؓ بن ابی جہل۔ حذیفہ و عرفجہ کے پہنچنے سے پہلے عمان پہنچ گئے اس کے بعد جب حذیفہ و عرفجہ بھی آ گئے تو انہوں نے جیفر و عبد کو اپنے آنے سے مطلع کیا۔ جیفر و عبد فوراً اپنی موجودہ فوج لے کر اسلامی لشکر میں آ گئے اور صحرائے عمان میں خیمہ زن ہوئے۔

عُمّان کی فتح: یقیط نے یہ خبر پا کر اپنے لشکر کو جمع کی اور کمال مردانگی سے شہر میں لا کر مقابلہ کی غرض سے ٹھہرایا۔ مقدمۃ الجیش میں عکرمہؓ تھے اور میمنہ پر حذیفہ اور میسرہ پر عرفجہ اور رؤسا عمان جو ہنوز اسلام پر ثابت قدم تھے۔ مع جیفر و عبد کے قلب میں تھے ادھر یقیط اور اس کے ہمراہی ایک کثیر تعداد میں صف بصف مقابلہ میں کھڑے تھے اور ان کے پیچھے ان کی عورتیں اور لڑکے تھے۔ نماز فجر کے بعد لڑائی شروع ہوئی فریقین نے جی توڑ کر لڑنا شروع کیا لڑائی کا آغاز نہایت خطرناک نظر آ رہا تھا۔ مسلمانوں کا لشکر نشیب میں اور مرتدین کی یلغار بلندی پر تھی۔ مگر بایں ہمہ مسلمان ہتھیلی پر سر رکھ کر برابر آگے بڑھتے جاتے تھے۔ یقیط نے یہ رنگ دیکھ کر اپنی فوج کو للکار کر آگے بڑھایا اور خود ایک ہاتھ میں پرچم اور دوسرے میں نیزہ لئے ہوئے گھوڑے کو مہمیز کر کے مسلمانوں کی طرف چلا۔ اسلامی لشکر اس اچانک اور مجموعی حملہ سے گھبرا کر پسپا ہوا چاہتے تھے اور قریب تھا کہ یقیط فتحیاب ہو جاتا لیکن اتفاقاً بنی ناجیہ کا ایک گروہ جس میں حریث بن ارشد اور کچھ لوگ عبدالقیس کے شامل تھے (جس کا سردار سنجار بن صرصار تھا) ان کی مدد کو گیا۔ اسلامی لشکر کا دل اس غیر متوقع امداد سے بڑھ گیا اور انہوں نے اللہ اکبر کہہ کر مجموعی قوت سے حملہ کر دیا۔ دشمنان دین شکست اٹھا کر منہ کے بل گرتے پڑتے بھاگے۔ دس ہزار کے قریب ان میں سے مارے گئے قیدیوں کی تعداد کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مال غنیمت کی تقسیم کے بعد جو خمس (پانچواں حصہ) حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس مدینہ بھیجا گیا تھا اس میں آٹھ سو قیدی تھے لڑائی کے ختم ہونے کے بعد حذیفہ تو عمان میں ٹھہرے رہے اور عکرمہؓ مہرہ کی طرف روانہ ہوئے۔

اہل مہرہ کی اطاعت: مہرہ میں کچھ لوگ عمان اور ازد و عبدالقیس و بنی سعید قبائل کے ہاں جا کر شریک ہو گئے اور یہ لوگ دو گروہ ہو کر حکومت و ریاست کے لئے ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ عکرمہؓ نے مہرہ میں پہنچ کر دونوں گروہوں کو اسلام کی دعوت دی۔ ایک نے ان میں سے اسلام قبول کر لیا اور دوسرے نے (جس کا سردار مصبح تھا) اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ عکرمہؓ نے گروہ اول کے ساتھ ہو کر حملہ کیا اور دوسرے فریق کو شکست دے کر ان کے سردار کو مار ڈالا بہت سے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ مسلمانوں کو اس واقعہ سے بہت مدد پہنچی اس کے بعد اس اطراف و جوانب کے کل رہنے والے نجد، روضہ و ساطی و جزایر و مرولسان و اہل جبرہ و ظہور الشحر و فرات و ذات الخیم و فرہ بالاتفاق مسلمان ہو گئے۔ عکرمہؓ نے اس واقعہ کا ایک اطلاعی خط حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس بھیج دیا اور خود حسب ہدایت حضرت ابوبکرؓ صدیق براہِ یمن مہاجر بن ابی امیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱۲

فتوحاتِ عراق وشام

۱۲ھ تا ۱۳ھ

اہلِ حیرہ کی اطاعت: محرم ۱۲ھ (مطابق ۶۳۳ء) میں حضرت ابوبکرؓ صدیق نے خالد بن الولید کو یمامہ کی مہم سے فارغ ہونے کے بعد عراق میں ایلہ کی جانب سے داخل ہونے کو لکھا (ایلہ منتہائے بحر فارس پر جانب شمال بصرہ کے قریب واقع ہے) نیز یہ بھی لکھا کہ اہل فارس اور ان لوگوں کی تالیف قلوب کرنا۔ جو ان کے ملک میں دیگر مذہب وملت کے آباد ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن الولید یمامہ کی مہم سے فارغ ہو کر مدینہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس آئے اور یہاں سے ان کے حکم سے عراق کی طرف روانہ ہو کر بانقیا دبوسما پہنچے۔ ان کے حکمرانانِ جابان وصلوبا نے حاضر ہو کر دس ہزار دینار پر مصالحت کر لی۔ حضرت خالدؓ بن الولید اس رقم کو وصول کر کے حیرہ پہنچے۔ اپنے یسرایاس[1] میں قبیصہ طائی کے ہمراہ حیرہ کے شرفاءِ لشکر اسلام کی آمد کی خبر سن کر خالدؓ بن ولید کے پاس آئے۔ حضرت خالدؓ نے ان لوگوں سے کہا ہم اعلاءِ کلمۃ اللہ کی غرض سے آئے ہیں تم لوگ اسلام قبول کرو یا مطیع اسلام ہو کر جزیہ دو تو ہم تمہاری جان اور مال کے ذمہ دار اور محافظ ہوں گے یا برسر میدان جنگ میں آؤ۔ شرفاءِ حیرہ نے اسلام کی اطاعت قبول کر کے نوے ہزار درہم جزیہ[2] (خراج) پر صلح کر لی۔

بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد کو اسفل عراق میں ایلہ کی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا تھا اور عیاض بن غنم کو لکھا تھا کہ وہ اعلیٰ عراق سے داخل ہو کر مضیع سے لڑائی شروع کر کے عراق میں خالدؓ سے جا کر مل جائیں اگرچہ اس سے پیشتر مثنیٰؓ بن حارث شیبانی حضرت ابوبکرؓ صدیق سے اجازت حاصل کر کے عراق چلے گئے تھے اور حضرت خالدؓ کے پہنچنے سے پہلے لڑائی چھیڑ دی تھی۔ پس جس وقت حضرت خالدؓ بن ولید عراق پہنچے اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے مثنیٰ بن حارث وحرملہ ومذعور (بامعذور) وسلمان ایلہ میں حضرت خالدؓ کے لشکر سے آ کر مل گئے۔

---

[1] نعمان بن منذر کے بعد ایاس بن قبیصہ طائی امیر حیرہ بنائے گئے تھے۔

[2] یہ پہلا جزیہ ہے کہ اسلام نے فارس سے لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگِ سلاسل: حضرت خالدؓ کے ہمراہ دس ہزار فوج تھی اور مثنیٰ بن حارث کے ساتھ آٹھ ہزار۔ خالدؓ نے اپنے لشکر کو کُل تین حصوں میں منقسم کر کے اگلے حصہ پر مثنیٰ کو اور درمیانی پر عدیؓ بن حاتم کو مقرر کیا اور پچھلے پر خود رہے اور فوج کے تینوں حصوں کو مختلف راستوں سے اس طرح پر روانہ کیا کہ ہر حصہ دوسرے حصہ سے ایک دن کی مسافت پر تھا۔ پہلے دونوں حصوں کو حصنیر میں دشمنانِ دین سے مقابلے کی غرض سے جمع ہونے کا حکم دیا۔ شاہِ فارس کی طرف سے اس صوبہ کا گورنر ہرمز نامی ایک شخص نہایت دلیر اور نبرد آزما تھا جو خشکی میں عرب سے اور بحر میں ہند سے لڑتا رہتا تھا۔ ہرمز خالدؓ کی آمد کی سن کر اردشیر کسریٰ کے پاس ایک اطلاعی عرضداشت بھیج کر خود نہایت عجلت سے تیاری کر کے ایک منتظم فوج لئے ہوئے حصنیر آ پہنچا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر قباد و انوشجان (اولاد اردشیر اکبر سے) تھے انہوں نے بھاگنے کے خیال سے اپنی فوج کو چاروں طرف سے زنجیروں سے گھیر دیا۔ فریقین نے حصنیر کے سامنے ایک میدان میں اپنی اپنی صفوں کو منظم کیا۔ اتفاق سے اسلامی لشکر جو ان کے مقابلہ پر تھا وہ ایسے مقام پر خیمے نصب کر رہا تھا جہاں پانی نہ تھا خالدؓ کے ہمراہیوں نے کہا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو؟ لشکر بغیر پانی کے مر جائے گا۔ خالدؓ نے جواب دیا ''صبر کرو اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے''۔ یہ سن کر لوگ خاموشی کے ساتھ خیمے نصب کرنے اور اسباب اتارنے لگے تھوڑی دیر کے بعد بحکم خدا ایک ابر آیا جس سے ان کے اردگرد کے چشمے بھر گئے۔

ہرمز کا خاتمہ: صفوان کے منتظم ہونے کے بعد خالدؓ اسلامی لشکر کی صفوں سے نکل کر میدان میں گئے اور للکار کر اپنے مقابلہ پر لڑنے والے کو طلب کیا۔ ہرمز اُن کی آواز سن کر میدان میں نکل آیا۔ دونوں لڑنے والے گھوڑوں سے اتر کر پیادہ ہو گئے پہلے خالدؓ نے ہرمز پر وار کیا' ہرمز نے پیچھے ہٹ کر خالد پر حملہ کیا۔ خالدؓ نے اس کی تلوار چھین لی اور لپک کر اس کی کمر پکڑ کر زمین پر پٹک دیا۔ جانثارانِ فوج کا دستہ یہ واقعہ دیکھ کر حضرت خالدؓ کی طرف بڑھا۔ لیکن حضرت خالدؓ کا یہ دلیرانہ حملہ ان کو ہرمز کے قتل سے نہ روک سکا۔ یہ دستہ خالدؓ تک پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ قعقاع بن عمرو نے اس دستہ پر حملہ کر کے ایک ایک کو چن چن کے مار ڈالا۔ اس کے بعد بقیہ لشکر فارس میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ تھوڑی دور تک مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے جس کو پایا اس کو قتل کیا اس لڑائی کا نام واقعہ ذات السلاسل ہے۔ حضرت خالدؓ نے ہرمز کے قتل کے بعد اس کے ہتھیار اور اسباب لے لئے اس کی صرف ایک ٹوپی ایک لاکھ کی تھی۔

حصن المراۃ کی فتح: لڑائی ختم ہونے کے بعد حضرت خالدؓ نے مالِ غنیمت سے خمس اور نوید فتح دے کر قاصد کو حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس بھیجا اور خود حصنیر سے روانہ ہو کر موضع جسرِ اعظم (بصرہ) میں جا اترے۔ حضرت مثنیٰ بن حارث کو دشمنانِ خدا کے پیچھے روانہ کیا۔ چنانچہ مثنیٰ نے حصن المراۃ کا محاصرہ کر کے اس کو فتح کر لیا۔ حاکمِ قلعہ کی بیوی مسلمان ہو گئی۔ اس کو مثنیٰ نے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ انہیں ایام میں حضرت خالدؓ بن ولید نے معقل بن مقرن کو ایلہ کی طرف بھیجا تھا لیکن اس کو عتبہؓ بن غزوان نے حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں ۱۴ھ میں فتح کیا۔

جنگ مذار: کسرائے اردشیر نے ہرمز کی اطلاعی عرضداشت (جس میں اس نے خالد کی آمد کو لکھا تھا) پڑھ کر ہرمز کی مدد پر قارن بن قریانس کو فوج کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہرمز مارا جا چکا تھا اور اس کے ہمراہی میدان جنگ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھاگے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ مقام مذار میں قارن اور منہر میں ہرمز کے لشکریوں سے ملاقات ہوئی۔ قارن نے ان لوگوں کو دم دلاسہ دے کر دوبارہ لڑائی پر آمادہ کیا اور اپنے ہمراہ لے کر لشکر اسلام سے مقابلہ کرنے کی غرض سے نہر پر آ کر ٹھہرا۔ حضرت خالدؓ بن ولید یہ سن کر لشکر اسلام کو منظم کر کے قارن کے مقابلے پر آئے۔ فریقین نے مردانگی سے لڑائی شروع کی اثناءِ جنگ میں معقل بن الاعشی بن النباش نے قارن کو اور عاصم نے انوش جان کو اور عدی نے قباد کو ایک ہی حملہ میں مار ڈالا۔ جس کی وجہ سے پھر لشکر فارس کو شکست ہوئی۔ اس معرکہ میں ان لوگوں کے علاوہ جو دار و گیر وقت نہر میں ڈوب گئے۔ تقریباً تین ہزار فارس کے لشکری مارے گئے۔ جو باقی رہے ان سے جزیہ لے کر اپنی حفاظت میں لے لیا۔ مسلمانوں کو اہل فارس سے بے حد مال و اسباب ملا اور ان کے مقتولین کے لڑکوں اور عورتوں کو قید کر کے لونڈی غلام بنا لیا۔ قارن کی لڑائی کے بعد مسلمانوں نے فارس سے کوئی بڑی لڑائی نہیں لڑی اس لڑائی کا نام شتی یعنی نہر ہے۔

جنگِ دلجہ: اس شکست کے بعد اردشیر نے سواد کے بہت بڑے شہسوار اندرغز کو روانہ کیا اور اس کے پیچھے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ بہمن جاذویہ کو بھی بھیجا۔ اندرغز نے اپنی ہمراہی فوج کے علاوہ اردشیر کے حکم کے بموجب حیرہ و کسکو کے درمیان سے عرب ضاحیہ اور دہقانوں کے ایک گروہ کثیر کو اپنے لشکر میں شامل کر کے دلجہ میں صف آرائی کی۔ حضرت خالدؓ بن ولید نہر کو عبور کر کے اس کے مقابلے پر گئے۔ لڑائی سے پہلے حضرت خالدؓ نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمین گاہ میں چھپا دیا تھا اور بقیہ لشکر کو دو حصوں میں منقسم کر کے مقابل ہوئے تھے۔ اسلامی لشکر حضرت خالدؓ بن ولید کے اشارہ سے لڑتا ہوا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا۔ جس وقت لشکر فارس کمین گاہ سے آگے بڑھا۔ اہل کمین گاہ نے کمین گاہ سے نکل کر لشکر فارس پر پیچھے سے اور سامنے سے لڑنے والے اسلامی لشکر نے آگے سے اور حضرت خالد نے ایک کوس کا چکر کاٹ کر دائیں بازو سے حملہ کر دیا۔ لشکر فارس اس اچانک حملہ سے گھبرا گیا ایک گروہ کثیر ان کا مارا گیا اور اندرغز لڑتے لڑتے پیاس کی شدت سے مر گیا۔ باقی لشکریوں کو حضرت خالدؓ نے امان دے کر اپنی حفاظت میں لے لیا۔

جنگِ الیس: چونکہ اس لڑائی میں دو عیسائی بنی وائل کا جار بن بجیر دوسرا عجل کا ابن عبدالاسود مسلمانوں نے گرفتار کر لئے تھے۔ اس وجہ سے بنی وائل کے نصرانی برہم ہو کر مسلمانوں کے خلاف مقام الیس میں جمع ہوئے۔ عبدالاسود عجلی کو اپنا سردار بنایا۔ اردشیر نے شکست کے عبد بہمن جاذویہ کو عرب کے نصرانیوں کے ساتھ مقام الیس میں پہنچ کر مدد دینے اور ان کے ہمراہ ہو کر لڑنے کو لکھا اور لکھا کہ جب تک جابان مرزبان نہ پہنچ لے اس وقت لڑائی نہ چھیڑی جائے۔ بہمن جاذویہ عجل و بنی وائل کے نصرانیوں کے پاس اردشیر کا یہ پیام پہنچا کر اردشیر کے پاس مشورے کی غرض سے واپس آیا۔ لیکن اردشیر کی علالت نے اس کو عجلت کے ساتھ الیس کی طرف لوٹنے نہ دیا۔ اس اثناء میں جابان، نصرانیان عرب بنی عجل و تمیم اللات و ضبیعہ و عرب انصاحیہ کے پاس الیس میں آ گیا۔ جب ان لوگوں کے اجتماع کی خبر حضرت خالدؓ بن ولید کو پہنچی۔ تو وہ بھی ان کی طرف اسلامی لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ ان کو جابان مرزبان کی شرکت کی اطلاع نہ تھی۔ انہوں نے الیس میں پہنچ کر بلا کسی انتظار کے اعلان جنگ کر دیا اور خود میدانِ جنگ میں بڑھ کر لڑنے والوں کو طلب کیا۔ فریق مخالف کی فوج سے مالک بن قیس مقابلہ پر آیا جس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو حضرت خالدؓ نے دم لینے کی بھی مہلت نہ دی۔ مالک بن قیس کے مارے جانے کے بعد لڑائی کا بازار بے حد گرم ہو گیا' عرب کے نصرانی لڑتے جاتے تھے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بہمن جاذویہ کو دیکھ رہے تھے جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کا انتظار کر رہے ہیں تھوڑی دیر کے بعد جب ان کی مایوسانہ کوششوں نے جواب دے دیا اور بہمن جاذویہ کے آنے سے قطعاً ناامید ہو گئے تو ایک دوسرے پر منہ کے بل گرتے پڑتے میدان جنگ سے بھاگے مسلمانوں نے ان کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ ان میں سے ایک گروہ کثیر قید کر لیا گیا۔ جن کو حضرت خالد نے قتل کیا اس قدر کثیر التعداد آدمیوں کے مارے جانے سے خون کی ندی جاری ہو گئی۔ جو نہر الدم کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس واقعہ میں مقتولین کی تعداد ستر ہزار بیان کی جاتی ہے۔ مال غنیمت کا کوئی صحیح اندازہ نہیں ہو سکا۔

امغیشیا کی فتح: خالد عجمیوں کے کھانے پر جا کر کھڑے ہو گئے اور دن بھر کی لڑائی سفر میں تھکے ہارے اور بھوکے پیاسے مسلمانوں نے لڑائی ختم ہونے پر کھانا شروع کر دیا۔ یہ واقعہ ماہ صفر میں واقعہ ہوا ہے اس کے بعد خالد اپنا لشکر لئے ہوئے امغیشیا جا پہنچے اور تیزی سے اس پر حملہ کر دیا کہ اہل امغیشیا اپنا مال و اسباب تک دوسرے مقام پر نہ بھیج سکے۔ اسلامی لشکر نے اس واقعہ میں اس قدر مال غنیمت فراہم کیا کہ اتنا کسی اور واقعہ میں نہیں ملا ہوگا۔

حیرہ کا محاصرہ: متذکرہ بالا واقعہ سے فارغ ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ اسلامی لشکر اسباب کو کشتیوں میں سوار کرا کے حیرہ کی طرف روانہ ہوئے ابن زیان و مرزیان حیرہ نے مع ازاویہ کے حیرہ سے نکل کر غریین میں پہنچ کر لشکر کو منظم کیا اور اپنے لڑکے کو ایک کثیر التعداد لشکر کے ساتھ حضرت خالدؓ کے مقابلہ پر روانہ کیا تا کہ کشتی سے اسلامی لشکر خشکی پر نہ آنے پائے۔ خالدؓ بن الولید نے اس سے فرات کو بادقلا پر حملہ کیا اور مرزبان کے بیٹے کو اس کے کل ہمراہیوں کے ساتھ قتل کر کے حیرہ کی طرف بڑھے۔ ابن زبان و مرزبان حیرہ اپنے لڑکے کا قتل اور اردشیر کسریٰ کی موت کا واقعہ سن کر بغیر جنگ حیرہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ حضرت خالدؓ نے غریین پہنچ کر قیام فرمایا' مسلمانوں نے قصور حیرہ کا محاصرہ کر لیا اور اثناء محاصرہ میں دیور کو بزور تیغ فتح کیا۔

اہل حیرہ کی اطاعت: جب طول حصار سے محصورین بے آب و دانہ مرنے لگا اور قسیس و رہبانوں نے اہل قصور کو چلا چلا کر سخت وست کہنا شروع کر دیا۔ تب ایاس بن قبیصہ قصر ابیض سے اور عمرو بن عبدالمسیح بن قیس ابن حیان بن الحرث قصور حیرہ سے نکل کر حضرت خالدؓ کے پاس آئے اور گفتگو شروع کر دی۔ خالدؓ نے حیرہ کی کثرت آبادی سے متعجب ہو کر اس کا حال دریافت کیا۔ عمرو بن عبدالمسیح نے کہا کہ میں نے دمشق و حیرہ کے درمیان ایک دوسرے سے اس قدر متصل قصبات دیکھے ہیں کہ ایک عورت ان دونوں شہروں کے درمیان بغیر اس کے کہ اس کے پاس زاد سفر سوائے چند کھجوروں کے اور کچھ نہ ہو' سفر کر سکتی ہے۔ خالدؓ یہ سن کر ہنس پڑے اور اس کے خادم کے ہاتھ سے تھیلی لے کر کھول کر زہر کو اپنے ہاتھ پر پھیلا لیا اور اس سے دریافت کیا کہ تم اس کو اپنے ہمراہ کیوں لائے ہو؟ عمرو بن عبدالمسیح نے جواب دیا کہ اس کو اپنے ہمراہ اس خیال سے لایا ہوں کہ اگر میں تم کو اپنے خیال کے خلاف پاؤں تو اس صورت مجھے زیادہ عزیز ہوگی۔ اس سے کہ میں اپنی قوم میں کوئی چیز بدل کر جاؤں۔ خالدؓ یہ کہہ کر کہ "جب تک موت نہیں آتی اس وقت کوئی شخص نہیں مر سکتا"۔ ((بسم اللہ لا یضر مع اسمہ شئی))

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھ کر اس کو کھا گئے' تھوڑے عرصہ کے عالم بے ہوشی میں پڑے رہے اور اس کے بعد اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اچھی طرح سے باتیں کرنے لگے۔ ابن عبدالمسیح نے یہ ماجرا دیکھ کر کہا ''واللہ تم لوگ جو چاہو گے حاصل کر لو گے جب تم میں ایسا ایک شخص موجود رہے گا''۔ اس کے بعد ان لوگوں نے حضرت خالدؓ سے ایک لاکھ نوے ہزار یا دو لاکھ نوے ہزار اور کرامت بنت عبدالمسیح کو دے کر صلح کر لی۔

کرامت بنت عبدالمسیح: صلح کے بعد کرامت شویل کو دے دی گئی کیونکہ اس سے پیشتر ایک وقت میں جبکہ آنحضرت ﷺ بطور پیشین گوئی کے حیرہ پر اپنی امت کی استیلاء کا ذکر فرما رہے تھے۔ اس وقت شویل نے کرامت بنت عبدالمسیح کو آنحضرت ﷺ سے مانگ لیا تھا اور آپ ﷺ نے کرامت کے دینے کا شویل سے وعدہ کر لیا تھا۔ پس جب حیرہ فتح ہوا تو شویلؓ نے خالدؓ کو آنحضرت ﷺ کا وعدہ یاد دلا کر کرامت کو لے لیا اور کرامت نے ایک ہزار درہم اپنی قیمت دے کر اپنے آپ کو آزاد کرا لیا یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۱۲ھ کا ہے۔

حیرہ کے نواحی قبائل کی اطاعت: حیرہ کے گرد و نواح کے دیہات و قصبات اور چھوٹے چھوٹے شہر والے جو حیرہ کے آخری انجام کو دیکھ رہے تھے۔ فتح حیرہ کے بعد خالدؓ کے پاس آئے اور اطراف حیرہ سے مابین فلالیج تک پر دو مرتبہ ہزار ہزار درہم دے کر خالدؓ سے صلح کر لی۔ اس کے بعد حضرت خالدؓ نے ضرار بن الازور و ضرار بن الخطاب و قعقاع بن عمرو و مثنیٰ ابن حارث و عینیہ بن الشماس (رضی اللہ عنہم) امراءِ لشکر کو سواد حیرہ کی طرف بھیجا اور یہ حکم دیا کہ ''اگر وہ لوگ اسلام قبول کر لیں یا جزیہ دینا منظور کر لیں تو ان سے کچھ نہ کہنا ورنہ قتل و غارت کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے۔ پس ان لوگوں نے حسبِ الحکم حضرت خالدؓ حیرہ سے شطِ دجلہ تک فتح کر لیا۔

حضرت خالد کا شاہِ فارس کو پیغام: اسی اثناء میں حضرت خالدؓ نے شہنشاہِ فارس کو بعد حمد و نعت کے اس مضمون کا خط لکھا:

((اما بعد فالحمد للّٰہ الذی حل نظامکم ووھن کیدکم و فرق کلمتکم و لو لم نفعل ذلک کان شرا لکم فادخلوانی امر نانداعکم و ارضکم و نجوزکم الی غیر کم و الا کان ذلک فانتم کارھون علی ایدی قوم یحبون الموت کما تحبون الحیات))

''یعنی حمد و نعت کے بعد تمام ستائش اللہ کے واسطے ہے جس نے تمہارے نظام کو کھول دیا اور تمہارے مکر کو سست کر دیا اور تمہارے گروہ کو متفرق کر دیا اور اگر ہم ایسا نہ کرتے (یعنی حملہ نہ کرتے) تو تمہارے لئے برائی ہوتی۔ پس تم لوگ ہمارے حکم کے مطیع ہو جاؤ ہم تم کو اور تمہارے ملک کو چھوڑ دیں گے اور دوسروں کی طرف چلے جائیں گے (یعنی تم سے متعرض نہ ہوں گے) ورنہ یہ ہوگا کہ تم لوگ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہو گے جو موت کو دوست رکھتے ہیں جیسا کہ حیات کو تم دوست رکھتے ہو''۔

اور شہنشاہ فارس کے مرزبانوں کے پاس ایک کشتی مراسلہ اس مضمون کا بھیجا:

((اما بعد فالحمدللّٰہ الذی فضل حدتکم و فرق کلمتکم و جفل حرمکم و کسر شوکتکم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاسلموا تسلموا و الا ناعتقدوا امنی الذمة و ادوا الجزية و الافقوا جئتكم بقوم يحبون الموت كما تحبون شرب الخمر))

''یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے تمہاری تیزی توڑ دی' تمہاری جمعیت منتشر کر دی۔ تمہاری عورتیں بھگا دیں اور تمہاری شوکت خاک میں ملا دی لہذا اسلام لے آؤ۔ سلامتی سے رہو گے ورنہ میرے ذمہ میں آ جاؤ اور جزیہ ادا کرو اور اگر یہ بھی نہ مانو تو میں تمہارے مقابلہ کے لئے ایسے جانباز لایا ہوں۔ جنہیں موت اسی طرح محبوب ہے جیسے تمہیں شراب محبوب ہے''۔

ایرانیوں میں اختلاف: اگرچہ ان دنوں اہل عجم میں اردشیر کی موت کی وجہ سے آپس میں اختلاف ہو رہا تھا۔ لیکن باوجود طوائف الملوکی کے خالدؓ کے مقابلے کے لئے وہ سب متفق تھے۔ انہوں نے بہمن جاذویہ کو ایک لشکر پر افسر مقرر کر کے مسلمانوں کو لڑنے کو بھیج دیا تھا۔ خالدؓ ایک برس تک شام پر حملہ کرنے سے پہلے حیرہ میں مقیم تھے۔ کبھی حیرہ کے بالائی حصہ کو اور گاہے حیرہ کے تحتانی حصہ کو اپنے قبضہ میں لانے کی فکر کرتے رہے اور اہل فارس کے گروہ کے گروہ اس کے بچانے پر کمربستہ رہے۔ جس پر خالدؓ قبضہ کر لیا کرتے تھے مگر ایسا کوئی شخص ان کی نظر میں نہ آتا تھا۔ جس کی حکومت کو سب اہل فارس تسلیم کر لیتے اور اس کے ساتھ جمع ہو کر خالدؓ کی دست برد سے اپنے ملک کو بچا لیتے۔ کیونکہ سیرین نے ان تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا تھا جو بہرام جور کی نسل سے تھے۔ پس جب خالدؓ کا خط مذکورہ بالا پہنچا تو کسریٰ کے خاندان کی عورتوں نے فرخ زاد بن بندوان کو اس امر کے لئے مقرر کیا کہ وہ ایسے شخص کو بادشاہ بنائے جس کے مطیع اہل کسریٰ ہو سکتے ہوں۔

حضرت جریرؓ بن عبداللہ کی روانگی: حیرہ کی فتح کے بعد جریرؓ بن عبداللہ البجلی خالدؓ کے پاس آ گئے اس سے پیشتر وہ خالدؓ بن سعید بن العاص کے ساتھ شام میں تھے۔ وہاں سے خالدؓ بن سعید کی اجازت سے حضرت ابوبکرؓ کے پاس اس غرض سے چلے آئے تھے کہ وہ اپنی قوم کے تفرقہ کو دور کر کے سب کو ایک کر دیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے خالدؓ بن سعید سے اس کا وعدہ فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ یہ سن کر خالدؓ بن سعید سے سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم مجھ سے فضول باتیں کرنے آئے ہو تم دیکھتے ہو کہ اس وقت فارس و روم کے مہم میں ہم مصروف ہیں۔ تم سیدھے خالدؓ کے پاس جاؤ وہ اس وقت پہنچے جب کہ وہ حیرہ فتح کر چکے تھے اور اس سے پہلے عراق میں کارہائے نمایاں انجام دے چکے تھے۔ ان میں یہ شریک نہیں ہو سکے اور نہ انہوں نے اہل ردت کے قتل و جنگ میں خالد کے ساتھ شرکت کی۔

انبار کی فتح: حیرہ پر قبضہ کر لینے کے بعد خالدؓ لشکر کو منظم کر کے انبار کے قصد سے روانہ ہوئے اور مقدمۃ الجیش پر اقرع بن حابس کو مقرر کیا۔ شیرزاد والی ساباط لشکر انبار کا اعلیٰ افسر تھا۔ اس نے لشکر اسلام کے مقابلہ پر اپنے لشکر کو آراستہ اور فصیلوں اور خندقوں کو درست کر کے مسلمانوں کی نقل و حرکت دریافت کرنے کی غرض سے جاسوسوں کو مقرر کیا۔ خالدؓ نے انبار پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور شہر پناہ کی فصیلوں کے مقابلے پر مٹی کے دمدمے باندھ کر تیر باری شروع کر دی۔ جس سے یک لخت ایک ہزار آدمیوں کی آنکھیں پھوٹ[1] گئیں۔ اس کے بعد کمزور تواں اونٹوں کو ذبح کر کے خندق کو بھر دیا اس طرح اسلامی خندقوں کو

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اسی وجہ سے اس واقعہ کا نام غزوہ ذات العیون رکھا گیا ہے۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبور کر کے انبار کی فصیل تک پہنچ گیا۔ اس مقام پر مسلمانوں اور کفار کے درمیان ایک سخت خطرناک لڑائی ہوئی۔ اہل انبار نے ہر چند اسلامی لشکر کو پسپا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے بڑھتے گئے۔ ناچار ہو کر شہرزاد نے حضرت خالدؓ کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ حضرت خالدؓ نے شہرزاد سے اس شرط پر صلح کر لی کہ ''شہرزاد بلا اسباب وہتھیار جنگ صرف تین روز کا کھانا اور اپنے مخصوص لوگوں کا کھانا لے کر شہر چھوڑ دے''۔ شہرزاد بموجب صلح انبار چھوڑ کر بہمن جاذویہ کے پاس چلا گیا اور حضرت خالدؓ مظفر ومنصور انبار میں داخل ہوئے۔

معرکہ عین التمر : اس کامیابی کے بعد حضرت خالدؓ نے زبرقان بن بدر کو انبار کا حاکم مقرر کر کے عین التمر پر حملہ کیا۔ عین التمر میں مہران بن بہرام چوبیں عجمیوں کا ایک گروہ عظیم اور عقبہ بن ابی عقبہ عرب کے کثیر التعداد آدمیوں کو لئے ہوئے موجود تھا۔ ان کے علاوہ اس کے گرد ونواح میں ایک بہت بڑا گروہ نمر تغلب وآیاد وغیرہ قبائل عرب کے مسلمانوں کے مقابلہ پر آئے ہوئے تھے۔ عقبہ نے ابن بہرام سے کہا کہ ہم کو اور خالدؓ کو لڑنے دو کیونکہ ہم اور وہ دونوں عرب ہیں اور عرب کی لڑائی عرب خوب سمجھتا ہے۔ ابن بہرام نے کہا ''تم یہ بہت صحیح کہتے ہو بے شک لوہے کو لوہے سے نرم کرنا چاہئے''۔ ابن بہرام نے یہ جواب دے کر عقبہ کو خالد کے مقابلہ پر بھیجا۔ خالدؓ نے تن تنہا عقبہ پر حملہ کر کے گرفتار کر لیا۔ عقبہ کا لشکر بغیر جنگ کئے ہوئے لڑائی کے میدان سے بھاگ نکلا۔ مسلمانوں نے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قید کر لیا ابن بہرام پر اس واقعہ سے ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ میدان جنگ کا کیا ذکر ہے قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور عقبہ کے شکست خوردہ ہمراہیوں نے قلعہ میں پہنچ کر دروازہ بند کر لیا۔ حضرت خالدؓ نے چاروں طرف سے قلعہ کا محاصرہ کر کے لشکر کو قیام کا حکم دے دیا۔ محصورین نے چار روز کے بعد فتح نصیب سپہ سالار خالدؓ سے امن کی درخواست کی۔ لیکن حضرت خالدؓ نے مصلحتاً امن دینے سے انکار کیا اور بزور تیغ قلعہ سے باہر نکال کر عقبہ کو مع اس کے لشکریوں کے قتل کر ڈالا۔ جو کچھ مال واسباب قلعہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا اور چالیس نوعمر لڑکوں کو جو اس قلعہ کے کلیسہ میں انجیل سیکھتے اور سکھاتے تھے گرفتار کر کے باہم تقسیم کر لیا۔ جن میں سیر بن ابو محمد ونصیر ابو موسیٰ و حمران مولیٰ عثمانؓ وغیرہ شامل تھے۔ اس واقعہ میں مسلمانوں میں سے عمیر بن رماب سہمی مہاجرین حبشہ میں سے اور بشیر بن سعد انصاری وابو النعمانؓ شہید ہوئے۔ اس خداداد کامیابی کے بعد خمس ونوید فتح دے کر ایک قاصد حضرت ابو بکرؓ صدیق کے پاس روانہ کیا گیا۔

دومۃ الجندل: فتح عین التمر کے بعد حضرت خالدؓ کے پاس عیاض بن غنم کا خط آیا جو نصرانیوں اور مشرکین عرب بھرا وکلب وغسان وتنوخ وضجاعم سے دومۃ الجندل میں لڑ رہے تھے۔ عیاض نے نصرانیوں اور مشرکین عرب سے تنگ ہو کر حضرت خالدؓ سے اعانت کی درخواست کی تھی۔ حضرت خالدؓ کا لشکر اگرچہ شب وروز لڑائی کرتے کرتے تھک گیا تھا۔ لیکن اس کی رگوں میں اسلامی خون کا جوش ویسا ہی موجود تھا جیسا کہ لڑائی سے پہلے تھا۔ حضرت خالدؓ نے خط پاتے ہی لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور خود مسلح ہو کر نکل کھڑے ہوئے۔ دومۃ الجندل میں دو رئیس تھے ایک اکیدر بن عبد الملک دوسرا جودی بن ربیعہ یہ دونوں مسلمانوں کے مقابلہ پر تلے ہوئے تھے۔ اکیدر نے حضرت خالدؓ کی آمد کی خبر سن کر اپنے ہمراہیوں سے صلح کرنے کو کہا جب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں نے انکار کیا تو اکیدر ان کا ساتھ چھوڑ کر نکل کھڑا ہوا۔ حضرت خالدؓ نے یہ واقعہ سن کر چند آدمیوں کو اکیدر کو گرفتار کرنے کے لئے بھیج دیا جنہوں نے اس کے ہمراہ جو کچھ تھا اکیدر کو قتل کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

جودی بن ربیعہ کا خاتمہ: باقی رہا جودی اس نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو عیاض کے مقابلہ پر جو دومۃ الجندل کے مشرقی جانب تھے لڑنے کو بھیجا اور خود دوسرے حصہ کو لے کر حضرت خالدؓ کے مقابلہ پر آیا۔ حضرت خالدؓ نے لشکر کی صف سے نکل کر جودی کو للکارا۔ جودی جس وقت میدان میں آیا حضرت خالدؓ نے دوڑ کر گرفتار کر لیا اور مسلمانوں نے دفعۃً حملہ کر کے اس کے ساتھیوں کو اور عیاض نے اپنے فریق مقابل کو شکست دے کر پسپا کر دیا۔ شکست خوردہ گروہ نے دونوں طرف سے شکست کھا کر قلعہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ حضرت خالدؓ نے اہل قلعہ سے دروازہ کھول دینے کے لئے کہا لیکن وہ لوگ مقابلہ سے نہ ہٹے۔ چنانچہ حضرت خالدؓ نے ان کے روبرو جودی کو مار ڈالا۔ اس کے بعد قلعہ پر دھاوا کر کے اس کو بزور تیغ فتح کر لیا۔ قلعہ میں جتنے جوان اور لڑنے والے تھے اُن کو قتل کیا لیکن لڑکوں اور عورتوں کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنا لیا۔

معرکہ حصید: اہل فارس نے حضرت خالدؓ کے دومۃ الجندل کی طرف چلے جانے کے بعد حیرہ کو واپس لینے کی ایک آخری کوشش کی انہوں نے حیرہ کو خالدؓ سے خالی پا کر اس پر بزور قبضہ کر لینا ایک آسان امر سمجھ کر اپنے لشکر کو منظم کرنا شروع کر دیا۔ حیرہ کے عربوں نے بھی عقبہ بن عقبہ کے قتل سے برہم ہو کر مسلمانوں کے خلاف ان کو ابھارا۔ چنانچہ دو نامی سپہ سالار زرمہر و روزبہ انبار کی طرف خروج کر کے حصید و خنافس تک پہنچ گئے۔ قعقاع بن عمرو نے (جس کو حضرت خالدؓ نے بطور نائب کے حیرہ میں مقرر کیا تھا) یہ خبر سن کر دو فوجیں حیرہ سے اہل فارس کے مقابلہ پر روانہ کیں۔ جو ان دونوں کے درمیان ردیف میں حائل ہو گئیں۔ اسی اثناء میں حضرت خالدؓ براستہ حیرہ مدائن واپس آ رہے تھے۔ قعقاعؓ بن عمرو و ابو لیلیٰؓ حصید میں حضرت خالدؓ کے آنے سے پہلے اہل فارس سے بھڑ گئے' لیکن عظیم خونریز لڑائی کے بعد ان دونوں سپہ سالاروں کو فتح حاصل ہوئی۔ اس معرکہ میں عجمیوں کے لشکر کے دو حصہ نذر تیغ ہو گئے۔ باقی ایک حصہ خنافس کی طرف بھاگا جہاں پر ان لوگوں کو ایک مشہور و نامور شہسوار بہوذان ایک گروہ کثیر لئے ہوئے ٹھہرا ہوا تھا۔ ابو لیلیٰؓ نے ان کا تعاقب کیا لیکن بہوذان اس شکست خوردہ گروہ کے ساتھ خنافس سے نکل کر مضیخ کی طرف بھاگا۔ مضیخ میں ہذیل بن عمران و ربیعہ بن بجیر۔ عرب جزیرہ کا ایک بڑا گروہ لئے ہوئے اہل حصید کی امداد کی غرض سے مقیم تھا۔

مضیخ کی فتح: خالدؓ نے یہ واقعات سن کر قعقاعؓ و ابو لیلیٰؓ کو ایک معین وقت و یوم پر مضیخ کے قریب جمع ہونے کو لکھا۔ پس جس وقت یہ لوگ یوم و وقت مقررہ پر مضیخ کے قریب آ گئے اس وقت حضرت خالدؓ نے ہذیل اور ان لوگوں پر جو ان کے ہمراہ تھے تین طرف سے حملہ کر کے ان میں سے بے شمار و بے حد آدمیوں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ ہذیل چند آدمیوں کو لے کر بھاگ گیا۔ مضیخ میں ہذیل کے ساتھ عبدالعزیز بن ابی رہم (اوس مناۃ سے) اور لبید بن جریر بھی تھے جو مسلمان ہو چکے تھے اور حضرت ابوبکرؓ صدیق

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ان قیدیوں میں قبیلہ کلب کے بھی بہت سے آدمی تھے جن کو بنی تمیم نے خالدؓ سے یہ کہہ کر کہ ہم نے ان کو امن دے دیا ہے قتل سے بچا لیا اور یہ لوگ ان کے حلفاء تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان کے اسلام کی بابت لکھ دیا تھا۔ لیکن اس معرکہ جنگ میں ہذیل کے ہمراہیوں کے ساتھ قتل ہو گئے تھے۔ پس حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ان کا خون بہا ادا کیا اور ان کی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی۔ حضرت عمرؓ فاروق حضرت خالدؓ سے متذکرہ دونوں اصحاب اور مالک بن نویرہ کے قتل سے کبیدہ خاطر تھے اور حضرت ابوبکرؓ صدیق سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''جو شخص اہل شرک کے ساتھ رہے گا اس کا یہی نتیجہ ہوگا''۔

مثنی کی مہم: اس واقعہ کے بعد ہذیل تو عتاب بن اسید کے پاس بشر جا پہنچا۔ لیکن خالدؓ، قعقاعؓ اور ابولیلیٰؓ کو دو مختلف راستوں سے ربیعہ بن بجیر تغلبی پر حملہ کرنے کو روانہ کر کے خود ایک جداگانہ راستہ سے روانہ ہوئے اور ایک وقت و یوم مقررہ پر جمع ہونے کی ہدایت کر دی۔ ربیعہ بن بجیر تغلبی مثنی میں (جو رصافہ کے مشرقی جانب ہے) اہل فارس کی کمک کے لئے آ کر ٹھہرا ہوا تھا اس کے ہمراہ بھی عربوں کا ایک بڑا گروہ تھا۔ حضرت خالدؓ نے اپنے ہمراہیوں کو ربیعہ پر تین طرف سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس واقعہ میں دشمنان خدا اپنے آپ کو سنبھال بھی نہ سکے۔ سوائے عورتوں اور لڑکوں کے سب کے سب مارے گئے۔ ایک متنفس ان میں سے نہ بچا۔ عورتوں اور لڑکوں کو مسلمانوں نے قید کر لیا۔

عتاب بن اسید کا انجام: خالدؓ بن ولید مہم مثنی سے فارغ ہو کر نہایت تیزی و عجلت سے قبل اس کے کہ ربیعہ کا واقعہ ان کو معلوم ہوا بشر بن عتاب بن اسید کے سر پر جا پہنچے جہاں کہ ہذیل نے جا کر پناہ لی تھی۔ چاروں سے طرف ان کو گھیر کر ایک ایک کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد حضرت خالدؓ رصافہ کی طرف بڑھے لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے ہلال بن عقبہ اور اس کے ہمراہی منتشر و متفرق ہو کر بھاگ گئے تھے۔ لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

جنگ فراض: پھر رصافہ سے رضاب و فراض کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ دونوں مقامات شام و عراق و جزیرہ کی سرحد پر واقعہ ہیں۔ یہاں پر فارس و عرب جزیرہ کی امداد کو رومی لشکر اور قبائل تغلب و نمر و ایاد کی ایک بہت بڑی جماعت موجود تھی۔ حضرت خالدؓ نے فراض پہنچ کر مسلسل جنگ میں مصروف رہنے کی وجہ سے رمضان کے روزے قضا کر دیئے۔ رومی لشکر نے فرات کے قریب پہنچ کر حضرت خالدؓ کے پاس کہلا بھیجا کہ ''یا تو تم فرات کو عبور کر کے آؤ یا ہم کو عبور کرنے کی اجازت دے دو''۔ حضرت خالدؓ نے جواب دیا کہ ''تم فرات کو عبور کر کے آؤ''۔ اس پر رومی لشکر نے پیغام بھیجا کہ ''تم ہمارے راستہ سے ذرا ہٹ جاؤ''۔ حضرت خالدؓ نے ان کا یہ مطالبہ رد کر دیا۔ رومی لشکر چار و ناچار فرات کو اسفل کی طرف سے عبور کر کے حضرت خالدؓ کے مقابلہ پر آیا اور لڑائی شروع کر دی۔ لڑائی کا آغاز خطرناک تھا رومی اور ان کے ہمراہی ایک فیصلہ کن لڑائی لڑ رہے تھے۔ اسلامی لشکر اگرچہ شب و روز لڑتے لڑتے تھک گیا تھا لیکن اللہ اکبر کی آواز پر ان کی رگوں میں اس طرح خون جوش کے ساتھ دورہ کر اٹھتا تھا جیسا کہ لڑائی کرنے سے پہلے دورہ کرتا تھا اور وہ لوگ طیش سے جھپٹ جھپٹ کر ایسا وار کرتے تھے کہ بڑے بڑے دلاور نبرد آزما ان کے سامنے جانے کی ہمت نہ کرتے تھے۔ پیہم لڑائی کے بعد میدان جنگ سے لشکر روم بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے بھاگتے ہی اور لوگ بھی بھاگ نکلے اس معرکہ اور تعاقب کے دوران فریق ثانی کے ایک لاکھ آدمی مارے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت خالدؓ کی بغرض حج روانگی: آخری ماہ ذیقعدہ تک حضرت خالدؓ فراض میں مقیم رہے۔ لیکن اس ماہ کے ختم ہونے سے پانچ راتیں قبل حضرت خالدؓ نے اسلامی لشکر کو حیرہ کی طرف واپس ہونے کا حکم دیا اور ساقہ کے ساتھ شجرۃ بن الاغر کو روانہ کر کے خود فراض سے چند آدمیوں کو لے کر حج کو چلے گئے لیکن حج کر کے اس عجلت سے واپس آئے کہ حیرہ اسلامی لشکر کے ساتھ داخل ہو گئے کسی کو سوائے ان لوگوں کے کہ جن کو پہلے سے معلوم تھا ان کے جانے آنے کا حال نہ معلوم ہوا۔ لیکن جب حضرت ابوبکرؓ صدیق کو یہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت خالدؓ سے ناراض ہو کر عراق سے شام کی طرف بھیج دیا حج سے واپسی کے بعد خالدؓ نے سوق بغداد و قطربل و عقرقوما و مکسن و بادرد با پر شبخون مار کر ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ اسی مہینہ حضرت ابوبکرؓ صدیق بھی حج کے لئے گئے اور اپنے بجائے مدینہ میں عثمانؓ بن عفان کو مقرر کر کے گئے۔

حضرت خالدؓ بن سعید کی شام کو روانگی: اوائل ۱۳ھ (مطابق ۶۳۴ء) میں حج سے واپس ہو کر حضرت ابوبکرؓ صدیق نے خالد بن سعید بن العاص کو ایک لشکر اسلامی کا سردار مقرر کر کے شام کی طرف روانہ کیا۔ لیکن بعض کہتے ہیں کہ موصوف کو حضرت خالدؓ کی عراق کی طرف روانگی کے وقت ساتھ ہی شام کی طرف روانہ کیا تھا لیکن خالدؓ بن سعید کی شام کی طرف روانگی سے قبل حضرت ابوبکرؓ صدیق نے اپنا حکم واپس لے لیا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد خالد بن سعید چند روز تک حضرت ابوبکرؓ صدیق کی بیعت سے پس و پیش کر رہے تھے اور علیؓ و عثمان بن عفانؓ رؤسائے بنی عبد مناف کے پاس گئے تھے۔ اگرچہ علیؓ نے ان کو بیعت سے پس و پیش کرنے سے منع فرمایا تھا اس کے بعد خالدؓ بن سعید نے حضرت صدیقؓ اکبر سے بیعت کر لی اور جب ان کے بیعت کر لینے کی اطلاع شیخین کو ہوئی تو پھر حضرت ابوبکرؓ صدیق نے خالد بن سعید کو دوبارہ امیر لشکر مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ قاصد تا حکم ثانی تیما میں مقیم رہیں۔ مسلمانان عرب کو جہاد پر آمادہ و تیار کریں اور کسی سے سوائے اس کے نہ لڑیں جو ان سے لڑے چنانچہ خالد بن سعید کی تحریک سے عرب کا ایک گروہ کثیر جمع ہو گیا۔

جیش البدل: قیصر روم نے یہ خبریں سن کر شام میں عرب الضاحیہ بھرا و سلیح و کلب و غسان و لخم و جذام کو مسلمانوں کے خلاف ابھار کر لڑائی پر تیار کر دیا۔ خالد بن سعید نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو اس سے مطلع کیا اور وہ حسب حکم ان کے عرب الضاحیہ کی طرف بڑھے جس وقت خالد بن سعید ان کے لشکر گاہ کے قریب پہنچے وہ لوگ گھبرا کر متفرق ہو گئے۔ خالد بن سعید ان کے مورچوں پر قبضہ کر کے بحکم ابوبکرؓ صدیق آگے بڑھے۔ بطریق روم ماہان ثانی ایک لشکر کو لے کر ان کے مقابلہ پر آیا۔ خالد بن سعید نے نہایت سخت لڑائی کے بعد بطریق ماہان کو شکست دے کر اس کے لشکر کے بڑے حصہ کو قتل کر ڈالا۔ ایک خط میں اس معرکہ کا تفصیلی حال لکھ کر حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس روانہ کیا اور امداد کی درخواست کی۔ اتفاق سے یہ خط اور ذوالکلاعؓ مع حمیر کے یمن سے اور عکرمہؓ بن ابی جہل مع ان لوگوں کے جو ان کے ساتھ تہامہ و شجر و عمان و بحرین سے آئے تھے ایک ساتھ مدینہ پہنچے ابوبکرؓ صدیق نے ان لوگوں کو خالد بن سعید کی طرف بھیج دیا۔ نیز اس وقت شام کی مہم کا اہتمام کرنے لگے۔ کل امراء صدقات کو تبدیل کر کے خالد بن سعید کی مدد کے لئے بھیج دیا اسی اعتبار سے اس لشکر کا نام جیش البدل رکھا گیا۔

حضرت عمرو بن العاص کی روانگی: چنانچہ عمرو بن العاص کو شام کی مہم کے پیش آ جانے سے صدقات سعد ہذیم و بنی عذرہ سے تبدیل کر کے جہاد روم میں خالد بن سعید کے ساتھ شریک ہونے کو لکھا اور فلسطین کی طرف سے حملہ کرنے کا حکم دیا جن کو آنحضرت ﷺ نے عمان کی طرف روانہ کیا تھا اور ان سے آپ نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ عمان سے واپسی پر پھر وہ اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضافات و اعمال کی طرف بھیج دیئے جائیں گے لیکن جب یہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد عمان سے واپس آئے تو حضرت ابوبکرؓ صدیق[1] نے بھی آنحضرت ﷺ کے ایفاء وعدہ کے خیال سے صدقات سعد ہذیم و بنی عذرہ کی طرف ان کو بھیجا اور ولید بن عقبہ کو جو کہ صدقات قضاعہ کے متولی تھے اردن کی جانب بڑھنے کے لئے لکھا اور ایک حصہ لشکر پر یزیدؓ بن ابی سفیان کو امیر مقرر کیا جس میں سہیل بن عمرو وغیرہ شامل تھے اور ایک جماعت پر حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو افسر مقرر کر کے حمص پر حملہ کرنے کو روانہ کیا اور ان میں سے ہر ایک کو ضروری ضروری ہدایتیں[2] کر دیں۔

بطریق ہامان سے جھڑپ: جب خالدؓ بن سعید کو یہ معلوم ہوا کہ ان کی امداد کے لئے مدینہ سے اسلامی عساکر روانہ کئے گئے ہیں تو انہوں نے رومیوں سے جنگ کرنے میں عجلت سے کام لیا اور امراء لشکر اسلامی کے آنے سے پہلے رومیوں سے متصادم ہو گئے۔ بطریق ہامان ایک کثیر التعداد فوج لے کر ان کے مقابلہ پر آیا اور ایک لڑائی[3] لڑ کر دمشق کی طرف چلا گیا۔

---

[1] ابوبکر صدیق نے جو خط عمروؓ بن العاص کو لکھا تھا اس کے آخری فقرے یہ ہیں ((انی کنت قدر دوتک علی العمل الذی ولاک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مرۃ ووعدک بہ اخری انجاز للواعید رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و قد احببت ان افرغک لما ھو خیر لک فی الدنیا و الآخرۃ الا ابیکون الذی انت فیہ احب الیک)) یعنی میں نے رحمت عالم کا وعدہ پورا کرنے کی غرض سے تمہیں وہ وعدہ دیا ہے جسے تمہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ایک بار دیا تھا اور دوبارہ دینے کا وعدہ فرمایا تھا اور مجھے یہ بات محبوب ہے کہ تمہاری توجہ اس طرف پھیر دوں جو دین و دنیا میں تمہارے لئے بہتر رہے ہاں اگر موجودہ حال تمہارے لئے محبوب ہو تو خیر'' عمرو بن العاص نے اس کے جواب میں لکھا۔ ((انی سھم من سھام الاسلام و انت بعد اللّٰہ الرامی بھاد و الجامع لھا فانظر اشدھا و اخشاھا و افضلھا نارم بہ)) ''یعنی میں اسلام کے تیروں میں سے ایک ہوں اور آپ اللہ کے بعد اسے پھینکنے والے اور جمع کرنے والے لہٰذا آپ جسے خطرناک' سخت اور افضل دیکھیں اسے پھینک دیں''۔

[2] جو ہدایتیں حضرت ابوبکرؓ صدیق نے امراء اسلام کو روانگی کے وقت کی تھیں اس کا خلاصہ و ترجمہ یہ ہے:

''میں نے تم کو مسلمانوں کا افسر مقرر کیا ہے اس غرض سے کہ تمہارا میں امتحان لوں اور تم کو آزماؤں کہ تم مسلمانوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے اگر اچھا برتاؤ کرو گے تو تم سے اللہ اور اس کا رسولؐ راضی ہو گا اور دنیا میں تمہارے مضافات بڑھا دوں گا اور آخرت میں تم کو اس کا اجر ملے گا اور اگر تم نے کوئی برائی کی تو میں تم کو معزول کر دوں گا۔ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا کیونکہ وہ تمہارے باطن کو اس طرح دیکھتا ہے جس طرح تمہارے ظاہر کو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب اور بہتر وہی شخص ہے جو باعتبار اعمال صالح کے اس سے قریب ہو۔ زمانہ جاہلیت کے عادات و اطوار ترک کر دینا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے اور اس کے کرنے والوں کو برا جانتا ہے۔ لشکر کے ساتھ سفر کرنے میں ہمیشہ ان کی صحبت کا خیال رکھنا اور جب ان کو کچھ سمجھانا ہو تو مختصر کلام میں سمجھانا کیونکہ زیادہ بولنا نقصان پہنچاتا ہے۔ نمازوں کو مقررہ اوقات پر پڑھنا' رکوع اور سجدہ بہ اطمینان کرنا اور جب تمہارے دشمنوں کے قاصد آئیں تو ان کی عزت کرنا اپنے لشکر کی پوری حفاظت کرنا۔ رات کو پہرہ مقرر کرنا' ایسا نہ ہو کہ حالت غفلت میں دشمن تم پر حملہ آور ہو جائیں۔ اپنا ظاہر و باطن یکساں رکھنا۔ جو کام کرو مشورہ سے کرو اور جب نگہبانی میں کسی سے غفلت دیکھو تو اس کو سزا دینا لیکن زیادتی کے ساتھ نہیں مستحق کی عقوبت سے ڈرنا لشکریوں کے افعال و حرکات کی نگرانی کرتے رہنا۔ لڑکوں' بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔ جو ہتھیار رکھ دے یا اسلام قبول کر لے اس کو بھی نہ مارنا۔ سچائی اور ایفاء وعدہ کے ہمیشہ پابند رہنا یہ احسن وصایا ہیں ان پر عمل کرنا۔ جاؤ اللہ کے نام پر اور اللہ کی راہ میں لڑو''۔

[3] ابن اثیر کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ابوعبیدۃ بن الجراح بلقاء کے دروازے پر رومیوں سے لڑے تھے جس میں اہل بلقاء نے زیر ہو کر صلح کر لی تھی۔ یہ پہلی صلح تھی جو شام میں ہوئی۔ پھر روی عربہ سرزمین فلسطین میں جمع ہوئے جن کے سر کرنے کو یزید بن ابی سفیان نے ابوامامہ باہلی کو روانہ کیا۔ عربہ میں رومیوں اور یزید بن ابی سفیان سے لڑائی ہوئی رومیوں نے بھاگ کر داثن میں جا کر دم لیا۔ ابوامامہ نے ان کو وہاں سے بھی لڑ کر بھگایا ان لڑائیوں کے بعد مرج صفر کا واقعہ پیش آیا جس میں سعید ابن خالدؓ شہید ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالدؓ شام کو لوٹتے ہوئے مرج الصفر میں جا پہنچے۔ خالدؓ کے ساتھ اس واقعہ میں ذوالکلاعؓ وعکرمہؓ ووالیدؓ بن عقبہ بھی تھے۔ جس وقت یہ لوگ دمشق کے قریب مرج الصفر میں داخل ہو گئے۔ ماہان نے چاروں طرف سے ان کا راستہ بند کر کے حملہ کر دیا۔ اتفاقیہ سعید بن خالد سامنے پڑ گئے اور انہیں سے اس کا مقابلہ ہو گیا اس نے ان کو شہید کر ڈالا۔ ان کے باپ خالدؓ نے یہ خبر سن کر مع اپنے چند ہمراہیوں کے شام سے بھاگ کر ذی المروہ (قریب مدینہ) میں آ کر دم لیا۔ ان کے چلے آنے کے بعد عکرمہؓ بقیہ اسلامی لشکر لئے ہوئے شام کے قریب رومیوں کے مقابلہ پر صف آراء رہے۔ اس اثناء میں شرحبیلؓ بن حسنہ عراق سے حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس حضرت خالدؓ بن ولید کے سفیر ہو کر آئے ہوئے تھے۔ ابوبکرؓ صدیق نے چند آدمیوں کو جمع کر شرحبیل بن حسنہ کے ہمراہ اردن کی طرف روانہ کر دیا اور شرحبیل کی جگہ پر ولید بن عقبہ کو روانہ کیا۔

حضرت شرحبیل اور حضرت معاویہ کی روانگی: شرحبیلؓ بن حسنہ خالدؓ بن سعید سے اثناء راہ میں ملتے ہوئے اور ان کے ہمراہیوں میں سے کچھ لوگوں کو لیتے ہوئے اردن کی طرف روانہ ہوئے اس کے بعد ابوبکرؓ صدیق نے ایک چھوٹا سا لشکر منظم کر کے معاویہؓ بن ابی سفیان کی سرکردگی میں یزید بن ابی سفیانؓ کی مدد کو روانہ کیا۔ معاویہؓ ذی المروہ سے بقیہ لوگوں کو لے کر یزید بن ابی سفیان کی جانب چلے۔ جب خالد بن سعید ذی المروہ میں تنہا رہ گئے۔ تو ان کو مدینہ میں آنے کی اجازت دی گئی۔

مجاہدین کا یرموک میں اجتماع: پس جب یہ امراء لشکر اپنا اپنا لشکر لئے ہوئے شام پہنچ گئے اور ہرقل کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اس نے پہلے اپنے سرداران لشکر کو جمع کر کے عربوں سے لڑنے کے لئے منع کیا اور یہ رائے ظاہر کی کہ عرب جو چاہتے ہوں ان کو دے کر صلح کر لی جائے۔ لیکن اس کے اراکین لشکر نے اس سے انکار کیا اور عربوں سے لڑنے پر آمادگی ظاہر کی۔ ہرقل نے مجبور ہو کر اپنے امراء لشکر کو اسلامی سپہ سالاروں کے مقابلہ پر اس طرح تقسیم کیا کہ شقیقہ تدارق (اپنے حقیقی بھائی) کو نوے ہزار فوج کے ساتھ عمروؓ بن العاص کے مقابلہ پر بلقاء کی طرف اور دراقص کو بمقابلہ شرحبیلؓ بن حسنہ پچاس ہزار کے ساتھ اردن کی طرف اور قیقلان بن نسطورس کو ساٹھ ہزار فوج دے کر ابوعبیدہ بن الجراح کے مقابلہ پر جابیہ کی طرف روانہ کیا امراء اسلام میں یہ تیاری اور کثرت فوج سن کر صلاح ومشورہ ہونے لگے سب نے باتفاق رائے یہ قرار پایا کہ چونکہ اس قدر کثیر التعداد لشکر سے علیحدہ علیحدہ مقابلہ کرنا مسلمانوں کو معرض زوال میں ڈالنا ہے۔ لہٰذا کل اسلامی لشکر کو یکجا ہو کر لڑنا چاہئے اس اثناء میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کا اسی مضمون کا خط آ پہنچا۔ پھر کیا تھا سب کے سب یرموک میں جمع ہو گئے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی شام کو روانگی: مسلمانوں کی تعداد اس وقت اکیس ہزار تھی ہرقل نے بھی اپنے متفرق لشکر کو یرموک میں جمع ہونے کا حکم دیا اور ملحان کے روانہ کرنے کا وعدہ کیا رومیوں کے لشکر کا افسر اعلیٰ شقیقہ تدراق تھا اور اس کے مقدمۃ الجیش پر جرجہ، میمنہ پر ماہان میسرہ پر دراقص ساقہ میں قیقلان بن نسطورس تھا۔ مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان میں وادی وخندق حائل تھے۔ جس سے نہ رومی لشکر مسلمانوں پر حملہ کر سکتا تھا اور نہ ہی مسلمان آگے بڑھ سکتے تھے۔ مسلمانوں نے طول قیام سے گھبرا کر حضرت ابوبکرؓ صدیق کو لکھا اور ان سے امداد طلب کی۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے خالد بن ولیدؓ کو لشکر شام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر امیر مقرر کر کے عراق سے روانہ کیا اور عراق میں ان کے بجائے مثنیٰؓ بن حارث کو امارت پر متعین فرمایا۔

(مترجم) بنی تغلب کی شکست: خالد بن ولید حسب حکم حضرت ابوبکرؓ صدیق عراق میں مثنیٰ بن حارث کی سرکردگی میں نصف لشکر عراق میں چھوڑ کر بقیہ نصف اپنے ہمراہ لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جس وقت حدد واء میں پہنچے اہل حدد واء نے راستہ نہ دیا' لڑائی پر آمادہ ہوئے خالدؓ بن ولید نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کو شکست دیتے ہوئے مضیح میں جا اترے۔ مضیح میں بنی تغلب کا ایک گروہ اسلامی لشکر کے روکنے کے لئے جمع ہو رہا تھا خالدؓ بن ولید کا ان سے بھی مقابلہ ہوا۔ صبح سے دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی۔ ظہر کے قریب بنی تغلب میدان سے بھاگ نکلے مسلمانوں نے ان کو قتل و قید کرنا اور ان کے اسباب و خیموں پر قبضہ کر لیا۔ انہیں قیدیوں میں ضہباء بنت حبیب بن بجیر مادر عمر بن حضرت علیؓ بن ابی طالب تھیں۔ اس کے بعد حضرت خالدؓ نے دوسرے روز یہاں سے سفر کر کے قراقر (ماء کلب) میں پہنچ کر قیام فرمایا اور وہاں کے رہنے والوں پر شب خون مار کر نہایت تیزی سے سوئیٰ (آب بہراء) کی طرف روانگی کے لئے تیاری کی اور رافع بن عمیرہ طائی کو رہبری کے لئے بلایا اور اس سے راستہ کا حال دریافت کیا۔ رافع نے کہا کہ ''تم اس راستہ کو اتنے بڑے لشکر و اسباب کے ساتھ طے نہیں کر سکو گے جب کہ بخدا ایک تنہا سوار بھی اس راستہ کو طے کرتے ہوئے اپنی جان کا خوف کرتا ہے آج سے پانچ دن تک تم کو راستہ میں کسی مقام پر پانی نہ ملے گا''۔

سوئیٰ کا دشوار گزار راستہ: خالدؓ نے یہ سن کر جواب دیا کہ مجھ کو یہ راستہ طے کرنا ضروری ہے مجھے اس سے زیادہ کیا کام ہوگا کہ میں رومیوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی مدد کے لئے جا رہا ہوں۔ تیرا مقصود اس کہنے سے یہ ہے کہ میں ان کی مدد کو نہ جاؤں میں نے اپنی جان اللہ کی راہ میں وقف کر دی ہے۔ رافع یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا اور خالدؓ نے اپنے امراء لشکر کو طلب کر کے حکم دیا کہ ''تم لوگ اپنی جماعت سے کہہ دو کہ ہر شخص اپنے لئے پانچ دن کے لئے پانی لے لے اور اونٹوں کو مکرر پانی پلا دے'' لشکریوں نے اس حکم کے سنتے ہی اونٹوں کے کجاووں سے چھاگلوں اور مشکیزوں کو کھول کر پانی بھر لیا اور اونٹوں کو کچھ وقفہ دے کر مکرر پانی پلا دیا اور ان کے پاؤں پر کپڑے لپیٹ دیئے تا کہ روزانہ کے سفر سے پھٹنے سے محفوظ رہیں۔ الغرض جب لشکریوں نے اپنا انتظام کر لیا اس وقت حضرت خالدؓ بن ولید کو اپنے ہمراہ لے کر آگے بڑھے اور اسلامی لشکر ان کے پیچھے روانہ ہوا چار شبانہ روز کی مسافت طے کر کے پانچویں روز علمین کے قریب پہنچے رافع نے لوگوں سے کہا کہ ''تم لوگ غور سے دیکھو کہیں اس گرد و نواح میں عوسج کا درخت دکھائی دیتا ہے'' لوگوں نے جواب دیا ہم کو عوسج نظر نہیں آتا۔ رافع نے یہ سن کر ((انا للہ وانا الیہ راجعون)) پڑھ کر کہا ''افسوس تم بھی ہلاک ہوئے اور مجھ کو بھی ہلاک کیا۔ میں پہلے ہی کہتا تھا کہ یہ راستہ دشوار گزار ہے''۔

سوئیٰ کا معرکہ: تھوڑی دور چل کر پھر اس نے لوگوں کو عوسج کے ڈھونڈنے کے لئے کہا لوگوں نے دور سے عوسج کو دیکھ کر تکبیر کہی۔ رافع نے کہا اس کی جڑ کے پاس کھودو۔ لوگوں نے اس کے کہنے سے ایک گز بھر کا گڑھا کھود کر چشمہ کا منہ کھول دیا۔ لشکریوں نے سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے اونٹوں کو پلا کر چھاگلوں اور مشکیزوں کو بھر لیا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد سوئیٰ میں پہنچ گئے یہی سوئیٰ بہراء کے رہنے کا مقام تھا لوگ حالت غفلت میں بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے اور اس کا مغنی (گویا) گا رہا تھا مسلمانوں نے ان پر چھاپہ مارا ان کے کوے اور ان کے سردار حرقوص بن نعمان بہرانی کو مار کر ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔

اہل قریتین سے جنگ: پھر یہاں سے روانہ ہو کر اہل ارک و تدمر سے صلح کرتے ہوئے قریتین پہنچے۔ قریتین والوں نے اسلامی لشکر سے مزاحمت کی باہم لڑائی ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں نے اس کو شکست دے کر ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلِ حوارین کی اطاعت: اس کے بعد اسلامی لشکر حوارین میں پہنچا یہاں بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ پھر یہاں سے عصر کے وقت روانہ ہو کر دوسرے روز ظہر کے قریب قصم میں پہنچا۔ یہاں قبیلہ قضاعہ کے بنی مشجعہ رہتے تھے۔ ان لوگوں نے خالدؓ سے صلح کر کے اپنی جان اور جھوٹی عزت بچالی۔

بصرے کی فتح: اس کے بعد خالدؓ اسلامی لشکر لئے ہوئے رافع کے ساتھ مرج رہط پہنچے اور اسی دن غسان پر حملہ کر کے ان کو قتل و قید کیا اور اسی مقام سے ایک سریہ کنیسہ غوطہ کی طرف بھیجا جو ان کے مردوں کو مار کر ان کے لڑکوں اور عورتوں کو گرفتار کر لایا۔ دوسرے روز مرج رہط سے چل کر بصرے میں پہنچے اور اہل بصریٰ سے لڑ کر ان پر کامیابی حاصل کی۔ یہ شام کا پہلا شہر تھا جو خالدؓ و اہل عراق کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ خالدؓ نے یہاں کے اور جو اس وقت تک دوسرے مقامات سے مالِ غنیمت حاصل ہو چکا تھا اس کو مسلمانوں پر تقسیم کر کے حسب دستور خمس (پانچواں حصہ) حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس مدینہ کو روانہ کیا اور خود یہاں سے ماہ ربیع الثانی ۱۳ھ کے آخری دن بروز ہفتہ چل کر غازیان شام کے پاس یرموک میں پہنچ گئے۔

معرکۂ یرموک: اتفاق سے جس روز خالدؓ بن ولید یرموک میں اسلامی لشکر میں پہنچے اسی روز ماہان بطریق بھی مع شماسہ اور قسیسوں اور رہبانوں کے رومی لشکر میں داخل ہوا۔ خالدؓ بن ولید شام ہی سے اپنی فوج کی تنظیم میں مصروف ہو گئے۔ صبح ہوتے ہوتے لشکر کو منظم کر کے ہر ایک امیر کو اس کی جماعت کا ذمہ دار کر کے حضرت خالد نے اپنے مقابل پر اور امراء لشکر نے اپنے اپنے مقابل پر حملہ کیا۔ فریقین جی توڑ کر لڑنے لگے اور اپنی قسمت کے آخری فیصلہ کو دیکھنے کو بڑھ بڑھ کر وار کرتے جاتے تھے۔ اگر رومی لشکر اپنے مذہبی پیشواؤں کے تحریک و وعظ سے ایک قدم بڑھنے کا قصد کرتا تھا' تو اسلامی لشکر خالد بن ولید کے نعرہ اللہ اکبر سے رومیوں کو دس دس قدم پیچھے ہٹا دیتا تھا۔ آخر الامر خالد بن ولید نے سب سے پہلے ماہان کو شکست دے کر میدانِ جنگ سے بھگا دیا۔ اس کے بعد دیگر رومی افسروں کے بھی یکے بعد دیگرے پاؤں اکھڑنے شروع ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد میدان جنگ رومیوں سے خالی ہو گیا۔ دو لاکھ چالیس ہزار رومی لشکر میں سے اکثر مارے گئے اور کچھ لوگ واقوصہ دھوے میں ڈوب گئے اور ایک حصہ خندق میں گر کر مر گیا ان کے نامی گرامی سپہ سالار اور مشاہیر ارا کین سلطنت قتل کئے گئے۔ منجملہ ان کے تدارق برادر ہرقل بھی تھا۔

حمص اور دمشق کی قلعہ بندی: اس رومی لشکر کا نہایت چھوٹا حصہ شکست کھا کر مرتا کھپتا ہرقل تک پہنچا جو ان دنوں لڑائی کا نتیجہ سننے اور اپنے لشکر کو مدد پہنچانے کی غرض سے حمص میں مقیم تھا اپنے لشکر کی یہ غیر متوقع شکست سن کر اور ان کی بدحواسی دیکھ کر حمص میں نہ ٹھہر سکا اسی وقت حمص سے نکل کر دوسرے شہر چلا گیا اور حمص و دمشق کی قلعہ بندی کا حکم دے دیا۔ اس واقعہ میں اسلام لشکر کی تعداد چھیالیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔ ان میں ستائیس ہزار تو ان امراء کے ہمراہ تھے جن کو ابوبکرؓ صدیق نے شام پر حملہ کرنے کے لئے مدینہ سے روانہ کیا تھا اور دس ہزار خالدؓ بن ولید کے ہمراہ عراق سے آئے تھے اور تین ہزار وہ لوگ تھے۔ جو خالدؓ بن سعید کے بھاگ جانے کے بعد باقی رہ گئے تھے اور چھ ہزار عکرمہ بن ابی جہل کے ہمراہ رہ گئے تھے۔ یہ لڑائی ماہ جمادی الاول میں ہوئی اس سے پیشتر نہ ایسی تیاری عربوں نے کبھی کی تھی اور نہ رومیوں نے۔ خالد بن سعید نے پہلے اپنے لشکر کے ایک ہزار آدمیوں کی جماعت علیحدہ کر کے اس پر ایک ایک امیر مقرر کر دیا اور اس کا نام کردوس رکھا تھا کیونکہ رومیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بھی اپنے لشکر کو اسی طرح پر تقسیم کیا تھا اس لڑائی میں ابی سفیان بن حرب بہت زیادہ نیک نام رہے وہ بڑے مخمصوں میں پڑ گئے تھے۔

جرجہ کا قبول اسلام: ارباب سیر و تواریخ نے لکھا ہے کہ اثناء جنگ میں مدینہ سے ایک قاصد ابوبکرؓ صدیق کے انتقال اور عمر فاروقؓ کی امارت کی خبر لے کر آیا۔ خالدؓ نے اس کو لوگوں سے مخفی رکھا۔ پھر امراء لشکر روم سے جرجہ نکل کر میدان میں آیا اور خالد کو بلا کر اسلام کی حقیقت دریافت کی۔ خالد نے اس کو خوب سمجھایا اور اچھی طرح سے اس کے ذہن نشین کروا دیا کہ جس مذہب پر وہ ہے وہ باطل ہے اور اسلام ایک سچا و پاک وصاف مذہب ہے' نجات ابدی اس کے قبول کرنے سے ملتی ہے' اللہ تعالیٰ نے جرجہ کی چشم بصیرت کھول دی وہ نہایت سچائی سے مسلمان ہو کر اسلام میں آ ملا۔ رومیوں کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا۔

رومیوں کی شکست: دوسرے دن خالد بن ولید نے لشکر اسلام کی ایک جماعت لے کر حملہ کیا جس میں جرجہ بھی تھے۔ لڑائی کا آغاز نہایت خطرناک تھا رومیوں کی لاش پر لاش گرتی جاتی تھی اور وہ لڑائی سے منہ پھیرتے نظر نہ آتے تھے۔ دوپہر تک یہی کیفیت رہی مسلمانوں نے اشارہ سے ظہر کی نماز ادا کی اور خالدؓ بن ولید نے اللہ اکبر کہہ کر حملہ کر دیا۔ رومی اس دفعتہً حملہ سے گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ اس لڑائی میں جرجہ' عکرمہ بن ابی جہل اور ان کے لڑکے عمرو و سلمہ بن ہشام و عمر و ایان پسران سعید و ہشام بن العاص و ہبار بن سفیان و طفیل بن عمرو وغیرہ (رضی اللہ عنہم) نامی گرامی امراء لشکر اسلام شہید ہو گئے ابوسفیان کی ایک آنکھ تیر لگنے سے جاتی رہی۔

بصرے کی فتح: بعض نے لکھا ہے کہ خالدؓ بن ولید عراق سے شام کو روانہ ہوئے تو اثناء راہ میں بصرے میں مسلمانوں سے اس وقت ملے جس وقت لوگ بصرے کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور انہوں نے سب کے ساتھ مل کر اس کو جزیہ (خراج) پر فتح کیا تھا۔ اس کے بعد اسلامی لشکر فلسطین کی طرف بغرض امداد عمروؓ بن العاص آیا۔ عمروؓ ان دونوں غور میں اور رومی لشکر جلق میں تدارق برادر ہرقل کی ماتحتی میں تھا۔ پھر رومی لشکر جلق سے نکل کر املہ کے قریب اجنادین کی طرف آیا۔ مسلمانوں نے غور سے ان پر حملہ کر کے نہایت مردانگی سے پسپا کر دیا۔ یہ معرکہ نصف ماہ جمادی الاول میں واقع ہوا تدارق تو اس لڑائی میں مارا گیا اور ہرقل یہاں سے لوٹ کر مسلمانوں سے قاقوصہ میں یرموک کے نزدیک مقابل ہوا۔ اس حساب سے واقعہ یرموک رجب میں اجنادین کے بعد ہوا اور مسلمانوں کو ابوبکرؓ صدیق کے انتقال کی خبر اس وقت پہنچی جب کہ جمادی الثانی کے آٹھ دن باقی تھے۔

(مترجم) جنگ اجنادین: ابن اثیر نے لکھا ہے کہ منجملہ چھیالیس ہزار لشکر کے جو اس واقعہ میں خالدؓ کے ہمراہ تھا ایک ہزار مہاجرین و انصارؓ تھے۔ جن کو آنحضرت ﷺ کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی تھی اور ان میں ایک سو وہ صحابیؓ تھے جو بدر میں شریک ہوئے تھے ان کے مقابلہ پر رومیوں کا دو لاکھ چالیس ہزار کا لشکر آیا ہوا تھا۔ ہرقل کا بھائی پوری فوج کا افسر اعلیٰ تھا اور اس کی ماتحتی میں نامی گرامی تجربہ کار سپہ سالار کام کر رہے تھے ایک مہینہ پیشتر سے قسیس و رہبان و بطریق لوگوں کو لڑائی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترغیب دیتے اور ان کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتے تھے قلب لشکر میں بطریق اعظم اطلسی غلاف میں انجیل کو لپیٹے ہوئے صلیبی نشان کے نیچے کھڑا ہوا لشکر کو لڑائی پر آمادہ کر رہا تھا۔

حضرت خالدؓ کی دعا: خالدؓ بن ولید نے اس کے لشکر کا یہ رنگ دیکھ کر پہلے اپنے لشکر کو منظم کیا اور ہر سردار کو موقع موقع سے کھڑا کر کے لشکر کے قاریوں کو سورۂ انفال پڑھنے کا حکم دیا اور خود قلب میں کھڑے ہو کر مہاجرین و انصار (رضی اللہ عنہم) کو سب سے علیحدہ کیا اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرنے لگے ''اے پروردگار عالم یہ وہ تیرے خاص بندے ہیں جنہوں نے تیرے رسول ﷺ کا ساتھ دیا ہے اور ان کے مددگار و معاون رہے ہیں۔ تیری مرضی کے لئے انہوں نے اپنے گھر بار عیال و اطفال کو چھوڑا ہے۔ تو ہماری عزت نہ رکھ بلکہ اپنے سچے دین اور اپنے سچے رسول کی عزت رکھ کر ہماری مدد نہ کر اپنے دین کی مدد کر۔ اے بے کسوں کے چارہ ساز تو ان کے ذریعہ سے ہماری مدد کر اور کفار کے ہاتھ سے ذلیل و خوار نہ کر۔

حضرت خالدؓ کا خطبہ: خالد اس دعا سے فارغ ہو کر لشکریوں کی طرف متوجہ ہوئے اور حمد و نعت کے بعد نہایت فصاحت و بلاغت سے ایک خطبہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ''اے مسلمانو! یہ دن تمہاری آزمائش و امتحان کا ہے آج کے دن تم کو نہ فخر کرنا چاہئے اور نہ ریاکاری کو دخل دینا چاہئے۔ تم لوگ آج جو کام کرو خاص اللہ تعالیٰ کے لئے کرو اور اپنے نیک اعمال سے اس کو راضی کرو۔ یہ وہ دن ہے کہ اگر تم مارے گئے تو بے شک جنت میں جاؤ گے اور اگر دشمنان خدا پر فتح یاب ہو گئے تو غازی کہلاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے ''کہ جنت تلوار کے سایہ میں ہے'' پس اگر تم لوگوں کو جنت لینا اور اللہ کو راضی کرنا ہے تو لڑو! لڑو! لڑو! شاید اس کے بعد پھر ایسا موقع تم کو نہ ملے اور تمہاری موت آ جائے۔ بستر پر ذلت کی حالت میں مرنے سے بہتر ہے کہ برسر میدان اللہ کی راہ میں مارے جاؤ اور اسی خون آلودہ کپڑے میں دفن کر دیئے جاؤ تا کہ قیامت میں تمہارے فی سبیل اللہ لڑنے اور لڑتے لڑتے جان دے دینے کی وہ شہادت دیں۔ اے بھائیو! یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آج تمہارے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں کیا تم لوگ جنت میں جانا پسند نہ کرو گے! دیکھو اللہ کی رحمت تم پر نازل ہوا چاہتی ہے تم کو اللہ تعالیٰ اپنی عنایت سے فتح یاب کرے گا۔ نیک نیتی سے اس کی راہ میں کوشش کرو اور اس امر کو بخوبی سمجھ لو کہ اب تم سے دنیا چھوٹتی ہے۔ اللہ اللہ ہر شخص اپنے لئے زاد سفر تیار کر لے اور اگر تم لڑ کر شہید ہوئے یا فتح یاب ہو گئے تو تم سے زیادہ محبوب اللہ کے نزدیک اور کوئی نہ ہوگا اور اگر تم نے لڑنے میں کچھ بھی پس و پیش کیا تو تم سے دنیا تو چھوٹ ہی گئی ہے نہایت بے عزتی سے کفار کے ہاتھ سے مارے جاؤ گے اور قیامت تک تم سے اللہ کی رحمت دور رہے گی' پھر تم اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کو اور اس کے خلیفہ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ چلو چلو اپنی مرادیں حاصل کرو دیکھو دشمنان خدا تمہاری طرف بڑھنے کا قصد کرتے ہیں۔ پس تم اس سے پہلے کہ وہ تم پر حملہ کریں تم ان پر ٹوٹ پڑو اگر تم نے ان کو خندق کی طرف لوٹا دیا تو پھر کیا ہے ان کو شکست ہو گی اور اگر خدانخواستہ انہوں نے تم کو شکست دی تو خدا کی قسم ایک قدم بھی پیچھے ہٹنا اپنے کو جہنم میں ڈالنا ہے۔ چلو آگے بڑھو اور تمہارے ایک ایک قدم پر ہزار ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ آؤ جو کچھ لینا ہے آج ہی لے لو کل پر باقی نہ رکھو''۔

حضرت ابوبکرؓ صدیق کی وفات کی خبر: اسلامی لشکر کا دل اس تقریر سے بھر آیا سب کے سب نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ کر تلواریں کھینچ لیں۔ خالدؓ نے عکرمہؓ بن ابی جہل و قعقاعؓ بن عمرو کو آگے بڑھ کر لڑائی شروع کر دینے کا حکم دیا۔ رومی لشکر نے اسلامی لشکر کو آگے بڑھتا دیکھ کر تیر اندازی شروع کر دی۔ لیکن جب اسلامی لشکر کی حرکت کو ان کے تیر نہ روک سکے تو اس وقت تلوار و نیزے لے کر جھپٹ پڑے۔ لڑائی نہایت تیزی سے ہو رہی تھی اور ہر فریق دوسرے کے ہٹا دینے کی کوشش کر رہا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس اثناء میں مدینہ سے محمیہؓ بن زنیم آئے اور انہوں نے خالد کو بلا کر چپکے سے حضرت ابوبکرؓ صدیق کے انتقال اور عمرؓ کی امارت کی خبر دی۔ خالدؓ نے مصلحتاً اس خبر کو مشتہر نہ کیا۔ لڑائی جس طرح سے شروع ہوئی تھی اسی طرح جاری رکھی۔

جرجہ کا قبول اسلام: تھوڑی دیر کے بعد رومی لشکر کی صف سے جرجہ نکل کر میدان میں آیا اور خالد بن ولید کو بلوایا۔ فریقین ایک دوسرے کو امن دے کر باہم گفتگو کرنے لگے۔

جرجہؓ: خالدؓ مجھ کو امید ہے کہ جو واقعہ صحیح ہوگا تم وہ مجھ سے بیان کرو گے۔

خالدؓ: بے شک ہمارے مذہب میں جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں پر لعنت فرمائی ہے۔

جرجہؓ: اچھا یہ بتلاؤ کہ کیا تمہارے نبی ﷺ پر آسمان سے کوئی تلوار اتری تھی۔ جس کو تمہارے نبی ﷺ نے تم کو دی ہے اور جس ذریعہ سے تم جس قوم پر حملہ آور ہوتے ہو اور فتحیاب ہوتے ہو۔

خالدؓ: نہیں۔

جرجہؓ: پھر تمہیں سیف اللہ کیوں کہا جاتا ہے اور کیوں ہمیشہ فتح یاب ہوتے ہو؟

خالدؓ: اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک نبی مبعوث کیا ہے میں پہلے اس کو جھٹلاتا تھا اور اس سے لڑتا تھا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی اور میں مسلمان ہو کر اس کا مطیع ہو گیا۔ تب اس نے میرے فتح یاب ہونے کی دعا فرمائی اور کہا کہ تو سیف اللہ ہے تجھ کو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے لئے بھیجا ہے تو ہمیشہ مظفر و منصور ہوگا۔

جرجہؓ: تم ہم لوگوں سے کیوں لڑنے آئے ہو؟

خالدؓ: تم لوگوں نے خدا کو بھلا دیا ہے اس کے نبی ﷺ کو نہیں مانتے۔ تم لوگ یا تو اسلام قبول کر لو یا ہمارے مطیع ہو جاؤ جزیہ دو اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو لڑو۔

جرجہؓ: جو شخص تمہاری دعوت قبول کر لیتا ہے وہ کیسا سمجھا جاتا ہے؟

خالدؓ: ہم سب لوگ ایک دوسرے کے بھائی ہیں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ہے اسلام کی حیثیت سے امیر و غریب سب برابر ہیں۔

جرجہؓ: کیا تمہاری طرح اس کو بھی اجر ملے گا؟

خالدؓ: ہاں اللہ تعالیٰ بخیل نہیں ہے جو شخص نیک نیتی سے ہم میں داخل ہوگا وہ ہم سے افضل ہوگا اور اس کو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں عزت عنایت فرمائے گا۔

جرجہؓ کا دل خالدؓ کے جواب سے بھر آیا اور انہوں نے نہایت سچائی سے اسلام قبول کر لیا۔ خالدؓ نے ان کو نہلا کر دو رکعت نماز پڑھوائی اور اپنے ساتھ لے کر لڑائی کو نکلے۔ پہلے حملہ میں رومیوں نے مسلمانوں کو ان کے اس مورچہ سے ہٹا دیا۔

حضرت عکرمہؓ کی جانثاری: جس طرف عکرمہؓ بن ابی جہل اور ان کے چچا حرثؓ بن ہشام تھے۔ عکرمہؓ نے یہ کہہ کر کہ افسوس کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تو تمام عمر لڑتے رہے اور آج دشمنان خدا کے روبرو پیچھے قدم پڑ رہے ہیں۔ بلند آواز سے کہا: ((من یبایع الموت)) ''کون شخص مرنے کی بیعت کرتا ہے'' (یعنی کون شخص اس امر پر بیعت کرتا ہے کہ مر کر میدان سے ہٹے یا فتح مند ہو کر) حرثؓ بن ہشام اور ضرار بن الازور نے یہ سن کر چار سو نامی گرامی جنگ آوروں کے ساتھ بیعت کی اور رومیوں کے لشکر میں اللہ اکبر کہہ کر گھس گئے اور نہایت مردانگی سے لڑتے رہے یہاں تک کہ بعض زخمی ہو کر آ پاہج ہو گئے اور بعض

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہید ہو گئے۔

رومیوں کو شکست: خالدؓ و جرجہؓ دن ڈھلے تک لڑتے رہے لشکریوں نے ظہر و عصر اشارہ سے پڑھی مغرب کے قریب مسلمانوں نے رومی سواروں کو بھاگنے کے ارادے میں دیکھ کر راستہ دے دیا جس سے سواروں کا زیادہ حصہ جان بچا کر بھاگ گیا۔ البتہ پیادوں میں سب کے سب تہ تیغ کر دیئے گئے بارہ ہزار رومی علاوہ ان لوگوں کے جو عین معرکہ میں کام آئے مارے گئے اور ایک گروہ ان کے سرداروں کا گرفتار کر لیا گیا جن کی دوسرے دن گردن ماری گئی۔ کامیابی کے بعد خالدؓ ارق کے خیمہ میں داخل ہوئے عکرمہؓ بن ابی جہل اور ان کے لڑکے میدان جنگ سے زخمی حالت میں اٹھا کر لائے گئے۔ حضرت خالدؓ نے عکرمہؓ کا سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھ کر چند قطرے پانی کے ان کے حلق میں ڈالے اور عکرمہؓ کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے راہی جنت ہو گئے اس معرکہ میں عکرمہ اور ان کے لڑکے کے علاوہ تین ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہم ورضوانہ۔

(مترجم) سیرت صدیق: ابوبکرؓ صدیق کی وفات بروز منگل بوقت شب ہوئی جب کہ آٹھ راتیں جمادی الثانی ۱۳ھ کی باقی رہ گئیں تھیں صحیح یہ ہے کہ تریسٹھ برس کی عمر پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے چاول یا حریرہ میں زہر دیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ایک روز سردی کے وقت آپ نہائے تھے جس سے بخار آ گیا۔ پندرہ روز تک بخار میں مبتلا رہے گھر سے باہر نہ آ سکتے تھے۔ آپ کے حکم سے حضرت عمرؓ لوگوں کو نمازیں پڑھاتے تھے۔ آپ نے دو برس تین مہینہ دس دن خلافت فرمائی اور بعض مورخ ان کے زمانہ خلافت کو دو برس تین مہینے چھبیس دن بیان کرتے ہیں۔ عام الفیل کے تین برس بعد پیدا ہوئے۔

تجہیز و تکفین: آپ کی وصیت کے بموجب اسماء بنت عمیس (آپ کی بیوی) اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے نہلایا اور تین کپڑوں میں کفنایا۔ ان میں سے دو پرانے تھے جو ان کے استعمال میں تھے اور ایک نیا خرید کر لیا تھا۔ غسل و تکفین کے بعد جس تخت پر آنحضرت ﷺ کو اٹھایا تھا اسی پر حضرت ابوبکرؓ صدیق بھی اٹھائے گئے اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ و عمرؓ و عثمان و طلحہؓ نے قبر میں اتارا اور ان کے سر کو آنحضرت ﷺ کے مونڈھوں کے برابر رکھا اور ان کی لحد کو آنحضرت ﷺ کی لحد سے ملا دیا اور ان کی قبر کو آنحضرت ﷺ کی قبر کی طرح مسطح رکھا۔ سب سے آخری کلمے جو حضرت ابوبکرؓ کی زبان سے نکلے وہ ((توفنی مسلماً و الحقنی بالصلحین)) تھے۔

حلیہ و نسب: ابوبکرؓ کا رنگ سفید، رخسار ہلکے، چہرہ پر رگیں نمایاں، نحیف البدن آنکھیں اندر کو گھسی ہوئی تھیں۔ بالوں کو حناء و کتم سے رنگتے تھے۔ نام ان کا عبداللہؓ کنیت ابوبکرؓ تھی ابوقحافہ عثمان بن عامر قریشی کے لڑکے تھے آنحضرت ﷺ کے ساتھ ساتویں پشت مرہ بن کعب بن شریک ہیں۔ آپ کی والدہ ام الخیر سلمٰی بنت صخر بن عمرو بن کعب بن معدن بن تیم تھیں یہ بھی قدیم الاسلام ہیں اپنے لڑکے ابوبکرؓ کے بعد اسلام لائیں۔

ازواج و اولاد: ابوبکرؓ نے دو نکاح جاہلیت میں کئے ایک قبیلہ بنت عبدالعزیٰ ابن عامری بن لوی کے ساتھ جس سے اسماء و عبداللہؓ پیدا ہوئے۔ اور دوسرا ام رومان و عد بنت عامر بن عمیر کنانیہ کے ساتھ جس سے عبدالرحمٰن و عائشہؓ زوجہ رسول (ﷺ) پیدا ہوئیں۔ دو نکاح اسلام لانے کے بعد کئے ایک اسماء بنت عمیس سے جو ان سے پہلے جعفر بن ابی طالبؓ کے نکاح میں تھیں۔ ان سے محمد بن ابی بکرؓ پیدا ہوئے اور دوسرے حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری سے جن سے آپ کی وفات کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

عمال: حضرت ابوبکرؓ صدیق کی کتابت علیؓ ابن ابی طالب و زید بن ثابتؓ و عثمانؓ بن عفان اکثر کرتے تھے علاوہ ان کے وقت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت جو سامنے آجاتا تھا اس سے لکھا لیتے تھے۔ ان کے عہد خلافت میں حضرت ابوعبیدہؓ بیت المال کے اور عمرؓ ابن الخطاب دارالقضاء کے متولی تھے اور عمال جو اطراف و جوانب بلاد میں ان کی طرف سے حکمرانی کرتے تھے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مکہ: عتاب بن اسیدؓ ان کا انتقال اتفاق سے اسی دن ہوا ہے جس دن ابوبکرؓ صدیق کی وفات ہوئی۔

طائف: عثمان بن ابی العاصؓ

صنعاء: مہاجر بن ابی امیہؓ

حضرموت: زیاد بن لبید انصاریؓ

خولان: یعلی بن منبہؓ

زبید و زمع: ابوموسیٰؓ

جند: معاذ بن جبلؓ

بحرین: علاء بن الحضرمیؓ

نجران: جریر بن عبداللہ

جرش: عبداللہ بن ثورؓ

دومۃ الجندل: عیاض بن غنمؓ

حضرت ابوعبیدہ و شرحبیلؓ و یزید و عمرؓ ہر ایک علیحدہ علیحدہ ایک ایک لشکر کے افسر تھے اور ان سب کے افسر اعلیٰ خالد بن ولید تھے اور شام میں رومیوں سے لڑ رہے تھے یہی گویا ان کے وزیر صیغہ جنگ یا سپہ سالار کل افواج اسلامیہ تھے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق کی انگوٹھی پر ((نعم القادر اللّٰہ)) کندہ تھا ان کے انتقال کے بعد ابوقحافہ چھ برس اور چند ایام زندہ رہ کر ستانوے برس کی عمر میں رہ گزائے عالم جاودانی ہوئے۔

خیرات و جہاد: آپؓ سابقین اولین میں سے ہیں۔ سب سے پہلے آنحضرت ﷺ پر ایمان لائے۔ آپ ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے "میں نے کسی کو اسلام کی دعوت نہیں دی مگر یہ کہ اس کے دل میں اولاً اس سے کچھ کشیدگی نہ پیدا ہوئی ہو سوائے ابوبکرؓ کے"۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ انہوں نے ہجرت کی اور شرف صحبت کا فخر انہیں کو حاصل ہوا۔ بدر، احد، احزاب بڑے بڑے مشاہد میں ہمرکاب رہے۔ سات آدمیوں کو خرید کر آزاد کیا منجملہ ان کے بلال و عامر بن فہیرہ و زنیرہ و نہدیہ وغیرہ ہیں۔ چالیس ہزار مع اس کے جو اس سے منفعت ہوئی تھی اللہ کی راہ میں صرف کئے جب یہ خلیفہ ہوئے اور عرب مرتد ہو گیا۔ تب تلوار کھینچے ہوئے ذی القصہ کی طرف نکلے۔ حضرت علیؓ نے پہنچ کر سواری کی لگام پکڑ لی اور کہنے لگے "اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہاں جا رہے ہو؟ میں تم سے وہی کہتا ہوں جو آنحضرت ﷺ سے یوم احد میں کہا تھا خدا کے لئے اپنی تلوار کو نیام میں کر لو۔ تم بذاتہ نہ لڑنے جاؤ مبادا کہیں کسی مصیبت میں نہ مبتلا ہو جاؤ اور اگر ایسا ہوا تو نظام اسلام باقی نہ رہ جائے گا"۔

غنائم کی مساوی تقسیم: ابوبکرؓ نے ان کو سمجھا دیا اور لشکر کے ساتھ جا کر مرتدین کو منتشر کر دیا۔ مال غنیمت کو سابقین اولین اور متاخرین اسلام اور حر و عبد و مرد و عورت میں برابر تقسیم کرتے تھے۔ کسی نے ایک مرتبہ اس فعل پر اعتراض کیا آپؓ نے اس کا جواب دیہ دیا کہ "سابقین اولین جو پہلے سے ایمان لائے ہیں تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ ان کو آخرت میں دے گا اور یہ تو دنیا ہے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سب مسلمان برابر ہیں''۔

مساکین و یتامیٰ کی سرپرستی: ایام سرما میں کمبل اور کپڑے خرید کر بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کو دیتے تھے خلافت سے پہلے ان کا مال و اسباب سخ میں رہتا تھا۔ عشاء کی نماز پڑھ کر سخ چلے جاتے تھے اور صبح کو اکثر پیادہ اور کبھی سواری پر مسجد نبوی میں آجاتے تھے۔ لیکن بیعت خلافت کے چھ مہینے بعد اپنا سب مال و اسباب مدینہ لے آئے۔ ہر روز بازار جا کر مجبور عورتوں اور مردوں کو ضروریات کی اشیاء خرید کر لا دیتے تھے۔ اپنی بکریوں کو اکثر خود اور کبھی دوسرے لوگ چرانے لے جاتے تھے اور ان کا دودھ خود دوہ کر غربا کو تقسیم کر دیتے تھے۔ ایک روز خلافت کے بعد ایک عورت نے کہا ''اب تو تم خلیفہ ہو گئے ہو اب ہمارے گھر میں دودھ کہاں سے آئے گا اور تم کیوں دوہو گے''۔ ابوبکرؓ نے یہ سن کر جواب دیا ''بخدا میں تم لوگوں کے لئے دوہوں گا میں اس خلافت سے اپنی عادت کو نہ بدلوں گا''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب تک زندہ رہے بکریوں کا دودھ خود دوہ کر غربا کو دے آتے تھے۔ خلافت کے بعد تجارت چھوڑ دی تھی رات دن مسلمانوں کی اصلاح میں مصروف رہتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے انتقال کے وقت یہ وصیت کی تھی کہ جو کچھ بیت المال سے ان کی ذات خاص پر صرف ہوا ہے۔ اس کے عوض ان کی مملوکہ زمین فروخت کر کے اس کی قیمت بیت المال میں داخل کر دی جائے''۔

خلیفہ اوّل: مسلمانوں میں یہ پہلے خلیفہ ہیں جن کے صرف کے لئے رعیت نے تنخواہ مقرر کی تھی اور یہ پہلے خلیفہ تھے کہ جن کے باپ زندہ تھے اور یہ والی ہوئے اور یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مصحف قرآن کو مصحف کے نام سے موسوم کیا اور یہی سب سے پہلے خلیفہ کہلائے۔

حضرت ابوبکرؓ کا حضرت عمرؓ کو خطبہ: عمرؓ ابن الخطاب کو بوقت استخلاف نہایت عمدہ اور کارآمد وصیتیں کیں۔ منجملہ ان کے یہ تھیں ''اے عمرؓ میں نے تم کو اصحاب رسول اللہ ﷺ پر اپنا نائب بنایا ہے اللہ سے ظاہر و باطن ڈرنا۔ اے عمرؓ بے شک اللہ کا ایک حق رات میں ہے جس کو وہ دن میں قبول نہیں کرے گا اور اس کا ایک حق دن میں ہے جس کو وہ رات میں قبول نہیں کرتا اور بے شک اللہ تعالیٰ نوافل کو قبول نہ کرے گا جب تک فرائض ادا نہ کئے جائیں گے۔ اے عمرؓ کیا تم نہیں جانتے کہ جس کے اعمال قیامت میں بھاری ہوں گے وہی گراں ہوں گے اور جن کے اعمال ہلکے ہوں گے وہ سبک ہوں گے اور یہ باتیں حق و باطل کے اتباع سے حاصل ہوں گی۔ اے عمرؓ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ نرم آیات کے ساتھ شدت کی آیات اور شدت کی آیات کے ساتھ نرم آیات نازل ہوئی ہیں' تاکہ مومن اللہ سے ڈرتا اور اس سے اپنی مغفرت مانگتا رہے۔ اے عمرؓ جب اہل نار کا ذکر آئے گا تو کہنا کہ ''اے اللہ مجھے امید ہے کہ تو مجھے ان میں سے نہ کرے گا'' اور جب اہل جنت کا تذکرہ آئے اور ان کے اعمال صالحہ کا بیان ہو تو اللہ سے دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ان میں شامل کرے'' اور جب تم میری ان وصیتوں پر عمل کرو گے تو مجھے گویا اپنے پاس بیٹھا ہوا پاؤ گے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے اسی طرح کی وصیتیں کر کے شام کے وقت انتقال کیا اور رات ہی کو دفن کئے گئے۔

حضرت ابوبکرؓ کی وفات: جس وقت ابوبکرؓ حالت احتضار میں مبتلا ہوئے اس وقت طلحہ و عثمان و عبدالرحمٰن بن عوف و علی بن ابی طالب وغیرہ (رضی اللہ عنہم) کو طلب کر کے مشورہ[1] کیا اور ان لوگوں سے حضرت عمرؓ کی خلافت کی بابت اپنی رائے

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے مرض الموت میں سب سے پہلے عبدالرحمٰنؓ ابن عوف کو بلا کر حضرت عمرؓ کا حال دریافت کیا۔ عبدالرحمٰنؓ نے جواب دیا کہ ان کی رائے آپ کی رائے سے بہتر ہے مگر ان میں سختی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ اس کی وجہ للہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر فرمائی۔ جب ان لوگوں نے اتفاق رائے کر لیا تب حضرت ابوبکرؓ صدیق گھر سے نکل کر باہر آئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ ''میں نے عمرؓ کو اپنا خلیفہ بنایا ہے اور اس سے میں نے تمہاری بہتری کا قصد کیا ہے پس تم لوگ جو وہ کہیں گے اس کو سنو اور ان کی اطاعت کرو''۔ یہ کہہ کر حضرت عثمانؓ کو بلایا اور ان سے یہ عہد نامہ لکھوایا۔

حضرت عمرؓ کا تقرر:

((بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ھذا ما عھد بہ ابوبکرؓ خلیفہ محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عند اخر بالدنیا و اول عھدہ بالاخرۃ فی الحال التی یومن فیھا الکافرون و یوقن الفاجر انی استعملت علیکم عمر بن الخطاب و لم ال لکم خیرا فان صبروا عدل فذالک علمی بہ و رائی فیہ و ان جار وبدل فلا علم لی بالغیب و الخیر اردت و لکل امرإ ما اکتسب و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون))

''یہ وہ عہد نامہ ہے جسے ابوبکر خلیفہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری زمانہ میں دنیا سے جاتے وقت اس حالت میں لکھوایا ہے جس میں کافر بھی ایمان لے آتا ہے اور فاجر کو بھی یقین آ جاتا ہے کہ میں نے تم پر عمرؓ کو خلیفہ بنایا اور میں نے تمہارے لئے خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کی ہے پھر اگر عمرؓ صبر کریں اور انصاف سے کام لیں تو مجھے یہی یقین تھا اور ان کے بارے میں یہی رائے ہے اور اگر ظلم کریں اور عہد بدل دیں تو مجھے غیب کا علم نہیں میں نے تو بہتری ہی چاہی ہے۔ ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے کمایا ہے ظالموں کو جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروٹ پر پھیر دیئے جائیں گے''۔

حکم یہ ہے کہ جب وہ مجھے کسی معاملے میں نرمی کرتے دیکھتے ہیں تو وہ سختی کرتے ہیں اگر خلافت ان کے سپرد کر دی جائے تو سختی چھوڑ دیں گے کیونکہ جب وہ مجھے کسی پر غصہ کرتے دیکھتے ہیں تو وہ نرم ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد عثمانؓ کو بلا کر عمرؓ کا حال دریافت فرمایا عثمانؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ کا باطن ظاہر سے اچھا ہے اور ہم میں کوئی ان جیسا نہیں ہے حضرت ابوبکرؓ نے یہ سن کر ان دونوں آدمیوں کو اخفاء راز کو فرمایا۔ اس اثناء میں طلحہؓ بن عبید اللہ آ گئے حضرت ابوبکرؓ نے ان سے فرمایا ''میں نے حضرت عمرؓ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ طلحہؓ نے جواب دیا کہ ''عنقریب آپ اللہ تعالیٰ سے ملنے والے ہیں اللہ تعالیٰ آپ سے پوچھے گا کہ تم نے رعیت کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ابوبکر نے جواب فرمایا کہ مجھ کو اٹھا کر بٹھاؤ جب لوگوں نے ان کو اٹھا کر بٹھایا تو جواب دیا کہ ''جب میں اپنے رب کے سامنے جاؤں گا اور وہ مجھ سے دریافت کرے گا تو میں کہہ دوں گا کہ تیری مخلوق پر میں نے تیری بہترین مخلوق کو مقرر کیا ہے''۔ حضرت طلحہؓ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمانؓ کو عہد نامہ لکھنے کا حکم دیا۔ حضرت ابوبکرؓ شدت علالت کی وجہ سے رک رک کر بولتے تھے اور حضرت عثمان لکھتے جاتے تھے جب یہ عہد نامہ لکھا گیا تو اس کو لوگوں میں پڑھے جانے کا حکم دیا اور خود باہر آ کر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ''کیا تم لوگ اس شخص پر رضامند ہو جس کو میں نے اپنا خلیفہ بنایا ہے؟ بے شک میں نے اپنے کسی عزیز و قریب کو خلیفہ نہیں بنایا میں نے تم پر عمرؓ کو خلیفہ بنایا ہے۔ پس ان کا کہنا سنو اور ان کی اطاعت کرو میں نے یہ محض اپنی رائے سے نہیں کیا بلکہ مشورہ کے بعد کیا ہے لوگوں نے سن کر ((سمعنا و اطعنا)) یک زبان ہو کر کہہ دیا اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمر کو چند وصیتیں کیں جو آئندہ بیان کی جائیں گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۳

حضرت عُمرِ فاروقؓ ابنِ خطاب

۱۳ھ تا ۲۴ھ

حضرت خالدؓ کی معزولی: ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ بروز پیر حضرت ابوبکرؓ صدیق (خلیفہ رسول اللہؐ) کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ ابن الخطاب تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ انہوں نے خلیفہ ہونے کے بعد سب سے پہلا کام جو کیا وہ یہ تھا کہ شام میں رومیوں سے برسر جنگ لشکر اسلام کے امیر حضرت خالدؓ بن ولید کو سرداری سے معزول کر کے ان کے بجائے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو امیر لشکر مقرر کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کا یہ فرمان عین اس وقت پہنچا جب مسلمان یرموک میں فریق مخالف سے مصروفِ جنگ تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے مصلحتاً اس خبر کو تا اختتام جنگ پوشیدہ رکھا۔ لیکن جب یرموک فتح ہو گیا اور رومیوں کو شکست ہوئی اس وقت یہ خبر ظاہر کر دی گئی اور اس وقت سے اسلامی لشکر کے سردار حضرت ابوعبیدہ قرار پائے۔

دمشق کا محاصرہ: حضرت ابوعبیدہ بن جراح یرموک میں بشیر بن کعب حمیری کو اپنا نائب مقرر کر کے فحل (سرزمین اردن) کی طرف بڑھے۔ اثناءِ راہ میں معلوم ہوا کہ شکست خوردہ رومی لشکر فحل میں جمع ہو رہا ہے اور یرموک کی لڑائی سے پہلے رومیوں کا جو لشکر دمشق میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ وہ ان کی امداد کو پہنچنے والا ہے۔ ہرقل بادشاہ روم بھی حمص میں مقیم ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت عمرؓ فاروق کی اجازت کے بعد اسلامی سواروں کا ایک دستہ فحل کا محاصرہ کرنے کے لئے بھیج دیا' بقیہ فوج کے چند حصے کئے ان میں سے ایک حصہ کو حمص و دمشق کے درمیان پڑاؤ کا حکم دیا۔ دوسرے حصے کو دمشق و فلسطین کے درمیان مورچہ بندی کا حکم دے کر خود مع حضرت خالد بن ولید دمشق کی طرف بڑھے۔ دمشق پر پہنچتے ہی مغرب سے حضرت خالدؓ بن ولید نے مشرق کی طرف سے خود حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح نے شمال کی جانب سے یزید بن ابی سفیان نے اور جنوب کی طرف سے عمرو بن العاص نے محاصرہ[1] کر لیا۔ دمشق میں ان دنوں رومیوں کا نامی سپہ سالار فسطاس بن نسطورس اور ان کا

---

[1] ۱۶ محرم ۱۴ھ کو اسلامی لشکر مہم مرج صفر سے فارغ ہو کر دمشق کی طرف بڑھا۔ اثناءِ راہ میں غوطہ اور اس کے گرجا پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔ اہل دمشق نے یہ سن کر شہر پناہ کے دراوزوں کو بند کر لیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت ابوعبیدہ کی سرکردگی میں اسلامی لشکر دمشق پر اترا۔ مشرقی باب کی طرف خالد بن ولید نے' باب توما کی طرف عمرو بن العاص نے' باب فرادیس کی طرف شرحبیل اور باب الجابیہ کی طرف حضرت ابوعبیدہ نے محاصرہ کیا اور یزید بن ابی سفیان باب صغیر سے باب کیسان تک گھیرے ہوئے تھے۔ جس کلیسہ پر حضرت خالدؓ بن ولید آ کر اترے تھے وہ "خالد" کے نام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہبی پیشوا ہامان بحیثیت ذمہ دار حاکم موجود تھا۔ لیکن اسلامی لشکر کمال ہوشیاری سے ستر راتوں تک اور بعض کے قول کے مطابق چھ مہینے تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔ کبھی منجنیقوں سے غنیم پر پتھر برساتا تھا اور کبھی کامیابی حاصل کرنے کے جوش میں تیراندازی کرتا تھا۔ محاصرے کے دران ہرقل نے اہل دمشق کی امداد کے لئے حمص سے کثیر التعداد فوج روانہ کی جس کو ذوالکاع (جو دمشق اور حمص کے درمیان غالباً اسی خطرے کی روک تھام کے لئے متعین تھے) دمشق میں داخل نہ ہونے دیا۔ چنانچہ اہل دمشق ہرقل کی امداد سے ناامید ہوگئے۔ اس مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلامی سپہ سالار اور ان کا جری لشکر دمشق کو بہ عجلت فتح کرنے پر تیار ہوگیا۔

فتح دمشق: ایک روز شام کو خالد بن ولید دمشق کے محافظوں کو غافل پا کر کمند کے ذریعہ سے شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور دو رسیاں لٹکا دیں جن کے ذریعہ معقاع بن عمرو اور مذعور بن عدی بھی شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ اتنے میں شہر پناہ کے محافظ بھی چونک اٹھے اور یہ متذکرہ تینوں مسلم سردار محافظوں سے مقابلہ کرتے ہوئے نیچے اترے شہر میں ہلڑ مچ گئی۔ چاروں سے

..... جیہ نام سے موسوم ہوا۔ جو اسقف (مذہبی پیشوا) اس کلیسہ کا حاکم تھا اس نے ایک روز شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر خالد کو بلایا اور تھوڑی دیر گفت وشنید کرنے کے بعد کہنے لگا کہ ''اگر تم مجھ سے مصالحت کرلو اور ایک معاہدہ لکھ دو کہ ہمارے گرجا اور جان و مال محفوظ رہیں گے تو میں تم کو یہ شہر حوالہ کردوں گا اور ایسی تدبیر بتلاؤں گا جس سے تم بہ آسانی فتح حاصل کرلو گے''۔ حضرت خالدؓ نے قلم دوات اور کاغذ منگوایا اور حسب ذیل عہد نامہ لکھ کر دے دیا۔

((بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم هذا ما اعطی خالد بن الولید اهل دمشق اذا دخلها اعطاهم امانا علی انفسهم و اموالهم و کنائسهم و سور مدینتهم لا یسکن و لا یهدم شئی من دورهم لهم بذلک عهد اللّٰہ و ذمه رسوله صلی اللّٰہ علیه وسلم و الخلفاء و المومنین لا یعرض لهم الا بخیر اذا اعطوا الجزیة))

یعنی ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ حقوق ہیں جو خالد بن ولید نے بوقت فتح دمشق اہل دمشق کو عطا کئے ہیں۔ اہل دمشق کو ان کی جان و مال کی امان دی جائے گی۔ ان کے کلیسا اور ان کا شہر پناہ محفوظ رکھے جائیں گے ان کے مکانات نہ تو مسمار کئے جائیں گے اور نہ اس میں لشکر اسلام کا کوئی شخص سکونت اختیار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس معاہدے کے ذمہ دار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور کل مسلمان اہل دمشق سے حسن سلوک سے پیش آئیں گے بشرطیکہ وہ جزیہ ادا کرتے رہیں''۔

اسقف یہ عہد نامہ لے کر اپنے کلیسا میں چلا گیا اور حضرت خالدؓ اپنے لشکر میں چلے آئے ایک روز رات کو اسقف کا ایک فرستادہ حضرت خالد سے آ کر ملا اور بیان کیا کہ ''آج اہل دمشق کی عید ہے سب کے سب شراب نوشی میں مصروف اور اپنے کاموں سے غافل ہیں نیز مشرقی دروازہ سنگ باری سے کمزور ہوگیا ہے میں سیڑھیاں مہیا کئے دیتا ہوں تم مسلمانوں کو لے کر قلعہ پر چڑھ جاؤ اور قبضہ کرلو''۔ تھوڑی دیر کے بعد اہل کلیسا میں سے کسی شخص نے دو سیڑھیاں لا کر دیوار سے لگا کر کھڑی کردیں۔ حضرت خالد مع چند مسلمانوں کے شہر پناہ کے فصیل پر چڑھ گئے اور طلوع آفتاب کے قریب قلعہ کے نگہبانوں کو مار کر قلعہ کے دروازہ کو کھول دیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے جو باب الجیاب پر جنگ کر رہے تھے۔ چند مسلمان ان کی طرف سے بذریعہ کمند دیوار شہر پناہ پر چڑھ گئے اور قبضہ کرلیا رومی لشکر لڑائی سے جی چرا کر بھاگ کھڑا ہوا اور حضرت ابوعبیدہ مع اپنے لشکر کے باب الجابیہ کی طرف سے بھی دمشق میں داخل ہوگئے۔ خالدؓ بن ولید سے مقلاط میں ملاقات ہوئی لیکن بعض نے لکھا ہے کہ جس وقت اسقف نے اس امر کا یقین کرلیا کہ حضرت ابوعبیدہ دمشق پر بزور تیغ قبضہ کرلیں گے اس وقت اس نے حضرت خالدؓ سے صلح کر کے مشرقی دروازہ کھول دیا اور حضرت خالد کا عہد نامہ لئے ہوئے باہر نکل آیا بعض سرداران لشکر نے کہا کہ ''خالد امیر نہیں ہیں ان کا لکھا ہوا صلح نامہ ناجائز ہے ہم اس کے پابند نہ ہوں گے''۔ لیکن حضرت ابوعبیدہ نے جواب دیا ''نہیں اہل مسلمان اس کا نفاذ ہے تو خالد بدرجہ اولیٰ مجاز ہیں لہذا میں اس کو جائز قرار دیتا ہوں یہ کہہ کر حضرت ابوعبیدہ دمشق میں اس طرح داخل ہوئے جیسے دمشق بذریعہ صلح فتح ہوگیا۔ واللہ اعلم۔ (فتوح البلدان)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑائی شروع ہوگئی۔ ہرکس و ناکس حضرت خالد اور ان کے دونوں ساتھیوں پر حملہ آور ہو رہا تھا اور یہ تینوں بزرگ اپنی مدافعت کرتے اور اپنے کو ان کے وار سے بچاتے ہوئے رفتہ رفتہ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ حضرت خالدؓ نے بڑھ ایک بھرپور وار سے دو دربانوں کو قتل کر دیا اور قعقاع نے دائیں ہاتھ سے اپنے مقابل کو مار کر بائیں ہاتھ سے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی حضرت خالد اور ان کے ہمراہیوں نے بہ آواز بلند تکبیر کہی جس کی صدا سے کل میدان گونج اٹھا اور ان کے ماتحت فوجیوں نے کامیابی کے جوش مسرت میں تلواریں کھینچ کر حملہ کر دیا۔ اہل دمشق سرداروں نے اس فوری تغیر سے گھبرا کر اپنی طرف کے فریق محاصرہ سے صلح کی درخواست کی ان لوگوں نے صلح کر لی۔ چنانچہ بمصالحت اپنی اپنی سمت سے شہر میں داخل ہوئے اس معرکہ میں چونکہ صرف خالد بن ولید ایسے سردار تھے۔ جو بزور تیغ داخل ہوئے تھے اور باقی دوسرے امراء اسلام بمصالحت داخل ہوئے تھے۔ اس لئے حضرت خالدؓ بن ولید کو فتح بھی بذریعہ جنگ حاصل ہوئی۔

جنگِ فحل: سیف نے لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ فاروق کو اس فتح کی خبر بھیجی گئی تو انہوں نے لشکر عراق کو عراق کی جانب واپس کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابوعبیدہ ابن جراح نے لشکر عراق پر ہاشم بن عتبہ کو امیر مقرر کر کے عراق کی طرف روانہ کیا اور دمشق میں یزید بن ابی سفیان کو امیر مقرر کر کے خود فحل کی طرف بڑھے۔ یزید بن ابی سفیان[1] نے وحیہ کلبی کو تدمر کی طرف اور ابوالاذہر قشری کو حوارن و مشینہ کی جانب روانہ کیا۔ ان لوگوں نے صلح و امان کے ساتھ ان مقامات پر قبضہ کر لیا' یہی اس کے حاکم مقرر کئے گئے۔

فحل کی مہم میں حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالدؓ کو مقدمۃ الجیش پر' قلب لشکر پر شرحبیل بن حسنہ کو میمنہ پر' عمرو بن العاص کو سواروں پر' ضرار بن الازور کو اور پیادوں پر عیاض بن غنم کو مقرر کیا اور خود میسرہ میں رہے۔ رومیوں نے آدھی رات کے بعد اسلامی لشکر پر حملہ کیا۔ شرحبیلؓ بن حسنہ مقابل ہوئے۔ لڑائی کا شور و غل سن کر دیگر سردارانِ لشکر اسلام بھی اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے میدان میں آ گئے۔ کئی روز تک متواتر شب و روز لڑائی ہوتی رہی۔ رومیوں کا نامی سردار سقلار بن مخراق اور کئی نامی گرامی سپہ سالار مع اسی ہزار رومیوں کے مارے گئے۔ بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

بیسان و طبریہ کی اطاعت: اس کے بعد اسلامی لشکر بیسان کی طرف بڑھا اور محاصرہ کے بعد لڑائی شروع کر دی۔ لیکن جب بیسان کے محافظ کامیابی کی امید میں بیسان پر اپنی اپنی جانیں فدا کر چکے تو اہل بیسان نے مجبور ہو کر صلح کر لی اور اہل طبریہ سے بھی جن کا ابوالاعور سلمی محاصرہ کئے ہوئے تھے صلح ہوگئی اس طرح پورا اردن بھی پرامن طریقہ پر فتح ہوگیا اور مسلمانوں نے اردن کے شہروں اور قصبات میں انتظام کی غرض سے اپنا لشکر مقرر کر دیا اور اس فتح یابی سے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو حاصل ہوئی۔ حضرت عمرؓ فاروق کو مطلع کیا۔

---

[1] یزید بن ابی سفیان نے اپنے زمانہ حکومت میں دمشق میں اس کے ساحلی مقامات صیدا' عرقہ جبیل اور بیروت کو فتح کیا اور وہاں کے اکثر رہنے والوں کو جلاوطن کر دیا تھا۔ ان کے لشکر کے مقدمۃ الجیش حضرت امیر معاویہ افسر تھے۔ انہوں نے عرقہ اکیلے فتح کیا ہے۔ (ابن اثیر)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقدی کا خیال ہے کہ جنگ یرموک ۱۵ھ میں ہوئی تھی ہرقل انطاکیہ سے بھاگ کر یرموک پہنچا تھا اور وہاں سے قسطنطنیہ گیا تھا' یرموک آخری لڑائی ہے اوپر ہم نے بروایت سیف لکھا ہے کہ واقعہ یرموک ۱۳ھ میں ہوا تھا اور ابوبکرؓ صدیق کی وفات کی خبر لشکر اسلام میں اس روز پہنچی تھی' جس دن رومی لشکر کو شکست ہوئی تھی۔ واقعہ یرموک کے بعد دمشق کی طرف بڑھا تھا اور اس کو فتح کیا تھا اس کے بعد فحل کا واقعہ اور دیگر لڑائیاں ہرقل کے بھاگنے سے پہلے ہوئی ہے۔

معرکۂ بابل: حج سے واپسی کے بعد خالدؓ بن ولید کو حضرت ابوبکرؓ صدیق اکبر کا اس مضمون کا حکم نامہ ملا کہ ''تم امیر لشکر ہو' نصف آدمیوں کو لے کر شام کی طرف چلے جاؤ اور بقیہ نصف کو عراق میں مثنیٰ بن حارث کے پاس چھوڑ جاؤ''۔ چنانچہ حضرت خالدؓ بن ولید اس حکم کے مطابق شام کی طرف روانہ ہوئے اور مثنیٰ بن حارث حیرہ میں قیام کر کے لشکر کی تہذیب کرنے لگے۔ ادھر اہل فارس نے اپنی سقیم حالت کو درست کیا۔ شہریزان[1] بن اردشیر بن شہر بن سابور کو ۱۳ھ میں عنان حکومت سپرد کی۔ اس نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی دس ہزار فوجیوں کو ہرمز کی سرکردگی میں مسلمانوں کے مقابلے کے لئے حیرہ کی طرف روانہ کیا۔ لیکن مثنیٰ بن حارث نے حیرہ سے نکل کر بابل میں مورچہ قائم کیا اور فریقین سے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اہل فارس اپنے لشکر میں سب سے آگے ہاتھیوں کی کثیر تعداد رکھتے تھے۔ گویا یہ وہ بس یا دمدمہ تھا جس کی آڑ سے مسلمانوں پر حملہ کرتے تھے۔ مثنیٰ بن حارث نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر لوگوں کو للکارا اور خود تلوار کھینچ کر تکبیر کہتے ہوئے ہاتھیوں کے رخ سے ذرا ہٹ کر لشکر فارس کی طرف بڑھے اور نہایت تیزی سے اس طرح لشکر فارس پر چڑھائی کی کہ ان کو اپنے سنبھلنے اور بچنے تک کی مہلت نہ دی۔ اہل فارس اس اچانک حملہ سے گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسلامی لشکر ان کو قتل وقید کرتا ہوا ان کے تعاقب میں اطراف مدائن تک چلا گیا۔

ارزمیدخت کی تخت نشینی: اس لڑائی کے بعد دجلہ کے حصے کو چھوڑ کر پورا ملک عراق مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اس کے بعد شہریزان کا انتقال ہو گیا۔ اہل فارس میں بادشاہ بنانے کے سوال پر اختلاف ہو گیا۔ لیکن چند روز بعد ارزمیدخت بنت کسریٰ کو بادشاہ بنانے پر اتفاق ہو گیا لیکن رسم تخت نشینی کے بعد ہی تخت سے اتار دی گئی اور سابور بن شہریزان تخت نشین ہوا۔ فرخ زاد بن بندوان کو قلمدان وزارت حوالہ کیا' ارزمیدخت سے شادی کر لی۔ ارزمیدخت کو یہ فعل ناگوار گزرا۔ فوراً شیاوخش کو لکھ بھیجا اہل فارس کے نامی گرامی سپہ سالاروں میں سے تھا شیاوخش فوجی جمعیت کے ساتھ عین شب عروسی آ پہنچا اور فرخ زاد کو مع اس کے ساتھیوں کے قتل کر ڈالا اور ارزمیدخت کو دوبارہ تخت حکومت پر بٹھایا۔

---

[1] شہریزان نے قبل روانگی ہرمز' مثنیٰ کو اس مضمون کا خط لکھا ''میں نے تمہاری طرف وحشیان فارس کا ایک لشکر عظیم بھیجا ہے۔ جو درحقیقت مرغیوں اور سور کے چرواہے ہیں۔ میں تمہارے مقابلے میں سوائے ان لوگوں کے اور کسی کو نہیں روانہ کر سکتا''۔ مثنیٰ نے جواب میں لکھا کہ ''تو اپنے اس دعوے میں اگر سچا اور حد سے متجاوز ہے تو یہ تیرے لئے نقصان رساں اور ہمارے لئے بہتر ہے اور اگر تو جھوٹا ہے تو جھوٹوں کی برائی اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ اور انسانوں کے نزدیک رسوا ہوں گے' ہم کو تیری دھمکی سے ذرا بھی خوف نہیں ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تیر مکر وفریب کو مرغیوں اور سور کے چرواہوں تک محدود کر دیا ہے''۔ شہریزان اور اس کے اراکین دولت اس مضمون کو دیکھ کر دنگ ہو گئے جھلا کر ہرمز کو دس ہزار لشکر اور ایک سو ہاتھیوں کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ پر روانہ کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکرؓ کی وصیت کی تعمیل: آل کسریٰ اس طوائف الملوکی میں مصروف اور باہم برسرِ پیکار تھے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کا وصال ہو گیا اور جب حضرت مثنیٰ کو حضرت صدیق اکبرؓ کا کوئی حال معلوم نہ ہوا تو انہوں نے بشیر بن الخصاصہ کو اپنا نائب مقرر کر کے خود مدینہ کا قصد کیا تا کہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل فارس کے حال سے آگاہ کر کے ان پر حملہ کرنے کی اجازت اور امداد حاصل کریں لیکن مدینہ میں حضرت مثنیٰ کے پہنچنے سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ نے عنانِ خلافت حضرت عمرؓ کے سپرد کر دی تھی لیکن جب حضرت صدیق اکبرؓ کو اس کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے حضرت عمرؓ فاروق کو یہ وصیت[1] فرمائی تھی کہ ''کل کے دن تم سب سے پہلے یہ کام کرنا کہ مجاہدوں کو مثنیٰ کی سرکردگی میں عراق کی طرف روانہ کرنا اور خالد کے لشکر کو شام سے عراق کی طرف واپس جانے کا حکم دینا''۔ صدیق اکبرؓ یہ حکم دے کر اسی رات کو انتقال فرما گئے اور حضرت عمرؓ فاروق نے حسبِ وصیت خلیفہ اولؓ کے احکام نافذ کر دیئے۔ حضرت عمرؓ فاروق اکثر فرمایا کرتے تھے ''اللہ ابوبکرؓ پر رحم کرے۔ مرحوم نے حضرت خالدؓ کی امارت کی پردہ پوشی کی کیونکہ بوقت وفات مجھ کو خالدؓ کے لشکر کو عراق واپس بھیجنے کا حکم دے گئے اور ان کا کچھ ذکر نہ کیا''۔

حضرت عمرؓ کا خطبۂ جہاد: حضرت عمرؓ فاروق نے بیعت خلافت لینے کے بعد لوگوں کو مثنیٰ بن حارث کی سرکردگی میں عراق کے جہاد پر جانے کی تلقین فرمائی اور مہاجرین و انصار کو جمع کر کے فرمایا ''کہاں ہیں وہ مہاجرین جنہوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور جن سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اس سرزمین کی طرف قدم بڑھائیں جس کے وارث بنانے کا اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں وعدہ کیا ہے اور یہ ارشاد فرمایا کہ ''بے شک دین اسلام کو کل دینوں پر غالب کرے گا پس اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ظاہر کرنے والا اور اس کی مدد کرنے والوں کو عزت و فتح دینے والا ہے اور مختلف ممالک کا ان کو وارث و مالک بنانے والا ہے''۔ کہاں ہیں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے! کہاں ہیں انصار! جنہوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے یہاں ٹھہرایا اور ان کی اور ان کے دین کی مدد کی اور ان کے ساتھ رہے اور ان کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے۔ اس ملک کی طرف چلیں جس کی فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے اور وہ کام کریں جن کی بابت اللہ تعالیٰ نے کتاب قرآن پاک میں ان الفاظ سے خوشنودی ظاہر کرتا ہے۔ ((ان اللّٰہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا

---

[1] تاریخ از کامل ابن اثیر میں یہ وصیت اس طرح مذکور ہے ((انی لا یرجعوان اموت یومی ھذا فاذا مت فلا تمسین حتی تندب الناس مع المثنی ولا تستفلنکم مصیبۃ عن امر دینکم ووصیۃ ربکم فقدر زائیتنی متوفی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و ما صنعت و اما اصیب الخلق بمثلہ و اذا فتح اللّٰہ علی اھل الشام فارد واھل العراق فانھم اھل دولاۃ امرہ و اھل الجراءۃ علیھم)) ''مجھے امید ہے کہ میں آج ہی مرجاؤں گا پس جب میں مرجاؤں گا تو تم کل کا دن نہ گزرنے دینا یہاں تک کہ مثنیٰ کے لوگوں کو لڑائی پر نہ بھیج دو۔ دیکھو کوئی مصیبت تم کو تمہارے دینی کام اور تمہارے رب کے حکم سے غافل نہ کر دے بے شک تم نے بوقت وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا ہے کہ اس وقت میں نے کیا کیا؟ اور کسی شخص کو تکلیف نہیں ہوئی اور جب اہل شام پر فتح نصیب ہو جائے تو اہل عراق کو عراق کی طرف واپس بھیج دینا کیونکہ اہل عراق اس کی سرداری کے اہل اور وہاں کے کاموں کے متولی ہیں اور ان پر ان کو جراءت حاصل ہے''۔ اس وصیت سے باولے اغور بشرطیکہ انصاف سے ہو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کی خلافت دنیا کی سے غرض نہ تھی ورنہ وہ مرتے وقت اپنی بیوی بچوں کے حق میں وصیت کر جاتے یا اپنے لڑکے کو اپنا ولی عہد خلافت بنا دیتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کانھم بنیان مرصوص)) ''یعنی بے شک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو جو اس کی راہ میں صف بہ صف ایسے لڑتے ہیں جیسے وہ گچ کی ہوئی دیوار ہیں اور پھر اس کے ساتھ'' ﴿واخری تحبونھا نصر من اللہ وفتح قریب﴾ ''بھی فرمایا ہے چلو! چلو!! اللہ کے نیک بندو چلو!!''۔

عراق کی مہم کے لئے مجاہدین کی روانگی: تین روز تک مہاجرین وانصار کے اجتماع میں حضرت فاروق اعظم اسی طرح سے جہاد عراق کی تلقین کرتے رہے لیکن کسی نے کچھ جواب نہ دیا چوتھے روز ابوعبیدہ بن مسعود ثقفی نے جہاد عراق کا عزم ظاہر کیا۔ ان کے بعد سعد بن عبید انصاری پھر سلیط[1] ابن قیس اور پھر اور بہت سے مجاہدین عراق کے جہاد پر آمادہ ہو گئے''۔ حضرت فاروقؓ اعظم نے اس صلے میں کہ ابوعبیدہ ابن مسعود ثقفی نے عراق کے جہاد کی مہم پر جانے کے لئے سب سے پہلے آمادگی ظاہر کی تھی مجاہدین عراق کا امیر مقرر کیا اور روانگی کے وقت یہ ہدایت فرمائی دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے مشوروں کو غور سے سننا اور ہر کام میں ان کے شکر گزار رہنا خود رائی نہ کرنا کیونکہ یہ لڑائی ہے اور لڑائی کی صلاحیت اس شخص میں ہوتی ہے جو سوچ سمجھ کر کام کرتا ہو۔ مزاج میں عجلت نہ ہو وقت و موقع کو پہچانتا ہو چنانچہ سلیط کی سرداری میں مجھ کو یہی پس وپیش تھا کہ ان کے مزاج میں عجلت و تیزی ہے اور لڑائی میں عجلت کرنا نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ واللہ اگر اس کے مزاج میں عجلت نہ ہوتی تو میں اسی کو امیر لشکر مقرر کرتا''۔ یہ پہلا لشکر تھا جس کو حضرت فاروق اعظمؓ نے ابوعبیدہ بن مسعود ثقفی کی سرکردگی میں جہاد کی غرض سے روانہ کیا۔

اہل نجران کی جلاوطنی کا حکم: ان کے بعد یعلی بن امیہ کو یمن کی طرف بھیجا اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق اہل نجران کو جلاوطن کر دینے کا حکم دیا اور ان سے فرمایا کہ اہل نجران سے کہہ دینا کہ ''ہم تم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم سے جلاوطن کرتے ہیں'' اور وہ حکم یہ ہے کہ ''سرزمین عرب میں دو دین نہیں رکھے جائیں گے اور ہم تم کو تمہارے رہنے کے لئے تمہارے ملک کی طرح دوسرا ملک بہ نظر ایفاء ذمہ دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے''۔

جنگ نمارق: الغرض ابوعبیدہ ثقفی مثنیٰ بن حارث سعد بن عبید اور سلیط بن قیس کے ہمراہ تھے عراق کی طرف روانہ ہوئے۔ فارس میں فرخ زاد کے قتل کے بعد آرزمیدخت دوبارہ عنان حکومت پر متمکن ہو کر حکمرانی کر رہی تھی۔ بوران نے والی خراسان رستم کو آرزمیدخت پر حملہ کرنے کو لکھا اور رستم کو آرزمیدخت کے خلاف ابھار دیا۔ رستم کثیر فوج کے ساتھ مدائن آ پہنچا اور چند روز کے محاصرے کے بعد مدائن فتح کر لیا شیاوخش کو قتل کر کے آرزمیدخت کی آنکھیں نکلوا لیں اور بجائے اس

---

[1] سلیط بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ کسی نے ابوعبیدہ کی سرداری پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ اس لشکر پر ان لوگوں میں سے کسی کو سردار بناؤ جو سابقین اولین میں سے ہو۔ خواہ وہ مہاجرین میں سے ہو یا انصار میں سے۔ فاروقؓ اعظم نے کہا واللہ میں ایسا نہ کروں گا اللہ تعالیٰ نے سابق الاسلام ہونے کی وجہ سے ان کے درجات بلند فرمائے ہیں اور یہ ان کے لئے کافی ہے۔ اگر میں ایسا کروں گا تو اوروں کو شاق گزرے گا۔ میں بے شک اس کو سردار مقرر کروں گا جس نے سب سے پہلے عراق کے جہاد کی تحریک پر لبیک کہا ہے۔ بظاہر اس روایت اور علامہ ابن خلدون کی بیان کردہ روایت میں اختلاف معلوم ہوتا ہے لیکن جس وقت یہ روایت سابقہ روایت کا تتمہ بنا دی جائے گی تو اختلاف باقی نہ رہے گا۔ کما لا

خفی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بوران کو تختِ حکومت پر بٹھایا۔ مرزبانانِ فارس اس کی حکومت سے بہت خوش ہوئے اور نہایت خوشی سے اس کی اطاعت کو اپنے لئے فخر و عزت کا ذریعہ سمجھا۔ اگرچہ ابوعبیدہ کے فارس پہنچنے سے پہلے بوران کو مستحکم اور قابل اطمینان حکومت حاصل ہو گئی۔ اس کے باوجود پہلے مثنیٰ اور ایک ماہ خود حضرت ابوعبیدہ اپنا جری لشکر لئے ہوئے حیرہ پہنچ گئے۔ رستم نے سواد کے دہقانوں کو مسلمانوں سے لڑنے کو لکھا اور ہر طرف ایک ایک کارآزمودہ سپہ سالار روانہ کیا۔ چنانچہ فرات کی ایک طرف جابان کو کسکر کی جانب نرسی کو اور کثیر التعداد فوج کو مثنیٰ کے مقابلہ پر بھیجا اور ان سب کو ایک دن اور ایک معین وقت پر نشیبی فرات میں جمع ہونے کا حکم دیا۔ مثنیٰ نے حیرہ سے نکل کر خفان میں قیام کیا۔

ابوعبیدہ مثنیٰ کو سواروں کی فوج پر مقرر کر کے جابان سے بھڑ گئے' جو ایک فوج کثیر لئے ہوئے نمارق میں فروکش تھا۔ اہل فارس کچھ عرصہ تک تو جم کر لڑتے رہے لیکن جب مسلمانوں کے نامی سردار ابوعبیدہؓ نے اللہ اکبر کہہ کر قدم آگے بڑھایا اور مسلمانوں کا جری لشکر بھی اللہ اکبر کہتا ہوا لشکر فارس کی طرف بڑھا اس وقت اہل فارس کا لشکر حواس باختہ ہو کر بھاگ نکلا ان کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے میدانِ جنگ سے بھاگے ایک سخت خونریز جنگ کے بعد جابان کو مطر بن فضہ تیمی اور مردان شاہ کو (جو لشکر فارس کے میمنہ کا افسر تھا) اکتل بن شماخ عکلی نے گرفتار کر لیا۔ اکتل نے تو مردان شاہ کو گرفتار کرتے ہی قتل کر ڈالا۔ لیکن جابان نے مطر کو دھوکا[1] دیا۔ امان حاصل کر کے نکل کھڑا ہوا لیکن مسلمانوں میں سے پھر کسی شخص اسے گرفتار کر لیا اور حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس لایا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا لیکن جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ مطر اس کو امن دے چکے ہیں تو یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ ''کل مسلمان مثل ایک جسم کے ہیں پس جب ان میں سے کسی نے ایک بات اختیار کر لی تو سب نے گویا اس کو اختیار کر لیا''۔ جابان رہا ہونے کے بعد اپنے گروہ میں جا ملا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے ان کے تعاقب میں لشکر روانہ کیا یہاں تک کہ اس شکست خوردہ لشکر فارس نے کسکر میں جا کر دم لیا جہاں پر نرسی مقیم تھا۔

جنگِ کسکر: نرسی کسرائے فارس کا خالہ زاد بھائی تھا اس کے ساتھ تیس ہزار فوج تھی۔ میمنہ و میسرہ پر نفدویہ اور شیرویہ دو پسران بسطام کسرائے فارس کے ماموں زاد بھائی تھے۔ جس وقت بوران اور رستم کو جابان کی شکست کی خبر پہنچی اور یہ معلوم ہوا کہ شکست خوردہ گروہ کسکر میں نرسی کے پاس آ گیا ہے۔ اس وقت انہوں نے جالینوس کی سرکردگی میں ایک اور عظیم فوج نرسی کی مدد کو روانہ کی۔ لیکن اسلامی لشکر اور اس کے سردار نے جو نمارق سے جالینوس کے لشکر کا تعاقب کر رہے تھے۔ لشکر کے نشیبی کسکر مقام سقاطیہ میں پہنچنے سے پہلے لڑائی شروع کر دی تھی حضرت ابوعبیدہؓ قلب میں تھے' سعد وسلیط میمنہ و میسرہ اور مقدمۃ الجیش میں مثنیٰ تھے نرسی نے مسلمانوں کے میسرہ پر اور نفدویہ و شیرویہ نے قلب و میمنہ پر حملہ کر دیا لیکن جری مثنیٰ نے لڑائی کو بڑھتا ہوا دیکھ کر چار کوس کا چکر کاٹ کر نرسی پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ نرسی اس غیر متوقع عقبی حملہ کو دیکھ کر گھبرا گیا اور پیچھے مڑ کر اپنی فوج کے ایک حصہ کو مثنیٰ کے مقابلے کے لئے متعین کر دیا لیکن سعدؓ فوراً اللہ اکبر کہہ کر نہایت تیز سے مع ہمراہیوں کے سر پر جا

---

[1] جابان نے گرفتار ہونے کے بعد کہا کہ تم مجھ کو گرفتار کر کے کیا کرو گے تم مجھے چھوڑ دو میں تم کو دو غلام نہایت حسین اور قیمتی دوں گا مطر نے نادانستگی میں اس کو چھوڑ دیا مگر اس کمبخت نے ایفا نہ کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچے یہاں تک کہ دست بدست لڑائی ہونے لگی اور تلواریں بھی نیام سے نکل آئیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے بھی بآواز بلند تکبیر کہی ان کی تکبیر کی آواز سن کر پورا اسلامی لشکر بے ساختہ پرجوش آواز سے اللہ اکبر کہہ اٹھا۔ جس سے میدان جنگ گونج اٹھا اور فریق مخالف کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ غنیم کو یہ پہلے سے معلوم تھا کہ مسلمان اپنی فتح کے وقت اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ نرسی بھاگ کھڑا ہوا لیکن اسلامی لشکر نے مثنیٰ و عاصم کی سرکردگی میں اس کا تعاقب کیا اور دوسرے حصہ نے غنیم کے لشکریوں کو قتل اور قید و بند کی سزا دی۔ ان کے خیموں اور بازاروں پر قبضہ کر لیا لیکن تھوڑی ہی دیر بعد کسکر اور سقاطیہ اہل فارس سے خالی ہو گیا۔ اسلامی سردار نے ان قصبات اور شہروں کو جن کے رہنے والوں نے اسلام لانے یا جزیہ دینے سے انکار کیا' تاخت و تاراج کر ڈالا اور ان کے لڑکوں اور عورتوں کو گرفتار کر لیا اور اہل سواد پر جزیہ مقرر کر دیا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے فتح کا بشارت نامہ' خمس اور مال غنیمت[1] کے ساتھ حضرت فاروق اعظمؓ کی خدمت میں مدینہ روانہ کیا ور جالینوس سے لڑنے کو بڑھے۔[2]

معرکۂ باقیسیا: یہ تو پہلے لکھا جا چکا ہے کہ جالینوس کو رستم و بوران نے نرسی کی مدد کو روانہ کیا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ابوعبیدہ نے لڑائی چھیڑ دی تھی جس کا نتیجہ اہل فارس کے خلاف ہوا اور اسلامی لشکر کے حق میں نکلا۔ مسلمانوں کا کامیابی کے ساتھ غنیم کے شہروں' خیموں اور مال و اسباب پر قبضہ ہو گیا اس کے بعد جالینوس پہنچا اور مقام باقیسیا (سرزمین باروسما) میں قیام کیا ابوعبیدہ نے سقاطیہ سے نکل کر باقیسیا میں جالینوس کا مقابلہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں اس کو میدان جنگ سے مار بھگایا۔ جالینوس کی شکست کے بعد ابوعبیدہ نے تقریباً کل اطراف سواد پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے رہنے والوں پر جزیہ قائم کر کے حیرہ واپس آ گئے۔ حالانکہ حضرت فاروق اعظمؓ نے روانگی کے وقت سمجھا دیا تھا کہ "اے ابوعبیدہ تم مکر و فریب خیانت اور بد باطنی کی ایسی سرزمین پر بھیجے جا رہے ہو جہاں کی پوری قوم شر کرنے پر جری ہو گئی ہے اور نیکی کو بھلا چکی ہے پس تم ان کو نیکی کی تعلیم دینا اور دیکھتے رہنا کہ وہ کس انداز پر چلتی ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ اپنی زبان پر قابو رکھنا اور اپنے راز کو چھپانا کیونکہ اہل راز جب تک اپنے راز کو چھپائے رکھے گا ایسے امور سے محفوظ رہے گا جن کو وہ برا جانتا ہے اور جب اس نے افشا کر دیا تو نقصان اٹھائے گا"۔

جنگِ جسر: شکست خوردہ جالینوس اپنے شکست خوردہ لشکر کے ساتھ مدائن میں رستم کے پاس پہنچا۔ رستم غصہ سے کانپ اٹھا

---

[1] بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ اہل فارس اس قدر حواس باختہ ہو کر بھاگے تھے کہ دسترخوان پر نفیس نفیس کھانے چنے تھے وہ چنے کے چنے رہ گئے اور چولہوں پر ہانڈیاں چڑھی تھیں مسلمانوں نے ان سب پر قبضہ کر لیا۔ منجملہ اور میوہ جات کے نرسی بھی تھا جو ایک اعلیٰ درجہ کی کھجور ہوتی ہے مسلمانوں نے خوب سیر ہو کر کھایا' ابوعبیدہ نے خمس کے ساتھ نرسی کو بھی روانہ کیا اور یہ لکھا کہ "ہم کو اللہ جل شانہ نے وہ عمدہ اور نفیس کھانے کھلوائے ہیں جن کو اکاسرہ اپنی حفاظت میں رکھے ہوئے تھے ہمارا جی چاہا کہ ان کو آپ کی خدمت میں بھی بھیج دیں تاکہ آپ بھی اللہ تعالیٰ کے انعام و افضال کا شکریہ ادا کریں۔

[2] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ لڑائی ختم ہونے کے بعد ابوعبیدہ نے مثنیٰ کو بارد سما کی طرف اور عاصم کو نہر جور کی طرف اور سلیط کو زوابی اور اہل اندرود وغیرہ کی طرف روانہ کیا ان لوگوں نے جو وہاں جمع تھے ان کو بھگا دیا۔ وہاں کے رہنے والوں نے مجبور ہو کر جزیہ دے کر صلح کر لی اور فرخ وفرادغداذ ابوعبیدہ کے پاس آئے نذرانہ میں بیش قیمت اموال و اسباب اور اعلیٰ و نفیس میوے پیش کیے۔ غرض کہ اس طرح سے چاروں جانب سے سواد فتح ہو گیا اس کے بعد جنگ جالینوس ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاضرین سے مخاطب ہو کر بولا ''اہل عجم میں سے کون شخص ہے جو اہل عرب سے لڑ سکتا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا ''بہمن جادویہ ذوالحاجب''۔ رستم نے جادویہ کو تیس ہزار فوج اور تین سو ہاتھی کے ساتھ حیرہ کی طرف روانہ کیا اور اس کی کمک پر جالینوس کو مامور کیا اور حکم دیا کہ ''اگر اس مرتبہ جالینوس میدان جنگ سے بھاگے تو ضرور اس کی گردن مار دینا''۔ اس لشکر میں درفش کاویانی (کسریٰ کا علم) بھی تھا جس طول بارہ گز اور عرض آٹھ گز اور نمر[1] کی کھال کا بنا ہوا تھا۔ بہمن جادویہ نے مدائن سے حیرہ تک اثناء راہ میں جتنے قصبات اور شہر پڑے وہاں سے بھی آدمیوں کو بھرتی کرتا ہوا قس ناطف میں آ کر پڑاؤ ڈالا۔ ابوعبیدہ یہ سن کر کسکر سے مروحہ پہنچ گئے لیکن دریائے فرات کے درمیان میں حائل ہونے کی وجہ سے فریقین اس وقت تک لڑائی سے رکے رہے جب تک کہ فریقین کی باہم رضامندی سے فرات پر پل تیار نہ ہو گیا۔ یہ پل ابن صلوبا نے بنایا تھا۔

واقعاتِ جنگ: پل بننے کے بعد بہمن جادویہ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے معلوم کرایا ''کہ تم دریا عبور کر کے ہماری طرف آؤ گے یا ہم کو عبور کرنے کی اجازت دو گے'' اس بارے میں حضرت ابوعبیدہ کی رائے تھی کہ لشکر اسلام دریا عبور کر کے فریق مخالف سے نبرد آزما ہو۔ لیکن بعض سرداران لشکر اسلام جن میں سلیط بھی شامل تھے اس رائے کے مخالف تھے۔ لیکن حضرت ابوعبیدہ نے ان لوگوں کی کچھ نہ سنی اور دریائے فرات عبور کر کے اہل فارس کے لشکر پر حملہ آور ہوئے تھوڑے عرصہ میں سرزمین قس ناطف سوار، پیادوں اور لڑنے والوں سے ایسی بھر گئی کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔ فریقین کی صفوں کی ترتیب کے بعد جنگ شروع ہوئی اہل فارس نے اپنے لشکر کے آگے ہاتھیوں کو رکھا فارس کے تیراندازوں نے تیراندازی شروع کر دی۔ اسلامی سواروں نے حملہ کرنے کا قصد کیا تو ان کے گھوڑے سامنے کالی کالی پہاڑیوں کو نقل و حرکت کرتے ہوئے دیکھ کر بدک کر بھاگ جاتے تھے۔ کیونکہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی ہاتھی کی شکل وصورت دیکھی ہی نہ تھی۔ علاوہ اس کے ایرانی لشکر کے ساتھ دف، بانسری اور جھانجھ وغیرہ ساز بھی تھے جن کو وہ جنگ کے وقت بجاتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ نے یہ رنگ دیکھ کر فوج کو پیدل لڑنے کا حکم دیا اور خود پیدل ہو کر تکبیر کہتے ہوئے آگے بڑھے۔ اہل فارس کے تیراندازوں نے ان کو روکنا چاہا لیکن ان کے جوش اسلام اور شوق شہادت نے انہیں نہایت تیزی کے ساتھ غنیم کی صفوں تک پہنچا دیا اور لشکر فارس سے دست بدست لڑنے لگے۔ تھوڑی دیر تک لڑائی کا یہ رنگ قائم رہا لیکن چند ساعت کے بعد جب بہمن نے اپنا گروہ کو منتشر ہوتے دیکھا تو اس نے ہاتھیوں کو بڑھانے کا حکم دیا۔ ہاتھیوں کے آگے بڑھنے سے مسلمانوں کی صفیں ٹوٹ گئیں، پریشان ہو کر ادھر ادھر ہٹنے لگے۔

حضرت ابوعبیدہ کی شہادت: حضرت ابوعبیدہ نے چلا کر کہا ''اے اللہ کے بندو تم لوگ ہاتھیوں پر حملہ کیوں نہیں کرتے؟ چلو بڑھ کر ان کے خرطوم (سونڈ) کو ایک وار سے کاٹ ڈالو کیا تمہاری تلوار میں زنگ لگ گیا ہے؟ کیا تم دشمنان اسلام کو ان ناپاک جانوروں کی وجہ سے چھوڑ دو گے؟ نہیں! نہیں! کیا وہ لوگ آدمی نہیں ہیں جنہوں نے ان کو اپنے قابو میں کر

---

[1] نمر بفتح نون وکسرہ میم یا اسکان میم ایک درندہ ہے جو صورتاً شیر کے مشابہ ہوتا ہے مگر اس سے قد میں چھوٹا ہوتا ہے اور خباثت اور جرأت میں بڑا ہوتا ہے اس کی جلد پر سفید و سیاہ دھبے ہوتے ہیں۔ شاہانِ ایران کا قاعدہ تھا کہ کسی کے جب قتل کا ارادہ کرتے تھے تو مقتول کو نمر کی کھال پہنا دیتے تھے گویا یہ ان کے غضب کا اظہار کا طریقہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھا ہے؟ کیا وہ تمہاری طرح آدمی نہیں ہیں جن کے حکم سے یہ جانور چلتا اور حرکت کرتا ہے بڑھو اور بڑھ کر ان کی سونڈوں کو تلوار کے ایک وار سے کاٹ ڈالو''۔ حضرت ابوعبیدہؓ یہ کہہ کر آگے بڑھے اور لپک کر ایک ہاتھی پر تلوار چلائی پہلے ہی وار میں اس کی سونڈ کاٹ ڈالی یہ دیکھ کر ہاتھی بان نے حضرت ابوعبیدہ پر نیزے سے وار کیا لیکن انہوں نے خود کو بچا کر دوسرے وار میں ہاتھی کے اگلے دونوں پاؤں اڑا دیئے ہاتھی زمین پر گر پڑا اور اس کا سوار حضرت ابوعبیدہ کی تلوار کے سایہ میں موت کی نیند سو گیا۔ حضرت ابوعبیدہ کی یہ تیزی اور دلاورمی دیکھ کر اسلامی دلاوروں نے بھی تیزی و مردانگی سے لڑائی شروع کر دی اور کئی ہاتھیوں کی سونڈ اور ٹانگیں کاٹ کاٹ کر ان کے سواروں کو خاک و خون کے بچھونے پر سلا دیا لیکن اتفاق سے حضرت ابوعبیدہ ایک ہاتھی کے سامنے پڑ گئے اس نے ان کے پکڑنے کا قصد کیا اور انہوں نے اپنے کو بچا کر اس کی سونڈ پر وار کیا' سونڈ تو کٹ کر زمین پر آ رہی لیکن بچتے بچتے بھی ہاتھی نے ان پر اپنا ایک پاؤں رکھ دیا جس سے وہ دب کر شہید ہو گئے۔

حضرت مثنیٰ کا استقلال: ان کی شہادت کے بعد پے در پے سات آدمیوں نے لواء اسلام سنبھالا اور لڑ کر شہید ہوئے آٹھویں شخص مثنیٰ تھے۔ جنہوں نے لواء اسلام کو لے کر دوبارہ ایک پرجوش لڑائی کا قصد کیا لیکن اسلامی لشکر کی صفیں ٹوٹ گئی تھیں اور لوگوں نے یکے بعد دیگرے سات امیروں کو شہید ہوتے دیکھ کر بھاگنا شروع کر دیا۔ ایک پرجوش دلاور نے یہ رنگ دیکھ کر پل کو توڑ ڈالا اور کہا'' اے لوگو! مرو جس حالت میں تمہارا سردار اور تمہارے بھائی مر چکے ہیں یا فتح مند ہو' ذلت سے بھاگ کر جان بچانا گوارا نہ کرو'' بہمن جادویہ نے سختی کے ساتھ حملہ کرنا شروع کر دیا۔ بعض لوگ جو میدان جنگ میں نہ ٹھہر سکے وہ فرات میں ڈوب گئے اور جو لوگ مستقل مزاجی سے میدان جنگ میں سینہ سپر ہو کر لڑے اور لڑتے رہے وہ کمال شوق سے شربت شہادت پی کر آرام کے ساتھ سو گئے۔ مثنیٰ عروہ بن زید الخیل اور ابومحجن ثقفی جیسے وغیرہ چند آدمیوں کے ساتھ میدانِ جنگ سے نہ ہٹے مسلمانوں میں سے جو لوگ فرات عبور کر کے چلے گئے ان سے مثنیٰ نے بہ آواز بلند کہا'' میں تمہارا محافظ ہوں تم لوگ پل کو درست کر دو'' پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا جو جان بچانے کے خیال سے خود کو فرات میں ڈبو رہے تھے'' تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے میں تو تمہارے آگے کھڑا ہوا لڑ رہا ہوں تم لوگ کیوں اپنی جانیں ہلاکت میں ڈالتے ہو کچھ خوف نہ کرو اور ڈوب کر اپنی جانیں نہ دو''۔ جب ان لوگوں نے اس پر بھی توجہ نہ کی تو مثنیٰ لڑائی میں مصروف ہو گئے۔

مجاہدین کی مراجعت: عروہ اور ابومحجن نہایت مردانگی سے لڑتے رہے۔ بالآخر مثنیٰ زخمی ہوئے ابوزید طائی نصرانی مارا گیا یہ حیرہ میں کسی ضرورت سے مثنیٰ کے پاس آیا تھا اور ملکی جوش انتقام سے مثنیٰ کے ساتھ ہو کر اہل فارس سے لڑ رہا تھا۔ اس عرصے میں پل دوبارہ درست کر دیا گیا اور مثنیٰ نے بقیہ آدمیوں کے ساتھ لڑتے ہوئے فرات عبور کر لیا۔ آخر میں پل کے پاس سلیط بن قیس شہید ہوئے۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کو سابقہ معرکوں کی نسبت بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا۔ چار ہزار آدمی شہید[1] ہوئے اور ڈوب گئے دو ہزار بھاگ گئے تین ہزار باقی بچے دوسری طرف لشکرِ فارس کے چھ ہزار آدمی کام آئے۔

---

[1] منجملہ ان مقتولوں کے عقبہ و عبداللہ پسران قیطی بن قیس بھی تھے جو شریک احد تھے لیکن ان کے ساتھ ان کے بھائی عباد بھی شہید ہوئے تھے یہ شریک احد نہیں تھے۔ قیس بن السکن بن قیس ابوزید انصاری بدری اسی معرکہ میں شہید ہوئے تھے ان کے اعقاب باقی نہیں رہے' یزید بن قیس بن الحطیم انصاری بھی شہید ہوئے یہ شریک احد تھے۔ علاوہ ان کے ابوامیہ فرازی صحابی بن مسعود برادر ابوعبیدہ اور ان کے لڑکے حیر بن الحکم بن مسعود بھی شہید ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہمن کی مدائن کو روانگی: اس معرکہ کے ختم ہونے اور مثنیٰ کے دریائے فرات کو عبور کرنے کے بعد بہمن نے تعاقب کی غرض سے دریائے فرات کو عبور کرنے کا قصد کیا تا کہ دوبارہ جنگ کر کے مسلمانوں کے ضعف سے فائدہ اٹھایا جائے۔ لیکن یہ سن کر مدائن لوٹ گیا کہ اہل فارس کے دو گروہ ہو گئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے فرزان کے ساتھ مل کر رستم کے خلاف خروج کر دیا ہے یہ واقعہ ۱۳ھ کا ہے۔

جابان اور مردان شاہ کا قتل: بہمن کی مراجعت کے بعد جابان و مردان شاہ بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ مثنیٰ نے یہ خبر پا کر بجائے اپنے عاصم بن عمرو کو مقرر کیا۔ عاصم چند سواروں کو لے کر جابان و مردان شاہ کے مقابل ہوئے۔ ان دونوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ ہمارے لشکر کے ہیں۔ ان کے پاس آ گئے انہوں نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ اہل لیس اس واقعے سے مطلع ہو کر گرم جوشی کے ساتھ اپنے سرداران کے چھڑانے کو نکلے۔ لیکن مثنیٰ کو مستعد پا کر ٹھنڈے ہوئے اور مثنیٰ سے صلح کر لی لیکن مثنیٰ نے صلح سے پہلے ان کے قیدیوں کو مار ڈالا تھا۔

جنگ بویب: حضرت فاروق اعظمؓ حضرت ابوعبیدہ ثقفی کی شہادت اور مسلمانوں کی شکست سے باخبر ہو کر مسلمانوں کو مثنیٰ بن حارث کی امداد پر آمادہ کرنے لگے۔ سب سے پہلے بجیلہ نے عراق کی طرف جانے پر مستعدی ظاہر کی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے مجاہدین بجیلہ پر جریر[1] بن عبداللہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے مختلف قبائل کو متحد و مجتمع کیا تھا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سرداری کا وعدہ فرمایا تھا لیکن کچھ ایسا اتفاق پیش آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق بھی مرتدوں کی سرکوبی میں مصروف ہو جانے کی وجہ سے اپنے زمانہ اقتدار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کئے ہوئے اس وعدے کو انجام نہ دے سکے۔ یہاں تک کہ حضرت فاروق اعظمؓ مسند خلافت پر رونق افروز ہو گئے۔ اب حضرت عمرؓ نے اس وعدے کو پورا کیا اور مثنیٰ کی مدد کو عراق کی طرف روانہ کیا ان کے علاوہ عصمۃ بن عبداللہ الضبی کو ان کے گروہ والوں کے ساتھ مثنیٰ کی کمک پر بھیجا۔ نیز اہل ردت کو بھی مثنیٰ کی مدد کرنے کی ہدایت کی اس طرح رفتہ رفتہ مثنیٰ کے پاس ایک بہت بڑی فوج جمع ہو گئی۔ جس میں قبیلہ نمر کے عیسائی بھی شامل تھے انس بن ہلال اس کے امیر تھے۔ رستم و فیرزان نے یہ اطلاع پا کر مہران ہمدانی کو حیرہ کی طرف روانہ کیا۔ مثنیٰ ان دنوں قادسیہ اور خفان کے درمیان قیام پزیر تھے انہوں نے مہران کی آمد کی خبر سن کر جریر و عصمت اور کل ان لوگوں کو جو ان کی امداد کے لئے آئے تھے بویب میں یکجا ہونے کو لکھا اور خود وہاں سے کوچ کر کے فرات کے کنارے کنارے کوفہ کے قریب بویب میں آ کر اترے۔ ان کے بعد ہی بقیہ عساکر اسلام بھی آ گئے۔ مہران

---

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جریر نے حضرت عمر فاروق اعظمؓ سے رسول ﷺ کے اس وعدے کے ایفا کا تقاضا کیا جس کا ذکر مؤرخ کتاب ہذا نے کیا ہے اور حضرت عمر فاروقؓ نے اس کے جواب میں اپنے عمال کو لکھا تھا کہ "جتنے لوگ جاہلیت میں بجیلہ کی طرف منسوب ہوتے تھے ان سب کو جریر کے پاس جمع کر دو"۔ پس جب یہ لوگ جمع ہو گئے اور حضرت عمرؓ فاروق نے ان کو عراق جانے کا حکم دیا تو ان لوگوں نے سوائے شام کے اور کسی طرف جانے سے انکار کیا۔ تب حضرت عمرؓ فاروق بہ نفس نفیس عراق جانے پر مستعد ہو گئے لیکن آخر میں طے پایا کہ جریر اور ان کی قوم کو مال غنیمت کے خمس کا چوتھا حصہ دیا جائے۔ چنانچہ جریر اس امر پر راضی ہو گئے اور حضرت عمرؓ فاروق سے رخصت ہو کر عراق روانہ ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمدانی ان کی نقل وحرکت سے مطلع ہو کر فرات کے دوسرے کنارے پر ان کے مقابلے کے لئے آن پہنچا اور مثنیٰ سے کہلا بھیجا ''تم خود دریائے فرات عبور کر کے ہماری طرف آؤ یا ہم کو عبور کرنے کی اجازت دو''۔ مثنیٰ نے کہا تم خود عبور کر کے ہماری طرف آؤ۔ چنانچہ مہران اپنی فوج کے ساتھ دریائے فرات عبور کر کے مثنیٰ کے مقابلے پر آیا اس کے میمنہ ومیسرہ پر مردان شاہ ابن آزادیہ اور مرزبان حیرہ تھا۔ اس نے اپنے پورے لشکر کے تین حصے کئے تھے۔ ہر حصہ کے ساتھ ہاتھیوں کا ایک جھنڈا تھا۔ سب سے آگے پیادوں کی فوج تھی ان کے بعد ہاتھیوں کا جھنڈ تھا جن پر بڑے بڑے ہوشیار تیر انداز سوار تھے اور دائیں بائیں سواروں کا رسالہ تھا۔

حضرت مثنیٰ کا خطبہ جہاد: مثنیٰ نے بھی فریق مخالف کی مستعدی دیکھ کر اپنے لشکر کو مرتب کیا۔ میمنہ پر بسیر بن الخاصیہ کو میسرہ پر بشیر بن ابی رہم کو' مقدمہ پر اپنے بھائی معنیٰ کو' پیادوں پر اپنے دوسرے بھائی مسعود کو اور ساقہ پر ندعور کو مقرر کیا۔ صفوں کی ترتیب کے بعد لشکر اسلام کے نیچے کھڑے ہو کر لشکر اور سرداران لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا ''مجھ کو امید ہے کہ اس کے بعد پھر ایسا دن نہ آئے گا مجھ کو اس کی خوشی عید کے دن سے زیادہ ہے میرے دل میں اسلامی جوش اس قدر بھرا ہوا ہے کہ اگر میں اکیلا ہوتا تو بھی دشمنان اسلام کے سامنے سے نہ ہٹتا۔ افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ عرب ہو کر عجمیوں سے ڈرتے ہو' تمہارے انتظار میں رضوان نے جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں بڑھو اور بڑھ کر اپنی مرادیں حاصل کرو' دیکھو آج کا دن ہاتھ سے جانے نہ پائے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ انہیں کو دوست رکھتا ہے جو اس کے راستہ میں صف بہ صف استقلال سے لڑتے ہیں''۔ مثنیٰ اس مختصر سی تقریر کے بعد چند ساعت خاموش کھڑے ہوئے عساکر اسلام کے جوش ومردانگی کو نظر فراست سے دیکھتے رہے بعد ازاں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ''تین تین بار تکبیر ہو جائے جب میں چوتھی تکبیر کہوں تو فوراً تم لوگ بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کر دینا''۔

واقعات جنگ: مثنیٰ کی زبان سے پہلی بار لفظ ''اللہ اکبر'' پورے طور سے نکلنے نہ پایا تھا کہ لشکر فارس نے گھبرا کر اس بے ترتیبی سے حملہ کر دیا کہ فریقین کے سوار و پیادہ ایک دوسرے سے مل گئے۔ گھمسان کا رن پڑا۔ مثنیٰ نے لشکر فارس کے قلب پر حملہ کیا جس میں مہران تھا۔ مہران تاب مقاومت نہ کر سکا۔ ناکامی کے ساتھ پیچھے ہٹا اس کی مدد کو میمنہ بڑھا لیکن لشکر اسلام کے میسرہ نے مدافعت کر کے قلب کی مدد سے ان کو باز رکھا اور ان کو اپنے ساتھ لڑائی میں مصروف کر لیا۔ عساکر اسلام کا میمنہ اہل فارس کے میسرہ پر حملہ کر رہا تھا ہر حملے میں دلیران اسلام کے اللہ اکبر کی آواز سے میدان جنگ گونج اٹھتا تھا اور اہل فارس گھبرا گھبرا کر حملے کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی قوت ودانائی نے ان کی امداد سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور وہ لوگ حواس باختہ ہو کر مایوسانہ کوشش کرنے لگے۔ مثنیٰ نے عساکر اسلام کو للکار ''تم پر اللہ کی رحمت ہو کیا تم لوگ آج پھر مسلمانوں کو رسوا کرو گے؟ جی توڑ کر لڑو دیکھو تمہارے دشمنوں کے پاؤں اکھڑ چکے ہیں ((اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد)) اے معاشر بکر اپنے علموں کو بلند کرو اور اپنی تیز تلواروں کے نرغے میں دشمنوں کو لے لو (داڑھی پر ہاتھ پھیر کر) اے بنی عجل! اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو زیر کرنے میں عجلت کرو' کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ تمہارے بھائی خاک وخون پر سو رہے ہیں''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہدین کی فتح: عسا کر اسلام کا دل اس آواز سے بھر آیا سب کے سب نے پوری قوت سے اللہ اکبر کہہ کر بھرپور حملہ کر دیا جس کی تاب نہ لا کر لشکر فارس میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ ان کے سرداروں نے ان کے واپس لانے کی کوششیں کیں جو سب بے سود رہیں۔ مثنیٰ نے لشکر فارس کو روبہ شکست دے کر آگے بڑھ کر پل کا راستہ روک لیا اور فارس کے دوڑتے ہوئے سواروں کو تہ تیغ کرنا شروع کیا۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ سوؔ آدمی عسا کر اسلامیہ کے شہید ہوئے۔ لیکن تقریباً ایک لاکھ آدمی اہل فارس کے مارے گئے۔ باقی جو کسی طرح بچ کر بھاگ نکلے تھے ان کی گرفتاری کے لئے مثنیٰ نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ کیا جو ان کا تعاقب کرتا ہوا ساباط تک گیا۔ آخر اس لشکر نے بھاگنے والوں کے اموال پر قبضہ کر لیا اور اس کے قریب وجوار کے قصبات و دیہات کو تاخت و تاراج کر دیا وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کر لیا دو دن شب و روز لڑائی جاری رہی۔ اس لڑائی کے بعد سواد سے دجلہ تک کا کل علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور اہل فارس نے بجبوری ماوراء دجلہ ان کے قبضے میں رہنے دیا۔

جنگِ انبار ثانی: اس واقعے کے بعد مثنیٰ حیرہ میں بشیر بن الخصاصیہ کو چھوڑ کر سواد کی طرف بڑھے۔ لیس (انبار کے ایک گاؤں) میں پڑاؤ ڈالا۔ اسی اعتبار سے اس جنگ کو غزوہ انبار ثانی یا غزوہ لیس ثانی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس مقام پر مثنیٰ کو جاسوسوں[۲] نے خناقس و سوق بغداد پر حملہ کرنے کی رائے دی اور یہ بتلایا کہ خناقس زیادہ قریب ہے وہاں مدائن اور سواد کے تاجر آتے جاتے رہتے ہیں۔ ربیعہ[۳] و قضاعہ ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ مثنیٰ یہ سن کر اس دن تو خاموش ہو رہے لیکن موقع پا کر عین بازار کے دن خناقس پر دفعتہً حملہ کر دیا اور وہاں کے کل مال و اسباب پر قبضہ کر کے انبار واپس آ گئے۔ یہاں سے سفر و جنگ کا سامان درست کر کے ایک راہبر کے ساتھ بغداد کی طرف رات ہی کو روانہ ہو گئے۔ صبح ہوتے ہی اس کے

---

[۱] منجملہ ان سو آدمیوں کے جو اس معرکے میں شہید ہوئے مسعود برادر مثنیٰ اور خالد بن ہلال وغیرہ تھے۔ مثنیٰ نے اختتام جنگ کے بعد شہداء کو جمع کرا کے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کو دفن کرا دیا۔ مسلمانوں نے عجمیوں کی بہت سے بھیڑ بکری اور خوردنی اشیاء پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس میں سے کچھ ان لوگوں کے اہل و عیال کے بھی کھانے کو روانہ کیا جو مدینہ سے لڑنے کو آئے تھے اور حسب وعدہ ربع خمس جریر کو دیا گیا اہل فارس کا نامی سردار مہران سپہ سالار افواج فارس بنی تغلب میں سے ایک نصرانی کم عمر لڑکے کے ہاتھ سے مارا گیا۔ لڑکا بعد قتل مہران اس کے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اس کے اسباب پر اپنا قبضہ کر لیا لیکن مثنیٰ نے فیصلہ دیا کہ مہران کا اسباب سردار کا حق ہے لیکن گھوڑا اور ہتھیار لڑکے کا حق ہے۔ فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ مہران کو جریر بن عبداللہ اور منذر بن حسن بن ضرار نے مارا تھا مہران کے قتل کے بعد دونوں میں جھگڑا ہو گیا۔ جریر کہتے تھے میں نے مہران کو مارا ہے اور اس کا کل اسباب مجھے ملنا چاہئے اور منذر کا دعویٰ تھا کہ میں نے اس کو مارا ہے میں اس کے مال و اسباب کا مالک ہوں جب جھگڑا زیادہ بڑھا تو یہ فیصلہ ہوا کہ منذر کو اس کا گھوڑا و اسباب دیا گیا اور جریر کو اس کے ہتھیار حرب ملے۔

[۲] ان جاسوسوں میں سے ایک انباری تھا جس نے بازار خناقس کی رہبری کی تھی اور دوسرا خیری تھا اس نے بغداد کی رہبری کی تھی۔ مثنیٰ نے ان لوگوں سے دریافت کیا ''یہ دونوں مقامات کتنے فاصلے پر ہیں'' جاسوسوں نے جواب دیا ''ایک دن کی مسافت پر یہ دونوں واقع ہیں''۔ پھر مثنیٰ نے کہا ''ان دونوں میں سے کون جلد اور آسانی سے ہاتھ آ جائے گا'' انہوں نے کہا ''خناقس''۔

[۳] خناقس ربیعہ و قضاعہ کے ٹھیکے میں تھا۔ ان کے سواروں کے دو دستہ یہاں حفاظت کی غرض سے رہتے تھے ربیعہ کے دستہ سواران پر سلیل بن قیس تھا اور قضاعہ کے سواروں پر اوماس بن ویرہ حاکم تھا۔ عسا کر اسلام نے ان پر بھی حملہ کر دیا اور ان کے اثاثے کو ان سے چھین لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بازار میں پہنچ کر قتل و غارت کا سودا خرید و فروخت کرنے لگے۔ سونا چاندی اور قیمتی سے قیمتی اسباب جس قدر لے سکتے تھے لے کر پھر انبار کی طرف لوٹ آئے اور مضارب عجلی کو رکان (یا کباث) کی طرف روانہ کیا جہاں پر بنی تغلب کی ایک جماعت رہتی تھی لیکن مضارب کے پہنچنے سے پہلے ہی بنی تغلب رکان چھوڑ کر بھاگ رہے تھے یہ دیکھ کر مضارب بھی ان کے پیچھے چل پڑے یہاں تک کہ ان میں سے اکثر کو مار ڈالا لیکن جب یہ لوگ انبار کی جانب لوٹے تو فرات بن جہاں ثعلبی اور عتد بن نہاس قبائل تغلب پر شب خون مارنے کے لئے صفوں کی طرف بڑھے اور پھر ان دونوں کے بعد خود مثنیٰ بھی روانہ ہوئے لیکن صفین میں ان کے پہنچنے سے پہلے ہی بنی تغلب بھاگ گئے تھے۔ اس وجہ سے مثنیٰ فرات عبور کر کے جزیرہ کی طرف چلے گئے۔ جزیرہ پہنچ کر مثنیٰ اور ان کے ساتھیوں کو رسد نہ پہنچنے اور زاد راہ کے ختم ہو جانے سے سخت تکلیف ہوئی۔ فاقوں کی یہ نوبت پہنچی کہ ان لوگوں نے سواری کے جانوروں کو ذبح کر کے کھانا شروع کر دیا۔ اتفاق سے اہل خفان کا ایک قافلہ ادھر آ گیا جس پر ان لوگوں نے حملہ کر کے ان کو یرغمال میں لے لیا۔ اس کے محافظوں[1] میں سے ایک نے بنی تغلب کا مقام قیام بتا دیا۔ پس مثنیٰ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اسی دن بنی تغلب پر حملہ آور ہوئے' جنگ آوروں کو تہ تیغ کیا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کر کے مال و اسباب جو کچھ تھا اس کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ تغلب کا یہ قبیلہ وادی رُوَیحلہ میں تھا۔ لشکر اسلام کے بنو ربیعہ نے اپنے حصے کے عوض قیدیوں کو خرید کر آزاد کر دیا۔

معرکہ تکریت اور صفین پر غلبہ: جب مثنیٰ کو یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے مفتوحہ اور مقبوضہ شہروں میں رہنے والے دجلہ کی طرف جا رہے ہیں۔ تو مثنیٰ نے ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ میمنہ پر نعمان بن عوف شیبانی کو میسرہ پر مطر شیبانی کو اور مقدمۃ الجیش پر حذیفہ بن محصن خلفانی کو مقرر کیا تکریت میں مڈبھیڑ ہوئی۔ لشکر اسلام نے ان پر اور اہل تکریت پر غلبہ پا لیا اور مظفر و منصور انبار واپس آیا۔ عتبہ اور فرات جو صفین کی طرف گئے تھے انہوں نے نمر و تغلب پر صفین میں شب خون مارا ان کے آدمیوں کی ایک کثیر تعداد نے پانی میں ڈوب کر جان دے دی جو باقی بچے ان کو عتبہ و فرات نے قتل کر ڈالا یا گرفتار کر لیا۔ ان فتوحات سے اہل فارس کے دلوں پر مسلمانوں کا رعب چھا گیا اور ان کا اقتدار دریائے فرات کو دجلہ کے مابین موجیں مارنے لگا۔ ان کے ہتھیاروں کے عکس فرات و دجلہ کی لہروں میں دکھائی دینے لگے۔

یزدگرد کی تخت نشینی: جس وقت لشکر اسلام سواد میں اہل فارس کو پیہم شکستیں دے رہا تھا۔ اس وقت رستم و فیروزان میں باہم اختلاف تھا۔ دونوں میں صلح کرانے کے لئے سرداران فارس جمع ہو کر ان دونوں کے پاس گئے اور کہا کہ ''تم دونوں کے اختلاف سے ہم لوگ ہلاکت میں پڑے ہوئے ہیں تمہاری بدولت ہم لوگ ذلت و خواری میں مبتلا ہو گئے تم دونوں آدمی اگر باہم متفق ہو جاؤ تو بہتر ہے ورنہ ہم پہلے تم سے لڑیں گے بعد ازاں اپنے دشمنوں سے لڑ کر اپنی جانیں دیں گے۔ عرب کی وحشی قومیں کہاں تک بڑھ آتی ہیں بغداد کو لوٹا تکریت پر حملہ کیا اب ان دونوں کے بعد باقی کیا رہ گیا؟ صرف مدائن! وہ بھی ایک نہ

[1] محافظین قافلہ میں سے تین آدمی گرفتار کئے گئے تھے۔ مثنیٰ نے ان سے بنی تغلب کا حال دریافت کیا ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم تم کو بنی تغلب کا پتہ اس شرط پر بتلاتے ہیں کہ ''تم ہم کو منع ہمارے اہل و مال کے امن دو'' مثنیٰ نے اس بات کو منظور کر لیا اور اس نے مثنیٰ کو تغلب کا پتہ بتلا دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دن ان کے حملہ کی نذر ہو جائے گا۔ رستم و فیرزان اس تقریر کو سن کر قائل ہو گئے اور یہ دونوں سرداران فارس کے ساتھ توران کے پاس گئے اور اس سے خاندان کسریٰ کے کسی مرد کو بادشاہ بنانے کی درخواست کی۔ چنانچہ خاندان کسریٰ کی کل عورتیں جمع کی گئیں اور ان سے دھمکی دے کر دریافت کیا جانے لگا۔ ان میں کسی نے بیان کیا ''خاندان کسریٰ میں ایک نوعمر لڑکے یزدگرد کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا۔ یہ لڑکا شہریار بن کسریٰ کی اولاد سے ہے اس کی ماں نے اپنے بھائی کے پاس اس کو روپوش کر دیا ہے یہ اس زمانے سے اس کی حفاظت میں ہے۔ جس وقت کہ شیرویہ نے اپنے بھائیوں کو قتل کرنا شروع کیا تھا۔ رستم و فیرزان نے یہ سن کر اس کی ماں سے دریافت کیا اور یزدگرد کو اس کے ماموں کے پاس سے لائے (اس وقت اس کی عمر اکیس برس کی تھی) اور اس کو فارس کے تخت شاہی پر بٹھایا یزدگرد نے تخت نشین ہونے کے بعد اپنے ملک کے کل مرزبانوں کو طلب کر کے سرزمین ملک اور عوام کی حفاظت کی سخت تاکید کی۔ نامی گرامی آزمودہ کار سپہ سالاروں کو حدود حیرہ' ایلہ اور انبار کی حفاظت کی غرض سے کثیر التعداد فوجوں کے ساتھ روانہ کیا۔

حضرت عمرؓ کا مثنیٰ کو فرمان مثنیٰ بن حارث نے دارالخلافت میں ان واقعات کی اطلاع دی۔ ہنوز دارالخلافہ اسلام سے کوئی جواب نہیں آیا تھا کہ اہل سواد نے بدعہدی کی۔ مثنیٰ بن حارث نے ان کی سرکوبی کے قصد سے خروج کر کے ذی قار میں قیام کیا اور کل عساکر اسلام طف میں مقیم رہا۔ حضرت فاروق اعظمؓ کے پاس جس وقت مثنیٰ کی اطلاعی عرض داشت مشعر حالات اہل فارس پہنچی تو اس وقت سے انہوں نے مثنیٰ کی امداد کا انتظام کرنا شروع کر دیا۔ مثنیٰ کو لکھا ''تمہارے پاس جس قدر عراق و عرب کے مسلمان ہیں ان کو لے کر تم لشکر فارس پر حملہ آور ہو شہسواروں میں جنگ آور ربیعہ و مضر کو طوعاً و کرہاً اپنے ہمراہ لو'' مثنیٰ اس فرمان کو پانے کے ساتھ کل قبائل عرب کے جو ان کے قریب و جوار میں تھے۔ جمع کر کے حلہ میں قیام پذیر ہوئے۔ پھر یہاں سے کوچ کر کے بانتظار کمک عصی (جبل بصرہ) پر جا کر مقیم ہوئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے مثنیٰ کے پاس حکم بھیجنے کے بعد اپنے کل اعمال[1] کو ایک گشتی مراسلہ بھیجا اور ان سے سواروں' پیادوں' سواریوں' ہتھیاروں' سپہ سالاروں اور جنگ آوروں کو بغرض جہاد فارس طلب کیا۔ پس جو لوگ مدینہ و عراق کے نصف راستہ پر تھے وہ مدینہ واپس آ گئے اور جو عراق کے قریب تھے وہ مثنیٰ سے جا ملے یہ واقعہ ماہ ذیقعد ۱۳ھ کا ہے۔ اسی سنہ کے ماہ ذی الحجہ میں حضرت فاروق اعظمؓ حج کو گئے۔

مشاورت صحابہ کرامؓ حج سے واپسی کے بعد جس وقت غازیان اسلام اطراف و جوانب سے مدینہ میں آ کر جمع ہو گئے اس وقت حضرت فاروق اعظمؓ نے مدینہ میں علی ابن ابی طالبؓ کو امیر مقرر کر کے ضرار پر جا کر قیام فرمایا۔ مقدمۃ الجیش پر طلحہؓ میمنہ' میسرہ پر عبدالرحمٰن و زبیر تھے ان لوگوں کو نہ تو یہ معلوم تھا کہ حضرت فاروق اعظمؓ کس قصد و ارادے سے باہر نکلے ہیں اور نہ ان میں کسی کو پوچھنے کی ہمت و جرأت ہی پڑتی تھی۔ ایک سکوت کا عالم سب پر چھایا ہوا تھا۔ حضرت عثمانؓ بن عفان نے

---

[1] اس سنہ میں حضرت فاروق اعظمؓ کے عمال اس تفصیل سے تھے۔ مکہ میں عتاب بن اسید طائف میں عثمان بن ابی عاص یمن میں یعلیٰ بن منیہ' عمان و یمامہ میں حذیفہ بن محصن' بحرین میں علاء بن حضرمی شام میں ابوعبیدہ بن جراح کوفہ اور جو بلاد اس طرف کے مفتوح ہوئے تھے۔ مثنیٰ بن حارث اور کل ممالک اسلامیہ کے قاضی القضاۃ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دریافت فرمایا کہ ''کہاں کا قصد ہے؟'' حضرت فاروقؓ اعظم نے کچھ جواب نہ دیا مسلمانوں کو جمع کر کے عراق کی مہم پر جانے کی بابت مشورہ کیا سب کے سب نے بالاتفاق جانے کی رائے دی۔ اس مشورہ کے بعد اصحاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی متوسلین خلیفہ وقت حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہم) کو مشورے کی غرض سے طلب کیا۔ ان بزرگوں نے فرمایا مناسب یہ ہے کہ آپ خود مدینہ میں مقیم رہیں اور لشکر اسلام پر کسی صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مقرر کر کے عراق کی جانب روانہ کر دیں۔ اگر اس کو کامیابی حاصل ہوگئی تو نور علی نور ورنہ اور کسی صحابیؓ کو امیر لشکر روانہ کیا جائے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح نصیب کرے اور دشمنانِ دین کو ہلاک کرے' اس میں دشمنوں پر زیادہ اثر پڑے گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کی روانگی: حضرت فاروق اعظمؓ نے اس رائے کو مستحسن سمجھا اور پسند فرمایا اور مشیروں کے بالاتفاق مشورے سے سعدؓ بن ابی وقاص کو اس کام کے لئے منتخب کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ان دنوں صدقات ہوازن پر متعین تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے طلبی کا خط روانہ کیا اور جنگ عراق کا سپہ سالار اعظم بنا کر روانگی کا حکم دیا۔ روانگی کے وقت چند کلمات بطور نصیحت کے ارشاد فرمائے ''اے سعد بن ابی وقاص تم کو یہ خیال کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں اور ان کے صحابی ہو اللہ تعالیٰ سے بے پروانہ کر دے' کیونکہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں معاف کرتا بلکہ برائی کو نیکی سے معاف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی میں سوائے اطاعت و ریاضت کے نسبت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے اس کے نزدیک کل مخلوق برابر ہیں اور مذہب و دین کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا پالنے والا ہے اور یہ سب اس کے بندے ہیں' ہاں اعمال صالح سے ایک دوسرے پر فضیلت دی جاتی ہے اور اطاعت کے ذریعہ سے اس کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ پس انہیں امور کو پیش نظر رکھنا جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھے ہیں اور انہیں امور کو لازم سمجھنا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا تھا' تم کو صبر و تحمل اختیار کرنا چاہئے''۔ اس تقریر کے ختم کرنے کے بعد سعد بن ابی وقاص کو چار ہزار غازیان وعسا کر اسلام کے ساتھ عراق کی جانب روانہ کیا۔ حمیضہ بن نعمان بن حمیضہ بارق پر' عمر بن معدی کرب و ابوسبرہ بن ابی رہم مذحج' یزید بن الحرث صدائے عذرہ پر' حبیب و مسلمہ اور ثر بن عبداللہ ہلالی قیس عیلان پر اور حصین بن نمیر و معاویہ بن خدیج سکون و کندہ پر افسر بنائے گئے۔ پھر حضرت سعد کی روانگی کے بعد دو ہزار یمنی' دو ہزار نجدی جنگ آوروں کو روانہ کیا۔

حضرت مثنیٰؓ کی وفات: جس وقت حضرت سعد بن ابی وقاص بزورود میں پہنچے اس وقت مثنیٰ بن حارث کی موت کی خبر ان کو معلوم ہوئی اور یہ سنا گیا کہ مثنیٰ نے بوقت انتقال بشیر بن الخصاصیہ کو امیر مقرر کیا ہے ان کے ہمراہ آٹھ ہزار کی جمعیت تھی۔ پھر جب یہاں سے آگے بڑھے تو تین ہزار کی جمعیت سے بنی اسد خزن و بسیطہ کے مابین حضرت سور سے آملے جو حضرت فاروق اعظمؓ کے لکھنے کے مطابق حضرت سعد کے انتظار میں اس مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ پھر جب سعد اس مقام سے روانہ ہو کر سیراف پہنچے تو یہاں اشعث بن قیس اپنے قبیلے کے دو ہزار غازیوں کو لے کر حاضر ہوئے یہاں مثنیٰ کے بھائی معنیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن حارث شیبانی ان سے آ کر ملے اور مثنیٰ کی ضروری ہدایتیں جو انہوں نے انتقال کے وقت کی تھیں حضرت سعد سے بیان فرمائیں۔ یہ سیراف میں ہی ٹھہرے ہوئے تھے کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے لشکر کا جائزہ لینے اور لشکر کی صف بندی کا حکم بھیجا۔

لشکرِ اسلام کی ترتیب: حضرت سعد نے لشکر اسلام کا جائزہ لیا تو غازیان اسلام کی تعداد تیس ہزار تک پہنچ گئی تھی انہوں نے ہر دس دس آدمیوں پر ایک ایک کارآزمودہ شخص کو مقرر کیا۔ سرداری کا جھنڈا ان کو عطا کیا جو سابق الاسلام صحابی تھے ہر اول، ساقہ، میمنہ، میسرہ، پیادوں، سواروں پر جدا جدا سردار مقرر کئے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حصہ	نام افسر	مختصر کیفیت
مقدمہ یعنی ہراول	زہرہ بن عبداللہ بن قتاد	ایام جاہلیت میں یہ بحرین کے بادشاہ تھے اور اپنی قوم کی طرف سے وفد لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔
میمنہ (لشکر کا دایاں حصہ)	عبداللہ بن المعتصم	صحابی تھے۔
میسرہ (لشکر کا بایاں حصہ)	شرحبیل بن السمط کندی	ایک دلیر نوجوان تھے اہل ردت کی لڑائی میں انہوں نے بہت نام پیدا کیا تھا۔
ساقہ (لشکر کا پچھلا حصہ)	عاصم بن عمرو التمیمی	یہ قعقاع بن عمرو کے بھائی ہیں اور صحابی ہیں۔
طلایع (پترول)	سواد بن مالک تمیمی	اس جنگ میں یہ پہلے ایک سریہ کے سردار بنائے گئے تھے پھر طلایع پر مامور ہوئے۔
مجرد (بے قاعدہ فوج)	سلمان بن ربیعہ باہلی	یہ فتوح شام میں بھی شریک ہوئے ہیں ۳۰ھ سے پہلے انتقال ہوا۔
پیدل	جمال بن مالک الاسدی	
شتر سوار	عبداللہ بن ذی السہمین	
قاضی وخزانچی	عبدالرحمٰن بن ربیعہ باہلی	مال غنیمت کو جمع کرنا اور تقسیم کرنا بھی ان کے سپرد تھا۔
رائد (یعنی رسد وغیرہ کے بندوبست کرنے والے	سلمان فارسی	مشہور صحابی ہیں جو فارس کے رہنے والے تھے۔
مترجم	ہلال ہجری	
کاتب (سیکرٹری)	زیاد بن ابی سفیان	

فاروق اعظمؓ کا دوسرا فرمان: سعد نے لشکر کی ترتیب سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مثنیٰ کے لئے دعائے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغفرت کی' ان کے بھائی معنیٰ کو ان کی سرداری پر بحال رکھا اور ان کی بیوی سلمیٰ سے اپنا عقد کر لیا۔ ہنوز سیراف سے آگے نہ بڑھنے پائے تھے کہ حضرت فاروق اعظمؓ کا ایک دوسرا فرمان آن پہنچا۔ جس میں قادسیہ کی طرف بڑھنے کو لکھا تھا کہ ''قادسیہ میں تم اپنے مورچے ایسے مقام پر بناؤ کہ آگے تمہارے زمین فارس ہو اور پیچھے تمہارے عرب کے پہاڑ ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ تم کو فتح نصیب کرے تو جس قدر چاہو بڑھتے چلے جاؤ اور اگر اس کے برعکس ہو تو پہاڑ پر پناہ لو اور پھر ان کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر حملہ کرو''۔ حضرت سعد نے اس ہدایت کے بموجب سیراف سے کوچ کیا اور آہستہ آہستہ قادسیہ کے اطراف و جوانب پر نظر ڈالتے ہوئے آگے بڑھے۔ زہرہ بن عبداللہ ہراول کے سردار تھے۔

سریہ بکر بن عبداللہ: ایک سریہ[1] بکر بن عبداللہ لیثی' حیرہ کی طرف روانہ کیا جس وقت بکر بن عبداللہ لیثی سلحین سے آگے بڑھے کچھ شور وغل اور راگ باجے کی آواز سنائی دی سن کر ٹھہر گئے یہاں تک کہ وہ لوگ قریب آ گئے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد بن آزاد یہ مرزبان حیرہ کی بہن صاحبہ حنیں کے یہاں عروسی میں جا رہی ہے۔ بکر بن عبداللہ نے موقع پا کر شیرزاد بن آزاد پر حملہ کر دیا اور ایک ایسا وار کیا کہ اس کی کمر ٹوٹ گئی ان کے ہمراہی سواروں نے اور لوگوں پر وار کرنا شروع کر دیا۔ راگ باجے والے تو اپنی جان بچا کر بھاگ گئے اور شیرزاد نے اسی میدان میں تڑپ کر جان دے دی۔ بکر بن عبداللہ اور ان کے ہمراہیوں نے دلہن کو حیرہ کی تیس شریف زادیوں اور ایک سو لونڈیوں کو گرفتار کر لیا۔ مال و اسباب کی کوئی انتہا نہ تھی نہ اس کی قیمت سادہ دل عرب جان سکتے تھے۔ صبح کو بکر بن عبداللہ مال و اسباب کے ساتھ مقبوضہ دلہن' عورتوں اور لونڈیوں کو لے کر عذیب پہنچے حضرت سعد نے مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ یہاں سے کوچ کر کے قادسیہ پہنچے اور حیال قنطرہ میں عتیق و خندق کے درمیان اپنے مورچے قائم کئے۔ قدیس اس مقام سے نشیب میں ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔

رستم کی قادسیہ کو روانگی: حضرت سعد بن ابی وقاص قادسیہ میں تقریباً دو مہینہ تک لشکر فارس کے انتظار میں ٹھہرے رہے لیکن کوئی فوج مقابلہ پر نہ آئی اس زمانہ میں جب رسد اور غلے کی ضرورت ہوتی تھی تو مسلمان سپاہی کسکر اور انبار کے درمیانی مواضعات سے اپنی ضرورت کی چیزیں فراہم کرتے تھے۔ گویا قدرتی طور سے یہ مقامات لشکر اسلام کے رسد' غلہ اور بھیڑ بکریوں کی فراہمی کے کیمپ مقرر کئے گئے تھے۔ رفتہ رفتہ اس کی شکایت یزدگرد کو پہنچائی گئی اور اسے بتلایا گیا کہ حیرہ سے فرات تک کا علاقہ لشکر اسلام نے لوٹ لیا ہے اس کے آباد مقامات کو ویران کر دیا ہے ان مقامات کو انہوں نے قتل و غارت گری کی جولاں گاہ بنا رکھا ہے اگر شہنشاہ اس کے انسداد کی طرف توجہ کرتا ہے تو خیر ورنہ ہم لوگ عرب کی اطاعت قبول کر لیں گے''۔ یزدگرد نے رستم اور دیگر ارا کین دولت کو طلب کر کے مشورہ کیا رستم نے کہا ''مناسب یہ ہے کہ ایک لشکر عظیم بھیجنے کے بجائے یکے بعد دیگر اہل عرب کی سرکوبی کے لئے پے در پے مختلف سرداروں کی سرکردگی میں لشکر روانہ کے جائیں۔ دفعۃً عجلت کر کے لشکر عظیم بھیج دینا اور شکست کھانا خلاف مصلحت ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک لشکر کی شکست کے بعد دوسرے لشکر کا

---

[1] اس سریہ میں تیس مشہور اور جنگ آزمودہ آدمی تھے۔ دوسرے مورخوں نے لکھا ہے کہ یہ سریہ عذیب سے روانہ کیا گیا تھا اور حضرت سعد نے سیراف سے کوچ کر کے عذیب میں ڈیرے ڈالے تھے جہاں اہل فارس کا میگزین رہتا تھا اور وہ بلا جدال و قتال ان کے مفت ہاتھ آ گیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابلہ کرنا نسبتاً آسان ہے''۔ یزدگرد نے جواب دیا ''نہیں''! معرکہ کارزار میں تیرا جانا بہت ضروری ہے تو جہاں دیدہ اور کارآزمودہ ہے عربوں کے ساتھ نبرد آزمائی کے تجھے متعدد مواقع ملے ہیں چھوٹے چھوٹے جیش بھیج کر لڑانا اور ان کی شکست کے بعد دوسری فوجوں کو بھیجنا دولت کا نقصان اور حکومت کی اہانت ہے جب تک قادسیہ کا میدان سواروں اور پیادوں سے نہ بھر دیا جائے ان پر دفعۃً دندان شکن حملہ نہ کیا جائے اس وقت تک عرب کی لالچی بدوقومیں اپنے افعال و حرکات سے باز نہ آئیں گی''۔ رستم بادل ناخواستہ روانگی پر آمادہ ہوگیا اور افواج کی فراہمی کے بعد ساباط میں اپنے لشکر کی صف بندی و ترتیب کرنے لگا۔

اسلامی سفارت: حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان واقعات کی اطلاع دربار خلافت میں کی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے جواباً لکھا کہ ''اہل فارس کی جنگ کی تیاری سے اور کثرت سے تم کو پریشان اور خائف نہ ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ سے امداد کے خواستگار رہو اور اسی پر بھروسہ کرو اور قبل از جنگ چند آدمیوں کو جو ذی عقل و فراست اور بحث مباحثہ کا شعور رکھتے ہوں' شاہ فارس کے پاس دعوت اسلام کے لئے بھیج دو۔ اللہ تعالیٰ اس کا وبال بھی انہیں پر ڈالے گا''۔ چنانچہ حضرت سعد نے ایسا ہی کیا اور چند اصحاب کو یزدگرد کے پاس روانہ کیا۔ یہ نعمان بن مقرن' قیس بن زرارہ' اشعث بن قیس' فرات بن حبان' عاصم بن عمر' عمرو بن معدی کرب' مغیرہ بن شعبہ' مثنیٰ بن حارث رضی اللہ عنہم تھے۔ یہ لوگ عربی گھوڑوں پر سوار کوڑے اور نیزے ہاتھوں میں لئے تلوار گلے میں حمائل کئے اور کندھوں پر چادریں ڈالے اپنی لشکر گاہ سے نکل کر رستم کو چھوڑتے ہوئے سیدھے یزدگرد کے دربار شاہی کو روانہ ہوئے۔ اثناء راہ میں جس طرف سے گزرتے تھے ایک بھیڑ لگ جاتی تھی رعب و داب کا یہ حال تھا کہ کوئی شخص انگلی سے اشارہ بھی نہ کرسکتا تھا۔ گھوڑے اگرچہ بے زین تھے لیکن رانوں سے نکلے جاتے تھے۔

اسلامی سفارت یزدگرد کے دربار میں: یزدگرد نے ان لوگوں کے آنے کی خبر سن کر اپنے دربار کو آراستہ کیا امراء وزراء ارکین دولت اور نیز رستم کو جمع کر کے ترجمان کے ذریعہ دریافت کیا ''تم لوگ کس وجہ سے ہمارے شہروں میں آئے اور کس چیز نے تم کو لڑائی پر ابھارا ہے؟ کیا اس کی یہی وجہ ہے کہ ہم تمہاری سرکوبی سے ان دنوں غافل ہوگئے ہیں''۔ نعمان بن مقرن نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہوکر کہا ''اگر تم لوگ جواب دے سکتے ہو تو بسم اللہ جواب دو ورنہ مجھے اجازت دو کہ میں ان کو جواب دوں''۔ ہمراہیوں نے کہا ''بہتر ہے تم ہی جواب دو''۔ نعمان نے ترجمان سے مخاطب ہوکر کہا ''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور ہماری ہدایت کے لئے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جن کی یہ صفتیں ہیں انہوں نے ہم کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلایا پس بعض لوگوں نے اس کو قبول کرلیا لیکن بعض نے اس کی روگردانی کی۔ انہوں نے ہمیں مخالفین اسلام سے جہاد کرنے کا حکم دیا تھا۔ مخالفین جزیہ دے کر یا اسلام قبول کر کے ہمارے ساتھ ہوگئے۔ رفتہ رفتہ ہماری جمعیت بڑھ گئی اس طرح ہم ان کی بھلائی اور فضیلت سے جان گئے جس کو وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سے لائے تھے۔ بعد ازاں انہوں نے ہم کو ہمارے ملک عرب کے پڑوسی ممالک کے لوگوں کو دین حق کی طرف بلانے اور اس کے قبول کرنے کا حکم دیا اور بصورت دیگر جنگ کا۔ پس اگر تم ہمارے دین کو قبول کرنے سے انکار کرو گے تو یہ تمہاری ذلت کا سامان ہوگا اور تم کو جزیہ دینا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑے گا۔ لیکن اگر اس سے بھی انکار کرو گے تو ہم تم سے جنگ کریں گے''۔ یزدگرد یہ تقریر سن کر برافروختہ ہو گیا لیکن ضبط کر کے ترجمان کے ذریعہ سے کہا'' میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی قوم تم سے زیادہ جنگلی' غیر مہذب' وحشی تعداد میں کم' برائیوں میں زیادہ نہیں ہے۔ تمہیں یاد ہوگا کہ جب تم لوگ شرارت وسرکشی پر آمادہ ہوتے تھے تو ہم تمہارے اطراف وجوانب کے قصبات و دیہات کے زمینداروں کو تم پر مامور کر دیتے تھے وہ تمہاری سرکوبی کر دیتے تھے۔ تم لوگ فارس کی طمع نہ کرو۔ البتہ اگر تم کو کچھ ضرورت ہو تو بیان کرو ہم تم کو کھانے کو دیں گے' پہننے کو کپڑے دیں گے اور تم پر ایسے شخص کو حکمران بنا دیں گے جو تمہارے ساتھ نرمی و احسان سے پیش آئے گا'' نعمان اس تقریر کا جواب نہ دینے پائے تھے کہ قیس بن زرارہ بول اٹھے'' یہ روساء اور شرفا عرب ہیں' شرفاء عرب ایسی لغو باتوں کا جواب نہیں دیتے حیا مانع ہوتی ہے۔ میں اس کا جواب دیتا ہوں یہ لوگ اس کی تصدیق کرتے جائیں گے۔ تم نے عرب اور اہل عرب کی حالت بیان کی ہے یقیناً اس سے بھی بدرجہا ابتر حالت میں تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا فضل واحسان کیا اور ان کی ہدایت کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے۔ جس نے انہیں راہ راست کی ہدایت کی اور مخالفین دین مبین کو زیر کیا اور کل روئے زمین پر فتح دینے کا وعدہ کیا ہے۔ پس تمہیں اگر ذلت وخواری قبول ہے تو جزیہ دینا منظور کرو' ورنہ یہ تلوار ہے جو ہمارے اور تمہارے درمیان قطعی فیصلہ کرنے والی ہے یا پھر اسلام قبول کر کے خود کو بچا لو''۔

نیک فال: یزدگرد کا غصہ اس تقریر سے بھڑک اٹھا آنکھیں سرخ ہو گئیں چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک غضب ناک' سکوت کی حالت میں بیٹھا رہا پھر اپنے ہونٹوں کو چبا کر بولا'' ایزد کی قسم ہے۔ اگر مجھ سے پیشتر کسی نے سفیروں کو قتل کیا ہوتا تو میں اسی وقت تم لوگوں کو مار ڈالتا''۔ پھر یزدگرد نے اپنے خادم سے ایک ٹوکری مٹی منگوا کر کہا'' اس کو ان کے سردار کے سر پر رکھ کر مدائن سے باہر نکال دو''۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر بولا'' اس کو اپنے سردار کے پاس لے جاؤ اور اس سے یہ کہہ دو کہ ہمارے ملک سے یہ ملا ہے۔ میں بہت جلد رستم کو تمہاری سرکوبی کو بھیجتا ہوں جو تم سب کو قادسیہ کی خندق میں دفن کر دے گا اس کے بعد وہ تمہارے ملک کو سابور سے زیادہ پامال کرے گا''۔ عاصم[1] یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور مٹی کی ٹوکری اپنے کندھے پر اٹھا کر بولے'' میں اس گروہ کا سردار ہوں'' پھر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا'' چلو خود کسریٰ فارس نے اپنی زمین ہم کو دے دی عاصم اور ان کے ساتھی مٹی کی ٹوکری لئے ہوئے سیدھے حضرت سعد کے پاس پہنچے کل ماجرا بیان کر کے کہا'' مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے ان کے ملک کی مٹی ہم کو مرحمت فرمائی ہے''۔

یزدگرد کے حاضرین دربار امرء کو عرب کے سفیروں کی گفتگو اور مٹی کی ٹوکری کو اٹھا کر خوشی ومسرت سے روانہ ہونا نہایت شاق گزرا۔ اس عمل سے وہ لوگ فکر ورنج کے دریا میں ڈوب گئے۔ رستم ان کی باتوں اور بلند خیالی سے حیران ہو گیا۔ یزدگرد نے تھوڑی دیر کے بعد مہر سکوت توڑ کر کہا'' میں نے عرب میں ان لوگوں سے زیادہ کسی کو احمق نہیں دیکھا۔ ان کو یہ کیسی

---

[1] امام ابوالعباس احمد بن یحییٰ ابن جابر بلاذری نے فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ'' جب یزدگرد نے مٹی کی ٹوکری منگوائی تو عمرو بن معدی کرب نے اٹھ کر اپنی چادر بچھا دی اور مٹی لے کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عجیب خوش فہمی ہے کہ انہیں کل روئے زمین پر قبضہ مل جائے گا اور زعم باطل میں ان کے سردار نے مٹی کی ٹوکری اپنے کندھے پر رکھ لی''۔ رستم نے جواب دیا ''خداوندیہ لوگ بڑے عالی خیال و ذی عقل ہیں ان لوگوں نے اس مٹی سے اپنا حسن تفاؤل اور آپ کی بدفالی مراد لی ہے''۔ یزدگرد نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور رستم کو ان لوگوں کے جانے کے فوراً بعد حیرہ کی طرف بڑھنے کا حکم دے دیا۔

فراض پر شبخون: سفیروں کی روانگی کے بعد اشیاء خوردنی کی کمی محسوس ہوئی۔ سواد بن مالک تمیمی فراض پر شب کے وقت چھاپہ مار کر تین سو جانور گرفتار کر لائے جن میں خچر' گدھے' بکریاں گائے اور بیل شامل تھے۔ صبح کے وقت سواد بن مالک ان مویشیوں کو لئے اسلامی لشکر گاہ میں آئے۔ حضرت سعد نے ان کو فوجوں میں تقسیم کر دیا لیکن مزید گوشت کی کمی کی وجہ سے متعدد لشکریے آدمیوں اور مویشیوں کو پکڑ لانے کے لئے روانہ کئے۔ لشکر میں گوشت کی کمی تھی اور غلہ کی جنس ان کے پاس کافی تھی۔

رستم اور ایک عرب کی گفتگو: رستم طوعاً و کرہاً مدائن سے جنگی ہتھیار جمع کر کے اور ساٹھ ہزار فوج لے کر ساباط کی طرف روانہ ہوا۔ اس فوج کے مقدمہ پر جالینوس تھا جس کے ہمراہ چالیس ہزار کا لشکر تھا۔ ساقہ میں بیس ہزار فوج تھی۔ میمنہ پر ہرمزان' میسرہ پر مہران بن بہرام رازی تیس تیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ تھے اور ان کے ہمراہ تین سو ہاتھی بھی تھے۔ ان میں سے ایک سو قلب میں' پچھتر پچھتر میمنہ اور میسرہ میں بیس مقدمہ اور تیس ساقہ میں تھے۔ ساباط سے روانہ ہو کر رستم نے کوثا میں پڑاؤ کیا۔ اتفاق سے ایک عرب کو رستم کے پاس پکڑ لائے۔ رستم نے اس سے استعجاباً دریافت کیا ''تم لوگ یہاں کس ضرورت سے آئے ہو اور کیا ڈھونڈتے ہو؟''۔

عرب: ہم اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو تمہارے ملک اور تمہارے نوجوانوں میں ڈھونڈتے ہیں۔ اگر تم ایمان نہ لائے۔

رستم: اگر تم اس جستجو میں قتل ہو گئے؟

عرب: جو شخص اس تلاش میں مارا جائے گا جنت میں جائے گا اور جو بچ جائے گا اس سے اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

رستم: پھر تم کو اس سے کیا حاصل ہوگا؟

عرب: ہم نہ سہی ہمارے اور بھائی سہی۔ اللہ کا دین تو پھیلے گا ہم کو اس کا یقین محکم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

رستم: تم اس قلیل تعداد کے ساتھ ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہو؟

عرب: ہم کیا کرتے جو کچھ کرے گا اللہ تعالیٰ کرے گا تمہاری بداعمالیاں تم کو نیست و نابود کر دیں گی اور تم ہمارے زیر نگین

ا ابن اثیر نے لکھا ہے کہ فراض پر شبخون مارنے کے بعد حضرت سعد نے دوسرا سریہ روانہ کیا جس نے بنی تغلب و نمیر کے اونٹ مع ان کے آدمیوں کے گرفتار کر لئے تھے۔ سعد نے ان کو بھی دوسرے دن ذبح کر کے تقسیم کر دیا پھر عمرو بن الحرث نے نہرین پر شبخون مارا اور بہت سے مویشی پکڑ لائے ان ایام کو ایام اباقر کہتے ہیں اور پہلے واقعہ کو جس میں سواد نے فراض پر چھاپہ مارا یوم الحتان سے موسوم کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ جاؤ گے۔

رستم: تُو ہمارے غضب سے نہیں ڈرتا ہمارے پاس اس وقت (حاضرین کی طرف اشارہ کر کے) اس قدر جنگ آور موجود ہیں۔

عرب: تُو ان پر کیا ناز کرتا ہے یہ سب قضاء وقدر ہیں جو تجھے گھیر کے لائیں ہیں اور یہ تجھے جان بر نہ ہونے دیں گے۔

رستم کی حیرہ کو روانگی: رستم اس تقریر سے برافروختہ ہو گیا جلاد کو بلا کر اس غریب عرب کی گردن مارنے کا حکم دیا بعدازاں کوثا سے حیرہ کو روانہ ہوا۔ اثناءِ راہ میں اس کے فوجیوں نے رعایا کو لوٹنا' ان کی عورتوں کو بے عزت کرنا اور شراب پی کر بدمستی کرنا شروع کیا۔ جب اس کی اطلاع رستم کو ہوئی تو اس نے لشکریوں کو سخت تنبیہ کی' بعض کو سزائے موت دی اور اپنے ہم نشینوں سے مخاطب ہو کر کہا ''قسم ہے ایزد اور دادار کی! اس عرب نے جو کہا تھا سچ کہا تھا اور بے شک جو وبال ہم پر آئے گا ہماری بداعمالیوں سے آئے گا''۔ رستم نے حیرہ میں پہنچ کر اہل حیرہ کو جمع کیا' سمجھایا' بجھایا مسلمانوں کے خلاف ابھارا۔ ابن بقیلہ نے کہا ''کیا خوب! تم خود مسلمانوں کی مدافعت نہیں کر سکتے اور ہم کو مدافعت نہ کرنے پر ملامت کرتے ہو''۔ رستم یہ سخت جواب سن کر خاموش ہو گیا۔

سواد کی مہم: حضرت سعدؓ نے سواد کی طرف ایک سریہ روانہ کیا۔ رستم نے اس سے باخبر ہو کر ان کی مدافعت کے لئے سواروں کا ایک دستہ روانہ کیا جاسوسوں نے حضرت سعد تک یہ خبر پہنچائی۔ حضرت سعد نے عاصم بن عمرو کی سرکردگی میں چند سواروں کو اہل سریہ کی کمک کے لئے بھیج دیا۔ اتفاق سے عاصم عین چھیڑ چھاڑ کے وقت اللہ اکبر کہہ کر پہنچ گئے۔ سواران فارس عاصم کو دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ اہل سریہ اور عاصم مال غنیمت لئے ہوئے اپنے لشکر گاہ واپس چلے آئے۔ اس کے بعد حضرت سعد نے عمرو بن معدی کرب اور طلیحہ اسدی کو اہل فارس کے رنگ ڈھنگ حالات دیکھنے کو بھیجا۔ تقریباً تین میل اپنے لشکر سے باہر گئے ہوں گے کہ اہل فارس کا ہراول دکھائی دیا۔

حضرت طلیحہؓ کا کارنامہ: عمرو بن معدی کرب تو اس مقام سے واپس آ گئے۔ لیکن طلیحہ رضی اللہ عنہ لباس تبدیل کر کے لشکر فارس میں داخل ہوئے۔ جب رات کا زیادہ حصہ گزر گیا اور پورے فوجیوں پر غفلت کی نیند طاری ہو گئی۔ تب طلیحہ آہستہ آہستہ گھوڑوں کی طرف گئے نگہبانوں کو غافل پا کر خیمے کی رسیاں کاٹ دیں اور ایک گھوڑے پر سوار ہو کر دوسروں کو ہانکتے ہوئے لشکر فارس سے نکل گئے۔ خیموں کے گرنے اور گھوڑوں کے دوڑنے سے جو شور وغل اٹھا تو لوگ جاگ اٹھے۔ چند سواروں نے ان کا تعاقب کیا' جب قریب پہنچے تو طلیحہ رضی اللہ عنہ نے پلٹ کر ایک پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ اسی مقام پر ٹھنڈا ہو گیا۔ جب دوسرا آگے بڑھا تو طلیحہؓ نے اس کو بھی ایک ہی وار سے ختم کر دیا۔ تیسرے نے آگے بڑھ کر روکنا چاہا اور طلیحہؓ پر نیزہ چلایا لیکن طلیحہ وار سے بچ گئے۔ البتہ نیزے کی جھونک میں حملہ آور خود جونہی زمین کی طرف جھکا طلیحہؓ نے فوراً تلوار کا وار اس صفائی سے کیا کہ اس کا سر تن سے جدا ہو کر علیحدہ جا پڑا۔ چوتھا سوار قریب پہنچ کر طلیحہ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کھینچنا چاہتا تھا کہ طلیحہؓ نے اس کا ہاتھ اس زور سے پکڑ لیا کہ وہ لٹکا ہوا طلیحہ کے ساتھ چلا گیا۔ سواران فارس یہ واقعات دیکھ کہ خایب وخاسر واپس چلے آئے۔ طلیحہؓ گھوڑوں اور اپنے حریف کو قید کئے ہوئے اسلامی لشکر میں داخل ہوئے اور سیدھے حضرت سعد رضی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہ کے پاس پہنچے گزرے ہوئے کل واقعات بیان کئے پھر ترجمان کو بلایا گیا اور اس کے ذریعہ اس قیدی سے باتیں ہوتی رہیں جو تھوڑی دیر بعد مسلمان ہو گیا اور معرکہ جنگ میں بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ اہل فارس کے حالات اور لڑائی کے طریقے بتائے اس سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بہت مدد ملی۔ طلیحہ کی مردانگی سے یہ اس درجہ متاثر اور مفتون ہوا کہ اس نے طلیحہ کا ساتھ پھر کبھی نہیں چھوڑا۔

رستم کی حیرہ کو روانگی: اس واقعہ کے بعد رستم نے حیرہ سے کوچ کر کے قادسیہ میں پڑاؤ ڈالا۔ جہاں پر اہل فارس اور مسلمانوں میں ایک قیامت خیز لڑائی ہونے والی تھی۔ اس کو مدائن سے روانہ ہوئے چھ مہینے گزر گئے تھے۔ اس کے دل پر مسلمانوں کا خوف بے حد مستولی ہو گیا تھا۔ اس لئے لڑائی سے پہلوتہی کرتا تھا لیکن یزدگرد کے حکم سے مجبور تھا۔ وہ بار بار اس کو تاکیداً مسلمانوں سے متصادم ہو جانے کو لکھتا تھا۔ مورخوں نے اس کے خائف ہونے کی یہ وجہ لکھی ہے ''اس نے مدائن سے روانہ ہونے کے بعد ایک شب خواب[1] دیکھا کہ ایک فرشتہ آسمان سے اترا ہے اور اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاروق اعظمؓ ہیں۔ فرشتہ نے اہل فارس کے جنگی ہتھیار چھین لئے اور ان کو مقفل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بجنسہ فاروق اعظمؓ کے حوالہ کر دیا۔ اہل فارس نے یہ دیکھ کر غمگین ہو کر سر نیچا کر لیا''۔

رستم و زہرہ کی گفت و شنید: رستم نے قادسیہ پہنچ کر مسلمانوں کے لشکر کے مقابلہ کے لئے عتیق میں اپنا خیمہ نصب کرایا دوسرے دن صبح ہی صبح عتیق سے سوار ہو کر نہر کی طرف جا کر پل سے ایک بلند مقام سے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد زہرہ سے کہلا بھیجا کہ تم تھوڑی دیر کے لئے میرے مقابل آ کر کھڑے ہو جاؤ کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ زہرہ تن تنہا اپنے خیمہ سے نکل کر رستم کے روبرو ایک مقام پر آ کر کھڑے ہو گئے۔

رستم: تم ہمارے پڑوسی ہو اس لئے ہم تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرتے اور تمہاری حفاظت بھی کرتے تھے۔

زہرہ: اس تقریر سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

رستم: تم کو یاد ہو گا کہ ہمارے یہاں سے تم لوگوں کے لئے وظائف مقرر تھے تم جب ہمارے یہاں آتے تھے تو تم کو ہم انعام و اکرام دیتے تھے اب بھی اگر تم کو اس کی ضرورت ہو تو ہم تم کو خاطر خواہ انعام دیں گے۔

زہرہ: ہماری یہ غرض ہرگز نہیں ہے ہم تو اپنی آخرت بنانے آئے ہیں اور درحقیقت تم جیسا کہتے ہو ہم ویسے ہی تھے لیکن اللہ

---

[1] اس خواب کی اصلیت کے بارے میں کچھ لکھنا مشکل ہے ممکن ہے کہ رستم نے ایسا خواب دیکھا ہو لیکن سوال یہ ہے کہ رستم نے یہ خواب کس سے بیان کیا اور پھر یہ روایت کس کے ذریعہ سے مؤرخوں تک پہنچی اس کے علاوہ ابن اثیر نے ایک دوسرا واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ جس کو باور کرنا مقتضائے عقل ہے اور وہ یہ ہے کہ رستم نے ساباط سے کوچ کرنے کے بعد اپنے بھائی بندوں کو مسلمانوں کے چڑھ آنے اور یزدگرد کے مقابلہ پر بھیجنے کے مفصل واقعات لکھے تھے۔ بندوان نے نجوم کے ذریعہ پیشین گوئی کی کہ پانی کو مچھلی نے گندا کر دیا ہے اور شتر مرغ نے خوبصورتی کا جامہ پہن لیا ہے زہرہ کا نحس جاتا رہا ہے اور میزان اعتدال پر ہے میرے نزدیک قوم عرب تم پر اور تم سے جو ملے ہوئے ممالک ہیں ان پر غالب آ جائے گی۔ لڑنا مصلحت کے خلاف ہے جہاں تک ممکن ہو طرہ دینا بہتر ہے''۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس پر یہ رائے قائم ہو سکتی ہے کہ رستم کا خیال بندوان کی اس تحریر سے بدل گیا ہو اور وہ اس کی ہدایت کی وجہ سے جنگ کرنے سے جی چرا تا رہا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جل شانہ نے ہم میں اپنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھیجا اس نے ہم کو دین حق کی طرف بلایا۔ جسے ہم نے قبول کر لیا انہوں نے ہم سے وعدہ کیا ہے جو شخص اس دین کو قبول نہ کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ ہم کو مسلط کر دے گا اور ہمارے ذریعہ سے وہ اس سرکشی اور بے دینی کا بدلہ لے گا اس لئے اللہ تعالیٰ ہم کو غلبہ و فتح دے گا۔

رستم: تم لوگ اب بھی اقلیت ہو ہماری اس عظیم الشان فوج کے مقابلہ پر کیا آ سکو گے؟

زہرہ: یہ خیال غلط ہے ہم اپنے دین حق کی برکت سے تم پر یقیناً غالب ہو جائیں گے اور جب تک ہم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہے تمہارے مقابلے سے منہ نہ موڑے گا۔

رستم: وہ کون سا دین ہے جس کو تم حق کہتے ہو؟

زہرہ: شہادتین (یعنی اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً رسول الله) کو زبان سے کہنا دل سے اس پر اعتقاد رکھنا۔ یہی دین ہے۔

رستم: یہ تو عقائد ہیں اور عملاً کیا کرنا ہوتا ہے؟

زہرہ: شرک اور بت پرستی کا عالم سے دور کرنا' لوگوں کو خلق کی عبادت سے بچا کر اللہ کی طرف بلانا' مخلوق ہونے کی حیثیت سے ہم تم سب برابر ہیں اور ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ بشرطیکہ ہمارا اور تمہارا دین ایک ہو ورنہ بھائی ہونے کے بجائے تمہارے جانی دشمن ہیں۔

رستم: اگر ہم تمہاری دعوت قبول کر لیں اور تمہارے دین میں داخل ہو جائیں تو کیا تم بغیر جنگ و جدال لوٹ جاؤ گے؟

زہرہ: (خوشی کے لہجہ میں) واللہ ہم بلا جھگڑے واپس چلے جائیں گے!

حضرت ربعی بن عمر کی سفارت: رستم یہ سن کر اپنے خیمے میں آیا اور سرداران لشکر کو طلب کر کے زہرہ سے جو گفتگو ہوئی تھی اس کا تذکرہ کیا۔ سرداران لشکر رستم کی تقریر سن کر اور اس کا رجحان مسلمانوں کی طرف دیکھ کر برافروختہ ہو گئے۔ ترش رو چیں بچیں ہو کر اٹھ کر چلے گئے مجلس درہم برہم ہو گئی اس کے بعد رستم نے حضرت سعدؓ کے پاس کہلا بھیجا ''تم ہمارے یہاں کسی سفیر کو بھیج دو جس سے ہم مصالحت کی گفتگو کریں'' چنانچہ سعد نے رستم کے پاس ربعی بن عامر کو روانہ کیا اہل فارس نے ان کو قنطرہ میں ٹھہرا کر رستم کو ربعی کے آنے سے مطلع کیا۔ رستم نے اپنے لئے پر تکلف سونے کا تخت اور اس کے چاروں طرف دور دور تک دیبا و حریر کا فرش بچھوایا۔ فرش پر رومی قالینوں کو بچھوا کر تکیوں کو رکھوایا جن کے غلاف زربفت کے اور جھالر موتیوں کے تھے۔ وجیہہ اور خوب رو امراء کو اپنے گرد و پیش حسب مراتب بٹھا کر ربعی کو داخل ہونے کی اجازت دی۔ ربعی پرانی پھٹی ہوئی نیام میں بند تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے گھوڑے پر سوار اور ایک ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے فرش کو گھوڑے کی ٹاپوں سے روندتے ہوئے قالین کے فرش تک پہنچے گھوڑے سے اتر کر ایک قالین میں نیزے سے سوراخ کر کے لگام کو اس میں پھنسا دیا اور نیزے کی نوک سے فرش کو پامال کرتے ہوئے چلے۔

رستم اور ربعی کی گفتگو: اہل فارس ان کی ان حرکات کو حقارت سے خاموشی کی حالت میں دیکھتے رہے جب رستم کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب پہنچے لوگوں نے ربعی سے ہتھیار رکھ دینے کے لئے کہا۔ ربعی نے ترش رو ہو کر کہا ''اگر میں بلا طلب تمہارے پاس آتا تو میں ایسا ہی کرتا تم نے مجھے بلوایا ہے اگر مسلح آنے دو تو میں آؤں ورنہ واپس چلا جاؤں'' رستم نے ربعیؓ کو مسلح آنے کی اجازت دے دی۔ یہ حضرت اپنی نوکدار نیزے سے فرش کو خراب کرتے چیرتے پھاڑتے رستم کے تخت تک پہنچے اور رستم کے برابر تخت پر بیٹھنے کا قصد کیا لیکن حاضرین نے روکا۔ ربعی نے کہا ''میں تمہارے بلانے سے آیا ہوں جہاں میں بیٹھنا چاہتا ہوں بیٹھنے دو ورنہ میں چلا جاؤں مجھ کو تمہارے پاس آنے کی کوئی غرض نہ تھی ہمارے مذہب میں اس کی سخت ممانعت ہے کہ ایک شخص معبود ہو کر بیٹھے اور باقی انسان بندے ہو کر پائیں میں کھڑے یا بیٹھے رہیں''۔ رستم نے حاضرین کو منع کر دیا کہ کوئی شخص اس کے کسی فعل و حرکت پر معترض نہ ہو لیکن خود ربعی کچھ سوچ کر تخت سے اتر آئے اور ایک قالین کو نیز سے پھاڑ کر زمین پر بیٹھ گئے اور رستم سے مخاطب ہو کر کہا ''ہم تمہارے اس پر تکلف مصنوعی فرش پر نہیں بیٹھتے (زمین کی طرف اشارہ کر کے) اللہ تعالیٰ کا بچھایا ہوا یہ فرش ہمارے لئے کافی ہے''۔ رستم نے ترجمان کے ذریعہ سے دریافت کیا ''تم کس وجہ سے یہاں آئے ہو''۔

ربعی: اللہ جل شانہ نے ہم کو دنیا میں اس غرض سے بھیجا ہے کہ ہم اس پر بسنے والے بندوں کو دنیا کی تنگی سے وسعت اور آخرت کی ہمہ گیری کی طرف متوجہ کریں اور باطل دینوں کے ظلم سے بچا کر عدلِ اسلام کی جانب لائیں ہم اس کے دین کو خلق کے سامنے پیش کرتے ہیں پس جو شخص اس کو قبول کرے گا ہم اس پر اور اس کے ملک پر معترض نہ ہوں گے۔ لیکن جو شخص اسلام سے انکار کرے گا اس سے ہم اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک ہم جنت میں نہ پہنچ جائیں یا فتح مند نہ ہو جائیں۔

رستم: کیا تم ہم کو مہلت دے سکتے ہو؟ اور کیا اس کام کو چند دن کے لئے ملتوی کر سکتے ہو؟ تا کہ ہم تمہارے خیالات پر غور کریں''۔

ربعی: ''ہاں ایک دن یا دو دن''۔

رستم: نہیں اتنی مہلت دو کہ ہم اپنے روسا ملک اور ارکین سے اس معاملہ میں خط و کتابت کر سکیں''۔

ربعی: یہ نہیں ہو سکتا ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم اپنے دشمنوں کو تین دن سے زیادہ مہلت نہ دیا کریں ان تین دن میں غور کر کے یا تو اسلام قبول کر لو تا کہ ہم تم کو اور تمہارے ملک کو چھوڑ کر چلے جائیں یا پھر جزیہ دینا منظور کر لو پس ہم اس کو قبول کر لیں گے اور تم پر معترض نہ ہوں گے اور جب کبھی تم کو ہماری ضرورت ہو گی ہم تمہاری مدد کریں گے اور تمہارے جان و مال کی حفاظت کریں گے لیکن اگر ان دونوں امور میں سے کسی ایک کو بھی قبول نہ کرو گے تو چوتھے روز ہم تم سے لڑیں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم تم کو زیر کریں گے اور یہی ہمارا اور ہمارے کل ساتھیوں کا قول و قرار ہے''۔

رستم: کیا تم مسلمانوں کے سردار ہو؟

ربعی: نہیں لیکن سارے مسلمان ایک جسم کی مثل ہیں ہم میں سے ہر متنفس ہر امر میں مختار و مجاز ہے۔ ہم میں اعلیٰ ادنیٰ کا کوئی امتیاز نہیں۔ ادنیٰ اعلیٰ کی طرف اسے اجازت دے سکتا ہے'' رستم اور اس کے افسران فوج ربعی کی اس تقریر سے دنگ ہو گئے اور ایک سکتہ کی حالت میں تھوڑی دیر تک بیٹھے رہے بعد ازاں رستم نے ربعی کی تلوار دیکھ کر کہا ''اس کی نیام بہت بوسیدہ ہے غالباً تلوار بھی ایسی ہی ہو گی'' ربعی تلوار نیام سے کھینچ کر بولے 'نیام اس کی بوسیدہ ضرور ہے لیکن میں نے اسے سان پر ابھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھوایا ہے''۔ پھر رستم نے ربعی کا نیزہ اٹھالیا اور اس کا پھل دیکھ کر طنزاً بولا ''اس کا پھل بہت چھوٹا ہے لڑائی میں کیا کام دیتا ہوگا''۔ ربعیؓ نے بے پروائی سے جواب دیا پھل اس کا چھوٹا ضرور ہے لیکن سیدھا دشمن کے سینے میں تیر جاتا ہے' کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آگ کی ایک چھوٹی چنگاری ایک شہر کو جلا دینے کو کافی ہوتی ہے''۔

حضرت ربعی بن عمر کی واپسی: تھوڑی دیر تک ربعی اور رستم میں اسی قسم کی نوک جھونک ہوتی رہی۔ پھر ربعی اس بے تکلفی سے اٹھ کر نیزے کو ٹیکتے ہوئے اپنے گھوڑے کے پاس آئے اور سوار ہو کر اپنے لشکر گاہ میں پہنچ گئے۔ رستم نے ربعی کے واپس ہونے کے بعد ایک مجلس خاص میں اراکین سلطنت اور افسران فوج کو جمع کر کے کہا: ''تم لوگوں نے دیکھا کہ کس بے باکی سے وہ عربی نژاد شخص باتیں کر رہا تھا'' ان میں سے ایک نے کہا ''وہ بہت بدتہذیب' وحشی' غیر تربیت یافتہ تھا پوشاک دیکھی اونٹ کا جھول پہنے ہوئے تھا تمام قالینوں کو خراب کر ڈالا''۔ دوسرے نے جواب دیا ''ارے صاحب اس نے ایک قالین کو درمیان سے پھاڑ کر گھوڑے کی راس اس میں باندھ دی تھی''۔ تیسرا بول اٹھا ''یہ کیا لڑیں گے تلوار کی نیام تک تو درست نہیں نیزے میں صرف دو انگل کا پھل ہے اس سرے سے اس سرے تک صرف ایک بانس کی بدشکل لکڑی ہے۔ رستم کو ان لوگوں کی یہ باتیں پسند نہ آئیں۔ جھلا کر بولا ''تم لوگ صورت وشکل کی طرف دیکھتے ہو' تف ہے تمہاری عقل پر! اس کی رائے اور گفتگو دیکھو۔ اس کے خیالات پر غور کرو کس قدر دوررس اور بے باکی سے باتیں کرتا تھا''۔

حضرت حذیفہ بن محصن کی سفارت: دوسرے دن رستم نے پھر ربعی کو بلوا بھیجا۔ حضرت سعدؓ نے بجائے ان کے حذیفہ بن محصن کو روانہ کیا۔ چنانچہ حذیفہ بن محصن بھی اسی طور طریقہ سے رستم کے پاس گئے۔ جس طرح ربعی گئے تھے لیکن یہ اپنے گھوڑے سے نہ اترے۔ فرش روندتے ہوئے رستم کے قریب پہنچے اور اسی انداز سے گفتگو وکلام کیا جیسا کہ ربعی نے کیا تھا رستم نے دریافت کیا ''کیا سبب ہے کہ آج تم بھیجے گئے ہو کل والے صاحب نہیں آئے''۔ حذیفہ نے جواب دیا ''ہمارا امیر! گرم ونرم آدمیوں کو بھیج کر عدل کرتا ہے کل ان کی باری تھی آج میری ہے''۔ پھر رستم نے پوچھا' ہم کو مہلت کتنے دنوں کی دے سکتے ہو؟'' حذیفہ نے کہا ''آج سے تین دن کی'' رستم یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ حذیفہ نے اپنے گھوڑے کی باگ اٹھائی اور اسلامی لشکر گاہ میں جا پہنچے۔

رستم کو حذیفہ کی تیزی اور حاضر جوابی نے تعجب میں ڈال دیا' تھوڑی دیر تک اس غور وفکر میں رہا کہ ''عرب سے لڑنے کی بابت کیا کرنا چاہئے؟ یزدگرد کا حکم جنگ کرنے کا ہے اور یہ لوگ بھی بغیر لڑے یا جزیہ لئے واپس نہ جائیں گے''۔ جب اس کے دل ودماغ نے کچھ فیصلہ نہ کیا تو اپنے اراکین لشکر سے مخاطب ہو کر کہا ''یہ لڑائی نہایت خطرناک ہے ان میں سے ہر شخص جان دینے پر تیار ہے بہتر ہوگا کہ ان کا دین قبول کر لیا جائے یا جزیہ دینا منظور کیا جائے''۔ حاضرین بولے ''توبہ توبہ! ان احمقوں کا دین اس قابل ہے کہ ہم لوگ قبول کریں؟ اب ان کی یہ شان ہے کہ ہم ان کو خراج دیں؟ جن کو ہم بدترین مخلوق سمجھتے ہیں' آپ مطلق متردد نہ ہوں پہلی ہی جنگ میں ان کا خاتمہ ہو جائے گا۔ قاعدہ ہے کہ جب چیونٹی کی موت کے دن آتے ہیں تو اس کے پر نکل آتے ہیں''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مغیرہ بن شعبہ کی سفارت: رستم ان کی یہ جہالت آمیز تقریر سن کر خاموش ہو گیا اگلے دن پھر سعد کے لشکر سے ایک آدمی کو صلح کی گفتگو کرنے کے لئے بلوایا۔ اس مرتبہ مغیرہ بن شعبہ گئے اور کمال دلیری سے رستم کے تخت پر چڑھ کر اس کے برابر بیٹھ گئے۔ حاضرین نے ان کو تخت سے اتار دیا مغیرہ نے کہا ''واللہ ہم نے تم سے زیادہ نادان قوم دنیا میں نہیں دیکھی ہم لوگ عرب ہیں ایک دوسرے کی عبادت نہیں کرتے۔ تم لوگ عجیب احمق ہو کہ ایک کو تم نے معبود بنا کر تخت پر بٹھا دیا ہے تم مجھے بتاؤ کہ تم لوگوں میں بعض معبود اور بعض بندے ہیں' تم نے مجھے بلوایا ہے۔ میں تمہارے بلانے پر آیا' تم نے میرے ساتھ یہ برتاؤ کیا کہ تم نے مجھے تخت سے اتار دیا' اس سے میں سمجھتا ہوں کہ تم لوگ ضرور مغلوب ہو گے۔ واللہ کوئی بادشاہ اس نخوت پر بادشاہی نہیں کر سکتا اور نہ ایسی قوم کبھی سرسبز ہو سکتی ہے جو اپنے بادشاہ کو خدا بنائے''۔ مغیرہ کی اس تقریر کو سن کر چھوٹی حیثیت اور کم مرتبہ والے حاضرین نے دل ہی دل میں تصدیق کی۔ لیکن امراء و رؤساء نے حقارت کی نگاہوں سے دیکھ کر کہا ''اللہ اس کو موت دے جو ہماری تحقیر کرتا ہے''۔

دولت کی پیشکش: اس کے بعد رستم نے فارس اور اہل فارس کی عظمت' یزدگرد کی سطوت' حکومت اور اہل عرب کی تنگی معیشت' ناداری اور نیم وحشی ہونے پر طولانی تقریر کرتے ہوئے کہا ''تم لوگ مفلوک الحال تھے اور قحط کے دنوں میں ہم سے مدد چاہتے تھے ہم تم کو کھجوریں اور جو دیتے اور تمہارے امیروں کو کپڑے' خچر' زر و مال دیتے تھے اور تم میں سے جو جس قدر اٹھا کر لے جا سکتا تھا' اس کو اسی قدر کھجوریں اور غلہ لے جانے کی اجازت تھی۔ اس وجہ سے ہماری غیرت و حمیت تمہارے قتل کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ اب جو کچھ ہوا سو ہوا اب بہتر یہی ہے کہ تم لوگ لوٹ جاؤ ہم تم کو اور تمہارے امیر کو مویشی' غلہ' کپڑے' روپیہ خاطر خواہ دیں گے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کا خطبہ: مغیرہ یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور پہلے انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی۔ پھر رستم و حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر کہا ''تم نے جو کچھ عرب کی تنگی معیشت' فاقہ مستی' تہی دستی کا حال بیان کیا وہ سب صحیح اور درست ہے ہم کو یہ سب معلوم ہے اور ہم اس سے انکار نہیں کرتے۔ دنیا کا دستور یہی ہے کہ آج تنگی ہے تو کل فراخی ہو گی آج اگر عشرت ہے تو کل عسرت ہو گی' اگر تم لوگ اس کا شکر ادا کرتے جو تم کو حاصل ہے تو اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو جاتا بلکہ تمہارا یہ شکر اس سے کم ہوتا جو تم کو حاصل ہے لیکن چونکہ تم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا۔ اس لئے کفران نعمت اور ناشکری کا وبال تم پر نازل ہو گا۔ بے شک اللہ جل شانہ نے ہم میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جس نے ہم کو راہ راست کی ہدایت کی اور کفار اور مشرکین اور بت پرستوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا تم کو اختیار ہے چاہے اسلام قبول کر لو تو ہم تم کو اپنا بھائی بنا لیں گے اور تمہارے ملک کو چھوڑ کر دوسری طرف چلے جائیں گے یا جزیہ دینا اختیار کرو اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو لڑو''۔ پھر کچھ سوچ کر کہا ''بات یہ ہے کہ ہمارے نوجوانوں نے تمہارے یہاں کے کھانوں کا مزہ چکھ لیا ہے اب ان کو تمہارا ملک لئے بغیر صبر نہیں آئے گا''۔ رستم یہ تقریر سن کر ضبط نہ کر سکا بے تاب ہو کر بولا ''اگر تم اسی جستجو و خیال میں مارے جاؤ؟'' مغیرہ نے ہنس کر جواب دیا ''جو شخص ہم میں سے مارا جائے گا جنت میں داخل ہو گا اور جو لوگ ہم میں سے باقی رہ جائیں گے وہ فتح یاب اور غالب ہوں گے''۔ رستم اس جواب سے طیش میں آ گیا اور قسم کھا کر کہنے لگا ''اب میں ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گز صلح نہ کروں گا جب تک تم سب کو قتل نہ کرلوں گا'' مغیرہ اپنے لشکر میں واپس آ گئے۔ اس کے بعد رستم نے اہل فارس کو جمع کر کے صلح کی بابت مشورہ کیا اور جنگ کے انجام سے ڈرایا لیکن اہل فارس نے بہ اتفاق رائے لڑائی کو پسند کیا اور اسی رائے پر مصر ہوئے۔

رستم کو دعوت اسلام: اس کے دوسرے دن اتمام حجت کے لئے حضرت سعد نے ایک شخص کو بغرض دعوت اسلام رستم کے پاس بھیجا۔ رستم نے حسب عادت پہلے عربوں پر اپنے احسانات جتائے پھر ان کو مال و زر دینے کا اقرار و وعدہ کیا۔ آخر اس قاصد کے ناکام واپس آنے پر طرفین سے اعلان جنگ ہو گیا۔ رستم نے حضرت سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ تم ہماری طرف آؤ گے یا ہم تمہاری طرف آ کر حملہ آور ہوں؟ حضرت سعد نے جواب دیا ''تم ہماری طرف آؤ'' رستم کو یہ جواب شام کے وقت ملا اس نے پل کی طرف رخ کیا لیکن چونکہ حضرت سعد نے اس خطرے کو پہلے ہی تاڑ لیا تھا اس لئے اپنے چند آدمیوں کو پہلے ہی پل کی محافظت پر متعین کر دیا تھا۔ انہوں نے حضرت سعد کو اس سے آگاہ کیا۔ حضرت سعد نے رستم کے پاس پیام بھیجا تم پل کی طرف رخ نہ کرو، ہم نے اس پر قبضہ کر لیا ہے ہم اس کو خالی نہیں کریں گے''۔ رستم یہ سن کر عتیق میں ٹھہر گیا صبح ہونے تک بانس، مٹی وغیرہ کافی مقدار سے جمع کر کے پل باندھنا شروع کر دیا دوپہر سے قبل ہی پل بند ھ کر تیار ہو گیا رستم مع لشکر فارس دریا عبور کر کے تخت زرین پر بیٹھا اور لشکر کی ترتیب میں مصروف ہوا۔ جنگی ہاتھیوں میں سے نصف کو مع سفید ہاتھی، قلب میں اور نصف میں سے ایک نصف کو میمنہ میں دوسرے نصف کو میسرہ میں رکھا۔ جالینوس، رستم، میمنہ کے وسط میں اور فیرزان، میسرہ اور اس کے درمیان میں تھا۔ یزدگرد نے مدائن سے قادسیہ تک تھوڑے تھوڑے فاصلے پر خبر رسانی کی غرض سے ڈاکیوں کو مقرر اور متعین کر دیا تھا تا کہ قادسیہ میں رستم پر جو واقعہ گزرے یا جو کچھ وہ کرے اس کی اطلاع فوراً اور بہ آسانی یزدگرد کو ہو جائے اس زمانے میں یہ خبر رسانی کا یہ آسان طریقہ نکالا گیا تھا۔

حضرت سعد کی علالت: رستم کو ترتیب لشکر میں مصروف دیکھ کر مسلم افواج نے بھی تیاری شروع کر دی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ان دنوں پھوڑوں اور عرق النساء کی بیماریوں میں مبتلا تھے۔ اس وجہ سے گھوڑے پر چڑھنا تو درکنار اٹھ کر بیٹھ بھی نہ سکتے تھے بدرجہ مجبوری قصر پر چڑھ گئے جو قادسیہ میں ان کے پہنچنے سے پہلے بنا ہوا تھا اور ایک بوریئے پر سینہ کے بل بیٹھ گئے بعض لوگوں[1] نے حضرت سعد کی اس خانہ نشینی پر اعتراض شروع کیا۔ حضرت سعد یہ سن کر باہر آئے پھوڑوں اور زخموں کو دکھلایا اس کے بعد

---

[1] طعنہ زنوں میں سے کسی نے یہ دو شعر کہے تھے

تقاتل حتی انزل اللہ نصرہ	و سعد بباب القادسیۃ محصم
فابنا و قد ماتت انساء کثیرہ	و نوۃ سعد لیس فیھن ایم

یعنی ''اللہ کی مدد آنے تک اعدائے دین سے لڑتے رہیں گے۔ حضرت سعد چاہے دروازۂ قادسیہ میں چھپے رہیں لیکن ہم ایسی حالت میں واپس ہوں گے کہ بہت سی عورتیں بیوہ ہو گئی ہوں گی لیکن سعد کی عورتوں میں سے کوئی بیوہ نہ ہو گی''۔ ان اشعار کو سن کر حضرت سعد قصر سے باہر آ گئے اور لوگوں کو جمع کر کے اپنے مرض کو بتلایا اور زخموں کو دکھلایا تھا۔ اپنی مجبوری بیان کی۔ مرض کو بتلایا زخموں کو دکھلایا۔

دوسری روایت سے بالتفصیل معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد باقاعدہ فوج کو لڑا رہے تھے عصا کر سلام کی قیادت حضرت سعد ہی کے ہاتھ میں تھی۔ حسب ضرورت احکام کاغذ پر لکھ کر گولی بنا کر فوج کے افسروں کی طرف پھینکتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کی طعنہ زنی بند ہوگئی۔ حضرت سعدؓ نے خالد بن عرفطہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور جن لوگوں نے باوجود عذر صحیح ہونے کے اپنی طعنہ زنی بند نہ کی ان کو اپنے قصر میں قید کر دیا ان میں سے ایک ابو محجن ثقفی تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کو شراب نوشی کے جرم میں قید کیا تھا اس کے بعد نہایت فصیح و بلیغ خطبہ دیا اور لوگوں کو جہاد پر ابھارا۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور وعدوں کو یاد دلایا اور سب کو اس سے مطلع کیا کہ خالد بن عرفطہ کو اپنا قائم مقام بنایا ہے۔ پھر چند اصحاب رائے اور جنگ آزمودہ اشخاص کو لشکر کی صفوں میں گھوم کر جہاد جنگ پر ابھارنے کے لئے بھیجا۔ منجملہ ان کے مغیرہ، حذیفہ، عاصم، طلیحہ، قیس، غالب و عمرو شامل تھے اور شعراء میں شماخ، حطیہ عبدی، عبدۃ بن الطبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) شریک تھے۔ یہ لوگ مسلم افواج کی صفوں میں گشت کر کے مجاہدین اسلام کو جہاد پر ابھارنے لگے۔ قاریوں نے حضرت سعد کے حکم سے سورۂ انفال پڑھنا شروع کی۔ تمام لشکر میں ایک عالمگیر جوش پھیل گیا سب کی آنکھیں طیش سے سرخ ہوگئیں دل میں سکون اور اس کے ساتھ انعام و جنگ کا جوش پیدا ہو گیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کا خطبہ: حضرت سعد نے امراء لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا ''اے غازیانِ اسلام اپنے اپنے مورچے اور مقامات پر پہاڑ کی طرح جمے رہنا اور جب متحرک ہو تو دریا کے پر جوش سیلاب کی طرح جنبش کرنا میں نماز ظہر کے بعد پہلی تکبیر کہوں گا تم لوگ بھی تکبیر کہنا اور لشکر کی صفوں کو درست کر کے مستعد ہو جانا اور جب دوسری تکبیر سنو تو تم بھی تکبیر کہنا اور مسلح ہو کر نوک دار نیزوں کو دشمنوں کے سینوں میں پیوست کرنے کے لئے سامنے کر لینا اور شمشیر بکف ہو جانا۔ پھر جب تیسری تکبیر کی آواز تمہارے کانوں تک پہنچے تو اپنے اپنے لشکر کو موقع موقع سے لے جا کر لڑائی پر تل جانا۔ چوتھی تکبیر کو سنتے ہی دفعتہً تکبیر کہتے ہوئے اعدائے دین کی صفوں میں گھس جانا اور لاحول ولاقوۃ کہہ کر دست بدست لڑنے لگنا'' پس جب سعدؓ نے تیسری تکبیر کہی تو لشکر اسلام سے لڑنے[1] والے نکلے اور ان کے مقابلے پر کار آزمودہ سوار آئے۔ پہلے نیزہ بازی ہوتی رہی پھر تلوار کے ہاتھ چلنے لگے۔ دلاوران عرب رجزیہ اشعار پڑھتے اور لڑنے والوں پر حملہ کرتے تھے۔

ہرمز کی گرفتاری: پہلا جو شخص اس لڑائی میں گرفتار کیا گیا ہے۔ وہ شاہزادگان فارس سے ہرمز نامی ایک شاہزادہ تھا۔ اس کو غالب بن عبداللہ اسدی میدان جنگ سے قید کر کے سعد کے پاس لائے اور پھر لوٹ کر لڑنے چلے گئے۔ اس اثناء میں ایک دوسرے شہسوار لشکر فارس سے نکل کر میدان میں آیا۔ عمرو بن معدی کرب نے صف لشکر سے نکل کر گھوڑے سے اٹھا کر زمین پر

---

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ تیسری تکبیر کو سنتے ہی لشکر اسلام سے سب سے پہلے غالب بن عبداللہ اسدی رجز پڑھتے ہوئے نکلے۔ لشکر فارس سے ہرمز آیا یہ زرین تاج پہنے ہوئے تھا۔ فارس کے مشہور ملوک سے تھا اس کو غالب نے آنے کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا اور سعد کے پاس پہنچا کر واپس گئے۔ پھر عاصم نے بھی رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آ کر لڑنے والے کو طلب کیا اہل فارس سے ایک سوار نکل کر آیا عاصم نے اس پر نیزہ کا وار کیا اس نے ان کے نیزہ کو سپر پر روک لیا عاصم نے دوسرے ہاتھ سے تلوار کھینچ کر حملہ کیا۔ حریف مقابل جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگا عاصم نے تعاقب کیا اور صف لشکر فارس سے گرفتار کر لائے۔ یہ لشکر فارس کے باورچی کا مہتمم تھا اس کے پاس کچھ کھانے کی چیزیں تھیں جن کو صرف مورچہ والوں نے جو سامنے تھے کھایا۔ عاصم کی یہ دلیری دیکھ کر فارس سے ایک شخص چاند کا گرز لئے جڑاؤ تاج پہنے گھوڑے کو کداتا ہوا نکلا لشکر اسلام سے عمرو بن معدی کرب مقابلہ پر آئے۔ اس نے ان پر گرز چلایا انہوں نے اس کے وار کو خالی دے کر کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور اپنے آگے گھوڑے پر بٹھا کر لائے اس کے بعد رستم نے ہاتھیوں کو بڑھنے کا حکم دیا اور اسی وقت سے جنگ مغلوبہ شروع ہوگئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پٹک دیا اور اس کے بعد سینہ پر چڑھ کر ذبح کر ڈالا۔ خود زرہ آلات حرب جو کچھ تھا لے لیا۔

واقعات جنگ: رستم نے لڑائی کا عنوان بدلا ہوا دیکھ کر جنگ مغلوبہ شروع کر دی دفعتہً ہاتھیوں کو مسلمانوں کی طرف بڑھایا۔ بجیلہ نے نہایت مردانگی سے ان کا مقابلہ کیا۔ سعد نے بنی اسد کو بجیلہ کی کمک کا حکم دیا۔ طلیحہ بن خولید اور جمال بن مالک نے ہاتھیوں کے بڑھتے ہوئے حملے کے سیلاب کو روک دیا۔ پھر طلیحہ کی طرف ایک نامی سپہ سالار فارس حملہ کرتا ہوا بڑھا طلیحہ نے لپک کر ایک وار سے اسے صاف کر دیا۔ اشعث بن قیس نے بنو اسد کو لڑتے دیکھ کر کندہ سے مخاطب ہو کر کہا ''اے گروہ کندہ کیا ناموری اور مردانگی کا سہرہ بنی اسد کے سر پر باندھا جائے گا؟ اللہ تعالیٰ ان کو اجر دے کیا مردانگی دکھا رہے ہیں! دیکھو اس وقت عرب کی ہر قوم اپنے مورچہ سے حرکت کر چکی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ تم نے اس وقت تک اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں کی اشعث یہ کہہ کر آگے بڑھے ان کے بڑھنے کے ساتھ ہی کندہ نے بھی حرکت کی اور فارس کے انبوہ کثیر کو جو بجیلہ و بنی اسد کو گھیرے ہوئے لڑ رہا تھا پیچھے ہٹا دیا۔ رستم نے اشارے سے کل لشکر کو مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ جس میں ذوالحاجب و جالینوس بھی تھا اس کے بعد سعدؓ نے چوتھی تکبیر کہی جس آواز کے سننے سے کل افواج قاہرہ اسلامیہ نے بھی تکبیر کہتے ہوئے قدم آگے بڑھائے۔ بنی اسد قدم جمائے ہوئے لڑ رہے تھے اور جنگ و جدال کی چکی چل رہی تھی۔ فریقین کی فوجیں ایک دوسرے میں خلط ملط ہو گئی تھیں۔

معرکہ یوم الرماۃ: جنگی ہاتھیوں نے مسلمانوں کے میمنہ و میسرہ پر حملہ کیا اسلامی سواروں کے گھوڑے ان کالے کالے پہاڑوں کو دیکھ کر بدک کر بھاگے عاصم بن عمرو نے سعدؓ کے حکم سے تیراندازوں کو ہاتھیوں اور ان کے سواروں پر تیراندازی کا حکم دیا۔ خود عاصم نے نیزہ لے کر ہاتھیوں پر حملہ کیا ان کی دیکھا دیکھی اور لوگوں نے بھی ہاتھیوں کے سونڈوں پر حملہ کیا۔ تیراندازوں نے ایسے تیر برسائے کہ ان کے سواروں کو جواب دینے کا موقع نہ ملا۔ اکثر ان میں سے منہ کے بل اوندھے گر پڑے جو باقی رہے ان کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا شام تک یہ لڑائی اسی انداز میں جاری رہی۔ بالآخر رات نے اپنے سیاہ دامن میں دن کی روشنی کو چھپا لیا۔ فریقین نے اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کو نیام میں کر کے میدان جنگ سے اپنے اپنے لشکر گاہ کی طرف مراجعت کی اس لڑائی کا نام یوم الرماۃ ہے۔ محرم ۱۴ھ میں دوشنبہ کے دن یہ لڑائی ہوئی تھی۔

صبح کو بعد نماز فجر حضرت سعد نے شہداء[1] کو دفن کرایا' زخمیوں کو عورتوں کے سپرد کر دیا وہ ان کی تیمارداری میں مصروف ہوئیں اور حضرت سعدؓ نے ترتیب لشکر کی طرف توجہ کی اس اثناء میں دور سے ایک گرد نمایاں ہوئی اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے میدان گونجنے لگا تھوڑی دیر کے بعد جب گرد چھٹی تو لشکر عراق کا نشان دکھائی دیا جو شام میں لڑ رہا تھا اور فاروق اعظمؓ نے بعد فتح دمشق اس کی واپسی کا حکم دیا تھا۔ اس لشکر پر ابوعبیدہ نے ہاشم بن عتبہ کو امیر مقرر کر کے روانہ کیا تھا۔ مقدمۃ الجیش پر قعقاع بن عمرو تھے۔ ان کے ہمراہ ایک ہزار فوج تھی انہوں نے بیس بیس آدمیوں کی ایک ایک ٹکڑی قائم کی تھی اور ہر

---

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ لشکر اسلام کے مقتولوں کی تعداد پانچ سو تھی ان شہداء کو سعد نے قادسیہ کے مشرق عذیب اور عین الشمس کے مابین ایک وادی میں دفن کرایا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک پر جداگانہ افسر مقرر کر کے ایک کو دوسرے سے اس قدر فاصلہ پر رکھا تھا کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتا تھا۔

قعقاع کی آمد: دوسرے دن لڑائی چھڑنے سے پہلے قعقاع کی فوجیں آنی شروع ہو گئیں۔ قعقاع نے حاضر ہو کر سعد کو سلام کیا' شام سے لشکر عراق کے واپس آنے کی خوشخبری سنائی اور اجازت لے کر میدانِ جنگ میں لڑنے کو نکل گئے۔

ذوالحاجب فیرزان اور بندوان کا خاتمہ: لشکر فارس سے ذوالحاجب مقابلہ پر آیا قعقاع نے پہچان لیا اور شہداء جسر کو یاد کر کے کمال مردانگی سے حملہ کیا تھوڑی دیر تک لڑتے رہے آخر میں قعقاع نے نیزہ چھوڑ کر تلوار کھینچ لی اور اس تیزی سے وار کرنا شروع کیا کہ ذوالحاجب جوابی حملہ نہ کر سکا آخر کار قعقاع نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اس کے قتل سے جس قدر لشکر اسلام میں خوشی سے اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے اس سے بدرجہا زیادہ لشکر فارس میں رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔ پھر قعقاع نے جوش مسرت سے ایک چکر لگا کر لڑنے والے کو طلب کیا لشکر فارس سے فیرزان اور بندوان نکل کر آئے قعقاع نے فیرزان کی طرف قدم بڑھایا۔ بندوان نے ان پر پیچھے سے حملہ کرنے کا قصد کیا اتفاقاً حرث بن طیبان ابن الحرث بن تیم اللات کی نظر پڑ گئی صف لشکر سے جھپٹ کر بندوان کے سر پر پہنچ گئے قعقاع نے فیرزان کو اور بندوان کو حرث نے اسی جگہ پر ڈھیر کر دیا۔

قعقاع کی جنگی چال: قعقاع نے اس لڑائی میں ایک چالاکی کی کہ دس دس اونٹوں کو ایک ایک قطار میں کر کے ان پر جھولیں ڈال دی تھیں اور ان پر بڑے ہوشیار تیراندازوں کو بٹھا کر لشکر فارس کے سواروں پر حملہ کرنے کو کہا تھا اور ان کے گرد و پیش سواروں کو رکھا تھا چنانچہ قعقاع کی یہ تدبیر کارگر ہو گئی۔ سواران فارس کے گھوڑے ان مصنوعی ہاتھیوں کو دیکھ کر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ سواران فارس نے ان کو پھیرنے کی ہر چند کوشش لیکن بے سود تھی۔ اہل فارس کو ان مصنوعی ہاتھیوں سے اس سے زیادہ نقصان پہنچا جس قدر مسلمانوں کو اصلی ہاتھیوں سے برداشت کرنا پڑا تھا۔ قعقاع نے اس معرکہ میں تیس حملے پیہم کئے اور ہر حملے میں ان کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کیا۔ سب سے آخر میں جو شخص ان کے ہاتھ سے مارا گیا وہ بزرجمہر ہمدانی تھا۔ سیتان کا شہزادہ براز اعور بن قطبہ کے ہاتھ سے مارا گیا دوپہر تک لڑائی کا یہی رنگ رہا۔ لشکر فارس کا کوئی شہسوار باقی نہ رہا کہ جو میدان جنگ میں آیا ہو اور قعقاع نے اس کو قتل نہ کیا ہو۔ دوپہر کے بعد جب اہلِ فارس قعقاع کے مقابلے پر جانے میں پس وپیش کرنے لگے تو رستم نے مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔

معرکہ یوم اغواث: ایک طرف سے اہل فارس نے یورش کر کے لشکر اسلام کو محاصرے میں لینے کا قصد کیا۔ دوسری طرف سے افواج قاہرہ اسلامیہ نے اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کے جوہر دکھانے شروع کر دیئے۔ نصف شب تک لڑائی نہایت زور و شور سے جاری رہی۔ فارس کے نامی گرامی سردار مارے گئے مسلمانوں کی طرف سے تقریباً ایک ہزار آدمی شہید و مجروح ہوئے اور لشکر فارس کے دس ہزار سپاہی مارے گئے۔ حضرت سعد نے شہداء کو جمع کر کے دفن کرایا زخمیوں کو میدان جنگ سے اٹھا کر علیحدہ خیموں میں لائے جو اس کام کے لئے نصب کئے گئے تھے اور انہیں عورتوں اور لڑکوں کے سپرد کر دیا۔ فارس کے مقتولوں کی لاشیں میدان جنگ میں یوں ہی پڑی رہیں نہ ان پر کوئی نوحہ خوانی کرتا تھا اور نہ ان کی تجہیز و تکفین کی کسی کو پروا تھی۔ حالت یہ تھی کہ مردار خور پرند بھی ان ناپاک لاشوں پر نہیں آتے تھے۔ لشکر فارس کی یہ کیفیت تھی کہ سب کے منہ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں لڑائی ختم ہونے پر اپنے اپنے خیموں میں نڈھال پڑے تھے نہ ان میں وہ جوش باقی رہ گیا تھا جو اس سے پیشتر تھا اور نہ ان کو اپنے مقتول سپاہیوں کے انتقال کا کچھ خیال تھا۔ برعکس ان کے اسلامی لشکر کا جوش کا وہی حال تھا۔ ہر فرد بشر کے چہرے پر بشاشت کے آثار نمایاں تھے عورتیں اور لڑکے خوشی سے اپنے زخمیوں کی تیمارداری کر رہے تھے اور جو صحیح وتندرست تھے وہ شوق جنگ میں بے تاب[1] ہوئے جاتے تھے اس دوسرے دن کی لڑائی کو یوم اغواث کہتے ہیں۔

معرکہ یوم عماس: تیسرے معرکہ کا نام یوم عماس ہے قعقاع نے عساکر اسلامی سے رات ہی کو کہہ رکھا تھا کہ چند رسالے مورچے سے باہر شام کی طرف اسی وقت چلے جائیں اور صبح ہوتے ہی سوسوار گھوڑا اڑاتے ہوئے میدان جنگ میں آئیں۔ اس طرح پے در پے ان سواروں کی فوج آتی رہے۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی پہلا رسالہ میدان جنگ میں آیا۔ مسلمانوں نے جوش مسرت سے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا اور غل پڑ گیا کہ شام سے امدادی فوج آ گئی ان کے پہنچنے کے ساتھ ہی حملہ ہوا۔ حسن اتفاق سے کہ ابھی رسالہ نہ آنے پایا تھا کہ ہاشم بن عتبہ سات سوسواروں کو لئے ہوئے آ پہنچے جن کو ابوعبیدہ نے شام سے امداد کی غرض سے بھیجا تھا انہوں نے اپنے ہمراہی سواروں کو ستر ستر آدمیوں پر تقسیم کر کے یکے بعد دیگرے میدانِ جنگ میں آنے کا حکم دیا۔ صبح سے شام تک تھوڑی دیر کے بعد سواران اسلام کے رسالے یکے بعد دیگر میدان میں آتے رہے اور ہر ایک کے آنے پر اللہ اکبر کے شور سے سارا میدان گونج اٹھتا تھا اور اہل فارس کی روح فنا ہوئی جاتی تھی۔ پھر عساکر اسلامی نے ان کے قلب پر اس زور سے حملہ کیا کہ صفوں کو پھاڑتے ہوئے عتیق تک نکل گئے اور وہاں سے لوٹ کر ان کے میمنہ پر حملہ کیا' رستم نے

---

[1] جس وقت یہ لڑائی زور وشور سے جاری تھی اس وقت ابومحجن ثقفی مشہور بہادر اور شاعر جو شراب پینے کے جرم میں قید تھا قید خانہ کی کھڑکی سے لڑائی کا تماشہ دیکھ رہا تھا جب ضبط نہ ہو سکا بے تاب ہو کر سلمٰی (سعد کی بیوی) سے کہا "تم مجھ کو خدا کے لئے چھوڑ دو اگر میں زندہ بچ گیا تو پھر واپس آ کر اپنے ہاتھ سے بیڑیاں پہن لوں گا اور اگر مارا گیا تو مجھے دفن کرا دینا" سلمٰی نے کچھ خیال نہ کیا ابومحجن افسوس کے لہجے میں اشعار پڑھنے لگا جس کے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں

كفى احزنا ان ترتدى الخيل بالقنا و ازنك مشدودا على و ثاقيا

اس سے بڑھ کر کیا غم ہوگا کہ سوار نیزہ بازی کر رہے ہیں اور میں زنجیروں میں جکڑا پڑا ہوں۔

اذا قمت عنانى الحديد و اغلقت مصاريع من دونى تصم المناديا

جب میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں تو زنجیر اٹھنے نہیں دیتی اور اس طرح دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کہ کسی کو پکارو تو وہ سنتا ہی نہیں سلمٰی کے دل پر ان اشعار کا ایسا اثر پڑا کہ انہوں نے خود آ کر بیڑیاں کاٹ دیں اور خاص سعد کی سواری کا گھوڑا "بلقاء" نامی دیا ابومحجن سوار ہو کر میدان جنگ میں نکلا اور نیزہ بازی کرتے ہوئے اللہ اکبر کہہ کر میمنہ پر حملہ کیا۔ پھر تکبیر کہہ کر میسرہ پر ٹوٹ پڑا اور اس زور وشور سے حملہ کیا کہ جس طرف جاتا تھا صف کی صف الٹا دیتا تھا۔ تمام لشکر اس کے مردانہ وار حملہ سے متحیر تھا کہ یہ کون جری ہے خود سعد بھی حیران تھے اور دل ہی دل میں کہتے تھے کہ "حملے کا انداز تو ابومحجن کا ہے لیکن وہ تو قید ہے اگر وہ قید نہ ہوتا تو میں یہ کہتا کہ ابومحجن ہے اس پر طرفہ تماشہ یہ ہے کہ یہ تو میرا گھوڑا بلقاء ہے جب رات ہوئی تو ابومحجن نے میدان جنگ سے واپس آ کر خود ہی بیڑیاں پہن لیں۔ سلمٰی نے ان سے اس قید کی وجہ دریافت کی۔ ابومحجن نے جواب دیا کہ مجھ کو اور کسی وجہ سے امیر نے قید نہیں کیا میں جاہلیت میں دائم الخمر تھا اور وہ کم بخت عادت اب بھی نہیں چھٹی اگر پینے کو نہیں ملتی تو زبان ہی سے اشعار میں کہہ کر ذائقہ لیتا ہوں" جب صبح ہوئی اور اس کا تذکرہ سعد کے روبرو ہونے لگا تو سلمٰی نے یہ تمام حالات بیان کئے سعد نے اسی وقت ان کو رہا کر دیا اور کہا "واللہ مسلمانوں پر جو شخص ایسی جانثاری کرے میں اس کو قید نہیں کر سکتا"۔ ابومحجن نے کہا "واللہ میں بھی آج سے کبھی شراب کو ہاتھ نہ لگاؤں گا"۔ چنانچہ ابومحجن نے پھر شراب نہیں پی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑائی کا رنگ بدلا ہوا دیکھ کر ہاتھیوں کو آگے بڑھانے کا حکم دیا اور اس کے گرد و پیش سواروں کا رسالہ متعین کیا۔

مجاہدین کی یلغار: اگرچہ اس حملہ میں سواران اسلام کے گھوڑے بدک کر بے قابو نہ ہوئے لیکن ان متحرک سیاہ پہاڑیوں نے عسا کر اسلام کو غیر مرتب کر دیا۔ جس طرف یہ نکل جاتے تھے دل کا دل پھٹ جاتا تھا۔ سعد نے قعقاع و عاصم کے پاس کہلا بھیجا کہ فیل سفید کو جو تمہارے مقابل ہے مارو اور جمال و شرحبیل کو فریل اجرب کے ہلاک کرنے پر مقرر کیا۔ قعقاع و عاصمؓ نے تو فیل سفید کو لپک کر ایک ہی وار سے ہلاک کر دیا۔ باقی رہا فیل اجرب جس کے مارنے پر جمال و شرحبیل متعین تھے وہ زخمی ہو کر بھاگا۔ اس کو بھاگتا ہوا دیکھ کر اور ہاتھی بھی اس کے پیچھے بھاگ کھڑے ہوئے۔ دم کے دم میں وہ سیاہ بادل بالکل چھٹ گئے لشکر فارس کی صفیں درہم برہم گئیں۔ اسلامی سپاہی بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے لگے اور ان کو حوصلہ آزمائی کا موقع مل گیا۔ عمرو بن معدی کربؓ، قیس بن مکشوح نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ حریف کی صفوں میں بے خوف و خطر گھس جاتے اور نعرہ اللہ اکبر لگاتے' کفار کو مارتے کاٹتے واپس آتے سارا بدن گرد سے اٹا تھا یہ تمام دن خوف و خطر کے اعتبار سے فریقین کے لئے برابر رہا۔ اسلامی لشکر نے میدان جنگ میں اشارے سے نماز ادا کی لڑتے لڑتے شام ہوگئی تھی آفتاب گوشۂ مغرب میں چھپ گیا تھا تھوڑی دیر کے لئے فریقین ایک دوسرے سے گویا بے نتیجہ علیحدہ ہو کر ترتیب صفوں میں مصروف ہوئے۔

معرکہ لیلۃ الہریرہ: فریقین صفوں کو مرتب کر کے پھر میدان جنگ میں پہنچے اور مغرب کے بعد سے تمام رات لڑتے رہے اس لڑائی کا نام لیلۃ الہریرہ ہے' سعد نے لڑائی ہونے سے پہلے طلیحہ اور عمرو بن معدی کرب کو مخاضہ (نشیبی سکر) کی محافظت پر متعین کیا تھا کہ اس سمت سے ایرانی لشکر حملہ نہ کر سکے لیکن طلیحہ اور عمرو بن معدی کرب اپنے سپہ سالار کے حکم پر عامل نہ ہوئے مخاضہ میں پہنچ کر مشورہ کیا طلیحہ فارس کے لشکر کے پیچھے سے تکبیر کہہ کر آ پڑے' کشت و خون کا بازار گرم کر دیا اور عمرو بن معدی کرب نشیبی لشکر پر یلغار کر کے طلیحہ سے آ ملے اور نہایت تیزی سے لڑائی شروع کر دی سب سے پہلے جس نے امیر لشکر (سعد) کی بلا اجازت لڑائی چھیڑی وہ قعقاع اور ان کی قوم تھی ان کے بعد بنی اسد پھر نخع پھر بجلیہ پھر کندہ نے حملے کئے' سعد ہر قبیلے کے حملے کے وقت ((اللّٰھم اغفرلھم و انصرھم)) ''اے اللہ ان کی مغفرت کر اور ان کی مدد کر'' کہتے جاتے تھے۔ سعد نے حکم دیا تھا کہ تیسری تکبیر پر حملہ کیا جائے لیکن لشکر فارس کی طرف سے پہلی ہی تکبیر پر تیر اندازی شروع ہوگئی۔ اس وجہ سے قعقاع اپنی قوم کو لے کر ٹوٹ پڑے پھر ان کی دیکھا دیکھی اور قبائل بھی لڑنے لگے تمام رات قیامت خیز ہنگامہ برپا رہا سوائے

---

1 عمرو بن معدی کرب باوجودیکہ برچھیوں کے زخموں سے چور چور تھے تاہم تلوار ہاتھ میں تھی اور برابر وار کر رہے تھے اسی اثناء میں ایک ایرانی سواران کے برابر سے نکلا اور اس نے ان پر وار کیا۔ انہوں نے مڑ کر اس کے گھوڑے کی دم پکڑ لی' ایرانی نے ہر چند مہمیز کیا لیکن گھوڑے نے جگہ سے حرکت نہ کی۔ آخر سوار اتر کر بھاگا اور یہ گھوڑے کی پیٹھ پر جا بیٹھے اور تھوڑی دیر کے لئے دم لینے کو لشکر سے باہر آئے پھر جوش مردانگی سے حریف کی صفوں میں گھس گئے ایرانیوں نے ان کے حملے سے مجبور ہو کر ہاتھی کو آگے بڑھایا اور اس کے دائیں بائیں پیدل فوجیں رکھیں۔ عمرو بن معدی کرب نے گھوڑا چھوڑ دیا پیادہ ہو کر قدم بڑھایا اور اپنے رفیقوں سے کہا ''میں مقابل کے ہاتھی پر حملہ آور ہوتا ہوں تم میرے پیچھے رہنا ورنہ عمرو بن معدی کرب مارا گیا۔ تو پھر عمرو بن معدی کرب نہ پیدا ہوگا''۔ یہ کہہ کر تلوار نیام سے کھینچ لی اور ہاتھی پر حملہ کر دیا فارس کی پیدل فوجیں جو اس کے دائیں بائیں تھیں وہ ان پر ٹوٹ پڑیں اور اس قدر غبار اٹھا کہ یہ نظر سے غائب ہو گئے ان کے رفقاء نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور اس بے جگری سے حملہ کیا کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شور وغل کے کچھ اور سنائی نہ دیتا تھا نہ میدان جنگ سے حضرت سعد و رستم تک کوئی خبر جاتی تھی اور نہ ان کے پاس سے کوئی حکم لڑنے والوں تک پہنچ سکتا تھا۔ پھر حضرت سعد جاگتے اور دعا کرتے رہے۔

رستم کا خاتمہ: نصف شب گزر چکی تھی کہ قعقاع کی آواز سنائی دی وہ اپنے ہمراہیوں سے کہہ رہے تھے ''دیکھو سب کے سب سمٹ کر قلب پر حملہ کرو اور رستم کو قتل کر دو حریف پر میدان جنگ تنگ ہوا چاہتا ہے''۔ سب لوگ لڑتے لڑتے اگرچہ تھک گئے تھے ہاتھ پاؤں کام نہ دیتے تھے لیکن قعقاع کی اس آواز نے ان میں ایک تازہ روح پھونک دی قعقاع کا آگے بڑھنا تھا کہ دوسرے قبائل کے سرداروں نے اپنی اپنی قوموں کو للکارا ''بہادرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں یہ تم سے آگے بڑھنے نہ پائیں'' میدانِ جنگ میں از سر نو لڑائی کی آگ مشتعل ہوگئی سواروں نے گھوڑے چھوڑ دیئے پیادوں نے تلواریں کھینچ لیں اور بے جگری کے ساتھ لڑنے لگے قعقاع اور ان کے رکاب کی فوج صف اعدا کو پھاڑتی ہوئی رستم کے تخت تک پہنچ گئی۔ رستم اس وقت تک عتیق میں تخت پر بیٹھا ہوا اپنی فوج کو لڑا رہا تھا۔ تخت سے اتر کر لڑنے لگا' جب زخموں سے چور ہوا تو بھاگ کھڑا ہوا ہلال نے تعاقب کیا قریب پہنچ کر اس زور سے برچھا مارا کہ رستم کی کمر ٹوٹ گئی۔ رستم گھبرا کر ایک گڑھے میں گر پڑا' ہلال بھی کود پڑے' ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹ لائے اور تلوار کھینچ کر اس کا کام تمام کر دیا' پھر تخت پر چڑھ کر پکار اٹھے ((قتلت رستم برب الکعبة)) ''رب کعبہ کی قسم ہے میں نے رستم کو مار ڈالا'' اس آواز کو سنتے ہی اسلامی لشکر نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا لشکرِ فارس کے ہوش وحواس جاتے رہے' میمنہ' میسرہ قلب بھاگ نکلے۔ بعض نے کہا کہ جب ہلال نے رستم کا تعاقب کیا تو اتفاق سے سامنے ایک نہر آ گئی۔ رستم اس میں کود پڑا کہ تیر کر نکل جائے۔ ساتھ ہی ہلال بھی کود پڑے' ٹانگیں پکڑ کر باہر گھسیٹ لائے' تلوار سے کام تمام کر کے لاش کو خچر کے پاؤں میں باندھ دیا اور اس کے تخت پر چڑھ کر جوش مسرت سے بول اٹھے ''میں نے رستم کا کام تمام کر دیا''۔

آہن پوش دستہ: رستم کے قتل ہوتے ہی لشکر فارس میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ جالینوس نے ان کے روکنے اور لڑائی جاری رکھنے کی کوشش لیکن بے سود تھی۔ باقی رہا فارس کا وہ رسالہ جو سرتاپا لوہے میں غرق تھا وہ میدان جنگ میں لڑ رہا تھا۔ قبیلہ حمیضہ نے ان پر حملہ کر دیا لیکن تلواریں زرہوں سے اچٹ اچٹ کر رہ گئیں مجبور ہو کر پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا سردار نے للکارا' نبرد آزماؤں نے جواب دیا تلواریں کام نہیں دیتیں'' سردار نے غصے میں آ کر ایک سوار پر اس زور سے برچھے کا وار کیا اس کی کمر ٹوٹ گئی اوندھا منہ کے بل گر پڑا یہ دیکھ کر اوروں کو بھی جرأت ہوئی اور کمال مردانگی سے لڑ کر سب کو خاک وخون پر موت کی نیند سلا دیا۔ تیس ہزار میں بہ مشکل تیس سواروں نے اپنی جان بچائی۔

جالینوس کا قتل: ضرار بن الخطاب نے ایرانیوں کا نشان درفش کاویانی لوٹ لیا جس کے عوض میں انہوں نے تیس ہزار دینار پائے اور وہ درحقیقت دو لاکھ دس ہزار کی مالیت کا تھا۔ جنگ ہائے سابق کے علاوہ اس معرکے میں لشکر فارس کے دس ہزار سپاہی کام آئے اور اسلامی لشکر کے چھ ہزار نے جامِ شہادت نوش کیا اس معرکے سے قبل ڈھائی ہزار مسلمان جنگ سابق میں شہید ہو چکے تھے۔ شہداء جنگ کے دفن کرنے کے بعد مال غنیمت اور آلات حرب اس قدر جمع ہوئے کہ اس سے پیشتر اور نہ اس کے بعد اس قدر جمع ہوئے سعد نے رستم کا سامان ہلال بن علقمہ کو دیا اور قعقاع اور شرحبیل کو تعاقب کے لئے روانہ کیا۔ ان کے پہلے زہرہ بن حیوۃ ایک دستہ لے کر لشکر فارس کے منہزم گروہ کے پیچھے نکل چکے تھے۔ جالینوس مقام حرازہ میں منہزموں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جمع کر رہا تھا۔ اس اثناء میں زہرہ نے پہنچ کر حملہ کر دیا۔ سب کو مع جالینوس کے قتل کر ڈالا اور جالینوس کا اسباب لے لیا۔ یہ اسباب بہت قیمتی اور کثیر تھا اس لئے امیر لشکر سعدؓ نے زہرہ کو دینے میں تامل کیا۔ دربار خلافت سے استفسار کیا فاروق اعظمؓ نے لکھ بھیجا ''ابھی لڑائی کا خاتمہ نہیں ہوا زہرہ نے بہت بڑا کام کیا ہے اس کی دل شکنی نہ کی جائے علاوہ جالینوس کے سباب کے اس کو اس کے ہمراہیوں کو پانچ پانچ سو دینار اور دو''۔

ایرانیوں کی پسپائی: ہزیمت کے بعد سلیمان بن ربیعہ باہلی اور عبدالرحمٰن بن ربیعہ فارس کے ایک دستہ فوج سے جا بھڑے۔ جس نے خاتمہ جنگ پر پسپا ہو کر نہ بھاگنے اور میدان جنگ میں مرجانے کی قسم کھائی تھی۔ چنانچہ عبدالرحمٰن نے وہیں ان سب کو ڈھیر کر دیا۔ ایرانیوں کے لشکر کے فرار ہونے پر ایران کے تیس سردار میدانِ جنگ میں ثابت قدمی سے لڑتے رہے جن کے مقابلے میں اسلامی لشکر سے تیس سوار نکلے اور دم بھر میں ان سب کو قتل کر کے میدان کو مخالفوں سے صاف کر دیا۔ سرداران ایران کے بھاگنے والوں میں ہرمزان' اہوذوزاد بن بھیس' قارن وغیرہ تھے۔ استقلال کے ساتھ میدان جنگ میں ٹھہر کر لڑنے والوں میں شہبر یار بن کہار' قرد ان اہوازی' خسرو شنوم ہمدانی ابن الہربد وغیرہ تھے ان لوگوں نے بھگدڑ مچنے پر بھی نہایت ثابت قدمی سے جم کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور میدان جنگ میں مردانہ وار جان دی۔

قاصد اور خلیفہ ثانی: حضرت سعدؓ نے فاروق اعظمؓ کو فتح کی خوشخبری لکھی اور شہداء عسا کر اسلامیہ نام بنام لکھے۔ عمر فاروقؓ کا یہ حال تھا کہ جس دن سے جنگ قادسیہ شروع ہوئی تھی صبح ہوتے ہی مدینہ سے باہر نکل جاتے تھے اور دوپہر ڈھلے تک قاصد کا انتظار کرتے تھے۔ معمول کے موافق ایک دن مدینہ کے باہر کھڑے ہوئے قاصد کے انتظار میں چشم براہ تھے دور سے ایک شتر سوار نظر آیا۔ فاروق اعظمؓ فرط شوق سے بے تاب ہو کر مفصل حال دریافت کرنے لگے قاصد نے کہنا شروع کیا ''اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی۔ اس قدر مشرکین معرکۂ جنگ میں مارے گئے اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا''۔ خاتمہ جنگ کے بعد لشکر اسلام

---

۱ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ شتر سوار کی رکاب پکڑے ہوئے عمر فاروقؓ دوڑتے جاتے تھے اور برابر حالات پوچھتے جاتے تھے جب مدینہ میں پہنچے تو شتر سوار نے دیکھا کہ جو لوگ ملتے ہیں وہ ان کو امیر المؤمنین کہہ کر پکارتے ہیں' خوف سے کانپ اٹھا اور کہا کہ ''حضرت نے مجھے اپنا نام کیوں نہ بتایا مجھ سے بہت بڑی گستاخی ہوئی''۔ فاروق اعظمؓ نے کہا ''بھائی کوئی حرج نہیں تم سلسلہ کلام منقطع نہ کرو'' چنانچہ اسی طرح اس کے ساتھ ساتھ مکان تک آئے ایک مجمع عام میں فتح کی خوشخبری سنائی اور ایک نہایت پر اثر تقریر کی جس کا آخری فقرہ یہ تھا ''بھائیوں میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تم کو اپنا غلام بناؤں میں خود اللہ تعالیٰ کا غلام ہوں البتہ خلافت کا بار میرے سر پر ہے اگر میں اس طرح پر تمہارا کام کروں کہ تم لوگ آرام سے اپنے مکانوں میں سوؤ تو میری خوش نصیبی ہے اور اگر میری یہ خواہش ہو کہ تم میرے دروازے پر حاضر ہو تو میری بدبختی ہے میں تم کو تعلیم دیتا ہوں۔ قول سے نہیں بلکہ عمل سے''۔

۲ اس معرکہ میں منجملہ اور عورتوں کے خنساء عرب کی مشہور شاعرہ بھی شریک تھی اور اس کے چاروں لڑکے لڑنے کو آئے تھے لڑائی شروع ہونے پر اپنے بیٹوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگی ((لم تنب بکم البلاد و لم تفجکم السنة تم جئتم یا حکم عجوزه کبیرة تو ضعتموها بین ایدی اهل فارس و اللّٰه انکم بنو رجل و احد کما انکم بنو امرة و احدة ماخنت اباکم و لا فضحت فما لکم انطلقوا فاشهدوا اول القتال و آخره)) یعنی ''عزیز بیٹو تم اپنے ملک پر بھاری نہ تھے اور نہ تم پر قحط پڑا تھا باوجود اس کے تم نے اپنی بوڑھی ماں کو یہاں لا کر فارس کے آگے ڈال دیا اللہ کی قسم تم ایک باپ کی اولاد ہو جس طرح تم ایک ماں کی اولاد ہو میں نے تمہارے باپ سے بددیانتی نہیں کی اور نہ تمہارے ماموں کو فضیحت کیا جاؤ اخیر تک لڑو۔

یہ سنتے ہی اس کے بیٹوں نے ایک ساتھ باگیں اٹھائیں اور دشمن پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑے جب نظر سے اوجھل ہوئے تو خنساء نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا ''اے اللہ میرے بیٹوں کو بچانا'' کتاب الاغانی میں لکھا ہے کہ خنساء کو اصناف شعر میں سے مرثیہ گوئی میں بہت بڑا کمال تھا بازار عکاظ میں اس کے خیمے کے دروازے پر ایک علم نصب کیا جاتا تھا جس پر لکھا ہوتا مرثی العرب یعنی تمام عرب سے اچھی مرثیہ گو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بانتظار صدور احکام دربار خلافت قادسیہ میں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ دربار خلافت سے وہیں قیام کرنے کا فرمان صادر ہوا۔ جنگ قادسیہ ۱۴ھ میں، بعض کہتے ہیں کہ ۱۵ھ میں اور ایک روایت کے مطابق ۱۶ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

بابل پر قبضہ: اہل فارس نے قادسیہ سے بھاگ کر بابل میں قیام کیا بابل ایک محفوظ اور مستحکم مقام تھا۔ یہاں پر ان کے نامور سرداروں میں سے تیرخاں، مہران اہوازی، ہرمزان وغیرہ موجود تھے ان لوگوں نے دوبارہ سامان جنگ مہیا کر کے فیرزان کو لشکر کا سردار مقرر کیا۔ سعدؓ فتح کے بعد دو مہینہ تک قادسیہ میں انتظام کی غرض سے ٹھہرے رہے۔ پھر حسب الحکم فاروق اعظمؓ اہل وعیال کو ایک کثیر التعداد فوج کی حفاظت میں مقام عتیق میں چھوڑ کر مدائن کی طرف روانہ ہوئے۔ مقدمۃ الجیش میں زہرہ بن حیوۃ، شرحبیل بن السمط اور عبداللہ بن المعتمر کو متعین کر کے روانہ کیا۔ مقام رستن (برس) میں بصری سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ بصری معرکہ جنگ میں زخم کھا کر بابل کی طرف بھاگا۔ برس کے رئیس (بسطام) نے حاضر ہو کر زہرہ سے صلح کر لی۔ موقع بہ موقع جا بجا پل تیار کرا دیئے جس سے اسلامی لشکر بہ آسانی بابل تک پہنچ گیا۔ فیروزان نے بابل سے نکل کر مقابلہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں مع ان لوگوں کے جو بابل میں تھے بھاگ نکلا، سعدؓ نے بابل پر قبضہ کر لیا۔

مدائن کی قلعہ بندی: فارس کی فوجیں بابل سے بھاگنے کے بعد چند گروہ میں منقسم ہو گئیں کچھ تو ہرمزان کے ساتھ اہواز میں جا پہنچیں۔ فوج کا ایک حصہ فیرزان کے ہمراہ نہاوند کی طرف چلا گیا جہاں پر کسریٰ کا خزانہ تھا اور ایک گروہ کو تخرخان و مہران لے کر مدائن کی طرف چلے گئے۔ اثناء راہ میں جتنے پل تھے سب کو توڑ ڈالا اور شہر کی چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔

اہل ساباط کی اطاعت: سعدؓ نے بابل سے کوچ کیا اور مقدمۃ الجیش پر زہرہ کو مامور کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ زہرہ، بکیر بن عبداللہ لیثی اور کثیر بن شہاب سبیعی راستہ صاف کرتے ہوئے کوثیٰ[1] پہنچے جہاں کہ شہریار، ایرانیوں کا ایک مشہور رئیس زادہ موجود تھا، شہریار نے کوثیٰ سے نکل کر زہرہ کا مقابلہ کیا۔ اثنائے جنگ میں شہریار مارا گیا اور اس کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ اس عرصہ میں سپہ سالار لشکر اسلام بھی آ گئے اور انہوں نے شہریار کے قاتل کو اس کا

---

[1] کوثیٰ ایک مشہور تاریخی مقام ہے۔ نمرود نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو یہیں قید کیا تھا اس وقت قید خانے کی جگہ محفوظ تھی۔ سعدؓ دیکھنے گئے اور درود پڑھ کر یہ آیت پڑھی ﴿تلک الایام نداد لها بین الناس﴾

[2] جس وقت زہرہ کوثیٰ کے قریب پہنچے اور شہریار کو زہرہ کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اس نے کوثیٰ سے نکل کر میدان جنگ میں آ کر پکارا "جو بہادر تمام لشکر میں منتخب ہو میرے مقابلہ پر آئے" زہرہ نے جواب دیا "میں خود تیرے مقابلے پر آنے کو تھا لیکن تیرا یہ دعویٰ ہے تو تیری سرکوبی کو کوئی معمولی شخص جائے گا" یہ کہہ کر ابونباتہ نابل بن جشعم اعرج کو اشارہ کیا گھوڑا کدا کر میدان میں پہنچے شہریار نے ان کو کمزور خیال کر کے نیزہ ہاتھ سے پھینک دیا۔ ان کی گردن میں ہاتھ ڈال کر زور سے کھینچا اور زمین پر گرا کر سینے پر چڑھ بیٹھا اتفاق سے نابل کے منہ میں شہریار کا انگوٹھا آ گیا نابل نے اس زور سے کاٹا کہ شہریار تلملا گیا۔ نابل پلٹ کر اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے اور اس کی کمر سے خنجر نکال کر پیٹ میں بھونک دیا۔ شہریار کے مارے جانے پر ایرانی فوجیں جو اس کے رکاب میں تھیں بھاگ نکلیں۔ نابل نے شہریار کی زرہ اور پوشاک اتار لی۔ اسلحہ لئے لئے۔ سعدؓ نے یہ دیکھ کر نابل کو حکم دیا کہ وہی لباس پہن کر اور اسلحہ سجا کر آئیں۔ چنانچہ نابل شہریار کی زرق برق پوشاک اور اسلحہ سے آراستہ ہو کر مجمع عام میں آئے۔ عرب کی سادہ لوح فوج انہیں دیکھ دیکھ کر سوائے اللہ اکبر کے اور کچھ نہ کہتی تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسباب دے دیا اس کے بعد زہرہ ساباط کی طرف بڑھے۔ اہل ساباط نے زہرہ سے جزیہ دے کر صلح کر لی اور زہرہ نے رسالہ کسریٰ کو شکست دی۔

بہرہ شیر کا محاصرہ: کل اسلامی فوجیں مدائن کے قریب بہرہ[1] شیر میں جمع ہوئیں جب مسلمانوں نے ایوان شاہی کو دیکھا تو جوش مسرت سے تکبیر کے نعرے بلند کئے خوش ہو ہو کر ایک دوسرے سے کہنے لگا((ھذا ابیض کسریٰ ما وعد اللّٰہ)) ''یہ کسریٰ کا محل ابیض ہے یہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے''۔ ذی الحجہ ۱۵ھ کو لشکر اسلام نے اس مقام پر پڑاؤ کیا تھا اور تین مہینے کے محاصرے کے بعد اس کو فتح کیا۔ اثناء محاصرے میں اسلامی سواروں نے اطراف و جوانب سے ہزاروں آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ فاروق اعظمؓ نے لکھا تھا کہ جو شخص جزیہ دینا قبول کرے یا ہتھیار ڈال دے یا لڑتے ہوئے بیٹھ جائے تو اس کو امان دے دینا اور جو شخص بھاگے اور اس کو گرفتار کرو تو اس کی بابت تم کو اختیار ہے'' غربی دجلہ کے کل دہقان اور اہل سواد مسلمانوں کی امان میں آ گئے اور ان کی حکومت کو تسلیم کر لیا باقی رہ گیا بہرہ شیر اس کا محاصرہ کئے رہے موقع موقع سے منجنیقیں نصب کر کے سنگ باری کرتے تھے مختلف مقامات کو ایرانیوں سے چھین لیا تھا۔

زہرہ کی شہادت: ایک روز انہیں میں سے ایک مرزبان جس کا دیو کا سا تن و توش تھا نکل کر میدان میں آیا اور شیر کی طرح دھاڑ کر کہنے لگا ''تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو میرے مقابلے پر آئے'' زہرہؓ یہ سنتے ہی صف لشکر سے نکل کر میدان میں آئے پہلے دونوں میں نیزہ بازی ہوتی رہی۔ پھر ایرانی مرزبان نے نیزہ پھینک کر تلوار کھینچ لی' زہرہؓ نے بھی اس پر تلوار چلائی تھوڑی دیر تک تلوار چلتی رہی جب اس سے بھی مرزبان عہدہ برآ نہ ہوا تو کندھے سے کمان اتار کر تیر برسانے لگا اور زہرہ نے بڑھ بڑھ کر وار کرنے شروع کر دیئے اور انجام لڑتے لڑتے زہرہؓ شہید ہو گئے اور وہ مرزبان بھی اسی مقام پر انہیں کے ہاتھوں

---

[1] بہرہ شیر پایہ تخت مدائن کے قریب ایک مقام تھا جہاں پر ایک شاہی رسالہ رہتا تھا یہ ہر روز صبح کو قسم کھاتا تھا کہ ہمارے جیتے جی سلطنت فارس پر زوال نہ آنے پائے گا'' یہاں ایک شیر پلا ہوا تھا جو کسریٰ سے بے حد مانوس تھا اور عجب نہیں کہ اسی مناسبت سے اس مقام کو بہرہ شیر کہتے ہوں جب اسلامی فوجیں اس کے قریب پہنچیں تو وہ تڑپ کر نکلا۔ ہاشم ابن عتبہ نے جو ہراول کے افسر تھے اس صفائی سے تلوار کا وار کیا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو کر رہ گیا۔ سعدؓ نے اس دلاوری پر ان کی پیشانی چوم لی اور ہاشم نے جوش مسرت سے سعدؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ پھر سعدؓ تین مہینے تک اور بروایت دیگر دو مہینے تک بہرہ شیر کا محاصرہ کئے رہے اہل فارس کبھی کبھی قلعہ سے نکل کر مسلمانوں سے جنگ کرتے تھے اور اسلام لشکر ان پر منجنیقوں سے پتھر برساتا تھا۔ مسلمانوں نے قلعہ کے فصیلوں کے منہدم کرنے کو بیس منجنیقیں نصب کی تھیں گرد و نواح کے تقریباً کل رئیسوں نے حاضر ہو کر جزیہ دینا قبول کر لیا تھا۔ لیکن شہر پر کسی طرح قبضہ نہ ملتا تھا۔ ایک روز ایرانیوں نے طول حصار سے گھبرا کر مرنے پر قسمیں کھائیں اور سرفروشانہ قلعہ سے تیر برساتے ہوئے نکلے مسلمانوں نے بھی برابر کا جواب دینا شروع کیا۔ زہرہ جو ایک مشہور سوار اور نامی افسر تھے اور اکثر معرکوں میں سب سے آگے رہتے تھے ان کی زرہ بوسیدہ تھی کہیں کہیں سے اس کی کڑیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ لوگوں نے کہا ''زرہ تبدیل کر کے دوسری پہن لیجئے'' زہرہ بولے ''میری یہ قسمت کہاں ہے کہ دشمن کا تیر سب کو چھوڑ کر مجھے آ لگے'' اتفاق ایسا ہوا کہ سب سے پہلے مسلمانوں میں انہیں کو تیر لگا لوگوں نے دوڑ کر نکالنے کا قصد کیا تو انہوں نے کہا کہ ''جب تک یہ تیر میرے بدن میں ہے اسی وقت تک میں زندہ ہوں مجھے اسی حالت میں رہنے دو شاید دو ایک دشمن دین کو مار کر مروں''۔ چنانچہ اسی حالت میں حملہ کرتے ہوئے بڑھے اور شہریار اصطخر کے رئیس کو ایک ہی وار سے ختم کر دیا اور خود زمین پر گر کر انتقال کر گئے۔ اس کے بعد ایرانیوں نے تھوڑی دیر تک لڑ کر بھاگنا شروع کر دیا اور شہر والوں نے صلح کا پرچم اڑایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مارا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ زہرہؓ کو شیب خارجی نے زمانہ حجاج بن یوسف میں شہید کیا ہے۔

دجلہ عبور کرنے کا واقعہ: الغرض جب اہل بہرہ شیر کو محاصرے کی شدت وطوالت سے غلہ اور سامان جنگ کی کمی محسوس ہوئی اور ان میں لڑائی اور مقابلے کی قوت باقی نہ رہی تو انہوں نے شہر چھوڑ دیا۔ اسلامی لشکر جب بڑھتا ہوا شہر کے قریب پہنچا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص سوار ہو کر شہر پناہ کے دروازے پر گیا۔ دور سے ایک آدمی دکھائی دیا جو اشارے سے کہہ رہا تھا کہ ''شہر میں اب کوئی متنفس باقی نہیں ہے۔ سب کے سب اس شہر کی طرف چلے گئے جہاں ایوان شاہی ہے''۔ سعدؓ مع فوج اسلام بہرہ شیر میں داخل ہوئے۔ بہرہ شیر اور مدائن میں صرف دجلہ حائل تھا۔ سعدؓ نے بہرہ شیر سے آگے بڑھنے کا قصد کیا لیکن دجلہ کو حائل دیکھ کر رک گئے' ایرانیوں نے پہلے سے جہاں جہاں پل بندھے تھے انہیں توڑ کر بیکار کر ڈالا تھا۔ دجلہ کے کنارے دور دور نظر دوڑانے پر بھی کسی کشتی کا پتہ نہ چلتا تھا۔ کچھ وقت سعدؓ دریا عبور کرنے کی فکر میں دجلے کے کنارے پڑاؤ ڈالے پڑے رہے۔ اس عرصہ میں ایک جاسوس نے آ کر کہا کہ ''تم دجلہ کے کنارے ہی پڑے رہو گے تم پر تیسرا دن نہ آئے گا کہ یزدگرد مدائن کا کل مال واسباب اور خزانہ لے کر کسی طرف چلا جائے گا''۔

سعدؓ یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور بعد حمد ونعت کے لوگوں سے مخاطب ہو کر دجلہ کو عبور کرنے کی ترغیب[1] دی اور پکار کر کہا ''کون ایسا بہادر ہے جو عبور کے وقت لشکر کی حفاظت کرے'' عاصم بن عمر نے جواب دیا ''میں ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کام کے لئے پیدا کیا ہے'' یہ کہہ کر چھ سو تیر اندازوں کو لے کر بلند مقام پر دجلے کے کنارے جا بیٹھے اور سعدؓ نے ((نستعین باللّٰہ و نتوکل علیہ حسبنا و نعم الوکیل و لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم)) پڑھ کر گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا اور ان کی دیکھا دیکھی اور لوگوں نے بھی مردانگی سے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔ دریا اگرچہ نہایت زخار وموّاج تھا لیکن ان کی ہمت واستقلال کا یہ حال تھا کہ موجیں گھوڑوں سے آ کر ٹکراتی تھیں اور سواران اسلام رکاب سے رکاب ملائے باتیں کرتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ ذرہ بھر بھی طبیعتوں میں اضطراب نہ تھا اور یمین ویسار کی ترتیب میں مطلقاً فرق آیا۔ ایرانی یہ حیرت انگیز تماشہ دیکھ کر متحیر تھے۔ جب عساکر اسلامی نصف دریا سے زیادہ عبور کر آیا تو ان سے سپہ سالار خرزاد نے تیر اندازوں کو تیر برسانے کا حکم دیا جس کا ترکی بہ ترکی جواب اس طرف سے عاصم نے دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ایرانی تیر انداز مسلمانوں کے جوش سیلاب کو نہ روک سکے تو پھر پیہم تیر اجل کے نشانے سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

مدائن کی فتح: اس اثناء میں سعدؓ مع اپنے ہمراہیوں کے دجلہ کے کنارے پر پہنچ گئے اور ایرانی تیر اندازوں پر حملہ کر دیا۔

---

[1] سعدؓ نے اس وقت جو تقریر کی تھی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے بہادرو! تمہارے دشمن نے ہر طرف سے مجبور ہو کر اب دریا کے دامن میں پناہ لی ہے تم جب تک اس کو نہ عبور کرو گے اس وقت تک تم اس پر کامیابی نہ حاصل کر سکو گے۔ اگر یہ مہم بھی سر کر لو تو پھر مطلع صاف ہے کشتیوں کا انتظار کرو گے تو ایک زمانہ گزر جائے گا' کیا تمہارے جوش نے تم میں اس قدر استقلال نہیں پیدا کیا کہ تم اللہ کا نام لے کر اس دریا کو عبور نہ کر جاؤ۔ ہماری یہ رائے ہے کہ اس سے پہلے کے دنیا تم کو اپنے گرداب میں لے اپنے دشمنوں سے نپٹ لو۔ میں نے اللہ کے بھروسہ پر اس دریا کو عبور کرنے کا قصد کیا ہے''۔ لوگوں نے یہ تقریر سن کر یک زبان ہو کر کہا ''چلو اللہ کے نام پر اللہ تعالیٰ تمہارے ارادوں میں تم کو کامیاب کرے گا''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایرانی کمال بے سروسامانی سے مدائن چھوڑ کر حلوان کی طرف بھاگے۔ یزدگرد نے اپنی حرم اور خاندان شاہی کو اس سے پہلے ہی جس قدر مال واسباب اٹھا سکتا تھا اٹھا کر روانہ کر دیا تھا۔ جب اس نے یہ خبر سنی تو خود بھی مدائن چھوڑ کر نکل گیا' بایں ہمہ مدائن میں کپڑے' اسباب' قیمتی ظروف اور سامان آرائش اس قدر تھا کہ جس کی قیمت کا صحیح اندازہ نہیں ہوسکتا' خزانہ شاہی میں تین ہزار گائے[1] کی کھالیں دینار سرخ سے بھری ہوئی ملیں۔ جس کو رستم قادسیہ جاتے وقت چھوڑ گیا تھا اور اس قدر مصارف فوج کے لئے اپنے ہمراہ لے گیا تھا۔

قصر ابیض: اسلامی فوجیں جوق در جوق شہر میں داخل ہوئیں اہل شہر نے قصر ابیض میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لئے اور اس کے بعد جزیہ دے کر اپنے کو بچالیا۔ سعدؓ جب قصر ابیض میں داخل ہوئے تو ہر طرف سناٹا تھا دل پر ایک عبرت سی چھا گئی بے اختیار یہ آیتیں زبان سے نکلیں:

﴿کم ترکوا من جنٰتٍ و عیونٍ و زروع و مقامٍ کریم و نعمۃ کانوا فیھا فٰکھین کذٰلک و اورثناھا قوماً اخرین﴾

پھر وہیں ایک سلام سے آٹھ رکعتیں صلوٰۃ الفتح پڑھیں' بجائے تخت منبر نصب کرایا' نماز جمعہ اسی ایوان میں ادا کی (یہ پہلا جمعہ تھا جو عراق میں پڑھا گیا) ایوان شاہی میں جس قدر تصویریں تھیں ان کو بحالہ قائم رکھا ایک کو بھی ان میں سے نہیں ہٹایا چونکہ قیام کا قصد ہو گیا تھا اس وجہ سے قصر نہیں کیا۔ زہرہ بن حیوۃ کو ایرانیوں کے تعاقب میں نہروان کی طرف روانہ کیا۔

مال غنیمت: مال غنیمت کے جمع کرنے پر عمرو بن عمرو بن مقرن اور تقسیم پر سلیمان بن ربیعہ باہلی مامور کئے گئے۔ چنانچہ قصر ابیض اور ایوان شاہی میں جو کچھ تھا وہ اور جو مال واسباب اہل مدائن اس بھگدڑ[2] میں لوٹے ہوئے لئے جاتے تھے سب کو یک جا مجتمع کیا۔ کسریٰ کا شاہی ملبوس' تاج زرنگار اور زرہ جس کو کسریٰ فخر ومباہات کے وقت پہنتا تھا۔ یہ سب بھگوڑوں سے چھینا گیا تھا۔ ایوان شاہی کے خزانے اور عجائب خانے میں خاقان چین' قیصر روم' داہر یا شاہ ہند' بہرام گور سیاوخش' نعمان بن منذر کے خود اور ان کی زرہیں اور تلواریں تھیں۔ کسریٰ' ہرمز' قباد' فیروز کی تلواریں اور خنجر تھے۔ ان سب نادرات اور یادگار شاہان فارس کو قعقاع نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر جمع کیا تھا۔ سعدؓ نے ان کو اجازت دی کہ تلواروں میں سے جس تلوار کو چاہیں لے لیں۔

---

[1] ابن خلدون نے قنطار لکھا ہے۔ قنطار ایک پوست گاؤ پر از زر کو کہتے ہیں۔ معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ ایک قنطار ایک ہزار دو سو اوقیہ کا ہوتا ہے اور ایک اوقیہ پونے چار تولہ کا ہوتا ہے بعض نے لکھا ہے کہ ایک سو بیس رطل کا ایک قنطار ہوتا ہے اور ایک رطل ساڑھے سینتیس تولے کا۔

[2] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جس وقت اسلامی لشکر مدائن میں داخل ہوا ایک ہلڑ سا مچ گیا قصر ابیض اور اس کے عجائب خانہ سے جس کے ہاتھ جو چیز لگی اس کو لے وہ بھاگا جاتا تھا۔ اتفاق سے عصمت بن خالد ضبی ایک غیر معمولی راستے سے ہو کر گزرے دیکھا کہ دو شخص دو گدھوں پر کچھ اسباب بار کئے ہوئے تیزی سے قدم اٹھائے چلے جا رہے تھے۔ عصمت نے لپک کر ایک پر تلوار چلائی تو وہ اسی مقام پر ٹھنڈا ہو گیا۔ دوسرا یہ واقعہ دیکھ کر گدھوں کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا عصمۃ بن خالد ان گدھوں کو عمرو بن مقرن کے پاس لائے جو مال غنیمت کے جمع کرنے پر مامور تھے اسباب اتارا گیا تو اس میں قیمتی قیمتی اور عجوبہ چیزیں نکلیں" سونے کا ایک گھوڑا جس پر چاندی کا زین کسا ہوا تھا یاقوت وزمرد اس کے سینے اور پیشانی پر جڑے ہوئے تھے سوار چاندی کا تھا لیکن جواہرات سے لدا ہوا تھا اور چاندی کی ایک اونٹنی تھی جس پر سونے کی پالان تھی۔ بیش قیمت یاقوت وہیرے اس کی مہار میں تھے اس کا سوار بھی سونے کا تھا اور سر سے پاؤں تک جواہرات سے مرصع تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قعقاع نے قیصر روم ہرقل کی تلوار اٹھالی اور سعدؓ نے اپنی طرف سے بہرام گور کی زرہ ان کو مرحمت فرمائی۔

مال غنیمت کی تقسیم : مال غنیمت سے حسب دستور خمس نکال کر دربار خلافت بھیجا گیا۔ کسریٰ اور نعمان کی تلواریں' نوشیرواں کا تاج' بادشاہوں کے پہننے کے زرنگار کپڑے' فروش اور قدیم یادگاریں لوگوں کے دیکھنے کو بجنسہ روانہ کر دیں۔ بعد ازاں مال غنیمت ساٹھ ہزار لشکریوں میں تقسیم کیا گیا ہر سوار کو بارہ بارہ ہزار ملے۔ یہ کل فوجیں سواروں کی تھیں پیادہ ان میں کوئی نہ تھا ایوان شاہی کا سامان لوگوں میں تقسیم کر کے اہل وعیال کو عتیق سے بلوا کر اسی ایوان میں ٹھہرایا اور یہیں ان کو مقیم رکھا جب تک جلولا' حلوان' تکریت اور موصل فتح نہ ہولیا۔

نادر اشیاء اور فرش نوبہار : سعدؓ نے علاوہ خمس کے جو چیزیں دربار خلافت میں بھیجی تھیں ان میں ہزارہا نادرات و عجائبات روزگار اسباب تھے۔ کسریٰ کا فرش جو نوبہار کے نام سے موسوم اور نوے گز لمبا اور ساٹھ گز چوڑا تھا۔ مسلم بھیج دیا گیا پھول پتیاں' درخت' نہریں' تصویریں' غنچے' سونے چاندی کے تار اور جواہرات سے بنائے گئے تھے۔ شاہان فارس ایام گرمی میں جب کہ بہار کا زمانہ منقضی ہو جاتا تھا اس فرش پر بیٹھ کر شراب نوشی کرتے تھے جب یہ چیزیں مدینہ میں پہنچیں اور عامۃ المسلمین کے سامنے لائی گئیں تو دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ اسباب کو فاروق اعظمؓ نے لوگوں میں تقسیم کر دیا فرش نوبہار کی نسبت ان کا منشاء تھا کہ تقسیم نہ کیا جائے اور چند لوگوں نے بھی عند الاستفسار یہی رائے ظاہر کی لیکن حضرت علیؓ مرتضیٰ کی رائے اس کی تقسیم کی ہوئی چنانچہ اس کو بھی کاٹ کاٹ کر لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ علی مرتضیٰؓ کے حصہ میں اس کا جو ٹکڑا آیا تھا اس کو انہوں نے تیس ہزار میں فروخت کیا۔ حالانکہ وہ نفیس ٹکڑوں میں سے نہ تھا۔

جنگ جلولا : اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے سعد بن ابی وقاصؓ کو ان کے کل مفتوحات پر نماز اور جنگ کا متولی مقرر کیا۔ حذیفہ بن الیمان ساحل فرات کے خراج پر اور عثمان بن حنیف کنارہ دجلہ کے شہروں کے خراج وصول کرنے پر مامور کئے گئے۔ ایرانی مدائن سے بھاگ کر جلولا میں پناہ گزیں ہوئے اور جنگ کی تیاریاں کرنے لگے اور آذربائیجان' باب اور حیال سے مدد طلب کر کے ایک عظیم الشان فوج مرتب کی' مہران رازی کو اپنا سرگروہ بنایا۔ شہر کے چاروں طرف خندقیں کھدوائیں' راستوں اور گزرگاہوں پر لوہے کے گوکھرو بچھوا دیئے۔ یزدگرد ان دونوں حلوان میں تھا۔ سعدؓ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے فاروق اعظمؓ کو اس سے آگاہ کیا۔ فاروق اعظمؓ نے لکھ بھیجا ''تیس ہزار کی جمعیت ہاشم بن عتبہ کو ایرانیوں کے مقابلہ پر روانہ کرو۔ مقدمۃ الجیش پر قعقاع کو سواد اور حیال کے درمیانی شہروں کی حکومت دو''۔

جلولا کا محاصرہ : ہاشم اپنے لشکر جرار کو مدائن سے لے کر روانہ ہوئے چوتھے دن جلولا پہنچ کر محاصرہ کیا۔ اسی روز تک گھیرے رہے۔ اثناء محاصرہ میں وقتاً فوقتاً ایرانی نکل نکل کر مقابلہ کرتے رہے۔ آخری لڑائی سب لڑائیوں سے زیادہ خطرناک اور لیلۃ الہریرہ سے کہیں بڑھی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس روز اس زور و شور سے آندھی چلی کہ اندھیرا ہو گیا۔ فارس کا لشکر مجبور ہو کر پیچھے ہٹا لیکن گرد و غبار کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا ہزاروں سوار خندق میں گر کر مر گئے۔ اہل فارس نے خندق کے مختلف مقامات کو پاٹ پاٹ کر راستہ بنا لیا اور اپنے بچاؤ کے لئے خود اپنے قلعہ کو خراب کر ڈالا۔ مسلمانوں کو یہ خبر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی تو انہوں نے پھر کمریں باندھ لیں۔ دونوں حریف میدان جنگ میں دل توڑ کر لڑتے رہے۔ ایرانی لشکر مسلمانوں کو روک رہا تھا لیکن قعقاع جو مقدمۃ الجیش کے افسر تھے کمال مردانگی سے بڑھے جاتے تھے۔

جلولا کی فتح: چنانچہ قعقاع اسی پٹے ہوئے راستہ سے گزر کر قلعہ کے دروازے تک پہنچ گئے۔ لوگوں میں یہ غل ہوا کہ قعقاع نے خندق پر قبضہ کر لیا۔ اسلامی لشکر نے یہ سنتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر دفعتہً حملہ کر دیا۔ ایرانی لشکر پسپا ہو کر بھاگا' حالت اضطراب میں ان کے حواس بجا نہ رہے۔ اسی طرف بھاگا جس طرف اہل فارس نے مسلمانوں کے حملے کی تیاری سن کر لوہے کے گوکھرو بچھوا دیئے تھے۔ گھوڑے زخمی ہو گئے چلنے کے قابل نہ رہے۔ پیادہ پا ہوئے اسلامی لشکر نے ان کو تلواروں پر رکھ لیا۔ ایرانیوں میں سے جو لوگ اس معرکہ میں جانبر ہوئے ان کی تعداد بہت کم تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک لاکھ ایرانی اس معرکے میں کام آئے۔

حلوان پر قبضہ: قعقاع ان کے تعاقب میں خانقین تک بڑھے چلے گئے۔ یزدگرد یہ خبر سن کر حلوان کو چھوڑ کر رے کی طرف بھاگ گیا اور حلوان میں حفاظت کی غرض سے خسرو شنوم کو چند رسالہ کے ساتھ چھوڑتا گیا۔ قعقاع جب حلوان کے قریب پہنچے تو خسرو شنوم نے شہر سے نکل کر مقابلہ کی تیاری کی۔ خسرو شنوم کے مقدمۃ الجیش پر زمینی دہقان حلوان مامور تھا۔ یہ پہلے قعقاع کے مقابلے پر آیا قعقاع نے اس کو قتل کر کے مقدمہ پر حملہ کر دیا خسرو شنوم یہ صورت دیکھ کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا قعقاع نے حلوان پر قبضہ کر لیا۔

مال غنیمت اور حضرت عمرؓ: سعدؓ نے ان کامیابیوں کے بعد مژدہ فتح کے ساتھ مال غنیمت کا پانچواں حصہ مدینہ منورہ روانہ کیا اور آگے بڑھنے کی اجازت طلب کی۔ فاروق اعظمؓ نے لکھ بھیجا چونکہ سواد اور جبل کا درمیان حصہ ایک قدرتی قلعہ سے گھرا ہوا ہے اہل فارس ہم تک نہیں آ سکتے ہیں۔ اس لئے چند روز مسلمانوں کو آرام دینے کے لئے توقف کرو''۔ اس واقعہ میں تین کروڑ کا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ جس کو سلیمان بن ربیعہ نے تقسیم کیا۔ ہر سوار کو نو نو ہزار اور نو نو گھوڑے ملے۔ حضرت سعدؓ کا سفیر جس وقت مژدہ فتح اور خمس لے کر مدینہ منورہ میں داخل ہوا شام ہو گئی تھی۔ فاروق اعظمؓ نے قسم کھائی کہ ''جب تک میں اس مال غنیمت کو تقسیم نہ کر لوں گا اس وقت تک یہ کسی چھت کے نیچے نہ رکھا جائے گا''۔ اس وجہ سے مال غنیمت صحن مسجد میں رکھ دیا گیا۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ' عبداللہ بن ارقم رات بھر حفاظت کرتے رہے جب صبح ہوئی لوگوں کی آنکھیں جواہرات کے انبار دیکھ کر خیرہ ہو گئیں۔ فاروق اعظمؓ مال غنیمت اور جواہرات کو دیکھ کر رو پڑے۔ عبدالرحمٰن نے کہا امیر المومنین یہ تو مقام شکر تھا آپ رو کیوں پڑے؟ فاروق اعظمؓ نے جواب دیا ''جس قوم کو اللہ تعالیٰ دولت دنیا دیتا ہے اس میں رشک و حسد آ جاتا ہے اور جب حسد کا مادہ پیدا ہوتا ہے تو قوم میں نفاق اور ناانصافی کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔ فاروق اعظمؓ نے سرزمین سواد میں حلوان وقادسیہ کے درمیان زمین کی تقسیم کی ممانعت کر دی تھی۔ جریر نے فرات کے کنارے پر کچھ زمین خرید لی تھی۔ فاروق اعظمؓ نے واپس کرنے کا حکم صادر کیا۔

معرکہ سبدان: ہاشم جلولاء سے مدائن واپس آئے معلوم ہوا کہ اوین بن ہرمزان نے ایک لشکر از سر نو مرتب کر لیا ہے اور بقصد مقابلہ ہل کی طرف آ رہا ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر ضرار بن الخطاب کی ماتحتی میں روانہ کیا۔ مقام سبدان میں صف آرائی ہوئی ضرار نے اوین کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور ایرانیوں کے تعاقب میں نہروان تک بڑھتے چلے گئے' سبدان کے مفتوحہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقامات اہل سبدان کو واپس کر دیئے اور وہیں مقیم رہے۔ بعض کا خیال ہے کہ سبدان کا واقعہ نہاوند کے واقعہ کے بعد ہوا ہے۔

والیٔ فرات کی گرفتاری: فاروق اعظمؓ نے جس وقت مثنیٰ بن حارث کو حیرہ کی طرف روانہ کیا تھا اسی زمانہ میں قطبہ بن قتادۃ السدوسی کو بصرے کی جانب بھیجا تھا۔ قطبہ نے فاروق اعظمؓ سے امداد طلب کی۔ دارالخلافت سے شریح بن عامر بن سعد بن بکر کو بصرہ جانے کا حکم ملا۔ چنانچہ شریح بن عامر قطبہ بن عامر کو بصرے میں چھوڑ کر اہواز کی طرف بڑھ گئے۔ اثناء راہ میں ایرانیوں سے مقابلہ ہوا کمال دلاوری سے لڑ کر میدان جنگ میں مردانہ وار جان دی' فاروق اعظمؓ نے ان اطراف پر عتبہ بن غزوان کو حاکم مقرر کر کے روانہ کیا اور انہیں ملک عرب اور بلاد عجم کے درمیان سرحدی مقام پر قیام کرنے کا حکم دیا۔ علاء بن الحضرمی کو لکھا کہ عرفجہ بن ہرثمہ کو عتبہ بن غزوان کی مدد پر بھیج دو۔ پس جس وقت عتبہ' جبال جسر میں پہنچے والی فرات یہ خبر پا کر چار ہزار کی جمعیت سے مقابلے پر آیا اگرچہ عتبہ کی رکاب میں صرف پانچ سو سپاہی تھے لیکن اہل اسلام نے اہل کفر کے چھکے چھڑا دیئے ایک ایک کو چن چن کر قتل کیا۔ آخر میں والیٔ فرات کو قید کر لیا اور ۱۴ھ میں مقام خریبہ پر آ اترے جہاں اب بصرہ آباد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ واقعہ جلولا کے بعد بصرہ آباد کیا گیا ہے اور سعدؓ نے عتبہ کو فاروق اعظمؓ کے حکم سے بصرے کی طرف روانہ کیا تھا اور یہ ایک مہینہ تک وہاں ٹھہرے رہے۔

ایلہ پر قبضہ: اب اہل ایلہ نے مسلمانوں کی مخالفت پر کمر باندھی اہل ایلہ کے ہمراہ کشتیوں پر چین کا اسباب تھا۔ عتبہ نے پانچ سو سواروں سے مقابلہ کیا اور لڑائی ختم ہونے پر اپنے لشکر گاہ میں واپس آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایلہ کو ایسا مرعوب کر دیا کہ وہ کمال بے سروسامانی سے معمولی معمولی اسباب اٹھا کر شہر خالی کر کے دریا عبور کر گئے۔ اگلے دن اسلامی لشکر شہر میں داخل ہوا جس قدر مال و اسباب پایا باہم تقسیم کر لیا اس کے بعد بصرہ کی بنیاد پڑی سب سے پہلے مسجد بنائی گئی' مسجد کی چھت کھجور کے پتوں وغیرہ سے بنی[1]۔

مرزبان کی گرفتاری: ایرانی ایلہ شکست کھا کر دشت میاں میں پہنچے جہاں مرزبان نے ان لوگوں کی امداد کے لئے ایک

---

[1] فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ عتبہ نے خریبہ میں وارد ہو کر فاروق اعظمؓ کو اپنے قیام سے مطلع کیا اور یہ درخواست کی کہ مابین عرب و عراق کوئی ایسا بڑا و مناسب مقام پر بنایا جائے جہاں پر فوجیں ایام سرما میں رہیں اور واپسی کے بعد غزوات وہیں آ کر ٹھہرا کریں۔ فاروق اعظمؓ نے عتبہ کی درخواست پر ایسی چھاؤنی قائم کرنے کی اجازت دے دی اور یہ لکھا کہ وہ زمین جس کو تم چھاؤنی بنانا چاہتے ہو عرب کے مذاق کے موافق ہو یعنی وہاں پر پانی اور چراگاہ بکثرت ہو' عتبہ نے یہ فرمان پڑھ کر مقام بصرہ کو اس کام کے لئے تجویز کیا اور منظوری کے لئے مقام بصرہ کی کیفیت دربار خلافت کو لکھ بھیجی اور منظوری آ جانے پر بنیاد کی داغ بیل ڈالی۔ مختلف قبائل کو گھاس پھوس و بانس کے مکانات علیحدہ علیحدہ احاطہ کھینچ کر بنوائے اور اپنے ہاتھ سے مسجد کی بنا ڈالی اور اس کو بھی گھاس و پھوس سے تیار کیا۔ مسجد کے قریب دارالامارۃ اور قید خانہ بنوایا جب لڑائی پر جاتے تھے تو ان کو اجاڑ دیتے تھے پھر لڑائی سے واپس ہو کر گھاس و پھوس یکجا کر کے چھپر و چھاؤنی قائم کر کے دارالامارۃ اور قید خانہ بنا لیتے تھے۔ یہی حال ۱۷ھ تک رہا۔ یہاں تک کہ اسی سنہ میں آگ لگی اور بہت سے مکانات جل گئے سعدؓ بن وقاص گورنر کوفہ کی درخواست پر فاروق اعظمؓ نے پختہ مکانات بنانے کا حکم دیا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی تاکید کی کہ کوئی شخص ایک مکان میں تین کمروں سے زیادہ نہ بنائے' چونکہ بصرہ سے دجلہ دس میل کے فاصلہ پر تھا اس وجہ سے فاروق اعظمؓ کے حکم سے دجلہ سے ایک نہر کاٹ کر بصرہ لائی گئی۔ بصرہ کی وجہ تسمیہ میں اہل لغت یہ لکھتے ہیں کہ عربی میں بصرہ نرم پتھریلی زمین کو کہتے ہیں اور یہاں کی زمین اسی قسم کی تھی۔ لیکن معجم البلدان میں اس کی وجہ تسمیہ میں ایک مجوسی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے نزدیک یہ لفظ بے راہ تھا جس کے معنی بہت سے راہیں ہر طرف کو نکلتی تھیں اس وجہ سے عجمی اس نام سے موسوم کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گروہ کثیر جمع کر رکھا تھا۔ عتبہ کو یہ خبر ملی فوراً پہنچ کر اس گروہ کو اور پیچھے ہٹا دیا۔ مرزبان کو گرفتار کر لیا گیا قتادہ نے اس کا تاج چھین کر فاروق اعظمؓ کے پاس بھیج دیا۔ فاروق اعظمؓ نے تاج مرصع دیکھ کر وہاں کی حالت دریافت کی لوگوں نے بیان کیا کہ دنیا وہاں پھٹی پڑتی ہے۔ سیم وزر ابل پڑتا ہے''۔ لوگوں کو اس خبر سے بصرے کی طرف رغبت ہوئی۔ اکثر آدمی مدینہ سے بصرے میں آ رہے۔ پھر عتبہ نے مجاشع بن مسعود کو لشکر پر اپنی طرف سے امیر مقرر کر کے فرات کی طرف بھیجا اور امامت پر مغیرہ بن شعبہ کو تا واپسی مجاشع مقرر کر کے عتبہ خود فاروق اعظمؓ کے پاس چلے آئے۔

مرغاب کا معرکہ: روانگی کے بعد عتبہ سرداران فارس سے الف بیکان نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کی ٹھانی۔ مغیرہ بن شعبہ نے مقام مرغاب میں اس سے مقابلہ کیا۔ اثناء جنگ لڑائی نہایت زور وشور سے جاری تھی اور فریقین جی توڑ کر لڑ رہے تھے۔ عساکر اسلامی کی عورتوں نے دوپٹوں کے پرچم بنائے اور اپنے لشکریوں سے آملیں۔ ایرانیوں نے نشانوں کو دیکھ کر ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دیئے اور یہ سمجھ گئے کہ عساکر اسلامی کی مدد آ پہنچی۔ میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے کامیابی کے بعد مغیرہ نے بشارت نامہ فتح فاروق اعظمؓ کی خدمت میں روانہ کیا۔ فاروق اعظمؓ نے عتبہ کو پھر ان کے مفتوحات کی طرف واپس کیا جو بہ قضائے الٰہی راستے میں انتقال کر گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ ۱۵ھ میں عتبہ کو بصرہ کی امارت دی گئی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ ۱۶ھ میں عتبہ امیر بصرہ مقرر کئے گئے تھے اور انہوں نے چند دن حکومت کی۔ اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو مقرر کیا۔ دو برس تک یہ حکومت کرتے رہے۔ پھر جب لوگوں نے ان پر الزامات لگائے تو معزول کئے گئے بجائے ان کے ابوموسیٰ مامور ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ عتبہ کے بعد ابوسیرہ اور ان کے بعد مغیرہ مقرر کئے گئے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۷

فتح شام

معرکۂ ذوالکلاع: فحل میں رومیوں کو شکست دینے کے بعد ابوعبیدہؓ اور خالد رضی اللہ عنہما نے بقصد حمص[1] روانہ ہو کر ذوالکلاع میں پڑاؤ ڈالا۔ ہرقل شہنشاہ روم نے توذر بطریق کو ان کے مقابلہ پر بھیجا جس نے مرج روم میں پہنچ کر قیام کیا توذر بطریق نے خالد بن الولید کے مقابلہ پر اور شمس بطریق نے ابوعبیدہؓ کے مقابلے پر مورچہ قائم کیا۔ تمام رات فریقین خوف وزجا سے نہ سوئے کسی کو اشتیاقِ جنگ بے چین کئے تھا اور کوئی خوف جان سے کانپ رہا تھا۔ صبح ہوتے ہی توذر نے دمشق کا رخ کیا' خالد بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ یزید بن ابی سفیان کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے دمشق سے نکل کر توذر کا راستہ روکا اور لڑائی شروع ہوگئی اس اثناء میں خالد نے پہنچ کر رومیوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ دو دو حملوں نے رومیوں پر میدان جنگ تنگ کر دیا اس کثیر التعداد رومی فوج سے جو توذر کے ہمراہ تھی معدودے چند جاں بر ہوئی مال واسباب جو کچھ ان کے ہمراہ تھا اس کو مسلمانوں نے لوٹ لیا۔ یزید تو دمشق کو واپس چلے گئے اور خالد مرج روم کی طرف لوٹے۔

فتح حمص: ابوعبیدہؓ نے خالدؓ کی روانگی کے بعد شمس بطریق سے لڑائی چھیڑ دی تھی۔ ہنوز کوئی فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ خالدؓ اپنی رکاب کی فوج لئے آ پہنچے۔ اسلامی لشکر جوش مسرت سے اللہ اکبر پکار اٹھا جس سے سارا میدان جنگ گونج گیا۔ رومیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اثناء دارو گیر میں شمس بطریق ابوعبیدہؓ کے ہاتھ سے مارا گیا رومیوں نے میدان جنگ سے بھاگ کر حمص میں پناہ لی۔ ہرقل اس ہزیمت کا حال سن کر بطریق حمص کو شہر سپرد کر کے الرھا چلا گیا۔ ابوعبیدہ نے حمص میں پہنچ کر شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیا' اہل حمص نے امان طلب کی۔ ابوعبیدہؓ نے مصالحت کر لی۔ زمانہ محاصرہ میں ہرقل نے اہل حمص کی امداد کی غرض سے اہل جزیرہ کو روانہ کیا تھا۔ لیکن چونکہ سعدؓ بن ابی وقاص نے عراق کے عساکر اسلامی سے ایک گروہ کو ہیت و قرقیسا بھیج دیا تھا اس وجہ سے اہل جزیرہ حمص کے چھڑانے کو نہ پہنچ سکے۔ مجبور ہو کر اپنے بلاد کو واپس آئے اور اہل حمص نے امداد سے ناامید ہو کر انہیں شرائط پر صلح کر لی جس پر اہل دمشق نے صلح کی تھی۔

حضرت ابوعبیدہ اور خالد بن ولید کی فتوحات: فتح حمص کے بعد ابوعبیدہؓ نے سمط بن الاسود کو بنو معاویہ قبیلہ کندہ پر' اشعث بن قیس کو سکون' مقداد کو یلی پر اور ان سب پر عبادۃ بن الصامت کو سردار مقرر کر کے حماۃ[2] پر فوج کشی کی۔ اہل حماۃ

---

[1] حمص ایک بڑا ضلع اور قدیم شہر منجملہ ان چھ بڑے ضلعوں کے ہے جو ممالک شام میں مشہور ہیں اس کو انگریزی میں ایما کہتے ہیں۔ یہاں پر بہ کل شمس تھا جس کی زیارت کو دور دراز ملکوں سے لوگ آتے تھے قدیم زمانہ میں حمص کی شہرت اسی وجہ سے ہوئی تھی۔ مواقع جنگ سمجھنے کے لئے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ شام کا ملک ضلع چھ ضلعوں میں منقسم ہے جن میں سے دمشق' حمص' اردن اور فلسطین زیادہ مشہور ہیں۔

[2] یہ ایک قدیم شہر ہے جو حمص و قنسرین کے درمیان واقعہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جزیہ اور خراج دے کر صلح کر لی۔ بعد ازاں اسلامی فوجیں شیرز کی طرف بڑھیں اور شیرز کو بہ صلح فتح کر کے معرہ کا قصد کیا۔ معرہ کو معرۃ النعمان بھی کہتے ہیں اور نعمان بن بشیر انصاری کی طرف اس کو منسوب کرتے ہیں۔ اہل معرہ نے شہر سے نکل کر اہل حماۃ کی طرح صلح کر لی۔ دلاورانِ اسلام لاذقیہ[1] پہنچے اور اس کو بزور تیغ حاصل کر کے سلمیہ[2] کو بھی اسی طرح فتح کیا۔ بعد ازاں ابوعبیدہؓ نے خالد بن الولیدؓ کو قنسرین کی طرف روانہ کیا۔ میناس نے (جس کا رتبہ ہرقل کے بعد سب سے زیادہ تھا) مقابلہ کیا خالد نے اس کو پسپا کر کے قنسرین کا محاصرہ کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد شہر فتح ہو گیا لیکن خالدؓ بن ولید نے اس کو ویران کر دیا اور باستقلال تمام اس طرف سے خالدؓ نے دوسری طرف سے عیاض بن غنم نے' کوفہ سے عمر بن مالک نے اور قرقیسا کی جانب سے عبداللہ بن المعتمر نے موصل کا قصد کیا۔ ہرقل یہ خبر پا کر قسطنطنیہ کی طرف چلا گیا۔ جب فاروق اعظمؓ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو بے ساختہ بول اٹھے ((امر خالد نفسه يرحم الله ابابكر هو كان اعلم منى بالرجل)) ''میں خالدؓ کو اس کے نفس کا سردار مقرر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم کرے وہ مجھ سے زیادہ لوگوں کو جاننے والے تھے''۔ خالد اور مثنیٰ بن حارث کو فاروق اعظمؓ نے کسی اور وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔ خیال یہ پیدا ہوا تھا کہ کثرت فتوحات سے کہیں خالد اور مثنیٰ کو غرور نہ آ جائے۔ چنانچہ ابوعبیدہؓ کے بعد مثنیٰ بن حارث کے ثابت قدم رہنے سے فاروق اعظمؓ نے مثنیٰ کو پھر افسر لشکر بنایا اور ایسا ہی بعد واقعہ قنسرین خالد کو دوبارہ عہدہ امارت پر مامور کیا۔

اہل قنسرین کی سرکشی و اطاعت: مہم قنسرین سے فارغ ہو کر ابوعبیدہؓ نے حلب کی طرف کوچ کیا اثناء راہ میں یا حلب کے قریب پہنچ کر یہ خبر آئی کہ ''اہل قنسرین نے عہد شکنی کی اور بلوہ کر دیا''۔ سمط کندہ چند دستہ فوج کے سردار مقرر ہو کر اہل قنسرین کی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ قنسرین پہنچ کر شہر کا محاصرہ کیا دوبارہ بزور تیغ فتح کیا اور بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا اس عرصے میں ابوعبیدہؓ حلب کے قریب مقام خناصر (یا خاضر) میں جا اترے۔ یہاں پر عرب کے بہت سے قبیلے آباد تھے جنہوں نے جزیہ دے کر صلح کر لی اور چند دنوں کے بعد سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

فتح حلب: اہل حلب ابوعبیدہؓ کی آمد کی خبر سن کر قلعہ میں پناہ گزین ہوئے۔ عیاض بن غنمؓ نے جو مقدمۃ الجیش کے افسر

---

[1] لاذقیہ بھی ایک قدیم شہر ہے اس کی مضبوطی اور استواری اس درجہ تھی کہ باوجود شدت حصار کے عسا کر اسلامی فتح یاب نہ ہوتے تھے۔ ابوعبیدہؓ نے اس کی فتح کی یہ ایک نئی تدبیر نکالی کہ میدان میں بہت سے غار کھدوائے جس کی رومیوں کو اطلاع نہ ہوئی۔ ایک روز فوج کو کوچ کا حکم دے دیا اور بظاہر حمص کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن جوں ہی رات نے اپنے سیاہ دامن سے دنیا کو ڈھانپ لیا۔ ابوعبیدہ مع اپنی فوج کے لوٹ آئے اور انہیں غاروں میں چھپ رہے۔ صبح ہوتے ہی اہل قلعہ نے مسلمانوں کے چلے جانے کو تائید غیبی خیال کر کے دروازہ کھول دیا اور اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے۔ عسا کر اسلامی نے غاروں سے نکل کر دفعتاً حملہ کر کے قلعہ فتح کر لیا پہلے تو عیسائی شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے لیکن فتح وتسلط کے بعد امان طلب کر کے شہر میں چلے آئے اور جزیہ دے کر آباد ہو گئے۔ عبادۃ بن الصامت نے ایک جامع مسجد بنوائی اور عیسائیوں کے کلیسے ان کو دے دیئے گئے۔

[2] سلمیہ کی وجہ تسمیہ ابن اثیر نے یہ لکھا ہے کہ سلمیہ' شہر موتفکہ کے قریب تھا جو کسی زمانہ میں عذاب الٰہی کی وجہ سے الٹ دیا گیا تھا۔ جن میں سے صرف سو آدمی بچے تھے پھر ان سو آدمیوں نے اپنے لئے سو مکان بنوائے۔ اس کا نام سلم ماتہ رکھا یعنی ''سو آدمی بچے'' کثرت استعمال سے مسلم ماتہ سلمیہ ہو گیا۔ لیکن یہ تاویل اس وقت ہو سکتی ہے جب کہ اہل سلمیہ عربی ہوں اور ان کی زبان عربی رہی ہو اور اگر وہ عجمی تھے جیسا کہ موجودہ نسل کی زبان شہادت دے رہی ہے تو اس تاویل کی گنجائش نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ شہر کا محاصرہ کر لیا بعد چندے امان دے کر اور مقبوضہ شہروں کی طرح ان شرائط پر صلح کر لی کہ عیسائی رعایا جزیہ دیا کریں اور مسلمان ان کے جان و مال اور گرجوں سے معترض نہ ہوں۔ ابوعبیدہؓ نے اس صلح و امان کو جائز رکھا اور معاہدہ لکھ دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ گرجوں اور شاہی عمارت کی تقسیم پر صلح ہوئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ عیسائی حلب چھوڑ کر انطاکیہ چلے گئے تھے یہاں تک کہ انطاکیہ فتح ہو گیا۔ اس وقت عیسائی مصالحت کر کے حلب واپس آئے۔

انطاکیہ کی فتح: ابوعبیدہؓ حلب کو فتح کر کے انطاکیہ کی طرف بڑھے۔ انطاکیہ کی قیصر کے شاہی محلات تھے۔ اکثر اوقات بغرض تبدیل آب و ہوا قیصر یہاں قیام کرتا تھا۔ یہاں پر مختلف مقامات سے عیسائی بھاگ بھاگ کر آئے تھے اور اس کو اپنا مامن و ملجا سمجھ کر مقیم تھے۔ مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر انطاکیہ کے باہر صف آراء ہوئے ابوعبیدہ نے پہلے ہی حملہ میں ان کے حوصلے پست کر دیئے۔ عیسائی فوجیں شکست اٹھا کر شہر میں پہنچیں اور ابوعبیدہؓ نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ چند روز کے بعد عیسائیوں نے مجبور ہو کر جلاوطنی یا جزیہ دینے پر صلح کر لی جو عیسائی جزیہ نہ دے سکا وہ انطاکیہ چھوڑ کر کسی اور طرف چلا گیا۔ اس کے بعد عیسائیوں نے پھر بدعہدی کی عیاض بن غنم اور حبیب بن مسلمہ نے پھر لڑ کر ان کو زیر کیا اور ان کی درخواست پر حسب شرائط صلح اوّل پھر مصالحت کر لی گئی۔ چونکہ عیسائیوں کا بار بار نقض عہد کرنا اور ان کی سرکوبی کا از سر نو انتظام کرنا ایک غیر معمولی واقعہ تھا اس وجہ سے ابوعبیدہؓ نے دربار خلافت کو اس سے مطلع کیا۔ فاروق اعظمؓ کے لکھنے پر شہر کی محافظت کے لئے فوجیں مامور کر کے ان کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کر دیں جو اوقات معینہ پر ان کو دی جاتی تھیں۔

معرکہ معرہ مصرین: اس کے بعد رومیوں کا ایک گروہ حلب کے قریب معرہ مصرین میں مسلمانوں کے خلاف جمع ہوا ابوعبیدہؓ نے یہ سن کر لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور سر میدان لڑ کر ان کے مجمع کو منتشر کیا۔ عوام الناس کا کوئی شمار نہیں' عیسائیوں کے بہت سے مذہبی پیشوا بھی میدانِ جنگ میں مارے گئے اہل حلب کی طرح صلح کی درخواست کی۔ ابوعبیدہ نے منظور کر لی اور معاہدہ لکھ کر دے دیا۔

عیسائی امراء کی اطاعت: ان واقعات سے عساکر اسلامی کی بہادری' دلاوری' استقلال اور عزم کا لوگوں کے دلوں پر سکہ بیٹھ گیا۔ جس طرف کوئی افسر تھوڑی سی فوج لے کر نکل جاتا تھا عیسائی امراء خود آ کر صلح کر لیتے تھے' ابوعبیدہؓ نے چاروں طرف اسلامی فوجیں پھیلا دیں۔ رفتہ رفتہ عساکر اسلامی نے قنسرین اور انطاکیہ کے کل شہروں پر قبضہ کر لیا۔ پھر حلب کو دوبارہ فتح کر کے قورس کا قصد کیا۔ مقدمۃ الجیش پر عیاض بن غنم تھے۔ بلا کسی جدال و قتال کے شرائط صلح پر اہل قورس نے صلح کر لی۔ تل غراز اور اس کے قریب قریب جتنے شہر تھے بہت آسانی سے اس طرح مفتوح ہو گئے کہ کہیں پر خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرا۔ منبج کو سلمان بن ربیعہ باہلی نے مصالحت سے فتح کیا۔ عیاض نے اہل دلوک' ضیاب سے اہل بیخ کے شرائط پر مصالحت کر لی۔ مگر یہ ایک شرط اضافہ کر دی کہ: ''وقت ضرورت فوجی خدمت بھی انجام دینی ہوگی''۔

بغراس پر قبضہ: ابوعبیدہؓ حسب ہدایت فاروق اعظمؓ جن جن شہروں کو فتح کرتے تھے ان پر اپنی طرف سے ایک عامل مقرر کر کے اس کی حفاظت کو ایک لشکر چھوڑتے جاتے اور اس کے سرحدی مقامات پر حفاظت کی غرض سے فوجی گارڈ متعین کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ رفتہ رفتہ شام میں جس قدر شہر فرات تک تھے ان پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا بعد ازاں ابوعبیدہؓ نے فلسطین کی طرف مراجعت کی اور ایک لشکر بسرداری میسرہ بن مسروق عبسی بغراس[1] روانہ کیا یہاں عرب کے بہت سے قبائل غسان' تنوخ اور ایاد پہلے سے آباد تھے لیکن مسلمانوں کی آمد سن کر رومیوں کے ساتھ ہرقل کے پاس جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ میسرہ بن مسروق نے پہنچ کر ان پر حملہ کیا۔ ہزاروں جانیں اس معرکہ میں ضائع ہوئیں' اثناء جنگ ابوعبیدہؓ نے مالک بن اشتر نخعی کو انطاکیہ سے میسرہ کی کمک پر بھیج دیا۔ حریف گھبرا کر میدانِ جنگ سے پسپا ہو کر بھاگا۔ عساکر اسلامی شہر پر قبضہ حاصل کر کے ابوعبیدہؓ کے پاس واپس آئے۔ خالدؓ ایک چھوٹا سا لشکر لے کر مرعش کی طرف بڑھے اور لڑ کر اس شرط پر اس کو مفتوح کیا کہ عیسائی شہر چھوڑ کر نکل جائیں۔ حبیب بن مسلمہ نے حصن حرث کو اسی شرط پر فتح کیا۔

قیساریہ کی فتح: انہیں واقعات کے اثناء میں یزید بن ابی سفیانؓ نے اپنے بھائی معاویہ بن ابی سفیان کو بحکم فاروق اعظمؓ قیساریہ کی طرف فوج دے کر روانہ کیا۔ اس وقت علقمہ بن مجرز' عزہ میں قیقاء بطریق روم سے لڑ رہے تھے۔ معاویہ نے قیساریہ کو اپنے محاصرہ میں لے کر لڑائی شروع کر دی۔ چند روز تو اہل قیساریہ نے مقابلہ کیا آخر کار جب کہ ان کے اسی ہزار آدمی معرکہ جنگ میں کام آ چکے تھے۔ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگے اور معاویہ نے قیساریہ پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

جنگ اجنادین: مہم مرج روم سے ابوعبیدہؓ و خالد فارغ ہو کر جس وقت حمص میں آئے۔ عمرو شرحبیل نے بیسان کے مقامات پر حملہ کر کے انہیں فتح کر لیا اہل اردن نے ڈر کر مصالحت کر لی رومیوں کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی۔ انہوں نے غزہ بیسان کی اطراف سے ایک کثیر التعداد فوج جمع کر کے اجنادین میں قیام کیا۔ بطارقہ روم سے ارطبون نامی و مشہور بطریق سر لشکر تھا۔ عمرو شرحبیل نے یہ خبر پا کر اردن میں ابوالاعور اسلمی کو چھوڑا اور خود نہایت استقلال و ثابت قدمی سے رومیوں کی طرف بڑھے۔ ارطبون بطریق نے اپنی فوج کے دو حصے علیحدہ کر کے ایک کو رملہ میں دوسرے کو بیت المقدس میں ٹھہرایا تھا اور باقی فوج لئے ہوئے خود اجنادین میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ عمرو نے علقمہ بن حکیم فراسی اور مسرور بن العکی کو بیت المقدس پر حملہ کرنے کو روانہ کیا' ابوایوب المالکی کو اہل رملہ سے جنگ کرنے کو بھیجا اور خود ارطبون کے مقابلہ کو اجنادین کی طرف بڑھے' اجنادین میں بہت سخت لڑائی ہوئی۔ دونوں حریف جنگ یرموک کی طرح جی توڑ کر لڑے۔ آخر میں ارطبون پسپا ہو کر بیت المقدس کی طرف بھاگا۔ عساکر اسلامی نے جو بیت المقدس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے راستہ دے دیا چنانچہ ارطبون بیت المقدس چلا گیا اور عمرو اجنادین میں جا اترے۔ اس سے پیشتر ہم اس واقعہ کو ان لوگوں کی روایت کے مطابق جنگ یرموک سے پہلے لکھ آئے ہیں جنہوں نے واقعہ اجنادین کو قبل یرموک بیان کیا ہے اور یہاں پر ان لوگوں کی روایت کے لحاظ سے اس واقعہ کو ہم نے تحریر کیا ہے جو جنگ اجنادین کو واقعہ یرموک کے بعد بیان کرتے ہیں۔

فتح بیت المقدس: بیت المقدس میں ارطبون کے پہنچنے کے بعد عمرو نے غزہ کو فتح کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ غزہ خلافت صدیق اکبرؓ میں مفتوح ہوا۔ بہر کیف اس کے بعد عمرو نے سبط پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا (یہاں پر یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کی قبر

[1] بغراس مضافات انطاکیہ میں ایک مقام تھا جس کی سرحد ایشیائے کوچک سے ملتی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے) پھر نابلس' لد' عمواس' بیت جبرین' بافا' رفح اور کل بلاد اردن نہایت آسانی سے یکے بعد دیگرے مفتوح ہو گئے۔ صرف بیت المقدس باقی رہ گیا جس کے گرد و نواح کے کل شہروں پر عمرو بن العاص قبضہ حاصل کر کے خود اس کے محاصرہ کو بڑھے۔ عیسائی قلعہ بند ہو کر لڑنے لگے۔ اس وقت ابوعبیدہؓ شام کے آخری ضلع قنسرین کو فتح کر چکے تھے اور بیت المقدس کا رخ کیا تھا۔ عیسائیوں نے ہمت ہار کر مصالحت کی گفتگو پیش کی۔ شرائط صلح میں مزید اطمینان کے لئے ایک شرط کا اضافہ کیا کہ عمر بن الخطابؓ خود آ کر معاہدہ لکھیں۔ مسلمانوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ عمر فاروقؓ مدینہ میں علی ابن ابی طالبؓ کو اپنا قائم مقام بنا کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے اور عساکر اسلامی کو اپنی روانگی سے مطلع کیا۔ کوچ و قیام کرتے ہوئے بیت المقدس پہنچے۔

مترجم:

عیسائیوں کی مشروط اطاعت: مورخوں نے لکھا ہے کہ ابوعبیدہ نے خط لکھا تھا کہ ''بیت المقدس کی فتح آپ کی تشریف آوری پر موقوف ہے جلد تشریف لائیے''۔ عمر فاروقؓ نے یہ خط پاتے ہی معززین صحابہ کو مشورہ کی غرض سے جمع کیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ''عیسائی ہمت ہار چکے ہیں آپ ان کی درخواست منظور نہ کیجئے گا تو ان کو اور بھی ذلت ہو گی اور وہ اب بلا جدال و قتال و بغیر کسی شرط کے ہتھیار ڈال دیں گے''۔ علی ابن ابی طالبؓ نے اس رائے سے اختلاف کیا عمر فاروقؓ نے اس کو پسند کیا علی ابن ابی طالبؓ یا بروایت یعقوبی عثمان بن عفان کو اپنا نائب مقرر کر کے رجب ۱۶ھ کو مدینہ سے بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیت المقدس کو روانگی: عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ سفر معمولی سفر نہ تھا بلکہ اس سے دشمنوں کے قلوب پر اسلامی ہیبت و جلال کا بٹھانا مقصود تھا لیکن بایں ہمہ روانہ ہوئے تو کس سروسامان سے کہ نہ تو ان کے ہمراہ نقارہ تھا نہ نوبت تھی نہ خدم و حشم' نہ لاؤ لشکر ڈیرہ' خیمہ کا کیا ذکر ہے معمولی چھولداری بھی نہ تھی سواری میں ایک گھوڑا تھا اور چند مہاجرین و انصار ہم رکاب تھے۔ پھر بھی یہ خبر جہاں پہنچتی تھی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے بیت المقدس کا قصد کیا ہے زمین کانپ اٹھتی تھی بعض نے لکھا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مہاجرین و انصار میں سے کوئی شخص نہیں گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا گھوڑا نہ تھا بلکہ اونٹ پر سوار تھے کچھ ستو آپ کے پاس تھے اور ایک لکڑی کا پیالہ۔

صلح نامہ بیت المقدس: طبری نے لکھا ہے کہ معاہدہ صلح یہیں لکھا گیا ہے اور بلاذری و ازدی کا بیان ہے کہ صلح نامہ بیت المقدس میں تحریر کیا گیا۔ بہرکیف جو معاہدہ بموجودگی عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیت المقدس میں لکھا گیا وہ بتمامہ درج ذیل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هذا ما اعطى عبد الله عمر امير المؤمنين اهل ايليا من الامان اعطاهم امانا لانفسهم و اموالهم و كنائسهم و صلبانهم دسقيمها و بريها و سائر ملتها انه لا يسكن كنائسهم و لا ينقض منها و لا من غيرها ولا من صلبهم و لا من شئ من اموالهم و لا يكرهون على دينهم و لا يضار احدهم منهم و لا يسكن بايليا معهم احد من اليهود على اهل ايليا ان يعطوا الجزية كما يعطى اهل المدائن و عليهم ان اخرجوا منها الروم و اللصوت فمن خرج منهم فهوا من على نفسه و ماله حتى يبلغوا ما منهم و من اقام منهم فهوا من و عليه مثل اهل ايليا من الجزية و من احب من اهل ايليا ان يسير بنفسه و ماله مع الروم و يخلي بيعهم وصلبهم فانهم امنون على انفسهم و على بيعهم و صلبهم حتى يبلغوا ما منهم و على ما فى هذا الكتاب عهدالله و ذمة رسوله و ذمة الخلفاء و ذمة المومنين اذا اعطوا الذى عليهم من الجزية شهد على ذلك خالد بن الوليد و عمرو بن العاص و عبدالرحمٰن بن عوف و معاوية بن ابى سفيان و كتب حضر ۱۵ھ

یہ وہ رعایتیں ہیں جو اللہ کے بندہ عمر نے ایلیا والوں کو دیں۔ ان کی جان، مال، گرجے، صلیب، بیمار، تندرست اور ان کے کل مذہب والوں کو امان دی جاتی ہے کسی کو ان کے گرجاؤں میں سکونت اختیار کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور نہ وہ گرائے جائیں گے نہ ان کو اور نہ انکے احاطے کو نقصان پہنچایا جائے گا نہ انکی صلیبوں اور نہ ان کے موقوفات میں کچھ کمی کی جائے گی مذہب کی بابت ان پر کچھ جبر نہ کیا جائے گا اور نہ ان میں سے کسی کو ضرر پہنچایا جائے گا اور ایلیا میں ان کے ساتھ یہودی نہ رہنے پائیں گے اور اہل ایلیا پر یہ فرض ہے کہ اور شہر والوں کی طرح جزیہ دیں یونانیوں اور مفسدوں کو نکال دیں۔ پس یونانیوں میں جو شہر سے نکلے گا اس کے جان و مال کو امن ہے جب تک محفوظ مقام پر پہنچ نہ جائے اور جو شخص ان میں سے ایلیا میں رہنا چاہے تو اس کو بھی امن ہے اور اس کو اہل ایلیا کی طرح جزیہ دینا ہوگا اور اہل ایلیا سے جو شخص اپنی جان و مال لے کر ان کے ساتھ جانا چاہے تو ان کو اور ان کے اور ان کے گرجاؤں اور صلیبوں کو امن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے محفوظ مقام پر پہنچ جائیں اور جو کچھ اس عہدنامہ میں ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا، اللہ کے رسولؐ کا، ان کے جانشینوں کا، مسلمانوں کا ذمہ ہے بشرطیکہ اہل ایلیا جزیہ مقررہ دیئے جائیں اس وثیقہ پر خالدؓ بن ولید، عمرو بن العاصؓ، عبدالرحمٰن بن عوف اور معاویہؓ بن ابی سفیان نے اپنے اپنے دستخط بطور گواہ کے مرقومہ ۱۵ھ۔

اس معاہدے سے یہ چند باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(۱) یہ کہ مسلمانوں نے اپنا مذہب بزور تلوار نہیں پھیلایا۔

(۲) یہ کہ ان کے عہد حکومت میں دوسرے مذہب والوں کو بہت بڑی مذہبی آزادی حاصل تھی۔

(۳) یہ کہ جبریہ غیر قوموں سے جزیہ نہیں لیا جاتا تھا بلکہ ان کو قیام کرنے اور جزیہ دینے میں اختیار تھا اور ان دونوں صورتوں میں ان کو امن دیا گیا تھا۔

خلیفہ ثانیؓ کی حیثیت عمر فاروقؓ کی سواری میں جو گھوڑا تھا اس کے سم روزانہ سفر کی وجہ سے گھس گئے تھے۔ اس وجہ سے وہ رک رک کر قدم رکھتا تھا اور لباس اور سروسامان بھی آپ کا ایک معمولی حیثیت کا تھا جس کو دیکھ کر خود مسلمانوں کو شرم آتی تھی۔ عمر فاروقؓ اس کا احساس کر کے گھوڑے سے اتر پڑے لوگوں نے ترکی نسل کا ایک عمدہ گھوڑا حاضر کیا اور ایک نہایت عمدہ و نفیس پوشاک پیش کی عمر فاروقؓ نے لباس دیکھ کر فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے جو عزت ہم کو دی ہے وہ اسلام کی عزت ہے اور وہی ہمارے لئے کافی ہے اس کو واپس لے جاؤ مجھ کو اس کے پہننے کی ضرورت نہیں ہے"۔ باقی رہا گھوڑا اس پر لوگوں کے کہنے سننے سے سوار ہوئے تو وہ شوخی کرنے لگا۔ عمر فاروقؓ نے اس کے منہ پر طمانچہ مار کر فرمایا "کمبخت یہ غرور کی چال تو نے کہاں سے سیکھی ہے" یہ کہہ کر اتر پڑے اور پیادہ پا بیت المقدس میں داخل ہو کر سب سے پہلے مسجد اقصیٰ میں گئے۔ محراب داؤد کے پاس پہنچ کر سورۂ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داؤد کی آیت پڑھ کر سجدہ ادا کیا اور پھر عیسائیوں کے گرجے میں آئے اور اس کو دیکھتے رہے۔

(مترجم) دیوان کی ترتیب: دیوان کی ترتیب محترم ۲۰ھ میں ہوئی دیوان مرتب کرنے سے فاروق اعظمؓ کو مقصود تمام ملک کو فوجی بنانا تھا۔ وہ اس حقیقت کو کہ ہر مسلمان فوج اسلام کا سپاہی ہے عملاً جاری کرنا چاہتے تھے لیکن ابتداء اسلام میں ایسی تعمیم کسی قدر ناممکن الوقوع تھی اس وجہ سے پہلے پہلے قریش وانصار سے شروع کیا۔ مدینہ منورہ میں اس وقت مخرمہ بن نوفل، جبیر بن معطم، عقیل بن ابی طالب بہت بڑے نساب اور حساب و کتاب میں ماہر تھے۔ عمر فاروقؓ نے ان کو طلب کر کے یہ خدمت سپرد کی کہ تمام قریش اور انصار کا ایک رجسٹر تیار کریں جس میں ہر شخص کا نام ونسب تفصیلاً درج ہو۔ ان لوگوں نے نقشہ بنا کر پیش کیا تو اس میں یہ نقص تھا کہ خلافت حکومت کے لحاظ سے ترتیب قائم کی گئی تھی۔ یعنی پہلے بنو ہاشم پھر ابوبکر صدیقؓ کا خاندان پھر عمر فاروقؓ کا قبیلہ لکھا گیا۔ عمر فاروقؓ نے اس کو ناپسند فرمایا ارشاد فرمایا ''یوں نہیں! پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سے شروع کرو کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہیں ان کے بعد درجہ بدرجہ قرب و بعد قرابت کے لحاظ سے ہر قبیلے کو لکھتے چلے آؤ اور جب میرے قبیلے کی نوبت آئے تو مجھ کو بھی لکھو''۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا اعتراض: اس موقع پر یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ جب عمر فاروقؓ نے اسامہ بن زید کی تنخواہ اپنے بیٹے عبداللہ سے زیادہ مقرر کی تو انہوں نے کہا ''واللہ اسامہ مجھ سے کسی موقع پر بڑھنے نہیں پائے'' عمر فاروقؓ نے جواب دیا ''ہاں لیکن اسامہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب زیادہ ہے اور آنحضرتؐ اسامہؓ کو تجھ سے زیادہ دوست رکھتے تھے''۔ عمر فاروقؓ کی یہ تجویز نہایت قابل قدر اور قابل لحاظ ہے کیونکہ اگر ترتیب سابق باقی رہ جاتی تو خلافت خود غرضی کا ذریعہ بن جاتی الغرض حسب ہدایت رجسٹر تیار ہوا اور ذیل کے نقشے کے موافق تنخواہیں ہوئیں جن بزرگوں کے نام درج رجسٹر ہوئے ان کی بیوی اور بچوں کی بھی تنخواہیں مقرر کی گئیں اور ان کے غلاموں کی وہی تنخواہیں مقرر ہوئیں جو ان کے آقاؤں کی تھیں۔ عام مہاجرین وانصار کی بیویوں کی تنخواہ دوسو درہم تک اور اہل بدر کی اولاد ذکور کی تنخواہ دو ہزار درہم مقرر ہوئی۔

تقسیم مدارج	تعداد تنخواہ
عباسؓ بن عبدالمطلب	۵۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
علیؓ ابن ابی طالب	۵۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
ازواج مطہرات	۱۰۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
عائشہ صدیقہؓ	۱۲۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
اصحاب اہل بدر (یعنی جو لوگ بدر میں شریک تھے)	۵۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
اصحاب بدر کے لڑکوں کو	۲۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
شرکاء بدر کے بعد سے صلح حدیبیہ تک کے اصحاب	۴۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
انصار	۴۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
اسامہؓ بن زید	۴۰۰۰ ہزار درہم سالانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقسیم مدارج	تعداد تنخواہ
مہاجرین قبل فتح مکہ و شرکاء فتح و غزوات تا واقعات قادسیہ	۳۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
جو لوگ فتح مکہ میں ایمان لائے یا جنگ قادسیہ یرموک میں شریک ہوئے	۱۰۰۰ ہزار درہم سالانہ
شرکاء جنگ یمامہ	۲۰۰۰ درہم سالانہ
یمن اور قیس والوں کو جو شام میں تھے	۴۰۰۰ دو ہزار تک علی قدر مراتب
قادسیہ اور یرموک کے بعد کے مجاہدین	۱۰۰۰ درہم سالانہ
مثنیٰ کی فوج ردیف	۵۰۰ درہم سالانہ
لیث اور ان کے بعد کی فوج	۳۰۰ درہم سالانہ
ربیع کی فوج ردیف	۲۵۰ درہم سالانہ
اہل بدر کی بیویوں کو	۵۰۰ درہم سالانہ
ازواج اہل بدر کے بعد شرکاء صلح حدیبیہ تک کی بیویوں کو	۴۰۰ درہم سالانہ
صلح حدیبیہ کے بعد کی بیویوں کے اس عہد تک کی بیویوں کو	۲۰۰ درہم سالانہ

حسنؓ حسینؓ ابوذر اور سلمان فارسی (رضی اللہ عنہم) کو باستثناء اپنے اہل کے اہل بدر میں شریک کر کے پانچ پانچ ہزار درہم تنخواہیں تھیں۔ انتہی

حضرت عمرؓ کا استقبال: یزید بن ابی سفیان پھر ابوعبیدہ بن الجراح بعد ازاں سواروں کا رسالہ لئے ہوئے خالدؓ بن ولید استقبال کو آئے۔ یہ سب دیبا و حریر کی قبائیں اور حلے پہنے ہوئے تھے۔ فاروق اعظمؓ تکلف کا لباس دیکھ کر برہم ہو گئے۔ گھوڑے سے کودے، کنکریاں اٹھا اٹھا کر ان لوگوں کو ماریں اور کمال طیش سے کہا "تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ تم لوگ میرے استقبال کو اس زیب و زینت سے آئے ہو اور دو ہی برس میں اپنی حالت تبدیل کر دی۔ عجمیوں کی عادت اختیار کر لی"۔ ان لوگوں نے عرض کیا "ان قباؤں کے نیچے ہتھیار جنگ ہیں"۔ یعنی ہم نے فن سپہ گری نہیں چھوڑا ہے"۔ فاروق اعظمؓ نے کہا: "تب کچھ مضائقہ نہیں ہے"۔ پھر آپ جابیہ میں داخل ہوئے اراکین بیت المقدس ملنے کو آئے۔ ارطبون مصر کی طرف بھاگ گیا۔ اہل بیت المقدس نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی اور دروازے کھول دیئے اور اہل رملہ نے بھی ایسا ہی کیا۔

صوبہ فلسطین کی تقسیم: فتح کے بعد بیت المقدس صوبہ فلسطین کے دو حصے کر دیئے گئے۔ ایک پر علقمہ بن حکیم عامل مقرر کئے گئے اور ان کو رملہ میں قیام کرنے کا حکم دیا گیا۔ دوسرے پر علقمہ بن مجرز مامور ہوئے اور بیت المقدس میں ٹھہرائے گئے۔ جابیہ میں فاروق اعظمؓ نے چندے قیام کیا۔ یہیں پر بڑے بڑے افسروں اور رؤساء شہر نے آ کر ملاقات کی۔ فاروق اعظمؓ سوار ہو کر بیت المقدس گئے صخرہ کو صاف کرا کے مسجد بنانے کا حکم دیا۔ یہ واقعات ۱۵ھ کے ہیں بعض کہتے ہیں ۱۶ھ کے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رومیوں میں سے جو شخص اس صلح کا مخالف تھا وہ ارطبون کے ہمراہ مصر چلا گیا۔ ارطبون نے زمانہ فتح مصر میں وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ ارطبون مصر نہیں گیا بلکہ روم چلا گیا اور وہیں کسی صوبہ میں پیوند خاک ہوا۔

فوجی نظام: اسی ۱۵ھ میں فاروق اعظمؓ نے فوجی نظام درست کیا اور تمام عرب کے جدا جدا وظائف اور تنخواہیں مقرر کیں اور جب وہ دفتر یا رجسٹر مکمل و مرتب ہو گیا تو اس کا نام دیوان رکھا۔ صفوان بن امیہ، حرث بن ہشام اور سہیل بن عمرو کی تنخواہیں جب اوروں سے کم مقرر کی گئیں تو ان لوگوں نے احتجاجاً کہا ''واللہ ہم اپنے سے کسی کو افضل نہیں دیکھتے، ہماری تنخواہیں اور لوگوں سے کیوں کم مقرر کی گئیں''۔ فاروق اعظمؓ نے جواب دیا ''میں نے سابق الاسلام ہونے کے لحاظ سے تنخواہیں مقرر کی ہیں نہ کہ افضلیت و اولیت کے خیال سے''۔ صفوان نے کہا ''ہاں یہ بات البتہ قابل پذیرائی ہے'' اور مقررہ وظیفہ قبول کر کے یہ سب کے سب ملک شام چلے گئے اور برابر جہاد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہیں کسی لڑائی میں شہید ہوئے۔ دیوان مرتب ہونے کے وقت علیؓ ابن ابی طالب اور عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا ''تم اپنی ذات سے شروع کرو''۔ فاروق اعظمؓ نے کہا ''نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سے شروع کرو اور درجہ بدرجہ جس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باعتبار قرابت دور ہوتا جائے۔ اس کو بہ ترتیب لکھتے جاؤ یہاں تک کہ جب نوبت آئے تو مجھ کو بھی لکھ دو''۔ یہ واضح رہے کہ خلفائے راشدین میں سے آپ کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے آخر میں جا کر ملتا ہے۔

تنخواہیں بلحاظ درجات: الغرض اس ہدایت کے موافق جب رجسٹر تیار ہو گیا تو فاروق اعظمؓ نے کسی کی پانچ ہزار اور کسی کی چار ہزار کسی کی تین ہزار، کسی کی اڑھائی ہزار، کسی کی دو ہزار، ہزار، پانچ سو، تین سو، اڑھائی سو، دو سو علیٰ قدر مراتب تنخواہیں مقرر کیں۔ ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کی تنخواہیں دس دس ہزار مقرر کی گئیں اور عائشہؓ صدیقہ کو علاوہ مقررہ تنخواہ کے دو ہزار زائد دیئے گئے اور عورتوں میں بھی مراتب کے لحاظ سے وظائف مقرر کیے گئے۔ اہل بدر کے لئے پانچ ہزار درہم، پھر چار ہزار، پھر تین ہزار، پھر دو سو اور لڑکوں کو سو سو اور مساکین کو دو دو جریب ماہوار تنخواہیں تجویز ہو کر دی گئیں اور بیت المال میں کچھ بھی باقی نہ رکھا گیا۔

حضرت عمرؓ کے ذاتی مصارف: بعض نے بیت المال میں کسی قدر باقی رکھنے کی درخواست کی۔ عمر فاروقؓ نے جواب دیا ''میرے بعد یہی بناء فساد ہوگا''۔ پھر صحابہ سے فاروق اعظمؓ نے بیت المال سے اپنا نفقہ مقرر کرنے کی بابت دریافت کیا۔ صحابہ نے بقدر حاجت بیت المال سے روپیہ لینے کی اجازت دی۔ بعد چندے جب فاروق اعظمؓ کی ضروریات بڑھ گئیں اور اب وہ روپیہ ان کے مصارف کو کافی نہ ہوتا تو صحابہ نے ام المومنین حفصہ (عمرؓ فاروق کی بیٹی) کے ذریعے سے زیادتی تنخواہ کی تحریک کی۔ فاروق اعظمؓ بہت برہم ہوئے، ام المومنین حفصہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت، لباس، بچھونے کو پوچھا کیسا تھا اور آپ کی بسر اوقات کیونکر ہوتی تھی۔ ام المومنین نے بتلایا ''اس مقررہ روپیہ سے کم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گذر ہو جاتی تھی''۔ فاروق اعظمؓ نے جواب دیا ''واللہ میں فضول خرچی کو پسند نہ کروں گا اور نہ دنیاوی امیدوں کو آخرت پر ترجیح دوں گا میری اور میرے دونوں دوستوں کی بعینہ یہ مثال ہے کہ تین شخصوں نے سفر کیا پہلا تو اپنا زاد سفر لے کر گزر گیا اور منزل تک پہنچ گیا۔ پھر اس کے بعد دوسرے نے اس کی پیروی کی اور وہ بھی اس سے جا ملا اب دونوں صاحبوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد تیسرے کی باری آئی پس اگر اس نے انہیں دونوں کا راستہ اختیار کیا اور اسی قسم کا زادِ راہ لیا جیسا کہ ان دونوں صاحبوں نے لیا تھا تو یہ بھی منزل مقصود پر ان سے جا ملے گا اور اگر کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا تو ان سے ہرگز نہیں مل سکتا اور نہ منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔

تکریت کا محاصرہ: اسی سنہ کے جمادی الاولیٰ کے آخر یا اوائل جمادی الثانی میں تکریت مفتوح ہوا۔ مرزبان تکریت نے فتح مدائن سے متنبہ ہو کر مسلمانوں کے مقابلہ میں اور سرزمین جزیرہ کو لشکر اسلام کی یلغار سے بچانے کی غرض سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں تھیں۔ رومیوں کو بھی اپنے درد کا شریک بنا لیا تھا' عرب کے چند قبائل ایاد' تغلب نمر اور مشارجہ بھی شریک جنگ ہو گئے تھے۔ سعدؓ بن ابی وقاص کو اس کی خبر لگی دربار خلافت میں اطلاعی عرض داشت بھیجی حکم صادر ہوا کہ ''عبداللہ بن المعتم کو سر لشکر' ربعی بن الافکل کو افسر مقدمۃ الجیش' عرفجہ بن ہرثمہ کو سواروں پر' حارث بن حسان کو میمنہ پر' فرات بن حیان کو میسرہ پر اور ہانی بن قیس کو ساقہ پر مامور کر کے پانچ ہزار کی جمعیت سے تکریت کی طرف لشکر اسلام روانہ کرو' چنانچہ عبداللہ بن المعتم تکریت کا چالیس روز تک محاصرہ کئے رہے۔ چوبیس حملے کئے' اثناء محاصرہ میں عبداللہ بن المعتم نے قبائل عرب کو ملا لیا جس سے روزانہ مرزبان تکریت کے حالات معلوم ہوتے رہے' اخیر میں رومیوں نے اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر کشتیوں پر مال و اسباب بار کر کے براہ دجلہ بھاگ جانے کا قصد کیا۔

فتح تکریت: تکریت میں جو قبائل عرب تھے انہوں نے عبداللہ بن المعتم کو اس واقعہ سے آگاہ کر دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم ہم کو امان دو تو ہم عین معرکہ کے وقت ان سے علیحدہ ہو کر تم سے آملیں گے' عبداللہ بن المعتم نے پیام دیا کہ ''اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو تو مسلمان ہو جاؤ''۔ ان سب نے اس پیام کے پہنچتے ہی اسلام قبول کر لیا اور باہم یہ طے ہو گیا کہ جب عساکر اسلام کی تکبیر سننا تو تم بھی تکبیر کہہ کر دریا کا ناکہ روک دینا''۔ عبداللہ بن المعتم نے یہ بندوبست کر کے وقت اور تاریخ مقررہ پر دھاوا کیا۔ عربوں نے عساکر اسلامی کی تکبیر سنتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور دریا کا ناکہ روک لیا' رومی اور عجمی دریا کی طرف سے تکبیر کی آواز سن کر یہ سمجھے کہ عساکر اسلام نے دریا کی جانب بھی محاصرہ کر لیا اس خیال سے اسی سمت بھاگے جس طرف مسلمانوں کی فوجیں تھیں مسلمانوں نے جی توڑ کر حملہ کیا۔ اہل تکریت پیچھے ہٹے تو تکریت کے عربوں نے مارنا شروع کیا۔ سب کے سب پامال ہو گئے قبائل ربیعہ سے بنو تغلب' نمر اور ایاد دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے اور لوٹ مار سے محفوظ رہے۔ مال غنیمت تقسیم کیا گیا سواروں کے حصہ میں تین تین ہزار درہم اور پیادوں کو ایک ایک ہزار ملے۔

فتح موصل: بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ بن المعتم نے عہد خلافت فاروقی میں ربعی بن الافکل کو بسر کردگی قبائل تغلب' ایاد اور نمر' موصل اور نینوا کی طرف روانہ کیا تھا۔ چنانچہ ربعی نے ان مقامات کو بہ صلح و امان فتح کیا۔ یہ دونوں قلعے دجلہ کے کنارے (ایک شرقی جانب دوسرے غربی سمت) پر نہایت مستحکم بنے ہوئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ عتبہ بن فرقد نے ۲۰ھ میں نینوا پر (جو دجلہ کے شرقی جانب ہے) بزور تیغ قبضہ حاصل کیا تھا اور اہل موصل نے (جو دجلہ کے غرب میں ہے) جزیہ دے کر صلح کر لی تھی اسی زمانہ میں جبل اکراد و کل بلاد موصل مفتوح ہوئے۔ بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ عتبہ بن فرقد نے فتح کے بعد جزیرہ عیاض بن غنم کو موصل کی طرف روانہ کیا تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیئت اور قرقیسا کی اطاعت: قبل واقعات متذکرہ بالا جزیرہ والوں نے ہرقل کو لکھا تھا کہ آپ شام کی طرف توجہ فرمایئے اور حمص پر دوبارہ فوج کشی کیجئے ہم مدد دینے کو تیار ہیں۔ چنانچہ اظہار مستعدی کی غرض سے جزیرہ والوں نے ایک بڑی فوج مرتب کر کے ہیئت روانہ کی جس کی سرحد عراق سے ملتی تھی۔ سعد نے یہ خبر پا کر عمر بن مالک ابن جبیر بن مطعم کو سر لشکر مقرر کر کے بڑھنے کا حکم دیا ان کے مقدمۃ الجیش پر حرث بن زید مامور تھے۔ عمر بن مالک نے ہیت پر پہنچ کر محاصرہ کیا لیکن اہل ہیئت نے شہر کی فصیلوں کو پہلے سے مضبوط کر لیا تھا اس کے اردگرد خندقیں کھود لی تھیں جس سے مسلمانوں کے حملے کا اثر ان تک نہ پہنچتا تھا۔ عمر بن مالک نے مجبور ہو کر نصف لشکر کو حرث بن زید عامری کے پاس ہیت کے محاصرے پر چھوڑا اور نصف لے کر قرقیسا پہنچا اور اس کے فتح کرنے میں مصروف ہوئے۔ اہل قرقیسا نے مجبور ہو کر جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ بعد ازاں عمر بن مالک نے حرث بن زید کو لکھا کہ اگر اہل ہیت اسلام یا جزیہ دینا قبول کر لیں تو محاصرہ اٹھا لو ورنہ تم بھی خندق کے مقابلہ پر خندق تیار کر کے لڑائی جاری رکھو یہاں تک کہ اسلام لائیں یا جزیہ دیں' حرث بن زید نے رومیوں سے بعینہٖ یہی پیام کہلا بھیجا۔ رومیوں نے جزیہ دینا قبول کیا حرث ان سے مصالحت کر کے عمر بن مالک سے آ ملے۔

معرکہ حمص: اہل جزیرہ کی تحریک پر ہرقل نے فوج کثیر کے ساتھ حمص کا قصد کیا۔ ابوعبیدہؓ کو یہ خبر لگی تو انہوں نے بھی اپنی فوجیں جمع کر کے حمص کے باہر صف آرائی کی۔ اس اثناء میں خالد بن ولید قنسرین سے آ پہنچے دونوں نے متفق ہو کر فاروق اعظمؓ کو کل حالات لکھ بھیجے۔ فاروق اعظمؓ نے فوراً چاروں طرف قاصد دوڑائے سعد کو لکھا کہ آج ہی قعقاع بن عمرو کو (جو کوفہ میں ہیں) چار ہزار سوار دے کر حمص بھیج دو۔ ہرقل نے پھر جنگ پر کمر باندھی ہے اور ابوعبیدہؓ نے حمص کے باہر صفیں جما رکھی ہیں۔ سہیل بن عدی کو حکم بھیجا کہ ''رقہ کی طرف بڑھ کر جزیرہ والوں کو حمص کی طرف بڑھنے سے روکو' عبداللہ بن عتبان کو نصیبین ہوتے ہوئے حران والرہا کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ ولید بن عقبہ کو عرب کے قبائل ربیعہ و قنوع کی روک تھام پر جو جزیرہ میں آباد تھے مامور کیا اور جنگ ہونے کی صورت میں ان سب سرداروں پر عیاض بن غنم کو سردار مقرر فرمایا۔ فاروق اعظمؓ نے اس انتظام پر بھی قناعت نہ کی خود مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر بقصد حمص کی کمک کو جابیہ میں آ ٹھہرے۔ جب جزیرہ والوں نے یہ سنا کہ خود ان کے شہروں میں اسلامی لشکر اتر آیا ہے۔ تو ہرقل سے علیحدہ ہو کر جزیرہ چلے گئے۔ ابوعبیدہؓ نے رومیوں[1] پر حملہ کر کے ان کو

---

[1] اس حملے کی مفصل کیفیت اور کتابوں میں یہ لکھی ہے کہ جب حمص کے محاصرہ میں تنہا رومی اور قبائل عرب جو ان کی امداد کو آئے تھے باقی رہ گئے تو ایک دن ان لوگوں نے خالد کو پوشیدہ طور سے کہلا بھیجا ''اگر تم کہو تو ہم اسی وقت یا عین معرکے میں عیسائیوں سے علیحدہ ہو جائیں''۔ خالد نے کہلا بھیجا کہ تمہارے ٹھہرنے اور چلے جانے کا مطلق فکر نہیں ہے میرے نزدیک تمہارا عدم اور وجود دونوں برابر ہیں۔ افسوس اس کا ہے کہ میں خود مختار نہیں ہوں بلکہ دوسرے شخص (ابوعبیدہ) کے ہاتھ میں ہوں اور وہ حملہ کرنا پسند نہیں کرتا ہے۔ ابوعبیدہ نے خالد سے حملہ کرنے کی بابت پوچھا خالد نے کہا ''میری رائے جو ہے تم کو معلوم ہے اب عیسائیوں سے کس بات کا اندیشہ ہے وہ کثرت فوج کے بل پر لڑتے ہیں اور اب تو کثرت بھی نہیں ہے''۔ ابوعبیدہؓ یہ سن کر خاموش ہو رہے تھوڑی دیر کے بعد تمام لشکر کو جمع کر کے ایک پرزور اور موثر تقریر کی جس سے کل لشکریوں نے جوش میں آ کر ہتھیار سنبھال لئے۔ ابوعبیدہؓ نے قلب فوج اور خالد و عباس نے میمنہ' میسرہ کو لے کر حملہ کیا۔ قبائل عرب (جیسا کہ خالد سے اقرار ہو چکا تھا) ابتری کے ساتھ پیچھے کو ہٹے ان کے ہٹنے سے رومیوں کا بازو ٹوٹ گیا۔ بدحواسی سے تھوڑی دیر لڑ کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ یہ آخری جنگ تھی جس کے محرک خود عیسائی ہوئے تھے۔ پھر اس کے بعد ان کو پیش قدمی کی ہمت نہیں ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسپا کیا۔ معرکے تیسرے دن عراق سے قعقاع پہنچے۔ ابوعبیدہؓ نے فاروق اعظمؓ کو مژدہ فتح کے ساتھ قعقاع کے آنے کی بھی اطلاع کر دی۔ فاروق اعظمؓ نے حکم بھیجا کہ ''مال غنیمت میں قعقاع کو بھی شامل کرو''۔

بنوایاد کی روم کو روانگی: عیاض بن غنم نے جزیرہ میں پہنچ کر سہیل بن عدی کو رقہ کی طرف روانہ کیا۔ اہل رقہ نے محاصرہ ہونے کے ساتھ ہی جزیہ دے کر صلح کر لی پھر عیاض نے حران کا رخ کیا جزیرہ میں جس قدر قبائل عرب تھیب نے مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ البتہ ایاد و بن نزار رومیوں کے ساتھ روم چلے گئے۔ حران والوں نے بھی جزیہ دینا قبول کر لیا۔ اس کے بعد سہیل اور عبداللہ کو الرہا کی طرف بھیجا۔ محاصرہ کی بھی نوبت نہ آئی تھی کہ اہل الرہا نے صلح کی درخواست کی جزیہ دینا منظور کیا۔ غرض نہایت کم مدت میں رفتہ رفتہ تمام جزیرہ اس سرے سے اس سرے تک خفیف[1] خفیف لڑائیاں لڑ کر مفتوح ہو گیا۔ ابوعبیدہؓ نے فاروق اعظمؓ کو جس وقت جابیہ سے واپس ہو رہے تھے فتح جزیرہ کے حالات لکھے اور یہ درخواست کی کہ ''اگر خالد کو آپ اپنے ہمراہ مدینہ لے جائیں تو ان کے بجائے میرے پاس عیاض بن غنم کو چھوڑتے جایئے''۔ فاروق اعظمؓ نے درخواست منظور کر لی اور حبیب بن مسلمہ کو عراق عجم اور اس کی لڑائی پر اور ولید بن عقبہ کو وہاں کے عرب پر مامور کیا۔

بنوایاد کی اطاعت: فاروق اعظمؓ کو جب یہ معلوم ہوا کہ قبیلہ ایاد بادشاہ روم کے ملک میں جا کر آباد ہو گیا ہے تو آپ نے ہرقل کو خط لکھ کر بھیجا ''مجھ کو یہ خبر لگی ہے کہ قبائل عرب کا ایک قبیلہ ہمارا ملک چھوڑ کر تمہارے ملک میں جا آباد ہوا ہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر تم ان کو اپنے ملک سے نکال نہ دو گے تو ہم کل عیسائیوں کو جو ہمارے ملک میں آباد ہیں نکال کر تمہارے پاس بھیج دیں گے''۔ ہرقل نے قبیلہ ایاد کو اپنے ملک سے نکال دیا چنانچہ قبیلہ ایاد کے چار ہزار آدمی شام اور جزیرہ میں آ کر آباد ہو گئے۔ ولید بن عقبہ نے اسلام لانے پر مجبور کیا اور فاروق اعظمؓ کو اس امر کی اطلاع دی۔ فاروق اعظمؓ نے لکھا کہ ''ان لوگوں کو اسلام لانے پر مجبور نہ کرو اگر وہ جزیہ دینا منظور کر لیں تو قبول کر لو یہ امر کہ اسلام کے سوا کوئی غیر مسلموں کی درخواست منظور نہ کی جائے گی جزیرۃ العرب (مابین مکہ، مدینہ اور یمن) کے لئے مخصوص ہے۔ ہاں اس شرط[2] کا ان کو ضرور پابند کرو کہ وہ اپنے لڑکوں کو اصطباغ نہ دیں اور کسی کو مسلمان ہونے سے نہ روکیں''۔ چند دنوں کے بعد بنوایاد نے ایک وفد دارالخلافت کو روانہ

---

[1] جزیرہ کے جن جن مقامات پر لڑائیاں ہوئی تھیں ان کے نام یہ ہیں۔ رقہ، حران، نصیبین، میافارقین، سمیساط و سروج، قرقیسا، زوران اور عین الوردۃ

[2] علامہ طبری نے جہاں بنوتغلب (ایاد) کا واقعہ ذکر کیا ہے وہاں پر شرائط صلح میں یہ الفاظ لکھے ہیں ((علی ان لا ینصروا ولیداً ممن اسلم اباء هم)) یعنی ''ان کو اس پر پابند کرو کہ وہ ان لڑکوں کو اصطباغ نہ دیں جن کے باپ مسلمان ہو چکے ہیں'' اور دوسرے مقام پر یہ الفاظ ہیں ((ان لا ینصروا اولادهم اذا اسلم اباهم)) یعنی ''جن لوگوں کے باپ مسلمان ہو گئے ہیں ان کی اولاد کو عیسائی نہ بنا دیں''۔ متاخرین علماء تاریخ ابن الاثیر وغیرہ نے روایت کرتے ہوئے ان خصوصیتوں کو شاید خفیف سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہے جس سے یہ نتیجہ اور اعتراض پیدا ہوا کہ عمر فاروقؓ کو عام طور سے اس رسم مذہبی کو روکنے کا کیا حق تھا اور انہوں نے اس رسم کو کیوں روکا؟ لیکن جس نے متقدمین کی تصانیف کی سیر کی ہے وہ انصاف سے کہہ سکتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ حکم دینا کہ ''نومسلم عیسائیوں کی اولاد کو اصطباغ نہ دیں'' تعصب مذہبی نہ تھا اور عامہ خلائق کے امن قائم رکھنے کے لئے یہ حکم دینا اس تصریح کے ساتھ نہایت ضروری تھا۔ علامہ طبری نے صاف طور سے یہ لکھا ہے کہ معاہدہ میں یہ شرط بڑھائی ہوئی انہیں لوگوں کی ہے جو بنی تغلب (ایاد) سے اسلام لا چکے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا اور حضرت عمرؓ سے یہ درخواست کی کہ ''جزیہ کے نام سے ان سے کوئی رقم نہ وصول کی جائے''۔ فاروق اعظمؓ نے درخواست منظور کر لی اور اس رقم کو صدقہ کے نام سے موسوم کر کے دوچند وصول کرنے کا حکم بھیج دیا۔ چونکہ بنوایاد کو ولید بن عقبہ سے بہ وجود چند برہمی پیدا ہوگئی تھی اس وجہ سے ان کو معزول کر کے فرات بن حیان اور ہند بن عمر الجملی کو مقرر کیا۔

جزیرہ کی فتح: ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ۱۹ھ میں سعد نے عیاض بن غنم کو امیر لشکر مقرر کر کے جزیرہ کی طرف روانہ کیا اسی لشکر میں سعد کے لڑکے عمرو بھی تھے۔ چنانچہ اسی سنہ میں جزیرہ مفتوح ہوا۔ اس کے بعد عمرو نے عیاض کے ساتھ الرہا کو فتح کیا۔ اہل حران نے جزیہ دے کر صلح کر لی۔ ابوموسیٰ نے نصیبین مفتوح کیا' اسی زمانہ میں سعد نے عثمان بن ابی العاص کو ارمینیہ پر بھیجا تھا۔ ارمینیہ والوں نے بھی جزیہ دے کر مصالحت کر لی' اس کے بعد صوبہ فلسطین سے قیساریہ مفتوح ہوا۔ اس روایت کے لحاظ سے جزیرہ' فتوحات میں داخل کیا جاتا ہے اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابوعبیدہؓ نے عیاض بن غنم کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ چنانچہ ابوعبیدہؓ کے انتقال کے بعد فاروق اعظمؓ نے بھی عیاض کو حمص' قنسرین اور جزیرہ کی حکومت پر مامور کیا۔

عیاض بن غنم کی فتوحات: اس کے بعد شعبان ۱۸ھ میں پانچ ہزار کی جمعیت سے عیاض بن غنم جزیرہ کے سر کرنے پر تیار ہوئے' ہیرہ بن مسروق نے (جو ان کے ہراول کے افسر تھے) رقہ پر پہنچ کر چھ روز کے محاصرے کے بعد جزیہ لے کر مصالحت کر لی۔ رقہ کے اطراف و جوانب کے گاؤں والوں پر خراج مقرر کر کے حران کی طرف بڑھے اتنے میں عیاض بھی آ پہنچے اور ایک فوج بسر کردگی صفوان بن معطل اور حبیب بن اوس اس کے محاصرے پر چھوڑ کر الرہا کی طرف چلے گئے۔ اہل الرہا نے شہر سے نکل کر مقابلہ کیا تھوڑی دیر تک بدحواسی کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے چاروں طرف سے گھیر کر لڑائی شروع کر دی۔ آخر کار اہل الرہا نے امان طلب کی عیاض جزیہ لے کر بمصالحت پھر حران کی طرف واپس آئے۔ اس وقت صفوان اور حبیب نے اہل حران سے صلح کر لی تھی اور حران کے گردونواح کے کل قلعات اور دیہات پر قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد سمیاط' سروج' راس کیفا' بنج' آمد' میافارقین' کفرتوثا' نصیبین' ماردین' موصل کا ایک قلعہ' اردن' روم تدلیس' خلاط اور منتہائے ارمینیہ بصلح وامان مفتوح ہوا۔ عیاض بن غنم فتح مندی کا جھنڈا لہراتے ہوئے رقہ واپس ہوئے۔ حمص میں پہنچ کر ۲۰ھ میں انتقال کر گئے۔

راس عین کی فتح: فاروق اعظم نے عیاض کی جگہ پر عمیر بن سعد انصاری کو مامور کیا انہوں نے راس عین کو فتح کیا۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ عیاض نے ان کو راس عین کے سر کرنے کے کو بھیجا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ عیاض کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ اشعری کو راس عین کے فتح پر مامور کیا تھا۔ بعض مؤرخوں کا یہ بھی خیال ہے کہ فتح جزیرہ میں خالد بن ولید' عیاض کے ہمراہ تھے اور آمد کے حمام میں نہانے گئے تھے کسی تیل سے مالش کرائی تھی جس میں شراب بھی تھی لیکن بعض مورخوں کا یہ خیال ہے کہ ابوعبیدہ کے بعد خالد کسی سردار کے ماتحت نہیں رہے۔

ملطیہ کی فتح: غرض عیاض نے سمیاط کے مفتوح ہونے کے بعد حبیب بن مسلمہ کو ملطیہ پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ حبیب نے ملطیہ فتح کیا اور وہاں پر ایک چھاؤنی[1] قائم کر کے ایک شخص کو افسر بنایا۔ جس وقت عیاض بن غنم نے جابیہ سے کفار کے ملک

---

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حبیب بن سلمہ نے ملطیہ میں پہلی مرتبہ چھاؤنی نہیں قائم کی تھی بلکہ دوسری بار جب اہل ملطیہ نے بغاوت کی .....

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دلیرانہ قدم بڑھایا تھا۔ فاروق اعظمؓ نے ۱۷ھ میں مدینہ منورہ کی طرف مراجعت کی۔ ان دنوں شام میں حسب ذیل عمال تھے۔ حمص میں ابوعبیدہ اور ان کی ماتحتی میں قنسرین میں خالد بن ولید، دمشق میں یزید بن ابی سفیان، اردن میں معاویہ، فلسطین پر علقمہ بن محرز اور سواحل پر عبداللہ بن قیس (رضی اللہ عنہم)

حضرت خالد بن ولید کی معزولی: فتح کے بعد جزیرہ میں یہ بات مشہور ہوئی کہ خالد بن ولید، عیاض بن غنم کے ساتھ مہم جزیرہ سے بے حد مال لائے ہیں اور اپنی مدح کے صلہ میں اشعث بن قیس کو دس ہزار درہم دیئے ہیں۔ فاروق اعظمؓ کو پرچہ نویسوں[1] نے اس واقعہ کی نیز حمام آمد میں شراب سے بدن ملوانے کی اطلاع دی۔ فاروق اعظمؓ نے ابوعبیدہ کو خط لکھا ''مجلس عام میں خالد کی ٹوپی سر سے اتار لی جائے اور اسی کے عمامہ سے اس کی مشکیں باندھی جائیں اور یہ دریافت کیا جائے کہ اشعث کو تم نے انعام اگر اپنی جیب خاص سے دیا ہے تو اسراف کیا ہے اور بیت المال سے دیا ہے تو خیانت کی ہے۔ بہرکیف دونوں صورتوں میں معزولی[2] کے قابل ہو'' اور خالد کے مقبوضہ شہروں کو اپنی حکومت میں ملحق کرلو، چنانچہ ابوعبیدہ نے خالد بن ولید کو مجمع عام میں بلایا۔ قاصد نے پوچھا ''یہ انعام تم نے کہاں سے دیا''۔ خالد نے جواب نہ دیا خاموش رہے، بلال نے اٹھ کر فاروق اعظمؓ کے حکم کی تعمیل میں دوبارہ دریافت کیا، خالد نے جواب دیا ''میں نے اپنی جیب سے اشعث کو دیا ہے''۔ قاصد نے یہ سنتے ہی مشکیں کھول دیں ٹوپی اور عمامہ واپس کر دیا اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے خالد کو جواب دہی کی غرض سے مدینہ بلا بھیجا۔ وہ حاضر ہوئے تو فاروق اعظمؓ نے پوچھا ''تمہارے پاس اتنی دولت کہاں سے آئی اور اس قدر

۱؎ اور عہد شکنی کی اور امیر معاویہ کا دور حکومت آیا تو انہوں نے حبیب بن سلمہ کو دوبارہ ملطیہ پر فوج دے کر روانہ کیا جسکو انہوں نے پھر فتح کیا اور چھاؤنی قائم کر کے ایک شخص کو اس کا حاکم بنا دیا۔

۱ فاروق اعظمؓ نے جہاں اور انتظامات مدبرانہ کئے تھے وہاں ایک یہ انتظام نہایت دانائی سے کیا تھا کہ ہر فوج کے ساتھ پرچہ نویس مقرر کر دیئے گئے جو فوج کی ایک ایک بات کی اطلاع دیتے رہتے تھے۔ طبری نے لکھا ہے کہ ''عمرؓ کے جاسوس ہر لشکر کے ساتھ رہتے تھے جو ہر واقعہ فوراً لکھ بھیجتے تھے''۔ دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ ''عمر سے کوئی امر پوشیدہ نہیں رہتا''۔

۲ واقعہ معزولی کو عام مورخین لکھتے ہیں کہ ''فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی معزول کیا تھا۔ چنانچہ ابن اثیر وغیرہ نے ایسا ہی لکھا ہے اور اسی فاضل نے ۱۳ھ میں خالد کے معزول ہونے کے واقعات لکھے ہیں''۔ پھر انہیں واقعات کو ۱۷ھ میں ایک الگ عنوان قائم کر کے تحریر کیا ہے، ترجمہ کی پابندی کی وجہ سے ہم اوپر فتح دمشق کے عنوان میں لکھ آئے ہیں کہ فاروق اعظمؓ نے خلیفہ ہونے کے بعد جو پہلا کام کیا تھا یہ تھا کہ خالد کو عساکر اسلامی کی سرداری سے معزول کر کے بجائے ان کے ابوعبیدہ کو مقرر کیا اور پھر اس مقام پر فتح جزیرہ کے بعد اس واقعہ کو دوبارہ لکھتے ہی میرے نزدیک ان دونوں اقوال میں کوئی تناقض نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ خالد بن ولید زمانہ خلافت ابوبکرؓ صدیق سے بعض اس قسم کی بے اعتدالیاں کرتے تھے کہ فوجی مصارف کا حساب و کتاب نہ بھیجتے تھے۔ شاعروں کو مدحیہ قصائد کے صلے میں بڑی بڑی رقمیں دے دیا کرتے تھے فاروق اعظمؓ کو یہ بات ناگوار گزر رہی تھی۔ پس جب خلیفہ ہوئے تو خالد بن ولید کی یہ خود مختاری گراں گزری لکھ بھیجا کہ ''تم اس شرط پر سپہ سالار رہ سکتے ہو کہ عساکر اسلامی کے مصارف کا حساب بھیجتے رہو'' خالد نے جواب میں لکھا کہ ''میں زمانہ خلافت ابوبکرؓ صدیق سے ایسا ہی کرتا آیا ہوں۔ اب اس کے خلاف نہیں کر سکتا'' فاروق اعظمؓ اس بناء پر ان کو بنظر چشم نمائی سپہ سالاری سے معزول کر کے ابوعبیدہ کا ماتحت کر دیا۔ سپہ سالار اعظم نہ رہے سپہ سالار رہے بعد ازاں ۱۷ھ میں یہ واقعہ پیش آیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انعام تم نے کہاں سے دیا؟'' خالد نے جواب دیا ''مال غنیمت سے اور اپنے دو ہزے حصہ سے اگر ساٹھ ہزار سے زیادہ نکلے تو وہ تمہارا ہے' جانچنے سے بیس ہزار زیادہ نکلے' بیت المال میں داخل کر دیئے گئے اس کے بعد دونوں میں صفائی ہوگئی۔

مسجدِ حرام کی توسیع: ۱۷ھ میں عمر فاروقؓ حج کو تشریف لے گئے۔ صحن مسجد کو وسیع کیا بیس راتیں مکہ میں مقیم رہے حرم کے گرد و پیش کے مکانات خرید کر ڈھا دیئے اور ان کی زمین صحن حرم میں شامل کر دی' جس شخص نے خریداری کے بعد اپنا قبضہ اٹھانے سے انکار کیا اس کا مکان جبراً ڈھا دیا گیا۔ یہ تعمیر رجب سنہ مذکور میں شروع ہوئی واقف کاری کی وجہ سے اس خدمت پر مخرمہ بن نوفل' ازہر بن عبدعوف' حویطب بن عبدالعزیٰ اور سعید بن یربوع مامور کئے گئے۔ مسافروں کی آسائش کے لحاظ سے مابین مکہ و مدینہ جا بجا مکانات اور کنوئیں بنائے جانے کا حکم دیا گیا۔

ایران پر فوج کشی: زمانہ خلافت صدیق اکبرؓ میں علاء بن الحضرمی' بحرین کے گورنر تھے۔ فاروق اعظمؓ نے ان کو معزول کر کے قدامت بن مظعون کو مامور کیا۔ بعد چندے (۱۷ھ میں) پھر علاء بن الحضرمی کو بحرین کی گورنری پر بحال کیا۔ علاء بن الحضرمی بڑے ہمت اور حوصلے کے آدمی تھے۔ ہمیشہ ہر میدان میں سعد بن ابی وقاص سے بڑھ کر قدم مارنا چاہتے تھے۔ جب ان کو اہل ردت کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی اور سعد قادسیہ کی لڑائی میں فتح یاب ہوئے تو علاء کو سخت رشک پیدا ہوا فارس پر حملہ کرنے کے ارادہ سے فوجیں تیار کیں۔ خلید بن منذر کو سر لشکر مقرر کر کے ان کی ماتحتی میں الگ الگ فوجوں پر جارود بن معلیٰ اور سوار بن ہمام کو مامور کر کے بلا اجازت فاروق اعظمؓ براہ دریا فارس پر فوج کشی کر دی۔

معرکہ اصطخر: فاروق اعظمؓ اور ان سے پیشتر صدیق اکبرؓ بھی دریا کے سفر سے بے حد احتراز کرتے تھے۔ فاروق اعظمؓ بعد فتح مدائن اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''ہمارے اور فارس کے درمیان آتشیں پہاڑ حائل ہو جاتے تو اچھا ہوتا نہ وہ ہم تک آسکتے اور نہ ہم ان تک پہنچ سکتے''۔ لیکن اتفاقی طور سے یہ لڑائی چھڑ گئی اسلامی فوجیں اصطخر میں پہنچ کر جہاز سے ساحل پر اتریں وہاں کا حاکم ہربذ نامی فوج کثیر لے کر مقابلے پر آیا۔ دریا کو دوسری طرف سے عبور کر کے جہاز اور عساکر اسلامی کے بیچ میں صف آرائی کی اگرچہ مسلمانوں کی فوجیں ہربذ کے لشکر سے کم تھیں اور گویا جہاز پر بھی مخالف کا قبضہ ہو گیا تھا لیکن نہ سپاہیوں میں کچھ ہراس پیدا ہوا اور نہ سپہ سالار فوج (خلید) کی ثابت قدمی و استقلال میں کچھ فرق آیا۔ خلید نے بڑے جوش کے ساتھ بعد نماز ظہر صفیں قائم کیں اور فوج سے مخاطب ہو کر کہا ''مسلمانو! بے دل نہ ہونا انہوں نے تم کو لڑائی کے لئے نہیں بلایا بلکہ تم خود ان سے لڑنے کو آئے ہو۔ اگرچہ انہوں نے ہمارے جہازوں پر ایک گونہ قبضہ کر لیا ہے لیکن اللہ پر بھروسہ کر کے حملہ کرو ان شاء اللہ تعالیٰ جہاز کے ساتھ ان کا ملک بھی ہمارے قبضے میں آجائے گا۔

مجاہدین کی پسپائی: خلید و جارود بڑی مردانگی سے رجز پڑھتے ہوئے بڑھے دونوں لشکروں کا مقام طاؤس میں مقابلہ ہوا۔ جارود سینکڑوں کو تہ تیغ کر کے شہید ہو گئے۔ خلید نے اپنی فوج کو پیادہ ہو کر لڑنے کا حکم دیا۔ معرکہ نہایت سخت تھا ہزاروں ایرانیوں نے خاک و خون پر تڑپ کر جانیں دیں۔ عساکر اسلامی کا بھی زیادہ حصہ کام آ گیا جس کے سبب آگے نہ بڑھ سکے' پیچھے ہٹے تو جہاز دریا میں نہ پایا دشمنوں نے اسے پہلے ہی غرق کر دیا تھا۔ مجبور ہو کر براہ خشکی بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدقسمتی سے ادھر بھی نہ جا سکے ایرانیوں نے اس طرف کی بھی راہیں بند کر دی تھیں ہر طرف سے ناکے روک رکھے تھے۔ مقابلے کی غرض سے ایرانی فوجیں مسلح کھڑی تھیں۔

مجاہدین کی کمک: فاروق اعظمؓ کو اس کی اطلاع ہوئی بہت برہم ہوئے بصرہ میں عتبہ بن غزوان کو لکھ بھیجا کہ ایک جری فوج تیار کر کے مسلمانوں کے بچانے کو فارس کی طرف روانہ کرو علاء کو بھی تہدید آمیز خط لکھا جس میں یہ حکم دیا تھا کہ تمہارے پاس جس قدر فوجیں ہوں ان کو لے بحرین سے سعد کے پاس چلے آؤ۔ عتبہ نے بارہ ہزار فوج جس میں عاصم بن عمرو عرفجہ بن ہرثمہ احنف بن قیس جیسے دلاور و جری تھے ابوسبرۃ اپنی فوج لئے ہوئے خلید تک پہنچ گئے ادھر ایرانیوں نے ہر طرف سے فوجیں جمع کر رکھی تھیں جن کا سردار شہرک تھا دونوں حریفوں نے استقلال و ثابت قدمی کے ساتھ لڑائی شروع کی اور جی توڑ کر لڑے۔ بالآخر مسلمان فتح یاب ہوئے ایرانی لشکر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ بے انتہا ایرانی مارے گئے مسلمانوں نے جی کھول کر لوٹا لیکن چونکہ آگے بڑھنے کا حکم نہ تھا بصرہ واپس آئے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کی معزولی: اس واقعہ کے بعد عتبہ نے حج کی اجازت طلب کی حج سے فارغ ہو کر استعفا پیش کیا۔ فاروق اعظمؓ نے نامنظور کر کے ان کو پھر ان کی گورنری پر بھیج دیا۔ اثناء راہ مقام بطن نخلہ میں پہنچ کر عتبہ کا انتقال ہو گیا بجائے ان کے تا اختتام سال ابوسبرۃ بن ابی رہم گورنری کرتے رہے عتبہ نے ان کو اپنا قائم مقام کیا تھا۔ فاروق اعظمؓ نے یہ تقرری برائے چند قائم رکھی۔ بعد ازاں مغیرہ بن شعبہ کو مامور کیا مغیرہ اور ابوبکرہ میں رنجش پہلے سے تھی ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتے تھے۔ کہتے ہیں کہ زیاد بن ابیہ ابوبکرہ کا اخیافی بھائی تھا ایک روز ان دونوں نے مغیرہ کو حالت غیر میں دیکھ لیا ابوبکرہ نے مغیرہ کو امامت سے روک دیا اور فاروق اعظمؓ کو یہ واقعہ لکھ کر بھیجا۔ فاروق اعظمؓ نے اسی وقت ابوموسیٰ کو امیر مقرر کر کے انتیس صحابیوں کے ساتھ جن میں انس بن مالک عمران بن حصین اور ہشام بن عامر (رضی اللہ عنہم) تھے مع ایک فرمان کے مغیرہ کے پاس روانہ کیا اور مدعی اور مدعی علیہ کو مع گواہان ثبوت طلب فرمالیا۔ مضمون یہ تھا:

((اما بعد فقد بلغنی عنک بناءٌ عظیم و بعثت ابا موسیٰ امیراً فسلم الیه ما فی یدک و العجل))

''امابعد۔ مجھ کو تمہاری نسبت ایک بہت بڑی خبر پہنچی ہے اور میں ابوموسیٰ کو امیر مقرر کر کے بھیجتا ہوں جو تمہارے قبضے میں ہو اس کو ان کے سپرد کر کے فوراً چلے آؤ''۔

جب مغیرہ اور ابوبکرہ مع گواہوں کے دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔ فاروق اعظمؓ لوگوں کی شہادت لینے لگے گواہوں نے شہادت میں اختلاف کیا۔ زیاد پوری شہادت نہ دے سکا۔ فاروق اعظمؓ نے اس کو تیس کوڑے مارے مغیرہ نے کچھ کہنے کا قصد کیا فاروق اعظمؓ نے فرمایا ''چپ رہ واللہ اگر شہادت کا تکملہ ہو جاتا تو میں تجھ کو بھی سزا دیتا''۔

کوفہ کی چھاؤنی کی تعمیر: ۱۴ھ میں فاروق اعظمؓ کو اس امر کا احساس ہوا کہ عرب کو اور ملکوں کی ہوا مخالف ہے اس وجہ سے ان کے چہروں میں تغیر پیدا ہو گیا۔ ہوا یہ کہ کسی مقام سے وفود آئے تھے آپ نے ان کے چہروں کے رنگ متغیر ہونے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ دریافت فرمائی۔ وفود نے عرض کی ''ہمارے چہروں کے رنگ کو دوسرے ملکوں کی آب و ہوا نے متغیر کر دیا ہے''۔ بعض نے لکھا ہے کہ حذیفہ نے جو کہ سعد کے ہمراہ تھے فاروق اعظمؓ کو لکھا کہ ''عرب کو دوسرے سرزمین کی آب و ہوا موافق نہیں آتی اور ان کی صحت اچھی نہیں رہتی''۔ فاروق اعظمؓ نے سعد سے دریافت کیا سعد نے حذیفہ کے بیان کی تائید کی فاروق اعظمؓ نے سعد کو لکھ بھیجا ''سلمان و حذیفہ کو اس کام پر مامور کرو کہ وہ دونوں آدمی عرب کے مذاق کے موافق کوئی مقام تجویز کریں''۔

چنانچہ دونوں نے مقام کوفہ کو پسند کیا اور وہیں چھاؤنی قائم کرنے کی تجویز کی۔ بعد ازاں سعد کے پاس آئے اور ان کو اپنی تجویز سے آگاہ کیا' سعد نے دربار خلافت میں اس کی اطلاع کی اور قعقاع اور عبداللہ بن المعتم کو لکھ بھیجا کہ ''اپنے لشکروں میں کسی شخص کو نائب مقرر کر کے ہمارے پاس چلے آؤ''۔ پس جب یہ دونوں بزرگ سعد کے پاس آ گئے تو سعد مدائن سے روانہ ہو کر محرم ۱۷ھ میں' جنگ قادسیہ کے دو برس دو مہینہ بعد اور جب کہ تین برس آٹھ مہینے فاروق اعظمؓ کی خلافت کے گزر چکے تھے۔ مقام کوفہ پہنچے' کوفہ کی سرزمین کو خوب دیکھ بھال کر فاروق اعظمؓ کو اس مضمون کا دوبارہ خط لکھا:

''میں نے چھاؤنی قائم کرنے کے لئے کوفہ[1] کو پسند کیا ہے یہ مقام حیرہ اور فرات کے درمیان واقع ہے۔ اس میں بری و بحری دونوں حیثیتیں موجود ہیں اور اہل عرب کے مذاق کے مطابق ہے میں نے عساکر اسلام کو یہیں لا کر ٹھہرایا ہے اہل عرب کے لئے یہ مقام نہایت مناسب ہے اور جن لوگوں نے مدائن میں رہنا پسند کیا ہے میں نے ان کو وہیں چھوڑ دیا ہے میرا قصد ہے کہ میں اس کو چھاؤنی بناؤں لڑائی کے زمانہ میں لشکر باہر چلا جایا کرے گا اور بعد اختتام جنگ واپس آیا کرے گا''۔

کوفہ میں قیام کرنے کے بعد عام لوگوں پر اس کی خوبی ظاہر ہو گئی جو قوت و توانائی کی حالت ان کی پہلے تھی وہ پھر لوٹ آئی۔

بصرہ کی چھاؤنی کی تعمیر: اسی زمانہ میں اہل بصرہ[2] بھی تیسری بار اپنے اپنے مکانوں میں آ اترے۔ ان دونوں مقامات کے مکانات باجازت فاروق اعظمؓ پھوس' گھاس' بانس سے بنائے گئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد کوفہ اور بصرے میں

---

[1] اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہاں کی زمین ریتلی اور کنکریلی تھی اس وجہ سے اس کا نام کوفہ رکھا گیا۔ نعمان بن منذر جو عراق عرب کا قبل از اسلام حکمران تھا اور اس کا دارالسلطنت اسی مقام پر تھا اس کا منظر نہایت خوشنما دلچسپ اور دریائے فرات سے صرف ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھا۔

[2] اس کی وضع و ساخت کے متعلق عمر فاروق نے تحریری حکم بھیجا تھا چنانچہ اسی کے مطابق عرب کے جدا جدا قبیلے علیحدہ علیحدہ محلوں میں آباد کئے گئے۔ سڑکیں اور شارع ہائے عام چالیس چالیس اور اس سے گھٹ کر تیس تیس اور بیس بیس ہاتھ چوڑی رکھی گئیں اور گلیاں سات سات ہاتھ چوڑی بنائی گئیں۔ جامع مسجد کی عمارت اور عمارتوں سے ممتاز اور اس قدر وسیع تیار کی گئی تھی کہ اس میں چالیس ہزار آدمی آ سکتے تھے اور اس کے آگے ایک وسیع سائبان دو ہاتھ لمبا سنگ رخام کے ستونوں پر قائم کر کے بنایا گیا جو کسریٰ فارس کی عمارتوں سے نکال کر لائے گئے تھے اس کی قیمت رعایا ایران کو دی گئی تھی مسجد سے دو سو ہاتھ کے فاصلے پر ایوان حکومت بنایا گیا جس میں بیت المال کی بھی عمارت تھی اور اسی کے قریب ایک مہمان خانہ تعمیر کیا گیا تھا جو مسافر پردیسی سے آتے تھے وہ یہیں قیام کرتے تھے اور بیت المال سے ان کو کھانا ملتا تھا۔ بعد چند دنوں کے جب بیت المال میں چوری ہو گئی تو ایوان حکومت کی عمارت مسجد سے ملا دی گئی۔ جامع مسجد کے سوا ہر قبیلے کے لئے جدا جدا مسجدیں تعمیر ہوئی تھیں۔

[3] اس کی وجہ تسمیہ اور آباد کئے جانے کی کیفیت اسی جلد میں ہم بحوالہ فتوح البلدان لکھ آئے ہیں اس شہر کی وضع ساخت بعینہٖ کوفہ کی سی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتش زدگی ہوئی کل مکانات جل گئے۔ سعد نے فاروق اعظمؓ سے اینٹ اور گارے کی عمارتیں بنانے کی اجازت طلب کی فاروق اعظمؓ نے اجازت دی لیکن یہ شرط لگادی کہ کوئی شخص تین کمروں سے زیادہ نہ بنائے اور مکانات زیادہ مرتفع اور طول و طویل نہ ہوں۔ ((الزموا السنة فلزمكم الدولة)) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو پکڑے رہو دولت تمہارا ساتھ نہ چھوڑے گی''۔ کوفہ کے بسانے اور بنانے پر ابو ہیاج بن مالک اور بصرہ کی تعمیر پر ابوالمحراب عاصم ابن الدف مامور تھے۔ کوفہ کے حدود اربعہ کے ایک جانب حلوان تھا جس کی حکومت قعقاع کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ دوسری طرف ماسبذان تھا جس پر ضرار بن الخطاب عامل تھے۔ تیسری جانب قرقیسا تھا۔ عمر بن مالک یہاں کے گورنر تھے چوتھی طرف موصل تھا جس کی ولایت پر عبداللہ بن المعتم مامور تھے۔

خوزستان کی فتح: فارس کا نامی سردار ہرمزان جنگ قادسیہ سے بھاگ کر خوزستان چلا آیا تھا (جو اہواز کا دارالحکومت تھا) خوزستان اور اس کے اردگرد شہروں پر قابض ہو کر میسان' دشت عیسان' حدود بصرہ' منادر اور نہر تیری حدود اہواز تک اپنے تصرف و قبضہ کو بڑھا لیا تھا۔ چونکہ خوزستان کی سرحد بصرہ سے ملی ہوئی تھی بغیر اس کے فتح کئے ہوئے بصرے میں پورے طور سے امن قائم نہیں رہ سکتا تھا اس وجہ سے عتبہ بن غزوان نے سعد سے امداد طلب کی۔ چنانچہ نعیم بن مقرن اور نعیم بن مسعود عتبہ کی کمک پر بصرہ اور اہواز کے حدود پر بھیج دیئے گئے۔ عتبہ نے (بنو عدویہ بن حنظلہ سے) سلمٰی بن القین اور حرملہ بن مریطہ کو بصرہ کی دوسری سرحد میسان کی طرف بھیج دیا۔ سلمٰی اور حرملہ نے بنو عمر بن مالک کو جو خوزستان میں رہتے تھے ملکی اور قومی جوش و غیرت دلا کر بلایا۔ غائب وائلی اور کلیب بن وائل کلبی سرداران بنو عم بن مالک اس تحریک سے متاثر ہو کر ملنے کو آئے اور یہ وعدہ کر گئے کہ جس وقت تم لوگ منادر اور نہر تیری پر حملہ کرو گے ہم بھی شہر کے اندر سے حملہ آور ہو جائیں گے۔

ہرمزان سے جزیہ پر مصالحت: جس دن اور جس وقت حملہ کرنے کا باہم عہد و پیمان ہوا تھا ٹھیک اسی دن اور اسی وقت ایک طرف سے سلمٰی اور حرملہ نے حملہ کیا دوسری طرف سے نعیم بڑھے۔ سلمٰی عساکر بصرہ پر تھے اور نعیم افواج کوفہ کے سردار تھے۔ دونوں سپہ سالاروں نے دونوں طرف سے ہرمزان پر حملہ کیا' لڑائی شروع ہو گئی شہر کے اندر سے غالب اور کلیب حسب قرارداد حملہ آور ہوئے منادر اور نہر تیری پر قبضہ کر لیا ہرمزان اس اچانک واقعہ سے گھبرا گیا۔ اس کی فوج کی ترتیب جاتی رہی مجبور ہو کر میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگا عساکر اسلامی نے تعاقب کیا ہزاروں ایرانی اس دار و گیر میں مارے گئے دریائے دجیل پر پہنچ کر اسلامی لشکر ٹھہر گیا اور ہرمزان سوق اہواز کے پل سے عبور کر کے نکل گیا لیکن اس نے اپنے کو مسلمانوں کے مقابلہ میں کمزور پا کر دوسرے ہی دن صلح کا پیام بھیجا۔ مسلمانوں نے منادر' نہر تیری اور اہواز کے ان مقامات کے علاوہ جن پر اثناء جنگ میں ان کا قبضہ ہو گیا تھا باقی اہواز پر جزیہ لے کر صلح کر لی۔

ہرمزان کی بدعہدی: افواج اسلامی کا ایک ایک دستہ نہر تیری اور منادر میں ٹھہرا دیا گیا غالب اور کلیب کو ان کی سرداری دی گئی۔ بعد چندے غالب' کلیب اور ہرمزان میں سرحد قائم کرنے میں اختلاف ہوا۔ سلمٰی اور حرملہ نے غالب اور کلیب کی رائے سے اتفاق کیا' ہرمزان بگڑ گیا۔ بدعہدی پر کمربستہ ہو کر کردوں کو جمع کر کے مخالفت و جنگ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ عتبہ بن غزوان نے حرقوص بن زہیر سعدی کو اس کے مقابلہ پر روانہ کیا مقام سواق اہواز میں معرکہ ہوا۔ ہرمزان کو شکست ہوئی بھاگ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رام ہرمز چلا گیا۔ حرقوص نے سوق اہواز پر قبضہ کر کے جزیہ مقرر کیا اور اپنے دائرہ حکومت کو تشتر تک بڑھا لیا۔ فاروق اعظمؓ کو فتح کا مژدہ لکھ بھیجا اور ہرمزان کے تعاقب میں جزء بن معاویہ کو روانہ کیا جو قریہ شغر اور دورق تک بڑھتے چلے گئے۔ ہرمزان نے مجبور ہو کر پھر صلح کی درخواست کی' فاروق اعظم کی درخواست سے اس شرط پر مصالحت ہوئی کہ ''جتنے شہروں پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا ہے اس پر وہ قابض رہیں باقی شہروں پر ہرمزان کا قبضہ رہے بشرطیکہ وہ جزیہ مقررہ ادا کرتا جائے''۔ اس مصالحت کے بعد حرقوص نے جبل اہواز پر ڈیرے ڈال دیئے اور ویران شدہ شہروں کے آباد کرنے میں مصروف ہوئے۔

مجاہدین کا رام ہرمز پر قبضہ: ان واقعات کے اثناء میں یزدگرد اہل فارس کو مسلمانوں کے خلاف ابھار رہا تھا اور رعایا اہواز سے اہل اسلام کے خلاف عہد و اقرار لے رہا تھا۔ رفتہ رفتہ ایک بہت بڑی عظیم فوج جمع ہو گئی۔ مسلمانوں نے کل حالات دربار خلافت میں لکھ بھیجے فاروق اعظمؓ نے سعد کو لکھا کہ ''ایک عظیم فوج نعمان بن مقرن کی ماتحتی میں ہرمزان کے مقابلہ پر روانہ کرو تا کہ وہ بڑھنے نہ پائے'' ابوموسیٰ کو حکم دیا کہ سعد بن عدی برادر سہیل کے ساتھ ایک فوج اہواز کی طرف بھیج دو جس کے میمنہ و میسرہ اور مقدمہ پر براء بن مالک' مجزاۃ بن ثور اور عرفجہ بن ہرثمہ (رضی اللہ عنہم) پر افسر ہوں اور ان دونوں لشکروں کا سپہ سالار اعظم ابوسبرہ بن ابی رہم مقرر کئے جائیں۔ ہرمزان کو اس کی خبر لگی فوج کو مرتب کر کے نعمان کا راستہ روکا قریب رام ہرمز دونوں فریق صف آرا ہوئے لیکن پہلے ہی حملہ میں ہرمزان شکست کھا کر بھاگ نکلا' نعمان نے رام ہرمز پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

تشتر کا محاصرہ: اتنے میں بصرہ کی اسلامی فوجیں آ پہنچیں اور یہ معلوم کر کے کہ رام ہرمز پر نعمان کا قبضہ ہو گیا ہے اور ہرمزان تشتر میں پہنچ کر مسلمانوں کے خلاف فوجیں مرتب کر رہا ہے تشتر کی طرف سیلاب کی طرح بڑھیں۔ تشتر میں اس وقت ایرانیوں کا بہت بڑا مجمع تھا۔ جبال و اہواز کی ایرانی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ بھاگ کر یہیں آ کر جمع ہو رہی تھیں۔ ہرمزان نے قلعہ کی مرمت کرا لی تھی چاروں طرف سے خندق اور برجوں سے مستحکم کر لیا تھا۔ فاروق اعظمؓ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ابوموسیٰ کو بصرے سے مسلمانوں کی مدد پر روانہ کیا اور ان کو افواج اسلامی بصرے کا سپہ سالار مقرر کیا۔ قصہ مختصر مسلمانوں نے تشتر پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا مہینوں گھیرے پڑے رہے ایرانیوں نے متعدد حملے ایک سے بڑھ کر ایک کئے بہت سی لڑائیاں ہوئیں آخری جنگ میں[1] ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ میدان جنگ مسلمانوں کے ہاتھ رہا لیکن ہرمزان نے شہر میں محصور ہو کر لڑائی جاری رکھی۔

تشتر پر قبضہ: ایک دن[2] ایک شخص نے اندرون شہر سے تیر میں ایک خط باندھ کر ابوموسیٰ کی طرف پھینکا جس کا مضمون یہ تھا

---

[1] ابوموسیٰ نے اس آخری معرکہ میں نہایت دانائی سے صف آرائی کی تھی میمنہ پر براء بن مالک تھے میسرہ براء بن عادت انصاری کو دیا تھا۔ انس بن مالک کی رکاب میں سواروں کا رسالہ تھا۔ دونوں فوجیں ایک آخری فیصلہ کرنے والی لڑائی لڑیں براء بن مالک جو میمنہ کے سردار تھے مارتے اور صفوف اعداء کو چیرتے ہوئے خندق کو عبور کر کے شہر پناہ کے دروازے تک پہنچ گئے ہرمزان نے عین دروازے پر براء کا مقابلہ کیا جب براء لڑ کر شہید ہو گئے تو مجزاۃ بن ثور نے بڑھ کر ہرمزان پر وار کیا لیکن ہرمزان کے ہاتھ سے یہ بھی شہید ہو گئے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے مجموعی قوت سے نعرہ اللہ اکبر مار کر حملہ کیا۔ ہرمزان نے پیچھے ہٹ کر پھاٹک بند کر لیا اور محصور ہو کر لڑائی جاری رکھی۔

[2] دیگر مؤرخوں نے لکھا ہے کہ اثناء محاصرہ میں ایک باشندہ شہر چھپ کر ابوموسیٰ کے پاس آیا۔ یہ درخواست کی کہ ''اگر مجھے جان و مال و اولاد کی امان دی جائے تو میں ایسا پوشیدہ راستہ بتا دوں جس کے ذریعہ سے شہر پر بہ آسانی قبضہ ہو جائے''۔ ابوموسیٰ نے یہ شرط منظور کر لی اور ایک عرب اسرش نامی کو اس کے ہمراہ کر دیا وہ شخص اسرش کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے نہر دجیل سے جو دجلہ کی ایک شاخ تشتر کے نیچے جاری تھی عبور کر کے ایک سرنگ کی راہ سے شہر میں داخل ہوا اور اسرش سے کہہ دیا کہ تم اپنا منہ کپڑے سے چھپا کر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ چنانچہ دونوں گلی کوچوں سے گزرتے ہرمزان کے محل کی طرف گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ''مجھ کو اور میرے خاندان والوں کو آپ امان دیں تو میں ایک راستہ بتا دوں جس سے شہر پر آپ کا قبضہ ہو جائے گا''۔ ابوموسیٰ نے نہایت مسرت سے اس شرط کو منظور کیا۔ وہ شخص ابوموسیٰ کے پاس آیا اور چند مسلمانوں کو ہمراہ لیا نہر وجیل کو عبور کر کے سرنگ کی راہ شہر میں داخل ہوا۔ مسلمانوں نے شہر پناہ کے پھاٹک کے قریب پہنچ کر پہرہ والوں سے لڑائی شروع کر دی اور مارتے کاٹتے پھاٹک تک پہنچ گئے اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کر پھاٹک کھول دیا۔ اسلامی فوجیں پہلے ہی سے مسلح و تیار تھیں۔ تکبیر کہتی ہوئی شہر میں گھس پڑیں تمام شہر میں ہل چل پڑ گئی ہرمزان نے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی اور یہ شرطیں پیش کیں: ''میرا معاملہ امیر المؤمنین فاروق اعظمؓ کے روبرو پیش کیا جائے وہ جو کچھ فیصلہ دیں گے مجھے منظور ہوگا تم لوگ مجھ سے معترض نہ ہو مجھے مدینہ پہنچا دو''۔ ابوموسیٰ نے یہ شرط منظور کر لی۔ ہرمزان نے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ مال غنیمت لشکریوں پر تقسیم کیا گیا۔ سواروں کے حصے میں تین تین ہزار اور پیادوں کو ایک ایک ہزار ملے۔ اسی آخری معرکے میں براء بن مالک' مجزاۃ بن ثور ہرمزان کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے۔ فتح یابی کے بعد ابوسبرہ' نعمان اور ابوموسیٰ ایک فوج لے کر ایرانیوں کے تعاقب میں پہنچے' سوس میں پہنچ کر ڈیرے ڈالے اور زر بن عبداللہ فقیمی نے جندیسابور کو جا کر گھیر لیا اس کے بعد فاروق اعظمؓ کا فرمان پہنچا کہ ''ابوموسیٰ اشعری بصرہ واپس آئیں بجائے ان کے اسود بن ربیعہ بن مالک صحابی موسوم بہ مقرب مقرر کئے جائیں''۔

ہرمزان دربار خلافت میں: ابوسبرہ نے ہرمزان کو ایک سفارت کے ساتھ جس میں انس بن مالک اور احنف بن قیس بھی تھے مدینہ منورہ روانہ کیا۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر ہرمزان نے مرصع تاج (جس میں یاقوت و ہیرے لگے ہوئے تھے) سر پر رکھا' دیبا کی قبا زیب بدن کی' ملوک عجم کے دستور کے موافق قیمتی جڑاؤ زیوارت پہنے اور کمر سے مرصع تلوار لگائی۔ غرض ہمہ تن شان و شوکت کی تصویر بن کر دارالخلافت میں داخل ہوا۔ تمام مدینہ اس کی زرق برق قیمتی پوشاک کا تماشائی بنا ہوا تھا۔ فاروق اعظمؓ اس وقت مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے۔ ہرمزان اس ٹھاٹھ سے حاضر ہوا تو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اسلام کے ذریعہ سے ایسوں کو اس نے زیر کیا ہے۔

حضرت عمرؓ اور ہرمزان کی گفتگو: بعد ازاں ہرمزان سے مخاطب ہو کر فرمایا ''تم نے بدعہدی کا نتیجہ اور اللہ تعالیٰ کا آخری حکم دیکھا'' ہرمزان نے جواب دیا ''امیر المومنین زمانہ جاہلیت میں اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا تھا۔ چونکہ ہم میں قوت زیادہ تھی ہم تم پر غالب آتے تھے اور اب اللہ تعالیٰ تمہارا ساتھ دے رہا ہے پس تم ہم پر غالب آ گئے ہو''۔ فاروق اعظمؓ بولے ''اچھا تم نے کئی بار بدعہدی کی ہے اس کی سزا میں تم کو کیا عذر ہے اور اب تمہارا کون سا حیلہ باقی ہے''۔ ہرمزان نے جواب دیا۔ مجھے خوف ہے کہ یہ بات بتانے سے پہلے تم مجھے قتل کر ڈالو گے'' فاروق اعظمؓ نے فرمایا ''نہیں! تم خوف نہ

☜ ہرمزان رؤسا شہر اور ارا کین دولت بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ دونوں رفیق شہر کے نشیب و فراز کے مواقع دیکھ کر اسی سرنگ کے راستے سے ابوموسیٰ کے پاس آئے۔ اسرش نے عرض کی ''اے امیر اگر مجھے دو سو جانباز سپاہی دیئے جائیں تو میں فوراً اس شہر پر قبضہ کرتا ہوں''۔ ابوموسیٰ نے عساکر اسلامی کی طرف دیکھا دو سو سپاہیوں نے بڑھ کر کہا کہ ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہماری جانیں حاضر ہیں''۔ اسرش مع سپاہیوں کے اسی سرنگ کے راستہ سے شہر میں پہنچے شہر پناہ کے پہرے والوں کو مار کر دروازے کھول دیئے ابوموسیٰ پہلے ہی سے فوج کو آراستہ کئے منتظر کھڑے تھے دروازے کے کھلنے کے ساتھ ہی فوراً اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر گھس پڑے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرو''۔ پھر ہرمزان نے پانی مانگا جب پانی سامنے آیا تو ہاتھ میں پانی کا پیالہ لے کر بولا ''میرے دل میں یہ خطرہ گزرتا ہے کہ پانی پینے کی حالت میں تم مجھے قتل نہ کر ڈالو''۔ فاروق اعظمؓ نے ارشاد کیا ''تم مطلق خوف نہ کرو جب تک پانی نہ پی لو گے کسی قسم کے خطرے میں نہ ڈالے جاؤ گے'' ہرمزان نے پیالہ ہاتھ سے رکھ کر کہا ''اب میں پانی نہیں پیوں گا اس شرط کے مطابق تم مجھے قتل بھی نہیں کر سکتے' تم نے مجھے امان دی ہے''۔

ہرمزان کا قبول اسلام: فاروق اعظمؓ اس مغالطے پر حیران ہو کر بولے ''تو جھوٹ کہتا ہے''۔ ہرمزان کچھ بولنے نہ پایا تھا کہ انسؓ بول اٹھے ''امیر المومنین یہ سچ کہتا ہے آپ نے فرمایا جب تک پورا حال نہ کہہ لو گے کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جب تک پانی نہ پی لو گے کسی خطرے میں نہ ڈالے جاؤ گے''۔ انسؓ کی اس تقریر کو سن کر حاضرین جلسہ نے بھی ان کے قول کی تائید کی۔ فاروق اعظمؓ نے ہرمزان سے کہا ''تو نے مجھے دھوکا دیا لیکن میں تجھے دھوکا نہ دوں گا مناسب ہے کہ مسلمان ہو جا''۔ ہرمزان نے مسکرا کر جواب دیا ''میں تو پہلے ہی سے ایمان لا چکا تھا''۔ یہ کہہ کر ہرمزان نے کلمہ توحید پڑھا۔ فاروق اعظمؓ بہت خوش ہوئے' مدینہ میں قیام کی اجازت دی ایک مکان دیا اور ساتھ ہی دو ہزار سالانہ تنخواہ بھی مقرر کر دی۔ مہم فارس میں اکثر اس سے مشورہ لیتے تھے۔

حضرت عمرؓ کی اہل سفارت سے جواب طلبی: اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے اہل سفارت کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد کیا شاید تم لوگ ذمیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتے ہو اس وجہ سے وہ لوگ ہمیشہ نقض عہد کیا کرتے ہیں۔ اہل سفارت نے عرض کی ''ہم لوگ ہمیشہ اپنے عہد و پیمان کا خیال رکھتے ہیں اور وعدے کا ایفا کرتے ہیں''۔ فاروق اعظمؓ اس کا کچھ جواب نہ دینے پائے تھے کہ احنف بن قیس نے عرض کیا ''امیر المومنین آپ نے ہم کو بلاد فارس سے آگے بڑھنے کی ممانعت کر دی ہے لیکن جب تک ان کا بادشاہ (یزدگرد) زندہ رہے گا اس وقت تک اہل فارس برابر لڑتے رہیں گے۔ یہ قومی جوش ہے یزدگرد کی حیات تک فرو نہیں ہو سکتا''۔ فاروق اعظمؓ احنف کی تقریر سے قائل ہو گئے اور بلاد فارس میں آگے بڑھنے کی اجازت دے دی۔

اہل سوس کی اطاعت: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ابوسبرہ مع مقترب بن ربیعہ' عساکر اسلامی بصرے کو لئے ہوئے ایرانیوں کے تعاقب میں سوس تک پہنچ گئے اور سوس کے قریب پڑاؤ ڈالا تھا۔ سوس میں اس وقت شہریار برادر ہرمزان موجود تھا ابوسبرہ نے محاصرہ کر کے رسد و غلہ کی آمد و رفت بند کر دی مجبور ہو کر اہل سوس نے صلح کر لی[1]۔

ایک غلام کی امان: ان واقعات کے اثناء میں نعمان بن مقرن کوفہ کی اسلامی فوجوں کو لے کر نہاوند کی طرف بڑھے' مقترب' ذربن عبداللہ کے پاس پہنچے۔ جو چند یسابور کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ ایک روز جندیسابور والوں نے خود شہر پناہ کا

[1] سوس کے رئیس نے اس شرط پر صلح کی تھی کہ اس کے خاندان کے سو آدمیوں کو جان و مال کی امان دی جائے۔ ابوسبرہ نے اس کو منظور کر لیا تھا۔ چنانچہ اس بناء پر شہر پناہ کا دروازہ کھولا گیا۔ رئیس ایک ایک آدمی کو نامزد کرتا جاتا تھا ابوسبرہ اس کے امن دیتے تھے اتفاق یہ ہے کہ خود رئیس شہر نے اپنا نام نہ لیا اور سو آدمیوں کی تعداد پوری ہوئی ابوسبرہ نے فوراً اس کو گرفتار کر کے قتل کا حکم دے دیا کیونکہ وہ سو کے شمار سے باہر تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دروازہ کھول دیا اور کمال اطمینان سے اپنے کاروبار میں مصروف رہے مسلمانوں کو سخت تعجب ہوا اہل جندیسابور سے دریافت کیا کیا معاملہ ہے؟ جواب ملا کہ ''تم نے جزیہ پر مصالحت کر لی ہے اب ہمارے اور تمہارے درمیان مناقشہ کیا رہا'' تحقیق سے معلوم ہوا کہ ایک غلام (جو سوس کا رہنے والا تھا) اس نے امان نامہ بشرط ادائے جزیہ لکھ کر تیر میں باندھ کر پھینکا تھا۔ مسلمانوں نے حجت کی کہ ایک غلام کے امان دینے سے تم امان نہیں پا سکتے۔ اہل شہر نے کہا ''ہم آزاد اور غلام نہیں جانتے'' فریقین میں جب بحث مباحثہ سے کچھ طے نہ ہو سکا تو دربار خلافت میں قضیہ پیش ہوا۔ فاروق اعظمؓ نے غلام کے امان دینے کو جائز[1] رکھا۔

سپاہ کی اطاعت: بعض نے فتح سوس کا واقعہ اس طرح تحریر کیا ہے کہ واقعہ جلولاء کے بعد یزدگرد نے اصطخر میں جا کر قیام اختیار کیا۔ خاندان شاہی کے کل اراکین اور سپاہ' ستر ہزار سواروں کو اپنے رکاب میں لئے اس کے ساتھ تھا' یزدگرد نے سپاہ کو سوس کی طرف اور ہرمزان کو تستر کی جانب روانہ کیا۔ سپاہ نے اصطخر سے نکل کر کلبانیہ میں پڑاؤ کیا۔ اہل سوس کو جب تسخیر جلولاء کی خبر ملی اور یہ معلوم ہوا کہ یزدگرد بھاگ کر اصطخر میں چلا گیا ہے تو ان لوگوں نے ابوموسیٰ سے جو سوس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ اس کے بعد ابوموسیٰ رام ہرمز گئے اور وہاں سے نکل کر تستر کو جا گھیرا جہاں سپاہ' رام ہرمز اور تستر کے درمیان ڈیرے ڈالے پڑا تھا اس نے اپنے ہمراہیوں کو ابوموسیٰ سے صلح کرنے اور اس شرط پر اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا کہ ''وہ لوگ ایرانیوں سے لشکر اسلام کے ساتھ ہو کر جنگ کریں گے اور اگر عرب برسر جنگ آئے گا تو یہ اس کو روکیں گے اور امیر المومنین فاروق اعظمؓ اعزاز کے ساتھ ان لوگوں کی تنخواہیں مقرر کریں''۔ ان شرائط کے مطابق سب کے سب مسلمان ہو گئے فاروق اعظمؓ نے ان کے بڑے بڑے عطیے مقرر کر دیئے اور وہ لوگ تستر کی فتح و جنگ میں شریک ہوئے۔ سپاہ' ایرانیوں کے ایک قلعہ میں عجمیوں کے لباس میں گھس گیا اور قلعے کو فتح کر کے مسلمانوں کو دے دیا تستر اور اس کے بعد مفتوحہ بلاد ۱۶ھ میں' اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۷ھ میں مفتوح ہوئے۔

عام لشکر کشی کا حکم: احنف بن قیس اور ہرمزان' فاروق اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ جب تک اہل فارس کا بادشاہ یزدگرد رہے گا اس وقت تک ایرانی برابر لڑتے جائیں گے اور آئے دن کی بغاوت و لڑائی فرو نہ ہو گی۔ اگر آپ ہم کو ممالک ایران پر عام لشکر کشی کی اجازت دیجئے تو ہم ان کے بادشاہ کو ایران سے نکال دیں اس وقت البتہ ان کی امیدیں منقطع ہو جائیں گی اور یہ فتنہ و فساد فرو ہو جائے گا''۔ فاروق اعظمؓ نے ان کے مشورہ کو غور سے سنا اور ابوموسیٰ کو لکھا کہ ''بصرہ سے نکل کر تھوڑے فاصلہ پر پڑاؤ ڈال دو اور تا صدور حکم ثانی وہیں قیام پذیر رہو''۔ بعد ازاں متعدد پھریرے بنائے اور مشہور مشہور افسروں کو نامزد کر کے جدا جدا ممالک پر ان کو مامور کیا اور ان پھریروں کو سہیل بن عدی کی معرفت ابوموسیٰ کے پاس بھیج دیا۔ خراسان کا علم احنف بن قیس کو اردشیر اور سابور کا مجاشع بن مسعود سلمیٰ کو' اصطخر کا عثمان بن ابی العاص کو فسا اور

---

[1] اور یہ لکھا کہ مسلمانوں کا غلام بھی مسلمان ہے اس نے جس کو امان دے دی ہے اسے تمام مسلمانوں نے امان دے دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارالجبر کا سارید بن زنیم کنانی کو۔ کرمان کا سہیل بن عدی کو۔ سجستان کا عاصم بن عمرو کو اور مکران کا حکم بن عمیر تغلبی کو عنایت کیا۔ لیکن ۱۸ھ اور بعض کہتے ہیں کہ ۲۱ھ یا ۲۲ھ تک ان لوگوں کو روانہ نہیں کیا۔ اس کے بعد سپہ سالاران لشکر اسلام حسب حکم فاروق اعظمؓ ان شہروں کی طرف روانہ ہوئے۔ جن کے سر کرنے کی خدمت ان کو سپرد کی گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے کامیابی کے ساتھ ان شہروں کو فتح کیا جیسا کہ ہم آئندہ علیحدہ علیحدہ بیان کریں گے۔

قحط: ۱۸ھ میں سرزمین عرب میں بہت بڑا قحط پڑا' پرندے تک بھوک سے پریشان ہوکر آدمیوں کے پاس بے دھڑک چلے آتے تھے۔ غلہ کی گرانی سے عام پریشانی پھیل گئی ساتھ ہی اس کے عمواس میں طاعون شروع ہوگیا۔ زمانہ قحط میں فاروق اعظمؓ نے عجیب وغریب سرگرمی ظاہر کی۔ تا زمانہ قحط دودھ' گھی کھانے کی قسم کھالی۔ تمام ممالک اسلامیہ کے صوبہ جات کے افسروں کو لکھ بھیجا کہ ہر جگہ سے اہل مدینہ کے لئے غلہ روانہ کریں۔ چنانچہ ابوعبیدہؓ نے چار ہزار اونٹ غلے کے بھیجے۔ عمرو بن العاص نے براہ دریائے قلزم مصر سے بہت سا غلہ[1] روانہ کیا۔ خود فاروق اعظمؓ اہل مدینہ کو لے کر نماز استسقاء پڑھنے گئے نماز کے بعد ایک نہایت پراثر خطبہ پڑھا۔ عباس بن عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر ان کے وسیلے سے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوکر دعا مانگی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ اللہ جل شانہ نے پانی برسایا جس سے قحط کی شکایت جاتی رہی۔

عمواس میں طاعون کی وباء: اسی زمانہ میں جب کہ عرب میں قحط پڑا ہوا تھا عمواس میں طاعون پھوٹ نکلا۔ بڑے بڑے صحابی جلیل القدر' عالی مرتبہ انتقال کر گئے۔ ابوعبیدہ' معاذ بن جبل' یزید بن ابی سفیان' حرث بن ہشام' سہیل بن عمر' عتبہ بن سہیل اور عامر بن غیلان رضی اللہ عنہم اسی مرض میں مبتلا ہوکر راہی عالم آخرت ہوئے۔ فاروق اعظمؓ کو اس کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے ابوعبیدہ کو لکھ بھیجا ''عساکر اسلامی کو طاعونی مقام سے نکال کر کسی دوسرے مقام پر قیام کرلو''۔ ابوموسیٰ کو یہ حکم دیا کہ کوئی مقام جس کی آب وہوا عمدہ ہو تلاش کرو اور خود بقصد شام روانہ ہوئے۔ مقام سرغ میں پہنچے افسران فوج نے آکر ملاقات کی اور شدت وبا کی اطلاع دی۔ اکثر لوگوں نے فاروق اعظمؓ کو عمواس میں جانے سے روکا۔ ان میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے انہوں نے عرض کیا کہ ''وبا کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ جہاں پر وباء ہو وہاں نہ جاؤ اور اگر اس مقام پر وباء پھیل جائے تو جہاں پر تم ہو تو وہاں سے نہ بھاگو''۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر واپس ہوئے۔ بجائے یزید بن ابی سفیان کے دمشق میں ان کے بھائی معاویہ بن ابی سفیان اور اردن پر شرحبیل بن حسنہ کو مامور کیا۔

---

[1] مؤرخوں نے لکھا ہے کہ بیس جہاز غلے سے بھرے ہوئے بحر قلزم کی راہ سے عمرو بن العاص نے روانہ کئے۔ ہر ایک میں تین تین ہزار اروب غلہ تھا۔ اروب تقریباً دو من یا اس سے کچھ زیادہ کا ہوتا ہے۔ جب ان جہازوں کے آنے کی خبر عمر فاروقؓ کو ہوئی تو وہ خود ان کے ملاحظہ کو بندرگاہ تک تشریف لائے جو مدینہ سے تین منزل کے فاصلے پر ہے اور بندرگاہ میں دو بڑے بڑے مکان بنوائے اور قحط زدوں کا مفصل نقشہ بقید نام وسکونت ومقدار غلہ بنانے پر زید بن ثابت کو مامور کیا جب یہ نقشہ تیار ہوگیا تو ہر شخص کو چک دی گئی جس پر عمر فاروقؓ کی مہر ثبت تھی۔ اسی چک کے مطابق سب کو غلہ ملتا تھا۔ اس کے علاوہ ہر روز بیس اونٹ ذبح کرتے تھے اور اپنے اہتمام سے کھانا پکوا کر قحط زدوں کو کھلاتے تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ کی شام کو روانگی: اب اس طاعون میں کثرت سے لوگوں کا انتقال ہوگیا اور سرزمین شام میں بڑے بڑے عالی حوصلہ اور بلند خیال بزرگ آغوش لحد میں سو گئے اور ایک گونہ اس بلائے بد کا زور کم ہوگیا۔ اس وقت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے امراء لشکر کو متوفیوں کے متروکہ کو جمع کرنے کا حکم دیا اور بصلاح وشوریٰ ارباب حل وعقد پھر شام کو روانہ ہوئے۔ متوفیوں کے متروکہ کو حسب حصص شرعی ان کے ورثاء پر تقسیم کیا اور ممالک اسلامیہ کی حدود پر فوجیں متعین کیں۔ مختلف شہروں میں دورہ کرتے رہے ۱۸ھ میں شریح بن حرث کندی کو قضاء کوفہ پر اور کعب بن سوار ازدی کو قضاء بصرے پر مامور فرمایا' اسی سنہ میں حج کرنے کو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ جلولاء اور مدائن اسی سنہ میں مفتوح ہوئے ہیں۔ جس کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور ایسا ہی اسی سنہ میں قیساریہ کا معاویہ کے ہاتھ سے فتح ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قیساریہ ۲۰ھ میں مفتوح ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۵
فتح مصر

مصر پر فوج کشی کی اجازت: جس وقت عمر فاروقؓ بیت المقدس تشریف لے گئے تھے اسی زمانہ میں عمرو بن العاص نے آپ سے ملک مصر پر فوج کشی کی اجازت لے لی تھی۔ چنانچہ فاروق اعظمؓ نے مدینہ واپس آ کر زبیر بن العوامؓ کو عمر بن العاص کی کمک پر روانہ کیا (چار ہزار) اسلامی فوجیں ۲۰ھ یا ۲۱ھ یا ۲۳ھ یا ۲۵ھ میں مصر[1] کی طرف روانہ ہوئیں اور باب الیون پر قبضہ کر کے براہ ریف مصر کی جانب بڑھیں۔ ابومریم جاتلیق اور اسقف جس کو مقوقس نے مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی غرض سے روانہ کیا تھا لشکر اسلام میں آیا' عمرو بن العاص نے حسب ہدایت عمر فاروقؓ تین شرطیں (۱) اسلام قبول کرنا (۲) جزیہ دینا (۳) یا لڑنا پیش کیں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی اور غور و فکر کے لئے تین دن کی مہلت دی۔

عین شمس کی فتح: ابومریم اور اسقف' مقوقس کے پاس گیا ارطبون امیر روم نے پہلی دو شرطوں میں سے ایک کو بھی قبول نہ کیا اور اپنے لشکر کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملے میں شکست کھا کر بھاگا ہزاروں رومی اس معرکے میں کام آ گئے۔ مسلمانوں نے بڑھ کر عین شمس کا محاصرہ کیا اور یہیں سے ابرہہ بن صباح کو فرما کے حصار پر اور اسکندریہ کے محاصرے کے لئے عوف بن مالک کو روانہ کیا۔ فرما[2] اور اسکندریہ والے عین شمس کے آخری نتیجہ کے دیکھنے کی غرض سے لڑتے رہے یہاں تک کہ ایک مدت کے محاصرے کے بعد عمرو بن العاص اور زبیر بن العوامؓ نے اہل عین شمس سے جزیہ لے کر صلح کر لی اور اس سے پیشتر اثناء جنگ میں جن کو گرفتار کر لیا تھا ان کو مال غنیمت کے ساتھ مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اہل مصر نے شرائط صلح میں اس

---

[1] جس طرح مصر پر فوج کشی کے بارے میں مورخین نے اختلاف کیا ہے اسی طرح اس کے مفتوح ہونے کی بابت بھی ان میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص نے مصر و اسکندریہ ۲۵ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۶ھ میں فتح کیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک جیسا کہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ مصر کو قبل عام الرماۃ (یعنی زمانہ قحط) مفتوح ہو جانا چاہئے کیونکہ عمرو بن العاص نے مصر سے براہ بحر قلزم غلہ کے جہازات روانہ کئے تھے اور قحط ۱۸ھ میں پڑا تھا اس بناء پر ۱۶ھ کی روایت صحیح و قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔

[2] فرما ایک شہر ہے جو بحر روم کے کنارے پر واقعہ ہے اور کسی زمانہ میں آباد تھا جالینوس کی رصدگاہ ہونے کی وجہ سے ممتاز شہروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ سرکاری فوجیں یہیں رہتی تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امر کا اور اضافہ کرنا چاہا کہ کل قیدی ان کو واپس دے دیئے جائیں۔ عمرو بن العاص اس کے خلاف تھے لیکن فاروق اعظمؓ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اہل مصر کی اس شرط کو بھی منظور فرما کر قیدیوں کی واپسی کا حکم دے دیا۔

صلح نامہ: عمرو بن العاص نے جو صلح نامہ لکھا تھا اس کی عبارت یہ تھی:

((بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. هذا ما اعطی عمرو بن العاص اهل مصر من الامان علی انفسهم و مهم و اموالهم و کافتهم و صاعهم و مدهم وعدهم لا یزید شئی فی ذلک و لا ینقص ولا یساکنهم النوب و علی اهل مصر ان یعطوا الجزیة اذا اجتمعوا علی هذا الصلح و انتهت زیادة نهر هم خمسین الف الف و علیه ممن جبی نصرتهم فان ابی احد منهم ان یجیب رفع عنهم من الجزی بقدر ذلک و من دخل فی صلحهم من الدوم و النوب فله ما لهم و علیه ما علیهم و من ابی و اختار الذهاب فهوا من حتی یبلغ ما منه و یخرج من سلطاننا و علیهم ما علیهم اثلاثاً فی کل ثلث جباية ثلث ما علیهم علی ما فی هذا الکتاب عهد اللّٰہ و ذمتهٗ و ذمة رسوله و ذمة الخلیفه امیر المومنین و ذمه المومنین و علی النوبة الذین استجابوا ان یعینوا هکذا و کذا راسا و کذا و کذا فرسا ان لا یغزوا و لا یمنعوا من تجارة صادرة و لا واردة شهد الزبیر و عبداللّٰہ و محمد ابناه و کتب وردان و حضر. هذا نص الکتاب منقولا من الطبری))

اس صلح میں کل اہل مصر شامل تھے اور انہوں نے اس کو قبول کر لیا تھا۔

فتح اسکندریہ: اس کے بعد عمرو بن العاص نے فسطاط[1] کا رخ کیا اور اس کو فتح کر کے اسکندریہ کی طرف بڑھے۔ فسطاط اور اسکندریہ کے درمیان میں رومیوں اور قبطیوں کی جو آبادیاں تھیں انہوں نے روکنا چاہا فریقین کا مقام کریوں میں مقابلہ ہوا۔ بالآخر رومیوں اور قبطیوں کو شکست دے کر مسلمانوں نے اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا۔ مقوقس بادشاہ مصر یہیں موجود تھا اس نے میعادی عارضی صلح کی درخواست کی۔ عمرو بن العاص نے نامنظور کر کے محاصرہ جاری رکھا۔ تین مہینے کے شدید محاصرے کے بعد اسکندریہ بزور تیغ مفتوح ہوا۔ غازیان اسلام نے مال و اسباب لوٹ لیا اور اہل اسکندریہ کو ذمیوں کے حقوق دیئے۔

---

[1] فسطاط میں ان دنوں کوئی آبادی نہ تھی صرف وہاں زراعت ہوتی تھی یا چراگاہ سی تھی۔ لیکن چونکہ یہ قطعہ زمین دریائے نیل اور جبل مقطم کے درمیان میں واقع تھا۔ اس وجہ سے یہاں پر ایک قلعہ بنا ہوا تھا جس میں رومی سلطنت کے حکام جو مصر کے گورنر ہو کر آتے تھے رہا کرتے تھے عمر بن العاص نے اپنی طرف سے بہ لحاظ رتبہ زبیر بن العوام کو اس مہم میں سر لشکر بنایا سات مہینے تک برابر لڑائی ہوتی رہی شکست و فتح کا کوئی فیصلہ نہ ہوتا تھا ایک روز زبیرؓ بن العوام مع چند صحابہؓ کے سیڑھی لگا کر قلعے کی فصیل پر چڑھ گئے فصیل پر پہنچ کر پہرہ دینے والوں کو تہ تیغ کر کے تکبیر کے نعرے لگائے اسلامی فوج نے بھی مسرت کے ساتھ تکبیر کے نعرے بلند کئے۔ محصورین نے یہ سمجھ کر کہ مسلمان قلعے میں آ پہنچے بدحواسی سے بھاگنا شروع کر دیا۔ زبیرؓ نے موقع پا کر فصیل سے اتر کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ عمرا کر اسلامی گھس پڑا والی قلعہ نے یہ رنگ دیکھ کر صلح کی درخواست کی جو فوراً منظور کر لی گئی اور سب کو امان دے دی گئی۔

بعض مؤرخوں نے لکھا ہے کہ مقوقس اس لڑائی میں شریک اور قلعہ فسطاط میں محصور تھا اور اسی کی درخواست پر معاہدہ صلح لکھا گیا تھا لیکن ہرقل کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے برہم ہو کر لکھا کہ قبطی عربوں کے مقابلہ میں سستی کرتے ہیں ان سے لڑائی نہیں لڑ سکتے تھے تو رومیوں کی تعداد کچھ کم نہ تھی اور اسی وقت ایک عظیم الشان فوج مرتب کر کے اسکندریہ کی طرف روانہ کی کہ وہاں پہنچ کر مسلمانوں کا مقابلہ کرے اور بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض نے لکھا ہے کہ مقوقس نے عمرو بن العاصؓ سے بارہ ہزار دینار پر اس شرط سے مصالحت کر لی تھی کہ ''جو شخص چاہے اسکندریہ چھوڑ کر چلا جائے اور جس کا جی چاہے ٹھہرا رہے''۔ فتح اسکندریہ کے بعد عمرو بن العاص نے اپنے کل لشکریوں کو اسی مقام پر ٹھہرایا اور جب ان کو مصر و اسکندریہ کی فتح سے اطمینان حاصل ہو گیا تو انہوں نے لشکر کو مرتب کر کے نوبہ کا رخ کیا لیکن اس فوج کشی میں ان کو کامیابی نہیں ہوئی تھی۔

معرکۂ نہاوند: اہواز کے فتح ہونے کے بعد یزدگرد مرو میں جا کر مقیم ہوا۔ مرو کے قرب[1] و جوار کے امراء نے مسلمانوں کی دست درازی کا حال لکھ کر یزدگرد سے مدد طلب کی یزدگرد[2] نے ملوک' باب' حلوان' طبرستان' جرجان' سند' خراسان' اصفہان اور ہمدان کو خطوط لکھے۔ مسلمانوں کے خلاف امداد طلب کی۔ چاروں طرف سے دفعۃً قومی جوش پھیل گیا اور ڈیڑھ لاکھ کا ٹڈی دل لشکر بسرگروہی فیروزان نہاوند میں جمع ہو گیا۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی جواب طلبی: اس واقعہ سے تھوڑے دنوں پیشتر لشکر اسلام کے چند سپاہی سعد بن ابی وقاص سے کشیدہ خاطر ہو کر مدینہ چلے آئے تھے' فاروق اعظمؓ سے ان کی شکایت کی تھی' فاروق اعظمؓ نے تفتیش کی خدمت محمد بن مسلمہ کو سپرد کی اور در پردہ خود بھی مختلف موقعوں پر لوگوں سے سعد کے حالات دریافت کرتے رہے۔ دریافت اور تفتیش سے معلوم ہوا کہ صرف بنوعبس شکایت کر رہے ہیں اور کسی کو کوئی شکایت نہیں ہے' اتنے میں سعد بہ ہمراہی محمد بن مسلمہ دارالخلافت مدینہ آئے اور فاروق اعظمؓ نے سعد سے پوچھا ''اے سعد تم کس طرح نماز پڑھتے ہو''۔ سعد نے عرض کی ''پہلی دو رکعتوں میں طوال مفصل اور آخری دو میں قصار' فاروق اعظمؓ نے کہا ''میرا خیال ہے تمہاری بابت ایسا ہی تھا''۔ پھر پوچھا ''کوفہ میں تمہارا کون نائب ہے''۔ سعد نے عرض کی ''عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان! فاروق اعظمؓ نے اس قدر دریافت کرنے کے بعد ان کو ان کے عہدے پر بحال رکھا۔ اس کے بعد عجمیوں کے حالات دریافت کرنے لگے۔

حضرت عمرؓ کی صحابہ کبار سے مشاورت: فاروق اعظمؓ نے اس رائے کو پسند کر کے نعمان بن مقرن کو سر لشکری کے لئے انتخاب کیا۔ جو محاصرہ سوس سے واپسی کے بعد کوفہ میں گورنر مقرر کئے گئے تھے اور ان کو یہ حکم دیا کہ ''کوفہ سے نکل کر کسی چشمہ پر بانتظار افواج اسلامیہ قیام کریں عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو یہ فرمان بھیجا کہ لوگوں کو نعمان کے ہمراہ روانہ کرو''۔ چنانچہ عبداللہ نے حذیفہ بن الیمان اور نعیم بن مقرن کے ہمراہ ایک فوج مرتب کر کے روانہ کی' تقرب حرملہ اور ان لوگوں کو جو

---

[1] عراق کے مغربی حصے کو عراق عرب اور مشرقی حصے کو عراق عجم کہتے ہیں۔ عراق عجم کے شمال میں طبرستان' جنوب میں شیراز' مشرق میں خوزستان مغرب میں شہر مراغہ ہے اس زمانے میں اس کے بڑے شہر اصفہان' ہمدان اور رے شمار کئے جاتے تھے اور ان دنوں رے ویران ہو گیا ہے اور اس کے قریب طہران جو شاہان قاچار کا دارالسلطنت ہے' آباد کیا گیا ہے۔

[2] یزدگرد فتح جلولاء کے بعد رے بھاگ گیا تھا لیکن یہاں کے رئیس کی بے وفائی سے اصفہان و کرمان ہوتا ہوا خراسان پہنچ کر مقام مرو میں قیام کیا اور ایک آتش کدہ بنوا کر اطمینان کے ساتھ رہنے لگا اور اس کو یہ خیال ہوا کہ عرب کی فتوحات کا سلسلہ سرحدی مقامات تک پہنچ کر رک جائے گا لیکن جب اس کو یہ خبر پہنچی کہ عراق کے ساتھ خوزستان بھی ہاتھ سے جاتا رہا اور ہرمزان جو سلطنت کا ایک رکن تھا زندہ گرفتار ہو گیا تو طیش میں آ کر پھر لشکر کی فراہمی میں مصروف ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہواز میں تھے اور جنہوں نے سوس اور جندیسا پور کو فتح کیا تھا یہ لکھ بھیجا کہ ''اصفہان اور فارس کی ناکہ بندی کرلو تاکہ ایرانی نہاوند کی طرف بڑھنے نہ پائیں اور نہ ان کو مدد پہنچا سکیں۔

مجاہدین کا اسپ وہاں میں قیام: الغرض جب نعمان کے پاس فوجیں اکٹھی ہوگئیں تو انہوں نے طلیحہ اور عمرو بن معدی کرب کو جاسوسی پر متعین کیا۔ عمرو بن معدی کرب اثناء راہ سے لوٹ آئے لیکن طلیحہ راستے کو دیکھتے بھالتے نہاوند تک چلے گئے اور وہاں سے واپس آ کر نعمان کو مطلع کیا کہ نہاوند تک راستہ صاف ہے۔ نعمان نے یہ سن کر لشکر کو آراستہ و مرتب کیا اس لشکر میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابی شامل تھے۔ حذیفہ بن الیمان' عبداللہ بن عمر' جریر یحلی' مغیرہ بن شعبہ اور عمرو بن معدی کرب اور طلیحہ زیادہ قابل ذکر ہیں۔ نعمان نے مقدمۃ الجیش پر نعیم بن مقرن کو مامور کیا' میمنہ پر حذیفہ بن الیمان کو' میسرہ پر موید بن مقرن کو سردار بنایا۔ پیادہ فوج کی افسری قعقاع کو دی اور ساقہ پر مجاشع بن مسعود کو مامور کر کے تیس ہزار کی جمعیت سے کوفہ سے روانہ ہوئے کوچ و قیام کرتے ہوئے نہاوند پہنچے۔ نہاوند سے ٹو میل کے فاصلہ پر مقام اسپ وہان میں پڑاؤ ڈالا۔

فیروزان ایرانی لشکر کا سپہ سالار تھا اس کے ساتھ ہی شاہی رسالہ اور درفش کاویانی تھا جس کو ایرانی فتح وظفر کی نیک فال سمجھتے تھے۔ اس کے لشکر کے میمنہ پر زروق اور میسرہ پر بہمن جادویہ بجائے ذوالحاجب کے تھا اس معرکے میں ایرانیوں کے وہ سردار بھی شریک تھے جو جنگ قادسیہ سے بھاگ کر ادھر ادھر جان بچاتے پھرتے تھے۔

واقعاتِ جنگ: مسلمانوں نے ان کی یہ تیاریاں اور ساز و سامان دیکھ کر تکبیر کے نعرے بلند کئے۔ سرداران لشکر اسلام حذیفہ بن الیمان' مغیرہ بن شعبہ' عقبہ بن عمرو' جریر بن عبداللہ' حنظلہ کاتب' بشیر بن الخصاصیہ' اشعث بن قیس' وائل بن حجر' سعید بن قیس ہمدانی اور عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) یہ سب نعمان بن مقرن کے خیمے میں مشورے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ یہ طے پایا کہ چہارشنبہ کی صبح سے جنگ چھیڑ دی جائے۔ چنانچہ چہارشنبہ سے جنگ چھڑ گئی' پنج شنبہ تک برابر لڑائی ہوتی رہی لیکن کسی کی قسمت کا آخری فیصلہ نہ ہوا۔ جمعہ کے دن لڑائی تو نہ ہوئی' مسلمان کئی روز تک ایرانیوں کا ان کی خندقوں میں محاصرہ کئے رہے۔ ایرانیوں نے جنگ چھیڑنے سے پہلے میدان جنگ میں لوہے کے گھوکھرو بچھا دیئے تھے جس سے لشکر اسلام آگے بڑھ نہ سکتا تھا۔ نعمان نے سرداران لشکر اسلام کو اپنے خیمے میں مشورے کے لئے بلایا۔ ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ رائے طلب کی۔ طلیحہ بن خالد کی رائے کے مطابق فوجیں مرتب و مسلح ہو کر شہر سے چھ سات میل کے فاصلہ پر ٹھہرائی گئیں۔ قعقاع نے تھوڑی سی فوج دے کر شہر والوں پر حملہ کرنے کو بھیجا۔ ایرانی بڑے جوش و استقلال کے ساتھ مقابلہ کو نکلے اور اس بندوبست و استقلال کے لئے کہ کوئی شخص پیچھے نہ ہٹے اور نہ میدان جنگ سے بھاگ سکے۔ اپنے لشکر کو چاروں طرف سے لوہے کی زنجیروں سے باندھ دیا۔ جس قدر آگے بڑھتے تھے گھوکھرو بچھاتے آتے تھے۔ قعقاع نے تھوڑی دیر لڑ کر اپنی رکاب کی فوج کو سنبھالتے ہوئے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع کیا ایرانی کامیابی کے جوش میں بڑھتے چلے آئے یہاں تک کہ اپنی خندقوں سے نکل آئے۔ نعمان کی فوج نے ایرانیوں کو زد پر پا کر حملہ کرنا چاہا نعمان نے روک دیا۔ عسا کر اسلامی کمال صبر و تحمل سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایرانیوں کے تیر کا نشانہ بنتے جاتے تھے مسلمان سپاہی برابر کام آ رہے تھے لیکن افسر کی یہ اطاعت تھی کہ کسی کے ہاتھ کو حملہ کی نیت سے ذرا بھی حرکت نہ ہوتی تھی۔

حضرت نعمانؓ کی شہادت: اس اثناء میں آفتاب سمت الراس سے گزر گیا اور دوپہر ڈھلی نعمان نے کھڑے ہو کر عساکر اسلامی کے سامنے ایک پُر اثر تقریر کی۔ غازیان اسلام کو مشرکوں کی لڑائی پر ابھارا۔ اپنے لئے شہادت کی دعا کی اور لشکریوں سے مخاطب ہو کر کہا ''میری پہلی تکبیر پر تم لوگ مسلح اور جنگ پر آمادہ ہو جانا دوسری تکبیر پر تلواریں نیام سے نکال کر حملے پر تل جانا اور جب میں تیسری تکبیر کا نعرہ بلند کروں تو تم لوگ بھی تکبیر کے نعرے بلند کر کے حملہ کر دینا''۔ چنانچہ اس ہدایت کے موافق زوال کے بعد آفتاب دوپہر ڈھلے نعمان کی تیسری تکبیر پر لشکر اسلام نے تکبیر کے نعرے بلند کر کے دفعتہً حملہ کر دیا اور اس بے جگری سے لڑے کہ عجمی لشکر شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے سوائے آہ وزاری یا بہادرانِ اسلام کی تلواروں کی جھنکار کے اور کوئی آواز نہ سنائی دیتی تھی یا کسی کسی وقت کانوں میں اللہ اکبر کی صدا آ جاتی تھی جس سے سارا میدان جنگ گونج اٹھتا تھا۔ میدانِ جنگ میں اس قدر خون بہا کہ چلنے والوں کے پاؤں پھسل جاتے تھے نعمانؓ[1] کا گھوڑا بھی پھسل کر گرا ساتھ ہی خود بھی گرے وہ زخموں سے چور چور تھے۔ بعض کہتے تھے کہ نعمان تیر کھا کر گرے تھے۔

فتح نہاوند: بہرکیف نعمان کے گرتے ہی ان کے بھائی نعیم نے جھپٹ کر علم لیا اور ان کے کپڑے پہن کر لڑنے لگے۔ اس تدبیر سے نعمان کے شہید ہونے کا حال عام طور پر معلوم نہ ہوا۔ لڑائی بدستور جاری رہی' اس عرصہ میں رات ہو گئی جو ایرانی دلاوری سے جان پر کھیل کر لڑ رہے تھے وہ بھی اب ایسے گھبرا کر بھاگے کہ راستہ بھول گئے۔ گھوکھر و سے زخمی ہو کر سینکڑوں ہزاروں مر گئے ایک لاکھ سے زیادہ ایرانی اس لڑائی میں کام آئے۔ تیس ہزار عین معرکے میں مارے گئے۔ فیرزان ہمدان کی طرف بھاگا نعیم بن مقرن نے تعاقب کیا قریب درہ پہنچ کر فیرزان پیادہ پا ہو کر پہاڑ پر چڑھ گیا لیکن چونکہ نعیم بن مقرن سے پیشتر قعقاع ایرانی لشکر کے تعاقب میں روانہ ہو چکے تھے اور نعیم سے پہلے درہ میں پہنچ گئے تھے۔ ایک چھوٹا سا معرکہ ایرانیوں سے اس مقام پر ہوا مسلمانوں کی قتل و غارت سے جو لوگ بچے وہ ہمدان میں جان بچا کر داخل ہو گئے جہاں کہ خسرو شنوم مقیم تھا۔ اسلامی لشکر نے بہمراہی نعیم اور قعقاع ہمدان کا محاصرہ کر لیا۔

---

[1] نعمانؓ بہت بڑے ضبط اور استقلال کے آدمی تھے۔ جس وقت یہ زخمی ہو کر گرے پکارے کر کہہ دیا کہ ''اگر میں اسی حالت میں مر جاؤں تو بھی کوئی شخص لڑائی چھوڑ کر مجھے اٹھانے کو نہ آئے۔ اتفاق سے ایک سپاہی ان کی طرف آ نکلا۔ نعمان کو زخمی خاک و خون میں تڑپتا ہوا دیکھ کر گھوڑے سے اتر پڑا پاس بیٹھنا چاہتا تھا کہ ان کا حکم یاد آ گیا ان کو اسی حالت میں چھوڑ کر فوراً چلا گیا۔ لڑائی ختم ہونے اور فتح یاب ہونے کے بعد ایک دوسرا سپاہی ان کے پاس سے ہو کر گزرا دیکھا کہ نعمان دم توڑ رہے ہیں۔ سرہانے آ کر بیٹھ گیا اور ان کے سر کو زانو پر رکھ لیا۔ نعمان نے آنکھیں کھولیں اور نہایت مضمحل آواز سے پوچھا ''نتیجہ کیا ہوا'' اس نے عرض کی ''اللہ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی'' نعمان نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے کہا ''فاروق اعظمؓ کو فوراً اطلاع دو''۔ اللہ اکبر کس قدر ضبط و استقلال اور صبر اس مبارک زمانہ کے لوگوں میں بھرا ہوا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال غنیمت: حذیفہ بن الیمان جو نعمان کے بعد سر لشکر مقرر ہوئے تھے نہاوند پہنچ کر مقیم ہوئے مال غنیمت چاروں طرف سے سائب بن الاقرع کے پاس جمع کیا جانے لگا۔ یہاں ایک مشہور و عظیم الشان آتش کدہ تھا۔ ہربذ (متولی آتش کدہ) نے حذیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی ''اگر مجھے امان دی جائے تو میں ایک متاع بیش بہا حاضر کروں'' چنانچہ اسے امن دے دیا گیا اور اس نے دو تھیلے جواہرات سے بھرے ہوئے جو کسریٰ پرویز کے رکھے ہوئے تھے لا کر پیش کیے۔ مسلمانوں نے ان کو خمس کے ساتھ سائب کی معرفت فاروق اعظمؓ کی خدمت میں روانہ کیا' فاروق اعظمؓ کو ہفتوں سے لڑائی کی کچھ خبر معلوم نہ ہوئی تھی سائب نے فتح کی خوشخبری سنائی۔ خمس اور جواہرات کے تھیلے پیش کیے فاروق اعظمؓ شہداء نہاوند پر روئے فتح پر خوش ہوئے۔ جواہرات کو بیت المال میں داخل کرنے کا حکم دیا اور سائب کو لشکر میں واپس چلے جانے کو فرمایا۔

خمس کی مجاہدین میں تقسیم: سائب کہتے ہیں کہ مجھ کو کوفہ سے فاروق اعظمؓ کا قاصد آ کر لوٹا لے گیا۔ فاروق اعظمؓ نے مجھے دیکھ کر فرمایا ''میں شب گزشتہ میں سویا تو معلوم ہوا کہ فرشتے مجھے ان جواہرات کے رکھ لینے پر چشم نمائی کرتے ہیں اور آگ کو مشتعل کر کے داغ دینے کی دھمکی دیتے ہیں۔ لہٰذا میں اس کو بیت المال میں نہ رکھوں گا یہ مجاہدین کا حق ہے تم اس کو لے جاؤ اور فروخت کر کے لشکر اسلام میں تقسیم کر دو''۔ سائب اس کو کوفہ لائے اور عمرو بن حریث مخزومی کے ہاتھ دو لاکھ درہم پر فروخت کیا۔ زرثمن کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا۔ عمرو بن حریث نے فارس جا کر اس کو دو چند قیمت پر فروخت کیا۔

اہل دینور کی اطاعت: واقعہ نہاوند میں سواروں کو چھ چھ ہزار اور پیادوں کو دو دو ہزار درہم ملے تھے اس لڑائی کے بعد پھر ایرانیوں کو پیش قدمی کی جرأت نہیں ہوئی۔ آتش جوش انتقام ایسی بجھ گئی کہ دوبارہ مشتعل نہ ہو سکی۔ ابولولوٗ فاروق اعظمؓ کا قاتل نہاوند کا تھا اسی لڑائی میں گرفتار کیا گیا تھا مدینہ میں جب نہاوند کے کسی قیدی کو دیکھتا تھا تو رو کر کہتا ((اکل عمر کبدی)) ابوموسیٰ اشعری واقعہ نہاوند میں شریک تھے اور اہل بصرہ کے سردار تھے نہاوند سے واپس ہوتے ہوئے دینور کا محاصرہ کیا۔ پانچ روز کے محاصرے کے بعد جزیہ لے کر صلح کر لی۔ پھر شیروان کی طرف گئے اہل شیروان نے بھی اہل دینور کی طرح مصالحت کر لی۔

اہل ہمدان کی مصالحت: سائب بن الاقرع صمیرہ سر کرنے کو بھیجے گئے چنانچہ سائب نے بہ مصالحت صمیرہ کو فتح کیا۔ ہمدان کا نعیم اور قعقاع محاصرہ کیے ہوئے تھے اہل ہمدان شدت محاصرہ سے گھبرا گئے۔ خسرو شنوم نے صلح کا پیام بھیجا اور جزیہ دے کر مصالحت کر لی باقی رہے اہل ماہین انہوں نے بھی اہل ہمدان کی تقلید کی۔ جو امراء اور ملوک یزدگرد اور اہل ہمدان کی امداد کو آئے تھے انہوں نے بھی مجبور ہو کر حذیفہ امیر لشکر کی خدمت میں نیاز نامہ بھیجا اور مصالحت کر لی۔

امراء کی تبدیلیاں و تقررات: اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے ایران کی عام تسخیر کا حکم دیا۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو کوفہ سے تبدیل کر کے دوسری طرف بھیج دیا۔ بجائے ان کے ابن حنظلہ حلیف بنی عبد قصی کو مامور کیا لیکن انہوں نے استعفا دے دیا۔ تب عمار بن یاسر مقرر کیے گئے۔ ابن مسعود کو حمص سے طلب کر کے تعلیم دینے کی غرض سے کوفہ روانہ کیا۔ ابوموسیٰ کو ان کی امداد پر اور اہل بصرہ کی امداد پر بجائے ان کے عبداللہ بن عبداللہ کو مامور کیا چند دنوں بعد ان کو اصفہان بجائے حذیفہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بھیج دیا اور بصرے کی حکومت پر عمرو بن سراقہ کو متعین کیا۔

اہل ہمدان کی سرکشی اور اطاعت: اسی اثناء میں اہل ہمدان کی بغاوت کی خبر پہنچی۔ فاروق اعظمؓ نے نعیم بن مقرن کو بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا۔ نعیم نے (بارہ ہزار کی جمعیت سے) ہمدان کا محاصرہ کیا۔ جب ہمدان کے فتح ہونے میں دیر لگی تو تمام اضلاع میں اسلامی فوجیں پھیلا دیں۔ جنہوں نے نہایت کم مدت میں باستثناء ہمدان باقی تمام مقامات فتح کر لئے۔ یہ حالت دیکھ کر ہمدان کے محصورین نے ہمت ہار دی اور طوعاً و کرہاً صلح کر لی۔

اصفہان کی فتح: نعیم بن مقرن ہمدان کے بعد خراسان کی طرف گئے۔ عتبہ بن فرقد اور بکر بن عبداللہ کو آذربائیجان کی جانب بڑھنے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ ایک آدمی حلوان کی طرف سے اور دوسرا شخص موصل کی جانب سے داخل ہو جس وقت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان اصفہان کی سرحد پر پہنچے (یہ بنی حبلی کے حلیف اور نامی گرامی انصار میں سے تھے)۔ فاروق اعظمؓ نے ابوموسیٰ کو ان کی مدد پر متعین کیا ان کے لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر عبداللہ بن ورقاء یاحی اور عصمۃ بن عبداللہ تھے۔ ایرانی فوج کا افسر اعلیٰ اسپ یداں اور اس کے مقدمۃ الجیش پر شہریار بن جادویہ[1] اصفہان کے نامی گرامی جنگ آزمودہ سواروں کو لئے ہوئے موجود تھا۔ اسلامی اور ایرانی فوجوں کا اصفہان کے باہر مقام رستاق میں مقابلہ ہوا۔ لڑائی کا عنوان بظاہر مسلمانوں کے لئے خطرناک نظر آ رہا تھا لیکن دوپہر کے بعد مسلمانوں کے حملوں نے ایرانیوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ عبداللہ بن ورقاء نے گھوڑا بڑھا کر شہریار پر حملہ کیا اور پہلے ہی وار میں اس کو قتل کر ڈالا۔

مصالحت اور معاہدہ: ایرانی لشکر اس واقعہ سے گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا اسپیدان نے رستاق دے کر صلح کر لی۔ اس کے بعد عساکر اسلامی نے خاص اصفہان کا محاصرہ کیا یہاں کے رئیس فادوسفان نے صلح کا پیام بھیجا۔ بالآخر اس امر پر مصالحت ہوگئی کہ باشندوں میں سے جس کا جی چاہے اصفہان چھوڑ کر نکل جائے اور جو رہنا چاہے وہ جزیہ دے کر رہے۔ جو شخص اصفہان چھوڑ کر چلا جائے گا اس کی زمین کے مالک مسلمان ہوں گے"۔ اس صلح و معاہدے کے پیشتر ابوموسیٰ اہواز کی طرف سے عبداللہ بن عبداللہ کے پاس آ گئے تھے اور ان کے ہمراہ اصفہان میں مظفر و منصور داخل ہوئے تھے۔ فاروق اعظمؓ کو اصفہان کے فتح کی بشارت لکھی۔ فاروق اعظمؓ نے عبداللہ کو لکھا کہ اصفہان میں کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے سہیل بن عدی کی کمک کو کرمان روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ عبداللہ بن عبداللہ نے اصفہان میں سائب بن اقرع کو اپنا نائب بنایا اور کوچ و قیام کرتے ہوئے سہیل کے پاس پہنچ گئے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کی معزولی: بعض نے لکھا ہے کہ نعمان بن مقرن فتح اصفہان میں شریک ہوئے تھے۔ فاروق اعظمؓ نے مدینہ سے ان کو اہل کوفہ کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا تھا۔ چنانچہ جنگ اصفہان میں شہید ہوئے لیکن صحیح یہ ہے کہ نعمان

---

[1] دیگر مؤرخوں نے لکھا ہے کہ فادوسفان نے قبل پیام صلح یہ پیام بھیجا تھا کہ دوسروں کی جان کیوں ناحق ضائع کی جائے آؤ ہم اور تم لڑ کر خود فیصلہ کر لیں عبداللہ نے اس کو منظور کر لیا۔ دونوں حریف میدان میں آئے۔ فادوسفان نے تلوار چلائی عبداللہ نے مردانگی سے اس کے حملے کو روکا کہ فادوسفان حیران ہو کر رہ گیا اور بے اختیار بول اٹھا "میں تم سے اب نہ لڑوں گا" اس واقعے کے بعد فادوسفان نے صلح کا پیام دیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ نہاوند میں شہید ہوئے تھے اور ابوموسیٰ نے قم و قاشان کو فتح کیا تھا۔ اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے ۲۱ھ میں مغیرہ بن شعبہ کو حکومت کوفہ سے معزول کیا اور معمار کو متعین کیا۔

اہل ہمدان کی بغاوت و اطاعت: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ ہمدان میں خسرو شنوم نے قعقاع اور نعیم سے صلح کر لی تھی اور اطاعت و فرمانبرداری کی ضمانت دی تھی لیکن زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ بدعہدی شروع کر دی۔ فاروق اعظمؓ نے نعیم کو ہمدان کی بغاوت فرو کرنے کو لکھ بھیجا۔ نعیم نے حذیفہ کو اپنا نائب مقرر کر کے ہمدان کا رخ کیا اور جب ہمدان کے محاصرے میں دیر لگی تو تمام صوبہ میں فوجیں پھیلا دیں کل صوبہ فتح ہو گیا۔ مجبور ہو کر اہل ہمدان نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ فتوحات ۲۴ھ میں ہوئی ہیں۔

وادی رود کا معرکہ: اس اثناء میں کہ نعیم ہمدان اور اس کے اطراف و جوانب کے انتظام میں مصروف تھے، یہ خبر پہنچی کہ ویلم اور اسفندیار برادر رستم نے اہل آذربائیجان کو فراہم کر کے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا ہے۔ نعیم نے ہمدان میں یزید بن قیس ہمدانی کو اپنا نائب بنایا اور فوجیں مرتب کر کے اسفندیار کے مقابلے کو بڑھے۔ وادی رود میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ لڑائی اس تیزی اور شدت سے جاری ہوئی کہ لوگ واقعہ نہاوند کو بھول گئے۔ بالآخر ایرانی لشکر شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگا۔ نعیم نے فتح کی بشارت دربارِ خلافت میں بھیجی۔ فاروق اعظمؓ نے لکھا کہ رے کو سر کر کے وہیں قیام اختیار کرو"۔

اہل قزوین کی اطاعت: بعض نے لکھا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے کوفہ سے جریر بن عبداللہ کو ہمدان کے سر کرنے کو بھیجا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ہمدان کو بہ صلح فتح کیا اور اس کے کل بلاد پر قبضہ حاصل کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ مغیرہ خود اس مہم کے سر کرنے کو گئے تھے۔ جریر ان کے لشکر کے مقدمۃ الجیش پر تھے۔ قصہ مختصر جریر نے جب ہمدان کو فتح کیا تو براء بن عازب کو قزوین کی طرف روانہ کیا۔ اہل قزوین نے ویلم سے سازش کر لی۔ ویلم نے ان کی امداد کا وعدہ کیا لیکن لڑائی کے وقت صرف اہلِ قزوین کو مسلمانوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ویلم پہاڑ پر سے کھڑا تماشا دیکھتا رہا۔ مجبوری اہل قزوین نے اس کی امداد سے ناامید ہو کر صلح کی درخواست کی۔ معاہدہ صلح لکھا گیا فریقین میں مصالحت ہو گئی اس کے بعد براء نے ویلم اور جیلان پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی۔

رَے کی فتح: نعیم ہمدان کی مہم سے فارغ ہو کر حسبِ حکم حضرت فاروق اعظمؓ رے کی طرف بڑھے ابوالفرخان نے اہل رے کی طرف سے صلح کی درخواست کی لیکن سیاوخش بن مہران بن بہرام چوبین بادشاہ رے نے اس سے مخالفت کی اور دیناوند، طبرستان، قومس اور جرجان والوں سے امداد طلب کی ایک عظیم فوج جمع ہو گئی۔ خم ٹھونک کر نعیم کے مقابلے پر آیا اس سے ابوالفرخان اور سیاہ وخش میں شکر رنجی ہو گئی۔ ابوالفرخان نے مسلمانوں سے سازش کر لی۔ ایک روز منذر بن عمرو کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے شب کے وقت خفیہ شہر میں داخل ہوئے صبح کو لشکر اسلام نے شہر پر حملہ کیا حملے کے ساتھ شہر فتح ہو گیا۔ بے حد و بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مدائن میں مسلمانوں کو عنایت کیا تھا۔ کامیابی کے بعد نعیم نے ابوالفرخان سے بلاد رے پر مصالحت کر لی اور اس کی حکومت اس کو دی (چنانچہ رے کی ریاست ابوالفرخان کے خاندان میں قائم رہی)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پرانے شہر کو برباد کر کے جدید شہر آباد کرنے کا حکم دیا۔ فتح اور کامیابی کی خبر دربار خلافت میں بھیجی۔

جرجان اور طبرستان کی فتح: رے کی فتح کے بعد اہل نہاوند نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ نعیم نے عمر فاروقؓ کے حکم کے مطابق اپنے بھائی سوید کو قومس پر بھیجا ان کے ہمراہ ہند بن عمرو الجملی بھی تھے۔ سوید نے قومس پر بغیر کسی جنگ کے قبضہ کر لیا یہ ایک وسیع صوبہ تھا یہاں سے جرجان وطبرستان بالکل قریب ہیں۔ سوید اور اہل طبرستان سے نامہ و پیام ہونے کے بعد جزیہ دینے پر صلح ہوگئی۔ بعدہ سوید نے جرجان کا رخ کیا جو طبرستان کا مشہور ضلع ہے۔ وہاں کے حاکم نے بھی جزیہ دے کر صلح کر لی۔

ان واقعات کے تحریر کے وقت ہم نے فتح طبرستان کو جرجان سے پہلے بیان کیا ہے لیکن واقعہ اصل یہ ہے کہ سوید نے پہلے جرجان کے حاکم سے نامہ و پیام کیا اور اس سے مصالحت کی۔ پھر یہ خبر سن کر طبرستان کے رئیس نے بھی جو سپہدار کہلاتا تھا پانچ لاکھ درہم جزیہ دے کر صلح کر لی اور خود سوید سے ملنے کو آیا اور طبرستان کے سرحدی مقامات اور ان کے استحکام کو دکھلایا۔

بعض کہتے ہیں کہ طبرستان ۳۰ھ زمانہ خلافت عثمانؓ بن عفان میں فتح ہوا تھا۔ معاہدہ صلح میں جو حاکم جرجان کے مقابلہ میں لکھا گیا تھا بہ تصریح لکھا ہوا تھا کہ مسلمان جرجان اور دہستان کے امن کے ذمہ دار ہیں اور یہاں کے رہنے والوں میں سے جو لوگ بیرونی حملوں کے روکنے میں مسلمانوں کا ساتھ دیں گے وہ جزیہ سے بری رہیں گے''۔

آذربائیجان کی فتح: جس وقت نعیم رے کو فتح کر چکے فاروق اعظمؓ کا فرمان پہنچا کہ ''سماک بن خرشہ انصاری کو بکیر بن عبداللہ کی مدد پر آذربائیجان روانہ کرو''۔ آذربائیجان کا علم جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں عتبہ بن فرقد اور بکیر کو مرحمت ہوا تھا اور ان کے بڑھنے کی سمتیں بھی متعین کر دی گئی تھیں۔ بکیر آذربائیجان کی طرف بڑھے تو حبر میدان میں جبال کے قریب اسفید یار بن فرخ زاد سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اسفید یار کو ہمدان نے شکست دے کر مارج رود میں نعیم سے شکست ہوئی تھی کمال بے سروسامانی سے بھاگا ہوا آ رہا تھا۔ بکیر نے شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ اسفید یار نے بخوف جان بکیر سے کہا: ''تم مجھے قتل نہ کرو اپنے پاس قید رکھو' میں آسانی سے تمہیں کل ملک پر قبضہ دلا دوں گا''۔ بکیر نے اس کی درخواست کو منظور کر لیا' دوسری طرف اسفند یار کا بھائی بہرام' عتبہ کا سدراہ ہوا عتبہ نے اس کو نیچا دکھا کر کل شہر پر باستثناء قلعہ قبضہ کر لیا' اس اثناء میں سماک آ پہنچے انہوں نے آذربائیجان کے اطراف وجوانب میں پھر کر جو شہر وقصبات باقی رہ گئے تھے ان کو بھی فتح کر لیا۔ اسفید یار نے اپنے بھائی کے بھاگنے اور بلاد آذربائیجان کے فتح ہونے کی خبر سن کر کہا ''اب لڑائی کی مشتعل آگ بجھ گئی اور میں تم سے جزیہ پر صلح کرتا ہوں''۔ چونکہ آذربائیجان انہیں دونوں سرداروں کے قبضہ میں تھا۔ بکیر اور عتبہ نے معاہدہ لکھ کر اس شرط پر اسفید یار کو رہا کر دیا کہ وہ آذربائیجان پر بشرط ادائے جزیہ حکومت کرے۔

حضرت عتبہؓ کی آذربائیجان کی امارت پر تقرری: آذربائیجان کے فتح ہونے کے بعد بکیر نے خمس اور فتح کی بشارت دربار خلافت میں بھیجی اور بہ اجازت فاروق اعظمؓ عتبہ کو مفتوحات آذربائیجان میں چھوڑ کر اسلامی لشکر لئے ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب کی طرف بڑھے۔ بکیر کی روانگی کے بعد عتبہ نے موجودہ فوج لے کر شہرزور اور صامعان پر چڑھائی کی اور ان شہروں کو لڑ کر جزیہ وخراج پر فتح کیا۔ ایک گروہ کثیر کردوں کا اس مقام کی لڑائی میں مارا گیا اس کے بعد فاروق اعظمؓ کو اپنی فتوحات کا حال لکھ بھیجا۔ انہوں نے ان کو آذربائیجان کا والی مقرر کیا اور ہرثمہ بن عرفجہ کو موصل کی حکومت دی۔

فتح باب: بکیر بن عبداللہ آذربائیجان کی فتح کے بعد باب کے قریب پہنچنے نہ پائے تھے کہ فاروق اعظمؓ نے ایک نئی فوج تیار کر کے بہ ہمراہی سراقہ ان کی مدد کو بصرہ بھیجی اور ہر فوج کے حصہ پر جدا جدا افسر مقرر فرمایا۔ مقدمۃ الجیش پر عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو مامور کیا' میمنہ' ابن اسید غفاری کو دیا اور میسرہ پر سراقہ بن عمرو کو رہنے کا حکم دیا۔ مال غنیمت کی تقسیم پر سلمان بن ربیعہ متعین ہوئے اور ابوموسیٰ اشعری کو بجائے سراقہ کے بصرے کا حاکم بنایا۔ سراقہ کی روانگی کے بعد حبیب بن مسلمہ کو جزیرہ سے ان کی کمک پر بھیجا اور بجائے ان کے زیاد بن حنظلہ کو مامور کیا۔

شہریار والی باب کی اطاعت: باب کا حاکم ان دنوں شہریار (شہریار کی اولاد سے) تھا جس نے بنی اسرائیل کو پامال کیا تھا اور ملک شام کو ان کے قبضے سے نکال لیا تھا' سلطنت ایران کا ماتحت سمجھا جاتا تھا۔ اس نے مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر صلح کا پیام بھیجا۔ عبدالرحمٰن نے (جو مقدمۃ الجیش کے افسر تھے) لکھا ''تم کو امان دی جاتی ہے جو کہنا ہو خود حاضر ہو کر کہو''۔ چنانچہ شہریار نے حاضر ہو کر درخواست کی ''مجھ سے بعوض جزیہ کے فوجی خدمت لی جائے میں ہر وقت مسلمانوں کا مطیع رہوں گا''۔ عبدالرحمٰن نے اس کو سراقہ کے پاس بھیج دیا چونکہ جزیہ درحقیقت محافظت کا معاوضہ ہے اس لئے یہ شرط منظور کر لی گئی اور ایک اطلاعی عرض داشت فاروق اعظمؓ کی خدمت میں منظوری کی غرض سے روانہ کی آپ نے بھی منظور فرمالیا۔

حضرت سراقہؓ کی وفات: باب کی مہم سے فارغ ہو کر سراقہ نے امراء لشکر کو ارمینیہ کے پہاڑی شہروں پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ بکیر بن عبداللہ کو موقان کی جانب' حبیب بن مسلمہ کو تفلیس کی طرف' حذیفہ بن الیمان کو جبال اللان کی سمت اور سلمان بن ربیعہ کو ایک دوسری جانب روانہ کیا اور اطلاعی عرض داشت دربار خلافت میں بھیج دی یہ مہم تمام نہ ہونے پائی تھی کہ سراقہ کا پیمانہ عمر لبریز ہو گیا عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو اپنا نائب مقرر کر کے انتقال کر گئے۔ فاروق اعظمؓ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو انہوں نے عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو حکومت پر بحال رکھا اور ترکوں پر حملہ کرنے کا فرمان بھیجا۔ ان امراء میں سے بکیر بن عبداللہ نے موقان کو جہاں سے ایران کی سرحد شروع ہوتی ہے فتح کر کے دائرہ حکومت اسلام میں لے لیا۔ بقیہ امراء لشکر نے فتح یابی میں کوئی حصہ نہیں لیا۔

بلنجر کا معرکہ: عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو ترکوں پر فوج کشی کا حملہ پہنچا تو انہوں نے باب سے نکل کر بلنجر کا رخ کیا۔ بلنجر میں ترکوں کا پایۂ تخت تھا۔ شہریار ان کے ہمراہ تھا اس نے تعجب سے پوچھا کہاں کا قصد ہے؟ ہم لوگ یہی غنیمت سمجھتے تھے کہ وہ ہم سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ عبدالرحمٰن نے جواب دیا جب تک میرا نیزہ ترکوں کے سینے میں نہ گھس جائے گا مجھے صبر نہ آئے گا۔ الغرض بلنجر کے قریب پہنچ کر ترکوں سے معرکہ آرائی کی' ترک شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ عساکر اسلامی مظفر ومنصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس آئے اور برابر عہد خلافت عثمانؓ تک ان پر فوج کشی کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے قویٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمحل ہو گئے۔

مجاہدین کی جرجان کو مراجعت: ترکوں کا یہ اعتقاد تھا کہ مسلمانوں کو کوئی قتل نہیں کر سکتا کیونکہ ان کے ساتھ ملائکہ رہتے ہیں۔ اتفاق سے انہیں لڑائیوں میں ایک مسلمان کو گرفتار کر لیا گیا جس کو ان لوگوں نے لے جا کر شہید کر ڈالا۔ پھر کیا تھا ترکوں کی جراءت اور دلیری بڑھ گئی ان ہی لڑائیوں میں عبدالرحمٰن لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ تو ان کے بھائی سلمان نے علم کو سنبھالا ان کے ہمراہ ابو ہریرہ دوسی بھی تھے ان دونوں بزرگوں نے نہایت مردانگی سے ترکوں کا مقابلہ کیا اور براہ جیلان جرجان واپس ہوئے۔

خراسان کی فتح: یزدگرد فتح جلولاء کے بعد رے چلا گیا تھا وہاں کے مرزبان آبان جادویہ نے بے وفائی کی' برداشتہ خاطر ہو کر رے سے اصفہان گیا۔ جب وہاں بھی فتوحات اسلامی نے اس کو چین سے نہ بیٹھنے دیا تو کرمان کی طرف آیا اور پھر وہاں سے واپس ہو کر مرو (سرزمین خراسان) میں آ کر قیام پذیر ہوا اور یہ خیال کر کے کہ عرب کی فتوحات کا سیلاب سرحدی مقامات تک پہنچ کر ختم ہو جائے گا آتش کدہ بنوا کر آرام سے زندگی بسر کرنے لگا طبیعت من چلی تھی چین سے نہ بیٹھا گیا حکومت اسلامی درہم برہم کرنے کی غرض سے ہرمزان' اہل اہواز' فیرزان اور اہل جبال کو مسلمانوں کے خلاف بغاوت کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ چنانچہ ان سب نے عہد شکنی کی اور اس کا ذائقہ اللہ جل شانہ نے ان کو چکھایا۔

عام لشکر کشی کا حکم: فاروق اعظمؓ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ملک فارس پر عام لشکر کشی کا حکم دیا اور ہاتھ سے متعدد علم تیار کر کے نامی گرامی افسروں کو مرحمت فرمائے۔ احنف بن قیس کو خراسان کا علم عنایت کیا تھا۔ احنف نے ۱۸ھ یا ۲۲ھ میں خراسان کا رخ کیا۔ طبسین ہو کر ہرات پہنچے اور اس کو لڑ کر فتح کیا۔ صحار بن فلاں العبدی کو نائب بنا کر مرو شاہ جان کی طرف بھیجا۔ نیشاپور پر مطرف بن عبداللہ کو اور سرخس کی جانب حرث بن حسان کو روانہ کیا۔ یزدگرد شہنشاہ فارس' مرو شاہ جان میں مقیم تھا مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر مرو روز چلا گیا۔ احنف نے مرو شاہجہان کا رخ کیا اور کوفہ کی فوج کو مقدمۃ الجیش میں رکھا۔ یزدگرد مقابلہ سے جی چرا کر یہاں سے بھی بھاگا اور سیدھا بلخ پہنچا۔ احنف نے مرو روز پر قبضہ کر لیا کوفہ کی امدادی فوجیں آ گئیں احنف نے مرو شاہجان میں حارثہ بن نعمان باہلی کو چھوڑ کر مرو روز پر قبضہ حاصل کر کے بلخ پر حملہ کر دیا۔ یزدگرد شکست کھا کر دریا عبور کر کے خاقان چین کے پاس چلا گیا احنف نے میدان خالی پا کر ہر طرف اپنی فوجیں بھیج دیں خراسان کو نیشاپور سے طخارستان تک فتح کر کے مرو روز کو صدر مقام قرار دیا اور طخارستان کی حکومت ربعی بن عامر کو دی۔ فاروق اعظمؓ کی خدمت میں نامہ بشارت فتح بھیجا۔ فاروق اعظمؓ نے جواب میں لکھا "جہاں تک تم پہنچ چکے ہو اب اسی پر اکتفا کرو۔ دریا سے آگے نہ بڑھو"۔

خاقان چین کی مراجعت: یزدگرد خاقان چین کے پاس گیا تو اس نے بڑی عزت و توقیر کی' فوج کثیر لے کر بغرض امداد اس کے ہمراہ خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ احنف ان دنوں بلخ میں مقیم تھے خاقان کی آمد کی خبر سن کر عسا کر اسلامی کو لئے ہوئے مرو روز میں پہنچ کر قیام کیا۔ خاقان' بلخ ہوتا ہوا مرو روز پہنچا اور یزدگرد اس سے علیحدہ ہو مرو شاہجہان کی طرف بڑھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احنف نے کھلے میدان جنگ کرنا مناسب نہ سمجھ کر نہر عبور کر کے ایک میدان میں جس کی پشت پر پہاڑ تھا صف آرائی کی کوفہ اور بصرہ کی بیس ہزار فوجیں ان کے رکاب میں تھیں۔ مسلمانوں نے ضرورت کے مطابق خندقیں بنالیں اور مورچے قائم کر لئے ایک مدت تک دونوں فوجیں بالمقابل صفیں جمائے پڑی رہیں۔ ایک روز صبح کو احنف میدان جنگ گئے ادھر سے دستور کے مطابق ایک ترک طبل علم لئے نکلا احنف نے اس پر حملہ کیا۔ تھوڑی دیر کے ردوبدل کے بعد احنف نے اس پر نیزے کا ایسا وار کیا کہ وہ زمین پر گر کر مر گیا۔ اس کے بعد قاعدے کے موافق دو بہادر میدان میں آئے احنف نے ان کو بھی اسی جگہ ڈھیر کر دیا۔ اب خود خاقان میدان میں آیا تو وہ اپنے بہادروں کو مقتول دیکھ کر اس درجہ خائف ہوا کہ اسی وقت اس نے فوج کو واپسی کا حکم دے دیا۔

یزدگر کا فرار: یزدگرد کو یہ خبر مرو شاہجہان میں ملی جس وقت وہ حارث بن نعمان کا مرو شاہجہان میں محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ فتح سے ناامید ہو کر محاصرے سے دست کشی کر لی۔ خزانہ و جواہرات جمع کر کے خاقان کے پاس جانے کا قصد کیا امراء دربار نے اس سے مخالفت کی اور مسلمانوں سے صلح کر لینے پر مصر ہوئے کیونکہ مسلمان ایفائے وعدہ اور پابندیٔ عہد میں ترکوں سے بدرجہا اچھے تھے۔ یزدگرد نے جب ان کا کہنا نہ مانا تو ان لوگوں نے بلوہ کر دیا اور سارا سامان و اسباب چھین لیا۔ یزدگرد بے سروسامانی کے ساتھ نہر عبور کر کے خاقان چین کے پاس چلا گیا اور فاروق اعظمؓ کے اخیر عہد خلافت تک ترکوں کے دارالسلطنت فرغانہ میں مقیم رہا یہاں تک کہ زمانہ خلافت عثمان بن عفانؓ میں اہل خراساں نے بغاوت کی اور یہ اس وقت وہاں سے واپس آیا۔

یزدگرد کے امراء کی اطاعت: یزدگرد کے چلے جانے کے بعد اس کے اراکین دولت احنف کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ کل جواہرات و اسباب و مال دے کر مصالحت کر لی۔ احنف نے یہ جواہرات وغیرہ دوسرے مال غنیمت کے ساتھ لشکر میں تقسیم کر دیا۔ مال غنیمت میں سواروں کو اسی قدر حصہ ملا جس قدر قادسیہ میں ملا تھا۔ اس کے بعد احنف بلخ میں آئے اور لشکریوں کو اس کی حدود میں ٹھہرا کر خود مرو روز میں قیام اختیار کیا۔ فاروق اعظمؓ کو فتح کا بشارت نامہ لکھا۔

فاروق اعظم کا خطبہ: فاروق اعظمؓ نے اہل مدینہ کو جمع کر کے مژدۂ فتح سنایا اور ایک پر اثر تقریر کی جس سے سامعین کے دل دہل گئے۔ آخر میں آپؓ نے فرمایا:

((الاوان ملک المجوسیة قال ذهب فليسوا يملكون من بلادهم سبر ايضه بمسلم الاوان الله قد اورثكم ارضهم و ديارهم و اموالهم و ابنائهم لينظر كيف يعلمون فلا تبدلوا فيستبدل الله بكم غيركم فانی لا اخاف علی هذا الامانة ان توتی الا من قبلكم))

''یعنی آگاہ ہو جاؤ بے شک آج مجوسیوں کی حکومت جاتی رہی۔ پس وہ اپنے ملک میں ایک بالشت زمین کے

لہ پہلے ترکوں کا عام دستور تھا کہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے تین بہادر یکے بعد دیگرے طبل و علم لے کر میدان جنگ میں جاتے تھے اس کے بعد سارا لشکر جنبش میں آتا تھا اور گھمسان کی لڑائی شروع ہوتی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی مالک نہ رہے جس سے مسلمانوں کو ضرر پہنچا سکیں۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان کی زمین ان کے ملک ان کے اموال اور ان کے لڑکوں کا وارث و مالک تمہارے اعمال جانچنے کی غرض سے بنایا ہے۔ پس تم لوگ اپنی حالت نہ تبدیل کرنا ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے حکومت چھین کر دوسروں کو دے دے گا مجھ کو خوف اس امت پر اسی کا ہے کہ مبادا ان پر وہی حالت نہ طاری ہو جو ان سے پیشتر والوں کا حشر ہوا ہے"۔

معرکہ توج: جس وقت امراء اسلام نے بقصد جہاد عام لشکر کشی کے ارادے سے بصرے سے فارس کا رخ کیا اور ہرامیر اپنی فوج رکاب میں لئے ہوئے اپنے مقررہ و متعینہ جہت کی طرف بڑھا اہل فارس میں کھلبلی پڑ گئی' ایرانیوں کا جتھا منتشر ہو گیا۔ اپنے اپنے شہر کو بچانے کی غرض سے متفرق ہو گئے اسی سے ان کی شکست کی بنیاد پڑتی ہے اور یہی باعث تفریق ہوا۔ مجاشع بن مسعود' اردشیر اور سابور کی طرف روانہ ہوئے۔ ایرانیوں نے ان کو توج میں روکا۔ فریقین نے لڑائی شروع کر دی۔ بالآخر مجاشع نے کمال مردانگی سے توج کو بزور تیغ فتح کیا۔ وہاں کے رہنے والوں نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ مجاشع نے بشارت نامہ فتح اور خمس دربار خلافت میں روانہ کیا۔

اصطخر کی فتح: اصطخر میں فتح پر عثمان بن ابی العاص مامور تھے۔ انہوں نے جب اصطخر کا رخ کیا تو ایرانیوں نے بہت بڑے سامان سے لشکر اسلام کو جور میں روکا لیکن مسلمانوں کی فتح کا سیلاب' ان کے روکے نہ رک سکا۔ شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگے حاکم اصطخر ہرمذ نے جزیہ پر صلح کی درخواست کی جس کو سپہ سالار لشکر اسلام نے منظور کر لیا۔ جو لوگ اثناء جنگ میں مکانات چھوڑ کر بھاگ گئے تھے وہ بھی صلح کے بعد واپس آئے۔ عثمان نے خمس اور فتح بشارت نامہ فاروق اعظمؓ کی خدمت میں روانہ کیا اس کے بعد عثمان بن عاص نے گازرون و نوبندجان کو فتح کر کے اس کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا۔

اہل شیراز و ارجان کی اطاعت: اس عرصہ میں ابوموسیٰ آ گئے اور ان کے ہمراہ ہو کر شیراز و ارجان کو بھی جزیہ و خراج پر فتح کیا۔ پھر عثمان بن عاص نے جنابہ کا قصد کیا۔ ایرانیوں نے اطراف جہرم میں مقابلہ کیا۔ عثمانؓ نے ان کو شکست دے کر جہرم کو بھی فتح کر لیا اس کے بعد شہرک نے شروع زمانہ خلافت عثمانؓ میں بغاوت کی۔ عثمان بن ابی العاص نے اپنے لڑکے اور بھائی حکم کو جمعیت کثیرہ کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا۔ بصرے سے ان کی کمک پر عبیداللہ بن معمر اور شبل بن معبد اسلامی فوجیں لے کر آئے سرزمین فارس میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ لڑائی ہوتی رہی بالآخر ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ حکم بن العاص کے ہاتھ سے شہرک عین معرکے میں مارا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ سوار بن ہمام عبدی پر شہرک نے حملہ کیا تھا انہوں نے وار خالی دے کر اس کو قتل کر ڈالا۔ اس مہم کی نسبت بعض کا خیال یہ ہے کہ ۲۸ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۲۹ھ میں سر ہوئی۔

شہرک مرزبان کی بغاوت: بعض اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب ۲۳ھ آخری زمانہ خلافت فاروق اعظمؓ میں عثمان بن ابی العاص بحرین کے عامل مقرر ہوئے تو شہرک مرزبان فارس نے بغاوت کی۔ تمام فتوحات اسلامیہ قبضہ سے نکل گئے اس وقت عثمان نے اپنے بھائی حکم کو دو ہزار کی جمعیت سے فارس روانہ کیا۔ میمنہ اور میسرہ پر جارود اور ابوصفرہ (مہلب کے باپ) تھے ادھر سے کسریٰ نے شہرک کی مدد پر بہت بڑی فوج بھیجی۔ دونوں فوجوں کا توج میں مقابلہ ہوا' حکم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے نہایت مردانگی سے شکست دے کر توج پر قبضہ کر لیا اور ایرانی لشکر نے بھاگ کر سابور میں دم لیا۔ حکم نے تعاقب کر کے شہرک کو مار ڈالا جو باقی رہے ان کو سابور میں گھیر لیا۔ یہاں تک کہ اہل سابور نے جزیہ دے کر صلح کی۔ حکم نے مہم سابور سے فراغت پا کر اصطخر کا رخ کیا۔ اہل سابور سے اعانت کے خواہاں ہوئے اس اثناء میں فاروق اعظمؓ شہید ہو گئے اور عثمان ابن عفانؓ خلیفہ سوم نے عبیداللہ بن معمر کو بجائے عثمان بن ابی العاص کے روانہ کیا انہوں نے اصطخر کا محاصرہ بدستور قائم رکھا۔ سابور کے حاکم نے بغاوت اور بدعہدی کا قصد کیا لیکن پھر کچھ سوچ کر خاموش رہ گیا۔ زمانہ محاصرے میں عبیداللہ پر منجنیق سے ایک پتھر گرا جس کے صدمہ سے وہ شہید ہوئے اس کے بعد شہر سابور فتح ہوا۔ ایک گروہ کثیر ایرانیوں کا اس واقعہ میں کام آیا۔

پساودوارابجرد کی فتح: ساریہ بن زنیم کنانی نے زمانہ عام لشکر کشی میں پساودوارابجر پر فوج کشی کی پساودارابجرد والوں نے اکراد فارس کو جمع کر کے ایک لشکر مرتب کیا شہر سے نکل کر صف آرائی کی۔ میدان میں جس وقت یہ دونوں فوجیں دست بست لڑ رہی تھیں۔ فاروق اعظمؓ جو مدینہ میں ممبر پر کھڑے خطبہ پڑھ رہے تھے بے ساختہ بول اٹھے ((یا ساریة الجبل الجبل)) ''اے ساریہ پہاڑ پر چڑھ جاؤ! پہاڑ پر چڑھ جاؤ''۔ اس وقت ساریہ کا لشکر کمزور پڑ رہا تھا قریب تھا کہ ایرانی لشکر غالب ہو جاتا۔ ساریہ نے یہ آواز سنی اور پہاڑ پر چڑھ گئے پھر لوٹ کر حملہ کیا تو ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا جس میں جواہرات کا ایک تھیلا تھا۔ ساریہ نے اس کو لشکریوں کی اجازت سے خمس کے ساتھ فاروق اعظمؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔ فاروق اعظمؓ بہت خوش ہوئے ایک ایک واقعہ دریافت کیا اور جواہرات کا تھیلا واپس کر دیا کہ اس کو بھی لشکریوں پر تقسیم کر دو۔ چنانچہ ساریہ نے اس کو فروخت کر کے تقسیم کر دیا۔

کرمان کی فتح: کرمان کی فوج کشی کا علم سہیل بن عدی کو دیا گیا تھا۔ چنانچہ ۲۳ھ میں ایک فوج لے کر جس کا ہراول بشیر بن عمر العجلی کی افسری میں تھا کرمان پر حملہ آور ہوئے۔ پیچھے سے عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان بھی کمک پر پہنچ گئے۔ کرمان والوں نے فقص وغیرہ سے مدد طلب کر کے مقابلہ کیا۔ مسلمانوں نے چاروں طرف سے گھیر کر لڑائی چھیڑ دی اثناء کارزار میں کرمان کا مرزبان بشیر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ فریق مخالف کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ میدان جنگ مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ عبداللہ اور بشیر جے رفت وسیر زادتک فوجیں لئے بڑھتے چلے گئے۔ بے شمار اونٹ اور بکریاں غنیمت میں ہاتھ آئیں بعض نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن ورقاء خزاعی نے کرمان کو فتح کیا ہے اور فتح کرمان کے بعد سے طبین ہوتے ہوئے فاروق اعظمؓ کے پاس مدینہ آئے تھے۔

زرنج اور سجستان کی فتح: سجستان کو سیستان بھی کہتے ہیں۔ ملک عاصم بن عمرو کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے عبداللہ بن عمیر آ گئے تھے۔ یہاں کے رہنے والے سیستان سے باہر نکل کر ایک خفیف لڑائی لڑ کر بھاگ گئے۔ عاصم برابر بڑھتے چلے گئے اور زرنج پہنچ کر محاصرہ کر لیا (جو سجستان کا دوسرا مقام ہے) چند دنوں کے بعد محاصرہ کے محصورین نے صلح کی درخواست کی۔ چنانچہ ان کی درخواست کے مطابق صلح کر لی گئی۔ یہ ملک خراسان سے بڑا تھا اس کے حدود دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ اس ملک پر قبضہ کرنے سے قندھار ممالک ترک اور دوسری قوموں کے ملک کی فتح کی کنجی ہاتھ آ گئی اور وقتاً فوقتاً

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان پر حملہ ہوتا رہا۔ عہد حکومت معاویہ بن ابی سفیان میں شاہ اپنے بھائی زنبیل بادشاہ ترک سے رنجیدہ ہو کر سجستان کے ایک شہر آمل نامی میں آیا۔ سلم بن زیاد بن ابی سفیان والی سجستان سے عہد و پیمان کر کے امیر معاویہؓ کو مطلع کیا۔ امیر معاویہؓ نے اس کو منظور کر لیا لیکن ساتھ ہی یہ لکھا کہ "یہ لوگ بڑے غدار اور فریبی ہیں ان کے عہد و پیمان کا کوئی اعتبار نہیں ہے یہ جب موقع پائیں گے بلاد آمل پر قابض ہونے کی کوشش کریں گے"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انتقال کے بعد امیر معاویہ کے شاہ نے غداری کی اور کل بلاد آمل پر قبضہ کر لیا۔ زنبیل نے آمل کا یہ رنگ دیکھ کر زرنج کا محاصرہ کر لیا اور اس عرصہ میں بصرے سے مدد آ گئی اور ترکوں کو بھاگنا پڑا۔

مکران کی فتح: امراء عام لشکر کشی سے (۲۳ھ میں) حکم بن عمرو تغلبی نے مکران کا قصد کیا۔ ان کے بعد شہاب بن مخارق، سہیل بن عدی اور عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان بھی روانہ ہوئے سب نے دوین پہنچ کر اسلامی فوج کو مرتب کیا۔ والی مکران (راسل) نے نہر مکران کے کنارے نہایت اہتمام سے صف آرائی کی اور اہل سندھ کی امدادی فوج لے کر مسلمانوں کے مقابلے پر آیا' اسلامی بہادروں نے ایک بہت بڑی جنگ کے بعد راسل کو شکست دے کر مکران پر قبضہ کر لیا۔ حکم نے صحار عبدی کی معرفت نامہ بشارت فتح اور خمس دربار خلافت کو روانہ کیا۔

سندھ کے متعلق صحار عبدی کی رائے: فاروق اعظمؓ نے مکران کا حال دریافت کیا صحار عبدی نے عرض کی:

((ارض سهلها جبل و ماؤها و شل وشرها و عددها بطل و خيرها قليل و شرها طويل و الكثير بها قليل))

فاروق اعظمؓ نے سہیل اور عاصم کو لکھ بھیجا کہ فوجیں جہاں تک پہنچ چکیں ہیں وہیں رک جائیں اور جو بلاد اس وقت تک فتح ہو چکے ہیں انہیں پر اکتفا کیا جائے۔

بیروذ کا معرکہ: فاروق اعظمؓ نے جس وقت امراء اسلام کو عام لشکر کشی کا ایک ایک علم مرحمت فرما کر مقررہ سمتوں کی طرف روانگی کا حکم دیا تو یہ لوگ حکم پاتے ہی بلاد ایران کی طرف بڑھے۔ اسی زمانہ میں حفاظت کی غرض سے یہ انتظام کر دیا تھا کہ ابوموسیٰ اشعری کو فوج کثیر کا سردار بنا کر حدود بصرہ پر قیام کرنے کا حکم دیا تھا۔ نہر تیری اور مناور کے مابین مقام بیروذ میں اہل اہواز کی مشہور قوم کرد اسلامی فتوحات کے سیلاب کی روک تھام کی غرض سے جمع ہوئی۔ ابوموسیٰ کو اس کی خبر لگی انہوں نے بیروذ پر حملہ کر دیا دونوں نے جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ مہاجر بن زیاد اس واقعہ میں شہید ہوئے۔ ایک بہت بڑی خونریز جنگ کے بعد مسلمانوں نے کامیابی حاصل کی۔ مشرکوں نے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی' اور قلعہ بند ہو کر لڑائی جاری رکھی اس کے بعد ابوموسیٰ اپنے لشکر پر اپنے بھائی ربیع بن زیاد کو مقرر کر کے چند دستہ فوج لے کر اصفہان کے محاصرہ کو چلے گئے جب وہ فتح ہو گیا تو بصرہ واپس آئے اور اس عرصہ میں ربیع بن زیاد نے بیروذ کو فتح کر لیا تھا اور جو کچھ اس میں تھا اس کو لوٹ لیا تھا۔ فتح کا بشارت نامہ اور خمس دربار خلافت کو روانہ کیا۔

حضرت ابوموسیٰ سے جواب طلبی: ضبہ بن محصن عنزی نے وفد کے ساتھ جانے کا قصد کیا ابوموسیٰ نے اجازت نہ دی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر ضبہ ناراض ہو کر فاروق اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے ابوموسیٰ کی شکایت کی کہ ''دہقانوں کے ساٹھ لڑکوں کو اپنی غلامی کے لئے منتخب کیا ہے' زیاد بن ابی سفیان کو بصرہ کا اپنی طرف سے والی کیا ہے' حطبہ کو ایک ہزار انعام دیا ہے۔ فاروق اعظمؓ نے ابوموسیٰ سے جواب طلب کیا اور ابوموسیٰ کے معقول جوابات کو قبول کیا۔

سلمہ بن قیس کا کردوں سے مقابلہ: انہیں ایام میں فاروق اعظمؓ کے پاس مسلمانوں کا ایک گروہ بغرض جہاد جمع ہو گیا۔ جس پر انہوں نے سلمہ بن قیس اشجعی کو امیر مقرر کر کے حسب دستور کفار پر جہاد کرنے کو روانہ کیا اور قدیم دستور کے مطابق وصیتیں کیں۔ اتفاق سے ان لوگوں کا کردوں سے سامنا ہو گیا۔ سلمہ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے انکار کیا جزیہ ادا کرنے کو کہا اس پر بھی وہ راضی نہ ہوئے۔ تو تلوار نیام سے کھینچ کر بھڑ گئے۔ ظہر سے مغرب تک لڑائی ہوتی رہی۔ مسلمانوں نے اشارے سے نماز پڑھی اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر مجموعی قوت سے حملہ کر دیا۔ کردوں کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ شکست کھا کر بھاگے۔ مجاہدوں نے ان کو قتل و غارت کیا اور جو کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا اس کو باہم تقسیم کر لیا۔ مال غنیمت میں یاقوت کا ایک ٹکڑا نکل آیا سلمہ نے اس کو بہ اجازت اور مسلمانوں کے خمس کے ساتھ فاروق اعظمؓ کے پاس بھیج دیا۔ فاروق اعظمؓ نے قاصد سے لوگوں کی حالت اور ان کے حصوں کی تفصیل و کیفیت دریافت کی۔ فاروق اعظمؓ یہ سن کر کہ اور لوگوں کو اس میں سے کچھ حصہ نہیں دیا گیا بہت ناراض ہوئے اور اس کو فوراً واپس لے جانے کا حکم دیا چنانچہ سلمہ نے اس کو فروخت کر کے مجاہدوں میں تقسیم کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۶

نظامِ حکومت

فاروقِ اعظمؓ کی شہادت: مدینہ منورہ میں مغیرہ بن شعبہ کا ایک مجوسی غلام فیروز نامی رہتا تھا جس کی کنیت ابولوءلوءتھی اس نے بازار میں ایک دن فاروق اعظمؓ سے شکایت کی کہ میرا آقا مغیرہ بن شعبہ مجھ سے بہت زیادہ رقم لیتا ہے آپ کم کرا دیجئے۔ فاروق اعظمؓ نے رقم دریافت فرمائی اس نے بتلایا کہ دو درہم روزانہ (قریباً سات آنے ہوتے ہیں) پھر فاروق اعظمؓ نے استفسار فرمایا کہ تو کام کیا کرتا ہے؟ اس نے عرض کی ''آہن گری' نقاشی' نجاری''۔ فرمایا ان صنعتوں کے مقابلہ میں یہ رقم زیادہ نہیں ہے۔ پھر مخاطب ہو کر کہا ''میں نے سنا ہے کہ تو ایک قسم کی چکی بناتا ہے جو ہوا کے زور سے چلتی ہے۔ مدینہ میں آٹے کی تکلیف رہتی ہے تو مجھے اس قسم کی ایک چکی بنا دے!'' اس نے عرض ''بہت خوب! میں ایسی چکی بنا دوں گا جس کی آواز اہل مشرق بھی سنیں گے''۔ ابولوءلوء اس قدر باتیں کر کے دل ہی دل میں ناراض ہو کر چلا گیا اور فاروق اعظمؓ اس کے تیور تاڑ گئے۔ فرمایا ''یہ مجھ کو قتل کی دھمکی دیتا ہے''۔

حضرت عمرؓ فاروق پر حملہ: دوسرے دن صبح کے وقت فاروق اعظمؓ نماز پڑھانے مسجد میں آئے ابولوءلوء بھی خنجر لے کر داخل ہوا۔ خنجر دو دھارا تھا۔ درمیان میں ایک نوک نکلی ہوئی تھی۔ جوں ہی صفیں درست ہوئیں فاروق اعظمؓ نے نماز شروع کی۔ ابولوءلوء نے درمیان صف سے نکل کر چھ وار کئے ایک ان میں سے ناف کے نیچے پڑا فاروق اعظمؓ نے فوراً عبدالرحمٰن بن عوف کو کھینچ کر اپنی جگہ پر کر دیا اور خود صدمۂ زخم سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے اس حالت میں نماز پڑھائی کہ فاروق اعظمؓ فرش مسجد پر تڑپ رہے تھے اور عبدالرحمٰن بن عوف نماز پڑھاتے رہے۔ ابولوءلوء نے مسجد سے نکل کر کئی آدمیوں کو زخمی اور کلیب ابن ابی بکر لیثی کو شہید کیا بالآخر وہ گرفتار کیا گیا اور اس نے خودکشی کر لی۔

انتخابی مجلس کا تقرر: نماز ختم ہونے کے بعد فاروق اعظمؓ کو لوگ گھر پر اٹھا لائے۔ آپ نے عبدالرحمٰن کو بلا کر فرمایا ''میں تم سے کچھ عہد لینا چاہتا ہوں''۔ عبدالرحمٰن نے کہا کیا آپ مجھ سے کچھ عہد کریں گے؟ فرمایا نہیں! واللہ میں ایسا نہ کروں گا! میں ان لوگوں کی نسبت عہد و پیمان کروں گا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی و خوشی تشریف لے گئے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے علیؓ عثمانؓ زبیرؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو بلایا اور ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا ''تین روز تک تم لوگ طلحہ کا انتظار کرنا اگر وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ جائیں تو فبہا ورنہ تم لوگ مشورہ کر کے کسی کو اپنے میں سے امیر بنا لینا''۔

خلیفہؓ ثانی کی وصیت: یہ کہہ کر کچھ دیر تک آپ خاموش رہے پھر ان لوگوں سے مخاطب کو کہا ''جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہو میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے حقوق کا بہت لحاظ رکھے' کیونکہ یہ وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی' اپنے گھر میں ٹھہرایا۔ یہ تمہارے محسن ہیں ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنا اور ان کی لغزش و خطا سے درگزر کرنا اور مہاجرین کا بہت بہت پاس کرنا کیونکہ یہی لوگ مادۂ اسلام ہیں اور ذمیوں کا پورا پورا خیال کیا جائے۔ اللہ کی ذمہ داری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری کو ملحوظ رکھنا یعنی ان سے جو اقرار کیا جائے وہ پورا کیا جائے''۔ اس کے بعد آپ نے ہاتھ اٹھا کر کہا:

((اللّٰھم قد بلغت لقد ترکت الخلیفہ من بعدی علی انقی من الراحۃ))

پھر ابوطلحہ انصاری اور مقداد بن الاسود کو طلب کر کے حکم دیا کہ جب یہ لوگ تقرر خلیفہ کے مشورے کی غرض سے جمع ہوں تو تم دروازے پر کھڑے رہنا کسی کو ان کے پاس جانے نہ دینا جب تک وہ باہم مشورہ نہ کر لیں۔

رسول اکرم ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت: بعد ازاں اپنے لڑکے عبداللہ کو بلا کر پوچھا معلوم کرو میرا قاتل کون ہے؟ عبداللہ بن عمر نے عرض کی ابولؤلؤ غلام مغیرہ فرمایا: الحمدللہ مجھے ایسے شخص نے نہیں مارا جس نے ایک سجدہ بھی اللہ تعالیٰ کو کیا ہو۔ پھر عبداللہ کو عائشہؓ صدیقہ کی خدمت میں بھیج کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ کے پہلو میں دفن کئے جانے کی اجازت طلب کی۔ عائشہؓ صدیقہ نے اجازت دی۔ فاروق اعظمؓ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور عبداللہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ''اگر لوگ انتخاب خلیفہ میں مختلف ہوں تو تم کثرت رائے سے موافقت کرنا اور اگر فریقین برابر ہوں تو تم اس گروہ کی رائے سے اتفاق کرنا جس میں عبدالرحمٰن بن عوف ہوں''۔

مدینہ منورہ میں جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخمی ہونے کی خبر مشہور ہوئی تو لوگوں نے آپ کو دیکھنے کی اجازت چاہی۔ مہاجرین و انصار آپ کے دیکھنے کو آئے۔ علی رضی اللہ عنہ و ابن عباس رضی اللہ عنہم آپ کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ زخم کاری نہیں لگا شفا ہو جائے گی طبیب آیا اس نے فاروق اعظمؓ کو نبیذ پلائی بجنسہ زخم کی راہ سے نکل گئی۔ پھر دودھ پلایا وہ بھی یوں ہی نکل گیا اس وقت لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اس زخم سے جانبر نہیں ہو سکتے۔ طبیب نے فاروق اعظمؓ سے کہا ''آپ کسی کو اپنا ولی عہد منتخب کر دیجئے'' جواب دیا ''میں کر چکا''۔ زخمی ہونے کے بعد برابر ذکر اللہ کرتے رہے یہاں تک کہ شب چہار شنبہ ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ کو اپنی خلافت کے دس برس چھ مہینے بعد جان بحق تسلیم ہوئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) صہیب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ عثمانؓ علیؓ زبیرؓ عبدالرحمٰنؓ بن عوف' سعد اور عبداللہ بن عمر نے قبر میں اتارا۔

عہدِ فاروقی میں وسعت سلطنت: (مترجم) فاروق اعظمؓ کا کل زمانہ خلافت دس برس چھ مہینے چار دن رہا۔ اس مدت میں جو جو ملک فتح ہوئے ان کی تفصیل آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ فتوحات فاروقی کی وسعت اور اس کے حدود اربعہ کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ۱۰۳۶ میل' مشرق کی جانب ۱۰۸۷ میل' جنوب ۴۸۳ میل' اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغرب کی جانب جدہ تھا۔ اس میں شام' مصر' عراق عرب' جزیرہ' خوزستان' عراق عجم' آرمینیہ' آذربائیجان' فارس' کرمان' خراسان اور مکران جس میں کچھ حصہ بلوچستان کا بھی شامل تھا۔

دو اہم معرکے: ان تمام لڑائیوں میں جو دس برس اور کچھ زائد زمانے میں ہوئیں فاروق اعظمؓ بنفس نفیس کسی میں شریک نہیں ہوئے' فوجیں ہر جگہ کام کر رہی تھیں اور سرداران لشکر ہر موقع پر ان کو لڑا رہے تھے لیکن ان کی عنان حکومت فاروق اعظمؓ کے ہاتھ میں تھی ان سب لڑائیوں میں دو مواقع نہایت خطرناک تھے' حمص کا واقعہ جب اس پر قیصر روم نے دوبارہ اہل جزیرہ کی اعانت سے چڑھائی کی تھی۔ دوسرا نہاوند کا معرکہ جب کسریٰ فارس نے تمام ملک ایران میں نقیب دوڑا کر ایک قومی جوش پیدا کر دیا تھا۔ ان دونوں موقعوں پر فاروق اعظمؓ ہی کا کام تھا کہ انہوں نے مخالفین کے اٹھتے ہوئے سیلاب کو صرف روکا ہی نہیں بلکہ ان کو ہبا منثوراً کر دیا۔

نظام حکومت: حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے نظام حکومت کو قائم رکھنے کی غرض سے اپنے مقبوضہ ملکوں کو مختلف صوبوں پر تقسیم کر دیا تھا۔ اسلام میں جس نے سب کے پہلے اس کی ابتداء کی اور حسب اقتضاء مصلحت وقت اس کی حدود قائم کیں وہ فاروق اعظمؓ تھے۔ انہوں نے اسلامی مقبوضات کو آٹھ صوبوں پر تقسیم کیا۔ مکہ' مدینہ' شام قائم ہوئے جزیرہ' بصرہ' کوفہ' مصر' فلسطین کے جو مقامات قبل فتح ہونے کے صوبے یا ضلعے تھے ان کو بحالہ اسی طرح رہنے دیا' فلسطین کو معاہدہ امن لکھے جانے کے بعد دو حصوں پر تقسیم کر دیا تھا ایک کا صدر مقام ایلیا اور دوسرے کا رملہ قرار دیا تھا اور شاید اسی وجہ سے مورخوں نے ان صوبہ جات اور اضلاع کی تصریح نہیں کی۔

مصر کا نظام حکومت: مصر کو بھی آپ نے دو حصوں پر تقسیم کر دیا تھا ایک مصر کا بالائی حصہ جس کو صعید کہتے ہیں۔ اس کے متعلق ۲۸ ضلعے تھے اور دوسرا مصر کا نشیبی حصہ جس میں پندرہ ضلعے تھے۔ فارس' خراسان اور آذربائیجان کے انتظامات اور تقسیم کو جیسا عہد سلاطین کیانیہ میں تھا بدستور قائم رکھا۔ فارس میں اصطخر' شیراز' نوبندجان' جور' گازورون' فسا' دارابجرد' اردشیر' سابور' اہواز' جندیسابور' سوس' نہرتیری' مناذر' تستر اور رام' ہرمز' خراسان میں نیشاپور' ہرات' مرو' مرورود' فاریاب' طالقان' بلخ' بخارا' بادغیس' باورد' غرشتان' طوس' خرخس اور جرجان' آذربائیجان میں طبرستان رے' قزوین' زنجان' قم' اصفہان' ہمدان' نہاوند' دینور' حلوان' ماسبذان' مہرجان' شہرزور اور صامعان وغیرہ وغیرہ اضلاع شامل تھے۔

صوبہ کا نظم و نسق: اکثر صوبوں میں یہ چھ بڑے بڑے عہدہ دار جو ملک و انتظام کے ذمہ دار تھے رہتے تھے۔ والی (گورنر) جو کل صوبہ کا حاکم ہوتا تھا' کاتب (حاکم صوبہ کا میر منشی) کاتب دیوان (فوجی دفتر کا میر منشی) صاحب الخراج (افسر صیغہ یا بورڈ آف ریونیو) صاحب احداث (پولیس کا افسر اعلیٰ) صاحب بیت المال (افسر خزانہ) قاضی (جو فصل مقدمات کرتا تھا) جس کو صدر الصدور یا منصف یا جج سے تعبیر کیجئے۔ صوبوں کے علاوہ اضلاع میں بھی حسب ضرورت عامل (لفٹیننٹ گورنر)' افسر خزانہ' قاضی ہوتے تھے۔ لیکن یہ سب والی صوبہ کے ماتحت اور اس کے زیر نگرانی کام کرتے تھے۔ جو لوگ صوبوں کے خدمات انتظامیہ پر مامور ہوتے تھے ان کو دربار خلافت سے تنخواہ دی جاتی تھی اور یہ کام بھی فاروق اعظمؓ کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ عرب میں اس سے پہلے دستور یہ تھا کہ لوگ ملکی خدمت کے معاوضے میں تنخواہ لینا پسند نہیں کرتے تھے لیکن فاروق اعظمؓ نے ان کو خلاف اصول تمدن و انتظام سمجھ کر بڑی کوشش سے اصلاح کی اور ان کی دیانت و راست بازی قائم رکھنے کی غرض سے بڑی بڑی تنخواہیں مقرر کیں۔ چنانچہ اس زمانہ کی معاشرت کے لحاظ سے صوبہ داروں کی تنخواہیں پانچ پانچ ہزار تک ہوتی تھیں اور مال غنیمت کی تقسیم سے جو ملتا تھا وہ اس کے علاوہ تھا۔

عمال کے فرائض: عمال سے تقرری کے وقت یہ عہد ضرور لیا جاتا تھا:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا (۲) باریک کپڑے نہ پہننا (۳) چھنا ہوا آٹا نہ کھانا (۴) دروازے پر دربان نہ رکھنا (۵) اہل حاجت کے لئے ہمیشہ دروازے کو کھلا رکھنا اس کے علاوہ ان کے اور فرائض اکثر پروانہ تقرری میں درج ہوتے تھے اور اس امر کا سختی سے انتظام کیا جاتا تھا کہ عمال اپنے فرائض سے بالتفصیل واقف ہوں۔ اکثر آپ ان کے فرائض اپنے خطبوں میں بیان فرمادیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے عاملوں کو مخاطب کر کے ایک خطبہ میں فرمایا تھا:

((الاوانی لم ابعثکم امراء و لا جبارین و لکن بعثتکم ائمة الهدیٰ و یهتدی بکم فاروا علی المسلمین حقوقهم و لا تضربو هم فتذلوهم و لا تحمد وهم فتضنتنوهم و لا تغلقوا الابواب دونهم فیاکل قویهم ضعیفهم و لا تستاثروا علیهم فتظلموهم))

''یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے تم کو امیر اور سخت گیر مقرر کر کے نہیں بھیجا ہے بلکہ امام بنا کر بھیجا ہے کہ لوگ تم سے ہدایت پائیں (تقلید کریں) تم لوگ مسلمانوں کے حقوق ادا کرو اور ان کو زدوکوب نہ کرو کہ وہ ذلیل ہوں اور نہ ان کی بے جا تعریف کرو کہ غلطی میں پڑیں اور نہ ان کے لئے اپنے دروازوں کو بند رکھو کہ زبردست کمزور کو ستائیں اور نہ ان سے کسی بات میں اپنے کو ترجیح دو کہ یہ ان پر ظلم کرنا ہے''۔

عمال کی ایام حج میں حاضری: ممالک مقبوضہ میں جتنے عمال تھے سب کو ایام حج میں حاضر ہونے کا حکم تھا۔ کیونکہ زمانہ حج میں تمام اطراف کے لوگ موجود ہوتے تھے۔ فاروق اعظمؓ بالاعلان کھڑے ہو کر فرماتے تھے جس عامل سے کسی شخص کو کچھ شکایت ہو وہ پیش کرے، میں نے ان کو تم پر اس لئے حاکم کر کے نہیں بھیجا ہے کہ وہ تم کو ستائیں یا تمہارا مال و اسباب چھین لیں بلکہ اس لئے میں بھیجتا ہوں کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سکھائیں۔ پس اگر کسی عامل نے اس کے خلاف کیا ہو تو مجھے بتاؤ میں اس کا انتقام لینے کو موجود ہوں۔

عمال کی تقرری کا طریقہ کار: عمال کی تقرری کے دو طریقے تھے ایک یہ کہ جن کو ملکی انتظامی خدمتیں سپرد کی جاتی تھیں ان کے انتخاب کے وقت مہاجرین اور انصار کا ایک جلسہ ہوتا تھا اس عام اجلاس میں اراکین مجلس شوریٰ جس کا انتخاب کرتے تھے وہی اس خدمت پر مامور ہوتا تھا۔ دوسرا دستور یہ تھا کہ صوبے یا ضلعے کے باشندوں کو انتخاب کا حکم بھیج دیتے تھے جس کو وہ لوگ منتخب کرتے اس کو انتظامی و ملکی خدمت سپرد کی جاتی تھی۔ چنانچہ عثمان بن حنیف کی تقرری پہلے قاعدے کے موافق ہوئی اور عثمان بن فرقد و معن بن یزید کی دوسرے طریقہ پر۔

عمال کی فہرست: عمال جو عہد خلافت فاروق اعظمؓ میں ممالک اسلامیہ کے نظم و نسق پر مامور اور ایک ذمہ داری کے عہدے پر تھے ان کی اجمالی فہرست یہ ہے اس سے ناظرین کو معلوم ہو جائے گا کہ فاروق اعظمؓ نے کس ضبط و نظم سے ملک کا انتظام چلایا تھا اور ان کی حکومت کی کل کن پرزوں سے بنائی گئی تھی۔

ضلع یا صوبہ	عہدہ	نام مع مزید حالات
شام	والی	ابوعبیدہؓ یہ مشہور صحابی ہیں اور عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔
شام	والی	یزید بن ابی سفیان بنوامیہ میں ان سے بڑھ کر کوئی شخص مدبر نہ تھا۔
شام	والی	امیر معاویہؓ سیاست و تدبیر میں ان کو خاص ملکہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر	والی	عمرو بن العاص انہوں نے مصر کو فتح کیا تھا ملک داری کا مادہ ان میں اچھا تھا۔ ان کی ماتحتی میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بالائی مصر میں تھے جس کو صعید کہتے ہیں اور نشیبی حصہ مصر میں ایک دوسرا حاکم تھا لیکن وہ بھی عمرو بن العاص کے ماتحت تھا
کوفہ	والی	سعد بن ابی وقاص' یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں اور عشرہ مبشرہ میں تھے۔ جنگ قادسیہ کے فاتح ہیں۔
بصرہ	والی	عتبہ بن غزوان' نامی صحابی اور مہاجرین میں سے ہیں بصرہ انہیں کا آباد کیا ہوا ہے۔
بصرہ	والی	ابوموسیٰ اشعری نامی اور مشہور جلیل القدر صحابی ہیں۔
مکہ معظمہ	والی	نافع بن عبدالحارث۔
مکہ معظمہ	والی	خالد بن العاص' یہ ابوجہل کے بھتیجے اور معزز شخص تھے۔
طائف	والی	عثمان بن ابی العاص' یہ ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت سے یہاں کے والی تھے۔
یمن	والی	یعلی بن امیہ' یہ عہد خلافت صدیقی میں خولان کے والی تھے علاء بن الحضرمی یہ عہد خلافت صدیقی میں بحرین کے عامل تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن پر مامور فرمایا تھا۔
مدائن	صاحب الخراج	نعمان۔
مدائن	والی	حذیفہ بن الیمان۔
جزیرہ	والی	عیاض بن غنم' یہ جزیرہ کے فاتح ہیں۔
حمص	والی	عمرو بن سعید۔
اصفہان	صاحب بیت المال	خالد بن حرث وہمانی۔
سوق الاہواز	"	سمرہ بن جندب۔
میسان	"	نعمان بن عدی' صحابہ میں سب سے پہلے انہیں کو وراثت کا مال ملا تھا۔
ایلیا	والی	علقمہ بن حکیم۔
رملہ	والی	علقمہ بن مجرز۔
بحرین	صاحب الخراج	قدامۃ بن مظعون' یہ یہاں کے صاحب الاحداث (پولیس کے افسر اعلیٰ) بھی تھے۔

عمال کے خلاف تحقیقات: اسد الغابہ فی احوال الصحابہ میں بضمن تذکرہ محمد بن مسلمہ نے لکھا ہے کہ فاروق اعظمؓ کے عہد خلافت میں یہ عمال کی تحقیقات پر مامور تھے۔ جب کبھی کسی عامل کی شکایت پیش ہوئی تو اس کی تحقیقات پر یہی مامور کئے جاتے تھے۔ انتہی یہ نہایت جلیل القدر صحابی ہیں تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے۔ ایک مرتبہ ۲۱ھ میں سعد بن وقاص کی شکایت گذری۔ جنہوں نے قادسیہ فتح کیا تھا اور کوفہ کے گورنر تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ایرانیوں نے دوبارہ بڑی تیاری سے پیش قدمی کی تھی اور نہاوند کے قریب آ پہنچے تھے۔ فاروق اعظمؓ نے باوجودیکہ دقت اور زمانہ نہایت تنگ ہو رہا تھا۔ محمد بن مسلمہ کو کوفہ روانہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے کوفہ کی ایک مسجد میں جا کر عوام الناس کے بیانات لئے اور سعد بن وقاص کو ہمراہ لئے ہوئے مدینہ میں آئے۔ پھر یہاں فاروق اعظمؓ نے خود بھی ان کا بیان لیا اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضرت عمر محمد بن مسلمہ کو تحقیقات پر مامور نہ فرماتے تھے۔ بلکہ عامل صوبہ کو براہ راست مدینہ میں طلب فرما لیتے تھے اور خود اس کا بیان قلم بند

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے اور وہاں کے باشندوں سے بطور خفیہ اس کے حالات دریافت کرتے تھے یہ اکثر اس وقت ہوتا تھا کہ جب کہ صوبہ کا حاکم صاحب اثر ہوتا تھا۔ چنانچہ امیر معاویہ کے ساتھ یہی عمل درآمد ہوا تھا۔ جو شام کے والی تھے اور ابوموسیٰ کی جس وقت شکایت گزری تھی تو فاروق اعظمؓ نے مستغیث کا بیان خود اپنے ہاتھ سے قلم بند کیا تھا اور ابوموسیٰ کو مدینہ میں طلب کر کے اس کی تحقیقات کی تھی' گاہے گاہے عمال کی تحقیقات پر چند آدمیوں کو بطور کمیشن کے مامور کرتے تھے۔ جو کتب تواریخ کے دیکھنے والوں پر مخفی نہیں۔

خراج: سرزمین عرب میں اسلام سے پہلے خراج کا کوئی منظم قاعدہ نہ تھا اور نہ اسلام ہی میں عہد خلافت فاروقی سے پیشتر کوئی دستور مقرر کیا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں جس وقت خیبر فتح ہوا تھا تو وہاں کے یہودیوں سے بٹائی پر معاملہ طے ہوا تھا یعنی زمین انہیں کے قبضے میں چھوڑ دی گئی تھی اور سالانہ پیداوار سے کچھ بطور خراج لے لیا جاتا تھا۔ ابوبکرؓ صدیق کے عہد خلافت میں بھی کوئی قاعدہ خراج کا نہیں بنایا گیا تھا جس مقام کے کل باشندے مسلمان ہو گئے تھے۔ ان سے عشر (وہ یک جو پیداوار کی زکوٰۃ ہے) لیا جاتا تھا اور غیر مذہب والوں سے بلا حساب برائے نام سرسری طور سے کچھ رقوم لے لی جاتی تھیں۔

مردم شماری اور زمین کی پیمائش: لیکن فاروق اعظمؓ کو جب ۱۶ھ میں مہمات جنگ سے ایک گونہ فراغت حاصل ہوئی اور عراق عرب پر پورا پورا قبضہ ہو گیا اور جنگ یرموک سے رومیوں کے حوصلے پست ہو گئے تو انہوں نے خراج قائم کرنے کی غرض سے عراق کی مردم شماری اور زمین کی پیمائش کرائی۔ سعد بن ابی وقاص نے نہایت جانچ اور احتیاط سے مردم شماری کے کاغذات مرتب کئے۔ عثمان بن حنیف اور حذیفہ بن الیمان جو اکابر صحابہ میں سے تھے پیمائش پر مامور ہوئے تھے۔ چنانچہ عثمان اور حذیفہ نے مدتوں کے بعد بڑے اہتمام سے کاغذات کی ترتیب دی۔ مزروعہ زمین تین کروڑ ساٹھ لاکھ جریب ٹھہری۔ فاروق اعظمؓ نے ان تمام زمینوں کو مالکان سابق کے قبضہ میں دے دیا اور ان پر حسب ذیل لگان مقرر کیا۔

جو	فی جریب	ایک یا دو درہم سال۔ ایک درہم تقریباً ۳۔ کا ہوتا ہے۔
نیشکر	فی جریب	۶ درہم سال
روئی	فی جریب	۵ درہم سال
انگور	فی جریب	۱۰ درہم سال
نخلستان	فی جریب	۱۰ درہم سال
تل	فی جریب	۸ درہم سال
ترکاری	فی جریب	۳ درہم سال
گیہوں	فی جریب	۴ درہم سال
زمین افتادہ قابل زراعت	دو جریب پر	ایک درہم سال

سال بندوبست میں عراق کا کل خراج ۸ کروڑ ساٹھ لاکھ درہم سالانہ ہوا تھا اور اس کے دوسرے سال لگان کی شرح کم ہونے کی وجہ سے بہت سی افتادہ زمینیں مزروعہ بنالی گئیں جس سے مقدار خراج آٹھ کروڑ سے دس کروڑ بیس ہزار درہم تک پہنچ گئی۔

خراج کی وصولی کا طریقہ: عراق کے سوا مصر وغیرہ کا جو بندوبست اور خراج وصول کرنے کا طریقہ تھا۔ اس کو بدستور جاری رکھا البتہ جہاں جو کچھ جبر و تعدی کا اثر تھا اس کو زائل کر دیا۔ چنانچہ رومیوں کے زمانے میں مصر سے علاوہ خراج کے کثیر مقدار میں غلہ قسطنطنیہ جاتا تھا اور ہر جگہ کی فوج کے رسد کے لئے یہیں سے غلہ دیا جاتا تھا جو خراج میں مجرا نہیں کیا جاتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاروق اعظمؓ نے ان دونوں قاعدوں کو موقف کر دیا اور وہاں کے دفاتر جن جن زبانوں میں تھے اسی طرح اسلام میں بھی رہنے دیا۔ عراق و ایران کا دفتر فارسی میں، شام کا رومی میں، مصر کا قبطی میں جیسا پہلے تھا ویسا ہی فتح کے بعد رہا اور جو لوگ اس محکمے میں پہلے سے کام کرتے تھے وہی بدستور ملازم رہے۔

حضرت فاروق اعظمؓ کے عہد خلافت میں عراق، شام اور مصر تین بہت بڑے بڑے ملک تھے۔ ان ملکوں کا خراج جو کچھ عہد خلافت فاروقی میں وصول ہوتا تھا وہ اس تفصیل سے تھا۔ شام سے ایک کروڑ ۴۰ لاکھ دینار یعنی ۵ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے۔ عراق سے دس کروڑ بیس ہزار درہم، مصر سے ایک کروڑ ۲۰ لاکھ دینار یعنی پانچ کروڑ چھ لاکھ روپیہ یا اس سے کچھ کم یا زیادہ۔

عشر: اس کے علاوہ اور جو زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں تھیں ان سے عشر لیا جاتا تھا۔ یعنی پیداوار کا دسواں حصہ یہ خراج نہ تھا بلکہ زکوٰۃ کی ایک قسم تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرح مقرر فرمائی تھی اور وہی فاروق اعظمؓ کے زمانے میں بھی قائم رہی لیکن ایران وغیرہ کی جو زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں اور ذمیوں کے قدیم نہروں اور کنوؤں سے ان کی آبپاشی کرتے تھے تو اس پر رعایتہً عشر مقرر کیا جاتا تھا۔

زکوٰۃ: علاوہ ان آمدنیوں کے جن کا ذکر اوپر کیا گیا جس قاعدے کو حضرت فاروق اعظمؓ نے گویا ایجاد کیا یا ان کے عہد خلافت میں اس کا اضافہ ہوا۔ یہ تھا کہ تجارتی گھوڑوں پر زکوٰۃ نہ تھی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گھوڑوں کی تجارت کا وجود نہ تھا۔ پس قرینہ حال سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ سے سواری کے گھوڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستثنیٰ فرمائے تھے جس کے مفہوم کو فاروق اعظمؓ نے قائم رکھ کر اس کے دوسرے افراد پر زکوٰۃ قائم کر دی اور انہیں کے زمانہ میں زکوٰۃ کی حد میں ایک اس نئی آمدنی کا اضافہ ہوا۔

عشور: عشور، یہ بھی ایک نئی آمدنی تھی جس کو حضرت فاروق اعظمؓ نے ایجاد کیا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ جب مسلمانوں کے تعلقات غیر ملکوں سے بڑھے اور وہ لوگ تجارت کی غرض سے قریب و بعید ممالک غیر میں آنے جانے لگے تو وہاں کے دستور کے مطابق تجارتی اسباب پر دس فی صدی محصول درآمد لیا جانے لگا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر حضرت فاروق اعظمؓ کو ہوئی آپ نے حکم دیا کہ غیر ملکوں کے تاجر جو ممالک اسلامیہ میں آئیں ان سے بھی محصول اسی قدر لیا جائے۔ چند دنوں کے بعد جب اس صیغہ کی ترقی ہوتی ہوئی نظر آئی تو حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے تمام ممالک مقبوضہ میں یہ قاعدہ جاری کر دیا۔ دس فی صد حربیوں سے پانچ فی صد ذمیوں سے اور ڈھائی فیصد مسلمانوں سے لیا جاتا تھا اور جس مال کی قیمت دو سو درہم سے کم ہوتی تھی اس کا محصول معاف تھا۔ محصول صرف تجارتی اسباب اور کھلی ہوئی چیزوں پر لیا جاتا تھا کسی کے اسباب کی تلاشی کا حکم نہ تھا۔

بیت المال کا قیام: اسلام میں فاروق اعظمؓ کے پیشتر نہ تو اس قدر کثیر رقم آئی کہ جس کے رکھنے کے لئے بیت المال یا خزانہ بنایا جاتا اور نہ اس کی ایجاد ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو رقمیں آتی تھیں وہ کل ایک ہی جلسہ میں تقسیم کر دی جاتی تھیں۔ ابوبکرؓ صدیق کے زمانے میں بھی اس کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا جو آیا اس کو اسی وقت لوگوں میں تقسیم کر دیا ۱۵ھ یا اس کے قریب میں بیت المال کی ایجاد یوں ہوئی کہ بحرین سے سال تمام کا خراج پانچ لاکھ آیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے اس کثیر رقم کی بابت لوگوں سے مشورہ کیا۔ علی ابن ابی طالبؓ نے کہا کہ جو رقم آئے وہ سال کے اندر تقسیم کر دی جائے۔ خزانہ میں رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عثمان بن عفانؓ نے اس کی مخالفت کی۔ ولید بن ہشام نے بیان کیا کہ میں نے سلاطین شام کے یہاں خزانہ اور دفتر کا جدا جدا محکمہ دیکھا ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے اس رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھ کر بیت المال کی بنا ڈالی اور سب سے پہلے مدینہ میں بیت المال قائم کیا اور اس کی نگرانی و حساب کتاب کے لئے عبداللہ بن ارقم کو منتخب کیا۔ جو ایک معزز صحابی تھے اور حساب کتاب میں کمال رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ اور صوبوں اور صدر مقاموں میں بیت المال قائم کئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کے افسر جداگانہ زیر نگرانی حکام اعلیٰ مقرر فرمائے۔

مرکزی بیت المال: مدینہ کے سوا اور صوبہ جات اور اضلاع کے حکام کو یہ ہدایت تھی کہ وہاں کے ضروری مصارف کے لئے رقم نکال کر بقیہ جس قدر ہو سال تمام ہونے پر مدینہ منورہ کے بیت المال میں بھیج دیا کریں۔ چنانچہ عمرو بن العاص والی مصر کو ایک فرمان لکھا جس کے یہ الفاظ تھے:

((فاذا حصل الیک و جمعه اخرجت منه عطاء المسلمین و ما یحتاج الیه مما لابل منه ثم انظر فما فضل بعد ذلک فاحمله الی))

''یعنی پس جب تجھ کو کل مالیہ وصول ہو جائے اور تو اس کو جمع کر لے اور اس میں سے مسلمانوں کے وظائف اور ضروری مصارف نکال لے۔ اس کے بعد جو کچھ پس انداز ہو اس کو میرے پاس بھیج دے''۔

بیت المال میں جو کچھ آمدنیاں آتی تھیں ان کا حساب و کتاب نہایت صحیح طور سے مرتب کیا جاتا تھا۔ اکثر اوقات خود فاروق اعظمؓ زکوٰۃ اور صدقہ کے مویشیوں کو شمار کرتے اور ان کا رنگ' حلیہ' عمر دیکھ کر لکھاتے تھے۔ منافع عبسی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ صدقے کے اونٹ آئے تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ مع علی بن ابی طالبؓ اور عثمانؓ بن عفان ان کے دیکھنے کو گئے۔ عثمانؓ سائے میں بیٹھ کر لکھ رہے تھے' علی بن ابی طالبؓ عثمان بن عفان کے پاس کھڑے جو کچھ فاروق اعظمؓ کہتے تھے حضرت عثمان کو بتاتے اور لکھاتے جاتے تھے اور خود فاروق اعظمؓ دوپہر کے وقت دھوپ میں کھڑے ہوئے ایک سیاہ چادر پہنے اور دوسری چادر سر پر ڈالے ہوئے صدقہ کے اونٹوں کو شمار کرتے اور رنگ' عمر' حلیہ بتاتے جاتے تھے۔

سنہ ہجری: عرب اور نیز اسلام میں فاروق اعظمؓ سے پہلے سنہ لکھنے کا دستور نہ تھا۔ عام واقعات کے یاد رکھنے کے لئے جاہلیت میں بعض بعض مشہور واقعات سنہ کا حساب شمار کر لیتے تھے۔ مدتوں کعب بن لوئی کے انتقال سے سال شمار ہوتا رہا' پھر عام الفیل جاری ہوا' اس کی ابتداء اس سال سے ہوئی جب کہ ابرہۃ الاشرم کعبہ کے ڈھانے کو ہاتھی لے کر آیا تھا اور اسی مناسبت سے اس کو عام الفیل سے تعبیر کیا۔ پھر عام الفجار کا رواج ہوا پھر اس کے بعد اور مختلف سنین چلے لیکن فاروق اعظمؓ نے جو سنہ چلایا وہ آج تک جاری ہے اور تا قیام قیامت اسلام کے ہر فرقہ میں یہی جاری رہے گا۔ ۱۶ھ میں حضرت فاروق اعظمؓ کے سامنے دو فرمان پیش کئے گئے جن پر صرف شعبان لکھا ہوا تھا اور جو ایک دوسرے سے مخالف تھا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے کہا میں نے اس حکم کی رو سے ممانعت کی تھی۔ عامل نے عرض کی' نہیں آپ نے اس فرمان کی اجازت دی تھی۔ حضرت فاروق اعظمؓ یہ سن کر خاموش ہو رہے اور اسی وقت ارباب شوریٰ کو جمع کر کے ایک مجلس منعقد کی بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ جمع ہوئے اور یہ مسئلہ پیش ہوا۔ کسی نے رائے دی کہ سنہ کا شمار (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے کیا جائے) حضرت فاروق اعظمؓ نے کہا اس میں عیسائیوں سے مشابہت پائی جاتی ہے کیونکہ ان کا سنہ بھی میلادی ہے۔ کسی نے کہا سال کا حساب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے ہو۔ کوئی بولا کہ اس میں فارسیوں کی تقلید کی جائے۔ فاروق اعظمؓ نے ان دونوں راویوں سے اختلاف کر کے ارشاد فرمایا بہتر ہوگا کہ سنہ کا شمار ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جائے۔ کیونکہ اسلام میں یہ بہت بڑا واقعہ گزرا ہے اور اسی کے بعد سے اسلام کی اشاعت ہوئی ہے لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ پھر بحث یہ پیدا ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول میں ہجرت فرمائی تھی۔ اس حساب سے شروع سال ربیع الاول سے ہو یا کہ عرب کے قدیم دستور کے لحاظ سے محرم کے مہینے سے ہو؟ لیکن چونکہ عرب میں سال محرم سے شروع ہوتا تھا اس لئے فاروق اعظمؓ نے دو مہینے کچھ دن ہٹ کر محرم کو سال کا پہلا مہینہ مقرر کیا۔

امیر المؤمنین کا لقب: فاروق اعظمؓ کے پیشتر ابوبکرؓ صدیق' خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے یاد کئے جاتے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ پھر جب فاروق اعظمؓ خلیفہ ہوئے تو ان کو لوگوں نے خلیفۂ خلیفۂ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنا شروع کیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے کہا اس طور سے رفتہ رفتہ کلام طویل ہو جائے گا۔ کیونکہ جب تیسرا خلیفہ ہوگا تو اس کو خلیفہ خلیفہ خلیفہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہو گے مناسب یہ ہے کہ تم لوگ مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں تم لوگ مجھے آج سے امیر المومنین کہا کرو''۔ چنانچہ اسی وقت سے یہ امیر المومنین کے لقب سے پکارے جانے لگے اور سب سے پہلے اس لقب کو انہوں نے ہی ایجاد کیا۔

بعض نے اس کی ابتداء یوں بیان کی ہے کہ ایک دفعہ لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم کوفہ سے مدینہ میں آئے اور فاروق اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہے۔ چونکہ کوفہ میں رہنے سے ان لوگوں کی زبان پر امیر المومنین کا لفظ چڑھا ہوا تھا۔ اطلاع کرنے کے وقت یہ کہا کہ امیر المومنین کو ہمارے آنے کی اطلاع کر دو''۔ عمرو بن العاص نے انہی الفاظ سے اطلاع کر دی۔ فاروق اعظمؓ نے اس خطاب کی وجہ دریافت فرمائی عمرو بن العاص نے واقعہ بیان کر دیا۔ عمر فاروقؓ نے بھی اس لقب کو پسند کیا اور اسی تاریخ سے شہرت عام ہوگئی۔

رفاہ عام: حضرت فاروق اعظمؓ کے حالات زندگی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو رفاہ عام کا بہت بڑا خیال تھا اور اس امر کا حتی الامکان بہت سخت اہتمام تھا کہ کوئی شخص بھوکا نہ رہے۔ غربا اور مساکین کے لئے بلا لحاظ مذہب بیت المال سے روزینے مقرر کر دیتے تھے ملک میں جس قدر اپاہج، ضعیف، از کار رفتہ اور لنگڑے ہوتے تھے سب کی تنخواہوں کا بیت المال ذمہ دار تھا۔ اکثر شہروں میں مہمان خانہ تعمیر کرا دیئے تھے۔ جو مسافر آتا تھا اس کو بیت المال سے کھانا ملتا تھا مدینہ منورہ میں جو لنگر خانہ تھا اس کا اہتمام خود فاروق اعظمؓ کے ہاتھ میں تھا۔

یتیموں کی پرورش: لاوارث بچوں کی پرورش کا بھی پورا خیال تھا۔ ۱۸ھ میں یہ انتظام کیا کہ جب کوئی لاوارث بچہ مل جاتا اس کو خاص اہتمام سے کسی دودھ پلانے والی کے سپرد کرتے اور اس کی تربیت و پرورش کے مصارف بیت المال سے دیئے جاتے۔ یتیموں کی پرورش اور ان کی جائیداد کا انتظام نہایت سرگرمی سے کرتے ایک حبہ بھی اس میں سے ضائع نہ ہونے دیتے۔ ایک دفعہ دس ہزار کی رقم حکم بن ابی العاص کو دی اور یہ کہا کہ یتیموں کا مال ہے زکوٰۃ نکالنے میں روز بروز کم ہوتا جاتا ہے تم اس کو تجارت میں لگاؤ۔ جو نفع ہو اس کو واپس دینا چنانچہ وہ رقم بڑھتے بڑھتے ایک لاکھ درہم تک پہنچ گئی۔

قافلہ کی نگہبانی: بکر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک روز فاروق اعظمؓ عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس آئے۔ عبدالرحمٰن اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ سے آنے کی وجہ دریافت کی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے کہا مدینہ کے باہر ایک قافلہ آیا ہے۔ آؤ ہم اور تم چل کر اس کی نگرانی کریں ایسا نہ ہو کہ گرد و نواح کے چور آ کر انہیں کچھ نقصان پہنچائیں''۔ عبدالرحمٰن یہ سن کر حضرت فاروق اعظمؓ کے ساتھ ہو لئے اور قافلہ کے قریب پہنچ کر رات بھر گشت کرتے رہے۔

شیر خوار بچوں کا وظیفہ: ایک دفعہ مدینہ منورہ میں ایک قافلہ آیا اور شہر کے باہر اترا اس مرتبہ آپ اکیلے اس کی خبر گیری اور نگہبانی کے لئے تشریف لے گئے۔ پہرہ دے رہے تھے کہ ناگاہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی۔ فاروق اعظمؓ اس طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ ایک بچہ شیر خوار عورت کی گود میں رو رہا ہے آپ نے اس کو بہلانے اور چپ کرانے کی تاکید کی۔ کچھ عرصہ کے بعد بچے کے رونے کی آواز سن کر پھر اس کے پاس گئے اور غصے سے فرمایا'' تو بہت بے رحم ماں ہے اس کو کیوں چپ نہیں کراتی''۔ عورت نے کہا تم مجھے بار بار کیوں دق کرتے ہو۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ بھوکا ہے اور میں اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہو کیونکہ جب تک بچے دودھ نہیں چھوڑتے عمرؓ ان کے وظیفہ نہیں مقرر کرتے''۔ فاروق اعظمؓ یہ سن کر رو دیئے اور صبح ہوتے ہی یہ حکم دیا کہ پیدا ہونے کے ساتھ ہی بچوں کا وظیفہ مقرر کر دیا جایا کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ کا احساسِ ذمہ داری: اسلم (فاروق اعظمؓ کے غلام) کا بیان ہے کہ ایک روز فاروق اعظمؓ رات کے وقت مدینہ سے حرہ کی طرف گشت کرنے کو نکلے۔ مقام ضرار میں پہنچ کر دیکھا کہ آگ روشن ہے۔ مجھ سے فرمایا آؤ جس طرف آگ روشن ہے اس طرف چلیں۔ جب ہم لوگ قریب گئے تو دیکھا کہ ایک عورت آگ پر ہانڈی چڑھائے بیٹھی ہے اور اس کے پاس دو تین بچے رو رہے ہیں۔ فاروق اعظمؓ نے کہا السلام علیک یا اصحاب الضوء عورت نے جواب دیا علیک السلام پھر فاروق اعظمؓ نے قریب آنے کی اجازت طلب کی۔ اس نے اجازت دی آپ قریب جا کر بیٹھ گئے۔ حال دریافت کیا۔ عورت نے کہا اندھیری رات ہے۔ سردی زور کی پڑ رہی ہے اور یہ لڑکے بھوک سے رو رہے ہیں میں نے ان کی تسکین کو خالی ہانڈی آگ پر چڑھا دی ہے روتے روتے یہ سو جائیں گے تو کچھ انتظام کروں گی''۔ فاروق اعظمؓ نے کہا کیا عمرؓ تمہاری خبر گیری نہیں کرتا؟ عورت نے کہا ''وہ ہمارا امیر تو ہے لیکن ہم سے غافل ہے''۔ فاروق اعظمؓ یہ سن کر اٹھے اور مدینہ میں پہنچ کر بیت المال کو کھول کر آٹا' گوشت' کھجوریں' گھی نکالا اور اسلم سے کہا کہ میری پیٹھ پر رکھ دے۔ اسلم نے بار بار کہا کہ لائیے میں پہنچا آؤں' فرمایا ہاں قیامت میں تو میرا بار نہ اٹھا سکے گا۔ غرض سب چیزیں آپ لاد کر لائے اور عورت کے سامنے رکھ دیں' عورت نے آٹا گوندھنا شروع کیا اور آپ چولہا پھونکنے لگے یہاں تک کہ کھانا تیار ہوا۔ لڑکوں نے پیٹ بھر کر کھایا' اچھلنے کودنے لگے۔ عورت نے کہا ''اللہ تمہیں جزائے خیر دے تم امیر المومنین ہونے کے سزاوار ہو نہ کہ عمرؓ''۔

فرائضِ منصبی: فاروق اعظمؓ جس طرح رفاہ عام اور ممالک اسلام کے انتظام و انصرام میں سرگرم رہتے تھے اسی طرح اپنے فرائض منصبی امامت و خلافت کو پوری مستعدی سے ادا کرتے تھے۔ احکام و عقائد مذہبی کی پابندی اس درجہ تھی کہ ذرا ذرا سی باتوں پر ٹوک دیتے تھے۔ جہاں کہیں لوگوں کو کسی غلطی میں مبتلا دیکھتے تو فوراً تنبیہ کرتے ایک دفعہ حج کرنے کو گئے طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دے کر سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگے ''میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے تجھے استلام (چومتے) کرتے ہوئے دیکھا ہے اس وجہ سے میں بھی کرتا ہوں''۔ محدثین نے اس خیال سے فاروق اعظمؓ کے دامن جلالت پر اس قول سے بدنما دھبہ لگ جائے گا کہ انہوں نے شعائر اللہ کی اہانت کی۔ جہاں فاروق اعظمؓ کا یہ قول نقل کیا ہے وہاں اس قدر اور اضافہ کر دیا ہے کہ علیؓ ابن ابی طالب نے ان کو اس کے کہنے سے روکا تھا اور یہ ثابت کر دیا تھا کہ ''حجر اسود نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے کیونکہ قیامت میں شہادت دے گا''، لیکن ناقدین فن حدیث نے اس اضافہ کو غلط اور بے بنیاد ٹھہرایا ہے۔

شرک کا استیصال: فتح مکہ سے پیشتر جس درخت کے نیچے بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے جہاد کی بیعت لی تھی اور زمانہ خلافت فاروق اعظمؓ میں لوگ متبرک سمجھ کر اس کی زیارت کو آنے لگے۔ فاروق اعظمؓ نے اس کو کٹوا دیا اس خیال سے کہ آئندہ اس کی پرستش نہ ہونے لگے اور رفتہ رفتہ اس کے ذریعہ سے اسلام میں شرک کا دخل نہ ہو جائے۔ اصل یہ ہے کہ اسلام انہیں غلطیوں کے مٹانے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت سکھانے کو آیا ہے۔ آج کل کا زمانہ ہوتا تو بیچارے فاروق اعظمؓ پر اللہ جانے کیا فتویٰ لگایا جاتا۔

برائیوں کا انسداد: فاروق اعظمؓ نے عرب کے اخلاق ذمائم کی اصلاح بھی پوری پوری کی' زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ لوگ اپنے انساب پر فخر و غرور اور عام لوگوں کی حقارت' ہجو اور بدگوئی کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے مساوات کا اس درجہ خیال رکھا کہ آقا و خادم کی تمیز اٹھا دی۔ ہجو کو حرام قرار دے دیا۔ شعر و شاعری کو روک دیا۔ کیونکہ عشق و ہوا پرستی کا یہ بہت بڑا ذریعہ تھا۔ شعراء کو تشبیب (عورتوں کی نسب عشقیہ اشعار) لکھنے کی ممانعت کر دی۔ روک تھام کی غرض سے شراب خوری کی سزا بڑھا دی۔ پہلے شراب خور کو ۴۰ درے مارے جاتے تھے انہوں نے اسی درے مارے جانے کا حکم دے دیا۔ الغرض فاروق اعظمؓ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کو اسی حیثیت سے چلایا' جس پاک اور مقدس طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بنیاد ڈالی تھی اور ان سب باتوں سے یہ اثر پیدا ہوا کہ باوجود ثروت' دولت اور وسعت کے اس زمانے میں لوگوں نے عیش وعشرت میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کو نہ بھلایا۔

اوّلیات فاروقیؓ: اکثر مؤرخوں نے ان کی ایجاد کی ہوئی باتوں کو یکجا کر کے لکھا ہے اور ان کو اولیات سے تعبیر کیا ہے جس کی تفصیل کے لئے ایک علیحدہ کتاب لکھنے کی ضرورت پڑے گی لیکن ہم ان میں سے بعض بعض کو علی سبیل الاختصار درج ذیل کرتے ہیں:

(۱) بیت المال قائم کیا (۲) عدالتیں قائم کیں' قاضی مقرر کئے (۳) تاریخ وسنہ ایجاد کیا (۴) امیر المومنین کا لقب اختیار کیا (۵) زمین کی پیائش کرائی (۶) نہر کھدوائی (۷) شہر آباد کئے (۸) ممالک مفتوحہ کو صوبوں پر تقسیم کیا (۹) عشور' یعنی مال تجارت پر محصول درآمد دیکے مقرر کیا (۱۰) حربی تاجروں کو ممالک اسلامیہ میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت دی (۱۱) راتوں کو گشت کر کے رعایا کا احوال دریافت کرنا اپنا معمول بنایا (۱۲) مکہ معظمہ سے مدینہ تک مسافروں کے لئے مکانات اور کنوئیں بنوائے۔ (۱۳) مختلف شہروں میں مہمانوں کے لئے مہمان خانے تعمیر کرائے (۱۴) نماز تراویح کو جماعت سے پڑھنے کا حکم دیا (۱۵) شراب کی سزا ۸۰ درے مقرر کئے (۱۶) تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کی (۱۷) نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر اجماع کرایا (۱۸) مساجد میں وعظ کا طریق قائم کیا (۱۹) اماموں وموذنوں اور ملکی خدمت پر لوگوں کی تنخواہیں مقرر کیں (۲۰) ہجو کہنے پر تعزیر مقرر کی (۲۱) اشعار تشبیب لکھنے کی ممانعت کی (۲۲) امہات ولد کے بیع سے منع کیا۔

ان کے سوا فاروق اعظمؓ کی اور بہت سی اولیات ہیں جو طوالت کلام کے خیال سے قلم انداز کی جاتی ہیں۔

نسب ونام وولادت: فاروق اعظمؓ سباً قرشی عدوی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھویں پشت میں ملتے ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن زراح بن عدی بن کعب بن لوئی کعب کے دو بیٹے تھے ایک عدی دوسرا مرہ۔ مرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں ہیں اور عدی کی اولاد سے فاروق اعظمؓ ہیں۔ نام ان کا عمر تھا' کنیت ابوحفص اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق کے لقب سے ملقب فرمایا تھا۔ ہجرت نبوی سے تقریباً ۴۰ برس اور یوم الفجار سے ۴ برس پہلے پیدا ہوئے۔ ان کی ماں کا نام تھا' ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی بیٹی ابوجہل کے چچا کی لڑکی تھیں۔

ان کے لڑکپن کے حالات کتابوں میں تلاش کرنے سے بھی کم ملیں گے۔ لیکن جس قدر تفحص سے ملے' یہ ہیں کہ خطاب نے سن شعور پر پہنچنے کے بعد عمر کو اونٹوں کے چرانے کی خدمت سپرد کی تھی جو عرب میں ایک قومی شعار سمجھا جاتا تھا۔ جب جوان ہوئے تو عرب کے دستور کے موافق نسب دانی' سپہ گری' پہلوانی کی تعلیم پائی۔ بازار عکاظ میں جہاں سالانہ اہل فن کا میلہ لگتا تھا یہ اکثر کشتی لڑتے تھے شہسواری میں یہ کمال حاصل تھا کہ گھوڑے پر اچھل کر سوار ہوتے تھے اور ایسا جم کر بیٹھتے تھے کہ بدن کو مطلق حرکت نہ ہوتی تھی اس زمانے کی ضرورت کے موافق لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے۔ فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ وقت بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں صرف ۱۷ آدمی لکھے پڑھے تھے ان میں سے ایک عمر بن الخطاب تھے۔

ازواج: حضرت عمرؓ کے قبول اسلام ہجرت اور ان کی فتوحات کی تفصیل ہم اوپر لکھ آئے ہیں جس کو آپ پڑھ چکے ہیں ان کا پہلا نکاح جاہلیت میں زینب بن مظعون سے بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح سے ہوا جس کے بطن سے عبداللہؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن اکبر اور حضرت حفصہ پیدا ہوئیں۔ زینب مکہ میں ایمان لائیں اور وہیں انتقال کیا۔ یہ عثمان بن مظعون کی بہن تھیں۔ جو سابقین اسلام میں سے تھے اور جن کا اسلام لانے والوں میں چودھواں نمبر تھا۔ دوسرا نکاح جاہلیت ہی میں ملیکہ بنت بزدل خزاعی سے کیا جس سے عبیداللہ پیدا ہوئے۔ چونکہ یہ اسلام نہیں لائیں اس وجہ سے ۶ھ میں ان کو طلاق دے دی۔ تیسری بیوی قریبہ بنت ابی مخزومی تھیں جن سے جاہلیت میں نکاح کیا اور ۶ھ میں بعد صلح حدیبیہ اسلام نہ لانے کی وجہ سے طلاق دی۔ پھر چوتھا نکاح اسلام میں ام حکیم بنت الحرث بن ہشام مخزومی سے کیا جس سے فاطمہ پیدا ہوئیں ان کی بابت اختلاف کیا گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ طلاق دی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ طلاق نہیں دی' مدینہ میں آنے کے بعد ۷ھ میں جمیلہ بنت عاصم بن ثابت بن ابی الفلح اوسی انصاری سے نکاح کیا۔ جن سے عاصم پیدا ہوئے۔ لیکن ان کو کسی وجہ سے طلاق نہ دی ان کا نام پہلے عاصیہ تھا۔ جب ایمان لائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیلہ نام رکھا پھر ان نکاحوں کے بعد اخیر عمر میں ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالبؓ سے چالیس ہزار مہر پر نکاح کیا ان کے بطن سے رقیہ وزید پیدا ہوئے۔

حضرت عمر کا ام کلثوم سے نکاح: ام کلثوم بنت علی بن ابی طالبؓ کے واقعہ تزویج کو بڑے بڑے معتمد و معتبر مورخین طبری' ابن حبان' ابن قتیبہ اور ابن اثیر نے اپنی اپنی کتابوں میں تصریح کے ساتھ لکھا ہے کہ فاروق اعظمؓ نے ام کلثوم بنت فاطمہ بنت رسول اللہ سے نکاح کیا اور وہ ان کی بیوی تھیں۔ کتاب الثقاۃ میں ابن حبان ۷۰ھ کے واقعات میں لکھتا ہے:

ثم تزوج عمر ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب و هي من فاطمة و دخل بها في شهر ذی القعده))

''یعنی عمرؓ نے ام کلثومؓ بنت علی ابن ابی طالب سے جو فاطمہ کے بطن سے تھیں' عقد کیا اور ماہ ذیقعدہ میں عروسی کی''۔

ابن اثیر تاریخ کامل میں تحریر کرتا ہے:

((ثم تزوج ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب و امها فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم و اصدقها اربعین الفاً))

''عمرؓ نے ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالبؓ سے عقد کیا ام کلثوم کی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں چالیس ہزار مہر ادا کیا''۔

ابن قتیبہ نے معارف میں ذکر اولاد عمرؓ میں لکھا ہے:

((و فاطمة زید و امها ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب من فاطمه بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم))

''اور فاطمہ اور زید ان کی ماں ام کلثوم ہیں جو علی بن ابی طالبؓ کی لڑکی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے تھیں''۔

اسد الغابہ فی احوال الصحابہؓ میں ابن اثیر نے تفصیل کے ساتھ واقعہ تزویج کو لکھا ہے اور طبری نے جا بجا اس کی تصریح کی ہے۔ بخاری شریف باب الجہاد میں بھی ضمناً اس کا بیان آ گیا ہے کہ ایک دفعہ فاروق اعظمؓ نے عورتوں کو چادریں تقسیم کیں۔ ایک بچ رہی اس کی نسبت تردد ہوا کہ کس کو دی جائے۔ حاضرین میں سے ایک نے فاروق اعظمؓ کو مخاطب کر کے کہا امیر المؤمنین ((اعط هذا بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم التی عندک یریدون ام کلثوم)) یعنی ''اے امیر المومنین اس چادر کو بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیجئے جو آپ کے عقد میں ہیں۔ ان لوگوں نے اشارۃً بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا تھا''۔ اس سے زیادہ اور کیا تصریح ہو سکتی ہے۔ ہاں فاروق اعظمؓ کی ایک اور بیوی ام کلثوم نامی تھیں جن کی تصریح مورخوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کر دی ہے۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ام کلثوم نے فاروق اعظمؓ کے ساتھ عقد کرنے سے انکار کر دیا تھا تب انہوں نے ام کلثوم بنت فاطمہ و علی کے لئے، علی ابن ابی طالبؓ سے درخواست کی اور جناب امیر نے فاروق اعظمؓ سے ان کا عقد کر دیا۔

فکیہۃ، یمینۃ اور عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل بھی فاروق اعظمؓ کی بیویوں میں تھیں۔ فکیہۃ، یمینۃ کی نسبت بعض کہتے ہیں کہ یہ ام الولد تھیں۔ لیکن یہ امر پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا ان کے بطن سے عبدالرحمٰن اوسط پیدا ہوئے اور عاتکہ بنت زید ابن عمرو بن نفیل چچیری بہن تھیں ان کا نکاح پہلے عبداللہ بن ابوبکر صدیق سے ہوا تھا۔ جب یہ غزوہ طائف میں شہید ہو گئے تو فاروق اعظمؓ نے ۱۲ھ میں ان سے نکاح کیا۔

اولاد: فاروق اعظمؓ کثیر الاولاد تھے۔ ام المومنین حفصہؓ انہیں کی صاحبزادی تھیں جو ازواج مطہرات میں داخل ہیں اور اسی وجہ سے بہ نسبت اوروں کے یہ ممتاز و مشہور ہیں یہ پہلے خنیس بن حذافہ کے عقد میں تھیں جو مہاجرین صحابہ سے تھے جب غزوہ احد میں خنیس شہید ہو گئے تو ۲ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عقد کر لیا۔ اولاد مذکور میں سے عبداللہ زیادہ نامور ہیں کیونکہ یہ سابق الایمان اور فقہ و حدیث کے بڑے رکن تسلیم کئے جاتے ہیں۔ کتب احادیث میں ان کے مسائل اور روایتیں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ تقریباً کل غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، علاوہ ان کے عبیداللہ، عاصم، ابوشحمہ، عبدالرحمٰن، زید مجیر بھی فاروق اعظمؓ کی اولاد سے ہیں، معارف ابن قتیبہ، اسد الغابہ بن افلکان اور کامل ابن اثیر وغیرہ میں ان لوگوں کے حالات تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں لیکن ہم بہ نظر اختصار اس سے اعراض کرتے ہیں۔

غذا و لباس: ان کے دسترخوان پر معمولاً روٹی اور روغن زیتوں کے سوا اور چیزیں کم ہوتی تھیں آٹا کبھی گیہوں کا ہوتا اور کبھی جو کا لیکن چھنا ہوا نہ ہوتا۔ اس کے سوا گاہے گاہے ترکاری، سرکہ، دودھ، گوشت بھی ہوتا تھا لباس میں کسی قسم کا تکلف نہ تھا، ہمیشہ موٹے کپڑے پہنتے تھے اور اکثر کپڑوں میں پیوند ہوتے تھے۔ حسنؓ کہتے ہیں کہ فاروق اعظمؓ ایک روز خطبہ پڑھ رہے تھے ان کی ازار (تہ بند) میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے ان میں سے ایک چمڑے کا تھا۔ ابوعثمان کا بیان ہے کہ میں نے فاروق اعظمؓ کو جمرہ میں رمی کرتے ہوئے دیکھا تھا ان کی ازار (تہ بند) میں ایک پیوند جراب کا لگا ہوا تھا۔ فتح بیت المقدس کے وقت جب آپ تشریف لے گئے تھے تو آپ کی قمیص میں ستر پیوند تھے، جن میں ایک چمڑے کا تھا۔

مزاج میں سادگی اور بے تکلفی بے حد تھی اور اسی سادگی اور بے تکلفی سے اندر و باہر رہتے تھے۔ ایک مرتبہ زمانہ خلافت میں عیدگاہ، نماز عید پڑھانے جا رہے تھے اور پاؤں میں جوتا نہ تھا، ایک دفعہ اتفاق سے گھر میں دیر تک رہے باہر تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ پہننے کو کپڑے نہ تھے۔ انہیں کپڑوں کو دھو کر سکھا رہے تھے۔

معاش: جاہلیت اور اسلام میں خلافت سے پہلے تجارت کرتے تھے اور وہی ان کا ذریعہ معاش تھا جب خلیفہ ہوئے اور دربار خلافت سے فرصت کم ملنے لگی تو صحابہؓ کو جمع کر کے ان کی خدمت میں روزینہ مقرر کئے جانے کی درخواست کی۔ علی ابن ابی طالبؓ نے رائے دی کہ بیت المال سے اس قدر تنخواہ لے لیا کریں جو معمولی خوراک و لباس کے لئے کافی ہو، پھر جب ۱۵ھ میں تمام عرب کے وظائف مقرر کئے گئے تو اکابر صحابہ کے ساتھ ان کے پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر ہوئے۔

حلیہ و عمر: رنگت سفید تھی لیکن سرخی اس پر غالب تھی۔ قد نہایت لمبا تھا پیادہ پا چلنے میں معلوم ہوتا تھا کہ سوار جا رہے ہیں، رخسارے کم گوشت، داڑھی گھنی، مونچھیں بڑی، بال سر کے سامنے سے اڑ گئے تھے۔ عمر بچپن یا تر بچپن برس کی پائی اور بعض ساٹھ بتلاتے ہیں۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ تریسٹھ برس اور چھ مہینے کی عمر ہوئی۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۷

حضرت عثمانؓ بن عفان

۲۴ھ تا ۳۵ھ

خلیفہ کا انتخاب: فاروق اعظمؓ نے زخمی ہونے کے بعد ابوطلحہ انصاری اور مقداد بن الاسود کو ہدایت کی علی، عثمان، زبیر، سعد، عبدالرحمٰن اور طلحہ کو ایک مکان میں جمع کرنا۔ کسی کو ان کے پاس آنے جانے نہ دینا۔ تین روز کے اندر باتفاق رائے سے اپنے میں سے کسی کو خلیفہ بنالیں اور اگر اختلاف آراء ہو تو کثرت رائے سے عمل کیا جائے۔ درصورت مساوات عبداللہ بن عمر حاکم بنائے جائیں اور عبداللہ بن عمر اس فریق سے اتفاق رائے کریں جس میں عبدالرحمٰن بن عوف ہوں، اس زمانہ میں صہیب امامت کریں اور نماز پڑھائیں اور اگر اس تین دن کے اندر طلحہ آ جائیں تو وہ بھی شوریٰ میں شریک کر لئے جائیں۔ ورنہ ان کا انتظار نہ کیا جائے۔ چنانچہ اس حکم کے مطابق ابوطلحہ اور مقداد نے مسور بن مخرمہ نے بعض کہتے ہیں کہ ام المومنین عائشہؓ صدیقہ کے مکان میں ان لوگوں کو جمع کیا۔ اتنے میں عمرو بن العاص اور مغیرہ بن شعبہ دروازے پر آ کر بیٹھ گئے۔ سعد آئے اور یہ کہہ کر ان کو اٹھا دیا کہ ''تم لوگ اس دروازے پر اس ارادے سے آ کر بیٹھے ہو کہ کل کو کہو گے ہم بھی اہل شوریٰ میں سے تھے''۔ عمرو بن العاص اور مغیرہ چلے گئے۔ ارباب شوریٰ میں انتخاب خلیفہ کی بابت بحث و مباحثہ ہونے لگا۔

حضرت عبدالرحمٰن کی دست برداری: عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا ''تم میں ایسا کوئی شخص ہے جو اپنے کو ان لوگوں سے علیحدہ کر لے جو خلافت کے لئے نامزد کئے گئے ہیں تاکہ وہ تم میں سے جو افضل اور لائق ہو اس کو خلیفہ بنائے''۔ کسی نے کچھ جواب نہ دیا عبدالرحمٰن نے کہا ''میں اپنے کو اس جماعت سے علیحدہ کرتا ہوں، میں اس خدمت کو انجام دوں گا''۔ ارباب حل وعقد اس پر راضی ہو گئے۔ لیکن علی ابن ابی طالب نے لاونعم کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھے رہے۔ عبدالرحمٰن نے ان سے مخاطب ہو کر کہا ((ما تقول ابوالحسن)) ''اے ابوالحسن تم کیا کہتے ہو'' علی ابن ابی طالب بولے میں بھی راضی ہوں بشرطیکہ تم اقرار کرو کہ حق کرو گے، اپنے ہوائے نفسانی کی پیروی نہ کرو گے۔ نہ کسی رشتہ داری کا پاس ولحاظ کرو گے۔ حق کہنے میں کسی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملامت اور نصیحت کا خیال نہ کرو گے''۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے اس شرط کو تسلیم کر کے کہا ''اچھا آپ بھی اقرار کیجئے کہ آپ ہمارا ساتھ دیں گے جو ہماری رائے سے اختلاف کرے گا اس سے آپ بھی اختلاف کریں اور جس کو ہم خلافت کے لئے منتخب کریں گے اسے آپ بھی پسند کریں گے''۔

حضرت عبدالرحمٰن کی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے گفتگو: عبدالرحمٰن بن عوف' علی ابن ابی طالب اور حاضرین جلسہ میں باہم عہد و پیمان ہوا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا ''تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قرابت دار ہو' سابق الاسلام ہو' تم نے دینی خدمت بے حد کی ہے اس وجہ سے خلافت کے زیادہ مستحق ہو؟ جواب دیا اور عثمان بن عفانؓ پھر عثمان کو تخلیہ میں لے جا کر ان سے بھی ایسا ہی کہا۔ انہوں نے کہا علی؟ اس قدر گفتگو ہونے کے بعد جلسہ ختم ہو گیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف' صحابہ کبار اور لوگوں سے جو اس وقت مدینہ میں موجود تھے ملتے اور خلافت کی بابت چوتھے روز صبح تک دریافت کرتے رہے۔ بعد اس کے مسور بن مخرمہ کے مکان پر آئے' زبیر اور سعد کو بلا کر کہا ''صحابہ کا اتفاق علیؓ و عثمانؓ کی خلافت پر ہوتا ہے تم لوگ کیا کہتے ہو؟'' دونوں بزرگوں نے کہا ''ہم بھی اس سے متفق ہیں''۔ سعد نے عبدالرحمٰن سے کہا بہتر ہوتا کہ تم ہم سے اپنی بیعت لے لیتے اور ہم کو ان جھگڑوں سے آزاد کر دیتے! جواب دیا ''یہ نہیں ہو سکتا! میں نے اپنے کو ان سے مستثنیٰ کر لیا ہے جو خلافت کے لئے نامزد کئے گئے ہیں محض اس لئے کہ ان میں سے کسی کو منتخب کر لوں''۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن' علی اور عثمان کو بلا کر باتیں کرتے رہے۔ اتنے میں صبح کا وقت آ گیا کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ کیا باتیں ہوئیں اور ارباب شوریٰ میں کیا طے پایا؟

حضرت عمارؓ اور حضرت ابن ابی سرح کی تلخ کلامی: نماز فجر کے بعد مہاجرین' انصار اور امراء لشکر طلب کئے گئے۔ تھوڑی دیر میں ساری مسجد پُر ہو گئی اور تل رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی۔ عبدالرحمٰن نے حاضرین سے کہا جس کو تم لوگ خلافت کے لئے منتخب کیا چاہتے ہو اس کی طرف اشارہ کرو! عمار نے علی کی طرف اشارہ کیا۔ ابن ابی سرح نے کہا اگر قریش کے اختلاف کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عثمان کی خلافت پر بیعت کرتا! عبداللہ بن ربیعہ نے اس رائے سے اتفاق کیا' عمار اور ابن ابی سرح میں گفتگو بڑھ گئی سخت کلامی کی نوبت آ گئی۔ سعد نے اٹھ کر کہا اے عبدالرحمٰن اس سے پیشتر کہ لوگوں میں فتنہ برپا ہو جائے تم جس کو چاہو خلیفہ منتخب کر لو!

حضرت عثمانؓ کا انتخاب: عبدالرحمٰن نے جواب دیا میں نے اپنے ذہن میں خلیفہ منتخب کر لیا ہے اور رائے قائم کر لی ہے۔ اے لوگو! ذرا دم بھر خاموش ہو جاؤ۔ پھر علیؓ کی طرف مخاطب ہو کر کہا ''تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اور وہ درمیان میں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی کتاب' سنت رسول اللہ اور دونوں خلفاء (ابوبکر و عمر) کی سیرت کی تعلیم دینا۔ اس شرط پر خلافت کی بیعت تمہارے ہاتھ پر کی جاتی ہے۔ علیؓ نے جواب دیا ''میں امید کرتا ہوں کہ اس کی کوشش کروں گا اور اپنے مبالغ علم و طاقت کے موافق عمل پیرا ہوں گا''۔ یہ جواب پا کر عبدالرحمٰن نے عثمان سے مخاطب ہو کر یہی کلمات کہے۔ عثمانؓ نے کہا ''ہاں میں ایسا ہی کروں گا ان شاء اللہ تعالیٰ''۔

بیعتِ خلافت: عبدالرحمٰن نے یہ سنتے ہی سقف مسجد کی طرف سر اٹھایا اور اپنا ہاتھ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں دے کر یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے لگے ((اللھم اشھد انی قد جعلت ما فی عنقی من ذلک فی عنق عثمان)) ''اے اللہ! تو گواہ رہنا کہ بیعت خلافت کا بار جو میری گردن پر تھا اس کو میں نے عثمان کی گردن پر ڈال دیا''۔ اس کے بعد حاضرین بیعت کرنے لگے اور بیعت عام ہوگئی۔ بیعت عامہ کے دن طلحہ آئے۔ عثمان طلحہ کے پاس گئے عثمان نے کہا ''تم کو اختیار ہے اگر تم میری بیعت سے انکار کرو تو میں خلع خلافت کر دوں''۔ طلحہ بولے کیا سب نے بیعت کر لی! عثمان نے کہا ہاں! طلحہ نے کہا میں اس سے اختلاف نہیں کرنا چاہتا جس پر سب نے اتفاق کر لیا ہے میں تمہاری خلافت سے راضی ہوں۔

پہلا مقدمہ: حضرت فاروق اعظمؓ کی شہادت کے دوسرے دن عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے عبیداللہ بن عمر سے کہا میں نے قبل واقعہ شہادت ہرمزان اور ابولولو اور جفینہ عیسائی باشندہ حیرہ کو ایک جگہ مشورہ کرتے دیکھا ہے اور یہ خنجر جس سے فاروق اعظم شہید کئے گئے ہرمزان کے ہاتھ میں تھا مجھے دیکھ کر یہ لوگ خاموش ہو گئے اور خنجر ہرمزان کے ہاتھ سے گر پڑا تھا۔ عبیداللہ بن عمر کے دل میں ان لوگوں کی عداوت پیدا ہوگئی۔ چنانچہ عبیداللہ نے ہرمزان کو مار ڈالا۔ سعد بن ابی وقاص نے دوڑ کر عبیداللہ کو گرفتار کر لیا۔ اگلے دن دربار خلافت میں مقدمہ پیش ہوا۔ علیؓ نے عبیداللہ کے قتل کی رائے دی۔ عمرو بن العاص نے مخالفت کی اور کہا ''یہ مناسب نہیں ہے کل اس کا باپ مارا گیا ہے آج لڑکا مارا جائے''۔ عثمانؓ ذی النورین نے کہا ''میں عبیداللہ کا ولی ہوں اپنے پاس سے ہرمزان کا خون بہا ادا کرتا ہوں''۔ یہ کہہ کر اپنے مال سے خون بہا ادا کر دیا اور منبر پر چڑھ کر ایک پُر اثر خطبہ دیا۔ کل حاضرین نے بیعت کی۔

حضرت مغیرہ کی معزولی: اس کے بعد سعد بن ابی وقاص کوفہ کے گورنر مقرر کئے گئے۔ مغیرہ کو حسب وصیت فاروق اعظمؓ معزول کیا۔ معزولی کی وجہ ذوالنورین نے بیان کی' میں نے مغیرہ کو کسی خیانت یا جرم میں معزول نہیں کیا بلکہ فاروق اعظمؓ کی وصیت سے یہ تقرری اور معزولی عمل میں آئی ہے۔

اسکندریہ کی بغاوت: بعض نے روایت کی ہے کہ جس وقت شام کو خیر باد کہہ کر ہرقل قسطنطنیہ چلا گیا۔ مسلمانوں نے اسکندریہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا لیکن رومیوں کو یہ امر شاق گزرا اور در پردہ وہ اپنے کو ہرقل ہی کا ماتحت سمجھتے اور اس سے خط و کتابت کرتے رہے۔ ۲۵ھ میں ہرقل نے اہل سکندریہ کے لکھنے پر ایک لشکر بسرداری منویل خصی' اسکندریہ روانہ کیا۔ ساحل اسکندریہ پر ہرقل کا جنگی جہاز لنگر انداز ہوا۔ اسکندریہ کے رومی باشندے ہرقل کی فوج سے مل گئے تھے مگر مقوقس اپنے معاہدہ پر قائم رہا۔ منویل خصی کو اسکندریہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ اس سبب سے ہرقلی لشکر نے مصر کا رخ کیا۔ عمرو بن العاص کو اس کی خبر لگی۔ اسلامی لشکر لے کر مقابلہ پر آئے اور نہایت سختی سے شکست دے کر اسکندریہ تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ اسکندریہ میں پہنچ کر بہت بڑا معرکہ پیش آیا۔ لیکن میدان جنگ مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ رومیوں کے بے شمار سپاہی معرکہ میں کام آئے ان کا سپہ سالار منویل خصی مارا گیا۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد اہل اسکندریہ نے درخواست پیش کی کہ منویل خصی نے مصر کی روانگی کے وقت ہم لوگوں کے مال و اسباب چھین لئے تھے اور ہم لوگ آپ کے عہد و ذمہ میں تھے۔ عمر بن العاص نے ان لوگوں سے شہادتیں لیں جس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے اپنے مال واسباب کو پہچانا اور شہادت سے ان کو ثابت کر دیا۔ عمرو بن العاص نے اس کو فوراً واپس کر دیا اور شہر پناہ منہدم کر کے مصر کو واپس آئے۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی معزولی: ۳۵ھ میں عثمان ذوالنورین نے سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کی گورنری سے معزول کیا۔ باعث یہ ہوا کہ سعد بن ابی وقاص نے عبداللہ بن مسعود کے ذریعے سے بیت المال سے کچھ قرض لیا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد عبداللہ بن مسعود نے تقاضا کیا سعد اس کو ادا نہ کر سکے عثمان ذوالنورین کو یہ خبر پہنچی سعد کو معزول کر کے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو مامور کیا۔ اس کے بعد عتبہ بن فرقد کو آذربائیجان کی حکومت سے معزول کیا ان کا معزول ہونا تھا کہ اہل آذربائیجان باغی ہو گئے۔ ولید بن عقبہ نے ان پر فوج کشی کی مقدمۃ الجیش پر عبداللہ بن سہیل محمصی تھے۔

آذربائیجان اور آرمینیہ کی مصالحت: اسلامی لشکر نے اہل موقان، برزند اور طیلسان پر دھاوا کیا اور بزور تیغ اس کو فتح کر کے لڑنے والوں کو قید کر لیا۔ اہل آذربائیجان نے یہ رنگ دیکھ کر صلح کی درخواست کی۔ چنانچہ حذیفہ نے آٹھ سو درہم سالانہ خراج پر صلح کر کے اسی وقت یہ رقم وصول کی۔ اس کے بعد متعدد سرایا اطراف و جوانب کی طرف روانہ کئے۔ سلمان بن ربیعہ باہلی بارہ ہزار فوج لے کر ارمینیہ کی طرف بڑھے اور وہاں سے مظفر و منصور ولید کی طرف آئے اور ولید کوفہ کی طرف لوٹے۔

قالیقلا کی فتح: اثناء راہ میں جس وقت موصل پہنچے عثمان ذوالنورین کا فرمان ملا۔ لکھا تھا ''معاویہ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ رومیوں نے ایک فوج کثیر سے مسلمانانِ شام پر خروج کیا ہے لہٰذا جس مقام پر میرا یہ فرمان تم کو ملے اسی مقام سے دس ہزار فوج مسلمانوں کی مدد پر بھیج دینا''۔ ولید نے اس خط کو امراء لشکر کے روبرو پڑھ کر سنایا اور سلمان بن ربیعہ کو آٹھ ہزار فوج کے ساتھ مسلمانان شام کی کمک پر روانہ کیا۔ قتل و غارت کرتے ہوئے شام کی طرف بڑھے اور حبیب بن مسلمہ کے ساتھ سرزمین روم میں داخل ہوئے۔ بعض مورخوں کا بیان ہے کہ حبیب بن مسلمہ نے معاویہ والی شام سے امداد طلب کی تھی۔ معاویہ نے دربار خلافت میں اطلاع دی کہ ''حبیب بن مسلمہ آرمینیہ پہنچ گئے۔ قالیقلا کو محاصرے کے بعد فتح کر لیا ہے۔ اکثر روی جزیہ دے کر ٹھہر گئے۔ بعض جلاوطن ہو کر چلے گئے، حبیب بن مسلمہ اس کامیابی کے بعد قالیقلا میں ٹھہرے ہیں، بطریق آرمیناقس، بلادملطیہ، سیواس اور قونیہ سے اسی ہزار فوج جمع کر کے براہ خلیج قسطنطنیہ حبیب پر چڑھ آیا ہے''۔

حبیب بن مسلمہ کی فتوحات: چنانچہ امیر المومنین عثمانؓ نے سعید بن العاص کو حبیب کی امداد کا حکم دیا اور سعید بن العاص نے سلمان کو چھ ہزار یا آٹھ ہزار کی جمعیت سے حبیب کی امداد پر روانہ کیا، حبیب اور سلمان نے رومیوں کا جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ رومیوں کو شکست ہوئی کامیابی کے بعد حبیب قالیقلا کی طرف لوٹے راہ میں بطریق خلاط، عیاض بن غنم کا امان نامہ لئے ہوئے ملا۔ اور اس نے حسب اقرار خراج ادا کیا۔ خلاط سے نکل کر سیر جان پہنچے۔ اس کے والی نے پھر والی اردستان نے صلح کر لی اور اس کے بعد دبیل کا محاصرہ کیا۔ ایک ہفتہ کے بعد اہل دبیل پھر کل اہل بلاد سیر جان نے مصالحت کر لی، اہل شمشاط مقابلے پر آئے لڑائی ہوئی اسلامی لشکر نے ان کو شکست دے کر ان کے قلعے چھین لئے۔ بعدہ بطریق حرازن نے صلح

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی درخواست کی جزیہ مقرر کر کے اس سے بھی مصالحت کر لی۔ تفلیس کا قصد کیا تفلیس اور اس کے قرب و جوار کے متعدد قلعے اور شہر بہ صلح و امان فتح ہو گئے۔

سلمان بن ربیعہ کی فتوحات: سلمان بن ربیعہ باہلی نے اران پر چڑھائی کی اہل بلیقان' بروعہ اور اس کے کل نواح والوں نے جزیہ دے کر صلح کی۔ اکراد بوشنجان برسر مقابلہ آئے عساکر اسلامیہ نے ان پر بھی فتح یابی حاصل کی۔ بعض نے جزیہ دے کر وہیں سکونت اختیار کی اور بعض جلاوطن ہو کر نکل گئے۔ پھر شہر شمکور (جس کا نام بعد میں متوکلیہ ہوا) کو فتح کر کے قلیہ کی طرف گئے اور اس پر قبضہ حاصل کر کے کسکر کا رخ کیا۔ والی کسکر نے خود کو مقاومت سے معذور سمجھ کر جزیہ پر صلح کر لی۔ غرض مسلمان شروان اور کل بلاد جبال پر باب تک نہایت آسانی سے قبضہ حاصل کر کے واپس ہوئے۔

حضرت معاویہؓ کی پیش قدمی: ان واقعات کے بعد معاویہ نے روم پر فوج کشی کی اور عوریہ تک بڑھتے چلے گئے رومی لشکر خائف ہو کر انطاکیہ اور طرسوس کے درمیانی قلعے خالی چھوڑ کر بھاگ گیا۔ معاویہ نے اپنے لشکریوں کو انہیں قلعہ جات میں قیام کرنے کا حکم دیا اور ان میں سے بعض کو ویران و مسمار کر دیا۔

افریقہ پر فوج کشی کا حکم: ۲۶ھ میں امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے عمرو بن العاص کو مصر کے محکمۂ مال کی خدمت سے معزول کر کے عبداللہ بن ابی سرح کو مامور کیا چند دنوں بعد عبداللہ بن ابی سرح نے عمرو بن العاص کی شکایت لکھی۔ امیر المومنین عثمانؓ نے عمرو بن العاص کو بلا لیا اور عبداللہ بن ابی سرح کو مالی و جنگی صیغوں کی حکومت دے کر افریقہ کی فوج کشی کا حکم دیا۔

طرابلس کی تسخیر: اس سے پیشتر ۲۱ھ میں عمرو بن العاص نے مصر سے برقہ کا رخ کیا تھا اور وہاں کے رہنے والوں نے تیرہ ہزار دینار جزیہ دے کر صلح کر لی تھی۔ پھر عمرو بن العاصی نے طرابلس پر چڑھائی کی تھی کئی مہینے تک محاصرہ کئے رہے۔ طرابلس کا شہر پناہ تین طرف سے پختہ بنا ہوا تھا' دریا کی جانب شہر پناہ کی دیوار نہ تھی۔ اثناء جنگ میں مسلمانوں نے یہ امر معلوم کر کے ایک روز حملہ کر دیا اور بزور تیغ شہر میں داخل ہو گئے رومیوں کو سوائے کشتیوں کے کہیں پناہ نہ ملی جتنے رومی شہر میں تھے ان میں سے معدودے چند جان بر ہوئے۔ عساکر اسلامیہ نے جی کھول کر لوٹا رومی کشتیوں پر سوار ہو کر شہر صبرہ کی طرف چلے گئے۔ مسلمانوں نے صبح ہوتے ہی صبرہ پر دھاوا کر دیا اور اس کو بھی بزور تیغ فتح کر کے طرابلس کی فتح کی تکمیل کر لی۔

زناتہ و مغلیہ قبائل کی اطاعت: برقہ میں زناتہ یعنی بربر رہتے تھے بیان کیا جاتا ہے کہ بربر اپنے بادشاہ جالوت کے قتل کے بعد مغرب کی طرف چلے گئے تھے اور لوبیہ و مراقبہ میں پہنچ کر منتشر ہو گئے تھے۔ پس زناتہ و مغلیہ (بربر کے دونوں قبیلے) ملک مغرب بلاد جبل میں اور لواتہ' برقہ میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ یہ مقامات زمانہ قدیم میں اطابلس کے نام سے مشہور تھے۔ پھر بربر قیام مغرب کے بعد اطراف و جوانب میں منتشر ہو کر سوس تک پہنچ گئے اور ہوارہ شہر لبدہ میں اور فغوسہ شہر صبرہ میں جا کر مقیم ہوئے۔ رومی وہاں سے جلاوطن ہو کر نکل گئے۔ ایک زمانہ تک یہ خود مختار رہے پھر رومیوں کے ماتحت ہو کر خراج ادا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ عمرو بن العاص نے ان پر چڑھائی کی۔ اہل مغرب نے تیرہ ہزار جزیہ دے کر صلح کر لی۔

حضرت عثمانؓ کی صحابہ کبار سے مشاورت: ۲۵ھ میں عثمان ذوالنورین نے عبداللہ بن ابی سرح کو فتح افریقہ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس شرط سے مامور کیا ''اگر اللہ تعالیٰ کامیابی و فتح یابی عنایت فرمائے گا تو مال غنیمت کے خمس کا خمس (یعنی پانچویں حصہ کا پانچواں حصہ) حسن خدمت کے صلہ میں دیا جائے گا۔ لشکر کے ایک حصہ کا عقبہ بن نافع بن عبدالقیس کو دوسرے حصہ کا عبداللہ بن نافع بن حرث کو سردار مقرر کیا۔ دس ہزار کی جمعیت سے سرداران عساکر اسلامی نے افریقہ کا رخ کیا۔ سرحد افریقہ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا باشندگان سرحد نے جزیہ دے کر صلح کر لی۔ اس کے بعد عبداللہ بن ابی سرح نے افریقہ کے اندرونی حصہ میں داخل ہونے کی دربار خلافت سے اجازت طلب کی۔ عثمان ذوالنورین نے ارباب حل وعقد اور سربرآوردہ صحابہ سے مشورہ طلب کر کے مدینہ منورہ سے ایک لشکر روانہ کیا۔ جس میں عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عمرو بن العاص، ابن جعفر، حسن، حسین اور ابن الزبیر (رضی اللہ عنہم) تھے۔

جرجیر کو دعوت اسلام: ۲۶ھ میں یہ حضرات عبداللہ بن ابی سرح کے ساتھ افریقہ پہنچے۔ برقہ میں عقبہ بن نافع مع عساکر اسلامی آ ملے اور بالاتفاق طرابلس کی طرف بڑھے۔ رومیوں نے طرابلس سے نکل کر مقابلہ کیا۔ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا رومی طرابلس چھوڑ کر بھاگ گئے۔ عساکر اسلامی نے قبضہ کر کے افریقہ کا رخ کیا اور متعدد فوجیں افریقہ کے شہروں کے سر کرنے کو روانہ کیں۔ افریقہ کا بادشاہ جرجیر نامی طرابلس اور طنجہ کے درمیانی شہروں پر حکمرانی کر رہا تھا۔ ہرقل کا ماتحت اور خراج گزار سمجھا جاتا تھا۔ پس جب اس کو یہ خبر پہنچی تو اس نے ایک لاکھ بیس ہزار فوج جمع کر کے شہر سبیطلہ (جو افریقہ کا دارالسلطنت تھا) سے شبانہ روز کی مسافت پر پہنچ کر مورچہ قائم کیا۔ عبداللہ بن ابی سرح نے جرجیر کو دعوت اسلام دی، جرجیر نے انکار کیا۔ جزیہ دینے کو کہا اس کو بھی منظور نہ کیا۔ مسلمانوں نے صف آرائی کی اور نہایت تیزی سے لڑائی شروع کر دی۔

فریقین کی جانب سے انعامات کا اعلان: اس اثناء میں ایک مدت گزر گئی بُعد مسافت کی وجہ سے کوئی خبر نہ معلوم ہوئی۔ عثمان ذوالنورین نے گھبرا کر عبدالرحمٰن بن زبیر کو ایک دستہ فوج کے ساتھ بطور کمک کے روانہ کیا۔ عساکر اسلامی نے ان کے پہنچنے سے فرط مسرت سے تکبیر کے نعرے بلند کئے جرجیر نے تکبیر کی آواز سن کر دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ایک تازہ دم فوج مسلمانوں کی مدد کو مدینہ منورہ سے آئی ہے۔ جرجیر اس سے فکرمند ہو گیا۔ اگلے دن عبدالرحمٰن بن زبیر میدان جنگ میں گئے عبداللہ بن ابی سرح کو نہ پایا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جرجیر نے منادی کرا دی ہے کہ جو شخص ابن ابی سرح کا سر کاٹ لائے گا اس کو صلہ میں ایک لاکھ دینار میں دوں گا اور اس سے اپنی بیٹی کا عقد کر دوں گا''۔ اس وجہ سے ابن ابی سرح میدان جنگ میں نہیں آئے۔ ابن زبیر نے یہ سن کر عبداللہ بن ابی سرح سے کہا تم بھی اپنے لشکر میں منادی کرا دو ''جو شخص جرجیر کا سر لائے گا میں اس کو مال غنیمت سے ایک لاکھ دینار دوں گا اور جرجیر کی لڑکی سے اس کا نکاح کر دوں گا اور اس کے بعد ملک کا حاکم بنا دوں گا''۔ جرجیر یہ خبر سن کر بے حد گھبرایا لیکن چارہ کار کچھ نہ تھا۔

سبیطلہ کی فتح: عبداللہ بن زبیر نے ابن ابی سرح کو یہ رائے دی کہ کارآزمودہ مسلمانوں میں سے ایک گروہ کو خیمے میں رہنے دو اور باقی فوج کو لے کر مقابلے پر جاؤ۔ رومیوں سے جی کھول کر لڑو یہاں تک کہ رومی تھک کر اپنے کیمپ کی طرف واپس ہوں اور اسلامی فوجیں بھی اپنی فرودگاہ کی جانب لوٹیں اس وقت وہ کارآزمودہ جو خیموں میں ہیں شمشیر بکف ہو کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رومیوں پر ٹوٹ پڑیں شاید اللہ جل شانہٗ رومیوں پر فتح عنایت فرمائے ورنہ اس صورت سے جیسا کہ تم لڑتے ہوئے یہ لڑائی ختم ہوتی نظر نہیں آتی"۔ اکابر صحابہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور اگلے دن ایسا ہی انتظام کیا۔ صبح سے زوال تک ایک گروہ لڑتا رہا فریقین تھک کر ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے ابن زبیر نے جو اسی وقت دموقع کے منتظر تھے اس دستہ فوج کو لے کر جو پہلے سے خیموں میں ٹھہرا دیا گیا تھا حملہ کر دیا۔ رومیوں نے بھاگ کر اپنے خیموں میں پناہ لی لیکن خیموں نے بھی ان کو پناہ نہ دی مسلمانوں نے قتل وقید کرنا شروع کر دیا۔ ابن زبیر نے بڑھ کر جرجیر کو تلوار کا ایک ایسا جچا تلا ہاتھ مارا کہ وہ ڈھیر ہو گیا۔ لڑائی ختم ہونے پر جرجیر کی لڑکی گرفتار ہو گئی ابن زبیر نے حسب اعلان اس کو لے لیا۔ کامیابی کے بعد عبداللہ بن ابی سرح نے شہر سبیطلہ کا محاصرہ کیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد فتح ہو گیا بے حد و بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ سواروں کو تین تین ہزار اور پیادوں کو ہزار ہزار ملے۔

مال غنیمت: عسا کر اسلامی نے فتح کرتے ہوئے قفصہ کی سرحد تک پہنچ کر قلعہ اجم کا محاصرہ کیا جس کو اہل افریقہ نے فوج و آلات حرب سے مستحکم کر رکھا تھا اور اس کو امان کے ساتھ فتح کیا۔ بعدہ اہل افریقہ نے دس لاکھ پانچ سو دینار جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ ابن زبیر فتح کی بشارت اور خمس لے کر مدینہ منورہ آئے۔ جس کو مروان ابن الحکم نے پانچ لاکھ دے کر خرید لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ افریقہ کا خمس اس کو دیا گیا لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ ابن ابی سرح کو افریقہ کی پہلی لڑائی کا خمس الخمس دیا گیا تھا۔

قمونیہ کا تاراج: ایک برس تین مہینے کے بعد عبداللہ بن ابی سرح افریقہ سے مصر واپس آئے۔ ہرقل نے یہ سن کر کہ اہل افریقہ نے وہ خراج جو اس کو دیتے تھے مسلمانوں کو دے کر صلح کر لی ایک بطریق خراج مقررہ وصول کرنے کے لئے افریقہ روانہ کیا۔ بطریق نے قرطاجنہ میں پہنچ کر اہل افریقہ سے خراج موعودہ طلب کیا اہل افریقہ نے انکار کیا اور یہ عذر کیا کہ "تم نے ہماری اس وقت کچھ مدد نہیں کی جس وقت ہم پر اسلامی لشکر آ پڑا تھا لہٰذا ہم خراج نہ دیں گے۔ بطریق نے ان کے عذر کو قبول نہ کیا۔ باہم لڑائی ہوئی بالآخر بطریق نے ان کو شکست دی۔ اہل افریقہ نے جریر کے بعد جس شخص کو اپنا بادشاہ بنایا تھا وہ بھاگ کر شام چلا آیا اور یہ وہ زمانہ تھا کہ علی ابن ابی طالب کے بعد لوگوں نے حضرت معاویہ امیر شام کی بیعت کر لی تھی۔ پس انہوں نے ایک لشکر بسرداری معاویہ خدیج سکونی افریقہ روانہ کیا۔ اسلامی لشکر اسکندریہ پہنچ گیا تھا کہ رومی بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔ معاویہ خدیج منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے افریقہ میں داخل ہوئے اور قمونیہ میں پڑاؤ ڈالا۔ بطریق نے تیس ہزار فوج کو مقابلے پر بھیجا۔ معاویہ نے شکست دے کر قلعہ جلولاء کا محاصرہ کر لیا۔ چاروں طرف منجنیقیں نصب کر کے سنگ باری کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک طرف کی فصیل گر پڑی اسلامی لشکر نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے اور شمشیر بکف قلعہ میں گھس پڑا جس قدر مال و اسباب تھا لوٹ لیا اور قرب و جوار کے قلعہ جات کو متعدد سرایا بھیج کر فتح کر لیا۔ جب کل افریقہ نے اطاعت قبول کر لی تو یہ لشکر مصر واپس ہوا۔

قسطنطین کا اسکندریہ پر حملہ و پسپائی: جس وقت ابن ابی سرح افریقہ سے جو کچھ حاصل کرنا تھا حاصل کر کے مصر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپس آئے قسطنطین بن ہرقل چھ سو کشتیاں لے کر اسکندریہ پر چڑھ آیا۔ چنانچہ ایک طرف اسلامی فوجیں براہ دریا ابن ابی سرح کے ساتھ اور دوسری طرف سے معاویہ بن ابی سفیان شامی لشکر کو لے کر مقابلے پر آئے۔ انہوں نے رات جوں توں امید وبیم میں گزاری صبح ہوتے ہی عساکر اسلامی نے صف آرائی کی۔ قسطنطین نے فوج کو کشتیوں سے خشکی میں اتار کر حملے کی غرض سے آگے بڑھایا۔ صبح سے ظہر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر قسطنطین زخمی ہو کر معدودے چند رومیوں کو لے کر شکست خوردہ صقلیہ چلا گیا اور ان لوگوں کو اپنی حالت سے آگاہ کیا اہل صقلیہ نے اس کی شکست سے برہم ہو کر اس کو حمام میں قتل کر ڈالا۔ یہ لڑائی ۳۱ھ اور بعض کہتے ہیں کہ ۳۴ھ میں ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

امیر معاویہ کی شام کی امارت پر تقرری: ابوعبیدہ نے حالت اختصار میں اپنے صوبجات مفوضہ پر عیاض بن غنم کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ یہ ان کے چچازاد اور خالہ زاد بھائی ہوتے تھے اور بعض نے لکھا ہے کہ ابوعبیدہ نے معاذ بن جبل کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ بہرکیف انتقال کے بعد ابوعبیدہ عیاض بن غنم نے سعد بن خدریج جمحی کو اپنا جانشین کیا۔ جب یہ انتقال کر گئے تو امیر المومنین فاروق اعظمؓ نے عمیر بن سعد انصاری کو اور بعد وفات یزید بن ابی سفیان دمشق پر معاویہ ابن ابی سفیان کو مامور کیا۔ پس معاویہؓ دمشق اور اردن کے حاکم رہے۔ یہاں تک کہ فاروق اعظمؓ شہید ہو گئے اور ایہ انتظام ایسا ہی رہا اور عمیر حمص اور قنسرین کے گورنر رہے۔ پھر زمانہ خلافت عثمانؓ بن عفان میں عمیر نے استعفاء داخل کیا تو حمص اور قنسرین بھی معاویہ کے دائرہ حکومت میں شامل کر دیا گیا اور بعد وفات عبدالرحمٰن بن ابی علقمہ عثمان ذوالنورین نے فلسطین کو بھی معاویہ کے سپرد کر دیا۔ پس رفتہ رفتہ خلافت عثمانؓ بن عفان کے دوسرے برس تک معاویہ کل اضلاع شام کے حاکم ہو گئے۔

قبرص کی فتح: معاویہ نے عہد خلافت فاروقی میں حمص سے قنسرین پر فوج کشی کی اجازت طلب کی تھی لکھا تھا کہ حمص سے قنسرین اس قدر قریب ہے کہ اہل حمص' قبرص کے کتوں کا بھونکنا اور مرغوں کا بولنا سنتے ہیں۔ فاروق اعظمؓ نے عمرو بن العاص سے قبرص کی کیفیت اور سفر دریا کی حالت دریافت فرمائی۔ عمرو بن العاص نے لکھا:

((انی وایت خلقاً کبیراً یرکبه خلق صغیر لیس الا السماء و الماء ان و دبکدن فلق القلوب و ان تحرک ازاغ العقول یزاد فیه الیقین قلة و الشک کثیرة و راکبه دود علی عودانِ مال غرق دان نجاہرق))

''میں نے دیکھا ہے کہ معدودے چند آدمی ایک گروہ کثیر کو سوار کر کے لے جاتے ہیں سوائے آسمان اور پانی کے کوئی چیز نہیں دکھائی دیتی۔ اگر دریا روانی سے ٹھہر گیا تو پریشانی بڑھ گئی اور موج زن ہو گیا تو اوسالی جاتے رہے۔ کامیابی کی امید کم' خطرے کا اندیشہ زیادہ اس کا سفر کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ کیڑا ایک لکڑی پر بیٹھا ہوا' لکڑی ذرا جھکی' کیڑا ڈوب گیا اور اگر صحیح وسلامت بچ گی تو چمک اٹھا''۔

فاروق اعظمؓ نے اس مضمون سے مطلع ہو کر معاویہ کو لکھا:

((و الذی بعث محمد صلی اللّٰه علیه وسلم بالحق الاحمل فیه مسلماً ابداً و قد بلغنی ان بحر الشام یشرف علی اطول شئی من الارض فیشائون اللّٰه کل یوم و لیلةٍ فی ان یغرق الارض

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیکف احمل الجنود علی هذا الکافر و باللّٰه المسلم و احد احب الی مماجرت الردم فایاک ان تعرض لی فی ذالک فقد علمت مالقی العلاء منی))

''اس ذات کی قسم ہے جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں لشکر اسلام کو ہرگز سفر دریا کی اجازت نہ دوں گا۔ میں نے سنا ہے کہ دریا شام زمین کے زیادہ حصہ کو دبائے ہوئے ہے ہر روز اللہ تعالیٰ سے زمین کو ڈبو دینے کی اجازت طلب کرتا ہے ایسی حالت میں لشکر اسلام کو میں اس کافر کے سفر کی کس طرح اجازت دوں' واللہ ایک مسلم سارے ملک روم سے مجھے زیادہ محبوب ہے خبردار ایسی جرأت نہ کرنا تم کو معلوم ہے جو میں نے علماء کے ساتھ کیا تھا''

اس بناء پر قبرص کا جہاد ملتوی ہو گیا۔

اہل قبرص سے مشروط مصالحت: فاروق اعظمؓ شہید ہو گئے اور عثمان ذوالنورین مسند خلافت پر متمکن ہوئے تب پھر معاویہ نے براہ دریا جہاد کرنے کی اجازت چاہی۔ عثمان ذوالنورین نے اجازت دی لیکن اس شرط سے کہ جس کا جی چاہے وہ اس جہاد میں شریک ہو کوئی شخص مجبور نہ کیا جائے۔ چنانچہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں سے ایک گروہ جانے پر راضی ہوا۔ ازانجملہ ابوذرؓ' ابوالدرداءؓ' شداد بن اوس' عبادۃ بن الصامت اور ان کی بیوی ام حرام بنت لحان رضی اللہ عنہم تھے۔ عبداللہ بن قیس (حلیف بنوفرازہ) ان مجاہدوں کے سردار مقرر کئے گئے۔ چنانچہ لشکر اسلام ملک شام سے اللہ کا نام لے کر قبرص کی طرف روانہ ہوا۔ مصر سے عبداللہ بن ابی سرح بھی ان لوگوں سے آ ملے۔ اہل قبرص نے سات ہزار دینار سالانہ خراج پر مصالحت کر لی۔ لیکن اس کی اجازت لے لی کہ اہل قبرص اسی قدر رومی بادشاہ کو بھی دیا کریں گے۔ مسلمان اس سے معترض نہ ہوں اور مسلمان ان کے سوا جس کا قصد کریں گے۔ اہل قبرص مانع نہ ہوں گے اور نیز اہل قبرص دشمنان اسلام (رومیوں) کی جاسوسی کریں گے اور مسلمانوں کو اپنے ملک سے دشمنان اسلام کی طرف جانے کا راستہ دے دیں گے۔ یہ فوج کشی ۲۸ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۲۹ھ اور بروایت بعض ۳۳ھ میں ہوئی تھی ام حرام کا انتقال اسی واقعہ میں ہوا۔ جس وقت دریا سے خشکی پر ام حرام اتریں گھوڑا بدک کر بھاگا گر پڑیں گردن ٹوٹ گئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کی تھی۔

مرقا کا معرکہ: فتح قبرص کے بعد عبداللہ بن قیس نے براہ دریا پچاس لڑائیاں لڑیں۔ جس میں ایک مسلمان بھی شہید نہ ہوا۔ ایک روز ساحل مرقا (سرزمین روم) پر اتر پڑے۔ کفار ٹوٹ پڑے' شہید کر ڈالا ملاح بھاگ کر اسلامی لشکر میں آیا سفیان بن عوف ازدی نے جس کو عبداللہ بن قیس نے امیر البحر مقرر کیا تھا اہل مرقا پر فوج کشی کی لڑائی ہوئی ہزاروں سے زیادہ اہل مرقا اور ایک گروہ مسلمانوں کا بھی اس لڑائی میں کام آیا۔ اسی لڑائی میں عوف خود بھی شہید ہو گئے۔

حضرت ابوموسیٰ کی معزولی: مسند خلافت پر متمکن ہوئے امیر المومنین عثمانؓ کو تین برس ہو چکے تھے کہ اہل آمد اور کردوں نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ ابوموسیٰ یہ خبر پا کر بصرہ سے اس بغاوت کو فرو کرنے کی غرض سے نکلے اپنے اسباب کو چالیس خچروں پر بار کر کے قصر سے نکالا حالانکہ اہل لشکر پیادہ پا جہاد کرنے پر آمادہ تھے اور عساکر اسلامی نے اس کو بطیب خاطر منظور کیا تھا لشکریوں نے خچروں کو دیکھ کر اعتراض کیا۔ ابوموسیٰ نے ترش روئی سے جواب دیا معترضین سیدھے امیر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المومنین عثمانؓ کے پاس گئے۔ ابوموسیٰ کی شکایت کی (شکایت کرنے والوں اور مخالفوں کا سردار غیلان بن خرشہ تھا) چنانچہ امیر المومنین نے تحقیق حال کے بعد ابوموسیٰ کو معزول کر کے عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کو حکومت بصرہ پر مامور کیا۔

عمال کی تقرری: عبداللہ بن عامرؓ امیر المومنین کا ماموں زاد بھائی تھا۔ اس وقت اس کی عمر تقریباً پچیس برس کی ہوگی۔ ابوموسیٰ کے لشکر کی اور عثمان بن ابی العاص ثقفی والیٔ عمان و بحرین کے لشکر کی سرداری اس کو دی گئی اور انتظاماً عبیداللہ بن معمر کو خراسان سے فارس کی گورنری پر تبدیل کیا۔ اور خراسان کی حکومت پر عمیر بن عثمان بن سعد کو متعین کیا۔ چنانچہ عمیر نے نہایت تیزی اور سختی سے فرغانہ تک دبا لیا۔ کسی شہر قریہ کو بغیر اصلاح کے باقی نہ چھوڑا۔ بعد ازاں اوائل ۴۰ھ خلافت میں امیر بن احمر لشکری خراسان کی گورنری پر، عبدالرحمٰن بن عبس کرمان کی حکومت پر مامور ہوا۔ آخر ۴۰ھ خلافت میں سجستان کی گورنری عمران بن الفضیل برجمی کو اور کرمان کی حکومت عاصم بن عمرو کو دی گئی۔

فارس پر قبضہ: اہل فارس ان تبدیلیوں کو اپنی بہتری کا ذریعہ سمجھ کر باہم سازش کر کے بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ لشکر کو مرتب و آراستہ کر کے مقابلہ پر آئے۔ عبیداللہ بن معمر نے اصطخر کے دروازے پر صف آرائی کی۔ اتفاق یہ کہ عبیداللہ بن معمر شہید ہو گئے اور ان کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ عبداللہ بن عامر یہ خبر پا کر لشکر بصرہ کو لے کر اہل فارس کی سرکوبی کو بڑھے۔ ان کے مقدمۃ الجیش پر عثمان بن ابی العاص میمنہ اور میسرہ پر ابوبرزۃ الاسلمی اور معقل بن یسار، سواروں پر عمران بن حصین تھے۔ اصطخر میں مقابلہ کی نوبت آئی۔ ایک بہت بڑی خوں ریز و خوف ناک لڑائی کے بعد اہل فارس شکست کھا کر بھاگ گئے۔ ہزاروں ایرانی مارے گئے۔ مسلمانوں نے اصطخر کو فتح کر کے دارالجرد کا رخ کیا اور وہاں سے کامیاب ہو کر شہر جور (یعنی اردشیر) کی طرف بڑھے جس کا ہرم بن حیان محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ عبداللہ بن عامر کے آتے ہی جور فتح ہو گیا[1] لیکن اہل اصطخر میں پھر بغاوت پھوٹ پڑی۔ عبداللہ بن عامر مجبور ہو کر اصطخر کی طرف لوٹے اور ایک طویل محاصرے کے بعد بزور تیغ اصطخر کو فتح کیا۔ ایران کے خاندانی امراء اور نامی گرامی سواران فارس کو قتل کر ڈالا کیونکہ ان لوگوں نے اس کو اپنا ملجاء بنا رکھا تھا اور ایرانیوں کو اس درجہ پامال کیا کہ اس کے بعد ان کو ذلت کے سوا عزت حاصل نہ ہوئی۔

عمال کی تقرری: امیر المومنین عثمانؓ کو فتح کی بشارت لکھی۔ دارالخلافت مدینہ سے حکم صادر ہوا بلاد فارس پر ہرم بن حیان

---

[1] جور کا محاصرہ کئے ہوئے ایک مدت گزر چکی تھی لیکن فتح نہ ہوتا تھا۔ اکثر ایسا بھی ہوتا تھا کہ کچھ لوگ محاصرے پر رہ جاتے اور کچھ حصہ لشکر کا اصطخر کے اطراف میں بغاوت دور کرنے کو چلا جاتا اور بغاوت فرو کرنے کے بعد جور لوٹ آتا۔ امیر لشکر ہرم بن حبان دن بھر روزہ رکھے دشمنوں سے لڑتے تھے اور شام کو افطار کر کے نماز میں مصروف ہو جاتے تھے۔ ایک ہفتے تک روزے پر روزہ رکھ کر لڑتے رہے۔ ہفتہ کے بعد جب ضعف زیادہ پیدا ہو گیا تو خادم سے کا تجھ کو کیا ہو گیا کہ میں پانی سے افطار کر کے روزے پر روزہ رکھتا ہوں اور تو کھانا نہیں دیتا۔ خادم نے کہا میرے امیر میں برابر آپ کے کہنے کے مطابق کھانا رکھ جاتا ہوں کبھی میں نے ناغہ نہیں کیا۔ ہرم کو یہ سن کر سخت تعجب ہوا۔ اگلے روز خادم کھانا رکھ کر علیحدہ چھپ کر جا بیٹھا دیکھتا کیا ہے کہ ایک کتا شہر کی طرف سے آیا اور کھانا اٹھا کر چلا۔ خادم پیچھے ہو لیا۔ رفتہ رفتہ کتا ایک نابدان سے شہر میں گھس گیا۔ خادم نے لوٹ کر ہرم کو اس راستے سے آگاہ کیا۔ عساکر اسلامی اس کو غیبی امداد سمجھ کر عین جنگ کے وقت اس نابدان سے شہر میں گھس پڑے اور بزور تیغ فتح کر لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یشکری، ہرم بن حیان عبسی، حرث بن راشد اور ان کے بھائی منجاب بن راشد (از بنی سامہ) اور یرحمان بجلی کو مامور کرو۔ اضلاع خراسان میں احنف بن قیس، مرو پر حبیب بن قرہ یربوعی، بلخ پر خالد بن عبداللہ بن زبیر، ہرات پر امیر بن احمر یشکری، طوس پر قیس بن ہبیرہ سلمی نیشاپور پر متعین و مامور کئے جائیں پھر بعد چندے کل خراساں کا قیس بن ہبیرہ کو اور بجستان کا امیر بن احمر یشکری کو گورنر مقرر کیا اور قیس کے بعد عبدالرحمٰن بن سمرہ کو (یہ ابن عامر بن کریز کے عزیز تھے) مامور کیا۔ چنانچہ تا شہادت عثمانؓ یہ اسی عہدے پر مامور ہوئے۔ کرمان کی گورنری پر عمران، فارس کی گورنری پر عمیر بن عثمان بن مسعود اور مکران کی حکومت پر ابن کریز قنیشری مامور ہوئے۔ شہادت کے بعد امیر المومنین عثمان کے بن ہبیرہ اور ان کے چچا عبداللہ بن حازم سے لڑائی چھڑ گئی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔

خراسان و کرمان کی بغاوت: مہم فارس سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے ابن عامر کو خراسان کی طرف بڑھنے کی رائے دی اس وجہ سے کہ اس اطراف میں بھی بغاوت پھوٹ پڑی تھی۔ چنانچہ ابن عامر خراسان کی طرف گئے اور بعض کہتے ہیں بصرہ لوٹ آئے تھے۔ روانگی کے وقت فارس پر شریک بن الاعور حارثی کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ انہوں نے مسجد بنوائی الغرض بصرہ پہنچے تو احنف بن قیس، حبیب بن اوس نے خراسان پر فوج کشی کی رائے دی ابن عامر نے زیاد بن عامر کو اپنا نائب بنایا اور ایک فوج جرار لے کر کرمان کی طرف روانہ ہوئے۔ کرمان والوں نے بھی بغاوت کی تھی ان کی سرکوبی کو مجاشع بن مسعود سلمی کو اور بجستان والوں کو زیر کرنے کو ربیع ابن زیاد حارثی کو روانہ کیا اور خود نیشاپور کا رخ کیا۔ ان کے مقدمۃ الجیش پر احنف بن قیس تھے انہوں نے طبسین کے دونوں قلعوں کو جو خراسان کے دروازے تھے۔ بہ صلح و امان فتح کر لیا۔ کوہستان پہنچ کر محاصرہ کر کے سنگ باری شروع کر دی اسی اثناء میں ابن عامر آ گئے چھ لاکھ درہم سالانہ خراج پر صلح ہو گئی اور بعض کہتے ہیں کہ کوہستان کی مہم کے سردار امیر بن احمر یشکری تھے۔

نیشاپور کی فتح: اس کامیابی کے بعد ابن عامر نے صوبہ نیشاپور پر متعدد فوجیں بھیجیں۔ چنانچہ رستاق رام ہرمز اور جیرفت وغیرہ کو بزور تیغ فتح کیا، اسود بن کلثوم (قبیلہ عدی رباب کے تھے) نے بیہق (صوبہ نیشاپور) پر حملہ کیا اتفاق سے شہر پناہ کی دیوار میں سوراخ ہو گیا اسود اسی راہ سے مع ایک گروہ کے شہر میں داخل ہوئے۔ دشمنانِ اسلام سوراخ پر آ کر کھڑے ہو گئے خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی اسود شہید ہوئے لشکر اسلام کا علم ان کے بھائی اوہم بن کلثوم نے سنبھالا اور نہایت مردانگی سے لڑ کر بیہق کو فتح کر کے نیشاپور کا رخ کیا۔ ایک مہینہ کامل محاصرہ کئے رہے۔ نیشاپور میں فارس کے چار مرزبان رہتے تھے۔ ان میں سے ایک نے شب کو دروازہ کھول دینے کا اس شرط پر اقرار کیا کہ اس کو امان دی جائے ابن عامر نے یہ شرط منظور کر لی اسلامی فوجیں رات کے وقت شہر میں داخل ہو گئیں۔ مرزبان اکبر گھبرا کر مع چند سپاہیوں کے قلعہ بند ہو گیا عساکر اسلامی نے قلعے پر دھاوا کیا مرزبان اکبر نے مجبور ہو کر دس لاکھ درہم سالانہ پر صلح کر لی۔

ابن عامر اور احنف کی فتوحات: کامیابی کے بعد ابن عامر نے نیشاپور پر قیس بن ہشیم سلمی کو مامور کیا۔ ایک لشکر نسا اور ابیورد اور دوسرا سرخس پر بھیجا اہل نسا و ابیورد نے لشکرِ اسلام کے پہنچتے ہی جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ باقی رہا سرخس اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مرزبان نے دو چار لڑائیوں کے بعد سو آدمیوں کو امان دینے کی شرط پر شہر سپرد کرنے کا اقرار کیا۔ اتفاق یہ ہے کہ شمار کے وقت اپنے کو شمار کرنا بھول گیا سردار لشکر اسلام نے اس کو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد طوس کا مرزبان آیا اور اس نے چھ لاکھ درہم جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ ہرات کی طرف عبداللہ بن حازم گئے ہوئے تھے۔ وہاں کے مرزبان نے دس لاکھ سالانہ پر اور مرو کے مرزبان نے دو کروڑ دس لاکھ درہم پر صلح کر لی۔ پھر ابن عامر نے حاتم بن نعمان باہلی کے بعد احنف بن قیس کو طخارستان کی طرف روانہ کیا۔ اثناء راہ میں حاکم دارالجرد نے تین کروڑ درہم پر صلح کی درخواست پیش کی۔ احنف نے یہ شرط لگائی ہمارے زمانہ قیام تک دارالجرد میں کوئی مسلمان جا کر اذان دیتا رہے اور صلوٰۃ ادا کرتا ہے۔ دارالجرد کے حاکم نے اس کو منظور کر لیا۔ اس کے بعد احنف مرد الروذ پر پہنچے۔ اہل مرد الروذ مقابلے پر آئے' لڑائی ہوئی احنف نے ان کو شکست دے کر مرو الروذ کا محاصرہ کر لیا۔ مرزبان مرد الروذ والیٔ یمن بازان کا عزیز تھا۔ اس نے احنف سے بتوسل باذان صلح کی درخواست کی۔ چھ لاکھ سالانہ پر مصالحت کر لی گئی۔ اس کے بعد اہل جرجان طالقان اور فاریاب نے جمع ہو کر احنف کا مقابلہ کیا۔ ایک سخت خون ریز لڑائی کے بعد وہ لوگ پسپا ہو کر بھاگے۔ احنف نے مرو الروذ پر پہنچ کر اقرع بن حابس کو ان لوگوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔ وہ لوگ میدان جنگ سے بھاگ کر جرجان میں جا چھپ تھے۔ اقرع نے جرجان کو بزور تیغ اور احنف نے طالقان اور فاریاب کو بہ صلح فتح کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ فاریاب کو امیر بن احمر نے فتح کیا ہے۔

بلخ پر فوج کشی: اس کے بعد احنف نے بلخ پر فوج کشی کی۔ یہ طخارستان کا ایک مشہور شہر ہے۔ اہل بلخ نے چار لاکھ اور بعض کہتے ہیں کہ سات لاکھ پر مصالحت کر لی۔ احنف نے بلخ پر اسید بن المتشمر کو مقرر کیا اور خود خوارزم کی طرف بڑھے۔ چونکہ اہل خوارزم نے دریائے جیحون کا پل توڑ ڈالا اور کشتیاں ہٹا دی تھیں اس وجہ سے احنف مجبور ہو کر بلخ واپس آئے۔ اسید نے صلح و اقرار کے مطابق مال جمع کر رکھا تھا جس کی اطلاع بذریعہ خط ابن عامر کو دی گئی۔

کرمان پر قبضہ: مجاشع بن مسعود اہل کرمان کی بغاوت فرو کرنے پر مامور ہوئے تھے۔ انہوں نے اثناء راہ میں ہمید کو لڑ کر فتح کیا اور ایک قصر بنوایا جو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ پھر سیرجان پر پہنچے اور اس کو بھی نہایت مردانگی سے لڑ کر فتح کیا۔ وہاں کے اکثر رہنے والوں کو جلاوطن کر دیا اور جنہوں نے جزیہ دینا منظور کیا ان کو امان دے کر رہنے دیا۔ اس کے بعد بزور تیغ جیرفت پر قبضہ حاصل کر کے اطراف و جوانب کرمان کو پامال کرتے ہوئے قفص پہنچے' یہاں پر ایرانیوں کا بہت بڑا مجمع تھا۔ ان میں سے اکثر وہ لوگ تھے جو اطراف و جوانب بلاد سے جلاوطن کر دیئے گئے تھے۔ عساکر اسلامی نے کمال دلیری سے حملہ کیا۔ ایرانیوں نے جہاں تک انکی قوت نے یاری کی حملے کو روکا بالآخر شکست اٹھا کر میدان جنگ سے بھاگے۔ اکثر ایرانی کشتیوں پر سوار ہو کر کرمان اور سجستان چلے گئے ہزار اثناء دار و گیر میں مارے گئے مسلمانوں نے انکے مکانات اور اراضیات پر قبضہ کر لیا۔

سجستان کی فتح: ربیع بن زیاد حارثی کو ابن عامر نے سجستان کی لڑائی پر مامور کیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ پس انہوں نے نہایت تیزی سے قطع منازل کر کے قلعہ زالق پر پہنچ کر حملہ کیا اور اس کے دہقان کو گرفتار کر لیا۔ اس نے فدیہ دے کر اپنے کو چھڑایا اور اہل فارس کی طرح مصالحت کر لی۔ پھر ربیع وکرکوبہ کو فتح کرتے ہوئے زرنج کی طرف بڑھے ایرانیوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابلہ کیا۔ ربیع نے پہلی ہی لڑائی میں ان کو شکست دے کر ناشر دذ ہشر واذ کو فتح کر کے زرنج کو گھیر لیا۔ اہل زرنج نے بہت بڑے اہتمام سے مقابلہ کیا۔ بالآخر مسلمانوں نے ان کو بھی شکست دے کر پیچھے ہٹایا۔ مرزبان زرنج نے صلح کی درخواست کی اور صلح کی گفتگو کرنے کے لئے اپنی امان حاصل کر کے حاضر ہوا۔ ربیع نے مقتولین میں سے ایک کی لاش پر بیٹھ کر دوسری لاش پر تکیہ لگایا اور اسی طرح ان کے اور ساتھیوں نے بھی کیا مرزبان زرنج یہ رنگ دیکھ کر رعب میں آ گیا۔ ایک ہزار جام طلائی جن کو ایک ہزار لونڈیاں لئے ہوئے تھیں پیش کر کے مصالحت کر لی۔ اسلامی لشکر اگلے دن وادیٔ سنار کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ میں وہ قریہ ملا جہاں رستم پہلوان اپنا گھوڑا باندھتا تھا۔ اہل قریہ نے تعرض کیا لڑائی ہوئی اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔ پھر ربیع لوٹ کر زرنج میں آئے اور ایک برس کے قیام کے بعد ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے ابن عامر کے پاس چلے گئے جس کو اہل زرنج نے نکال دیا اور خراج مقررہ نہ دیا تھا۔ ربیع ڈیڑھ برس تک عامل رہے اس اثناء میں چالیس ہزار مشرکوں کو قید کیا حسن بصری ان کے کاتب تھے۔

زرنج اور جبل زور کی تسخیر: اس کے بعد ابن عامر نے سجستان پر عبدالرحمٰن بن سمرہ کو مقرر کر کے روانہ کیا۔ اہل زرنج نے طویل محاصرے کے بعد مجبور ہو کر دو لاکھ درہم اور دو لاکھ لونڈیاں دے کر مصالحت کر لی۔ عبدالرحمٰن نے آہستہ آہستہ زرنج اور کش (سرحد ہند) کے درمیانی شہروں اروکش سے دادین اطراف رخج تک پر کہیں بزور تیغ اور کہیں بہ صلح و امان قبضہ کر لیا۔ خاص شہر دادین میں پہنچ کر جبل زور میں کفار کا محاصرہ کیا کفار نے تنگ ہو کر صلح کی درخواست کی عبدالرحمٰن نے مصالحت کر لی۔ زور کے بت خانہ میں داخل ہوئے زور ایک بت کا نام تھا جس کا جسم سونے اور آنکھیں یاقوت کی تھیں، عبدالرحمٰن نے آنکھیں نکال لیں اور ہاتھ کاٹ کر مرزبان سے مخاطب ہو کر بولے ''مجھ کو اس سونے چاندی اور جواہرات سے کوئی غرض نہیں ہے۔ یہ تو لے لے میں نے یہ فعل محض اس لئے کیا ہے کہ تجھ پر یہ امر ظاہر ہو جائے کہ یہ نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع''۔

کابل و زابلستان کی فتح: اس مہم سے فارغ ہو کر عبدالرحمٰن نے بلادِ غزنی پر چڑھائی کی۔ کابل[1] زابلستان بہ صلح و امان

---

[1] جنگ کابل میں اسلامی لشکر کے افسر اعلیٰ عبدالرحمٰن بن سمرہ تھے۔ مقدمۃ الجیش عباد بن الحصین کی ماتحتی میں تھا۔ مدتوں محاصرہ کئے ہوئے منجنیقوں سے سنگ باری کرتے رہے۔ لیکن کابل کسی طرح فتح نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ کثرت سنگ باری سے ایک بہت بڑا راستہ ہو گیا عباد بن الحصین رات بھر لڑتے رہے دشمنانِ اسلام اس راستہ کو بند نہ کر سکے۔ صبح کے وقت اہل شہر ہاتھیوں کا جھنڈ لئے ہوئے بقصد مقابلہ نکلے۔ عبداللہ بن حازم سلمی نے مردانہ وار بڑھ کر ہاتھی پر حملہ کیا۔ ہاتھی نے ان کو اپنی سونڈ میں لے لیا عبداللہ بن حازم نے ایسی تلوار چلائی کہ سونڈ بدن سے علیحدہ ہو کر جا گری۔ فیل سواروں نے نیزہ چلا دیا۔ عبداللہ بن حازم نے وار خالی دیا سوار نیچے آ رہے۔ عبداللہ بن حازم نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا جس کو عساکر اسلامی نے سن کر دہرا دیا۔ فریق مخالف میں ہل چل پڑ گئی۔ بدحواسی کے عالم میں ایسے بھاگے کہ راستہ نہ بند کر سکے۔ لشکر اسلامی قتل غارت گری کرتا ہوا شہر میں داخل ہو گیا۔ ابومخنف کہتے ہیں کہ ہاتھی کو مہلب نے مارا تھا۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ ایک شخص ہزار آدمی کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن میں نے دیکھا کہ عباد بن الحصین ایسے ہی ہیں ''الغرض عبدالرحمٰن کابل فتح کر کے خشک کی طرف بڑھے۔ اہل خشک نے ڈر کر صلح کا پیغام دیا۔ عبدالرحمٰن نے مصالحت کر کے رخج کا رخ کیا اور ایک خون ریز لڑائی کے بعد رخج بھی فتح کر کے زابلستان کی طرف گئے اور اس کو بھی لڑ کر فتح کر لیا۔ اس اثناء میں اہل کابل نے بدعہدی کی۔ عبدالرحمٰن نے پہنچ کر ان کو پھر زیر کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح ہو گئے۔ پھر (زرنج واپس ہوئے) اور وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ امیر المومنین عثمانؓ کی خلافت میں تزلزل پیدا ہوا۔ انہیں دنوں عبدالرحمٰن زرنج پر عمیر بن احمر کو اپنا نائب بنا کر مدینہ منورہ چلے گئے۔ عبدالرحمٰن کے واپس ہوتے ہی اہل زرنج نے عہد شکنی کی اور عمیر بن احمر کو شہر سے نکال دیا۔

ابن عامر کی حج کے لئے روانگی: چونکہ ابن عامر کے ہاتھوں فارس خراسان' کرمان اور سجستان وغیرہ کی فتح کی تکمیل ہوئی تھی۔ اس وجہ سے لوگوں نے کہا جس قدر فتوحات تمہارے زور بازو سے ظہور میں آئے اس قدر اور کسی کو فتح نصیب نہیں ہوئی''۔ ابن عامر نے جواب دیا'' بے شک اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھ جیسے ناچیز بندے کے ہاتھ سے اس قدر شہروں کو فتح کیا میں اس شکریئے میں اسی مقام سے عمرہ کا احرام باندھ کر روانہ ہوں گا''۔ چنانچہ خراسان پر قیس بن الہیثم کو مامور کر کے نیشاپور سے احرام باندھ کر امیر المومنین عثمانؓ کے پاس آئے اور حج کیا۔ قیس بن الہیثم روانگی کے بعد ابن عامر طخارستان کی طرف گئے اور اس کے شہروں کو بلا کسی روک ٹوک کے اپنے قبضے میں کر لیا۔ البتہ بخارہ والوں نے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی قیس نے بزور تیغ اس کو بھی فتح کر لیا۔

ولید بن عقبہ کا مقدمہ: امیر المومنین عثمانؓ نے اپنے ابتداء زمانہ خلافت میں ولید بن عقبہ کو بنی تغلب اور جزیرے کی حکومت سے تبدیل کر کے کوفہ کی گورنری دی تھی اور اسی زمانہ میں ابوزبید شاعر بھی مع اپنے اعزا و اقارب بنو تغلب سے قطع تعلق کر کے ولید کے ساتھ کوفہ چلا آیا تھا۔ ابوزبید عیسائی مذہب کا پابند تھا انہیں کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ انہیں کے ساتھ رہا لیکن باوجود مسلمان ہونے کے شراب خوری کی عادت نہ گئی۔ بعض عوام الناس اس کی صحبت کی وجہ سے ولید پر بھی شراب خوری کا الزام لگاتے ہیں۔ اسی اثناء میں قبیلہ ازد کے چند نوجوانوں نے خزاعہ کے ایک شخص کو رات کے وقت اس کے گھر میں عداوتاً قتل کر ڈالا۔ ابوشریح خزاعی نے موقع کی شہادت دی۔ ولید نے قاتلوں کو دارالامارت کے دروازے پر سزائے موت دی۔ اس واقعہ سے براہِ نفسانیت قاتلوں کے ورثاء ولید سے عداوت رکھنے لگے اور یہ لوگ بھی ان لوگوں میں شریک ہو گئے جو ولید کو شراب خوری سے متہم کرتے تھے۔ ایک روز ولید کے مخالفین جمع ہو کر ابن مسعود کے پاس گئے اور ان سے اس واقعہ کو بیان کیا ابن مسعود نے کہا'' ہم اس شخص کی عیب جوئی نہیں کرتے جو ہم سے چھپ کر کوئی کام کرتا ہے''۔ ولید کو اس گفتگو پر غصہ آ گیا۔ ابن مسعود بھی ولید کے اس بے جا غصے سے برہم ہو گئے۔

چند دنوں کے بعد انہیں لوگوں میں سے ایک شخص نے اس شاعر کو مار ڈالا جس کو ولید لے آئے تھے ابن مسعود سے استفتا کیا گیا ابن مسعود نے قاتل کے قتل کا فتویٰ دیا۔ ولید نے قاتل کو قید خانہ میں ڈال دیا چند دنوں کے بعد رہا کر دیا۔ اس واقعہ سے ولید کے مخالفوں کو موقع مل گیا۔ مدینہ منورہ میں امیر المومنین عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر ولید کی شکایت کی اور شراب خواری کا الزام لگایا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے ولید کو جواب دہی کی غرض سے دربار خلافت طلب کیا۔ شکایت کرنے والوں سے دریافت کیا'' کیا تم نے ولید کو شراب پیتے ہوئے دیکھا ہے؟'' جواب ملا نہیں۔ لیکن ہم نے اس کو شراب کی قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ امیر المومنین عثمانؓ نے مقدمے میں ثبوت کافی پا کر سعید بن العاص کو درے لگانے کا حکم دیا۔ علیؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن ابی طالب موجود تھے فرمایا ''چادر اتار کر درے لگاؤ'' بعض کہتے ہیں کہ علی ابن ابی طالب نے اپنے لڑکے حسنؓ کو درے لگانے کا حکم دیا تھا۔ لیکن جب انہوں نے عذر کیا تو عبداللہ بن جعفر نے درے لگائے جب چالیس درے پر پہنچے تو علیؓ ابن ابی طالب نے کہا بس اب نہ لگاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ نے چالیس درے مارنے کا حکم دیا تھا اور عمرؓ اسی درے شراب خور کو مارتے تھے اور یہ سب سنت ہے لیکن وہ مجھے زیادہ محبوب ہے۔

ولید بن عتبہ کی معزولی: اس واقعہ کے بعد امیر المومنین عثمانؓ نے ولید کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ کو مامور کیا۔ سعید اول کافر تھا اور حالت کفر ہی میں مرا ابوچہ اس کی کنیت تھی۔ اس کا بیٹا خالد (سعید ثانی کا چچا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا۔ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفاء کا والی مقرر کیا تھا۔ جنگ مرج الصفر میں شہید ہوا۔ سعید ثانی نے امیر المومنین عثمانؓ کی گود میں پرورش پائی جب شام فتح ہوا تو تعلیم کی غرض سے معاویہ کے ساتھ رہا۔

پھر امیر المومنین عثمانؓ نے بلا کر عقد کر دیا۔ ایک زمانہ تک آپ کی خدمت میں رہا۔ قریش کے نامی افراد میں سے تھا۔ ۳۰ھ میں امیر المومنین عثمانؓ نے کوفہ کی گورنری پر مامور کیا۔

عراق کی املاک کی فروختگی: سعید کوفہ کو آنے لگے تو اشتر، ابوزینب الغفاری، جعب بن عبداللہ اور صعب بن جثامہ بھی کوفے واپس آئے۔ یہ لوگ ولید کے موافق شہادت دینے کو گئے تھے۔ لیکن بعد کو ان کے مخالف ہو گئے۔ الغرض سعید نے کوفہ پہنچ کر لوگوں کو جمع کیا۔ خطبہ دیا ہر ایک کی حالت کو غور سے دیکھ کر امیر المومنین عثمانؓ کو اطلاعی رپورٹ بھیجی، اہل کوفہ کا انتظام بالکل ناقابل اطمینان ہے۔ ان کا کارخانہ درہم برہم ہے اہل شرف وسابقین اسلام مغلوب ہو گئے ہیں۔ اہل روادف وتابعہ کا دور دورہ ہے۔ امیر المومنین عثمانؓ نے جواباً لکھا اہل شرف وسابقین اسلام کو ہر طرح فضیلت دی جائے ان کے بعد جو لوگ اسلام میں داخل ہوئے ہیں ان کا رتبہ قائم کیا جائے اور ان کا حق دیا جائے۔ سعید نے اس خط کو ایک مجمع عام میں پڑھا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا ''تم لوگوں کی جو رائے ہو ظاہر کرو''۔ اہل کوفہ اس امر پر راضی نہ ہوئے اور وہ مجلس یوں ہی ناتمام برخاست ہو گئی۔ سعید نے اس واقعہ کو امیر المومنین عثمانؓ کو مطلع کیا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے مشورہ کیا۔ صحابہ نے کہا ''اہل کوفہ سے ایسی باتوں کی امید نہ رکھیں۔ جس کی صلاحیت ان میں نہیں ہے اگر ایسا کریں گے تو فساد برپا ہو جائے گا''۔ امیر المومنین عثمانؓ نے کہا ''اہل مدینہ! میں دیکھتا ہوں کہ فتنہ تمہاری طرف چلا آ رہا ہے میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ میں تمہارا حق پورا پورا کر دوں اور تمہارے حقوق کو عراق کی طرف منتقل کر دوں''۔ صحابہ نے کہا ''یہ کیسے ہو سکتا ہے''۔ امیر المومنین عثمانؓ نے کہا ''تم لوگ اپنی املاک کو جو عراق میں ہے بعوض حجاز اور یمن کے جس کے ہاتھ چاہو فروخت کر ڈالو''۔ صحاب نے اس رائے کے مطابق عراق کی جائیدادیں فروخت کر کے خیبر، مکہ اور طائف میں جائیدادیں خرید لیں۔ طلحہ، مروان، اشعث بن قیس اور بہت سے قبائل کے لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

طبرستان کی فتح: اسی ۳۰ھ میں سعید بن العاص نے طبرستان پر فوج کشی کی۔ اس سے پیشتر مسلمانوں میں سے کسی نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر حملہ نہیں کیا تھا اور آپ پڑھ آئے ہیں کہ اصبہذ نے سوید بن مقرن سے زمانہ خلافت فاروق اعظمؓ میں کچھ مال دے کر صلح کر لی تھی۔ لیکن اس بیان کے مطابق سب کے پہلے سعید بن العاص نے طبرستان کا رخ کیا ان کے ہمراہ اصحاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک گروہ تھا۔ ازانجملہ حسنؓ حسینؓ ابن عباسؓ ابن عمرؓ ابن عمروؓ ابن زبیر حذیفہ بن الیمان (رضی اللہ عنہم اجمعین) تھے۔

۱۹ھ میں مرزبان طوس نے سعید بن العاص اور عبداللہ کو (جس زمانے میں یہ بصرہ میں تھے) لکھا تھا کہ تم میں سے جو قدرت وغلبہ رکھتا ہو خراسان پر آ کر قبضہ کر لے"۔ چنانچہ ابن عامرؓ بصرے سے اور سعید کوفہ سے روانہ ہوئے۔ لیکن ابن عامر سعید کے پہلے نیشاپور پہنچ گئے اس وجہ سے سعید نے طبرستان پر فوج کشی کی قوس پہنچے۔ اہل قوس سے حذیفہ نے فتح کے بعد نہاوند کے صلح کر لی تھی۔ سعید نے جرجان کا رخ کیا مرزبان جرجان نے دو لاکھ پر مصالحت کر لی تب سعید نے طبیہ کی طرف فوج کو بڑھایا۔ طبیہ دریا کے کنارے سرحد جرجان پر طبرستان کا ایک شہر آباد تھا۔ اہل طبیہ نے مقابلہ کیا لڑائی کی نوبت آئی۔ سعید نے والی طبیہ پر تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ وہ کاٹ کر بغل کے نیچے ہو کر نکل گئی۔ لشکر مخالف میدانِ جنگ سے بھاگ کر قلعہ بند ہو گیا۔ سعید نے محاصرہ کر لیا اور منجنیقیں نصب کر کے سنگ باری کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ طویل محاصرے کے بعد اہل طبیہ نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ سعید نے شہر پر قبضہ کر لیا اور سوائے ایک شخص کے سب کو قتل کرا دیا۔ طبیہ سے فارغ ہو کر سعید نے نامنہ کو فتح کیا۔ نامنہ شہر نہ تھا بلکہ صحرا تھا اور یہاں ہی ان کے ساتھ محمد بن الحکم بن ابی عقیل (جد یوسف بن عمرو) کا انتقال ہوا۔

جرجان کی اطاعت: اہل جرجان کبھی ایک لاکھ کبھی دو لاکھ کبھی تین لاکھ خراج دیتے تھے اور اکثر اوقات خراج بند بھی کر دیتے تھے۔ بعد چندے خراج دینا بالکل موقوف کے خود سر و باغی ہوئے اس وجہ سے خراسان کا راستہ قومس تک خطرناک ہو گیا۔ قافلے فارس سے کرمان اور کرمان سے خراسان کو جانے لگے۔ جیسا کہ قبل فتح قومس تھا۔ یہاں تک کہ قتیبہ بن مسلمؒ خراسان کے والی ہوئے اور انہوں نے یزید بن مہلب کو قومس کے سر کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ مرزبان قومس اور اہل جرجان نے حسب شرائط صلح سعید بن العاصؓ پھر مصالحت کر لی اور انہوں نے بحیرہ دوہستان کو فتح کر لیا۔

قرآن مجید کی قرأت میں اختلاف: اسی ۳۰ھ میں حذیفہ جنگ رے سے باب کی لڑائی پر عبدالرحمٰن بن ربیعہ کی کمک کو گئے۔ سعید بن العاص آذربائیجان میں حذیفہ کی آمد کے انتظار میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عبدالرحمٰن کی وفات کے بعد حذیفہ واپس آئے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں حذیفہ نے باب سے واپس ہو کر سعید بن العاص سے بیان کیا کہ میں نے سفر میں عجیب ماجرا دیکھا ہے کہ ایک شہر والے دوسرے شہر والوں سے قرآن کی قرأت میں اختلاف کرتے ہیں۔ اہل حمص کہتے ہیں کہ ہم قرآن مجید کو بہ نسبت اور شہر والوں کے زیادہ صحیح و تجوید سے پڑھتے ہیں ہم نے قرآن کی تعلیم مقدادؓ سے حاصل کی ہے۔ اہل دمشق کا بھی اسی قسم کا دعویٰ ہے۔ اہل بصرہ کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن کی تعلیم ابن مسعودؓ سے پائی ہے۔ ہماری قرأت زیادہ صحیح ہے۔ میرے نزدیک قرآن مجید ایک قرأت وصورت پر جمع کر دیا جائے ورنہ اگر یہی حالت قائم رہی تو سخت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف واقع ہو جائے گا۔ صحابہ اور تابعین نے جو اس وقت وہاں موجود تھے حذیفہ کی اس رائے سے اتفاق کیا لیکن ابن مسعود کے مقلدوں نے اختلاف کیا۔ نزاع بڑھی تو ابن مسعود سختی سے پیش آئے۔ سعید نے درشتی سے جواب دیا سارا جلسہ درہم برہم ہو گیا۔

عہدِ صدیقی میں قرآن مجید کی کتابی صورت: حذیفہ اس مجلس سے نکل کر سیدھے مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ امیر المومنین عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کل واقعہ عرض کیا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے صحابہ سے مشورہ کیا (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے حذیفہ کی رائے پسند کی۔ امیر المومنین عثمانؓ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ سے وہ قرآن منگوا بھیجا جو زمانہ خلافت ابوبکر صدیقؓ میں جمع اور مرتب کیا گیا تھا۔ زمانہ خلافت میں جب کہ یمامہ کی لڑائی ہو رہی تھی۔ اس جنگ میں ایک دن میں کئی حفاظ صحابہ شہید ہو گئے تھے۔ اس وقت تک قرآن صرف صحابہ کے سینہ بے کینہ میں تھا' فاروق اعظمؓ نے صدیق اکبرؓ کو رائے دی کہ قرآن کا کتابی صورت میں جمع کرا لینا ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ حفاظ کے فنا ہونے سے قرآن مجید فنا ہو جائے۔ صدیق اکبر نے اس رائے سے اختلاف کیا اور یہ فرمایا کہ ''جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا' میں کیسے کروں''۔ لیکن جب اس امر پر غور کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنی پہلی رائے سے رجوع کر کے فاروق اعظمؓ کی رائے سے متفق ہو گئے اور زید بن ثابت کو اس خدمت پر مامور کیا۔ چنانچہ زید بن ثابت نے کاغذ کے پرزوں' درخت کے تنوں چھالوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن کو جمع کر کے بصورت موجودہ کتابی صورت میں مرتب کیا۔

مصحفِ صدیقی کی اشاعت: اس زمانہ سے یہ مصحف کریم صدیق اکبرؓ کے پاس رہا۔ پھر فاروق اعظمؓ کے قبضے میں آیا۔ جب آپ شہید ہو گئے تو ام المومنین حضرت حفصہؓ نے لے لیا۔ حضرت ذوالنورینؓ کے عہد خلافت میں واقعہ مذکورہ پیش آیا تو جناب موصوف نے اس قرآن کو ام المومنین حضرت حفصہؓ سے منگوایا اور اس کی نقل پر زید بن ثابت' عبداللہ بن زبیر' سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن الحرث بن ہشام کو مامور کیا اور یہ ارشاد کیا کہ اگر تم کو کسی لفظ میں اختلاف ہو تو محاورہ قریش کے مطابق لکھنا' کیونکہ قرآن انہیں کی زبان میں نازل ہوا ہے پس ان لوگوں نے قرآن مجید کے متعدد نسخے لکھے۔ امیر المومنین عثمانؓ نے یہی نسخے تمام بلاد اسلامیہ میں بھیج دیے اور حکم دیا کہ اسی پر اعتماد اور بھروسہ کیا جائے اس کے سوا اور جو نسخے تھے وہ جلا دیئے گئے۔ کوفے میں جب یہ قرآن پہنچا تو صحابہ رضی اللہ عنہم بے حد خوش ہوئے لیکن عبداللہ بن مسعود نے اس قرآن کو لینے سے انکار کیا اور اپنے مقلدوں کو اپنی ہی قرأت[1] رکھا۔

یزدگرد کا فرار: ابن عامر نے بصرے سے نکل کر فارس کا قصد کیا اور اس کو فتح کر لیا۔ یزدگرد ۳۰ھ میں جور سے بھاگ

---

[1] ایک مدت کے بعد جب علی ابن ابی طالبؓ خلیفہ ہوئے اور کوفہ تشریف لائے۔ لوگوں میں مصحف عثمان کا رواج دیا تو ایک شخص نے مجمع عام میں کھڑے ہو کر امیر المومنین عثمانؓ پر قرآن شریف کی بابت حرف گیری کی امیر علیہ السلام بہت برہم ہوئے اور ڈانٹ کر فرمایا چپ رہ عثمان نے کام بہت اچھا کیا ہے اگر میں اس وقت امیر ہوتا تو میں بھی عثمان کی راہ اختیار کرتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرار دشیر خیرہ پہنچا۔ ابن عامر نے اس کے تعاقب میں مجاشع بن مسعود کو اور بعض کہتے ہیں کہ ہرم بن حبان یشکری یا عبسی کو روانہ کیا۔ وہ کرمان تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ یزدگرد گھبرا کر کرمان سے خراسان چلا گیا۔ اثناء راہ میں سیرجان سے چھ سات کوس کے فاصلے پر برف باری ہوئی۔ مجاشع کے کل ہمراہی مارے گئے صرف مجاشع بچ کر لشکرِ اسلام میں آئے۔ یزدگرد نے جب اسلامی فتوحات کے سیلاب کو رکتے ہوئے نہ دیکھا تو خراسان سے مرو آیا اس کے ہمراہ خرزاد (رستم کا بھائی) بھی تھا۔ لیکن ماہویہ مرزبان مرو کے مشورے سے خرزاد عراق کی طرف لوٹ آیا۔

یزدگرد کا قتل: بعد اس کے یزدگرد نے ترکستان کا ارادہ کیا ماہویہ نے کہا کہ مال واسباب یہیں چھوڑ جایئے۔ یزدگرد نے اس پر توجہ نہ کی تب ماہویہ نے بخوف غازیان اسلامی ترکوں سے سازش کر لی اور ان کو خفیہ طور سے مرو میں بلا لیا۔ رات کو جب سب سو گئے تو ترکوں نے اٹھ کر یزدگرد کے ہمراہیوں کو ختم کر دیا۔ یزدگرد پیادہ پا دریائے مرغاب کی طرف بھاگا۔ شام کے وقت ایک گاؤں میں پہنچ کر ایک چکی چلانے والے کے گھر میں چھپ رہا۔ دن بھر کا تھکا ماندہ تھا لیٹتے ہی سو گیا۔ چکی چلانے والے نے اس کی زرق برق پوشاک دیکھ کر قتل کر کے دریا میں ڈال دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ماہویہ نے ترکوں سے سازش نہیں کی تھی بلکہ جب اس کے ہمراہیوں اور اہل مرو سے ان بن ہوگئی اور باہم لڑائی شروع ہوگئی تو یزدگرد بھاگ کر ایک چکی چلانے والے کے مکان میں پناہ گزیں ہوا اور اس نے اس کو مار کر دریا میں ڈال دیا۔ اہل مرو کو اس کی خبر لگ گئی تلاش کرتے ہوئے چکی چلانے والے کے مکان پر آئے اور اس کو گرفتار کر کے تشدد کرنے لگے' چکی چلانے والے نے یزدگرد کے قتل کا اعتراف کر لیا۔ تب ان لوگوں نے اس کو اور اس کے اہل وعیال کو قتل کر ڈالا اور یزدگرد کی لاش کو دریا سے نکال کر تابوت میں رکھ کر اصطخر لائے اور فارس (دخنہ) میں جو وہاں پر تھا دفن کر دیا۔

یزدگرد کے قتل کی مختلف روایتیں: بعض مورخوں نے یزدگرد کے واقعہ قتل کو یوں بیان کیا ہے کہ معرکہ نہاوند کے بعد یزدگرد بھاگ کر اصفہان پہنچا۔ اصفہان میں ایک رئیس نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ یزدگرد کے دربان نے اس کو جھڑک دیا۔ رئیس نے اس کو پکڑ کر خوب مارا' دربان روتا ہوا یزدگرد کے پاس آیا' یزدگرد کو یہ امر ناگوار گزرا۔ اصفہان سے رے چلا آیا والی طبرستان نے حاضر ہو کر گزارش کی "میرا ملک موجود ہے آپ شوق سے حکمرانی اور جہاں بانی کیجئے" یزدگرد نے منظور نہ کیا برداشتہ خاطر ہو کر سجستان کی طرف چل کھڑا ہوا اور وہاں سے ایک ہزار سواروں کے ہمراہ مرو پہنچا۔ بعض کہتے ہیں کہ چار برس تک فارس میں ٹھہرا رہا پھر وہاں سے نکل کر کرمان آیا۔ دو برس تک وہاں ٹھہرا رہا۔ کرمان کے دہقان سے کچھ روپیہ طلب کیا جب اس نے دینے سے انکار کیا اور اپنے ملک سے نکال دیا تو سجستان چلا آیا اور پانچ برس وہاں ٹھہرا رہا بعدہ خراسان آیا۔ خراسان سے اس قصد سے کہ لشکر جمع کر کے مسلمانوں سے مقابلہ کرے مرو کی طرف روانہ ہوا۔ اس سفر میں فرخ زاد اور مملکت فارس کے دہقانوں کے لڑکے بھی یزدگرد کی رکاب میں تھے۔ یزدگرد نے ملوک چین' فرغانہ' خزر اور کابل سے مدد طلب کی۔ کوچ وقیام کرتا ہوا مرو کے قریب پہنچا۔ مرو کے مرزبان کے لڑکے نے یزدگرد کو مرو میں داخل ہونے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روک دیا۔

یزدگرد کے سلسلے میں مزید روایات: بعض مورخ کہتے ہیں کہ یزدگرد نے مرو کی حکومت ماہویہ سے چھین کر اپنے برادرزادہ کو دینے کا قصد کیا تھا۔ اتفاق یہ کہ ماہویہ مرزبان مرو اس سے مطلع ہو گیا۔ نیزک طرخان کو ایک ہزار درہم یومیہ پر یزدگرد کے قتل اور مسلمانوں سے مصالحت کرنے پر متعین کیا۔ نیزک طرخان نے یزدگرد کو لکھا مجھ کو تم سے عرب کی بابت کچھ باتیں کرنی ہیں تم مجھ سے تن تنہا لشکر و فرخ زاد سے علیحدہ ہو کر ملنے کو آؤ۔ یزدگرد نے اپنے ہمراہیوں سے مشورہ کیا فرخ زاد نے تن تنہا ملنے سے روکا۔ یزدگرد نے کچھ خیال نہ کیا اکیلا نیزک کے پاس چلا گیا نیزک بظاہر کمال عزت سے استقبال کر کے اپنے لشکر میں لے گیا۔ اثناء کلام میں یزدگرد سے کہا کہ اگر تم اپنی لڑکی سے میرا بیاہ کر دو تو میں تمہاری پوری مدد کروں۔ یزدگرد یہ سن کر برہم ہوا اور طیش میں آ کر گالی دے بیٹھا۔ نیزک نے یزدگرد کے سر پر ایک گرز مارا۔ یزدگرد وار خالی دے کر بھاگا اور ایک چکی چلانے والے کے گھر میں جا کر چھپا تین روز تک بے آب و دانا پڑا رہا' چوتھے روز چکی والے نے کھانا پیش کیا۔ یزدگرد نے کہا ''میں بغیر باجے کے کھانا نہیں کھاتا ہوں'' چکی چلانے والا ایک باجا بجانے والا پکڑ لایا جب اس نے باجا بجایا تو یزدگرد نے کھانا کھایا۔ کسی مخبر نے جا کر یہ خبر کر دی۔ نیزک نے چکی چلانے والے کے گھر پر چند آدمیوں کو بھیجا کہ اس کو مار کر دریا میں ڈال دیں۔ چکی چلانے والے سے دریافت کیا گیا چکی چلانے والے نے یزدگرد کا پتہ نہ بتلایا۔ لوگ ڈھونڈ کر واپس جا رہے تھے کہ مشک کی خوشبو سے یزدگرد کو پہچان لیا۔ چنانچہ اس کے پاس جو کچھ تھا وہ لے لیا اور اس کا گلا گھونٹ کر دریا میں ڈال دیا۔ استعف مرو نے دریا سے نکال کر تابوت میں رکھ کر دفن کر دیا۔

بعض مورخ کہتے ہیں کہ یزدگرد عرب کے پہنچنے سے پہلے کرمان سے مرو کی طرف روانہ ہوا تھا اور چار ہزار کی جمعیت سے طبین وقوہستان کی طرف بڑھا تھا۔ مرو کے پہنچنے سے پیشتر دو سپہ سالار فارس کے ملے جو آپس میں ایک دوسرے کے مخالف تھے۔ ایک نے یزدگرد سے دوسرے کی شکایت کی یزدگرد اس سے دم پٹی میں آ گیا اور دوسرے کے قتل کی فکر میں ہوا۔ اتفاق سے یہ خبر اس کو پہنچ گئی۔ اس نے یزدگرد کی عداوت پر کمر باندھ لی۔ یزدگرد کو جب یہ معلوم ہوا کہ تو بخوف جان بھاگ کر مرو سے دو فرسخ کے فاصلے پر ایک چکی چلانے والے کے گھر پر جا چھپا۔ چکی چلانے والے نے اس سے چار درہم طلب کئے۔ یزدگرد نے کہا ''میرے پاس روپیہ پیسہ نہیں ہے لیکن یہ میری پیٹی لے لے'' چکی چلانے والے نے کہا ''مجھے درہم کی ضرورت ہے اور تم مجھے پیٹی دیتے ہو''۔ چکی چلانے والے نے اس کے ظاہری لباس سے اسے جھوٹا سمجھ کر مار ڈالا اور لاش کو اسی کے پاجامے میں باندھ کر دریا میں ڈال دیا۔ عیسائیان مرو نے یہ سن کر ایک جلسہ کیا اور اس کے حقوق سابقہ کے لحاظ سے دریا سے نکال کر تابوت میں رکھ کر تاؤس (دخنہ) میں دفن کر دیا۔

ساسانی حکومت کا خاتمہ: یزدگرد کی حکومت بیس برس رہی۔ ازانجملہ سولہ برس عرب کی لڑائیوں میں مصروف رہا۔ ملوک ساسانیہ کی حکومت کا سلسلہ اس کے مرنے سے منقطع ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قتیبہ نے فتح صغد کے وقت دو عورتیں گرفتار کی تھیں جو مخدج بن یزدگرد کی اولاد سے تھیں مخدج کی ماں سے یزدگرد نے زمانہ قیام مرو میں تعلق قائم کر لیا تھا۔ پس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بطن سے بعد موت یزدگرد ذاہب الشق پیدا ہوا۔ چونکہ قتل کے بعد یزدگرد پیدا ہوا تھا اسی وجہ سے مخدج کے نام سے موسوم ہوا۔ پھر اس کی اولاد خراسان میں پیدا ہوئی۔ قتیبہ نے ان دونوں عورتوں کو جو اس کی نسل سے تھیں حجاج کے پاس بھیجا اور حجاج نے دونوں یا ان میں سے ایک کو ولید کے پاس بھیج دیا جس کے بطن سے یزید ناقص بن ولید پیدا ہوا۔

ترکوں کی یورش: ترک اور خزر کا یہ اعتقاد تھا کہ مسلمانوں کو کوئی شخص نہیں مار سکتا اور یہ اعتقاد اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ اس سے پیشتر جن لڑائیوں میں مسلمانوں کا ان سے مقابلہ ہوا تھا۔ ان میں مسلمانوں میں سے ایک شخص بھی معرکہ جنگ میں نہیں مارا گیا تھا۔ ترکوں میں اس کی بابت مشورہ ہوا اور بہ خیال تجربہ کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھے اتفاق سے یہ تدبیر ان کی کارگر ہوئی دو ایک مسلمان اس حکمت عملی سے مارے گئے۔ ترکوں کو اس سے ایک جوش پیدا ہو گیا گئی ہوئی قوت پھر عود کر آئی۔ مسلمانوں کے مقابلے و مقاتلے پر جری ہو گئے ان دنوں عبدالرحمٰن بن ربیعہ حدود ارمینیہ پر باب تک حکمرانی کر رہا تھا اس نے اپنی طرف سے بہ منظوری دارالخلافت سراقہ بن عمرو کو مقرر کیا تھا۔ بلاخزر پر یہ اکثر فوج کشی کرتے تھے چنانچہ زمانہ خلافت عثمان بن عفانؓ ۳۳ھ میں بھی حسب دستور سابق بلنجر پر چڑھائی کی۔ امیر المومنین عثمان نے ان کو اس فوج کشی سے روکا لیکن وہ جوش مردانگی میں بڑھتے چلے گئے واپس نہ ہوئے۔ ترکوں میں واقعہ گزشتہ سے گونہ دلیری پیدا ہو گئی تھی۔ نہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع ہوئی۔ عبدالرحمٰن بن ربیعہ شہید ہو گئے جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

کوفیوں اور شامیوں میں تکرار: شہادت کے بعد عبدالرحمٰن بن ربیعہ کے اسلامی لشکر دو گروہوں پر منقسم ہو گیا۔ ایک گروہ باب کی جانب گیا۔ اثناء راہ میں سلمان بن ربیعہ پر ملاقات ہو گئی جس کی وجہ سے یہ بچ گیا ان کو سعید بن العاص نے حسب الحکم امیر المومنین عثمانؓ کوفہ سے مسلمانوں کی امداد پر روانہ کیا تھا دوسرے گروہ نے جیلان و جرجان کا راستہ اختیار کیا اس گروہ میں سلمان فارسی اور ابو ہریرہ بھی تھے۔ اس کے بعد سعید بن العاص نے سلمان بن ربیعہ کو بجائے اس کے بھائی کے باب کا والی مقرر کیا اور ان کے ہمراہ ایک لشکر اہل کوفہ کا روانہ کیا۔ جس کے سردار حذیفہ بن الیمان تھے۔ ان کی کمک پر امیر المومنین عثمانؓ نے شام کا لشکر بسرکردگی حبیب بن مسلمہ روانہ فرمایا۔ سلمان بن ربیعہ کل عساکر اسلامی کے سردار مقرر کئے گئے جس وقت یہ دونوں لشکر یکجا ہوئے کوفیوں اور شامیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ حبیب بن سلمان کی امارت سے انکار کیا گیا۔ یہ پہلی مخالفت تھی جو لشکر کوفہ و شام میں واقع ہوئی۔ اس واقعہ کے بعد حذیفہ متواتر تین لڑائیاں لڑے۔ آخری لڑائی زمانہ شہادت امیر المومنین عثمانؓ میں ہوئی۔

قارن کا خروج: ۳۲ھ کے آخر میں خراسان پر ترکوں نے پھر یورش کی۔ اہل بادغیس ہرات اور قوہستان نے ان کا ساتھ دیا۔ چالیس ہزار کی جمعیت سے قارن بادشاہ ترک خراسان کی طرف بڑھا۔ خراسان میں ان دنوں قیس بن الہیثم سلمی عہدہ گورنری پر تھے ان کو ابن عامر نے اس زمانہ میں مقرر کیا تھا جب کہ وہ حج کو جا رہے تھے۔ ان کے ہمراہ قیس کے چچازاد بھائی عبداللہ بن حازم بھی تھے۔ انہوں نے ابن عامر سے درخواست کی کہ "مجھ کو یہ لکھ دو کہ جب خراسان سے قیس علیحدہ ہوں تو میں اس کا گورنر ہوں"۔ ابن عامر نے اس کی درخواست کے مطابق یہ عہد نامہ لکھ دیا۔ پس جب ترکی فوجیں اطراف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خراسان میں آ گئیں تو قیس نے عبداللہ بن حازم سے کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ جواب دیا ''میرے نزدیک آپ خراسان سے سبک دوش ہو کر چلے جایئے کیونکہ میں اس کا امیر ہوں''۔ ابن عامر نے اس کی امارت کی سند مجھے عطا کی ہے''۔ عبداللہ بن حازم نے یہ کہہ کر ابن عامر کا لکھا ہوا پروانہ دکھایا۔ قیس خاموش ہو کر ابن عامر کے پاس چلے آئے۔ بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن حازم نے مشورہ دیا تھا کہ ترکوں کا لشکر زیادہ ہے اور ہم لوگ تھوڑے ہیں بہتر ہوگا کہ تم خود ابن عامر کے پاس بغرض استعداد چلے آؤ۔ جب قیس روانہ ہوئے تو عبداللہ بن حازم نے اپنی سند دکھلائی جس میں لکھا تھا کہ بحالت غیر موجودگی قیس، عبداللہ بن حازم امیر خراسان سمجھے جائیں۔

قارن کی شکست و خاتمہ: عبداللہ بن حازم نے چار ہزار فوج لے کر ترکوں کا مقابلہ کیا۔ جب دونوں لشکروں کی ایک کھلے میدان میں مڈبھیڑ ہوئی تو عبداللہ بن حازم نے کچھ سوچتے ہوئے آدمیوں کا ایک سریہ مرتب کر کے ترکوں پر شب کے وقت حملہ کا ارادہ کیا اور بقیہ لشکر کو حکم دیا کہ نیزوں پر کپڑا لپیٹ کر تیل سے تر کر کے روشن کر لیں۔ ترکوں نے چاروں طرف مشعلیں روشن دیکھ کر ہمت ہار دی۔ ابن حازم نے ان کو ہر طرف سے گھیر کر لڑائی شروع کر دی۔ قارن بادشاہ ترک مارا گیا۔ ترکی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ عساکر اسلامی نے تعاقب کیا۔ سینکڑوں ہزاروں کو قتل و قید کیا۔ فتح یابی کے بعد ابن حازم نے ابن عامر کے پاس مژدہ فتح بھیجا۔ ابن عامر خوش ہو گئے اور خراسان کی حکومت پر ابن حازم کو بحال رکھا یہاں تک کہ واقعہ جمل پیش آیا۔ اس زمانہ میں ابن حازم بصرہ چلے آئے اور اہل بصرہ ابن حازم کی لڑائی کے بعد بلادِ خراسان میں اپنے مخالفوں سے برابر جنگ و جدال کرتے رہے اور بغاوت کے فرو کرنے کو اپنا مذہبی شعار سمجھتے رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۸

فتنہ اور بغاوت

سابقین اوّلین اور متاخرین مسلمان: جس وقت اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو کامل فتح عنایت فرمائی اور ملت اسلامیہ کے قبضہ میں اکثر ممالک آ گئے۔ اس وقت اہل عرب نے ان لوگوں میں جو بصرہ' کوفہ' شام اور مصر میں رہتے تھے بود و باش اختیار کر لی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف صحبت سے ممتاز اور ان کے پورے پورے مقلد اور مسلمانوں کے ہادی' مہاجرین' انصار' قریش اور اہل حجاز تھے۔ یہی لوگ اس دولت عظمیٰ سے سرفراز ہوئے تھے۔ باقی عرب بنی بکر بن وائل' عبدالقیس' ربیعہ' ازد' کندہ' تمیم' اور قضاعہ وغیرہ اس عزت و شرف سے ممتاز نہ تھے' ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس صحبت نصیب نہیں ہوئی تھی اور اگر کسی کو ان میں سے کچھ صحبت نصیب بھی ہوئی تھی تو نہایت مختصر۔ مگر فتوحات میں انہیں کا زیادہ حصہ تھا۔ اسی وجہ سے وہ اپنے کو سابقین صحابہ کرام سے افضل اور اپنے حقوق کو فائق سمجھتے تھے۔

صحابہ کبار کی برتری کا احساس: عام لشکر کشی کے زمانے میں انہیں اس کا چنداں احساس نہ ہوا۔ لیکن فتوحات و کامیابی حاصل ہونے کے بعد جب مصلحتاً سلسلہ فتوحات کو روکنا پڑا تو وہ اس امر کو محسوس کر کے کہ ان پر مہاجرین' انصار' قریش اور ان کے علاوہ اور قبائل کے لوگ حکومت کر رہے ہیں دل ہی دل میں کشیدہ ہونے لگے۔ اتنے میں امیر المومنین عثمانؓ کا آخری زمانۂ خلافت آ گیا۔ پس ان لوگوں نے زبان طعن و تشنیع والیان ممالک اسلامیہ پر کھول دی۔ امیر المومنین عثمانؓ کے تعمیل احکام میں سستی کرنے لگے اور ان کے انتظامات پر حرف گیری کرنے لگے۔ کبھی کسی گورنر کی تبدیلی کی درخواست کرتے اور کبھی کسی عامل کی معزولی کی التجا کرتے غرض ہر طرح سے امیر المومنین عثمانؓ کی رائے کی مخالفت پر تل گئے۔

تحقیقاتی کمیشن: ان سرگوشیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ذوالنورینؓ کے متعین کی طرف سے بددلی پیدا ہو گئی۔ گورنران کے صوبہ جات پر ظلم اور بے جا کارروائیوں کے الزامات قائم ہونے لگے زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ مدینہ میں صحابہ کے کانوں تک بھی یہ باتیں پہنچ گئیں جس سے وہ لوگ بھی مشکوک و مشتبہ ہو گئے اور اکثر در پردہ اور کبھی کسی وقت علانیہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے امراء کی معزولیت کی نسبت گفتگو کرنے لگے۔ صحابہ نے حضرت عثمانؓ کو اس امر پر مجبور کیا کہ مختلف ممالک کے امراء کے پاس آدمیوں کو بھیج کر ان کے صحیح حالات دریافت کرائیں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ کوفہ کی طرف' اسامہؓ بن زید بصرہ کی طرف'

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عمرؓ شام کی طرف، عمار بن یاسر مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔ علاوہ ان کے اور لوگ بھی دریافت حال کی غرض سے مختلف شہروں میں بھیجے گئے۔ سب نے واپس ہو کر بیان کیا کہ ہم نے نہ تو کوئی کارروائی خلاف شرع اعمال کی دیکھی ہے اور نہ عوام الناس میں کسی قسم کا چرچا سنا لیکن عمار بن یاسر کو بعض مفسدہ پرداز گروہ نے اپنی طرف مائل کر لیا اور بحکمتِ عملی اپنا ہم نوا بنا لیا۔

عبداللہ بن سبا کا ظہور: مفسدہ پردازوں میں نمایاں عبداللہ بن سبا معروف بہ ابن السواء تھا۔ جو اس سے پیشتر یہودی مذہب رکھتا تھا اور زمانہ خلافت امیر المومنین عثمانؓ میں مدینہ آ کر بطمع مال وزر ایمان لایا مگر سچا و پکا دین دار نہ ہوا۔ اہل بیت کی محبت کی آڑ میں لوگوں کو امیر المومنین عثمانؓ اور شیخین رضی اللہ عنہم کے خلافت اکساتا اور ان حضرات کے خلاف بہتان تراشتا رہا۔ اہل بصرہ اس خباثت سے مطلع ہوئے تو انہوں نے عبداللہ کو نکال باہر کیا۔ کوفہ پہنچا جب وہاں سے بھی شہر بدر کیا گیا۔ شام آیا اور شام سے شہر بدر ہو کر مصر پہنچا۔ امیر المومنین حضرت عثمانؓ پر اکثر طعن و تشنیع کرتا اور خفیہ طور سے اہل بیت کی دعوت دیتا اور کہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر واپس آئیں گے۔ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم واپس آئیں گے اور علیؓ ابن ابی طالب وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عثمانؓ اور ان کے پہلے ابوبکرؓ اور عمرؓ نے جبراً و غصباً بغیر کسی استحقاق کے خلافت حاصل کی۔ غرض لوگوں کو اسی قسم کی تعلیم دیتا اور امیر المومنین حضرت عثمانؓ اور ان کے اعمال کے خلاف برانگیختہ کرتا یہاں تک کہ بعض بعض شہروں میں اکثر عوام الناس ان باتوں کی طرف مائل ہو گئے اور باہم اس کی بابت خط و کتابت ہونے لگی اسی گروہ کے ساتھ خالد بن ملجم، سودان بن حمران اور کنانہ بن بشر تھے پس ان لوگوں نے عمار کو مدینہ جانے سے روک دیا۔

حضرت ابوذرؓ اور عبداللہ بن سبا: منجملہ ان امور کے جن سے لوگوں کو امیر المومنین حضرت عثمانؓ سے کشیدگی پیدا ہوئی۔ ابوذر کا[1] شام سے اور پھر مدینہ سے زبدہ کی طرف شہر بدر کرنا تھا۔ ابوذرؓ میں ورع و تقویٰ اعتدال سے زیادہ تھا لوگوں سے دینی اور دنیاوی امور میں سختی سے پیش آتے تھے۔ ان کا قول تھا کہ کسی شخص کے پاس ایک دن سے زیادہ کھانا نہ ہونا چاہئے اور جو شخص اس سے زیادہ مال اپنے پاس رکھے گا وہ قیامت کے دن حسبِ وعید قرآن مجید: ﴿الّذین یکنزون الذّھب وَ الفضّۃ وَلاَ ینفقونھا فی سبیل اللّٰہ فبشرھم بعذاب علیم﴾[2] عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ اس اثناء میں ابن سبا شام میں آ گیا اور ابوذرؓ کا یہ رنگ دیکھ کر ان پر یہ روغن قاز ملا کہ "معاویہ مسلمانوں کے مال و اسباب سے اپنا گھر بھر رہے ہیں اور جو مال مسلمانوں کا بیت المقدس میں ہے اس کو اللہ کا مال بتلاتے ہیں اس سے مقصود ان کا یہ ہے کہ مسلمانوں کا حق اس مال پر سے

---

[1] ابوذر کا اخراج شام و مدینہ سے زبدہ کی طرف ۳۰ھ میں ہوا تھا۔ لوگوں کا یہ خیال کرنا کہ معاویہ نے شام سے اور امیر المومنین عثمانؓ نے مدینہ سے ابوذرؓ کو بلا کسی سبب سے نکال دیا تھا محض بے اصل و بے بنیاد ہے اولاً کتب تواریخ و نقل ثقافت اس کی شہادت نہیں دیتیں ثانیاً بفرض تقدیر اگر یہ واقعہ صحیح مان بھی لیا جائے تو عثمانؓ بن عفان مسلمانوں کے امیر و امام تھے ان کو یہ حق حاصل تھا کہ مسلمانوں کو ادب سکھاتے تو ایسے واقعات کو امام کے حق میں طعن و تشنیع کا سبب ٹھہرا لینا نہایت نازیبا ہے۔

[2] جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں تو (اے رسولؐ) ان کو دردناک عذاب کی بشارت دے دیجئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ختم کر دیں تا کہ بے فکری کے ساتھ اس کو اپنے تصرف میں لائیں''۔ ابوذرؓ یہ سبق حاصل کر کے معاویہ کے پاس آئے اور یہ اعتراض پیش کیا۔ معاویہ نے کہا آئندہ میں مال المسلمین ہی کہوں گا لیکن بایں ہمہ ابوذرؓ ابن سبا کے فریب میں آ کر امیر معاویہ کے خلاف لب کشائی کرتے رہے۔ پھر ابن سباء ابوالدرداء اور عبادۃ بن الصامت کے پاس آیا اور ان سے بھی وہی گفتگو کی۔ ابوالدرداء نے ڈانٹ کو اپنے پاس سے نکال دیا۔ عبادۃ بن الصامت اس کو پکڑے ہوئے معاویہ کے پاس لائے اور کہا ''واللہ اسی شخص نے ابوذرؓ کو تمہاری مخالفت پر آمادہ کیا ہے اور ان کو تمہارے پاس بھیجا ہے''۔

حضرت ابوذرؓ کی طلبی: رفتہ رفتہ جب لوگوں نے ابوذر کی شکایتیں کرنا شروع کیں تو معاویہ نے امیر المومنین عثمانؓ کی خدمت میں ان کی شکایت لکھ بھیجی۔ امیر المومنین عثمانؓ نے ان کو طلب کر کے اہل شام کی شکایت کی وجہ دریافت فرمائی۔ ابوذر نے واقعات بتلائے۔ فرمایا ''اے ابوذر! یہ بالکل ناممکن ہے کہ عوام الناس کو زہد وورع کا اس سختی کے ساتھ پابند کیا جائے ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ شریعت غرا کے خلاف وہ کوئی کام نہ کرنے پائیں اور میں ان کو حتی الامکان صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت کروں گا''۔ ابوذرؓ نے کہا واللہ میں امراء اور دولت مندوں سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گا' جب تک وہ اپنے مال و اسباب کو اپنے پڑوسیوں' اعزہ' اقارب دوستوں پر وقف نہ کر دیں''۔ کعب احبار بول اٹھے ''جس نے اپنے فرائض ادا کر دیئے اس نے گویا کل حقوق اللہ کے ادا کر دیئے''۔ ابوذر نے لپک کر کعب کو مارا اور سخت وسست کلمات سے مخاطب کر کے کہا ''اے یہودی کے بچے تو اور اس مسئلہ میں گفتگو کرتا ہے؟'' امیر المومنین عثمانؓ کو ابوذر کی یہ زیادتی سخت ناگوار گزری۔ لیکن علم وحیا سے کچھ نہ بولے کعب احبار نے امیر المومنین عثمان کو مخجل دیکھ کر ابوذر کی حرکات سے درگزر کیا۔

حضرت ابوذرؓ کو زبدہ جانے کی اجازت: اس کے بعد ابوذر نے امیر المومنین عثمانؓ سے مدینہ سے چلے جانے کی اجازت طلب کی اور یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس وقت مدینہ سے چلے جانے کا حکم دیا ہے جس وقت تعمیر مکانات سلع تک پہنچ جائے امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی اس کے ایک اونٹ اور دو خدمت گار مرحمت فرمائے اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ ابوذر نے زبدہ میں پہنچ کر ایک مسجد بنائی اور وہیں رہنے لگے۔

افریقہ کے خمس کا واقعہ: امیر المومنین عثمانؓ کے مخالفوں نے ایک یہ الزام بھی قائم کیا تھا کہ آپ نے مروان کو افریقہ کا خمس دے دیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ مروان نے اس کو پانچ لاکھ کی قیمت دے کر خرید لیا تھا اور امیر المومنین عثمانؓ نے قیمت وصول کر کے بیت المال میں جمع کرا دی تھی۔

منیٰ میں زائد رکعت پڑھنے کا الزام: منجملہ ان امور کے جن سے مخالفوں کو موقع عہد شکنی اور مخالفت کا ملا یہ بھی تھا کہ امیر المومنین عثمانؓ نے ایک اذان[1] جمعہ میں زیادہ کر دی تھی اور منیٰ وعرفہ میں[2] پوری نماز پڑھی تھی۔ حالانکہ رسول اللہ صلی

---

[1] یہ واقعہ ۳۰ھ کا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کے عہد خلافت میں خطبے کے وقت ایک ہی اذان ہوتی تھی۔ حضرت عثمان نے اپنے عہد خلافت میں آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے قبل خطبہ کے مقام زوراء میں ایک اذان کا اضافہ کر دیا۔

[2] یہ واقعہ ۲۹ھ کا ہے۔ اس سنہ میں امیر المومنین حضرت عثمانؓ حج کو گئے اور مقام منیٰ میں خیمہ نصب کرایا یہ پہلا خیمہ تھا جو اسلام میں مقام منیٰ میں نصب کیا گیا۔ اس واقعہ سے لوگوں نے کھلم کھلا امیر المومنین عثمانؓ پر حرف گیری کرنی شروع کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور عہد شیخین (رضی اللہ عنہما) کے دورِ خلافت میں نماز قصر کی جاتی تھی۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے اعتراض کیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور شیخین کے فعلوں کو بطور حجت پیش کیا۔ امیر المومنین حضرت عثمان نے جواب دیا یمن کے بعض حاجیوں کو میرے دو رکعت نماز پڑھنے سے غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مقیم کی نماز بھی یہاں پر دو ہی رکعتیں ہیں اس وجہ سے میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں۔ علاوہ برایں مکہ میں میرے اہل وعیال اور طائف میں میرا مال ہے میں مقیم کے حکم میں ہوں۔ عبدالرحمٰن نے کہا یہ عذر قابل پذیرائی نہیں ہے تمہاری بیوی مکہ میں ہے وہ تمہارے قیام سے مقیم نہیں ہوئی اور اگر سفر کرو گے تو وہ سفر کرے گی اور جو تمہارا مال طائف میں ہے یہاں سے طائف تین شبوں کی مسافت پر ہے اور جس مسافت پر قصر لازم آتا ہے اس سے یہ زیادہ ہے۔ باقی رہی حجاج یمن کی حجت' پس انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اور آپ کے بعد شیخین کے دورِ خلافت میں یہاں پر قصر کیا ہے اور اسلام کی تکمیل اسی زمانہ میں ہو چکی ہے۔ امیر المومنین عثمان نے کہا میری یہی رائے ہے اور میرے نزدیک یہی مناسب ہے۔ پس صحابہ کرام میں سے بعض بزرگوں نے امیر المومنین عثمانؓ کی اتباع کی اور بعض نے مخالفت[1] کی۔

رسول اکرمؐ کی انگشتری: منجملہ ان امور کے جن سے لوگوں کے قلوب پرخاش پر مائل ہوئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی انگشتری[2] کا امیر المومنین عثمانؓ کے ہاتھ سے چاہ اریس میں جو مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر تھا گر جانا تھا بہت تلاش کیا گیا لیکن انگوٹھی نہ ملی۔

کوفہ میں حضرت عثمان کی مخالفت: وہ حوادث جو امیر المومنین عثمانؓ کے دورِ خلافت میں واقع ہوئے۔ ان میں سے اک ولید بن عقبہ کا واقعہ تھا جس کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ ان کو بہ جرم شراب خواری معزول کر کے بجائے ان کے سعید بن العاص کو مامور فرمایا۔ دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ سعید نے کوفہ میں پہنچ کر رؤسا شہر اور اہل قادسیہ سے بے حد مراسم بڑھائے۔ سعید نے یہاں مالک بن کعب ارجبی' اسود بن یزید' علقمہ بن قیس نخعی' ثابت بن قیس ہمدانی' حبب ابن زبیر غامدی' حبب بن

---

[1] عبدالرحمٰن بن عوف یہ جواب پا کر "میری رائے یہی ہے اور میں یہی مناسب سمجھتا ہوں"۔ امیر المومنین عثمانؓ کے پاس سے باہر آئے اتفاق سے ابن مسعود مل گئے۔ دریافت کیا عبدالرحمٰن نے جواب دیا "جو تم جانتے ہو اور جو دیکھا ہے اس پر عمل کرو" یعنی دو رکعتیں پڑھو۔ ابن مسعود نے کہا "امیر کی رائے کے خلاف کرنا شر ہے میں نے تو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چار رکعتیں پڑھی ہیں۔ عبدالرحمٰن یہ سن کر بولے میں نے تو دو ہی رکعتیں پڑھی تھیں لیکن اب چار پڑھوں گا"۔

[2] جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملوک عجم کو دعوت اسلام کا خط لکھنے لگے تو لوگوں نے سفارش کی کہ ملوک عجم کسی خط کو جب تک اس پر مہر نہ ہو قبول نہیں کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوہے کی انگوٹھی بنوا کر انگلی میں پہن لی' جبرائیل امین آئے اور لوہے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا۔ تب آپ نے تانبے کی انگوٹھی بنوائی اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ اس کا نقش تین سطروں میں تھا پہلی سطر میں محمدؐ لکھا ہوا تھا۔ دوسری سطر میں رسول اور تیسری سطر میں اللہ لکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا زمانہ وفات اسی سے مہر کرتے رہے۔ آپ کے بعد ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق مہر کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ بعدہ عثمان بن عفان کے ہاتھ میں یہ انگوٹھی آئی اور چھ برس تک ان کے ہاتھ میں رہی اور یہ اس سے مہر کرتے رہے۔ ۳۰ھ میں چاہ اریس جب کھودا جا رہا تھا اس کے کنارے پر کھڑے ہوئے عثمانؓ بن عفان انگوٹھی انگلی سے نکال اور پہن رہے تھے کہ اتفاق سے چھوٹ کر کنویں میں گر پڑی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کعب ازدی عروہ بن الجعد' عمرو بن الحمق خزاعی' صعصعہ وزید پسران صوحان' ابن الکواء' کمیل بن زیاد' عمیر بن ضابی اور طلیحہ بن خویلد وغیرہ کی آمد و شد شروع ہوئی۔ رات کو صحبت گرم ہوا کرتی ہنسی مذاق اور لطیفہ گوئی ہوتی۔ کبھی عرب کے انساب اور اسلام کی ترقی و عروج کے تذکرے ہوتے' گاہ گاہ مذاق' مذاق میں نوبت طعن و تشنیع اور سخت کلامی کی پہنچ جاتی تھی۔ ایک روز سعید نے کہا: هذا السواد بستان قریش. اشتر نے جواب دیا: ''جس سواد کو اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کے زور سے فتح کیا ہے تم اس کو اپنا اور اور اپنی قوم کا بستان خیال کرتے ہو'' اشتر کے اس' جواب سے حاضرین برافروختہ ہو گئے۔ شور و غل بڑھا' عبدالرحمٰن اسدی (سعید بن العاص کا افسر اعلیٰ پولیس) نے لوگوں کو شور و غل مچانے اور لاحاصل تقریریں کرنے سے منع کیا لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور اس قدر مارا کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد سعید نے دربان مقرر کیا اور رات کی قصہ و حکایات کی صحبت برخاست کر دی۔

مخالف گروہ کا کوفہ سے اخراج: لوگوں میں دربان مقرر کرنے اور تفریحی صحبت برخاست کرنے کی وجہ سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ جہاں کہیں دو چار آدمی یک جا ہوتے امیر المومنین عثمان اور سعید کی برائیاں اور عیب جوئی کرتے۔ بازاریوں اور عوام کا ایک گروہ ان کے پاس جمع ہو جایا کرتا۔ سعید اور اکثر اہل کوفہ نے اس گروہ کے اخراج (شہر بدر) کرنے کی بابت امیر المومنین عثمانؓ کو لکھا حکم آیا ''ان لوگوں کو معاویہ کے پاس شام بھیج دو'' اور معاویہؓ کو لکھا ''چند لوگ جو فتنہ و فساد کے لئے مخلوق ہوئے ہیں تمہارے پاس بھیجے جاتے ہیں تم ان کی نگرانی اور اصلاح کرو پس اگر وہ اصلاح پذیر ہو جائیں تو بہتر ہے ان کو اپنے پاس رکھ لو اور اگر وہ تم کو عاجز کر دیں تو ان کو میرے پاس بھیج دینا''۔

امیر معاویہ اور صعصعہ میں تلخ کلامی: معاویہ نے ان لوگوں کو عزت و احترام کے ساتھ ٹھہرایا۔ جو وظائف اور تنخواہیں ان کو عراق میں ملتی تھیں وہی بدستور جاری رکھیں اپنے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھلانے لگے ایک روز تذکرۂ معاویہ نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا ''تم لوگ شرفاء عرب ہو اور سمجھ دار و ذی ہوش ہو۔ اسلام کی وجہ سے تم کو شرافت حاصل ہوئی' بڑے بڑے گردن کشوں پر تم غالب آئے ان کے ملکوں پر قابض ہوئے میں نے سنا ہے کہ تم لوگ قریش پر الزام لگاتے ہو؟ اگر قریش نہ ہوتے تو تم لوگ ذلیل و خوار رہتے یاد رکھو تمہارے آئمہ تمہارے سپر ہیں پس اپنے سپر کو توڑنے کی فکر نہ کرو اور بے شک تمہارے آئمہ تمہاری زیادتیوں کو برداشت اور تمہارے حقوق کو ادا کرتے ہیں واللہ اگر تم ان سے منحرف ہو جاؤ گے تو تم کو اللہ تعالیٰ ضرور کسی بلا میں مبتلا کر دے گا جس کو تم برداشت نہ کر سکو گے تم حالت حیات اور بعد وفات میں بھی ان کے شریک و سہیم ہو''۔ صعصعہ نے جواب دیا ''اے امیر! تم نے قریش کا جو ذکر کیا ہے تو وہ کسی زمانے میں بہ لحاظ مردم شماری ہم سے زیادہ نہ تھے اور نہ جاہلیت میں ان کا کوئی قابل لحاظ رعب و داب تھا جس سے تم ہم کو ڈراتے ہو اور جو تم نے یہ کہا کہ وہ تمہارے سپر ہیں تو جب سپر ٹوٹ جائے گی تو ہم خود سینہ سپر ہو جائیں گے''۔ معاویہ نے کہا ''اب میں نے تم کو پہچانا اور میں نے سمجھ لیا کہ تمہاری کم عقلی نے تم کو اس امر پر مغرور کیا ہے''۔

معاویہ اس قدر کہہ کر خاموش ہو رہے۔ لیکن صعصعہ ان کے تیور چڑھے دیکھ کر پھر بولے ''تو ان کا خطیب و پیشوا ہے' میں تجھ میں بھی عقل کا مادہ نہیں پاتا اور نہ تجھ میں اسلام کی محبت دیکھتا ہوں تو مجھے بتلا کہ تیری قوم کی شان کو کس نے بڑھایا؟ یہ تجھ کو معلوم نہ ہو گا لے تجھے میں بتلاتا ہوں کہ اسلام و جاہلیت میں دونوں زمانوں میں قریش کو عزت اللہ تعالیٰ نے دی تھی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ عزت کثرت اور قوت کی وجہ سے نہیں ہے۔ اللہ جل شانہ نے ان کو عزت و حرمت عنایت فرمائی' ان کو بامروت' صحیح النسب' ذی شعور پیدا کیا اور ان کو اپنے گھر کا مجاور اور اپنے حرم کا محافظ بنایا۔ پس کیا تمہارے ملک و قوم میں کوئی عربی' عجمی' سیاہ' سرخ ایسا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ عزت مرحمت فرمائی ہو۔ جب تمام دنیا میں کفر و الحاد پھیل گیا تو اللہ تعالیٰ نے قریش میں ایک نبیؐ معبوث کیا جس نے کفر و بت پرستی کی سیاہی دور کر کے توحید و حق پرستی کے نور سے دنیا کو روشن کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پاک و مقدس نبیؐ کے لئے اصحاب جو منتخب فرمائے وہ بھی قریش ہی ہیں جس سے اسلام کی بنا مضبوط ہوئی اور بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منصب خلافت سے وہ سرفراز ہوئے اور بے شک وہ اسی کے سزاوار اور لائق تھے تم لوگ بالکل بے عقل و بے شعور ہو۔

مخالف گروہ کی دمشق سے روانگی: معاویہ تقریر فرما کر خاموش ہو رہے۔ صعصعہ اور اس کے ہمراہی چلے آئے آمد و رفت بند کر دی۔ چند دنوں کے بعد معاویہؓ نے ان لوگوں کو بلایا اور سمجھایا جب راستی پر آتے نظر نہ آتے تو جھلا کر کہا تمہارا جہاں جی چاہے تم چلے جاؤ تمہاری ذات سے اللہ تعالیٰ نہ کسی کو نفع پہنچائے گا نہ نقصان اور اگر تم نجات کے خواہاں ہو تو جماعت کو نہ چھوڑو اور کفرانِ نعمت نہ کرو میں تمہاری بابت امیر المومنین عثمانؓ کی خدمت میں یہ لکھوں گا۔ وہ لوگ یہ سن کر خاموش ہو رہے اور معاویہ نے امیر المومنین کی خدمت میں یہ رپورٹ بھیجی "میرے پاس چند ایسے لوگ آئے ہیں جن میں نہ عقل ہے نہ ان کو دین کا پاس ہے۔ انصاف و حق سے ان کو کوئی سروکار نہیں ہے البتہ فتنہ پردازی اور حسد و بغض نے ان کو رنج میں ڈال رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو کسی بلا میں مبتلا کرنا چاہتا ہے سوائے فتنہ و فساد کے ان کا کوئی کام نہیں ہے ان سے نیکی کی امید کم اور برائی کا اندیشہ زیادہ ہے"۔

عبدالرحمٰن بن خالد کی سرزنش: یہ گروہ دمشق سے نکل کر بہ قصد جزیرہ روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں حمص پڑتا تھا۔ عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید وہاں کے گورنر تھے انہوں نے ان کو اپنی مجلس میں بلوایا اور ڈانٹ کر بولے "اے شیطانی گروہ! تم کو چین و آرام کی صورت دیکھنا نصیب نہ ہو' شیطان تو خائب و خاسر ہو گیا ہے لیکن تم لوگ اس وقت اسی خواب و خیال میں ہو"۔ عبدالرحمٰن کا برا ہوا گر اس نے تمہاری سرکوبی نہ کی میں نہیں جانتا کہ تم عرب ہو یا عجم؟ ان لوگوں نے اس کا جواب کچھ نہ دیا۔ عبدالرحمٰن نے ان کو اپنے پاس ٹھہرایا اور ایسا سختی کا برتاؤ کیا کہ یہ لوگ مرعوب ہو کر کہنے لگے ہم اپنے افعال سے رجوع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتے ہیں۔ اشتر امیر المومنین عثمانؓ کی خدمت میں تائب ہو کر حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت کیا کہاں جانا چاہتے ہو؟ عرض کیا عبدالرحمٰن بن خالد کے پاس! حکم ہوا اچھا جاؤ۔ چنانچہ اشتر اس گروہ کی طرف پھر واپس آیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ گروہ پھر معاویہ کے پاس واپس آیا تھا معاویہ سے اور اس گروہ سے بحث و مباحثہ ہوا تھا۔ سخت کلامی ہوئی تھی۔ معاویہ نے ان کی شکایت لکھ بھیجی دارالخلافت سے حکم آیا ان لوگوں کو سعید کے پاس واپس کر دو۔ سعید بھی جب ان کے طعن و تشنیع سے تنگ اور ان کے مرعوب کرنے سے عاجز رہے تو امیر المومنین عثمانؓ سے شکایت کی آپ نے لکھ بھیجا کہ ان کو عبدالرحمٰن کے پاس بھیج دو پس عبدالرحمٰن نے ان کو زیر کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

بصرے کے واقعات: اسی زمانے میں بصرے[1] میں بھی اسی قسم کے طعن و تشنیع کا بازار گرم ہوا۔ عبداللہ بن سبا معروف

---

[1] بصرے میں شیعیت کی ابتداء عبداللہ بن سبا کے آنے سے ہوئی ابن اثیر نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن سبا عبداللہ بن عامر کی امارت کے تیسرے برس بصرہ آیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہ ابن السوداء (جس کا مختصر تذکرہ اوپر ہو چکا ہے اور جس نے بطمع مال ومتاع یہودیت چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا) بصرے میں پہنچ کر حکیم بن جبلہ عبدی کے مکان پر مقیم ہوا۔ اہل بیت کی محبت کے پردے میں امیر المومنین عثمانؓ پر طعن وتشنیع کی تبلیغ شروع کی۔ جب حکیم بن جبلہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے عبداللہ بن سبا کو اپنے مکان سے نکال دیا۔ عبداللہ بن سبا بصرے سے نکل کر کوفہ آیا۔ اہل کوفہ نے بھی نکال دیا مصر کا راستہ لیا۔ مصر میں پہنچ کر اپنے احباب سے جو بصرہ وکوفہ میں تھے خط وکتابت کا سلسلہ شروع کیا اور اس طرح پوشیدہ پوشیدہ امراء وعمال امیر المومنین عثمانؓ پر طعن وتشنیع کو عام کرنے لگا۔

حمران بن ابان کی مخالفت: حمران بن ابان بھی امیر المومنین عثمانؓ پر زبان طعن وتشنیع کرتا تھا وجہ یہ تھی کہ حمران نے ایک عورت سے عدت میں نکاح کر لیا تھا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے اس کے درے لگوائے اور بصرے کی طرف جلاوطن کر دیا۔ حمران نے بصرے میں پہنچ کر ابن عامر کی صحبت اختیار کی۔ ان دنوں بصرے میں عامر بن عبد قیس نامی ایک شخص زاہد تارک الدنیا رہتے تھے۔ حمران نے ابن عامر سے عامر زاہد کی شکایت کی لیکن کچھ پیش نہ گئی۔ بعد چندے امیر المومنین عثمانؓ نے حمران کو مدینہ میں آنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ یہ ایک گروہ کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے مدینہ پہنچا اور دربار خلافت میں خواہ مخواہ عامر بن عبد قیس کی شکایت کرنے لگا کہ وہ نکاح کرنے کو ناجائز کہتا ہے۔ گوشت نہیں کھاتا' جمعہ میں نہیں آتا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے عامر زاہد کو معاویہ کے پاس شام بھیج دیا۔ معاویہ نے عامر کو اپنے پاس ٹھہرایا یہاں تک کہ انہیں عامر کے پختہ خیالات اور عقائد معلوم ہو گئے اور دین داری ظاہر ہو گئی۔ معاویہ نے عامر کو بصرہ واپس جانے کی اجازت دے دی۔ عامر نے جانے سے انکار کر کے کہے ((لا ارجع الی بلد استھل اھلہ منی ما استحلوا)) اس کے بعد عامر نے سواد شام میں قیام اختیار کیا اور وہیں زمانہ وفات تک عبادت وذکر الٰہی میں مصروف رہے۔

عمال وامرا کی مدینہ سے روانگی: جب چاروں طرف سے لوگوں نے امراء وعمال اور نیز امیر المومنین عثمان پر طعن وتشنیع کی زبان دراز ہونے لگی۔ تو ۳۴ھ میں سعید بن العاص اپنے متعلقہ صوبے کا انتظام کر کے امیر المومنین عثمان کی خدمت میں حاضری کے قصد سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ روانگی سے پہلے اشعث بن قیس کو آذربائیجان' سعید بن قیس کو رے کا' نسیر عجلی کو ہمدان کا' سایب بن اقرع کو اصفہان کا مالک بن حبیب کو ماہ کا' حکیم بن سلامہ کو موصل کا' جریر بن عبداللہ کو قرقیسا کا سلمان بن ربیعہ کو باب کا اور عتبہ بن نہاش کو حلوان کا والی مقرر کیا۔ صیغۂ جنگ کے اختیارات قعقاع بن عمرو کو مرحمت کئے اس انتظام کے بعد یہ لوگ تو اپنے اپنے صوبہ کی طرف روانہ ہوئے اور سعید بن العاص نے کوفہ میں عمرو بن حرث کو اپنا نائب مقرر کر کے مدینہ منورہ کا راستہ لیا۔

یزید بن قیس کا خروج: جب کوفہ ان بزرگوں سے خالی ہو گیا۔ طعنہ زنوں اور حرف گیروں کی زبان طعن اور دراز ہو گئی۔ امیر المومنین عثمان اور ان کے گورنروں کو علانیہ سخت وسست کلمات کہنے لگے۔ یزید بن قیس نے بقصد خلع خلافت امیر المومنین عثمان خروج کیا اس کے ہمراہ ایک گروہ ان لوگوں کا تھا جو ابن سبا کا مقلد تھا اور خفیہ اس سے خط وکتابت کرتا تھا۔ قعقاع نے جلد پہنچ کر اس اٹھتے ہوئے طوفان کو فرو کیا اور یزید کو گرفتار کر لیا۔ یزید نے معذرت کی ''میں نے کسی اور قصد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے خروج نہیں کیا نہ میرا اور کچھ مقصد ہے' مجھ کو اور میرے ہمراہیوں کو سعید سے کچھ شکایتیں پیدا ہو گئی ہیں''۔ قعقاع نے یہ سن کر چھوڑ دیا اس کے بعد یزید نے اس گروہ کو خط و کتابت کر کے بلا بھیجا۔ جو حمص میں عبدالرحمٰن بن خالد کے پاس تھا۔

اشتر کی فتنہ انگیزی: چنانچہ اشتر ان لوگوں کے ساتھ حمص سے کوفہ روانہ ہوا۔ کوفہ کے قریب پہنچ کر اپنے ہمراہیوں سے بظاہر علیحدہ ہو گیا اور ان سے پیشتر کوفہ میں داخل ہو کر جمعہ کے دن دروازۂ مسجد پر کھڑے ہو کر کہنے لگا ((جعلتکم من عندامیر المومنین عثمان و ترکت سعیدا یرید علی نقصان نسائکم علی مائة درهم و روا ولی البلاء منکم الی الفین یزعم ان فیکم بستان قریش)) حاضرین مسجد اشتر کے اس فعل سے برہم ہو گئے بے عزتی سے پیش آئے۔ مسجد میں جو ذی ہوش اور صائب الرائے تھے انہوں نے اشتر کو تقریر کرنے سے روکا لیکن لا حاصل تھا۔ یزید نے باہر نکل کر پکار کر کہا ''جس کا جی چاہے سعید کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کو یزید کے ساتھ اتفاق کرے'' اس آواز کو سنتے ہی عوام الناس کا ایک گروہ یزید کے ساتھ ہو گیا۔ سرداران کوفہ اور اہل الرائے نے ہر چند سمجھایا'' وعظ و پند کیا لیکن ان میں سے ایک نے بھی سماعت نہ کی۔ سب کے سب یزید کے ہمراہ نکل کھڑے ہوئے۔ عمرو بن حریث منبر پر چڑھ گئے۔ حمد و نعت کے بعد لوگوں کو واپس آنے اور امیر کی اطاعت کرنے کی ہدایت کی۔ قعقاع نے کہا ''تم سیلاب کو جوش کی حالت میں روکنا چاہتے ہو' صبر کرو' یہ لوگ بغیر فساد کئے نہ رکیں گے''۔ عمرو بن حریث یہ سن کر اتر آئے بس اتنے عرصے میں جامع مسجد لوگوں سے خالی ہو گئی سوائے شرفاء و رؤسا کوفہ کے اور کوئی شخص عمرو بن حریث کے پاس نہ رہ گیا۔

واقعہ جرعہ: یزید بن قیس مع اپنے ہمراہیوں کے کوفہ سے روانہ ہو کر قادسیہ کے قریب مقام جرعہ میں سعید کو روکنے کی غرض سے آ ٹھہرا' سعید آ پہنچے یزید کے ہمراہیوں نے کہا ''لوٹ جاؤ' ہم کو تمہاری حاجت نہیں ہے''۔ سعید نے جواب دیا ''اس سخت کلامی کی کوئی ضرورت نہ تھی اس قدر کافی تھا کہ تم لوگ ایک آدمی امیر المومنین عثمان کی خدمت میں اور ایک میرے پاس بھیج دیتے''۔ سعید کا غلام بول اٹھا ''یہ ممکن نہیں ہے کہ سعید واپس جائیں''۔ اشتر نے پاؤں پکڑ کر اونٹ پر سے اس کو کھینچ لیا اور ایک وار سے اس کا کام تمام کر کے کہا جاؤ عثمان سے کہہ دو کہ ابوموسیٰ کو بھیج دے۔ سعید الٹے پاؤں مدینہ منورہ واپس آئے اور امیر المومنین عثمانؓ نے اس وقت ابوموسیٰ اشعریؓ کو کوفہ کا والی مقرر کر کے روانہ کیا اور اہل کوفہ کو لکھا ''تم لوگ جس کو چاہتے تھے میں نے اسی کو تمہارا امیر مقرر کیا ہے تم لوگ سعید سے کشیدہ خاطر تھے اس کی امارت کو پسند نہیں کرتے تھے اس وجہ سے میں نے بجائے اس کے ابوموسیٰ اشعری کو روانہ کیا ہے۔ واللہ میں اپنے فرائض کو نہایت خوبی سے ادا کروں گا تمہاری زیادتیوں کو برداشت کرتا ہوا تمہاری اصلاح کی کوشش کروں گا''۔

حضرت ابوموسیٰ کا امارت کوفہ پر تقرر: ابوموسیٰ نے کوفہ میں پہنچ کر جمعہ کے دن منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا ''جس میں مسلمانوں کو جماعت سے علیحدہ نہ ہونے اور امیر المومنین عثمان کی اطاعت کی تاکید کی''۔ لوگوں نے بسر و چشم قبول کیا۔ کوفہ کے قرب و جوار کے امراء واپس بلائے گئے اور ابوموسیٰ اشعریؓ امارت پر قائم رہے۔ بعض نے بیان کیا ہے کہ اہل کوفہ نے بالاتفاق یہ رائے قائم کی تھی کہ کسی شخص کو امیر المومنین عثمانؓ کے پاس بھیج کر ان کے عمال کی زیادتیوں کو ظاہر کرنا چاہئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ عامر بن عبداللہ تمیمی عنبری کو مدینہ منورہ روانہ کیا گیا۔ اس نے مسجد نبوی میں پہنچ کر امیر المومنین عثمانؓ کو مخاطب کر کے کہا'' اے عثمان! لوگوں نے تمہارے افعال پر حرف گیری شروع کی ہے تم نے بڑے ناجائز کام کئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور توبہ کرو! امیر المومنین حضرت عثمان نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا تم لوگ اس کی غیر مہذب باتیں سنتے ہو؟ لوگ اس کو مہذب اور متشرع سمجھتے ہیں اور مجھ سے ایسی ناملائم باتیں کہہ رہا ہے''۔ واللہ یہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا؟'' عامر بولا'' میں اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں پر قابو پانے والا ہے''۔

حضرت عثمانؓ کی عمال مشاورت: اس واقعہ کے بعد امیر المومنین عثمانؓ نے معاویہ' عبداللہ بن ابی سرح' سعید بن العاص' عبداللہ بن عامر' عمرو بن العاص کو مشورے کی غرض سے دار الخلافہ میں طلب کیا اور ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تم لوگ میرے وزیر' میرے ناصح اور میرے معتمد علیہ ہو تم پر مجھے اطمینان ہے کہ تم لوگ نیک نیتی سے رائے دو گے؟ تم دیکھتے ہو لوگ طرح طرح کے الزامات مجھ پر قائم کرتے ہیں میرے گورنروں کی معزولی چاہتے ہیں اور جس امر کو وہ دوست رکھتے ہیں مجھے اس کا پابند اور اس پر مجبور کرتے ہیں۔ غور کر کے بتلاؤ کیا کیا جائے جس سے یہ یورش فرو ہو جائے''۔ ابن عامر نے کہا میرے نزدیک ان لوگوں کو جہاد میں مصروف کر دیجئے اگر یہ لوگ فارغ بیٹھیں گے تو طرح طرح کے خیالات پیدا کر کے آئے دن ایک نہ ایک فتنہ اٹھاتے رہیں گے''۔ سعید بولے'' مناسب یہ ہے کہ ان کے سرداروں کی موقع بہ موقع معقول گرفت کی جائے جب ان کے رؤسا متفرق ہو جائیں گے تو یہ لوگ بھی منتشر ہو جائیں گے''۔ امیر المومنین حضرت عثمان نے فرمایا'' یہ رائے ضرور مناسب ہے لیکن عمل درآمد مشکل ہے' معاویہ بولے'' امیر المومنین! اس کام کو ہم لوگوں کے سپرد کر دیجئے شام کو ان لوگوں سے صاف کر دوں گا' آپ مدینہ کو سنبھالئے اور امراء اپنے اپنے مفوضہ صوبہ کو صاف کریں۔ عبداللہ نے کہا یہ لوگ طامع ہیں ان کو مال و زر دے کر اپنا بنا لیجئے اس سے زیادہ تالیف قلوب اور کسی صورت سے ممکن نہیں ہے''۔

عمال کی واپسی: امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں سے رائے لینے کے بعد سب کو واپس جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ'' لوگوں کو جہاد پر روانہ کرو تا کہ اس کی مصروفیت ان کو اور خیالات سے روک دے غرض سعید کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اہل کوفہ ان کی آمد سن کر رد کنے کی غرض سے مقام جرعہ میں آ ٹھہرے۔ جب سعید اس مقام پر پہنچے تو اہل کوفہ نے ان کو مدینہ منورہ کی طرف واپس کر دیا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ پس امیر المومنین عثمانؓ نے ابوموسیٰ کو کوفہ کا والی مقرر کیا اور حذیفہ کو باب پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

عبداللہ بن سبا کے مقلدین: اس اثناء میں عبداللہ بن سبا کے مقلدین کل ممالک اسلامیہ میں منتشر ہو گئے۔ چاروں طرف علانیہ طعن و تشنیع کا بازار گرم ہو گیا۔ روزانہ اس کی خبریں مدینہ میں پہنچنے لگیں۔ مدینہ میں بھی سرگوشیاں شروع ہو گئیں۔ امیر المومنین حضرت عثمانؓ اور ان کے عمال پر زبان طعن و تشنیع دراز ہو گئی صحابہ کرام سے زید بن ثابت' ابواسد ساعدی' کعب بن مالک اور حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہم) لوگوں کو طعن و تشنیع سے روکتے تھے لیکن اس سے کوئی فائدہ نہ تھا۔

حضرت علی کی تقریر: واقعہ جرعہ کے بعد ۳۳ھ میں علیؓ ابن ابی طالب مفسدہ پردازوں کہ کہنے سے امیر المومنین عثمان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس گئے اور یہ تقریر کی:

((الناس ورائی و قد کلمونی فیک واللّٰہ ما ادری ما اقول لک و لا اعرف شیئاً تجھلہ و لا ادلک علی امر لا تعرفہ انک لتعلم ما اعلم ما سبقناک الی شئی فنخبرک عنہ و لا خلونا بشئیً فنبلغکہ و ما خصصنا بامردونک و قد رایت و صحبت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و سمعت منہ ونیلت صھرہ و ما ابن قحافۃ باولی بالعمل منک بالحق و لا ابن الخطاب باولیٰ بشئی من الخیر منک و انتَ اقرب الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و حما و لقد نلت من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نیالاہ و ما سبقاک الیٰ شئی فاللّٰہ اللّٰہ فی نفسک فانک واللّٰہ ما تبصر من عمی و لا تعلم من جھالۃ و ان الطریق لواضح بین و ان اعلام الدین لقائمۃ اعلم یا عثمان ان افضل عباد اللّٰہ امام عادل ھدی و اھدی فاقام سنۃ معلومۃ و امات بدعۃ متروکۃ فواللّٰہ ان کلا لبین و ان السنن لقائمۃ لھا اعلام و ان شر الناس عنداللّٰہ امام جائر ضل و اضل فامات سنۃ معلومۃ و احیا بدعۃ متروکۃ و انی احذرک اللّٰہ و سطواتہ و نقمانہ فان عذابہ شدید الیم و احذرک ان یکون امام ھذہ الامۃ الذی یقتل فیفتح علیھا القتل و القتال الی یوم القیامۃ و یلس امروھا علیھما و یترکھا شیعاًلا یبصرون الحق لعلوا الباطل یموجون فیھا موجا و یمرجون فیھا مرجاً))

''لوگ میرے پاس آئے اور تمہاری بابت انہوں نے مجھ سے گفتگو کی ہے۔ واللہ میں نہیں سمجھتا کہ تم سے کیا کہوں میں کسی ایسے امر کو نہیں جانتا جس کو تم نہ جانتے ہو اور نہ میں کسی ایسے امر کی تم کو ہدایت کر سکتا ہوں جس کو تم نہ سمجھتے ہو بے شک تم بھی وہ جانتے ہو جو میں جانتا ہوں۔ مجھ کو کسی امر میں تم سے سبقت حاصل نہیں ہوئی جس سے میں تم کو آگاہ کروں اور نہ کوئی چیز مجھ کو تنہا معلوم ہوئی ہے جس کو میں تم کو بتلاؤں اور نہ کوئی بات مجھ کو خاص طور پر بتلائی گئی ہے جو تم کو نہ بتلائی گئی ہو۔ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور تم کو ان کی صحبت نصیب ہوئی ہے اور تم نے ان سے احادیث کی سماعت کی ہے اور تم کو ان کی دامادی کی عزت حاصل ہوئی ہے۔ ابن قحافہ تم سے عملہً اولیٰ نہ تھے اور نہ ابن الخطاب بھی تم سے نیکی میں بہتر نہ تھے اور تم از روئے قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب ہو اور تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو رشتہ داری نصیب ہوئی ہے وہ ان دونوں کو حاصل نہیں ہوئی اور نہ وہ دونوں کسی امر میں تم سے سبقت لے گئے ہیں اللہ کے واسطے تم اس معاملہ میں غور کرو واللہ تم بے بصیرت نہیں ہو اور نہ ناسمجھ و نادان ہو اور بے شک راستہ صاف واضح ظاہر ہے اور بے شک دین کی نشانیاں قائم ہیں۔ اے عثمان سمجھو! بے شک اللہ کے بندوں میں افضل امام عادل ہے جس نے خود ہدایت پائی اور دوسروں کو ہدایت دی۔ پس اس نے سنت معلومہ کو قائم اور بدعت متروکہ کو مردہ کیا۔ واللہ یہ دونوں امر کھلے ہوئے ہیں اور بے شک سنتیں قائم ہیں ان کے لئے نشانیاں ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریر آدمیوں سے امام ظالم ہے گمراہ ہوا اور گمراہ کیا پس مردہ کیا اس نے سنت معلوم کو اور زندہ کیا بدعت متروکہ کو اور میں تم کو اللہ تعالیٰ کی سطوت اور انتقام سے ڈراتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہایت شدید و دردناک ہے اور میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں کہ تم اس امت کے امام مقتول ہو کہ تمہارے قتل سے اس پر قتل و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتال کا دروازہ قیامت تک کے لئے کھل جائے گا اور اس پر اس کے واقعات ملتے ومشتبہ ہو جائیں گے اور ایک گروہ چھوڑ دیئے جائیں گے۔ جو حق کو بوجہ علو باطل نہ دیکھ سکیں گے اور اس مباحث میں خلط وملط بے حد ہوگا' اضطراب واختلاف اس میں پیدا ہوں گے۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی گفتگو: امیر المومنین عثمانؓ نے جواب دیا میں جانتا ہوں بے شک وہ لوگ یہی کہتے ہیں جو تم کہتے ہو واللہ اگر تم میری جگہ پر ہوتے تو میں تم کو قرابت داروں کے پاس ولحاظ کرنے پر کچھ بھی نہ کہتا۔ تمہیں بالتفصیل بتاتا ہوں اے علی! تم جانتے ہوں کہ مغیرہ کو عمر بن الخطاب نے مامور کیا تھا۔ علی نے جواب دیا ہاں! امیر المومنین حضرت عثمانؓ بولے پھر تم مجھے ابن عامر کے مامور کرنے پر کیوں ملامت کرتے ہو۔ علی ابن ابی طالبؓ نے کہا بے شک تم حق بجانب ہو لیکن عمر بن الخطاب اپنے عمال کے ساتھ بہت سختی کا برتاؤ کرتے تھے۔ ادنیٰ ادنیٰ غلطیوں پر سخت گوشمالی دیتے تھے اور تم نے اس قدر چشم پوشی کی ہے کہ تمہارے کام وقت پر انجام پذیر نہیں ہوتے۔ تم اپنے اعزا واقارب کے ساتھ نرمی کرتے ہو۔ امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے کہا وہ لوگ میرے ہی عزیز واقارب نہیں ہیں تمہارے بھی عزیز ہیں۔ دیکھو معاویہ کو عمر بن الخطاب نے والی کیا تھا اگر میں نے اس کو بحال رکھا تو کیا جرم کیا؟ علی ابن ابی طالب نے جواب دیا اللہ تعالیٰ تم کو سمجھائے معاویہ عمر بن الخطاب سے اس قدر ڈرتا تھا کہ ان کا غلام یرفا بھی اس قدر نہ ڈرتا تھا اور تمہارے ساتھ جو معاویہ کا برتاؤ ہے تم پر خوب روشن ہے۔ امیر المومنین عثمان نے اس کو تسلیم کیا۔ پھر علی ابن ابی طالب بولے "معاویہ تمہاری بغیر اجازت جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کو تمہاری طرف منسوب کر دیتا ہے اور تم سن کر خاموش رہ جاتے ہو۔ اس قدر گفتگو ہونے کے بعد امیر المومنین عثمان خاموش رہے علی ابن ابی طالب اٹھ کر چلے گئے۔ اس کے بعد ہی امیر المومنین عثمانؓ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو مسجد میں جمع کر کے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا۔

(مترجم): میرے نزدیک اوپر کی طویل تقریر کے الفاظ جو علی ابن ابی طالب کی طرف منسوب کئے گئے ہیں ان کی زبان کے نہیں ہیں ایسے ہی بعض فقرات اس تقریر کے ایسے ہیں جس سے یہ خیال ہوتا ہے علی ابن طالب نے غالباً یہ نہیں فرمایا ہوگا کہ ابن قحافہ کو علی ابن طالب اور کل صحابہ کرام رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد سب سے افضل سمجھتے تھے اور ابن الخطاب کی بھی عزت وتوقیر سب لوگ کرتے تھے ان دونوں بزرگوں کی بوجہ عدم صہریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفضول علیہ ٹھہرانا اور یہ کہنا کہ وہ دونوں تم سے کسی بات میں نہیں بڑھے تھے۔ ایک ایسا مضمون ہے جس کو عقل سلیم علی ابن ابی طالب کی طرف ہرگز منسوب نہیں کر سکتی کوئی مسلمان علی وعثمان کی عزت یا افضلیت اس وجہ سے نہیں تسلیم کرتا کہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے بلکہ سابق الاسلام ہونے اور اعمال خیر کرنے اور جملہ مشاہد خیر میں حاضر ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت جنت دینے کی وجہ سے عزت کرتے ہیں میرے خیال میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کی وجہ سے افضل کہنا ان کی بے قدری اور کسر شان کرنا ہے۔

حضرت علیؓ کا مشورہ: بلوائیوں کا ایک گروہ علی ابن ابی طالب کے پاس گیا۔ امیر المومنین عثمانؓ کی شکایتیں کی۔ علی ابن ابی طالب ان لوگوں کی درخواست پر امیر المومنین عثمانؓ کے پاس گئے اور ان کے خیالات' شکایات اور اسباب مخالفت بیان کرتے ہوئے فاروق اعظمؓ کے طرز عمل اور سیاست ملکی اور عمال کے ساتھ سخت گیری ونرمی کے برتاؤں کو بتلایا۔ اس شورش

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے انجام اور آئندہ خطرات سے مطلع کیا امیر المومنین عثمانؓ نے جواب دیا ''مغیرہ بن شعبہ کو فاروق اعظمؓ نے والی بنایا تھا ہم نے بھی اس کو والی بنایا اور معاویہ کو بھی فاروق اعظم نے مامور کیا تھا ہم نے بھی ان کو بحال رکھا رہا ابن عامر! اس کا حال عزیز داری وقرابت کا تم جانتے ہو''۔ علی ابن ابی طالب نے کہا بے شک فاروق اعظمؓ نے ان لوگوں کو مامور کیا تھا لیکن فاروق اعظمؓ جس کو مقرر کرتے تھے اس کی تنبیہ وتادیب پر ہر وقت آمادہ رہتے تھے ذرا ذرا سی لغزش پر نہایت سختی کا برتاؤ کرتے تھے اور تم نرمی کا برتاؤ کرتے ہو۔ فاروق اعظمؓ کے عمال ان سے ان کے غلام یرقا سے زیادہ ڈرتے تھے اور معاویہ بلا تمہارے مشورے بلا اجازت جو چاہتا ہے کرتا ہے اور لطف یہ ہے کہ ان کاموں کو تمہاری طرف منسوب کرتا ہے اور تم اس کا کچھ خیال نہیں کرتے ہو''۔ تھوڑی دیر تک اسی قسم کی باتیں کر کے علی ابن ابی طالب اٹھ کر چلے آئے۔

حضرت عثمانؓ کا خطبہ: اس کے بعد ہی امیر المومنین عثمان بن عفان مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں مخالفین کے طعن وتشنیع کے جوابات دیئے اور یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ میری نرمی اور ملاطفت کی وجہ سے جری ہو گئے ہو ایسی جرأت تم کو ابن الخطاب کے زمانۂ خلافت میں نہیں ہوئی تھی تم کو مناسب ہے کہ تم لوگ اپنے خیالات کو تبدیل کرو اور اپنی رائے سے رجوع کر لو اور اپنے کاموں کو اپنے سرداروں پر چھوڑ دو جن کو میں نے مامور کیا ہے۔

تحقیقاتی کمیشن: جس وقت اطراف وجوانب ممالک میں امیر المومنین عثمان اور ان کے عمال پر طعن وتشنیع کا بازار گرم ہوا اور اس سلسلے میں مخالفین باہم خط وکتابت کرنے لگے اور ان واقعات کی پیہم خبریں دار الخلافت میں پہنچنے لگیں اس وقت اہل مدینہ جمع ہو کر امیر المومنین عثمان کے پاس آئے اور ان کو واقعات سے مطلع کیا لیکن ان کو اس سے ناواقف پایا۔ امیر المومنین عثمان نے کہا تم لوگ مسلمانوں کے رئیس اور باب شوریٰ ہو۔ تمہاری کیا رائے ہے؟ صحابہؓ نے کہا ''چند معتبر ومعتمد آدمیوں کو ممالک محروسہ اسلامیہ کی خبر لانے کے لئے روانہ کرو''۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ کوفہ کی طرف' اسامہ بن زید بصرے کی طرف' عبداللہ بن عمرؓ شام کی طرف اور علاوہ ان کے اور لوگ بھی مختلف صوبوں کی طرف روانہ کئے گئے ان لوگوں نے واپس ہو کر بیان کیا کہ ہم نے نہ تو عمال ووالیان ملک کی کوئی برائی دیکھی اور نہ عوام وخواص کو ان کی شکایت کرتے ہوئے پایا۔ عمار بن یاسر جو مصر کی جانب روانہ ہوئے تھے دیر میں واپس ہوئے ان کو ابن سباء اور اس کے ہمراہیوں خالد بن ملجم' سودان بن حمران کنانہ بن بشر نے دم دے کر اپنی طرف مائل کر کے اپنا ہم صفیر بنا لیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

اعلان عام: اس کے بعد امیر المومنین عثمان نے دو گشتی فرمان تمام ممالک محروسہ میں روانہ کئے ایک عام رعایا کے نام مضمون کا ''مجھے یہ اطلاع ہوئی ہے کہ میرے عمال سے عام رعایا کو کچھ نقصان پہنچا ہے۔ اس وجہ سے میں نے حکم دیا ہے کہ میرے کل عمال موسم حج میں آئیں پس جس شخص کو میرے عمال سے کچھ نقصان پہنچا ہو یا کسی کا کچھ حق کسی عامل پر ہو اس کو چاہئے کہ اس موقع پر آ کر اپنے حق کو مجھ سے یا میرے عمال سے لے۔ لیکن اس کی تصدیق کرائے' ثبوت دے ((فان اللّٰہ یجزی المتصدقین)) اس خط کے پڑھنے سے لوگ رو پڑے اور امیر المومنین عثمانؓ کے حق میں دعا کرنے لگے۔

عمال کی طلبی: دوسرا فرمان عمال کے نام تھا ان لوگوں کو موسم حج میں طلب کیا تھا چنانچہ آئندہ موسم میں عبداللہ بن عامر'

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن ابی سرح' معاویہ بن ابی سفیان' سعید بن العاص اور عمرو بن العاص شریک حج ہوئے۔ امیر المومنین عثمان نے فرمایا ''افسوس ہے کہ تم لوگوں کی شکایتیں اور ایذا رسانی کی خبریں مجھ کو پہنچیں۔ واللہ مجھے اس امر کا خیال ہے کہ کہیں وہ لوگ سچے نہ نکل جائیں'' ان لوگوں نے عرض کی ''کیا آپ نے لوگوں کو اس امر کے دریافت کرنے کو نہیں بھیجا تھا؟ کیا ان لوگوں نے آپ سے کچھ ظاہر نہیں کیا؟ کیا آپ کے خبر رسانوں نے یہ نہیں بتایا کہ ہم نے عمال کی کوئی برائی نہیں دیکھی ہم لوگوں کی اس شکایت کی اطلاع تک نہیں ہے اور نہ اس کی کچھ اصلیت اور نہ آپ کو اس کا کچھ خیال کرنا چاہئے''۔ حاضرین اس شر و فساد کے فرو کرنے کی بابت مشورہ کرنے لگے اور ایک دوسرے کی مخالفت کرنے لگے۔ امیر المومنین عثمانؓ نے فرمایا یہ فتنہ ضرور ہونے والا ہے اور اس کا دروازہ عنقریب کھلا چاہتا ہے میں یہ نہیں چاہتا کہ مجھ پر کوئی الزام اس فتنے کی بابت باقی رہ جائے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے کہ میں نے سوائے خیر کے لوگوں کے ساتھ کچھ نہیں کیا''۔ حاضرین یہ سن کر خاموش رہے کسی نے ذرہ بھر بھی کسی کی شکایت نہ پیش کی۔

صحابہ کبار کی مشاورت: حج سے فارغ ہو کر مدینہ میں آئے' علی' طلحہ اور زبیر کو بلوایا۔ معاویہ اس وقت موجود تھے۔ معاویہ نے کھڑے ہو کر حمد و نعت کے بعد کہا ''تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ارباب حل وعقد ہو اور اس امت کے والی اور سرپرست ہو تم نے اپنے دوست (یعنی عثمان) کو بلا رورعایت اس کام کے لئے منتخب کیا اور اب وہ بڈھا ہو گیا اور اس پر طرح طرح کے الزامات لگائے جاتے ہیں تم لوگوں نے اس کا اگر کچھ فیصلہ کر لیا ہے تو ظاہر کرو میں جواب دینے کے لئے موجود ہوں' باقی رہا یہ امر کہ اگر کوئی شخص خلافت و امارت کی طمع کرے تو واللہ تم لوگ سوائے پیٹھ پھیر کے بھاگنے کے اس سے اور کچھ نہ دیکھو گے'' اس فقرہ پر علی ابن ابی طالب نے معاویہ کو جھڑک دیا۔ امیر المومنین عثمان بولے ''مجھ سے پیشتر جو دو بزرگ (یعنی ابوبکر و عمر) تھے ان لوگوں نے بہ نظر احتساب اپنے اعزہ و اقارب کو نہ پوچھا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قرابت دار کا لحاظ فرماتے اور ان کو مدد دیتے تھے میرے اعزہ و اقارب غریب اور کم مایہ ہیں میں نے اپنا ہاتھ ان کے لئے کھول دیا پس اگر اس میں تم لوگ میری غلطی دیکھتے ہو تو میں اس سے باز آؤں۔ کسی نے کہا تم نے عبداللہ بن خالد بن اسید کو پچاس اور مروان کو پندرہ ہزار دے دیئے! امیر المومنین عثمانؓ نے جواب دیا ''میں ان دونوں آدمیوں سے یہ رقمیں واپس لینے والا ہوں''۔ لوگ یہ سن کر راضی ہو گئے اور بخوشی خاطر اٹھ کر چلے آئے۔

حضرت عثمانؓ کا شام جانے سے انکار: اصحاب کبار کے چلے جانے کے بعد معاویہ نے عرض کی۔ امیر المومنین اس سے پہلے کہ آپ پر حملہ ہو جس کا آپ تحمل نہ کر سکیں مناسب ہو گا آپ میرے ساتھ شام چلے چلیں۔ کیونکہ اہل شام میرے مطیع ہیں''۔ امیر المومنین عثمان نے جواب دیا ''کسی قیمت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوار نہیں چھوڑ سکتا''۔ پھر معاویہ نے گزارش کی ''اچھا میں ایک لشکر جرار آپ کی محافظت کو بھیجے دیتا ہوں جو آپ کے پاس ٹھہرا رہے''۔ جواب دیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسیوں کو تنگ نہیں کروں گا۔ معاویہ بولے ''واللہ آپ دھوکا اٹھائیں گے یا نزع خلافت کریں گے''۔ امیر المومنین ((حسبی اللہ نعم الوکیل)) کہہ کر خاموش ہو گئے اور معاویہ آپ کی خدمت سے اٹھ کر علی' طلحہ اور زبیر کے پاس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے اور ان لوگوں سے بوقت ضرورت امیر المومنین عثمانؓ کی اعانت و امداد کرنے کو کہا اور رخصت ہو کر شام کا راستہ لیا۔

مفسدین کی ریشہ دوانیاں: مفسدین و بلوائیوں نے یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ جس وقت امیر المومنین عثمان کے سرداران لشکر اور گورنران صوبہ جات میں چلے جائیں اس وقت امیر المومنین عثمان پر دفعۃً حملہ کیا جائے' لیکن اتفاق سے جب امراء و عمال کی روانگی کے بعد امیر المومنین پر حملہ نہ کر سکے تو دوبارہ نقض بیعت امیر المومنین عثمانؓ کی ریشہ دوانی کرنے لگے اور مراسلات کے ذریعے طے کیا کہ فلاں روز آئندہ موسم حج میں مدینہ منورہ میں آ جانا چاہئے۔ چنانچہ سب سے پہلے مصر کے بلوائیوں کا سردار عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی تھا مدینہ کی طرف خروج کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ بلوائیان مصر کی تعداد ایک ہزار تھی۔ کنانہ بن بشیر لیثی' سودان بن حمران سکونی اور میسرہ یا قتیرہ بن فلاں سکونی کی بسرکردگی غافقی بن حرب عکی اس جماعت میں شریک تھا۔ بلوائیاں کوفہ بھی ایک ہزار کی جمعیت سے زید بن صفوان عبدی' اشتر نخعی' زیاد بن النصر حارثی اور عبداللہ بن الاصم عامری کے ہمراہ آئے ہوئے تھے۔ بصرے کے بلوائیوں کی تعداد بھی ایک ہزار تھی حکیم بن جبلہ عبدی' ذریح بن عباد' بشیر بن شریح قیسی' ابن المحرش نے بسرکردگی حرقوص بن زہیر سعدی خروج کیا تھا۔

مفسدین کی مدینہ کو روانگی: یہ لوگ اپنے اپنے شہروں سے حج کا ارادہ ظاہر کر کے شوال میں مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ جب مدینہ تین منزل رہ گیا تو اہل بصرے کے چند لوگ آگے بڑھ کر ذوخشب میں آ ٹھہرے ان لوگوں کی طبیعتیں طلحہ کی طرف مائل تھیں اور کچھ بلوائیاں کوفہ اپنے گروہ سے نکل کر اعوص میں آ کر مقیم ہوئے۔ ان لوگوں کا رجحان زبیر بن العوام کی جانب تھا اسی گروہ کے ساتھ کچھ لوگ مصر کے بھی تھے اور عاصم بلوائی ذوالمروہ میں ٹھہرے رہے۔ مصریوں کی طبیعت علی ابن ابی طالب کی جانب مائل تھی زیاد بن النصر اور عبداللہ بن الاصم نے بلوائیوں سے مخاطب ہو کر کہا ''تم لوگ عجلت نہ کرو جب تک ہم مدینہ میں نہ داخل ہو لیں ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ اہل مدینہ نے بھی لشکر آرائی کی ہے بخدائے لایزال اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہم کچھ نہ کر سکیں گے''۔ بلوائی یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ان دونوں نے مدینہ کا راستہ لیا۔

حضرت علیؓ کی بلوائیوں کو سرزنش: زیاد و عبداللہ مدینہ پہنچ کر علی' طلحہ' زبیر اور امہات المومنین (رضی اللہ عنہم) سے ملے اور یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ بہ ارادہ حج آئے ہیں اور عثمانی گورنروں کی شکایت لائے ہیں' ان بزرگوں نے زیاد و عبداللہ کو اس ارادے سے روکا دونوں آدمی لوٹ کر اپنے گروہ میں آئے اور سرداران و بلوائیاں کوفہ' بصرہ اور مصر کو جمع کر کے مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ ہر فریق جدا جدا طلحہ' زبیر اور علی ابن ابی طالب کے پاس جائے اور ان کو جس طرح ممکن ہو اپنا ہم آہنگ بنائے۔ چنانچہ چند مصری بلوائی علی ابن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ اس وقت لشکر میں بہ مقام حجاز الزیت رونق افروز تھے اور اپنے لڑکے حسنؓ کو بلوائیوں کو منتشر کرنے کی غرض سے امیر المومنین عثمانؓ کے پاس بھیج دیا تھا۔ مصریوں نے علی بن ابی طالب سے کہا ''ہم عثمان کی امارت سے بیزار ہیں آپ ہم سے بیعت لے لیجئے ابھی ہم لوگ واپس جاتے ہیں''۔ علی ابن ابی طالب غصے سے کانپ اٹھے چلا کر فرمایا بے شک لشکر ذومروذ خشب و اعوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ملعون ہے اور اس حدیث کو صلحاء مومنین جانتے ہیں تم لوگ میرے سامنے سے دور ہو آئندہ اس قسم کی گفتگو میرے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روبرو نہ کرنا' بصریوں اور کوفیوں کی جماعتیں جو طلحہ وزبیر کے پاس گئی ہوئی تھیں۔ ان لوگوں نے بھی طلحہ وزبیر سے بھی ایسا ہی کہا۔ طلحہ وزبیر نے بھی ایسا ہی سختی سے جواب دیا جب اس کیا دی وحیلہ سازی میں بھی ان کو کامیابی نہ ہوئی تو ان مقامات سے متفرق ہو کر اپنے اپنے لشکر گاہ میں چلے آئے۔

حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ: اہل مدینہ بھی ان کی مراجعت سے اپنے اپنے گھروں میں لوٹ گئے۔ رات کے وقت کسی حادثہ کی اطلاع نہ ہوئی۔ لیکن تکبیر کی آواز اطراف مدینہ میں گونج رہی تھی۔ صبح ہوئی تو امیر المومنین عثمانؓ کا مکان محاصرہ میں تھا۔ بلوائیوں نے چاروں طرف سے مکان کو گھیر لیا تھا اور منادی کرا دی تھی کہ جو شخص مقابلہ پر نہ آئے گا اس کو امن دیا جائے گا چند دنوں امیر المومنین حضرت عثمانؓ امامت کرتے رہے۔ اہل مدینہ اپنے اپنے مکانوں میں خاموش بیٹھے رہے بلوائیوں نے بھی امیر المومنین حضرت عثمان سے ملنے جلنے بات کرنے سے کسی کو نہیں روکا۔

محاصرے کی صبح کو علی ابن ابی طالب نے بلوائیوں سے فرمایا تم کو کس چیز نے چلے جانے کے بعد واپس بلایا؟ بلوائیوں نے کہا ''ہم نے ایک خط ایک قاصد کے ہاتھ سے پایا جس میں ہمارے قتل کا حکم تھا۔ اسی طرح بصریوں نے طلحہ سے اور زبیر سے کہا بلوائیوں میں سے ہر شخص کہہ رہا تھا کہ ہم اپنے بھائیوں کی مدد کرنے کو آئے ہیں علی ابن ابی طالب نے کہا ''تم کو کیسے معلوم ہوا کہ اہل مصر کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے کیونکہ تم ان سے منزلوں کی مسافت پر تھے تم لوگ ایک ہی وقت معین پر کیسے واپس ہوئے واللہ یہ امر روز روشن سے زیادہ ظاہر ہے کہ تمہاری طبیعتیں صاف نہیں ہیں''۔ بلوائیوں نے جواب دیا ''آپ جو چاہیں خیال کریں ہم کو اس شخص (یعنی عثمان) کو معزول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے''۔

عمال کے نام فرامین: اس وقت تک بلوائیان مصر' کوفہ اور بصرہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے لیکن اس واقعہ کے بعد انہوں نے لوگوں کو امیر المومنین عثمان کے پاس جانے سے روک دیا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکنا شروع کر دیا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے ممالک اسلامیہ کے گورنروں کے پاس فرامین بھیجے اور ان کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ معاویہ نے حبیب بن مسلمہ فہری کو اور عبداللہ بن ابی سرح نے معاویہ بن خدیج کو روانہ کیا۔ کوفہ سے قعقاع بن عمرو روانہ ہوئے۔ کوفہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے عقبہ بن عامر' عبداللہ بن ابی اوفی' حنظلہ کاتب وحی اور تابعین سے مسروق' اسود' شریح' عبداللہ بن حکیم' بصرے میں صحابہ میں سے عمران بن حصین' انس بن مالک' ہشام بن عامر اور تابعین سے کعب بن سور ہرم بن حیان۔ اسی طرح شام اور مصر میں بھی صحابہ اور تابعین مسلمانوں کو اہل مدینہ کی اعانت پر ابھارنے لگے۔

حضرت عثمانؓ پر حملہ: بلوائیوں کے آنے کے بعد جمعہ آیا اس میں امیر المومنین عثمانؓ نے نماز پڑھائی۔ خطبہ دینے کو منبر پر چڑھ کر فرمایا[1]

((یا هولاء اللّٰه اللّٰه فوالله ان اهل مدينة ليعلمون انكم ملعونون على لسان محمد نامحو

---

[1] اللہ کی قسم ہے اہل مدینہ کو خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ حسب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملعون ہیں پس لوگوں کو مناسب ہے کہ نیکی کی لغزشوں کو فنا کر دیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الخطایا بالصواب))

محمد بن سلمہ نے اٹھ کر کہا((ان اشھد بذلک)) ''میں اس کی گواہی دیتا ہوں''۔ حکیم بن جبلہ نے ان کو بٹھالیا پھر زید بن ثابت اٹھے ان کو محمد بن ابی قتیرہ نے بٹھالیا۔ اس کے بعد بلوائیوں نے ہلہ کر کے منبر کا قصد کیا۔ لوگوں نے مار کر مسجد سے نکال دیا۔ بلوائی بیرون مسجد سے امیر المومنین پر پتھر مارنے لگے۔ آپ چوٹ سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ سعد بن ابی وقاص، حسین بن علیؓ زید بن ثابت اور ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہم) بلوائیوں سے لڑنے لگے۔ امیر المومنین عثمانؓ کو گھر پر اٹھالائے تھوڑی دیر کے بعد ہوش ہوا تو ان کو لڑائی سے روک کر واپس بلا بھیجا۔ علیؓ طلحہ اور زبیر عیادت کو آئے اس وقت چند بنی امیہ بیٹھے ہوئے تھے جن میں مروان بھی تھا ان لوگوں نے علی ابن ابی طالب سے مخاطب ہو کر کہا ''تم نے ہم کو ہلاک کر ڈالا تمہاری یہ ساری کاروائیاں ہیں، واللہ اگر تم اپنے مقصد کو پہنچ گئے تو تم دنیا کو مطیع کر لو گے''۔ علی ابن ابی طالب نے اس کا کچھ جواب نہ دیا غصے میں اٹھ کر چلے آئے طلحہ اور زبیر بھی اپنے اپنے مکان واپس آئے۔

زمانہ محاصرہ میں امامت: محاصرے کی حالت میں تین یوم تک امیر المومنین عثمان نماز پڑھاتے رہے بعد ازاں بلوائیوں نے مسجد میں آنے اور امامت کرنے سے روک دیا۔ غافقی بن حرب عکی بلوائیوں کا سردار نماز پڑھانے لگا۔ اہل مدینہ اپنے اپنے مکانات اور باغات میں مسلح عزلت گزیں ہو گئے یہ محاصرہ چالیس روز تک قائم رہا۔ بعض کہتے ہیں کہ زمانہ محاصرے میں امیر المومنین عثمانؓ نے ابو ایوب انصاریؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ چند روز تک انہوں نے نماز پڑھائی پھر ان کے بعد علی ابن ابی طالب پڑھاتے رہے، بعض کا بیان ہے کہ حالت محاصرہ میں علی ابن ابی طالب نے سہیل بن حنیف کو نماز پڑھانے پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ عشر ذلحجہ تک امامت کرتے رہے پھر عید کی نماز پڑھائی اور چند نمازوں میں امامت کی یہاں تک کہ امیر المومنین عثمانؓ شہید ہو گئے۔

بلوائیوں کی روانگی کی اطلاع: بعض مؤرخوں نے لکھا ہے کہ زمانہ محاصرہ امیر المومنین عثمان میں، محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ مصر میں لوگوں کو امیر المومنین عثمان کے برخلاف ابھار رہے تھے۔ پس جب ماہ رجب میں بلوائیان مصر نے باظہار حج بقصد قتل یا خلع خلافت عثمان بسرگروہی عبدالرحمٰن بن عدیس خروج کیا تو محمد بن ابی بکر بھی ان کے ہمراہ روانہ تھے ان کی روانگی کے بعد ہی عبداللہ بن سعد نے ایک قاصد دربار خلافت کی طرف بلوائیوں کی روانگی کی خبر کرنے کو روانہ کیا۔ باقی رہے محمد بن حذیفہ وہ مصر میں ٹھہرے رہے۔ پس جب عبداللہ بن سعدؓ بقصد مدینہ رملہ پہنچے تو یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ مصریوں نے واپس ہو کر امیر المومنین عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا ہے اور محمد بن ابی حذیفہ مصر پر مسلط ہو گیا ہے اس خبر کے سنتے ہی عبداللہ ابن ابی سرح مصر کی طرف لوٹے فلسطین میں پہنچ کر قیام کیا اتنے میں امیر المومنین عثمانؓ شہید ہو گئے۔

حضرت علیؓ اور مہاجرین وانصار کا وفد: یہ واقعات جملہ معترضہ تھے جس سے آپ کا ذہن منتشر ہو گیا ہوگا اب اصل واقعہ کی طرف ہم پھر رجوع کرتے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ بلوائیان مصر نے مدینہ کے قریب پہنچ کر ذوخشب میں قیام کیا تھا طے یہ ہوا تھا کہ امیر المومنین عثمانؓ خلافت کو چھوڑ دیں یا اپنے گورنروں کو یک قلم موقوف کر دیں اور ان دونوں باتوں سے ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بھی منظور نہ کریں تو قتل کر ڈالے جائیں امیر المومنین عثمان کو اس سے آگاہی ہوئی' آپ علی ابن ابی طالب کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اپنی قرابت اور حقوق کو ظاہر کر کے کہا کہ ''تم بلوائیوں کے پاس جاؤ ان کو جس طرح ممکن ہو سمجھا بجھا کر واپس کر دو' علی ابن ابی طالب نے جواب دیا'' میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا لیکن تم نے میرا کہا نہ مانا اپنے ہم نشینوں (مروان' معاویہ' بن عامر' ابن ابی اسرح اور سعید) کے کہنے پر عمل کرتے رہے اب میں کس طرح اور کس بناء پر ان کو واپس کروں گا۔ امیر المؤمنین عثمان بولے اب تم جیسا کہو گے ویسا ہی کروں گا آئندہ سے ان لوگوں کے کہنے پر ہرگز عمل نہیں کروں گا۔ چنانچہ علی ابن ابی طالب اور تیس مہاجرین و انصار سوار ہو کر بلوائیوں کے پاس گئے اس وفد میں سعید بن زید' ابوجہم عدوی' جبیر بن مطعم' حکیم بن حرام' مروان بن الحکم' سعید بن العاص' عبدالرحمٰن بن عتاب' ابواسید ساعدی' ابوحمید' زید بن ثابت' حسان بن ثابت' کعب بن مالک اور نیاز بن مکرز وغیرہ رضی اللہ عنہم تھے۔

مفسدین مصر کی واپسی: علی ابن ابی طالب اور محمد بن مسلمہ نے بلوائیان مصر کو نشیب و فراز سمجھایا بلوائیان مصر مصر کی طرف لوٹے۔ ابن عدیس بلوی نے محمد بن مسلمہ سے کہا'' میں تم سے کچھ کہنے کو واپس ہونا چاہتا ہوں''۔ جواب دیا'' اللہ سے ڈر! کیا تو اپنے اقرار سے منحرف ہونا چاہتا ہے؟ تو نے ابھی واپس نہ ہونے کا وعدہ کیا ہے'' ابن عدیس یہ سن کر اپنے گروہ میں چلا گیا اور اہل مدینہ مدینہ واپس آئے علی ابن ابی طالب نے امیر المومنین عثمانؓ کے پاس جا کر مصریوں کے واپس جانے کی اطلاع دی۔

حضرت عثمانؓ اور مروان: اس واقعہ کے دوسرے روز مروان نے حاضر ہو کر عرض کی: ''امیر المومنین! اس سے پہلے کہ بلاد قریبہ و بعیدہ سے مسلمان آئیں اور ایسے واقعات آپ پر پیش آئیں جس کو آپ برداشت نہ کر سکیں آپ مسلمانوں کو جمع کر کے خطبہ دیں اس میں یہ بیان فرمائیں کہ اہل مصر واپس گئے اور ان کو جو خبریں پہنچی تھیں سب بے اصل تھیں'' امیر المومنین عثمانؓ مروان کے کہنے سے خطبہ دینے کو کھڑے ہوئے جوں ہی چند الفاظ منہ سے نکلے تھے کہ چاروں طرف سے آواز آنے لگے ((اتق اللّٰہ یا عثمان و تب الی اللّٰہ)) ''اے عثمان! اللہ سے ڈر اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر'' سب سے پہلے اس فقرے کو عمرو بن العاص نے کہا تھا پس امیر المومنین عثمانؓ نے ہاتھ اٹھا کر کہا ((اللّٰھم انی تائب)) ''اے اللہ میں توبہ کرتا ہوں'' اس کے بعد عمرو بن العاص فلسطین چلے گئے اور اپنے محل میں مقیم رہے اس کے چند دنوں بعد امیر المومنین عثمانؓ کے محاصرہ و شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

حضرت عثمانؓ کا خطبہ: بعض نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے مصریوں کے پاس سے واپس ہو کر امیر المومنین عثمانؓ سے کہا تھا'' تم باہر نکل کر لوگوں کو اپنے خیالات سے مطلع کر دو تا کہ تمہارے حالات ان کو معلوم ہو جائیں گے اور فتنہ انگیز اشرار کا گروہ دوسرے شہروں سے نہ آنے پائے'' اس بناء پر امیر المومنین عثمانؓ باہر آئے اور خطبہ دیا' حمد و نعت کے بعد ارشاد کیا:

((انا اول من اتعظ استغر اللّٰہ مما فعلت و اتوب الیہ فلیات اشرافکم یرونی رائھم فو اللّٰہ و ان وأنی الحق عبد الاسنن بسنۃ العبدو لاذلن ذل العبد و ما عن اللّٰہ مذھب لا الیہ فو اللّٰہ لا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عطینکم الرضی و لا احتجب عنکم))

''میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے نصیحت قبول کی' میں اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں اس سے جو میں نے کیا ہے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں پس مناسب ہے کہ تمہارے شرفا آئیں اور مجھ کو مشورہ دیں واللہ اگر مجھے کوئی غلام بھی حق کی راہ نمائی کرے گا تو میں اسی کا راستہ اختیار کروں گا اور غلاموں کی طرح اس کی اطاعت کروں گا اور اللہ کے سوا اور کوئی حامی نہیں ہے اللہ کی قسم میں تم کو راضی رکھوں گا اور تم سے کچھ پوشیدہ نہ رکھوں گا''۔

یہ کہہ کر امیر المومنین عثمان خود بھی روئے اور حاضرین بھی رو پڑے۔

مروان کی تلخ کلامی: خطبہ دے کر مکان پر آئے تو چند بنی امیہ جو اس وقت حاضر نہ تھے حاضر ہوئے اور اس خطبہ دینے پر نصیحت کرنے لگے۔ آپ کی بیوی نائلہ بنت القراضہ نے ان لوگوں کو جھڑکا لیکن انہوں نے نائلہ کے جھڑکنے پر خیال نہ کیا۔ برابر امیر المومنین عثمان کو توبہ کرنے اور خطبہ دینے پر ملامت کرتے رہے اتنے میں دروازے پر کچھ لوگ جمع ہو گئے۔ امیر المومنین عثمانؓ نے مروان سے فرمایا ''تو جا ان لوگوں سے ہم کلام ہو اور گفتگو کرنے میں درشتی سے کام لے'' چنانچہ مروان نے نکل کر کہا ''تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے تمہاری کیا حالت ہے تم لوگ ہمارے قبضے سے ہمارے ملک کو چھیننے کو آئے ہو واللہ تم نے کسی قسم کا قصد کیا تو ہم تم پر ایسا بوجھ ڈال دیں گے کہ تم جس کو اٹھا نہ سکو گے جاؤ اپنے اپنے مکانات کی طرف لوٹ جاؤ' واللہ جو ہمارے قبضے میں ہے ہم تم سے مغلوب نہیں ہیں''۔ مروان کے اس کلام سے مجمع منتشر ہو گیا۔

حضرت علیؓ کی ناراضگی: علی ابن ابی طالب تک یہ خبر پہنچی تو آپ سخت ناراض ہوئے۔ عبدالرحمٰن اسود بن یغوث سے مخاطب ہو کر فرمایا ''کیا تم نے کل عثمان کا خطبہ اور آج مروان کا کلام سنا ہے میں جب گھر میں بیٹھا رہا تو عثمان نے مجھ سے کہا تم نے مجھے چھوڑ دیا ہے تم نے میری قرابت و حق کا پاس نہ کیا اور جب میں نے دخل دیا اور لوگوں کو سمجھا بجھا کے واپس کیا تو مروان کے کہنے سے لڑکوں کے کھیل کی طرح اس کو الٹ پلٹ دیا۔ افسوس ہے کہ عثمان باوجود سن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہونے کے مروان کے قبضے میں ہیں جس طرف وہ چاہتا ہے اس طرف پھیر دیتا ہے''۔ علی ابن ابی طالب یہ کہہ کر طیش میں آ کر اٹھے امیر المومنین عثمانؓ کے پاس گئے۔ مروان کے کہنے پر عمل درآمد کرنے پر نصیحت کی اور یہ فرمایا کہ آج سے اب میں تمہارے پاس نہ آؤں گا مروان تمہاری رائے پر مسلط ہو گیا ہے وہ تمہارا شرف زائل کرنا چاہتا ہے''۔ علی ابن ابی طالب کے چلے جانے کے بعد نائلہ آئیں اور وہ یہ گفتگو سن رہی تھیں انہوں نے بھی مروان کی موافقت پر نصیحت کی اور علی ابن ابی طالب سے صلاح و مشورہ لینے کی رائے دی۔ امیر المومنین عثمانؓ نے علی ابن ابی طالب کو بلوا بھیجا۔ وہ نہ آئے تو خود شب کے وقت علی ابن ابی طالب کے مکان پر گئے۔ علی ابن ابی طالب نے کہا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ کل تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منبر پر چڑھ کر کیا کہا تھا اس کے بعد مروان نے تمہارے دروازے پر کھڑے ہو کر لوگوں کو سخت و سست کہا ایذا پہنچائی۔ امیر المومنین عثمانؓ نے معذرت کی' اقرار کیا کہ آئندہ میں تمہاری رائے پر عمل کروں گا۔ واقعی میں اس درجہ خفیف ہوا اور لوگوں کو مجھ پر جرأت ہوئی۔ علی ابن ابی طالب بولے ''واللہ میں لوگوں کو نہایت آسانی سے دور کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوں گا لیکن جب میں تم کو سمجھاتا ہوں تو اس پر عامل ہوتے ہو لیکن جب مروان آ جاتا ہے تو اور وہ مخالفت کرتا ہے تو تم اس کے کہنے پر عمل کرنے لگتے ہو اور میری رائے کو بھول جاتے ہو"۔

حضرت علیؓ سے امداد طلبی: بعض نے لکھا ہے کہ علی ابن ابی طالب وقت محاصرہ امیر المومنین عثمانؓ خیبر میں تھے مدینہ منورہ آئے تو لوگوں کو طلحہ کے پاس جمع پایا۔ امیر المومنین عثمانؓ علی ابن ابی طالب کے مکان پر گئے اور کہا "اے علی میرے حقوق تم پر بہت ہیں' بھائی ہونے کا حق ہے قرابت داری کا حق ہے' ہم زلف ہونے کا حق ہے بفرض تقدیر اگر جاہلیت کا ہی زمانہ ہوتا تو بھی بنی عبد مناف کے لئے یہ امر باعث ننگ تھا کہ بنو تیم ان کے قبضے سے حکومت چھینیں"۔

علی ابن ابی طالبؓ یہ گفتگو سن کر طلحہ کے پاس گئے دریافت کیا ((ما هذا)) "یہ کیا معاملہ ہے"۔ جواب دیا[1] ((ابعد مامس الخرام الطبين يا ابا حسن)) علی ابن طالب لوٹ کر بیت المال آئے لوگوں کو جو کچھ مناسب تھا دیا لوگ طلحہ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے صرف طلحہ رہ گئے امیر المومنین عثمانؓ کو اس سے مسرت ہوئی اس کے بعد طلحہ امیر المومنین عثمانؓ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا میں تائب نہیں ہوا بلکہ مغلوب ہوا ہوں اے طلحہ اللہ تعالیٰ تمہیں سمجھے۔

مروان کا جعلی خط: بعض کا بیان ہے کہ جس وقت بلوائیان مصر دوبارہ مدینہ منورہ کی طرف لوٹے محمد بن مسلمہ واپسی کا سبب دریافت کرنے کو آئے بلوائیوں نے خط دکھلا کر کہا "یہ خط عثمان کے غلام کے قبضے سے مقام بویب میں برآمد ہوا ہے جو صدقہ کے اونٹ پر سوار جا رہا تھا اس خط میں عبدالرحمٰن بن عدیس' عمرو بن الحمق' عمرو بن البباع پر درے لگانے اور قید کرنے اور سر و داڑھیاں مونڈنے اور بعض کو سولی دینے کو لکھا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ خط ابوالاعور السلمی کے پاس سے برآمد ہوا تھا۔ غرض اس خط کے ملتے ہی بلوائیانِ مصر لوٹے اور ان کے ساتھ ہی کوفہ اور بصرہ کے بلوائی بھی واپس ہوئے۔

مصریوں کی یورش: محمد بن مسلمہ نے ان لوگوں سے واپسی کا سبب دریافت کیا انہوں نے کہا "ہم لوگوں نے علی ابن ابی طالب' سعد بن ابی وقاص اور سعید ابن زید سے اس معاملہ میں گفتگو کی ہے۔ ان لوگوں نے ہم سے مدد کا وعدہ کیا ہے کہ اس معاملہ کو باحسن وجوہ سمجھا دیں گے۔ لہٰذا علی ہمارے ساتھ عثمان کے پاس چلیں" اس قدر گفتگو کرنے کے بعد بلوائیانِ مصر سے چند لوگ اٹھے اور علی ابن ابی طالبؓ و محمد بن مسلمہ کو ہمراہ لئے ہوئے امیر المومنین عثمانؓ کے مکان پر گئے۔ ان دونوں بزرگوں نے بلوائیوں کی شکایت پیش کیں۔ امیر المومنین عثمانؓ نے قسم کھا کر کہا مجھے اس خط سے آگاہی نہیں ہے اور نہ میں نے لکھا ہے محمد بن مسلمہ بولے بے شک یہ صحیح ہے یہ کام مروان کا ہے اس عرصہ میں مصر کے بلوائیوں کا ایک گروہ آ گیا ابن عدیس نے ابن ابی سرح کی شکایت شروع کی مصر میں جو نئی نئی باتیں ایجاد کی تھیں بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ جب کبھی ابن ابی سرح پر کوئی

---

[1] عرب کا یہ ایک محاورہ ہے جب کوئی کام حد سے متجاوز ہو جاتا ہے یا اس کی نزاکت بڑھ جاتی ہے تو اس وقت اہل عرب استعارۃً یہ فقرہ بولتے ہیں۔ خرام تنگ کو کہتے ہیں اور طبین اونٹنی یا گھوڑی کے حلمۃ الثدی (چھاتیوں کی ٹھنڈیوں) کو کہتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ جب تنگ چھاتیوں تک پہنچ جائے گا تو زین یا چار جامہ اونٹنی یا گھوڑی کے پشت پر نہیں ٹھہر سکتا اور نہ سوار اس وقت تک ٹھہر سکتا ہے اردو میں بجائے اس کے کہتے ہیں جب نو نیزے پانی چڑھ گیا تو کیا ہو سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ امیر المومنین عثمانؓ نے ایسا ہی لکھا ہے ہم لوگ درحقیقت تم کو قتل کرنے کے قصد سے آئے تھے۔ علی ابن ابی طالب اور محمد بن مسلمہ نے سمجھا بجھا کر واپس کیا اور ہم سے وعدہ کیا کہ ان شکایتوں کو ہم رفع کرا دیں گے اتفاق سے تمہارا ایک خط ہمارے ہاتھ لگ گیا جس میں تم نے ابن ابی سرح کو لکھا ہے کہ ''ہم لوگوں کو درے لگائے ہماری تشہیر کرے ایک زمانہ دراز تک قید میں رکھے یہ خط تمہارے غلام کے ہاتھ سے ملا ہے اس پر تمہاری مہر ہے امیر المومنین عثمان نے قسم کھا کر کہا نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے اور نہ مجھ کو اس کی اطلاع ہے۔ علی ابن ابی طالبؓ اور محمد بن مسلمہ نے اس کی تصدیق کی۔

خلافت سے دستبرداری کا مطالبہ: بلوائی بولے ''تعجب کا مقام ہے کہ اس قسم کے خطوط تمہاری مہر سے لکھے جائیں اور تمہارا غلام لے کر جائے اور تم کو اس کی اطلاع نہ ہو پس تم جھوٹے ہو یا سچے۔ بہر تقدیر تم کو معزول کرنا مناسب ہے کیونکہ جھوٹے کو مسلمان کا والی بنانا جائز نہیں ہے اور اگر سچے ہو تو تم اس قدر کمزور اور طبعاً ضعیف ہو گئے ہو کہ بلا اجازت و اطلاع جس کا جو جی چاہتا ہے کرتا ہے لہذا بہتری یہی ہے کہ تم خود خلافت چھوڑ دو''۔ امیر المومنین عثمانؓ نے فرمایا میں اس لباس کو نہیں اتارنا چاہتا جس کو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنایا ہے یعنی میں خود منصب خلافت ترک نہیں کروں گا۔ ہاں یہ ہو گا کہ اگر مجھ سے غلطی ہو گئی تو میں توبہ کروں گا'' اور اپنی غلط رائے سے رجوع کروں گا ابن عدیس بولا ''ہم بارہا دیکھ چکے ہیں کہ تم توبہ کرتے ہو اور پھر وہی کام کرتے ہو اب ہم پر فرض ہے کہ ہم تم سے خلافت چھین لیں یا تم کو قتل کر ڈالیں اور اگر تمہارے دوستوں میں سے کوئی مزاحمت کرے تو اس سے بھی لڑیں جب تک ہم زندہ ہیں لڑتے جائیں گے کامیاب ہوں گے یا مر جائیں گے۔ امیر المومنین عثمان نے ارشاد کیا ''تم مطمئن ہو کہ کوئی شخص تم سے مزاحم نہ ہو گا اگر مجھے اس کا خیال ہوتا تو میں ممالک اسلامیہ سے مسلمانوں کو طلب کر کے ایک لشکر مرتب کر لیتا'' اس فقرے کے تمام ہوتے ہی چاروں طرف سے شور وغل کی آواز آنے لگی جس کے جو جی میں آتا تھا کہہ رہا تھا علی ابن ابی طالب اٹھے اور بلوائیوں کو امیر المومنین عثمان کے پاس سے نکال کر اپنے مکان پر چلے آئے۔ علی ابن ابی طالب کے واپس ہوتے ہی مصریوں نے امیر المومنین عثمانؓ کے مکان کا دوبارہ محاصرہ کر لیا۔

دوبارہ محاصرہ: دوبارہ محاصرہ کرنے کے بعد امیر المومنین عثمانؓ نے معاویہ اور ابن عامر کو امداد کے لئے لکھا۔ زید بن اسد قشری اہل شام کا ایک گروہ لے کر روانہ ہوئے۔ وادی القریٰ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ امیر المومنین عثمانؓ شہید ہو گئے یہ سنتے ہی زید بن اسد شام لوٹ گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ شام سے حبیب بن مسلمہ بصرہ سے مجاشع بن مسعود روانہ ہوئے تھے اور مقام ربذہ میں پہنچ کر شہادت کا حال سن کر واپس آ گئے تھے۔

اقرار نامہ حضرت عثمانؓ: دوبارہ محاصرہ ہونے پر امیر المومنین عثمانؓ کے مشیروں نے رائے دی کہ علی ابن ابی طالب کو بلوا کر بلوائیوں کی روک تھام کے لئے بھیجو کہ وہ ان کو سمجھا بجھا کر واپس کریں کہ ان کی مرضی کے موافق گورنروں کی بحالی اور معزولی کی جائے گی۔ چنانچہ علی ابن ابی طالبؓ بلوائیوں کے پاس گئے اونچا نیچا سمجھایا۔ ان کی درخواستوں کے موافق عمل درآمد کرنے کا وعدہ کیا۔ بلوائیوں نے کہا آپ ایک معیاد مقرر کیجئے'' علی ابن ابی طالبؓ لوٹ کر امیر المومنین عثمانؓ کے پاس آئے اور امیر المومنین عثمانؓ نے تین دن کی مدت مقرر فرمائی۔ علی ابن ابی طالب نے ایک اقرار نامہ لکھ کر بلوائیوں کو دیا۔ جس میں تین دن کے اندر ان کی مرضی کے موافق

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمال کی تقرری ومعزولی اوران کی شکایت رفع کرنے کو لکھا تھا۔ بلوائی اس اقرار نامہ کے مطابق تین یوم تک جنگ وجدال سے رکے رہے۔ امیر المومنین عثمانؓ نے ان کی خواہش کے مطابق کوئی اصلاح نہ کی۔

حضرت عثمان کا خطبہ: بعد انقضاء میعاد بلوائیانِ مصر ذی حسب سے مدینہ میں ایفاء وعدہ کی غرض سے آئے امیر المومنین عثمان نے ایفاء وعدہ سے انکار کیا۔ بلوائیوں نے برہم ہوکر چاروں طرف سے محاصرہ کرلیا۔ محاصرے کے بعد امیر المومنین عثمانؓ نے علیؓ زبیر اور طلحہ کو بلوا بھیجا جب یہ لوگ اوران کے ہمراہ اہل مدینہ بھی آئے دروازہ پر ایک بہت بڑا ہجوم تھا۔ عثمان نے گھر سے نکل کر کہا بیٹھ جاؤ بلوائی اور غیر بلوائی سب بیٹھ گئے آپ نے اہل مدینہ سے مخاطب ہوکر کہا اے اہل مدینہ میں تم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اوراس سے دعا کرتا ہوں کہ میرے بعد تم پر کسی اچھے کو خلیفہ بنائے۔ یہ کہہ کر تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر سر اٹھا کر بولے:

((انشدکم باللّٰہ تعالیٰ ھل تعلمون انکم دعوتکم اللّٰہ عند مصاب عمر ان یختار لکم و یجمعکم علی خیر کم اتقولون ان اللّٰہ لم یتل من ولی ھذا الدین ام تقولون ان الامۃ و لو امکابرۃ و عن غیر مشورۃ و کلھم الی امر ھم اولم یعلم عاقبۃ امری ثم انشدکم اللّٰہ ھل تعلمون لی من السوابق ما یحب حقہ فمھلاً فلا یحل الا قتل ثلاثۃ زان بعد احصان و کافر بعد ایمان و قاتل بغیر حق ثم اذا اقتلمتونی وضعتم السیف علی و قابکم ثم لا یرفع اللّٰہ عنکم الاختلاف))

''میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کہ کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ عمر کے زخمی ہونے کے وقت تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری امارت کے لئے کسی کو منتخب کردے اور کسی بہترین ہستی کو تمہارا امیر بنائے کیا تم یہ کہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول نہیں کی یا یہ کہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو اس دین کا والی بنایا اس کو آزمائش میں نہیں ڈالا یا کہو گے کہ امت نے دھاندلی سے یا بغیر مشورے کے والی مقرر کیا اوراس نے اپنے کام کو بغیر انجام بینی سے اس کے سپرد کیا ہے۔ پھر میں تم کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں تم لوگ میرے سابق الاسلام ہونے کو جانتے ہو جانے دو درگزر کرو کیونکہ تین آدمیوں کے سوا اور کسی کا قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ ایک زانی محصن کا دوسرے مرتد کا تیسرے قاتل بغیر حق کا۔ پھر جب مجھے تم قتل کرڈالو گے تو تلوار تم اپنی گردنوں پر رکھ لو گے پھر اللہ تعالیٰ تم سے اختلاف کو نہ اٹھائے گا''۔

مفسدین کی دریدہ دہنی: بلوائیوں نے جواب دیا کہ تم نے جو فاروق اعظمؓ کے بعد استخارے کی نسبت کہا ہے تو اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کیا اچھا کیا لیکن درحقیقت اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک فتنہ بنایا ہے۔ جس میں اس نے اپنے بندوں کو مبتلا کیا ہے حقوق سابق الاسلام تمہارے ہیں اور تم ضرور اس کے مستحق تھے لیکن تم نے بہت سی باتیں ایسی کی ہیں جس سے تم کو ہم حق قائم کرنے کیلئے بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ اس خیال سے کہ مبادا سال آئندہ اور فتنہ وفساد برپا نہ ہو باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ تین ہی آدمیوں کو قتل کرنا چاہئے اس کی نسبت ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سوائے ان تینوں کے اور لوگوں کا قتل کرنا بھی جائز دیکھتے ہیں۔ ازانجملہ ان آدمیوں کا قتل کرنا ہے جو دنیا میں باعث فساد ہوں یا باغی ہوں یا حق وراستی کے کرنے کے مانع اور مخالف اور بلاشبہ تم نے امارت کا ذرا دباؤ ہم پر ڈالا اور بے شک جو لوگ ہم سے لڑے اور لڑنے کو آتے ہیں وہ تمہاری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امارت کی وجہ سے لڑتے ہیں۔ پس اگر تم خلافت چھوڑ دو تو وہ لوگ برسرِ مقابلہ نہ آئیں گے۔ امیر المومنین عثمانؓ یہ سن کر خاموش ہو کر اندر چلے گئے پھر اس کے بعد گھر سے نہ نکلے۔ اہل مدینہ اور اصحاب کبار کو واپس جانے کی قسم دے کر واپس کیا سوائے حسن بن علیؓ محمد بن طلحہؓ عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

اُمّ المومنین حضرت ام حبیبہؓ سے نازیبا سلوک: بلوائیانِ مصر کوفہ اور بصرہ چالیس روز تک محاصرہ کئے رہے اٹھارویں روز یہ خبر مشہور ہوئی کہ اسلامی فوجیں ممالک اسلامیہ سے آ رہی ہیں۔ بلوائیوں نے محاصرے میں سختی شروع کی لوگوں کو امیر المومنین عثمانؓ کے پاس جانے سے روک دیا۔ پانی کھانا بند کر دیا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے علیؓ طلحہ اور زبیر اور امہات المومنین (رضی اللہ عنہم) کے پاس کہلا بھیجا کہ بلوائیوں نے میرا پانی بند کر دیا ہے اگر تم لوگ مجھ کو پانی پہنچا سکتے ہو تو پانی بھیج دو"۔ علی ابن ابی طالب یہ دردناک خبر سنتے ہی علی الصبح سوار ہو کر بلوائیوں کے پاس گئے اور فرمایا اے لوگو! تمہارا یہ فعل نہ مسلمانوں سے مشابہ ہے اور نہ کافروں سے۔ تم لوگ اس شخص (یعنی عثمان) کا کھانا پینا بند نہ کرو۔ بلاشبہ رومی اور ایرانی بھی اپنے قیدیوں کو کھلاتے پلاتے ہیں۔ بلوائیوں نے جواب دیا "نہیں واللہ ایسا کبھی نہیں ہوگا"۔ علی ابن ابی طالب یہ سن کر لوٹ آئے اس کے بعد ام المومنین ام حبیبہؓ کچھ کھانے کی چیزیں لے کر اپنے خچر پر سوار ہو کر آئیں بلوائیوں نے روکا آپ نے ارشاد کیا میں اس شخص (یعنی عثمان) کے پاس جاتی ہوں اس غرض سے کہ بنی امیہ کی امانتیں اس کے پاس ہیں ایسا نہ ہو کہ بیوہ اور یتیموں کا مال ضائع ہو جائے"۔ بلوائی بولے "تم کو عثمان کے پاس ہم نہیں جانے دیں گے"۔ ام حبیبہؓ گرتے گرتے بچیں اہل مدینہ نے دوڑ کر پکڑ لیا اور آہستہ آہستہ آپ کو آپ کے گھر واپس لائے۔

حضرت ابن عباس کی بحیثیت امیر حج مکہ معظّمہ کو روانگی: اس کے بعد امیر المومنین عثمانؓ نے اپنے مکان کی چھت[1] پر کھڑے ہو کر اپنے حقوق اور سابق الاسلام ہونے کا اظہار کیا۔ بعض نے کہا "جانے دو اب عثمانؓ سے درگزر کرو"۔ اس اثناء میں اشتر آ گیا لوگوں کو پھر جمع کر کے ورغلایا اور دوبارہ مخالفت پر ابھارا بعد اس کے ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے حج کا قصد کیا اور اپنے بھائی محمد کو اپنے ہمراہ لے جانے کی غرض سے بلایا۔ محمد بلوائیوں کے ہم نوالہ ہم پیالہ ہو رہے تھے ساتھ

---

[1] تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک روز امیر المومنین عثمانؓ نے بلوائیوں کو جمع کیا اور چھت پر چڑھ کر السلام علیکم کہا بلوائیوں نے کچھ جواب نہ دیا امیر المومنین عثمان ان لوگوں سے مخاطب ہو کر بولے میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں۔ سچ سچ کہنا کیا تم جانتے ہو کہ مدینہ میں صرف ایک ہی کنواں رومہ نامی تھا جس کو میں نے خرید کر وقف کیا تا کہ مسلمانوں کو پانی کی تکلیف نہ ہو میں نے اس کو اپنی ملک قرار نہ دی مثل اور مسلمانوں کے میں بھی اس کا پانی پیتا رہا۔ بلوائیوں نے جواب دیا ہاں یہ سچ ہے۔ امیر المومنین نے کہا پھر کیوں تم لوگ مجھے پانی نہیں دیتے بجبوری تالاب کے پانی سے روزہ افطار کرتا ہوں بلوائیوں نے اس کا بھی کچھ جواب نہ دیا۔ پھر آپ نے فرمایا میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کیا تم لوگ جانتے ہو کہ مسجد تنگ اور چھوٹی تھی۔ لوگوں کی گنجائش نہیں ہوتی تھی میں نے زمین خرید کر صحن مسجد بڑھایا۔ بلوائی بولے ہاں یہ سچ ہے آپ نے فرمایا کیا تم بتلا سکتے ہو مجھ سے پہلے کبھی کوئی اور شخص بھی اس میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہو؟ بلوائیوں نے جواب دیا نہیں۔ آپ نے ارشاد کیا پھر تم مجھے مسجد میں نماز پڑھنے سے کیوں روکتے ہوئے؟ بلوائی خاموش رہے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ پھر آپ نے کہا "تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم ہے سچ کہنا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں ایسا ایسا نہیں فرمایا۔ بلوائیوں کے دل پر اس کلام سے ایک اثر پیدا ہوا جس سے وہ لوگ امیر المومنین عثمانؓ کی ایذا رسانی کے خیال سے درگزر کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اس عرصہ میں اشتر آ گیا اور اس نے لوگوں کو دوبارہ امیر المومنین عثمانؓ کے برخلاف ابھار دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے سے انکار کیا۔ حنظلہ کاتب وحی بولے تم کو ام المومنین اپنی ہمراہی کے لئے بلاتی ہیں۔ تم ان کے ساتھ نہیں جاتے ہو اور آبرو باختہ اوباشوں کی اتباع کرتے ہو جو تمہارے شایان شان نہیں ہے۔ بفرض محال اگر اس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ امیر المؤمنین عثمانؓ مغلوب ہو گئے تو تم پر بنو عبد مناف و متولی مسلط ہو جائیں گے''۔ محمد بن ابی بکر نے کچھ جواب نہ دیا حنظلہ کوفہ چلے گئے۔ طلحہؓ زبیر اور تمام کل صحابائے کبار نے بلوائیوں کی زیادتیوں کی داستانیں سن سن کر اپنے دروازے بند کر لئے تھے نہ کسی سے ملتے تھے اور نہ باہر آتے تھے۔ آل حرام تھوڑے دنوں تک خفیہ طور سے امیر المومنین عثمانؓ کے گھر میں پانی پہنچاتے رہے۔ ابن عباس دروازے پر بلوائیوں کی مدافعت کی غرض سے بیٹھے ہوئے تھے امیر المومنین عثمانؓ نے ان کو امیر حج مقرر کر کے مکہ معظمہ روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ابن عباسؓ بولے مجھے ان بلوائیوں سے جہاد کرنا حج کرنے سے زیادہ محبوب ہے لیکن امیر المومنین عثمانؓ نے ان کو قسم دے کر مجبور کیا چنانچہ ابن عباس امیر حج ہو کر مکہ معظم روانہ ہو گئے۔

بلوائیوں کی یورش: بلوائیوں نے جب یہ دیکھا کہ حجاج امیر المومنین عثمانؓ ہی کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور ان کے مقرر کئے ہوئے امیر کے ساتھ حج کو جاتے ہیں' اطراف و جوانب سے جو لوگ آتے ہیں وہ بھی انہیں کا دم بھرتے آتے ہیں تو سب کے سب امیر المومنین کے شہید کرنے پر تل گئے اور ان کی شہادت کو اپنی گلو خلاصی کا ذریعہ سمجھ کر سب نے یورش کر کے دروازہ کھولنے کا قصد کیا۔ حسن بن علی' ابن زبیر' محمد بن طلحہ' مروان سعید بن العاص اور جو صحابہ کبار کے لڑکے ان کے ہمراہ تھے۔ بلوائیوں کو دروازہ کھولنے سے روکا۔ لڑے اور لڑ کر ان کو پیچھے ہٹایا امیر المومنین عثمانؓ کے کانوں تک یہ خبر پہنچی لوگوں کو لڑنے سے منع فرمایا اور قسم دے کر جدال و قتال سے روک کر اندر چلے آنے کا حکم دیا۔ بلوائیوں نے دروازے میں آگ لگا دی۔ دروازہ جل گیا' اندر گھسے۔ امیر المومنین عثمان جو اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور سورۃ طٰہٰ شروع کی تھی چونکہ حاضرین مکان شریک نماز تھے کسی نے بھی بلوائیوں کو کسی بھی فعل سے نہ روکا نماز سے فارغ ہوئے تو وہ لوگ چلے گئے اور امیر المومنین عثمانؓ قرآن پڑھنے لگے جس وقت یہ آیہ:

﴿الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا و قالوا حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل﴾

پر پہنچے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک اقرار لیا تھا اور میں اس پر قائم ہوں یہ کہہ کر صحابہ کرام کے فرزندان کو لڑنے سے روکا۔ حسنؓ بن علی سے کہا تم اپنے باپ کے پاس چلے جاؤ اس پر بھی حسنؓ بن علی بلوائیوں سے لڑے' مغیرہ بن الاخنس ابن شریق بھی چند لوگوں کو لے کر بلوائیوں کے مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی مغیرہ شہید ہو گئے۔ پھر ابو ہریرہؓ یہ کہتے ہوئے آئے:

((یا قوم مالی ادعو کم الی النجاۃ و تدعوننی الی النار))

''اے لوگو! مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم لوگ مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو اور لڑنے لگے''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱۹

حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کی شہادت

شہادت: امیر المؤمنین عثمان نے ان کو بھی لڑائی سے روکا۔ اس کے بعد بلوائی مکان کے عقب سے جس جانب عمرو بن الحرام کا مکان تھا سیڑھی لگا کر گھس آئے ان لوگوں کو اس کی اطلاع تک نہ ہوئی حفاظت کی غرض سے دروازے پر تھے۔ ایک بلوائی امیر المومنین عثمانؓ کے پاس گیا اور خلع خلافت کی بابت بحث کرنے لگا۔ آپ نے انکار کیا یہ شخص واپس آیا پھر دوسرا پھر تیسرا گیا اور ہر ایک خلع خلافت کی بابت گفتگو کرتا اور واپس آتا تھا اس اثناء میں عبداللہ بن سلام آئے انہوں نے بلوائیوں کو سمجھانا شروع کیا بلوائی لڑنے اور مارنے پر آمادہ ہو گئے۔ اس کے بعد محمد بن ابی بکر امیر المومنین عثمانؓ کے پاس گئے اور دیر تک گفتگو کرتے رہے[1] جس کے ذکر کی حاجت نہیں ہے پھر شرما کر چلے آئے۔ بعد ازاں کمینوں کا ایک گروہ پہنچا ان میں سے ایک نے آپ پر تلوار چلائی۔ نائلہ بنت الفراضہ (آپ کی بیوی نے) ہاتھ سے روکا۔ انگلیاں کٹ گئیں۔ دوسرے نے وار کیا خون[2] کا قطرہ مصحف کریم پر گرا آپ شہید ہو گئے۔

حضرت عثمانؓ کی نعش کی بے حرمتی: امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ کے غلاموں نے بلوائیوں سے مقابلہ کیا اور چند غلام کام آئے۔ بلوائیوں نے گھر میں جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ عورتوں کے کپڑے اور زیوارت تک چھین لئے' بیت المال کی طرف گئے اور اس کو تاراج کیا۔ بلوائیوں میں سے ایک نے امیر المومنین کا سر اتارنے کا قصد کیا۔ عورتوں

---

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ واپس آئے ہوئے بلوائیوں میں سے سب کے بعد محمد بن ابی بکر امیر المومنین عثمانؓ کے مکان میں داخل ہوئے۔ امیر المومنین عثمان نے کہا افسوس ہے تم اللہ تعالیٰ پر غصہ ظاہر کرتے ہو کہا میں نے تمہارا کوئی حق لے لیا ہے جو تم مجھ سے اس کو لینے کو آئے ہو'' محمد بن ابی بکر نے کچھ جواب نہ دیا لپک کر آپ کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا'' اے عثل تجھے اللہ رسوا کرے'' امیر المومنین عثمانؓ بولے'' میں عثل نہیں ہوں بلکہ عثمان ہوں اور امیر المومنین ہوں''۔ محمد نے کہا'' کیوں تم کو معاویہ اور فلاں فلاں شخصوں نے نہ بچایا۔ اس بڑھاپے میں بھی تم کو خلافت کی ہوس باقی ہے''۔ امیر المومنین عثمانؓ نے فرمایا'' اگر تمہارے باپ ہوتے تو وہ میرے بڑھاپے کی قدر کرتے اور وہ اس ڈاڑھی کو نہ پکڑتے''۔ محمد نے کہا'' بے شک اگر میرا باپ تم کو ایسے کام کرتے دیکھتا تو وہ ان کاموں کو پسند نہ کرتا اور مجھ سے زیادہ سختی سے تمہاری ڈاڑھی کو پکڑتا''۔ امیر المومنین عثمانؓ نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے مقابلے پر مدد چاہتا ہوں اور اسی سے اعانت کا خواستگار ہوں۔ محمد بن ابی بکر شرما گئے ڈاڑھی چھوڑ کر چلے آئے۔

[2] خون کا قطرہ مصحف کریم کے آیہ ((فسکفیکھم اللہ و ھو السمیع العلیم)) پر گرا تھا۔ یہ قرآن مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کتب خانے میں تھا۔ اس کو مصحف امام سے تعبیر کرتے ہیں۔ سنتے ہیں کہ زمانہ جنگ عظیم یورپ میں لندن کے میوزیم میں پہنچ گیا۔ انا اللہ و انا الیہ راجعون

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے شور مچایا ابن عدیس نے کہا جانے دو اس کے سر سے ہم کو کوئی سروکار نہیں ہے۔

بیان کیا[1] جاتا ہے کہ جس نے امیر المومنین عثمان کے قتل کا بیڑہ اٹھایا تھا وہ کنانہ بن بشیر تجیبی تھا۔ اسی نے تلوار چلائی تھی۔ عمرو بن حمق نے نیزہ کے چند زخم پہنچائے تھے۔ عمیر بن ضابی نے ٹھوکریں ماری تھیں۔ جس سے چند پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ ٹھوکریں لگانے کے وقت یہ کہتا جاتا تھا کہ کیوں تم ہی نے میرے باپ کو قید کیا تھا جو بے چارہ قید ہی کی حالت میں مر گیا۔

تجہیز و تکفین: امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی شہادت اٹھارویں ذی الحجہ ۳۵ھ یوم جمعہ کو ہوئی تین دن تک بے گور و کفن پڑے رہے۔ حکیم بن حرام اور جبیر بن معطم، علی ابن ابی طالب کے پاس گئے۔ آپ نے دفن کرنے کی اجازت دی، شب کے وقت مابین مغرب و عشاء جنازہ لے کر نکلے، جنازے کے ساتھ زبیر، حسن ابوجہم بن حذیفہ، مروان تھے۔ جنت البقیع کے باہر حش کوکب میں دفن کیا۔ جبیر بن معطم نے نماز پڑھائی لیکن بعض مورخوں کا خیال ہے کہ مروان نے اور بعض کہتے ہیں کہ حکیم نے پڑھائی تھی۔ روایت کی جاتی ہے کہ بلوائیوں میں سے چند لوگوں نے دفن کرنے اور نماز جنازہ پڑھنے سے بھی تعرض کیا تھا۔ لیکن علی ابن ابی طالب نے ان کو جھڑکا اور سختی سے روکا بعض کا خیال ہے کہ علی، طلحہ، زید بن ثابت، کعب بن مالک بھی شریک جنازہ تھے اور بغیر غسل کے انہیں کپڑوں میں دفن کیا جو پہنے ہوئے تھے۔

عہدِ عثمانیؓ کے عمال: بوقت شہادت ممالک اسلامیہ میں عمال اس تفصیل سے تھے۔ مکہ میں عبداللہ بن الحضرمی، طائف میں قاسم بن ربیعہ ثقفی، ضعار میں یعلی بن منبہ، جند میں عبداللہ بن ربیعہ، بصرے میں عبداللہ بن عامر، شام میں معاویہ بن ابی سفیان، حمص میں عبدالرحمٰن بن خالد، قنسرین میں حبیب بن مسلمہ، اردن میں ابوالاعور سلمی اور بحرین میں عبداللہ بن قیس فرازی عامل تھے۔ فلسطین صوبہ شام میں شامل تھا اس کی حکومت پر معاویہ کی جانب سے علقمہ بن حکیم کندی مامور تھا۔ عہدہ قضاء پر ابوالدرداء تھے کوفہ میں امامت ابوموسیٰ اشعری کرتے تھے میدان جنگ کی افسری قعقاع بن عمرو کے قبضہ میں تھی۔ سواد کے صیغہ مال پر جابر مزنی اور سماک انصاری مامور تھے۔ قرقیسا میں جریر بن عبداللہ، آذربائیجان میں اشعث بن قیس حلوان میں عتبہ بن نہاش، اصفہان میں سائب بن اقرع اور سبدان میں خنیس گورنر تھے۔ مدینہ منورہ میں بیت المال کے افسر

---

[1] محمد بن ابی بکر کے واپس آنے کے بعد قیسرہ، سودان بن حمران اور غافقی، امیر المومنین عثمانؓ کے پاس گئے غافقی نے لوہے سے مارا قرآن شریف کو ایک لات ماری آپ کی گود سے گر گیا۔ پھر سودان نے تلوار چلائی۔ نائلہ نے ہاتھ سے روکا انگلیاں کٹ گئیں اس کے بعد کنانہ نے وار کیا جس سے آپ شہید ہوئے۔ اس کے بعد امیر المومنین عثمان کے چند غلام آئے ان میں سے ایک نے سودان پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ قیسرہ نے اس غلام کو مار ڈالا جب گھر کی طرف واپس ہوئے تو دوسرے غلام نے قیسرہ کو مار ڈالا۔ پھر بلوائیوں کا ہجوم ہو گیا مال و اسباب لوٹنے لگے۔ کلثوم تجیبی نے نائلہ زوجہ امیر المومنین کی تلوار چھین لی۔ ایک غلام نے پہنچ کر کلثوم کو ایک وار سے شہید کر دیا مال و اسباب لوٹ لینے کے بعد عمر بن الحمق نے حضرت عثمان کے سینہ پر نو نیزے مار کر کہا ان میں سے تین نیزے تو میں نے اللہ تعالیٰ کے واسطے مارے ہیں اور چھ اس وجہ سے مارے ہیں کہ یہ میرے دل میں اس کی طرف سے غبار تھا۔ پھر بلوائیوں میں سے کسی نے سر کاٹنے کا قصد کیا۔ نائلہ اور ام المومنین چلا کر لاش پر گر پڑیں۔ ابن عدیس نے کہا جانے دو سر نہ کاٹو اس کے سر سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقبہ بن عمرو اور قضاء پر زید بن ثابت تھے۔

(۱) عہدِ عثمانی کی فتوحات کا اجمالی جائزہ (مترجم): امیر المومنین عثمان بن عفان کا دور خلافت بارہ دن کم بارہ برس تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ آٹھ دن کم بارہ برس رہا۔ اس زمانہ میں جس قدر فتوحات حاصل ہوئیں دو قسم کی ہیں ایک یہ ہے کہ شہادت کے بعد فاروق اعظمؓ بعض بعض شہروں میں بغاوت پھوٹ نکلی تھی۔ ذوالنورین نے اس کے فرو کرنے اور دوبارہ اس کو مقبوضات اسلامیہ میں داخل کرنے کی کوشش کی جیسا کہ وفات رسول اللہ علیہ التحیۃ والصلوٰۃ' صدیق اکبر کے دورِ خلافت میں مرتدین کے ساتھ معرکہ آرائی ہوئی تھی۔

ہمدان نے بدعہدی کی جس کو دوبارہ مغیرہ بن شعبہ نے فتح کیا' اہل رے بغاوت پر کمربستہ ہوئے ابوموسیٰ اشعری اور براء بن عازب نے اس بغاوت کو فرو کیا۔ اسکندریہ والوں نے علم بغاوت بلند کیا جس کو عمرو بن العاص کی کوششوں نے سرنگوں کیا۔ آذربائیجان کو ولید بن عقبہ نے دوبارہ زیر اور صلح کرنے پر مجبور کیا۔ انہیں واقعات کے اثناء میں آذربائیجان کے قرب و جوار کے اور مقامات بھی فتح ہوئے۔ ولید بن عقبہ اور سلمان بن ربیعہ نے بلاد آرمینیہ پر فوج کشی کی بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ عثمان بن ابی العاص کو شہر کازرون پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ عثمان بن ابی العاص نے شہر کو بصلح وامان فتح کیا اور اسی مقام سے انہوں نے ہرم بن حیان کو درسفید کی جانب روانہ کیا جو بہت جلد بآسانی تمام فتح ہو گیا۔ دوسری وہ فتوحات ملکی ہیں جو امیر المومنین عثمانؓ کے زمان خلافت میں حاصل ہوئیں اس سے پیشتر وہ ممالک اسلامیہ حکومت کے دائرہ میں نہ تھے۔ ازانجملہ افریقہ ہے جو عبداللہ بن سعید بن ابی سرح کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ امیر المومنین عثمان نے اسی وجہ سے عبداللہ بن سعد کو مصر کا گورنر مقرر کیا تھا اور مال غنیمت کا خمس الخمس مرحمت فرمایا تھا۔ اس زمانہ میں افریقہ کا حاکم قیصر روم کی جانب سے جریر نامی ایک شخص تھا جس کی حکومت طرابلس سے حدود طنجہ تک پھیلی ہوئی تھی۔ چالیس لڑائیوں کے بعد عبداللہ نے اس کو سر کیا۔ افریقہ کی فتح کے بعد عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس کو مغرب کی طرف روانہ کیا۔ کفار سے لڑائی ہوئی بالآخر مسلمانوں کی فتح ہوئی اور امیر المومنین عثمان نے اندلس کی حکومت عبداللہ بن نافع بن الحصین کو مرحمت فرمائی۔ اسی وقت سے سرزمین مغرب میں اسلام کا جھنڈا بلند ہوا۔ جزیرہ قبرص اور جزیرہ ذودوس انہیں کے عہد خلافت میں پچاس لڑائیوں کے بعد معاویہ بن سفیان کی حسن سعی سے فتح ہوا۔ فارس و خراسان کا زور انہیں کے زمانہ میں ٹوٹا۔ یزدگرد کی زندگی کا خاتمہ انہیں کے دورِ خلافت میں ہوا۔ کابل' زابلستان' ہرات' طالقان' فاریاب' طبرستان کے میناروں پر انہیں کے زمانہ خلافت میں اسلامی پھریرا اڑایا گیا۔

ان کے ابتداء دور خلافت میں ایسے خطرناک واقعات پیش آئے تھے جس سے ان کی ثابت قدمی اور انتظام کا کافی ثبوت ملتا ہے اور اس کو ان کی حکمت عملی و تدبیر نے کامیابی کے ساتھ رفع دفع کر دیا۔ ازانجملہ ایک واقعہ یہ ہے کہ ۳ھ خلافت میں امراء فارس کی تبدیلی سے ایرانیوں نے سازش کر کے مقام اصطخر میں فوج کثیر جمع کی اور عبیداللہ بن عامر گورنر کو قتل ڈالا تھا۔ لشکرِ اسلام شکست پا کر میدان جنگ سے بھاگ آیا۔ امیر المومنین عثمان نے عبداللہ بن عامر کو بسرکردگی لشکر بصرا اور عمان روانہ کیا جنہوں نے کمال مردانگی سے ایرانیوں کو ایسا پامال کیا کہ پھر ان کو سر اٹھانے کا حوصلہ نہ ہوا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جس وقت مسلمانوں نے افریقہ کو فتح کیا قسطنطین قیصر روم کی غیرت وحمیت جوش پر آ گئی۔ لشکرِ عظیم ترتیب دے کر براہ دریا بقصد مقابلہ لشکرِ اسلام کوچ کیا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے معاویہ کو شام سے اور عبداللہ بن سعد کو مصر سے مقابلے پر روانہ کیا۔ خطرناک اور سخت خوں ریز لڑائیوں کے بعد قسطنطین کو شکست ہوئی۔ رومی لشکر کا زیادہ حصہ لڑائی میں کام آ گیا اس کے بعد رومیوں میں نزاع پیدا ہو گئی۔ قسطنطین مارڈالا گیا اور وعدہ ((هلک قیصر فلا قیصر جده)) ظہور پذیر ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرۂ عثمانؓ: امیر المومنین عثمانؓ ذی النورین' قریش میں اعلیٰ درجہ کا نسب رکھتے تھے۔ ماں باپ دونوں قرشی تھے۔ ان کے باپ کا نام عفان تھا۔ عفان لڑکا تھا ابوالعاص کا' ابوالعاص امیہ اکبر کا' امیہ اکبر عبدشمس کا عبدشمس عبدمناف بن قصی کا' عبدمناف بن قصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کا دادا تھا۔ ان کی ماں کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس بن عبدمناف تھا۔ یہ لڑکی تھیں بیضاء ام حکیم بنت عبدالمطلب کی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی) کی باپ کی طرف سے چوتھی پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں اور برادرزادہ بھتیجے ہوتے ہیں اور ماں کی طرف سے دوسری پشت میں ملتے ہیں اور ہمشیرہ زاد (بھانجے) ہوتے ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں ان کی کنیت ابوعمرو تھی۔ جب اللہ جل شانہ نے ان کو مشرف بہ اسلام کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لڑکی رقیہ سے عقد کر دیا اور ان کے بطن سے عبداللہ بن عثمان پیدا ہوئے۔ تب انہوں نے اپنی کنیت ابوعبداللہ کر دی۔ اسلام لانے کے بعد اکثر لوگ ان کو ابوعبداللہ کہا کرتے تھے اور ایسے بہت کم لوگ تھے جو ان کو ابوعمرو کی کنیت سے یاد کرتے رہے ہوں۔

قد نہ بہت طویل تھا اور نہ بہت چھوٹا' میانہ قامت' خوش رو' چہرے پر کسی قدر چیچک کے آثار' چوڑے بازو' پنڈلیاں گوشت سے بھری' ڈاڑھی بڑی' سر میں بال زیادہ' رنگ گندمی تھا۔ بالوں کو کبھی کبھی حنا سے رنگ لیتے تھے۔

حضرت عثمانؓ کے ابتدائی حالات: یوں تو ان کے زمانہ پیدائش میں مورخوں نے اختلاف کیا ہے۔ لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ عام الفیل کے چھٹے برس پیدا ہوئے سن شعور کو پہنچ کر اس زمانے کی ضرورت کے مطابق لکھنا پڑھنا سیکھا۔ کچھ دنوں تک اونٹ چرانے کی خدمت بھی انجام دی جو عرب کا قومی شعار سمجھا جاتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابوبکر صدیقؓ کی ترغیب سے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ ایمان لائے' سابقین اسلام سے ہیں۔ ابوعبیدہ بن الجراح اور عبدالرحمٰن بن عوف سے ایک روز پہلے اور علی ابن ابی طالب وصدیق اکبر و ام المومنین خدیجہؓ کے بعد مسلمان ہوئے۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ قدیم الاسلام دارارقم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے سے پیشتر اسلام لائے۔ آپ خود اکثر فرمایا کرتے تھے' میں اسلام کا چوتھا شخص ہوں میری ذات سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی چوتھی عدد پوری فرمائی۔

حضرت عثمانؓ کی ہجرت میں افضلیت: حضرت عثمانؓ نے دو ہجرتیں کیں ایک بجانب حبشہ' حضرت ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے بعد یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے مع اپنے اہل کے ہجرت کی' ریاض میں بروایت انس لکھا ہے:

((قال اول من هاجرا الى الارض الحبشة عثمان و خرج معه بابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم' فابطاء على رسول الله صلى الله عليه وسلم خبرهما فجعل يتوكف الخبر فقدمت امراة من قريش من ارض الحبشة فالها فقالت رايتهما على اي حال رايتهما قالت رايتهما و قد حملها على حمار من هذه الدواب و هو يسوقها فقال النبى صلى الله عليه وسلم صحبهما الله ان كان عثمان لاول من هاجر الى الله عزوجل بعد لوط))

''حضرت انس نے کہا ہے کہ پہلے جس نے ارض حبشہ کی طرف ہجرت کی' وہ عثمان ہیں اور ان کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی بھی تھیں۔ ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر کچھ عرصے تک معلوم نہ ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتظار فرما رہے تھے کہ قریش کی ایک عورت حبشہ سے آئی' آپ نے اس سے عثمان کو دریافت کیا' عورت نے کہا میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے۔ فرمایا کس میں حالت میں تو نے ان کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھا جواب دیا میں نے دیکھا ہے کہ عثمان کی بیوی ایک جانور پر سوار تھیں اور عثمان اس کو ہانکتے جاتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں کا ساتھی ہو۔ عثمان پہلا شخص ہے جس نے لوط کے بعد اللہ عزوجل کے لئے ہجرت کی"۔

حاکم نے بروایت عبدالرحمٰن بن اسحاق عن ابی عن سعد نے اس قصہ کو یوں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا یا ابابکر انهما الاول من هاجرا بعد لوط و ابراهيم " اے ابوبکر سب کے پہلے انہیں دو نے لوط وابراہیم کے بعد ہجرت کی ہے اور دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی جانب جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے اس کے بعد ہی ذی النورین بھی مدینہ میں ہجرت کر آئے۔

ذی النورین کا لقب: ابن اثیر کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان کو ذی النورین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں رقیہ وکلثوم (رضی اللہ عنہما) یکے بعد دیگرے آپ کے عقد میں آئی تھیں:

((اخرج الحاكم ان ابی هريره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لقى عثمان و هو مغموم فقال ما حالک يا عثمان فقال بابی انت و امی هل دخل على احد من الناس ما دخل على توفيت بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم و انقطع الصهر فی ما بينی و بينک و الی ابد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم و اتقول ذالک يا عثمان و هذا جبريل يا مرنی من امر الله عزوجل ان ازوجک اختها كلثوم على مثل صدقها و على مثل عدتها فزوجه النبی صلى الله عليه وسلم عليها))

"حاکم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاقات کی اور عثمان مغموم تھے۔ آپؐ نے فرمایا اے عثمان کیا حال ہے۔ عثمان نے عرض کی میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں کیا کسی پر ایسا صدمہ اور بھی گزرا ہے جو مجھ پر گزرا ہے صاحبزادیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتقال کر گئیں اور رشتہ سسرالی قرابت کا ہمیشہ کے لئے میرے اور آپؐ کے منقطع ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان تم یہ کیا کہتے ہو جبرئیل نے مجھ کو اللہ تعالیٰ کا یہ پیام پہنچایا ہے کہ میں رقیہ کی بہن کلثوم کا نکاح اسی مہر اور اسی طرح تمہارے ساتھ کر دوں۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد رقیہ کے کلثوم کا عقد عثمان سے کر دیا"۔

پھر جب کلثومؓ کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ نے فرمایا اگر میرے اور لڑکی ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمان سے کر دیتا۔ ریاض میں علی ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میرے چالیس لڑکیاں بھی ہوتی تو میں یکے بعد دیگرے عثمان سے عقد کرتا جاتا۔ یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہ رہتی۔ یہ ایک ایسی شرافت وعظمت ہے جو سوائے ان کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی ازالۃ الخفاء میں حوالۂ ریاض لکھا ہے ((قيل فی وجه التسميه بذی النورين كان له سخا ان سخاء قبل الاسلام و سخاء بعده)) "یعنی بیان کیا گیا ہے عثمان کو ذی النورین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ عثمان ذوالنورین کی دو سخاوتیں تھیں ایک سخاوت قبل اسلام اور ایک سخاوت بعد از اسلام اس کو صاحب ازالہ نے قبل کر کے بیان کیا ہے جو ضعف قول پر دلالت کرتا ہے صحیح وہی ہے جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

حضرت عثمانؓ کی سیرت و کردار: قدرتی طور پر آپ کی فطرت سلیمہ ایسی واقع ہوئی تھی کہ جس کی وجہ سے قبل از اسلام آپ اکثر امور جاہلیت سے محترز رہے از انجملہ یہ ہے کہ آپ نے اسلام لانے سے پہلے شراب اپنے اوپر حرام کر لی تھی زنا کبھی نہیں کیا۔ ((فی الاستعياب فی ترجم ابی بكر رضی الله عنه انه كان قد حرم الخمر فی الجاهلية هو و عثمان))

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''استیعاب میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حال میں لکھا ہے کہ بے شک زمانہ جاہلیت میں انہوں نے اور عثمان نے شراب حرام کر لی تھی''۔((و فی الریاض عن انه قال ما زینت فی الجاهلیة و الاسلام و لا سوقت)) ''اور ریاض میں ان سے روایت کی گئی ہے کہ بے شک انہوں نے کہا ہے کہ میں نے جاہلیت اور اسلام میں زنا نہیں کیا اور نہ چوری کی ہے''۔ یہ امر قومی روایت سے بھی ثابت ہو گیا ہے کیونکہ زمانہ محاصرے میں امیر المومنین عثمانؓ نے ایک تقریر کی تھی جس کا آخری فقرہ یہ تھا((و ما زینت فی الجاهلیة و الاسلام قط)) ''اور نہ میں نے جاہلیت میں اور نہ اسلام میں کبھی زنا کیا ہے'' اور بلوائیوں میں سے بھی کسی نے اختلاف نہیں کیا تھا۔

سخاوت: زمانہ جاہلیت میں اسلام اور امیر المومنین عثمان کی ثروت قریش میں ایسی تھی کہ جس سے بلا امتیاز ہر صغیر و کبیر، غنی و فقیر مستفیض ہوا۔ زمانہ جاہلیت کی ان فیاضیاں یا صدقات و خیرات کا لکھنا فضول ہے اور تجسس سے بہ وقت اس کا پتہ چلے گا لیکن اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ جو فیاضی اور میر چشمی کی وہ ان کی سخاوت و ثروت و دریا دلی کی ایک بے مثل نظیر ہے۔ طبری نے لکھا ہے کہ عثمان ذوالنورین اپنے زمانہ خلافت میں ہر سال حج کو جاتے تھے۔ اور مقام منیٰ میں اپنا خیمہ نصب کراتے جب تک حجاج کو کھانا نہ کھلا لیتے لوٹ کر اپنے خیمے میں نہ آتے تھے بیت المال سے اس کو کچھ تعلق نہ تھا۔ اپنے جیب خاص سے خرچ کرتے تھے۔

اسلام کی خدمات: جیش العسرۃ میں (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ ہے) امیر المومنین عثمانؓ نے بڑی اولوالعزمی اور دریا دلی سے کام لیا تھا تقریباً کل لشکر کے لئے سروسامان مہیا کیا تھا۔ اس کو خود ذی النورین نے محاصرے کے زمانے میں اپنے خطبہ میں بیان کیا تھا جس کو حاضرین نے تسلیم کیا تھا۔

((ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم نظر فی وجوه القوم فقال من یجهز هولاء غفرله یعنی جیش العسرة فجهم تهم حتی لم یفقد و اعقالا و لا حطاما قالوا نعم))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کون شخص ان مجاہدوں کا سروسامان مہیا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے گا (یعنی جیش العسرۃ کا) پس میں نے کل سامان مہیا کر دیا ایک چھدان اور مہار کی بھی ضرورت نہ ہوئی۔ بلوائیوں نے کہا ہاں''۔

عبدالرحمٰن بن خباب نے اس واقعے میں اس قدر اور بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر سے اترتے ہوئے دیکھا ہے۔ فرما رہے تھے ((ما علی عثمان ما فعل بعد هذه ما علی عثمان ما فعل بعد هذه)) ''اس کے بعد عثمان جو کریں گے وہ سب معاف ہے'' ترمذی نے اس کی روایت کی ہے اور عبدالرحمٰن بن سمرہ نے اس واقعہ میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا((مافر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین)) ''آج کے بعد عثمان کو کوئی عمل کچھ نقصان نہ پہنچائے گا'' دو مرتبہ فرمایا تھا۔

غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سخت مخمصے میں مبتلا ہو گئے تھے ذی النورین نے اپنی عالی ہمتی اور بے مثل فیاضی سے اس کو رفع کیا۔ سالم بن عبداللہ بن عمر نے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں تشریف لے گئے تھے جو تنگی اور پانی و کھانے کی تکلیف اس میں ہوئی اس سے پیشتر اور کسی غزوہ میں نہیں ہوئی تھی۔ ذی النورین کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ اس قدر غلہ، روٹیاں اور اشیاء خوردنی خرید کر اونٹوں پر بار کر کے لائے جو مجاہدین غزوۂ تبوک کو کافی ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے دیکھ کر فرمایا ((هذا قد جائکم بغیر)) ذی النوری نے کھانا لا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر سامنے رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار نے آسودہ ہو کر تناول فرمایا اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر ارشاد کیا ((اللّٰھم انی قد رضیت عن عثمان فارض عنه (ثلث مرات)) ''اے اللہ میں عثمان سے خوش ہو گیا ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ تین مرتبہ فرمایا''۔ پھر صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا ((ایھا الناس ادعوا العثمان فدعا له الناس جمیعا مجتھدین و بینھم صلی اللّٰه علیه وسلم))

اہل بیت کی خدمات ذی النورین کے منجملہ اوصاف حمیدہ کے یہ بھی تھا کہ جب کبھی اہل بیت رسالت کو کسی قسم کی ضرورت پیش آ جاتی اور اس کی اطلاع ذی النورین کو ہو جاتی تو اس کے رفع کرنے میں سعی بلیغ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ چار دن تک اہل بیت رسول اللہ کو کھانا میسر نہ آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے دریافت فرمایا کہ تم کو کچھ کھانے کو ملا۔ ام المومنین عائشہؓ نے عرض کی ''کہاں سے ملتا اللہ تعالیٰ آپ ہی کے ہاتھوں ہم کو مرحمت فرماتا ہے''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے وضو کیا مسجد میں نفل پڑھنے لگے آپ تھوڑی تھوڑی دیر بعد نماز کی جگہ تبدیل کرتے جاتے تھے اتنے میں عثمان آ گئے اور اجازت طلب کی۔ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے چاہا عثمانؓ کو آنے کی اجازت نہ دوں پھر یہ خیال کر کے یہ مالداران صحابہ میں سے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے ہم تک نیکی پہنچانے کا قصد کیا ہو میں نے اجازت دے دی۔ عثمانؓ نے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا میں نے جواب دیا اے صاحبزادے چار یوم سے اہل بیت رسالت نے کچھ نہیں کھایا۔ عثمان بن عفان نے رو کر کہا کہ تف ہے دنیا پر۔ پھر کہا اے ام المومنینؓ تم کو یہ مناسب نہ تھا کہ تم پر ایسے حادثات گزریں اور تم نہ مجھ سے ذکر کرو اور نہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور نہ ثابت بن قیس جیسے مالداروں سے۔ ذی النورین یہ کہہ کر واپس گئے اور کئی اونٹ آٹا' گیہوں' کھجوریں اور مسلم بکرا مع دو سو درہم کے لا کر پیش کیا۔ پھر کہا یہ بہ دیر تیار ہو گا میں پکا ہوا کھانا لاتا ہوں چنانچہ روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت لائے اور کہا کھاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی رکھ دو۔ پھر ام المومنین عائشہ صدیقہ کو قسم دی کہ آئندہ جب کبھی ایسا واقعہ پیش آئے تو مجھے ضرور مطلع کرنا۔ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ عثمان کے چلے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ دریافت کیا((عائشه هل اصبتم بعد شیئاً)) ''اے عائشہ میرے بعد تم کو کچھ ملا؟'' میں نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کو گئے تھے اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کبھی رد نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار کیا' کیا ملا؟ میں نے عرض کی اس قدر آٹا' اس قدر گیہوں اور اس قدر کھجوریں اونٹوں پر لدی ہوئی اور تین سو درہم کی ایک تھیلی اور ایک مسلم بکرا اور روٹی اور بہت سا بھنا ہوا گوشت۔ آپ نے دریافت کیا کس نے دیا؟ گزارش کی عثمان بن عفان نے! وہ مجھے قسم دلا گئے ہیں کہ آئندہ جب ایسا موقع پیش آئے تو مجھے اطلاع دینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر بیٹھے نہیں' مسجد چلے گئے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا((اللّٰھم قد رضیت عن عثمان فارض عنه اللّٰھم انی قد رضیت عن عثمان فارض عنه)) ''اے اللہ تعالیٰ میں عثمان سے راضی ہو گیا۔ تو بھی راضی ہو جا'' علاوہ ان اوقات کے اور وقتوں میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کے حق میں بکثرت دعائیں کی ہیں۔ ریاض میں بروایت ابوسعید خدری لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول شب سے تا طلوع فجر عثمان بن عفان کے حق میں دعا فرما رہے تھے۔((اللّٰھم انی رضیت عن عثمان فارضی عنه)) جابر بن عطیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا تھا:

((غفر اللّٰه لک یا عثمان ما قدمت و ما اخرت و ما اسررت و ما اعلنت و ما اخفیت و ما ابدیت و ما هو کائن الیٰ یوم القیامة اخرج البغوی فی معجمد))

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے عثمان اللہ نے تیرے گناہ بخش دیئے جو تو نے پہلے کئے تھے اور جو تو بعد کو کرے گا اور جو تو نے چھپا کر کیا اور جو تو نے ظاہر کیا اور جو تو نے چھپایا اور جو تو نے ظاہر کیا اور جو گناہ قیامت تک ہونے والا ہے بغوی نے اپنے معجم میں اس قدر روایت کی ہے''۔

مسجدِ نبوی کی توسیع: مسجد نبوی کے بڑھانے اور اس کے مسقّف کرنے والے بھی ذی النورینؓ ہیں' مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر ایک چھوٹی سی مسجد بنائی گئی تھی۔ جو تھوڑے ہی دنوں میں مسلمانوں کی کثرت سے ادائے نماز کے لئے ناکافی ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا۔ بیان فرمایا'' کہ جو شخص فلاں فلاں اشخاص کے مکانات خرید کر کے ہماری مسجد میں شامل کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مکان بنائے گا اور اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا''۔ ذی النورین نے اجازت حاصل کر کے ان مکانات کو بیس ہزار یا پچیس ہزار اشرفی میں خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔

مسجدِ نبوی کی مرمت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک سے فاروق اعظمؓ کے زمانہ خلافت تک مسجد نبویؐ کی چھت کھجور کے پتوں اور لکڑیوں سے بنی ہوئی تھی اور صحن خام تھا ایام بارش میں جب مدینہ میں پانی برستا تھا تو بارش موقوف ہو جانے پر مسجد نبویؐ میں دو ایک دن تک چھت سے پانی ٹپکتا رہتا تھا۔ نمازیوں کو سخت تکلیف ہوتی عہدِ خلافت فاروقی میں ذی النورین نے فاروق اعظمؓ سے سقف و صحن مسجد کو پختہ کرنے کی تحریک کی۔ فاروق اعظمؓ نے جواب دیا بیت المال' مجاہدین اور غازیان اسلام کے خرچ کے لئے ہے نہ کہ مسجد کو مسقّف کرنے اور صحن کو پختہ بنانے کے لئے جس حالت میں مسجدِ نبویؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد ابوبکرؓ کے زمانہ میں تھی اس کو اسی حالت میں رکھوں گا اگر تم کو نمازیوں کی تکلیف کا زیادہ خیال ہے تو اپنے صرف سے بنا دو۔ ذی النورین پاس ادب سے خاموش ہو رہے جب ان کا دورِ خلافت آیا تو اپنے خاص مصرف سے مسجد نبویؐ کی چھت اور صحن اور دیواروں کو پختہ کرایا۔

بیئر روم کا وقف: رسول اللہ کے عہد فیض مہد میں مدینہ منورہ میں مسجد قبلتین کی جانب شمال میٹھے پانی کا صرف ایک کنواں تھا جس کو بیئر رومہ کہتے تھے۔ ایک یہودی اس کا مالک تھا۔ مسلمانوں کو پانی کی سخت تکلیف ہوتی تھی جو مستطیع تھے وہ میٹھا پانی استعمال کرتے تھے اور جو نادار صحابہؓ تھے ان کا گزران کھاری پانی پر ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا ذی النورین نے پینتیس ہزار میں خرید کر وقف کر دیا۔

((قال عثمان فی خطبة یوم الدار اذکر کم باللّٰہ تعالی ھل تعلمون ان رومة لم یکن یشرب منھا احد الا بثمن فاتبعھا فجعلھا للغنی و الفقیر و ابن السبیل قالو اللّٰھم نعم و روی ذلک عنه الاحف قیس و ابوسلمة و ابوعبدالرحمن و غیرھم))

''عثمان نے یوم الدار (محاصرہ کے دن) اپنے خطبہ میں کہا میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کیا تم نہیں جانتے ہو کہ رومہ سے کوئی شخص بلا قیمت پانی نہیں پی سکتا تھا۔ میں نے اس کو خرید کر کے غنی' فقیر اور مسافروں کے لئے وقف کر دیا۔ ان لوگوں نے کہا ہاں اور روایت کی ہے اس کی ان سے احنف بن قیس اور ابوسلمہ و ابوعبدالرحمٰن وغیرہ نے''۔

صدقہ: ان فیاضیوں اور سیر چشمیوں کے علاوہ جس کو ہم اوپر مشتے نمونہ از خروارے تحریر کر آئے ہیں صدقات میں بھی ذی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النورین کا ہاتھ کھلا ہوا تھا۔ کتب سیر و رجال کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذی النورین کو جو مرتبہ عالیہ صدقہ میں حاصل ہوا تھا کسی کو کم نصیب ہوا ہوگا۔

((عن ابن عباس قال قحط الناس فی زمان ابی بکر فقال ابوبکر لا تمسون حتی یفرج اللّٰہ منکم فلما کان عن الغد جاء البشیر الیہ قال قدمت لعثمان الف راحلة برا و طعاما قال فغدا التجار علی عثمان فقرعو الیہ الباب فخرج الیھم و علیہ ملأة و قد خالف بین طرفیھا علی مانیہ فقال لھم ما تریدون قالوا قد بلغنا انہ قدم لک الف راحلة بر او طعاما بعنا حتی توسع بہ علی فقراء المدینة فقال لھم عثمان اذا خلوفدخلوا فاذا الف و قر قد صب فی دار عثمان فقال لھم کم تربحونی علی شرائ من الشام فقال العشرة اثنی عشر قال زادونی قالوا العشرة اربعة عشر قال زادونی قالوا العشرة خمسة عشر قال زادونی قالوا من زادک و نحن تجار المدینة قال زادونی بکل درھم عشرة عندکم زیادة قالوا لا قال عندکم زیادة قالوا لا قال فاشھد کم معشر التجار انما صدقة علی فقراء المدینة))

''ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ زمانہ ابوبکرؓ میں قحط آیا ابوبکر نے کہا تم لوگ شام نہ کرنے پاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تنگی دور کر دے گا۔ جب کل ہوا تو ایک قاصد آپ کے پاس آیا اس نے کہا عثمان کا ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانا آیا ہے صبح کو غلے کے تاجر عثمان کے پاس گئے اور دستک دی عثمان ایک چادر اوڑھے ہوئے نکلے۔ جس کے دونوں کنارے مونڈھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ تاجروں سے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے تاجروں نے کہا ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانا تمہارا آیا ہے تم اس کو ہمارے ہاتھ فروخت کرو تا کہ فقراء مدینہ کی تنگی رفع ہو۔ عثمان نے ان لوگوں کو اندر بلایا جب وہ لوگ اندر گئے تو عثمان کے مکان میں غلے کا ایک بڑا ڈھیر رکھا ہوا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا تم مجھ کو شام کی خریداری پر کس قدر نفع دو گے ان لوگوں نے کہا دس کے بارہ' عثمانؓ نے کہا اور زیادہ دو ان لوگوں نے کہا دس کے چودہ'' عثمان نے کہا اور زیادہ دو ان لوگوں نے کہا ''دس کے پندرہ''۔ عثمان نے کہا اور زیادہ دو ان لوگوں نے کہا ''ہم لوگ تجار مدینہ ہیں اس سے زیادہ کوئی تم کو نہ دے گا''۔ عثمانؓ نے کہا ''تم مجھ کو ایک درہم پر دس نفع دو گے'' ان لوگوں نے کہا ''نہیں''۔ عثمانؓ نے کہا ''اے گروہ تجار تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے فقراء مدینہ کو کل غلہ دے دیا''۔

عبداللہ بن عباس کا بیان ہے کہ اس شب میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے میں سوار ہو کر کلہ نوری پہنے ہوئے عجلت میں تشریف لئے جا رہے ہیں۔ میں نے بڑھ کر گزارش کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے آپ کی زیارت کا بے حد اشتیاق تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جانے کی عجلت ہے کیونکہ عثمان نے ایک ہزار اونٹ غلہ صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرما لیا ہے اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک عروس کے ساتھ ان کا عقد کیا ہے میں عثمان کے عقد میں جا رہا ہوں''۔ اللہ اکبر کیا شان تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جیسا ذی النورینؓ کو مال دار بنایا ویسا ہی ان کو فیاض' سیر چشم اور دریا دل بھی کیا تھا۔ قحط اور اس قدر فیاضی کہ تجار مدینہ دس کے پندرہ دیں اور ذی النورین اس نفع کو قبول نہ کریں اور فقراء مدینہ کو دے دیں۔

غلاموں کو آزادی: ذی النورینؓ کی عتاق کی یہ کیفیت تھی کہ جب سے اسلام لائے تھے۔ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کیا کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اور اگر اتفاق سے کسی جمعہ کو غلام آزاد کرنے کی نوبت نہ آتی تھی تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کر دیتے تھے۔

((فی الریاض عن عثمان قال ما انت جمعة الا ولنا عتق رقبة منذا اسلمت الا ان لا اجد تلک الجمعة فا جعمها فی الجمعة الثانية))

''ریاض میں بروایت عثمان آیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جب سے میں مسلمان ہوا کوئی ایسا جمعہ نہیں آیا کہ میں نے ایک غلام آزاد نہ کیا ہو اور اگر اس جمعہ میں اتفاق آزاد کرنے کا نہ ہوا تو میں دوسرے جمعہ میں دو غلام آزاد کرتا تھا''۔

زمانہ محاصرہ میں بھی ذی النورین نے بہت سے غلام آزاد کئے تھے جو شام سے آئے ہوئے تھے۔

سادگی و تواضع: ذی النورینؓ کے مزاج میں باوجود ثروت و دولت کے سادگی تھی۔ شرجیل بن مسلم کا بیان ہے کہ عثمان ذی النورینؓ اپنے مہمانوں کو نفیس کھانا کھلایا کرتے تھے اور خود شہد اور زیتون کا تیل اکثر کھایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی محض بھنے ہوئے گوشت اور سرکے پر اکتفا کر لیا کرتے تھے۔ عبداللہ بن شداد کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین عثمانؓ کو جمعہ کے دن خود ان کے زمانہ خلافت میں خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور ان کا کپڑا چار درہم جدید پانچ درہم کی قیمت کا تھا۔ (درہم تقریباً ۳۰ر کا ہوتا ہے)۔

ایک مرتبہ حسن بن علی سے کسی نے پوچھا کہ عثمان کی چادر کیسی تھی؟ جواب دیا فطری تھی'' استفسار کیا اس کی قیمت کیا تھی بولے آٹھ درہم۔ پھر دریافت کیا قمیص کیسی تھی؟ فرمایا سہلانی۔ پھر کہا قیمت کیا تھی ارشاد کیا آٹھ درہم پھر فرمایا ان کی جوتیاں وسط سے کٹی ہوئی باریک تسمہ دار تھی ریاض بن بروایت حسنؓ لکھا ہے کہ امیر المومنین عثمانؓ مسجد نبویؐ میں سرہانے ایک چادر رکھے ہوئے سو رہے تھے لوگ یکے بعد دیگرے آتے تھے اور وہ اٹھ کر بیٹھ جاتے تھے۔ جب وہ چلے جاتے تھے تو پھر لیٹ جاتے تھے۔ جب پھر کوئی آجاتا تھا تو اٹھ کر بیٹھ جاتے تھے اور اس کو اپنے برابر بٹھا لیتے تھے۔ ریاض ہی میں یہ روایت بھی آئی ہے کہ امیر المومنین عثمانؓ اپنے زمانہ خلافت میں اکثر دوپہر کو کھانا کھا کر مسجد نبویؐ میں قیلولہ کیا کرتے تھے۔ جب اٹھتے تھے تو شانے پر سنگریزوں کے نشان نمایاں رہتے تھے۔ ابی الفرات کہتے ہیں کہ عثمان کا ایک غلام تھا اس سے آپ کہہ رہے تھے کہ میں نے ایک روز تیری گوشمالی کی تھی تو مجھ سے اس کا قصاص لے لے غلام نے ذی النورینؓ کے کہنے کے مطابق کان پکڑ لئے۔ پھر عثمان نے کہا ((اشدد یا حذا قصاص فی الدنیا لا قصاص فی الاخرة)) ''زور سے کان پکڑ دنیا کا قصاص اچھا ہے نہ کہ قصاص آخرت کا''۔

مصحف صدیقی کی اشاعت: ذی النورینؓ کے احیاء العلوم کی اس سے بڑھ اور کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ انہوں نے قرآن شریف کو جمع کر کے تمام ممالک اسلامیہ میں شائع اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مصحف پر متفق کیا۔ قرآن شریف کے جمع کرنے کی نسبت لوگوں کے خیالات مختلف ہیں کوئی کہتا ہے کہ دور خلافت اولیٰ میں فاروق اعظمؓ کی رائے سے جمع کیا گیا تھا کوئی یہ کہتا ہے کہ فاروق اعظمؓ نے اپنے عہد خلافت میں جمع کرا کے بعض بعض ممالک اسلامیہ میں بھجوایا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ عثمان ذی النورینؓ نے قرآن شریف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ مبارک میں جمع اور حفظ کر لیا تھا۔ ((فی الریاض من حدیث ابی ثورا الفهمی عن عثمان و قلد جمعت القران علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم)) ''ریاض میں ابوثور فہمی کی حدیث میں بروایت عثمان لکھا ہے کہ بے شک میں نے قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمع کر لیا تھا وہی قرآن دور خلافت اولیٰ و ثانیہ میں نقل ہو ہو کر اطراف و جوانب ممالک اسلامیہ میں بھیجا گیا۔ لیکن اس میں اہتمام و کثرت سے نہیں نقل کرایا گیا کہ دوسرے مصاحف کا وجود نہ رہ جاتا لوگوں کے غیر مرتب قرآن بھی زمانہ خلافت فاروق اعظمؓ تک باقی رہ گیا تھا جس کو اپنی سمجھ کے مطابق لوگوں نے باضافہ تفسیر و فوائد مرتب کر رکھا تھا۔ پھر جب ذی النورینؓ کا دور خلافت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیا تو انہوں نے کمال سعی و اہتمام سے قرآن کو نقل کرا کے ترتیب دیا اور اس کو ام المومنین حفصہؓ کے قرآن مجید سے مقابلہ کرا کے تمام بلادِ اسلامیہ میں بھجوایا تا کہ اسی مجمع و متفق علیہ قرآن پر مسلمانوں کا عمل درآمد ہو اور اس طریقہ سے امت مرحومہ کا تفرقہ جو آئندہ ہونے والا تھا زائل کر دیا۔ اگر ذی النورین قرآن کے جمع کرنے کا ایسا اہتمام بلیغ نہ کرتے تو امم سابقہ کی طرح مسلمانوں میں بھی کتاب اللہ میں اختلاف پیدا ہو جاتا جو قیامت تک زائل نہ ہو سکتا۔ اسلام اور اسلامیوں پر ذی النورینؓ کا یہ بہت بڑا احسان ہے جس کا اعتراف نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ناسپاسی کرنا ہے۔

((اخرج البخاری عن انس بن مالک ان حذیفة بن الیمان قدم علی عثمان و کان یغازی اهل الشام فی فتح ارمینیة و اذربائیجان مع اهل العراق فافزع حذیفة اختلافهم فی القرأة فقال حذیفة لعثمان یا امیر المومنین ادرک هذا الامة قبل ان یختلفوا فی الکتاب اختلاف الیهود و النصاریٰ فارسل عثمان رضی اللّٰه عنه حذیفة الی حفصة ان ارسلی الینا بالمصحف ننسخها فی المصاحف ثم نردها الیک فارسلت بها حفصة الی عثمان فامر زید بن ثابت و عبداللّٰه بن الزبیر و سعید بن العاص و عبدالرحمن بن الحارث بن هشام فنسخوها فی المصاحف و قال عثمان لرهط القرشیین الثلثة اذا اختلفتم انتم و زید بن ثابت فی شئی من القران فاکتبوه بلسان قریش فانما نزل بلسانهم ففعلوا حتی اذا نسخوا المصحف فی المصاحف رد عثمان المصحف الی حفصة و ارسل الی کل افق مما نسخوا او امر بسواه من القران فی کل صحیفه او مصحف ان یحرق))

''بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حذیفہ بن الیمان عثمانؓ کے پاس آئے اور یہ اہل شام کے ساتھ فتح ارمینیہ اور آذربائیجان میں اہل عراق کے ساتھ جہاد کر رہے تھے۔ حذیفہ نے اختلاف قرأت سے پریشان ہو کر عثمان سے کہا کہ اے امیر المومنین اس امت کی خبر لیجئے۔ قبل اس کے کہ مسلمان کتاب اللہ میں یہود اور نصاریٰ کی طرح اختلاف کریں۔ پس عثمان رضی اللہ عنہ نے حذیفہ کو ام المومنین حفصہؓ کے پاس بھیجا کہ تم صحف کو ہمارے پاس بھیج دو ہم اُس کی نقل کرا کے پھر تمہارے پاس واپس کر دیں گے۔ پس حفصہؓ نے اپنا مصحف عثمان کے پاس بھیج دیا۔ عثمان نے زید بن ثابت، عبداللہ بن الزبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کو نقل کرنے پر متعین کیا ان لوگوں نے اس کی نقل اور عثمان نے تینوں قرشیوں سے کہا تھا کہ جب تم اور زید بن ثابت قرآن کی کسی قرأت میں اختلاف کرنا تو اس کو محاورہ قریش کے مطابق لکھنا کیوں کہ قرآن انہیں کے محاورے میں اترا ہے پس ان لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ قرآن کے متعدد نسخے لکھے اور نقل کئے گئے عثمان نے اس مصحف کو حفصہؓ کے پاس واپس کر دیا اور مصحف منقول کو تمام ممالک اسلامیہ میں بھیج دیا اور سوائے اس نسخے کے اور صحیفہ اور مصحف کے جلا دینے کا حکم دے دیا''۔

حضرت عثمان کی قرأت: اس کے علاوہ خود ذی النورینؓ لوگوں کو اسلام کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ قراء تابعین کا ایک گروہ آپ سے فیضیاب ہوا جن کا سلسلہ قرات اس وقت تک باقی ہے نماز میں بڑی بڑی سورتیں اس وجہ سے پڑھا کرتے تھے کہ لوگوں کو قرآن کی قرأت کا صحیح اندازہ معلوم ہو جائے۔ مالک روایت کرتے ہیں کہ قرافصہ بن عمیر الحنفی کہتے ہیں کہ سورہ یوسف کی قرأت میں نے عثمان بن عفانؓ سے سیکھی ہے جس کو وہ اکثر صبح کی نماز میں پڑھتے تھے۔ عثمان ذی النورینؓ ان لوگوں میں ہیں جو نزول قرآن کے وقت اس کی کتابت پر مامور تھے اس کے بعد جو شخص ہوا اس نے ان پر اعتماد کیا۔ سورۃ اور آیات قرآنی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نزول اور اس کی تفسیر سے بھی آپ بخوبی واقف تھے۔

امور سیاسی میں مہارت: کتب سیر کے دیکھنے اور اوراق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ ذی النورینؓ کو امور سیاسی میں بھی ملکہ حاصل تھا لیکن چونکہ زمانہ ابتلاء میں مخالفوں کی نکتہ چینی اور زبان درازی شائع ہوگئی تھی اور ہر شخص بلا لحاظ مراتب اعتراض کرنے کو مستعد تھا اسی وجہ سے ان کے انتظامات اور امور مصالح مستتر و مخفی رہ گئے۔

وظائف کی تقسیم: انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں روزینہ، کپڑے، گھی وشہید کی تقسیم کرنے کے دن مقرر کر رکھے تھے۔ حسن بن علی کہتے ہیں کہ میں نے عثمان کے منادی کو دیکھا۔ وہ کہہ رہا تھا "اے لوگو! صبح کو اپنے اپنے وظائف لینے کو آؤ" پس صبح کو لوگ جوق در جوق جاتے اور وظائف لاتے تھے پھر ان کا منادی شام کے لئے بہ آواز بلند کہتا تھا تو شام کو گروہ کے گروہ جاتے اور پورے طور سے روزینے لاتے تھے پھر بے شک میں نے آپ کے منادی کو سنا ہے وہ کہہ رہا تھا صبح کو کپڑے لینے کو آنا چنانچہ صبح ہوتے ہی لوگ کپڑے لاتے تھے اسی طرح شہد اور گھی بھی دوسری صبح کو جا کر لاتے تھے"۔

حضرت عبیداللہ بن عمر کا خون بہا: پہلا حادثہ جو ان کے دور خلافت میں پیش آیا یہ تھا کہ عبیداللہ بن عمر نے ہرمزان اور جفینہ وغیرہ کو اس شبہ میں قتل کر ڈالا کہ یہ لوگ فاروق اعظمؓ کی شہادت میں شریک تھے۔ ذی النورین کے سامنے جب یہ مقدمہ پیش ہوا اور ہر طرف سے لے دے شروع ہوئی تو آپ نے ایک رقم کثیر اپنی جیب خاص سے فاروق اعظمؓ کے ورثاء کی طرف سے بطور خون بہا ہرمزان کے ورثاء کو عطا کیا اور اس خصومت و فتنے کو مسلمانوں سے رفع دفع کیا۔ عقل سلیم اس سے زیادہ بہتر اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔

جب ذی النورین نے فتح افریقہ کا قصد کیا تو منظر مصالح امور سیاسی عمرو بن العاص کو معزول کر کے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا والی مقرر کیا۔ مال غنیمت کا خمس الخمس دینے کا وعدہ کر کے افریقہ کی طرف روانہ کیا۔ لوگوں نے اس عزل ونصب کو محل بحث قرار دے کر نکتہ چینی کی ہے لیکن میرے نزدیک جب اس عزل ونصب سے افریقہ واندلس فتح ہو گیا تو آپ کے رشد میں شبہ کرنا اور ذی النورین کی سیاست پر حرف گیری کرنا اپنی سخافت رائے کو ظاہر کرتا ہے۔

اذان ثانی کی وجہ: منجملہ ذی النورینؓ کے امور سیاسی وملی سے یہ تھا کہ روز جمعہ مع تکبیر اذان ثانی مقرر کی۔ بیہقی نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمرؓ میں جمعہ کے دن اذان اس وقت ہوتی تھی جس وقت امام منبر پر جاتا تھا۔ پس جب عثمانؓ کا دور خلافت آیا اور لوگوں کی کثرت ہوئی تو عثمان نے اس سے پہلے زوراء پر ایک اور اذان دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ اسی وقت تک یہ اذان دی جاتی ہے۔

علامات حرم کی تجدید انہوں نے ہی کی۔ جدہ کو ساحل بحر مقرر کیا۔ امت محمدیہ کو ایک مصحف پر متفق کیا۔ مسجد نبوی کو پختہ بنوایا غرض ذی النورینؓ نے سیاست ملکی وملی میں ایسے ایسے امور اختراع کئے کہ جس کی نظیر تجسس سے بھی بدقت ملے گی۔ ان کی فتاویٰ اور احکام جو ان کے زمانہ خلافت میں صادر ہوئے یا کئے ان کا بالتفصیل کیا بلکہ بالاجمال بھی لکھنا بوجہ طول کلام مشکل معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم اس سے قطع نظر کرتے ہیں۔

ازواج واولاد: ذی النورین رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں آٹھ بیویاں کیں ان میں سے دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکیاں تھیں۔ ایک رقیہ، دوسری کلثوم، تیسری بیوی کا نام فاختہ بنت غزوان (ان کے بطن سے عبداللہ اصغر پیدا ہوئے لیکن عالم طفلی ہی میں وفات پائی) چوتھی بی بی ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممۃ الروسیہ تھیں (ان کے بطن سے چار اولادیں خالدؓ ابان، عمرو، مریم پیدا ہوئیں) فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ مخزومیہ پانچویں بی بی کا نام تھا (جس سے ولید ام سعید اور سعید پیدا ہوئے)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹی بیوی ام البنین بنت عیینہ بن حصن فزاریہ تھیں۔ (ان سے عبدالملک پیدا ہوئے اور لڑکپن ہی میں ان کا انتقال ہو گیا) ساتواں عقد رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ سے کیا (ان سے تین لڑکیاں عائشہ' ام ابان' ام عمرو پیدا ہوئیں) نائلہ بنت الفرافصہ کلبیہ آٹھویں بیوی تھیں۔ بعض کا خیال ہے کہ مریم بنت عثمان ان کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔ وقتِ محاصرہ ان میں سے چار بیویاں رملہ' نائلہ' ام البنین اور فاختہ موجود تھیں۔ لیکن بعض مورخوں کا یہ بیان ہے کہ ام البنین کو زمانہ محاصرہ میں طلاق دے دی تھی۔ انتہا کلام المترجم

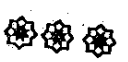

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۲۰

حضرت علیؓ بن ابی طالب

۳۵ھ تا ۴۰ھ

بیعتِ خلافت: بعد شہادتِ عثمان بن عفانؓ طلحہؓ زبیر اور مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کا ایک گروہ علی ابن ابی طالبؓ کے پاس بیعت کرنے کو گیا علی نے کہا: ((اکون وزیر الکم خیر من ان اکون امیر و اخترتم رضیتم)) ''یعنی امیر ہونے سے میں وزیر ہونے کو بہتر سمجھتا ہوں تم جس کو منتخب کرو گے میں بھی اس کو منتخب کروں گا''۔ ان لوگوں نے منت وسماجت سے کہا ''ہم تم سے زیادہ کسی کو امارت کا مستحق نہیں پاتے اور نہ تمہارے سوا اور کسی کو منتخب کر سکتے ہیں۔

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی مشروط بیعت: علی ابن ابی طالبؓ ان لوگوں کے اصرار سے مسجد میں تشریف لائے اور صحابہ کرام کے مواجہہ میں طلحہ اور زبیر سے کہا ''میں تمہیں اختیار دیتا ہوں اگر تم پسند کرتے ہو تو میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کروں اور تم راضی ہو تو میرے ہاتھ پر بیعت کرو''۔ انہوں نے کہا نہیں! ہم تمہارے ہاتھ پر بیعت کریں گے یہ کہہ کر طلحہ اور پھر زبیر نے بیعت کی' بعض کا یہ خیال ہے کہ بیعت کے بعد طلحہ اور زبیر نے کہا تھا کہ ہم نے بخوف جان اور یہ خیال کر کے کہ علی ہمارے ہاتھ پر بیعت نہ کریں گے' بیعت کی ہے اور چار مہینہ کے بعد مکہ چلے گئے تھے۔

صحابہ کبار کا بیعت کرنے سے انکار: طلحہ اور زبیر کے بعد حاضرین جلسہ نے بیعت کی اس کے بعد سعد بن ابی وقاص لائے گئے اور بیعت کرنے کو کہا گیا۔ سعد نے جواب دیا ''اور لوگوں کو بیعت کر لینے دو تو میں بیعت کروں''۔ علی نے کہا ''رہنے دو'' پھر ابن عمر لائے گئے۔ ابن عمر نے بھی ایسا ہی کہا۔ لوگوں نے کہا کوئی ضامن لاؤ۔ ابن عمر بولے میں ضامن نہیں دے سکتا۔ اشتر نے کہا ''مجھے اجازت دیجئے میں اس کو قتل کر ڈالوں'' علی ابن ابی طالبؓ نے فرمایا ''چھوڑ و میں اس کا ضامن ہوں''۔ اس کے بعد انصار نے بیعت کی مگر چند لوگوں نے بیعت سے تخلف کیا انصار سے حسان بن ثابتؓ کعب بن مالکؓ مسلمہ بن مخلدؓ ابوسعید خدریؓ محمد بن مسلمہؓ نعمان بن بشیرؓ زید بن ثابتؓ رافع بن خدیجؓ فضالۃ بن عبیدؓ کعب بن عجزہ اور سلمہ بن سلامہ بن وقش نے اور مہاجرین سے عبداللہ بن سلامؓ صہیب بن سنانؓ اسامہ بن زیدؓ قدامہ بن مظعون اور مغیرہ بن شعبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بیعت نہیں کی۔ نعمان بن بشیرؓ نائلہ زوجہ عثمان کی انگلیاں اور حضرت عثمان کا قمیض خون آلودہ لے کر شام چلے گئے۔

انتخابِ خلیفہ کا مسئلہ: بعض نے کہا کہ شہادت عثمان ذی النورین کے پانچ یوم تک نافقی بن حرب مدینہ منورہ کا امیر رہا۔ بعد ازاں مصر کے بلوائی جمع ہو کر علی ابن ابی طالبؓ کے پاس آئے۔ کوفہ والے زبیر کے پاس، بصرہ والے طلحہ کے پاس گئے اور متفق ہو کر سعد اور ابن عمر کو منصبِ خلافت پر متمکن کرنا چاہا انہوں نے بھی انکار کیا۔ بلوائیوں کو سخت تردد دامن گیر ہوا۔ کوئی شخص امارت وخلافت قبول نہ کرتا تھا۔

مفسدین کی اہلِ مدینہ کو دھمکی: پھر ان میں جو ذرا عقل و ہوش رکھتے تھے۔ انہوں نے یہ خیال کر کے ان عوام کالانعام کا بغیر نصب امام واپس جانا فتنہ وفساد برپا کرنا ہے۔ اہل مدینہ کو جمع کیا اور یہ کہا کہ تم لوگ اہل شوریٰ ہو تمہارا حکم تمام امت محمدیہؐ پر جائز و نافذ ہے۔ امام مقرر کرو ہم تمہارے مطیع ہیں اور اس کام کو انجام دو۔ دو دن کی مہلت ہم دیتے ہیں۔ اگر مدت مقررہ میں تم نے امام نصب نہ کیا تو ہم فلاں[1] فلاں اشخاص کو مار ڈالیں گے۔ اہل مدینہ یہ سن کر علی ابن ابی طالب کے پاس گئے انہوں نے خلافت سے انکار کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگر آپ خلافت کا عہدہ قبول نہیں کرتے تو فتنے کا دروازہ کھل جائے گا۔ علیؓ نے مجبور ہو کر اگلے دن کا وعدہ کیا۔ صبح ہوتے ہی وہ لوگ پھر آ پہنچے۔ حکیم بن جبلہ مصریوں کے ساتھ، اشتر کوفیوں کے ہمراہ حاضر ہوا۔ حکیم بن جبلہ نے زبیر کو، اشتر نے طلحہ کو بجبر لا کر پیش کیا ان لوگوں نے علی ابن ابی طالبؓ کے ہاتھ پر بیعت[2] کی۔

خطبۂ خلافت: علی ابن ابی طالب مسجد میں آئے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا ''اے لوگو! مجھ پر کسی کا کوئی حق سوائے اس کے نہیں ہے کہ مجھ کو تم نے امارت کے لئے منتخب کیا ہے کل تم لوگ میرے پاس پریشان ہو کر آئے تھے اور میں خلافت وامارت سے گریز کر رہا تھا لیکن تم لوگ اس پر مصر ہوئے کہ میں تمہارا امیر بنوں اور تمہاری قسمت کا فیصلہ میرے ہاتھ میں ہو''۔ حاضرین نے کہا ''ہاں ہم لوگ اب تک اپنے اسی خیال پر قائم ہیں''۔ علی ابن ابی طالبؓ بولے ((اللّٰھم اشھد)) ''اے اللہ تو گواہ رہنا'' اس کے بعد وہ لوگ لائے گئے جنہوں نے بیعت سے تخلف کیا تھا۔ پس انہوں نے بھی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ واقامۃ الحدود پر بیعت کی۔ پھر عوام کے بیعت کرنے کے بعد علی ابن ابی طالبؓ نے خطبہ دیا۔ یہ واقعہ یوم جمعہ کا ہے جب کہ پانچ راتیں ذی الحجہ ۳۵ھ کی باقی رہ گئی تھیں۔

قصاص کا مطالبہ: علی ابن ابی طالبؓ خطبہ دے کر اپنے مکان پر واپس آئے طلحہ اور زبیر آئے اور کہا چونکہ ہم نے بیعت اس شرط پر کی ہے کہ حدود وقصاص جاری وقائم کرو گے لہٰذا تم اس شخص (عثمانؓ) کے قاتلوں کا قصاص لو، علی ابن ابی طالبؓ نے جواب دیا ''جب تک لوگ راہ راست پر نہ آ لیں اور کل امور منظم نہ ہو جائیں اس وقت تک میں تمہاری رائے پر عمل نہیں

---

[1] ابن اثیر نے بجائے فلاں فلاں کے علی، طلحہ، زبیر رضوان اللہ عنہم کے اسماء گرامی لکھے ہیں۔

[2] سب کے پہلے طلحہ نے بیعت کی اس شرط پر کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق حکم دیں گے اور حدود شرعی قائم کریں گے یعنی قاتلین عثمان سے قصاص لیں گے پھر زبیر نے اسی شرط سے بیعت کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر سکتا مجھ میں ایسی قدرت نہیں ہے حالانکہ مجھ کو خود عثمان کے حقوق اور قصاص کی فکر ہے۔ طلحہ اور زبیر یہ سن کر چلے آئے قاتلینِ عثمانؓ کے قصاص کی بابت سرگوشیاں ہونے لگیں۔

حضرت علیؓ کا قتلِ عثمانؓ سے براءت کا اظہار: علی ابن ابی طالبؓ کو اس کی خبر لگی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گئے خطبہ دیا۔ ''عہدۂ خلافت کی ذمہ داریوں اور موجودہ ضرورتوں اور قتل عثمانؓ سے اپنی برأت کا اظہار کیا'' اس کے بعد مروان اور چند بنی امیہ شام روانہ ہو گئے۔ علی ابن ابی طالبؓ روک نہ سکے۔ تیسرے دن عربوں کو واپس جانے کا حکم دیا ان لوگوں نے بھی تعمیل حکم سے انکار کیا۔ ساتھ ہی اس کے فرق سبیہ نے فتنہ وفساد پر آمادگی ظاہر کی۔

حضرت مغیرہ کا مشورہ: اس اثناء میں طلحہ اور زبیر آ گئے اور لوگوں سے تبادلۂ خیالات کی غرض سے کوفہ اور بصرہ جانے کی اجازت حضرت علیؓ سے طلب کی۔ ابن ابی طالبؓ نے کسی مصلحت سے اجازت نہ دی۔ اس کے بعد مغیرہ آئے رائے دی کہ جب تک حکومت وخلافت کو استقلال حاصل نہ ہو اس وقت تک عمالِ عثمان کو برقرار رکھئے۔ استقلال واستقرار حکومت کے بعد جس کو چاہئے گا معزول وتبدیل کر دیجئے گا۔ جواب دیا ''یہ مجھ سے نہ ہوگا''۔ پھر دوسرے دن مغیرہ نے آ کر کہا ''جہاں تک جلد ممکن ہو عمالِ عثمان کو معزول وتبدیل کر دیں''۔ ابن عباس نے یہ سن کر بولے ''مغیرہ نے کل تم کو نصیحت کی تھی اور آج تم کو دھوکا دیا۔ علی ابن ابی طالبؓ بولے پھر کیا رائے ہے؟

ابن عباس: مناسب تو یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت تم مکہ چلے جاتے۔ لیکن اب بہتر یہ ہے کہ عمالِ عثمان مثلاً معاویہ وغیرہ کو بحال رکھو یہاں تک کہ حکومت وخلافت کو استقلال حاصل ہو جائے۔ ورنہ بنی امیہ لوگوں کو یہ دھوکا دیں گے کہ ہم قاتلین عثمان سے قصاص طلب کرتے ہیں۔ جیسا کہ اہل مدینہ کہہ رہے ہیں اور اس ذریعہ سے تمہاری خلافت کو درہم برہم کر دیں گے اور تم ان کو روک نہ سکو گے''۔

حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی گفتگو: علی ابن ابی طالب: ((واللّٰہ لا اعطیه الا السیف)) ''واللہ ہم معاویہ کو سوائے تلوار کے اور کچھ نہ دیں گے''۔

ابن عباسؓ: تم شجاع ضرور ہو لیکن لڑائی میں صائب الرائے نہیں ہو کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم فرماتے تھے ((الحرب خدعة))

علیؓ ابن ابی طالب: ہاں یہ سچ ہے۔

ابن عباس: واللہ اگر تم میرے کہنے پر عمل کرو تو میں تم کو ایسے راستہ پر چلاؤں کہ وہ انجام کار پر غور ہی کرتے رہ جائیں اور پیش یا افتادہ امور بھی ان کو نہ سوجھیں اس میں نہ تمہارا کچھ نقصان ہے اور نہ کچھ گناہ ہے۔

علی: مجھ میں تمہاری خصلتیں ہیں اور نہ معاویہ کی۔

ابن عباس: اچھا تم اپنا مال واسباب لے کر ینبوع چلے جاؤ اور اپنے اوپر اپنا دروازہ بند کر لو اس سے عرب خوب سرگرداں و پریشان ہوں گے لیکن تمہارے سوا کسی کو لائق امارت نہ پائیں گے اور اگر تم ان لوگوں کے ساتھ اٹھو گے تو کل ہی تم پر خون

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عثمان کا الزام لگایا جائے گا۔

علی: نہیں! میں جو کہوں تم اس پر عمل کرو۔

ابن [illegible]: بے شک یہی مناسب ہے اور میرے حق میں یہی بہتر ہے۔

علی: میں نے تم کو شام کا والی مقرر کیا۔ تم سامان سفر درست کر کے شام کو روانہ ہو جاؤ۔

ابن عباس: یہ رائے مناسب نہیں ہے معاویہ عثمان کا ایک جدی بھائی اور ان کا عامل ہے اور مجھ کو تمہارے ساتھ تعلق قرابت ہے وہ مجھ کو وہاں پہنچنے کے ساتھ بعوض خون عثمان قتل کر ڈالے گا یا قید کر دے گا۔ بہتر یہ ہے کہ معاویہ کے ساتھ خط و کتابت کرو اور اس سے کسی طرح بیعت لے لو۔ علی ابن ابی طالبؓ نے انکاری جواب دیا۔ عبداللہ بن عباس خاموش ہو گئے۔ مغیرہ بن شعبہ جو امیر المؤمنین علیؓ کے پاس گئے تھے اور عمال کے معزولی اور بحالی کی بابت کچھ عروض و معروض کیا تھا جس کو امیر المؤمنین نے قبول نہ فرمایا اس بناء پر وہ ناراض ہو کر مکہ چلے گئے۔

عمال کی تقرری: امیر المؤمنین علیؓ نے اپنی خلافت کے پہلے سال اور ہجرت کے ۳۶ھ میں بصرے پر عثمان بن حنیف کو، کوفہ پر عمارہ بن شہاب کو، یمن پر عبداللہ بن عباس کو، مصر پر قیس بن سعد کو اور شام پر سہیل بن حنیف کو والی مقرر کر کے روانہ کیا۔ عثمان بن حنیف بصرہ پہنچے بعض لوگوں نے ان کی امارت تسلیم کر کے اطاعت قبول کر لی اور بعض نے کہا کہ بالفعل ہم سکوت کرتے ہیں آئندہ جو اہل مدینہ کریں گے۔ اس کی ہم اتباع کریں گے۔ کوفہ کی طرف عمارہ بن شہاب روانہ کیے گئے تھے۔ مقام زبالہ میں پہنچے تھے کہ طلیحہ بن خویلد سے ملاقات ہو گئی۔ صاحب سلامت ہونے کے بعد طلحہ کو معلوم ہوا کہ یہ امیر کوفہ ہو کر جا رہے ہیں طلیحہ نے کہا ''بہتر یہ ہے کہ تم واپس جاؤ کیونکہ اہل کوفہ اپنے امیر ابوموسیٰ اشعری کو تبدیل نہیں کرنا چاہتے اور اگر تم میرا نہ کہنا مانو گے تو میں تمہاری گردن ابھی اڑا دوں گا'' یہ سن کر عمارہ آگے نہ بڑھے واپس آئے، عبداللہ بن عباس کے یمن میں داخل ہونے سے پیشتر یعلی بن منیہ مال و اسباب فراہم کر کے مکہ روانہ ہو گیا تھا، اس وجہ سے عبداللہ بن عباس باطمینان تمام یمن میں داخل ہوئے۔

قیس بن سعد کی مصر کو روانگی: قیس بن سعد مصر جا رہے تھے ایلہ میں سے سواروں کے ایک دستے سے ملاقات ہوئی جو مصر سے آ رہا تھا سواروں نے دریافت کیا ''تم کون ہو؟'' جواب دیا میں قیس بن سعد ہوں عثمان کا ہوا خواہ ہوں اس شخص کو ڈھونڈتا ہوں جو فتنہ و حوادث کے زمانہ میں امن کے ساتھ پناہ گزیں ہو میں اس کی مدد کرنے پر تیار ہوں قیس یہ کہہ کر آگے بڑھے رفتہ رفتہ مصر پہنچے۔ امیر المؤمنین علیؓ کا فرمان دکھلایا مصریوں کے چند گروہ ہو گئے بعض نے قیس کا ساتھ دیا، اطاعت قبول کی اور چند لوگوں نے بہ انتظار قصاص قاتلین عثمان سکوت اختیار کیا اور بعض نے یہ کہا کہ جب تک ہمارے بھائی مدینہ سے واپس نہ آئیں گے۔ اس وقت تک ہم کچھ نہ کریں گے نہ کسی کی اطاعت قبول کریں گے اور نہ کسی کی امارت سے منکر ہوں گے۔

سہیل بن حنیف کی واپسی: سہیل بن حنیف جو امیر شام ہو کر جا رہے تھے تبوک پہنچے۔ چند سواروں سے ملاقات ہوئی سواروں نے دریافت کیا تم کون ہو؟ سہیل نے جواب دیا ''میں امیر شام ہوں'' سواروں نے کہا تم کو اگر عثمان کے سوا اور کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے امیر مقرر کر کے روانہ کیا ہو تو لوٹ جاؤ' سہیل یہ سن کر مدینہ کی جانب لوٹے ان کے پہنچنے کے بعد ہی اور عمال کی بھی اسی قسم کی خبریں آئیں' امیر المؤمنین علیؓ نے زبیر اور طلحہ کو بلا کر کہا ''افسوس! میں جس امر سے تم کو ڈراتا تھا وہی پیش آیا طلحہ اور زبیر نے یہ سن کر مدینہ سے چلے جانے کی اجازت طلب کی پھر امیر المؤمنین علیؓ نے ایک خط لکھ کر معبد اسلمی کی معرفت ابوموسیٰ کی طرف روانہ کیا۔ ابوموسیٰ نے جواب لکھا ''اہل کوفہ نے میرے ہاتھ پر آپ کی بیعت کی ہے اکثر نے بہ رضا و رغبت اور بعضوں نے باکراہ'' اسی زمانہ میں دوسرا خط سبرہ جہنی کے ہاتھ معاویہ کے پاس بھیجا گیا۔ معاویہ نے شہادتِ عثمانؓ کے بعد تین مہینے تک کچھ جواب نہ دیا بعد ازاں قبیصہ عبسی کو ایک خط سربہ مہر دیا جس کا عنوان یہ تھا ((من معاویہ الیٰ علی)) علاوہ اس کے کچھ زبانی پیام کہہ کر قاصد کے ہمراہ مدینہ روانہ کیا۔ سبرہ اور قبیصہ ربیع الاول ۳۶ھ میں داخل مدینہ ہوا اور جس طرح معاویہ نے کہا تھا۔

امیر معاویہ کا قاصد: اسی طرح قبیصہ نے پیام ادا کر کے خط دیا مہر توڑی گئی لفافہ کھولا گیا تو اس میں سوائے عنوان خط کے اور کچھ تحریر نہیں کیا تھا۔ امیر المؤمنین علیؓ تیوری چڑھا کر بولے ''یہ کیا معاملہ ہے؟'' قبیصہ نے عرض کی ''میں قاصد ہوں مجھے امن ہے'' آپ نے فرمایا ہاں۔ قبیصہ نے گزارش کی کہ میں شام میں ایسے لوگوں کو چھوڑ کر آیا ہوں جو کسی طرح آپ سے راضی نہ ہوں گے میں نے ساٹھ ہزار شیوخ کو دیکھا ہے کہ وہ لوگ عثمان کی قمیص خون آلودہ پر روتے ہیں اور یہ قمیص لوگوں میں جوش پیدا کرنے کی غرض سے جامع دمشق کے منبر پر رکھا ہے''۔ امیر المؤمنین علیؓ نے کہا ''کیا وہ لوگ مجھ سے عثمان کے خون کا بدلہ طلب کرتے ہیں؟ اے اللہ میں خونِ عثمان سے بری ہوں قاتلین عثمان سے اللہ سمجھے''۔ یہ کہہ کر قبیصہ کو معاویہ کی طرف واپس کیا فرقہ سبیہ نے چلا کر کہا ''اس کتے کو مارو! جو کتوں کی طرف سے آیا ہوں''۔ قبیصہ نے آواز بلند سے کہا ''اے آل مصر! اے آل قیس! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر میرا بال بیکا ہوا تو میں چار ہزار آدمیوں کو میدان میں لاؤں گا۔ اس وقت تم دیکھو گے کتنے پیادے اور کتنے سوار ہیں۔ دوڑو اور مدد کرو! چنانچہ آل مضر نے قاصد کو فرقہ سبیہ کی تکلیف و ایذا رسانی سے بچالیا۔

حضرت علی کی شام پر فوج کشی اور امیر معاویہ سے جنگ کا فیصلہ: اس کے بعد اہل مدینہ نے زید بن حنظلہ تمیمی کو امیر المؤمنین علیؓ کی خدمت میں جنگ معاویہ کی بابت ان کے خیالات دریافت کرنے بھیجا۔ یہ ایک مدت سے آپ کے پاس نہیں گیا تھا۔ امیر المؤمنین علیؓ نے تھوڑی دیر تک اسے بٹھائے رکھا۔ پھر مخاطب ہو کر کہا ''آمادہ ہو جاؤ'' زیاد نے دریافت کیا کس کام کے لئے؟ ارشاد کیا شام کی لڑائی پر! عرض کی نرمی اور ملاطفت مناسب ہے کیا آپ نے اے امیر المؤمنینؓ یہ نہیں سنا؟

و من لم یصانع فی امور کثیرہ یفرس بانیاب و یوطا بمنسم

امیر المؤمنین علیؓ نے جواب دیا:

متی یجمع القلب الزکی و صارما و انفا حمیا تجتنبک و المظالم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیاد سمجھ گیا کہ امیر المؤمنین علیؓ طرح دینے والے نہیں ہیں۔ معاویہ سے ضرور معرکہ آرائی کریں گے۔ اٹھ کر اہل مدینہ کے پاس آیا جناب موصوف کی رائے سے مطلع کیا۔

جنگ کی تیاریاں: اس کے بعد طلحہ اور زبیر عمرہ کی اجازت لے کر مکہ روانہ ہو گئے اور امیر المؤمنین علیؓ نے شام پر فوج کشی کا قصد مصمم کر کے اہل مدینہ کو جنگ شام کی ترغیب دی۔ سامان سفر و جنگ مہیا کرنے کا حکم دیا۔ محمد بن حنفیہ کو سر لشکر مقرر کیا۔ میمنہ پر عبداللہ بن عباس' میسرہ پر عمرو بن ابی سلمہ کو' بعض کہتے ہیں کہ عمرو بن سفیان بن عبدالاسد کو اور ابولیلی بن عمرو الجراح برادر امین الامۃ ابوعبید کو مقدمۃ الجیش پر متعین کیا۔ اس لشکر کے کسی حصے پر ان لوگوں کو سردار نہیں مقرر کیا جنہوں نے عثمان بن عفان پر خروج کیا تھا۔ مدینہ کو قثم بن عباس کے سپرد فرمایا' قیس بن سعد کو مصر میں' عثمان بن حنیف کو بصرہ میں' ابوموسیٰ کو کوفہ میں لشکر کے فراہم کرنے اور کمک بھیجنے کو لکھ بھیجا۔ ہنوز شام پر فوج کشی کی تیاری ہو رہی تھی کہ اہل مکہ کی مخالفت کی خبر گوش گزار ہوئی امیر المؤمنین علیؓ نے شام کی ہزیمت فسخ کر دی۔

اہل مکہ کی مخالفت: جس وقت اہل مکہ کی خبر امیر المؤمنین کو پہنچی لوگوں کو جمع کر کے بیان کیا'' بے شک طلحہ' زبیر اور عائشہ بظاہر لوگوں کو اصلاح کی طرف بلاتے ہیں لیکن در پردہ میری خلافت کو درہم برہم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں اس وقت تک برداشت کروں گا جب تک تمہاری جماعت پر مجھے کسی امر کا اندیشہ نہ ہوگا اور میں رکا رہوں گا اگر وہ لوگ رکے رہے امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے یہ کہہ کر مکہ کا قصد کیا۔ اہل مدینہ کو تیاری کا حکم دیا لیکن ان لوگوں کو یہ امر شاق گزرا۔ پھر آپ نے کمیل نخعی کے ذریعہ عبداللہ بن عمر کو بلا بھیجا' ہمراہ چلنے کو کہا عبداللہ بن عمر نے جواب دیا'' ہم اہل مدینہ ہیں جو اہل مدینہ کریں گے وہی ہم کریں گے''۔ ابن عمر یہ کہہ کر واللہ ایسا نہ ہوگا اپنے گھر واپس آئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کی روانگی: اس کے بعد ام کلثوم بنت امیر المؤمنین علیؓ زوجہ فاروق اعظمؓ نے حاضر ہو کر اہل مدینہ کی جو خبریں ملتی تھیں گوش گزار کیں۔ اس کے بعد دوسرے دن یہ غلط خبر مشہور ہوئی کہ ابن عمر شام کو روانہ ہو گئے۔ علی ابن ابی طالبؓ نے ناکہ بندی کر لی' شام کے راستوں پر آدمیوں کو پھیلا دیا' ام کلثوم یہ سن کر حاضر ہوئیں اس وقت جناب موصوف بازار مدینہ میں کھڑے لوگوں کو ابن عمر کی گرفتاری پر روانہ کر رہے تھے۔ ام کلثوم نے کہا اے بزرگ باپ! ابن عمر عمرہ کی غرض سے مکہ جاتے ہیں نہ کہ تمہاری مخالفت کو! وہ تمہارے مطیع ہیں۔ علی ابن ابی طالبؓ کو یقین ہو گیا خیالات تبدیل ہو گئے۔ پھر اہل مدینہ کو مخاطب کر کے اہل مکہ کی طرف انہیں خروج پر آمادہ کیا۔ اہل مدینہ تیار و آمادہ ہو گئے۔ سب سے پہلے جس نے مستعدی ظاہر کی وہ ابوالہیثم بن التیہان بدری اور خزیمہ بن ثابت تھے' زیاد بن حنظلہ نے یہ دیکھ کر کہ اہل مدینہ علی ابن ابی طالب کے ہمراہ بجبر روانہ ہو رہے ہیں خود آمادگی ظاہر کی اور بمواجبہ عام بہ آواز بلند علی ابن ابی طالبؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ جو شخص تمہارے ساتھ چلنے سے گریز کرے گا میں اس سے سمجھ لوں گا اور تمہارے مخالفوں سے لڑوں گا۔

حضرت عائشہ کا قصاص عثمانؓ کا مطالبہ: ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ زمانہ محاصرہ عثمانؓ ابن عفان میں بقصد حج مکہ گئی ہوئی تھیں اور بعد ادائے مناسک حج مدینہ کو واپس آ رہی تھیں۔ اثناء راہ میں مقام سرف میں بنی لیث کے ایک شخص عبیداللہ بن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابی سلمہ سے ملاقات ہوگئی دریافت کیا مدینہ کا کیا حال ہے؟ جواب دیا عثمانؓ شہید ہو گئے مسلمانوں نے علیؓ کی خلافت کی بیعت کر لی' ام المؤمنین عائشہؓ نے ارشاد کیا ''واللہ عثمان مظلوم مارے گئے' میں ان کے خون کا بدلہ لوں گی'' کسی نے کہا ''آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں اور اس سے پیشتر آپ کیا کہتی تھیں'' جواب دیا بے شک ان لوگوں نے پہلے عثمانؓ سے توبہ کرائی پھر ان کو شہید کیا' غرض ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ اس مقام سے لوٹ کر مکہ واپس آئیں لوگوں کا ایک مجمع ہو گیا آپ نے فرمایا ''افسوس ہے کہ اطراف و جوانب کے شہروں اور جنگلوں اور مدینہ کے غلاموں نے جمع ہو کر بلوہ کیا اور اس شخص مقتول (عثمان) سے مخالفت کی اس وجہ سے کہ اس نے نوعمروں کو عامل مقرر کیا تھا۔ پس جب ان لوگوں نے اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل نہ قائم کی تو اس کی عداوت پر کمربستہ ہو گئے۔ بدعہدی کی جس خون کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا اس کو بہایا جس شہر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت گاہ بنایا تھا وہاں پر خون ریزی کی جس مہینہ میں خون ریزی ممنوع تھی اس میں کشت وخون کیا۔ جس مال کا لینا جائز نہ تھا اس کو لوٹ لیا۔ واللہ عثمانؓ کی ایک انگلی بلوائیوں جیسے تمام عالم سے افضل ہے اور بے شک جس وجہ سے عثمانؓ کی عداوت پر کمربستہ ہوئے تھے۔ اس سے عثمان پاک وصاف ہو گیا تھا۔ جیسا کہ سونا کیٹ سے اور میل کپڑا سے صاف ہو جاتا ہے۔ عبداللہ بن حضرمی (عثمان کی طرف سے مکہ کے عامل تھے) بولے ''سب کے پہلے خون عثمان کا بدلہ لینے والا میں ہوں''۔ اس کلام کے تمام ہوتے ہی بنی امیہ نے جو شہادت عثمانؓ کے بعد مکہ چلے آئے)۔ سمعاً وطاعۃً آمادگی ظاہر کی از انجملہ سعید بن العاص' ولید بن عقبہ وغیرہ تھے۔

حضرت عائشہ کا بصرہ جانے کا فیصلہ: اس عرصہ میں عبداللہ بن عامر' بصرہ سے یعلی بن منیہ یمن سے چھ سو اونٹ اور چھ لاکھ دینار لے کر مکہ آئے۔ طلحہ وزبیر بھی مدینہ سے مکہ آ گئے۔ ام المؤمنین عائشہؓ نے دریافت کیا ''تم لوگ کیسے آئے؟'' جواب دیا ''بلوائیوں کے خوف سے وہ لوگ اخیار اور شرفاء مدینہ پر مستولی ہو گئے ہیں۔ حق کو باطل سے ممتاز نہیں کرتے'' ام المؤمنین عائشہؓ نے کہا ((انهضوا بنا اليهم)) ''ہمارے ساتھ ان کی طرف خروج کرو''۔ بعض نے شام جانے کی رائے دی ابن عامر بولے شام میں معاویہؓ ہیں وہ بلوائیوں کے روک تھام کو کافی ہیں' بصرے کی طرف چلو میری بات وہاں بنی ہوئی ہے اور لوگوں کا رجحان طلحہ کی جانب ہے حاضرین بولے ''یہی مناسب ہے کیونکہ جس قدر ہمارے ہمراہی ہیں وہ ان لوگوں کا حملہ برداشت نہ کر سکیں گے۔ جو مدینہ میں ہیں اور جب ہم بصرے پر قبضہ کر لیں گے۔ تو اہل بصرہ کو بھی قصاص عثمانؓ پر آمادہ و تیار کر لیں گے جیسا کہ اہل مکہ کو آمادہ و مستعد کر لیا ہے اس وقت بہ آسانی قاتلین عثمانؓ سے ہم لڑ سکیں گے۔ سب نے اس رائے سے اتفاق کر کے عبداللہ بن عمرؓ کو بلوایا اور قاتلین عثمانؓ پر خروج کرنے کو کہا عبداللہ بن عمرؓ نے انکار کیا اور یہ کہا کہ ہم مدینہ والوں کے ساتھ ہیں' جو وہ کریں گے' وہی ہم کریں گے۔ امہات المؤمنین جو ام المؤمنین عائشہؓ کے ہمراہ مکہ سے مدینہ جانے والی تھیں۔ بصرہ کا قصد سن کر ٹھہر گئیں' ام المؤمنین حفصہؓ نے ہمراہی کا قصد کیا لیکن اپنے بھائی عبداللہ بن عمرؓ کے کہنے سے رک گئیں۔

حضرت عائشہؓ کی بصرہ کو روانگی: غرض ابن عمر اور یعلی بن منیہ نے اپنے مال و اسباب سے قافلہ کی روانگی کا سروسامان درست کیا اور یہ منادی کرائی کہ ام المؤمنین عائشہؓ طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہم) بصرہ جا رہے ہیں جس شخص کو اسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہمدردی اور خون عثمان کا بدلہ لینا منظور ہو اور اس کے پاس سواری نہ ہو وہ آئے اس کو سواری دی جائے گی۔ چنانچہ چھ سو آدمی چھ سو اونٹوں پر سوار ہو کر مکہ و مدینہ کے ایک ہزار آدمیوں کے ہمراہ بصرہ روانہ ہوئے۔ آگے چل کر اطراف و جوانب کے اور آدمی آملے جس سے تین ہزار کی جمعیت ہو گئی۔ ام فضل بنت الحرث مادر عبداللہ بن عباس نے قبیلہ جہنیہ کے ظفر نامی ایک شخص کو اجرت دے کر ایک خط امیر المؤمنین علیؓ کے پاس مدینہ روانہ کیا۔ مکہ سے نکلے نماز کا وقت آ گیا' مروان نے اذان دی اور طلحہ اور زبیر کے پاس جا کر کہا کہ تم دونوں میں سے کون شخص امامت کرے گا' ابن زبیر نے کہا ''میرا باپ'' ابن طلحہ نے کہا ''میرا باپ'' ام المؤمنین عائشہؓ کے کانوں تک یہ آواز پہنچی مروان کے پاس کہلا بھیجا۔ کیا تم ہمارے کام کو درہم و برہم کیا چاہتے ہو امامت میرا ابن اخت (بھانجا) عبداللہ زبیر کرے گا۔

سعید بن العاص کا مطالبہ: دیگر امہات المؤمنینؓ عائشہ صدیقہؓ کے ہمراہ ذات عراق تک آئیں اور اس مقام سے رد کر رخصت ہوئیں۔ اس کے بعد سعید بن العاص' مروان بن الحکم اور اس کے ہمراہی ام المؤمنین عائشہؓ اور طلحہ و زبیر کے پاس گئے۔ خون عثمان کا بدلہ لینے کو کہا' ان لوگوں نے جواب دیا ''ہم نے اسی غرض سے خروج کیا ہے کہ قاتلین عثمان سے ہم قصاص لیں''۔ پھر طلحہ و زبیر سے مخاطب ہو کر کہا ((لمن یجعلان الامران ظفر تما)) ''اگر تم فتح مند ہو گئے تو خلیفہ کس کو بناؤ گے''۔ جواب دیا ہم دونوں میں سے جس کو منتخب کریں گے۔ سعید نے کہا نہیں! عثمان کے لڑکے کو حکومت دینا کیونکہ تم لوگ خون عثمانؓ کا معاوضہ لینے کو نکلے ہو''۔ جواب دیا ''یہ کہاں ممکن ہے کہ اکابر و شیوخ مہاجرین کو چھوڑ کر نوعمر لڑکوں کو حاکم بنائیں''۔ سعید بولے ''میں خیال کرتا ہوں کہ ایسی حالت میں کچھ کوشش نہ کر سکوں گا جب کہ تم بنی عبد مناف کو حکومت سے نکالنے کی کوشش کرو گے''۔ طلحہ و زبیر نے کچھ جواب نہ دیا سعید واپس ہوئے۔

چشمۂ خواب کا واقعہ: ان کے لوٹتے ہی عبداللہ بن خالد بن اسید' مغیر بن شعبہ اور جو لوگ اس کے ہمراہ قبیلہ ثقیف کے تھے واپس ہو گئے طلحہ اور زبیر مع باقی ماندہ لوگوں کے آگے بڑھے ان کے ہمراہ ابان اور ولید پسران عثمان بھی تھے۔ یعلی بن منیہ نے ام المؤمنین عائشہؓ کو ایک اونٹ پر سوار کرایا جس کا نام عسکر تھا اور جس کو انہوں نے سو دینار اور بعض کہتے ہیں کہ اسی دینار میں خرید کیا تھا۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ وہ اونٹ قبیلہ عزینہ میں سے ایک شخص کا تھا چار سو درہم اور ایک اونٹ دے کر اس کو خرید کیا تھا اور اس شخص کو رہبری پر مقرر کیا تھا۔ رفتہ رفتہ چشمہ خواب پر پہنچے اور کتوں نے بھونکنا شروع کیا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ چشمہ خواب ہے۔ ام المؤمنین عائشہؓ نے سنتے ہی ارشاد کیا ''مجھ کو لوٹاؤ! لوٹاؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جس وقت آپ کے پاس آپ کی بیویاں بیٹھی ہوئی تھیں' کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ تم میں سے کس کو دیکھ کر خواب کے کتے بھونکیں گے یہ کہہ کر آپ نے اونٹ کی گردن پر ہاتھ پھیر کر بٹھا دیا اونٹ سے اتر پڑیں ایک شبانہ روز مع اہل قافلہ کے قیام پذیر رہیں اتنے میں یہ غل اٹھا ((النجاء النجاء قد ادرکم علی)) ''جلدی کرو جلدی کرو بے شک علی پہنچ گئے''۔ پس قافلے نے نہایت تیزی سے بصرہ کا رخ کیا اور نواح بصرہ میں پہنچا۔

اہل بصرہ سے مراسلت: عمیر بن عبداللہ تمیمی نے کہا اے ام المؤمنین! میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کہ آپ ہرگز

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی قوم میں نہ جایئے جس سے آپ نے کوئی مراسلت نہ کی ہو' حالات دریافت کرنے کی غرض سے عبداللہ بن عامر کو بصرہ بھیجئے' ان کے وہاں قدیمی تعلقات ہیں۔ ام المؤمنین عائشہؓ نے اس رائے کو پسند کیا اور عبداللہ بن عامر کو روانہ کیا ساتھ ہی اس کے رؤسائے بصرہ اور نیز احنف بن قیس اور صبرہ بن شیمان وغیرہ جیسے عمائدین شہر کے پاس خطوط روانہ کئے۔ خود جواب کے انتظار میں خفین میں ٹھہری رہیں' بصرہ سے عثمان بن حنیف نے عمران بن حصین کو جو ایک معمولی آدمی تھا اور ابوالاسود دولی کو جو معزز ممتاز شخص تھا ام المؤمنین عائشہؓ کے پاس ان کے آنے کا سبب دریافت کرنے کو بھیجا۔

ام المؤمنین عائشہؓ نے فرمایا ''بلوائیوں اور فتنہ پردازان قبائل نے ایسا ایسا کیا ہے پس میں مسلمانوں کو لے کر اس غرض سے نکلی ہوں کہ مسلمانوں کو اصلی واقعات سے مطلع کروں اور ان کی اصلاح کروں اس خروج سے میرا مقصود مسلمانوں کی اصلاح کرنا ہے''۔ یہ کہہ کر آپ نے قرآنی آیات ﴿لا خیر فی کثیر من نجواھم﴾ تا آخر تلاوت کی پھر وہ دونوں آدمی طلحہ کے پاس آئے' آنے کا سبب دریافت کیا' جواب دیا بغرض معاوضہ خون عثمانؓ پھر انہوں نے کہا ''کیا تم نے علیؓ ابن ابی طالب کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی؟'' جواب دیا ہاں لیکن اس شرط اور اس حالت سے کہ قاتلین عثمان سے قصاص لیں گے اور تلوار ہمارے سر پر تھی (یعنی مجبوری و اکراہ ہم نے بیعت کی) لیکن علیؓ نے قاتلین عثمان کا کچھ فیصلہ نہ کیا۔

عثمان بن حنیف کی مخالفت: ابوالاسود اور عمران زبیر کے پاس گئے انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ دونوں لوٹ کر عثمان بن حنیف کے پاس آئے عثمان نے ﴿انا للّٰہ و انا الیہ راجعون﴾ پڑھ کر کہا برب کعبہ اسلام کی چکی چلی' دیکھئے اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ عمران بولے ''خاموشی اختیار کرو'' عثمان نے کہا نہیں! میں ان کو امیر المؤمنین علیؓ کے آنے تک روکوں گا' عمران یہ سن کر اٹھے اور اپنے مکان پر چلے آئے اتنے میں ہشام بن عامر آ گئے اور یہ رائے دی کہ نرمی و ملاطفت سے اس وقت تک چشم پوشی کیجئے جب تک امیر المؤمنین علیؓ کا حکم نہ آئے عثمان نے اس سے انکار کیا اور لوگوں کو مسلح ہونے اور لشکر مرتب کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ سب لوگ مسجد میں جمع ہوئے عثمان نے ایک شخص کو جو کوفہ کا رہنے والا قیس نامی تھا تقریر کرنے کو کھڑا کیا۔ اس شخص نے لوگوں کو مخاطب ہو کر کہا ''اے لوگو! اگر طلحہ اور زبیر اور ان کے ہمراہی مکہ سے جان کے خوف سے آئے ہیں تو یہ بات خلاف قیاس ہے کیونکہ ایسا مقام ہے کہ جہاں پر چڑیوں تک کو امن ہے کوئی ذرہ بھر کسی کو نہیں ستا سکتا اور خون عثمان کا بدلہ لینے کو آئے ہیں تو ہم لوگ عثمان کے قاتل نہیں ہیں۔ پس تم لوگ میری بات سنو میرے کہنے پر عمل کرو ان لوگوں کو جہاں سے آئے ہیں فوراً اسی طرف لوٹا دو''۔ اسود بن سریع سعدی نے جواب دیا ''تمہارا یہ خیال ہے کہ وہ لوگ ہم کو قاتلین عثمان سمجھ کر آئے ہیں؟ نہیں ان کا ایسا خیال نہیں ہے بلکہ ہم سے اور ہمارے سوا اور لوگوں سے قاتلین عثمان کے مقابلہ پر امداد لینے کو آئے ہیں۔ لوگوں نے قیس کو کنکریوں سے مارا جلسہ درہم برہم ہو گیا۔ عثمان کو اس خیال سے کہ طلحہ اور زبیر کے معاون اور ہمدرد بصرہ میں موجود ہیں بے حد صدمہ ہوا۔

حضرت عائشہ کا خطبہ: اس کے بعد ام المؤمنین عائشہ مع ہمراہیوں کے مربد پہنچیں۔ عثمان نے بصرہ سے نکل کر صف آرائی کی اہل بصرہ جو ام المؤمنین عائشہؓ کا ساتھ دینا چاہتے تھے۔ وہ بھی شہر سے نکل کر اسی مقام پر آ کر جمع ہو گئے طلحہ میمنہ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے میان صف سے نکل کر پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر عثمانؓ بن عفان کے فضائل و مناقب بیان کئے اور ان کے خون کا بدلہ لینے کی لوگوں کو ترغیب دی۔ طلحہ کے تقریر ختم پر زبیر نے میسرہ سے نکل کر ایسا ہی بیان کیا عثمان بن حنیف کے میمنہ نے طلحہ اور زبیر کی تصدیق کی اس پر میسرہ والے بولے بایعتم علیا ثم جئتم تقولون کذا کذا ''تم لوگوں نے علیؓ کی بیعت کی پھر یہ کہنے آئے ہو''۔ ان تقریروں کے بعد ام المؤمنین عائشہؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد بیان عوام الناس عثمانؓ بن عفان کو برا کہتے ہیں۔ ان کے مقرر کئے ہوئے عمال پر حرف گیری کرتے تھے۔ پھر ہمارے پاس مدینہ میں آتے تھے ہم ان کو جھوٹا' مکار' دغاباز پاتے تھے اور عثمان کو نیک پرہیز گار' عادل' وہ لوگ جو ان کے دل میں تھا اس کے خلاف ظاہر کرتے اس پر بھی ان کو صبر نہ آیا ان کے مکان کا محاصرہ کیا۔ ان کو نہایت سخت تکالیف سے بے آب و دانہ شہید کیا۔ محرمات کو بلا کسی خیال کے حلال کیا تم کو اور سوا تمہارے کسی اور کو یہ جائز نہیں کہ عثمان کے قاتلوں سے بدلہ نہ لے اور کتاب اللہ پر عمل نہ کرے۔ ام المؤمنین عائشہؓ نے اس قدر کہہ کر ﴿الم ترا الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یدعون الی کتاب اللّٰہ لیحکم بینھم)) آخر آیت تک پڑھی۔ عثمان بن حنیف کے ہمراہیوں میں اس تقریر سے پھوٹ پڑ گئی۔ اکثر ام المؤمنین عائشہؓ کی طرف مائل ہو گئے پھر آپس میں ایک دوسرے کو ڈھیلے اور پتھر مارنے لگے۔

حکیم بن جبلہ کا حملہ: ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اپنے خیمہ میں واپس آئیں لشکر اور طلحہ و زبیر بھی مربد سے مقام دبا فین چلے آئے مگر عثمان بن حنیف مقابلہ پر تلا کھڑا رہا۔ اتنے میں جاریہ بن قدامہ آیا وہ عرض کرنے لگا'' اے ام المؤمنین! واللہ عثمان کا قتل ہونا زیادہ پسندیدہ تھا' بہ نسبت اس کے تم اس ملعون اونٹ پر سوار ہو کر لڑائی کے لئے مکان سے نکلیں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے پردہ و حرمت مقرر کیا تھا۔ تم نے پردہ کی ہتک کی اور حرمت کو مباح کیا اور بے شک جو شخص تم سے لڑنا چاہتا ہو اس کا قتل کرنا مباح ہے پس اگر تم اپنی رضامندی سے آئی ہو تو بہتر ہے کہ مدینہ منورہ واپس جاؤ اور اگر بجبر و اکراہ آئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے استعانت چاہو اور لوگوں سے واپس چلنے کو کہو''۔ ہنوز یہ تقریر ختم نہ ہونے پائی تھی کہ حکیم بن جبلہ' سواروں کا رسالہ لئے آ پہنچا۔ پہنچتے ہی سر راہ لڑائی چھیڑ دی پہلے تو ہمراہیان ام المؤمنین عائشہؓ نے مدافعت کی غرض سے تیر اندازی شروع کی پھر یہ خیال کر کے کہ شاید تیر اندازی بند کر دینے سے حکیم بن جبلہ رک جائے گا۔ تھوڑی دیر تک رکے رہے لیکن جب حکیم بن جبلہ نے اپنے رکاب کے سواروں کو حملہ کرنے سے نہ روکا تو مجبور ہو کر ہمراہیان ام المؤمنینؓ بھی حملے کا جواب دینے لگے۔ رات کی تاریکی نے فریقین کو لڑائی سے باز رکھا۔ عثمان بن حنیف لوٹ کر قصر امارت میں آیا' ام المؤمنین مع اپنے ہمراہیوں کے دارالرزق کی طرف واپس ہوئیں تمام رات امید و بیم میں گزری۔

دارالرزق کا معرکہ اور اقرار نامہ: فریقین میں جو جس کو پاتا تھا گرفتار کر لے جاتا تھا۔ اللہ اللہ کر کے سپیدیٔ صبح نمایاں ہوئی۔ فجر ہوتے ہی دارلرزق کے میدان میں حکیم بن جبلہ صف آرائی کرتا نظر آیا۔ بنی عبدالقیس میں سے ایک شخص نے[1]

---

[1] حکیم بن جبلہ صف آرائی کے وقت ایک نیزہ لئے ہوئے میان صف میں پھر رہا تھا اور ام المؤمنین کو سخت وست کہتا جاتا تھا عبدالقیس میں سے ایک شخص نے دریافت کیا۔ کس کو سخت وست کہہ رہا ہے۔ جواب دیا عائشہ صدیقہؓ کو! پھر اس شخص نے کہا اے ابن خبیثہ کیا ''ام المؤمنین کو یہ کہہ رہا ہے'' حکیم نے یہ سنتے ہی ایک نیزہ مارا جس سے وہ بیچارہ مر گیا' یہی واقعہ بعینہ اس عورت کے پاس پیش آیا جس کو اس شخص کے بعد حکیم بن جبلہ نے قتل کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعرض کیا حکیم نے اس کو مار ڈالا۔ پھر اور ایک عورت کو اسی الزام میں قتل کیا۔ بعد ازاں لڑائی شروع ہو گئی۔ دن ڈھلنے تک بڑے زور و شور سے لڑائی جاری رہی۔ عثمان بن حنیف کے ہمراہیوں میں بہت آدمی کام آئے۔ فریقین بہتیرے زخمی ہوئے جب لڑائی نے دونوں حریفوں کو تھکا دیا تو مجبور ہو کر صلح کی طرف مائل ہوئے یہ طے پایا کہ ایک معتبر شخص جس پر فریقین کو اعتماد ہو مدینہ جائے اور اہل مدینہ سے دریافت کرے کہ طلحہ و زبیر نے بکراہت بیعت کی ہے یا بہ رضا؟ اگر بہ کراہت بیعت کی ہے تو عثمان بن حنیف بصرہ کو خالی کر دے۔ ورنہ طلحہ اور زبیر بصرہ سے لوٹ جائیں''۔

حضرت اسامہ بن زید پر حملہ: اقرار نامہ لکھے جانے کے بعد کعب بن سور قاضی' بصرہ سے مدینہ کو روانہ ہوئے جمعہ کے دن پہنچے۔ لوگوں کو جمع کر کے دریافت کیا' کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ اسامہ بن زید نے کھڑے ہو کر کہا'' بے شک طلحہ اور زبیر نے بہ کراہت بیعت کی ہے''۔ اس فقرے کے تمام ہوتے ہی لوگ اسامہ بن زید پر ٹوٹ پڑے اور ان کو مارنے لگے۔ قریب تھا کہ وہ مار ڈالے جاتے' صہیب ابو ایوب اور محمد بن مسلمہ نے ان کی جان بچائی۔ اپنے گھر اٹھا لائے' کعب بصرہ واپس ہوئے۔ اس واقعہ کی خبر امیر المؤمنین علیؓ تک پہنچی آپ نے عثمان بن حنف کو ملامتانہ خط لکھا کہ واللہ وہ دونوں (طلحہ اور زبیر) اگر ہم کو خلافت سے معزول کرنا چاہتے ہوں تو ان کے لئے کسی حیلہ کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کسی اور بات پر متمنی ہوں تو ہم ان سے اور وہ ہم سے نپٹ لیں گے۔

عثمان بن حنیف کی گرفتاری: کعب کی واپسی پر طلحہ اور زبیر نے عثمان بن حنیف کو مصالحت کی گفتگو کرنے کو بلایا اور اقرار نامہ کی شرط کے مطابق بصرہ خالی کر دینے کا پیام دیا' عثمان بن حنیف نے امیر المؤمنین کا فرمان پا کر آنے اور بصرہ خالی کرنے سے انکار کر دیا۔ طلحہ اور زبیر نے لوگوں کو جمع کیا اور نماز عشاء کے بعد مسجد کی طرف بڑھے۔ عبد الرحمٰن بن عتاب نے بڑھ کر حملہ کیا' تلواروں کی جھنکار مسجد میں گونج اٹھی۔ تقریباً چالیس آدمی اس وقت مسجد میں موجود تھے' لڑائی ہوئی' مارے گئے عثمان بن حنیف کو گھر میں گھس کر گرفتار کر لائے طلحہ اور زبیر کے روبرو پیش کیا۔ لوگوں نے عثمان کے چہرے کے تمام بال نوچ ڈالے تھے۔ طلحہ اور زبیر نے ام المؤمنین کو اس سے مطلع کیا آپ نے چھوڑنے کا حکم دیا' بعض کہتے ہیں کہ شہر بدر کرنے اور مارنے کا حکم دیا تھا۔ بہر کیف جو شخص عثمان بن حنیف کو شہر بدر کرنے اور مارنے پر مامور ہوا تھا وہ مجاشع بن مسعود تھا' بعض نے لکھا ہے کہ فریقین میں اقرار نہیں ہوا تھا۔ لڑائی سے تھک کر دونوں فریقوں نے امیر المؤمنین علیؓ ابن ابی طالب کو لکھا تھا عثمان بن حنیف نماز پڑھا رہے تھے۔ فریق مخالف نے حالت نماز میں حملہ کیا اور پکڑ لائے پھر ان کو انصار ہونے کی وجہ سے مار پیٹ کر قید کر دیا۔

حضرت طلحہ اور زبیر کا اہل بصرہ سے خطاب: بصرہ میں داخل ہو کر طلحہ و زبیر نے اہل بصرہ کو جمع کر کے خطبہ دیا: ''اے اہل بصرہ! تو بہ گناہ گار کی سپر ہے ہم چاہتے تھے کہ امیر المؤمنین عثمانؓ کے بلوائیوں کے مطالبات پر غور کرنے سے راضی کر لیں اس اثناء میں کمینوں بلوائیوں نے بلوہ کر کے ان کو شہید کر ڈالا' حاضرین طلحہ کو مخاطب ہو کر بولے'' ہمارے پاس تو تمہارے خطوط اس کے خلاف آتے تھے'' زبیر نے جواب دیا ہم نے ہرگز ایسے خطوط نہیں لکھے' زبیر نے اس فقرے کو ختم کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے عثمان بن ذی النورینؓ کی شہادت کا واقعہ بیان کیا اور امیر المؤمنین علیؓ پر ان کی شہادت کا الزام لگانے لگے' قبیلہ عبدالقیس سے ایک شخص نے اٹھ کر کہا ''اے گروہ مہاجرین! تم وہ لوگ ہو جنہوں نے سب سے اسلام کی دعوت قبول کی اور اس سے تم کو فضیلت حاصل ہوئی۔ بعدہ اور لوگ تمہاری طرح اسلام قبول کرتے گئے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تم نے یکے بعد دیگرے دو شخصوں کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کو خلیفہ بنایا ہم اس پر راضی ہو گئے اور ان کو ہم نے اپنا امیر مان لیا بعد ازاں تم نے اپنے مشورے سے تیسرے شخص کو امیر بنایا اور اسی طرح اس کو بغیر ہمارے مشورے کے مار ڈالا۔ پھر تم نے علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی' تم نے اس میں بھی ہم سے مشورہ نہ کیا اور اب ان کی مخالفت پر ہم کو ابھارنے آئے ہو صاف صاف بتلاؤ تم کو کس چیز نے انتقام لینے پر آمادہ کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہم تمہارا ساتھ دے کر اس سے لڑیں' ابھی کل کا ذکر ہے کہ عثمان بن حنیف پر تم لوگوں نے حملہ کیا اور قریب قریب ستر آدمیوں کو مار ڈالا''۔

حکیم بن جبلہ کا حملہ اور خاتمہ: جب عثمان بن حنیف کے ماجرے کی اطلاع حکیم بن جبلہ کو ہوئی تو وہ عثمان بن حنیف کی مدد پر اٹھ کھڑا ہوا۔ عبدالقیس اور ربیعہ کو جمع کر کے دارالرزق کی طرف بڑھا اتفاقاً عبداللہ بن زبیر سے ملاقات ہو گئی' دریافت کیا کس قصد سے آئے ہو؟ حکیم نے جواب دیا عثمان بن حنیف کو چھوڑ دو اور امیر المؤمنین علیؓ کی تشریف آوری تک اس عہد پر قائم رہو جو ہم میں اور تم میں قرار پایا ہے بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو خون حرام تھا اس کو تم نے حلال کیا۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ تمہارا زعم یہ ہے کہ ہم عثمان بن عفان کے خون کا بدلہ لیتے ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں نے ان کو قتل نہیں کیا۔ قصہ مختصر باتوں باتوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ حکیم بن جبلہ نے چار سرداروں کو جنگ کا ذمہ دار بنایا خود طلحہ کے مقابلہ پر رہا۔ ذریح کو زبیر کے مقابلے پر' ابن المحترش کو عبدالرحمٰن بن عتاب سے مقابلہ پر اور حوقوص بن زبیر کو عبدالرحمٰن بن الحرث بن ہشام کے مقابلے پر متعین کیا۔ لڑائی نہایت تیزی سے شروع ہوئی اور اس سختی سے برابر جاری رہی اہل بصرہ کے بہت سے آدمی مارے گئے۔

حرقوص کا فرار: حکیم اور ذریح میدانِ جنگ میں کام آئے حرقوص چند آدمیوں کو لے کر اپنی قوم قبیلہ سعد میں چلا گیا۔ عبدالرحمٰن بن حرث نے تعاقب کیا لیکن بنی سعد کی سفارش سے حرقوص کی جان بچ گئی۔ قبیلہ عبدالقیس اور بکر بن وائل کو اس فتح سے صدمہ ہوا۔ خاتمہ جنگ پر طلحہ اور زبیرؓ نے اپنے ہمراہیوں کو بیت المال سے کچھ روپیہ دلوایا۔ قبیلہ عبدقیس اور بکر بن وائل نے بیت المال کا قصد کیا۔ ہمراہیان طلحہ اور زبیر نے لڑ کر ان کو بے نیل ومرام واپس کیا۔ اس کے بعد ام المؤمنینؓ عائشہؓ نے اہل کوفہ کے اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ خونِ عثمانؓ کے معاوضہ لینے کو بلایا اور اسی مضمون کے خطوط اہل یمامہ و مدینہ کے پاس روانہ کئے۔ (یہ واقعہ ۲۵ ربیع الاول کا ہے)

حضرت علیؓ کی بصرہ کو روانگی: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ جس وقت امیر المؤمنین علیؓ ابن ابی طالب کو طلحہ و زبیر اور ام المؤمنین عائشہ (رضی اللہ عنہم) کے حالات سے آگاہی ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ لوگ بصرہ جا رہے ہیں اس وقت آپ نے اہل مدینہ سے امداد طلب کی' خطبہ دیا ابتداً لوگوں کو طلحہ' زبیر اور ام المؤمنین عائشہؓ کے خلاف خروج کرنا شاق گزرا۔ لیکن اولاً جب زیاد بن حنظلہ' ابوالہیثم[1]

[1] ابوالہیثم بدری ہیں اور خزیمہ ذوالشہادتین نہیں ہیں۔ شعبی کا بیان ہے کہ اس فتنہ میں چھ بدریوں کے سوا سات اور کوئی شخص نہیں شریک ہوا۔ واللہ اعلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خزیمہ بن ثابت اور ابوقتادہ نے آمادگی ظاہر کی تو بقیہ اہل مدینہ بھی تیار و مستعد ہو گئے۔ ام المؤمنین ام سلمہ نے اپنے چچازاد بھائی کو امیر المؤمنین علیؓ کے ہمراہ بھیجا۔ لیکن یہ قبل روانگی لشکر' طلحہ اور زبیر کو واپس لانے کی غرض سے بصرہ روانہ ہو گئے تھے' اخیر ماہ ربیع الثانی ۳۶ھ میں امیر المؤمنین علیؓ مدینہ پر ابن عباس کو اور بعض کہتے ہیں کہ سہیل بن حنیف کو اور مکہ پر قثم بن عباس کو اپنا نائب مقرر کر کے بصرہ روانہ ہوئے کوفہ اور مصر کے نو سو آدمیوں نے بھی آپ کا ساتھ دیا۔

حضرت علیؓ اور عبداللہ بن سلام: اثناء راہ میں عبداللہ بن سلام مل گئے' گھوڑے کی عنان پکڑ کر بولے ''امیر المؤمنین! آپ مدینہ سے تشریف نہ لے جایئے۔ واللہ اگر آپ یہاں سے نکل جائیں گے تو مسلمانوں کا امیر یہاں پھر لوٹ کر نہ آئے گا''۔ لوگ عبداللہ بن سلام کی طرف گالیاں دیتے ہوئے دوڑ پڑے آپ نے فرمایا ''اس سے درگزر کرو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے' اچھا آدمی ہے اور آگے بڑھے' ربذہ پہنچے اس مقام پر یہ خبر لگی کہ طلحہ اور زبیر بصرہ پر قابض ہو گئے ہیں آپ نے اس مقام پر قیام کیا' متعدد اور مختلف احکام صادر فرمائے۔

امام حسنؓ کے حضرت علیؓ پر اعتراضات: اس اثناء میں آپ کے لڑکے حسنؓ آ گئے' مدینہ سے بصرہ جانے اور ان کا مشورہ نہ ماننے کی بابت عرض و معروض کرنے لگے۔ امیر المؤمنین علیؓ نے جواب دیا تم نے کس امر کی بابت مجھے مشورہ دیا جو میں نے نہیں مانا۔ حسن بولے ''میں نے آپ کو زمانہ محاصرہ عثمان میں یہ رائے دی تھی کہ مدینہ سے چلے جایئے عثمانؓ کے قتل کے وقت مدینہ میں نہ رہئے اور قتل کے بعد میں نے گزارش کی کہ جب تک عرب کے وفود نہ آ لیں اور حکمران بلاد اسلامیہ آپ کی خلافت کی بیعت نہ کر لیں اس وقت اہل مدینہ سے بیعت نہ لیجئے۔ پھر میں نے اس گروہ کے خروج کے وقت کہا تھا کہ آپ گھر میں خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہئے یہاں تک کہ فتنہ و فساد فرو ہو جائے آپ نے ان میں سے ایک کا بھی خیال نہ فرمایا۔

حضرت علیؓ کا امام حسن کو جواب: امیر المؤمنین علیؓ نے جواب دیا ''اے صاحبزادے! تم نے مدینہ سے خروج کی بابت جو کہا تو سوائے خروج کے مجھے کوئی چارہ نہیں تھا اور بے شک ان لوگوں نے مجھے بھی گھیر لیا جیسا کہ عثمان کو گھیر لیا تھا اور بیعت کا یہ جواب ہے کہ میں نے یہ خیال کر کے اگر میں بیعت نہیں لیتا ہوں اس سے خلافت اور اسلام کو سخت صدمہ پہنچتا ہے اور ارباب حل وعقد اہل مدینہ ہیں نہ کہ تمام عرب اور بلاد اسلامیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر ارباب حل وعقد نے ابوبکر کی بیعت کی۔ میں نے بھی بیعت کر لی۔ پھر جب ابوبکرؓ نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف انتقال کیا تو لوگوں نے عمر کو خلیفہ بنایا۔ میں نے ان کی اتباع کی' بعد ازاں عمر بھی رحمت الٰہی سے جا ملے' میں بھی ارباب شوریٰ سے تھا۔ لوگوں کے مشورے سے عثمان کے ہاتھ پر بیعت کی گئی' میں نے بھی بیعت کی بعدہ عوام نے بلوہ کر کے عثمان کو شہید کر ڈالا اور بخوشی و رغبت میری بیعت کی۔ پس میں اس شخص سے ضرور لڑوں گا جو میری مخالفت کرے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو فیصلہ صادر کرے ((وھو خیر الحاکمین)) اور تمہارا یہ کہنا کہ طلحہ و زبیر کی نسبت میں سکوت اختیار کروں' بیٹھ رہوں' خروج نہ کروں اس کا جواب یہ ہے کہ اگر میں اپنے فرائض ادا نہ کروں گا تو کون شخص اس کو ادا کرے گا۔ حسنؓ یہ سن کر خاموش ہو رہے۔ امیر المؤمنین علیؓ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو لوگوں کے جمع کرنے کو کوفہ روانہ کیا۔ خود ربذہ میں ٹھہرے ہوئے لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیتے رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد چندے مدینہ سے اپنا گھوڑا اور ہتھیار منگوائے۔ آپ کے بعض ہمراہیوں نے کہا ان لوگوں کی بابت ہم آپ کے قصد کو تاڑ گئے۔ آپ نے جواب دیا ''میں ان کی اصلاح کروں گا اگر وہ قبول کریں گے ورنہ ان کی بابت غور کروں گا اگر انہوں نے پیش قدمی کی تو میں ان کو روکوں گا۔

قبائل رسد و طے کی پیش کش: ربذہ سے ہنوز روانہ نہ ہوئے تھے کہ طے کی ایک جماعت ہمراہی کی غرض سے آئی آپ نے ان کی تعریف کی اور ساتھ لیا۔ ربذہ سے روانہ ہوئے مقدمۃ الجیش پر عمرو بن جراح تھے۔ فید پہنچے قبیلہ اسد اور طے نے حاضر ہو کر رکاب میں چلنے کی درخواست کی آپ نے فرمایا ''اپنے اقرار پر تم لوگ ثابت و قائم رہو مہاجرین کافی ہیں''۔ اسی مقام پر ایک شخص شیبانی کوفہ سے آیا آپ نے اس سے ابوموسیٰ کا حال دریافت فرمایا' جواب دیا ((ان اردت الصلح فهو صاحبک و ان اردت القتال فلیس بصاحبک)) ''اگر تم صلح کا قصد رکھتے ہو تو وہ تمہارا ساتھی ہے اور اگر قصد جنگ ہے تو تمہارا وجہ شریک نہیں ہے''۔ آپ نے فرمایا واللہ صلح کے سوا ہمارا کوئی قصد نہیں ہے بشرطیکہ ہم پر کوئی حادثہ نہ ہو فید سے روانہ ہو کر ثعلبہ و اباء میں قیام کیا۔

عثمان بن حنیف کی حضرت علیؓ سے ملاقات: عثمان بن حنیف' حکیم بن جبلہ پر جو واقعات گزرے تھے گوش گزار ہوئے۔ پھر وہاں سے کوچ کر کے ذیقار پہنچے عثمان بن حنیف آ کر ملے اپنے چہرے کو دیکھا عرض کی ''اے امیر المؤمنین! آپ نے مجھے ڈاڑھی کے ساتھ بھیجا تھا اور اب میں بے ڈاڑھی کے آیا ہوں''۔ آپ نے فرمایا ''تم کو اس کا اجر ملے گا مجھ سے پیشتر دو شخصوں کو لوگوں نے خلیفہ بنایا تھا۔ انہوں نے کتاب اللہ پر عمل کیا' پھر تیسرے کو متولی کیا اس کی نسبت لوگوں نے جو کچھ کہنا چاہا کہا اور اس کے ساتھ جس طرح پیش آئے وہ تم کو معلوم ہے پھر سب نے میرے ہاتھ پر بیعت کی انہیں بیعت کرنے والوں میں طلحہ و زبیر بھی ہیں۔ انہوں نے بدعہدی کی اور میری مخالفت کرتے ہیں واللہ وہ لوگ جانتے ہیں کہ میں ان سے جدا نہیں ہوں یہ کہہ کر آپ طلحہ و زبیر کے حق میں بددعا کرنے لگے اسی مقام پر قیام تھا کہ قبیلہ بکر بن وائل نے حاضر ہو کر گزارش کی ''ہم لوگ جان نثاری کو تیار ہیں'' آپ نے ان کو بھی وہی جواب دیا جو قبائل طے اور اسد کو جواب دیا تھا۔ اتنے میں یہ خبر آئی کہ قبیلہ عبدالقیس نے طلحہؓ اور زبیر کا مقابلہ کیا ہے آپ نے ان کی تعریف و ثناء کی۔

حضرت ابوموسیٰ کا طرزِ عمل: محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر جو کوفہ گئے ہوئے تھے انہوں نے کوفہ پہنچ کر ابوموسیٰ کو امیر المؤمنین علیؓ کا خط دیا اور اہل کوفہ کو ان کے حکم کے مطابق جنگ کی ترغیب دینے لگے۔ جب کسی نے آمادگی ظاہر نہ کی تو ابوموسیٰ سے امیر المؤمنین علیؓ کے ساتھ خروج کرنے کی بابت مشورہ کرنے لگے۔ ابوموسیٰ نے کہا لڑائی کے لئے نکلنا دنیا کی راہ ہے اور بیٹھ رہنا آخرت کی' لوگ یہ سن کر بیٹھ رہے' محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو غصہ آ گیا۔ ابوموسیٰ سے بہ تشدد پیش آئے۔ ابوموسیٰ نے کہا واللہ عثمان کی بیعت میری گردن پر ہے اور علی کی گردن میں بھی ہے اگر لڑائی ضروری ہے تو عثمان کے قاتلوں سے جہاں کہیں ہوں لڑنا چاہئے۔ دونوں یہ خبر لے کر ذی وقار میں امیر المؤمنین علیؓ کے پاس آئے۔ امیر المؤمنین علیؓ نے اشتر کی طرف مخاطب ہو کر کہا ''تم ابوموسیٰ کے معاملہ میں میرے قائم مقام ہو ابن عباس کو لے جاؤ اور بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرو''۔ چنانچہ اشتر اور ابن عباس' ابوموسیٰ کے پاس گئے۔ ہر چند ان سے فوجی مدد طلب کی لیکن وہ اخیر تک یہی جواب دیتے رہے کہ میں سکوت اختیار کرتا ہوں یہاں تک کہ فتنہ فرو ہو جائے اور اختلاف لوگوں میں ختم ہو جائے۔ اشتر اور ابن عباس مجبور ہو کر لوٹ آئے۔

عمار بن یاسر کی حضرت ابوموسیٰ سے تلخ کلامی: اب امیر المؤمنین علیؓ نے اپنے لڑکے حسنؓ اور عمار بن یاسر کو بھیجا۔ ابوموسیٰ ان لوگوں کے آنے کی خبر سن کر مسجد میں آئے' حسنؓ بن علیؓ سے معانقہ کیا۔ عمار بن یاسر سے مخاطب ہو کر کہا اے ابوالیقظان تم نے امیر المؤمنین عثمانؓ کی مخالفت کی اور ان کے مخالفوں کے ساتھ ہو گئے اور فاجروں کی رفاقت کو جائز رکھا' عمار بولے میں نے ایسا نہیں کیا حسنؓ بن علی نے قطع کلام کر کے کہا ''لوگوں نے ہم سے کچھ اس معاملے میں مشورہ نہیں کیا اور اصلاح کے سوا ہمارا کوئی اور مقصود نہیں ہے اور امیر المؤمنین اصلاح امت کے بارے میں کسی سے ڈرتے نہیں'' ابوموسیٰ نے کہا ''میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نے سچ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے عنقریب فتنہ ہونے والا ہے اس وقت بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا۔ کھڑا ہوا شخص' پیادہ چلنے والے سے بہتر ہوگا پیادہ چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا اور کل مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ان کا خون اور مال حرام ہے' عمار کو اس تقریر سے ایسی برافروختگی ہوئی کہ ابوموسیٰ کو گالی دے بیٹھے' ابوموسیٰ تو سن کر خاموش رہے' مگر حاضرین میں سے کسی شخص نے جواب ترکی بہ ترکی دے دیا بات بڑھ گئی لوگ عمار پر ٹوٹ پڑے لیکن ابوموسیٰ نے بچا لیا۔

حضرت ابوموسیٰ کا خطبہ: اس کے بعد زید بن صوحان' ام المؤمنین عائشہؓ صدیقہ کا ایک خط[1] اپنے نام کا اور ایک بنام اہل کوفہ لئے ہوئے مسجد میں آئے اور علی سبیل الانکار پڑھنا شروع کیا' شبث بن ربعی گالی دے بیٹھے۔ حاضرین ضبط نہ کر سکے علانیہ ام المؤمنین کی طرفداری کا اظہار کرنے لگے۔ ابوموسیٰ روکتے جاتے تھے اور فتنہ فرو ہونے تک مکان میں بیٹھ رہنے کا حکم دے رہے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ میری اطاعت کرو عرب کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلہ بن جاؤ تا کہ مظلوم تمہارے سائے میں آ کر پناہ گزیں ہو' خائف تم میں آ کر امن پائے' جب فتنہ و فساد اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو حق و باطل مشتبہ ہو جاتا ہے اور جب فرو ہو جاتا ہے تو حق و باطل ظاہر ہوتا ہے' بے شک یہ فساد مثل بیماری کے اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ تم لوگ اپنی تلواروں کو نیام میں کر لو' اپنے نیزوں کی نوکوں کو نیچے کر لو' اپنے سواریوں کے تنگ کو کاٹ دو' اپنے گھروں میں بیٹھ رہو اگر قریش دار الہجرۃ (مدینہ) کو چھوڑ کر نکلنے اور اہل علم کی جدائی پر آمادہ ہو جائیں تو ان کا ساتھ نہ دو۔ یہاں تک کہ آتش فتنہ فرو ہو جائے اور اصل واقعہ انکشاف ہو جائے۔ زید بن صوحان نے اٹھ کر کہا ''اے عبداللہ بن قیس! فرات کو لوٹا دو جس طرف سے بڑھ کر آیا ہے اور امیر المؤمنین سید المسلمین علیؓ کی مدد کو چلو' قعقاع بن عمرو نے اس کی تائید کی اور کہا ''امیر نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ سب درست و صحیح ہے لیکن میں تم لوگوں کو نصیحتاً کہتا ہوں اور سوائے حق کے اور کچھ نہیں کہتا ہوں کہ امیر المؤمنین علیؓ کی مدد کرو حق تک پہنچ جاؤ گے''۔

---

[1] ہر دو خطوط کا مضمون یہ تھا کہ اس زمانہ میں تم لوگ کسی کی مدد نہ کرو اپنے اپنے مکان میں بیٹھ رہو یا ہماری نصرت پر آمادہ ہو ہم خون عثمان کا بدلہ لینے آئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علیؓ کو اہل کوفہ کی امداد: عبد خیر نے بھی اسی قسم کی تقریر کی اور ابوموسیٰ سے مخاطب ہو کر کہا ''تم جانتے ہو کہ طلحہ اور زبیر نے امیر المؤمنین علیؓ کی بیعت کی تھی؟ جواب دیا ہاں! پھر دریافت کیا کیا علیؓ نے کوئی ایسا کام کیا ہے جس سے ان کی بیعت توڑ دی جائے؟ ابوموسیٰ بولے ''میں اس معاملے کو نہیں جانتا''۔ عبد خیر نے سخت و تند لہجے میں کہا اگر تم یہ نہیں جانتے ہو تو ہم تم سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں یہاں تک کہ تم جان جاؤ اے لوگو! تم کو امیر المؤمنین نے بلایا ہے تاکہ جو معاملات ان میں اور ان کے دونوں رفیقوں (طلحہ و زبیر) میں پیش آ گئے ان کو دیکھو امر المؤمنین علیؓ فقیہ و حکیم امت ہیں جو شخص ان کی مدد کو جائے گا میں اس کے ہمراہ چلنے کو تیار ہوں' عمار بولے علیؓ نے تم لوگوں کو حق کے دیکھنے کو بلایا ہے چلو اور ان کے ہمراہ ہو کر لڑو' حسنؓ ابن علیؓ نے کہا تم لوگ ہماری دعوت قبول کرو اور ہماری اطاعت کرو اور جس مصیبت میں تم اور ہم مبتلا ہو گئے ہیں اس میں ہماری مدد کرو اور بے شک امیر المؤمنین کہتے ہیں کہ ہم اگر مظلوم ہیں تو ہماری مدد کرو اور اگر ہم ظالم ہیں تو ہمارا ساتھ نہ دو اور ہم سے لڑو۔ واللہ طلحہ و زبیر نے سب سے پہلے بیعت کی اور سب سے پہلے مجھ سے بدعہدی کی'' لوگوں کے دلوں پر اس تقریر سے ایک قوی اثر پیدا ہوا سبؓ نے آمادگی ظاہر کر دی' عدی بن حاتم اور حجر بن عدی نے اپنی اپنی قوم کو جنگ پر ابھارا چنانچہ حسنؓ بن علیؓ کوفہ سے نو ہزار کی جمعیت لے کر روانہ ہوئے چھ ہزار تو خشکی کے راستے سے چلے اور باقی براہ دریا۔

حضرت ابوموسیٰ کا کوفہ سے اخراج: حسن اور عمار کو روانگی کے بعد امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے اشتر کو بھی روانہ کیا تھا یہ اس وقت داخل کوفہ ہوا جس وقت حسن اور عمار ابوموسیٰ سے مسجد میں ایک مجمع عام میں امیر المؤمنین کے ساتھ دینے پر بحث و مباحثہ کر رہے تھے۔ اشتر جس قبیلہ پر ہو کر گزرتا تھا ان کو قصر کی طرف بلاتا جاتا تھا۔ ایک گروہ کثیر لئے ہوئے قصر امارت تک پہنچا۔ ابوموسیٰ کھڑے ہوئے مسجد میں خطبہ دے رہے تھے لوگوں کو خانہ نشینی کی ہدایت کر رہے تھے حسن کہتے جاتے تھے ((اعتزل عملنا و اترک منبرنا)) ''تم ہمارے مقرر کردہ عامل ہو ہمارے منبر کو چھوڑ دو'' اشتر نے قصر میں داخل ہو کر ابوموسیٰ کے غلاموں کو نکالنے کا حکم دیا اتنے میں ابوموسیٰ آ گئے اشتر نے چلا کر کہا ((لا ام لک اخرج اللہ نفسک)) ''تیری ماں مر جائے خدا تجھ کو یہاں سے نکالے'' اور شام تک نکل جانے کی میعاد مقرر کی۔ لوگ ابوموسیٰ کے اسباب لوٹنے کو ٹوٹ پڑے اشتر نے کچھ سوچ کر منع کر دیا۔

اہل کوفہ کی حضرت علیؓ سے ذی قار میں ملاقات: حسنؓ بن علی نے کوفیوں بطور فوج مرتب کیا اور کنانہ' اسد' تمیم' رباب اور مزینہ پر معقل بن یسار ریاحی کو' قبائل قیس پر سعد بن مسعود ثقفی عم مختار کو' بکر' تغلب اور عنزہ پر مخدوج زبیلی کو مذحج اور اشعریین پر حجر بن عدی کو' بجیلہ' انمار' خثعم اور ازد پر مخنف بن سلیم کو سرداری عنایت کی اور خاص کوفہ والوں پر قعقاع بن عمرو سعد بن مالک' ہند بن مالک' ہند بن عمرو' ہیثم بن شہاب کو مقرر کیا' جنگ کی ترغیب دینے والے زید بن صوحان اشتر' عدی بن حاتم' مسیّب بن نجبد اور یزید بن قیس جیسے لوگ تھے۔ الغرض اہل کوفہ امیر المؤمنین حضرت علیؓ کی خدمت میں بہ مقام ذی قار حاضر ہوئے آپ نے استقبال کیا مرحبا کہا اور یہ ارشاد فرمایا ''اے اہل کوفہ ہم نے تم کو اس غرض سے بلایا ہے کہ ہمارے ساتھ ہو کر اپنے بھائیوں (اہل بصرہ) سے مقابل ہو اگر وہ لوگ اپنی رائے سے رجوع کر لیں تو فبہا المراد اور اگر اپنے خیال پر اصرار

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں تو ان کا علاج ہم نرمی کے ساتھ کریں گے تا کہ ہماری طرف سے ظلم کی ابتداء نہ ہو اور ہم کسی کام کو جس میں ذرہ برابر فساد ہوگا بغیر اصلاح کے نہ چھوڑیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ'' اہل کوفہ نے امیر المؤمنین کے پاس ذی قار میں قیام کیا' قبیلہ عبدالقیس جن کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی بصرہ اور امیر المؤمنین کے درمیانی میدان میں ٹھہرے اور اس کے دوسرے دن امیر المؤمنین علیؓ نے قعقاع بن عمرو کو طلحہ اور زبیر کے پاس سمجھانے کو بصرہ روانہ کیا۔

فریقین کی مصالحانہ کوشش: قعقاع کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف صحبت نصیب ہوئی تھی روانگی کے وقت آپ نے ان سے دریافت فرمایا'' تم ایسی حالت میں کیا کرو گے جب وہ کوئی ایسا امر پیش کریں جس کی نسبت تم کو کوئی ہدایت نہیں کی گئی؟ عرض کی اگر وہ باتیں اس قسم کی ہیں جن کی آپ نے ہدایت کی ہے تو ہم ان کا وہی جواب دیں گے اور اگر اس کے سوا کوئی نئی بات پیش کریں گے تو ہم اپنی رائے سے اور اپنے اجتہاد سے جواب دیں گے جیسا کہ دیکھتے سنتے ہیں' امیر المؤمنین علیؓ نے فرمایا بے شک تم اس کے سزاوار ہو' غرض قعقاع بصرہ پہنچ کر ام المؤمنین عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی اے ام المؤمنین آپ کو کس چیز نے خروج پر آمادہ کیا ہے؟ فرمایا لوگوں کا اختلاف اور ان کی اصلاح! قعقاع نے کہا طلحہ اور زبیر کو بلوایئے آپ کے روبرو ان سے کچھ باتیں کرنی چاہتا ہوں۔ ام المؤمنین عائشہؓ نے طلحہ اور زبیر کو بلوا بھیجا۔ دونوں آئے اور باتیں ہونے لگیں۔

قعقاع: میں نے ام المؤمنین عائشہؓ سے دریافت کیا تھا کہ آپ کو کس چیز نے خروج پر آمادہ کیا ہے؟ ام المؤمنینؓ نے اس کے جواب میں فرمایا اختلاف امت اور ان کی اصلاح! تم لوگ اس معاملہ میں کیا کیا کہتے ہو' انہوں نے بھی یہی جواب دیا

قعقاع: اس اصلاح کی وجہ کیا ہے اور تم کو اس کا کیا حق حاصل ہے۔

طلحہ و زبیر: قاتلین عثمان سے قصاص لینا! اگر وہ لوگ قصاص سے بری کر دیئے جائیں گے تو عمل بالقرآن ترک ہو جائے گا۔

قعقاع: تم نے قاتلین عثمان کے شبہ میں اہل بصرہ کے چھ سو آدمیوں کو قتل کر ڈالا جس سے چھ ہزار آدمیوں کو برافروختگی ہوئی۔ تم نے حرقوص بن زبیر کا تعاقب کیا لیکن ان چھ ہزار نے اس کو بچا لیا۔ پس اگر تم ان لوگوں سے لڑو گے تو بہت بڑا فساد برپا ہوگا کل مضر اور ربیعہ تمہارے خلاف لڑائی پر متفق ہو جائیں گے ایسی صورت میں اصلاح کہاں رہ گئی۔

ام المؤمنین عائشہؓ: (قعقاع سے مخاطب ہو کر) پھر تمہاری کیا رائے ہے؟

قعقاع: اس امر کا علاج بالفعل فتنہ فرو کرنا ہے اور مصالحت سے کام لینا ہے اس کے بعد قصاص لینا تا کہ مسلمانوں کو عافیت حاصل ہو آپ لوگ خیر و برکت کی کلید ہیں ہم کو بلا میں نہ ڈالیں ورنہ آپ بھی آزمائش میں پڑ جائیں گے اس سے ہم کو اور آپ کو بھی نقصان پہنچے گا'' اس تقریر کا ام المؤمنین اور طلحہ اور زبیر کے دل پر بڑا اثر پڑا اور ان لوگوں نے متفق ہو کر کہا'' بے شک تمہاری رائے صائب ہے تم علیؓ کے پاس جاؤ وہ تمہاری رائے سے اتفاق کریں تو ابھی صلح ہوئی جاتی ہے قعقاع لوٹ کر امیر المؤمنین کے پاس آئے اور کل حالات عرض کئے امیر المؤمنین علیؓ کو اس سے تعجب اور خوشی ہوئی۔

فریقین کی مصالحت پر آمادگی: اس واقعہ کے قبل اہل بصرہ کے وفود امیر المؤمنین کی خدمت میں اہل کوفہ کی رائے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم کرنے کو آئے ہوئے تھے۔ ان سب نے بھی صلح پر اتفاق رائے ظاہر کیا تھا۔ لیکن انہیں لوگوں میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جن کو مصالحت ناگوار گزر رہی تھی۔ القصہ امیر المؤمنین نے لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور اگلے دن کوچ کرنے کا حکم صادر فرمایا اور ان لوگوں کی نسبت جو محاصرہ عثمان میں شریک تھے یہ حکم دیا کہ وہ ہمارے گروہ سے نکل جائیں ہمارے ساتھ نہ چلیں۔

سبائیوں کی فتنہ انگیزی: اہل مصر کو یہ مصالحت ناگوار گزری ابن السوداء خالد بن ملجم اشتر مع ان لوگوں کے جنہوں نے عثمان بن عفانؓ کی مخالفت کا بیڑا اٹھایا تھا اور بغاوت کی تھی ایک مقام پر جمع ہوئے۔ علباء بن الہیثم عدی بن حاتم سالم بن ثعلبہ اور شریح بن اوفی وغیرہ جو سرداران بلوائیوں کے تھے شریک جلسہ تھے آپس میں مشورہ کرنے لگے اس وقت تک طلحہ اور زبیر کی رائے قصاص لینے کی تھی لیکن اب تو امیر المؤمنین کی رائے بھی قصاص لینے کی ہوگئی اور وہ کتاب اللہ سے خوب واقف ہیں۔ امیر المؤمنین نے جو فرمایا ہے وہ سن چکے ہو پس اگر مصالحت کر لیں گے اور باہم متفق ہو جائیں گے تو ہمارے ساتھ کیا کچھ نہ کریں گے۔ اشتر نے کہا ''واللہ ان سب کی رائے ہماری بابت ایک ہی ہے اگر مصالحت کریں گے تو ہمارے خون پر مصالحت کریں گے پس مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم علی اور طلحہ پر حملہ کر کے انہیں بھی عثمان کے پاس بھیج دیں۔ اس کے بعد خود بخود سکون ہو جائے گا''۔ ابن السوداء نے جواب دیا تم نے ذی قار میں ہزاروں کی جمعیت دیکھی ہے اور طلحہ کے ہمراہی بھی پانچ ہزار کے قریب ہیں تم صرف ڈھائی ہزار کی جمعیت سے ہو تم اپنا خیال ہرگز پورا نہیں کر سکتے''۔

فریقین پر حملہ کا منصوبہ: علیا بولا ''بہتر یہ ہے کہ فریقین کو چھوڑ دو یہاں تک کہ کوئی ان میں سے تمہارا حاکم بن جائے''۔ ابن السوداء نے کہا یہ رائے صائب نہیں ہے اگر تم ان دونوں فریقوں سے علیحدہ ہو جاؤ گے تو تم کو یہ ایک ایک کر کے چن لیں گے۔ عدی نے جواب دیا ''ہم نہ اس صلح سے راضی ہیں اور نہ اس سے کشیدہ خاطر اگر اتفاقاً جو واقعہ ہونے والا ہے وہ واقع ہو گیا اور لوگ اس مقام پر اتر پڑے (یعنی لڑائی ہوگئی) تو ہمارے پاس سوار بھی ہیں آلات حرب بھی ہیں اگر ہماری طرف بڑھیں گے تو ہم بھی بڑھیں گے اور ہم پر حملہ کریں گے تو ہم بھی حملہ کریں گے۔ سالم اور شریح نے رائے دی کہ تا انفصال ہمیں چلا جانا چاہئے ابن السوداء نے کہا ''اے بھائیو تمہاری عزت اسی میں ہے کہ لوگوں میں مل جل کر انہیں لڑا دو میرے نزدیک بہتر ہوگا کہ کل جب فریقین جمع ہوں تو جس طرح ممکن ہو کسی حکمت سے لڑائی چھیڑ دو۔ لڑائی شروع ہو جانے پر تم سے وہ لوگ غافل ہو جائیں گے اور تم لوگ جس کو مکروہ جانتے ہو اس سے محفوظ رہو گے۔ الغرض حاضرین نے ابن السوداء کی رائے پسند کی اور اسی اتفاق پر علیحدہ ہوئے۔

حضرت علیؓ کی مراجعت: صبح ہوتے ہی امیر المؤمنین علیؓ نے کوچ کیا قبیلہ عبد القیس کے فرودگاہ پر پہنچے وہ بھی ساتھ ہو گئے پھر یہاں سے روانہ ہو کر زاویہ میں قیام پذیر ہوئے۔ پھر زاویہ سے بصرہ روانہ ہوئے۔ طلحہؓ زبیر ام المؤمنین عائشہؓ نے بھی فرضہ سے کوچ کیا۔ نصف جمادی الثانی ۳۶ھ کو مقام قصر عبید اللہ بن زیاد میں فریقین ملے۔ بکر بن وائل اور عبد القیس خط و کتابت کر کے امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے لشکر میں آ گئے۔ تین روز تک بلا جدال و قتال ٹھہرے رہے۔ زبیرؓ کے بعض

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمراہیوں نے لڑائی چھیڑنے کی رائے دی۔ لیکن انہوں نے معذرت کی قعقاع کی معرفت صلح کی گفتگو ہو رہی ہے۔ ہم سے غداری نہ ہوگی ایسا ہی امیر المؤمنین سے بھی بعض لوگوں نے کہا تھا انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔[1] پھر آپ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کل لڑائی ہوگئی تو فریقین کے مقتولین کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا ''میں امید کرتا ہوں کہ ہمارا اور ان کا کوئی شخص قتل نہ کیا جائے گا' اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے دلوں کو صاف کر دیا ہے اور اگر کوئی مقتول ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا بعد ازاں اپنے لشکریوں کو لڑائی سے منع کر دیا اور حکم بن سلام' مالک بن حبیب کو طلحہؓ زبیر کے پاس پیام دے کر بھیجا کہ اگر تم لوگ اس اقرار پر قائم ہو جس کی قعقاع نے خبر دی ہے تو لڑائی سے رکے رہو یہاں تک کہ کوئی امر طے پا جائے۔

احنف بن قیس کی کنارہ کشی: اس کے بعد احنف بن قیس امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے پاس آئے۔ یہ اس گروہ سے علیحدہ و کنارکش ہو گئے' شہادت کے بعد امیر المؤمنین عثمانؓ کے حج سے واپس ہو کر امیر المؤمنین علیؓ کی بیعت کی تھی۔ احنف کہتے ہیں کہ جس زمانے میں امیر المؤمنین عثمان محاصرے میں تھے میں حج کو جا رہا تھا میں نے طلحہ زبیر اور ام المؤمنین عائشہؓ سے کہا تھا کہ عثمان ضرور شہید کئے جائیں گے تو ان کے بعد کس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی تو ان لوگوں نے کہا تھا علی کے ہاتھ پر۔ جب میں حج کر کے واپس ہوا تو عثمان بن عفانؓ شہید ہو چکے تھے۔ میں نے علی کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے اہل و عیال میں چلا آیا۔ اس کے بعد طلحہ' زبیر ام المؤمنین بصرہ پہنچے اور مجھے امیر المؤمنین علیؓ کی مخالفت کی غرض سے طلب کیا مجھے سخت تشویش ہوئی ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچازاد بھائی اور داماد۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر میں نے ان لوگوں سے کہا ''کیا تم لوگوں نے مجھے بیعت کرنے کی اجازت نہ دی تھی؟'' جواب دیا ہاں دی تھی! لیکن علی نے شرط بیعت پوری نہ کی۔ میں نے کہا ''واللہ نہ تو میں نقض بیعت کروں گا اور نہ ام المؤمنین سے لڑوں گا بلکہ سب سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشین ہو جاؤں گا''۔ اس گفتگو کے بعد احنف چھ ہزار آدمیوں کو لے کر بصرے سے تین کوس کے مقام پر مقام جلجاء میں مقیم ہو گئے پھر جب امیر المؤمنین علیؓ آئے' احنف آپ کے پاس حاضر ہوئے آپ نے فرمایا تم کو اختیار ہے چاہو تو ہمارے ساتھ ہو کر لڑو اور چاہو تو سکوت اختیار کرو۔ احنف نے سکوت پسند کیا۔ چنانچہ احنف قبیلہ تمیم اور بنو سعد کو لے کر دونوں فریق سے علیحدہ ہو گئے پھر جب امیر المؤمنین علیؓ کامیاب ہوئے تو احنف حاضر خدمت ہوئے اور

---

[1] یہ سوال ابو سلامہ دولانی نے کیا تھا پورا واقعہ یہ ہے کہ جب فتنہ پردازوں نے طرفین کو ابھارنا شروع کیا تو امیر المؤمنین نے ایک روز خطبہ دیا۔ اثناء خطبہ میں اعور بن سنان منقری نے کھڑے ہو کر بصرہ آنے کی وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا بغرض اصلاح واظہار آتش فتنہ آیا ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے امت محمد یہ کو متفق کر دے اور ان سے لڑائی کو اٹھا دے پھر اعور نے عرض کی ''اگر وہ لوگ آپ کے کہنے پر عمل نہ کریں ارشاد ہوا ہم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں گے۔ اعور نے کہا اگر وہ ہم کو نہ چھوڑیں۔ جواب دیا ہم مدافعت کریں گے اتنے میں ابو سلامہ دولانی بول اٹھا کیا آپ کے نزدیک ان کے پاس کوئی ایسی دلیل اس خون کے معاوضہ لینے کی ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ فعل کرتے ہیں''۔ آپ نے جواب دیا ہاں پھر ابو سلامہ نے کہا کیا آپ کے پاس بھی کوئی دلیل خون کے معاوضہ لینے میں تاخیر کرنے کی ہے؟ ارشاد ہوا ہاں بے شک جب کوئی امر مشتبہ ہو جائے اور اس کا دریافت کرنا دشوار ہو تو ان میں نہایت احتیاط سے فیصلہ کرنا چاہئے جلدی سے نقصان ہوتا ہے اس پر ابو سلامہ نے کہا اگر کل اتفاقاً مڈبھیڑ ہو گئی تو ہمارا اور ان کا کیا حال ہوگا آپ نے فرمایا ہمارے اور ان کے مقتول جنت میں ہوں گے''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری پوری اتباع کی۔

حضرت زبیر کی علیحدگی: جس وقت دونوں حریف مقابل ہوئے طلحہ اور زبیر صف لشکر سے نکلے امیر المؤمنین علیؓ بھی اپنے لشکر سے باہر آئے دونوں فریق اس قدر قریب ہو گئے کہ ان لوگوں کی سواریوں کی گردنیں پھر گئیں (یعنی ایک دوسرے سے مل گئے) امیر المؤمنین نے کہا ''تم لوگوں نے آلات حرب' سواروں پیادوں کو جمع کر کے میرے ساتھ عداوت کی کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس عداوت کی کوئی وجہ ہے؟ کیا میں تمہارا دینی بھائی نہیں ہوں؟ تم پر میرا خون اور تمہارا خون مجھ پر حرام نہیں ہے؟ کیا کوئی ایسا امر بتا سکو گے جس سے میرا خون تم کو مباح ہو؟ طلحہ نے جواب دیا'' کیا تم نے عثمان کے قتل میں سازش نہیں کی؟ بولے اللہ تعالیٰ اپنے دین کو پورا کرے گا اور قاتلین عثمان پر لعنت بھیجے گا اے طلحہ کیا تم نے میری بیعت نہیں کی؟ جواب دیا ہاں لیکن میری گردن پر تلوار تھی (یعنی بہ مجبوری بیعت کی تھی) اس کے بعد امیر المؤمنین نے زبیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کیا تم کو وہ دن یاد ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمایا تھا کہ بے شک تم ایسے ایک شخص سے لڑو گے جس پر تم ہی ظلم کرنے والے ہو گے؟ جواب دیا ہاں مجھے یاد آ گیا۔ اگر تم میری روانگی سے پیشتر مجھے اس بات کو یاد دلا دیتے تو میں ہرگز خروج نہ کرتا اور اب واللہ میں تم سے ہرگز نہ لڑوں گا۔ اس قدر گفتگو کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ امیر المؤمنین علیؓ نے اپنے لشکر میں واپس ہو کر ہمراہیوں سے فرمایا ''زبیر تو اب ہم سے نہ لڑیں گے''۔

زبیرؓ ام المؤمنینؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی جب سے میں نے ہوش سنبھالا سوائے آج کے اس موقع کے ہمیشہ اپنا انجام کار جانتا تھا ام المؤمنین نے کہا ''تمہارا کیا قصد ہے تم کیا چاہتے ہو؟'' جواب دیا ''میرا یہ قصد ہے کہ میں ان سب کو چھوڑ کر چلا جاؤں''۔ ام المؤمنین جواب نہ دینے پائی تھی کہ عبداللہ بن زبیر بول اٹھے ''ہاں جب دونوں کو صف آرا کر لیا اور ایک کو دوسری کی عداوت پر ابھار دیا تو اب چلے جانے کا قصد کرتے ہیں' اصل یہ ہے کہ آپ ابن ابی طالب کے پھریروں سے ڈر گئے اور آپ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اسی کے اٹھانے والے جوان مرد جنگجو ہیں اور اس کے نیچے چمکتی ہوئی تلواریں ہیں اس سے آپ میں بزدلی آ گئی ہے''۔ زبیر نے کہا ''میں نے قسم کھالی ہے جواب دیا اپنی قسم کا کفارہ دیں اپنے غلام مکحول کو آزاد کر دیں''۔ بعض کا بیان ہے کہ زبیر نے اسی وقت واپسی کا قصد کیا تھا۔ جب کہ عمار بن یاسر کو علی ابن ابی طالبؓ کے ہمراہ دیکھا تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ''عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا''۔

اہل بصرہ کے تین گروہ: اہل بصرہ کے تین گروہ ہوئے تھے کچھ لوگ طلحہ و زبیر کے ہمراہ تھے اور کچھ لوگ امیر المؤمنین علیؓ کے ساتھ دینے پر تلے ہوئے تھے اور تیسرا گروہ وہ تھا جو سکوت میں تھا نہ ان کے ہمراہ تھا اور نہ ان کا ساتھ دیتا تھا احنف بن قیس اور عمر بن حصین وغیرہ اسی گروہ میں تھے۔

فریقین میں مصالحت: ام المؤمنینؓ نے ازد میں قیام فرمایا ان دونوں کا سردار صبرۃ بن شیمان تھا کعب بن سور نے سکوت کرنے کو کہا لیکن اس نے انکار کیا۔ اس کے ہمراہ قبائل مضر' رباب بسر کردگی من جانب بن راشد' بنو عمرو بن تمیم بسرداری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالحرباء بنو حنظلہ بسرکردگی ہلال بن وکیع' سلیم بسرکردگی مجاشع بن مسعود' بنو عامر' غطفان بسرکردگی زفر بن الحرث' ازد بسرکردگی صبرۃ بن شیمان بکر بسرکردگی مالک بن مشمع اور بنو ناجیہ بسرداری حریث بن راشد تھے ان سب کی مجموعی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی۔ امیر المؤمنین علیؓ کے ہمراہ بیس ہزار آدمی تھے اور یہ سب ایک دوسرے کے مقابل اترے ہوئے تھے مضر' مضر کے مقابلے پر ربیعہ' ربیعہ کے روبرو تھے دونوں فریق کے آدمیوں میں میل جول تھا صلح کے سوا اور کوئی گفتگو نہ کرتے تھے۔ حکیم و مالک طلحہ و زبیر کے پاس گئے تھے یہ خبر لے کر واپس ہوئے کہ ہم لوگ اسی عہد و قرار پر ہیں جس پر قعقاع ہمیں چھوڑ کر گئے ہیں پھر شام کے وقت ابن عباس' طلحہ و زبیر کے پاس اور محمد بن طلحہ امیر المؤمنین علیؓ کی خدمت میں صلح کی گفتگو کرنے آئے۔ شرائط طے ہوگئیں۔ صبح کے وقت صلح نامہ اور معاہدہ لکھے جانے کی رائے قرار پا گئی۔

مخالفین صلح کا اچانک حملہ: اس سے ان لوگوں کی پریشانی بڑھ گئی جنہوں نے امیر المؤمنین عثمانؓ کے خلاف بلوہ اور ان پر خروج کیا تھا۔ تمام رات مشورہ کرتے رہے کہ صبح ہوتے ہی جس طرح ممکن ہو لڑائی چھیڑ دی جائے جہاں تک ممکن ہو صلح نہ ہونے پائے۔ چنانچہ علی الصباح فریقین کی لاعلمی میں فتنہ پردازوں نے لڑائی کا رنگ جما دیا بلوائیان مضر نے مضر پر فتنہ پردازان ربیعہ نے ربیعہ پر اور باغیان یمن نے یمن پر' اہل بصرہ نے اہل بصرہ پر غرض ہر قبیلہ اپنے اپنے قبیلے پر حملہ آور ہوا ادھر طلحہ اور زبیر نے لڑائی کا شور و غل سن کر عبدالرحمٰن بن حرث کو میمنہ پر عبدالرحمٰن بن عتاب کو میسرہ پر متعین کیا خود قلب لشکر میں رہے لوگوں نے لڑائی چھڑنے اور شور و غوغہ کی وجہ دریافت کی معلوم ہوا کہ اہل کوفہ نے پو پھٹتے ہی تیراندازی شروع کر دی۔ طلحہ و زبیر نے کہا افسوس علیؓ خون ریزی کئے بغیر نہ مانیں گے یہ کہہ کر حملہ آور گروہ کی مدافعت کرنے لگے ادھر امیر المؤمنین علیؓ شور و غل سن کر خیمے سے باہر تشریف لائے حال دریافت کیا فرمایا ''فرقہ سبیہ کے ایک شخص نے فتنہ پردازوں نے پہلے ہی سکھا رکھا تھا'' جواب دیا ہم کو سوائے اس کے کچھ معلوم نہیں ہے کہ ہم رات کو بے خوف ہو کر سوئے تھے صبح نہ ہونے پائی تھی کہ اہل بصرہ نے حملہ کر دیا ''ٹڈی دل گروہ تیر برساتا ہوا اٹڈ آیا۔ پس ہمارے ہمراہی بھی سوار ہو گئے اور لوگوں نے لڑائی چھیڑ دی امیر المؤمنین علیؓ یہ سن کر سوار ہوئے افسران لشکر کو میمنہ و میسرہ پر مامور کرتے ہوئے افسوس کرتے ہوئے فرمایا'' بے شک طلحہ و زبیر بغیر خوں ریزی کئے ہوئے نہ مانیں گے''۔ قصہ مختصر دونوں فریق کو غلط فہمی ہوئی ایک نے دوسرے کو مجرم سمجھا اور اصل حال کسی پر منکشف نہ ہوا۔

جنگِ جمل: امیر المؤمنین علیؓ اور طلحہ و زبیرؓ نے اپنے اپنے لشکروں میں منادی کرا دی کہ کوئی شخص اس معرکہ سے بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کرے اور اس سے نہ لڑے' نہ کسی زخمی پر حملہ کرے اور نہ کسی کا مال و اسباب چھینے۔ لڑائی شروع ہونے پر کعب بن مسور' ام المؤمنین کے پاس آئے۔ عرض کی ''اے ام المؤمنین لوگوں نے لڑائی شروع کر دی ہے' آپ موقع جنگ پر تشریف لے چلئے شاید اللہ تعالیٰ آپ کی وجہ سے مصالحت کرا دے''۔ ام المؤمنین چلنے پر آمادہ ہوئیں لوگوں نے آپ کو اونٹ پر سوار کرایا اور ہودج (عماری) کو زرہیں پہنائی اور اونٹ کو ایسے موقع پر لا کر کھڑا کیا جہاں سے لڑائی کا منظر بخوبی دکھلائی دیتا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا تھوڑی دیر تک لڑائی جاری رہنے سے اصحابِ جمل کے پاؤں میدانِ جنگ سے اکھڑ گئے۔

حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ کی شہادت: طلحہؓ[1] کے پاؤں میں ایک تیر لگا جس کے صدمہ زخم سے مجبور ہو کر بصرہ چلے گئے۔ خون کسی طرح نہ رکا اور اسی حالت میں وفات پا گئے۔ زبیرؓ[2] وادی السباع کی جانب چلے گئے کیونکہ امیر المؤمنین علیؓ نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی تھی۔ راستہ میں احنف کا لشکر مل گیا۔ عمر بن الجرموز نے لشکر سے نکل کر تعاقب کیا قریب پہنچ کر مسئلہ پوچھنے لگا جب نماز کا وقت آیا اور زبیر نماز پڑھنے لگے تو عمرو بن الجرموز نے ان کو شہید کر ڈالا اور گھوڑا ہتھیار انگوٹھی لے کر احنف کے پاس آیا' احنف نے کہا ''واللہ میں نہیں جانتا کہ تو نے یہ کام اچھا کیا یا برا؟'' ابن جرموز یہ سن کر امیر المؤمنین علیؓ کے خیمے کی طرف آیا دربان سے کہا ''امیر المؤمنین سے کہہ دو کہ قاتل زبیر حاضری کی اجازت طلب کرتا ہے' آپ نے فرمایا اجازت دے دو اور جہنم میں جانے کی بشارت دے دو۔

حضرت کعب کی شہادت: اس وقت لڑائی تقریباً ختم ہو چکی تھی منہزم گروہ بصرے کے قریب پہنچ گیا تھا چونکہ امیر المؤمنین کے لشکر کے سواروں نے ام المؤمنین کے ناقہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اس سے اصحاب جمل ام المؤمنینؓ کے بچانے کو جوش میں آ کر پھر لوٹے اور لڑائی اسی زور و شور سے پھر شروع ہو گئی جیسا کہ اس سے پیشتر تیزی کے ساتھ ہو رہی تھی ام المؤمنین نے لڑائی روکنے کی غرض سے کعب بن سور سے فرمایا ''تم ناقہ کو چھوڑ دو اور قرآن لے کر صف لشکر سے نکل کر میدان میں جاؤ اور اس کے محاکمہ کی طرف لوگوں کو بلاؤ''۔ چنانچہ کعب قرآن شریف لے کر صف لشکر سے نکلے' امیر المؤمنین علیؓ کا لشکر آگے بڑھا' فرقہ سبیہ نے جو سب سے آگے تھا کعب پر تیر برسائے' کعب شہید ہو گئے۔

حضرت عائشہ کی عماری پر تیروں کی بوچھاڑ: ان لوگوں نے ام المؤمنینؓ کے عماری پر تیر برسانے شروع کئے۔ ام المؤمنینؓ نے بلند آواز سے اپنے ہمراہیوں کو امداد کے لئے بلایا۔ پھر قاتلین عثمان کے حق میں بددعا کرنے لگیں اہل لشکر بھی آپ کے ہمراہ بددعا کر رہے تھے ایک طرف لڑائی کا شور برپا تھا۔ نیزہ اور تلواروں کی آواز سے کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے دوسری طرف سے بددعا کی آواز آتی تھی جس سے میدان جنگ گونج رہا تھا۔ امیر المؤمنین علیؓ نے اس شور کو سن کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ ام المؤمنین عائشہؓ قاتلین عثمان کو دعائے بد دے رہی ہیں آپ نے فرمایا ((اللّٰھم العن قتلة عثمان)) ''اے خدا قاتلین عثمان پر لعنت بھیج''۔

---

[1] طلحہؓ کے پاؤں میں تیر لگنے پر قعقاع بن عمرو نے کہا کہ ''اے ابو محمد تم اپنے مقصد کے حاصل کرنے سے معذور ہو موقع جنگ سے بصرہ جا کر کسی مکان میں قیام کرو''۔ طلحہ نے اس رائے کو پسند کیا۔ بصرہ چلے گئے خون اس کثرت سے جاری تھا کہ موزہ خون سے بھر گیا بصرہ پہنچ کر ان کے غلام نے دار خربہ میں اتارا' بے ہوش تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد انتقال کر گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔

[2] زبیر لڑائی شروع ہوتے ہی موقع جنگ سے نکل کھڑے ہوئے تھے ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ان پر عمار بن یاسر نیزہ سے وار کرتے جاتے تھے اور زبیر صرف حملہ کو روک رہے تھے حملہ نہ کرتے تھے اس وجہ سے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ((تقتل عمارا الفئة الباغية)) یاد دلائی گئی تھی ورنہ زبیر کو عمار کے لئے کافی تھے غرض زبیر لڑائی سے کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگے۔ ابن جرموز نے تعاقب کیا۔ وادی السباع میں پہنچ کر نماز میں شہید کیا۔ آپ کے غلام عطیہ نے وہیں دفن کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناقۂ ام المؤمنین پر یورش: جب اس تدبیر سے لڑائی نہ رکی تو ام المؤمنین نے سرداران میمنہ و میسرہ (عبدالرحمٰن بن عتاب اور عبدالرحمٰن بن حرث بن ہشام) کے پاس کہلا بھیجا ''تم لوگ نہایت ثابت قدمی سے لڑتے رہو میں تمہاری مدد کو آدمی بھیجتی ہوں''۔ پھر اپنے لشکریوں کو ایک پرجوش تقریر سے لڑائی پر ابھارا اور وہ لوگ بھی یہ دیکھ کر کہ فریق ثانی چاروں طرف سے سمٹ کر ناقہ ہی پر حملہ کر رہے ہیں۔ ایک تازہ جوش سے حملہ کرنے لگے۔ کوفہ و بصرہ کے قبیلہ مضر نے ہلہ کر کے ناقہ کے آگے کا میدان حملہ آور حریف سے خالی کر کے تیراندازی شروع کر دی۔ فریقین ایک دوسرے کے حملے کا جواب تیروں سے دے رہے تھے زید بن صوحان اور ان کے بھائی سیحان مارے گئے۔ لڑائی کا عنوان تھوڑی دیر کے لئے پھر خطرناک ہو گیا دونوں حریف جوش مردانگی میں آ کر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔ کوفہ یمن اور ربیعہ کا گروہ لڑائی میں ابتداً پیچھے تھا۔ لیکن پھر مستعد ہو کر لڑنے لگا ان کے علم کے نیچے دس آدمی مارے گئے پھر اس کو یزید بن قیس نے سنبھالا اور ربیعہ کے علم کے نیچے زید عبیداللہ بن رقیہ اور ابوعبیدہ بن راشد بن سلمی کام آئے۔ لڑائی لحظہ بہ لحظہ تیز ہوتی جاتی تھی۔ صف کی ترتیب جاتی رہی تھی کوفیوں کا گروہ جو میمنہ میں تھا اپنے قلب سے اور اہل بصرہ کا میسرہ اپنے قلب سے مل جل گیا۔ اس فریق کے میمنہ نے اس فریق کے میسرہ کا اور اس کے میسرہ نے اس کے میمنہ کا راستہ روکا۔ دلاوران مضر جانبین سے رجز پڑھ پڑھ کر حملہ کرنے لگے زیادہ تر فریقین کے جنگ آزما اپنے مدمقابل کے ہاتھ پاؤں پر حملہ کرتے اور انہیں بیکار کر دیتے تھے۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عبدمناۃ نے عتاب کا ہاتھ شہید ہونے سے قبل کٹ گیا تھا ام المؤمنین کے ناقہ کے پاس ازد پھر ہوضبہ پھر اپنے اپنے حریف کا مقابلہ کیا اور اس سے ہم نبرد ہوئے کثرت سے لوگ مارے گئے ہزاروں کے ہاتھ پاؤں کٹ گئے۔ میمنہ و میسرہ کا امتیاز باقی نہ رہا۔ قلب لشکر سے آ کر مل گیا۔ گروہ کے گروہ حملہ کر کے ناقہ پر آتے تھے اور وہیں لڑ کر مارتے اور مر جاتے تھے یہاں تک کہ ناقہ کی مہار پر چالیس یا ستر آدمی کام آئے اور یہ سب قبیلہ قریش کے تھے۔ عبداللہ بن زبیر زخمی ہوئے عبدالرحمٰن بن عتاب جندب زہیر عامری اور عبداللہ بن حکیم بن حرام مارے گئے ان کے ساتھ قریش کا علم تھا ان کو اشتر نے مارا اور مارنے میں عدی بن حاتم نے مدد دی۔ اسود بن ابی البختری بھی مارے گئے یہ ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے تھے۔ ان کے بعد عمرو بن الاشرف ازدی اور ان کے تیرہ آدمی کام آئے۔ مروان بن الحکم اور عبداللہ بن زبیر کے بدن پر بہتر زخم تیر و نیزہ کے لگے۔

ناقہ پر حملہ: اس پر بھی ہمراہیان ام المؤمنین کا جوش فرو نہ ہوتا تھا تب امیر المؤمنین علیؓ نے بلند آواز سے پکار کر کہا ناقے پر حملہ کرو۔ یہ لوگ آپ ہی متفرق و منتشر ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایک شخص نے بڑھ کر ناقے کو مارا ناقہ چلا کر گر پڑا۔ کوفیان ازد کا علم مخنف بن سلیم کے ہاتھ میں تھا۔ ان کے مارے جانے پر ان کے بھائی صقعب نے لیا جب یہ بھی مارے گئے تب ان کے بھائی عبداللہ نے سنبھالا ان کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا تو علاء بن عروہ نے علم لیا علم انہیں کے ہاتھ میں تھا کہ فتح حاصل ہو گئی۔ کوفیان عبدالقیس کا علم قاسم بن سلم لئے ہوئے تھے جب یہ مع زید و سیحان پسران صوحان مارے گئے تو اور چند لوگوں نے علم کو سنبھالا۔ پس ان لوگوں میں سے عبداللہ بن رقیہ پھر منقذ بن نعمان نے علم لیا۔ جب یہ بھی کام آئے تو ان کے لڑکے مرہ نے دوڑ کر علم سنبھالا۔ علم انہیں کے ہاتھ میں تھا کہ فتح کا ڈنکا بجا۔ بکر بن وائل کا علم بنی ذہل میں حرث بن حسان کے ہاتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تھا یہ مع پانچ آدمیوں کے جوان کے خاندان سے تھے اور تیس آدمی بنی مخدوج کے اور ذہل کے کام آئے تھے کہ کامیابی کا غل ہوا۔

اختتام جنگ: بعض نے ناقے کے مارے جانے کا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ قعقاع نے اشتر سے واپسی کی وجہ دریافت کی جب کہ وہ ناقے کے پاس سے لڑ کر آ رہا تھا اس نے کچھ جواب نہ دیا قعقاع نے بڑھ کر حملہ کیا اس وقت ناقہ کا مہار زفر بن الحرث کے ہاتھ میں تھا' چند شیوخ بنی عامر کے مارے گئے قعقاع نے بجیر بن دلجہ (بنی ضبہ) سے کہا (یہ امیر المؤمنین علیؓ کے ہمراہیوں میں سے تھا) تم اپنی قوم سے سازش کر کے ناقے کو مار کر گرا دو قبل اس کے کہ امیر المؤمنین یا ام المؤمنین کو کوئی صدمہ پہنچے''۔ چنانچہ بجیر اپنی قوم سے امن طلب کر کے ناقے کے پاس گیا اور اس کے پاؤں پر ایک تلوار ماردی اور اس دوسرے پاؤں پر خود گر پڑا' قعقاع نے جو شخص ان کے نزدیک کھڑا تھا اسے امن دے کر زفر کے ساتھ عماری کی رسیاں کاٹ دیں اور عماری اتار لی۔ اصحاب جمل ناقے کے گرتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے آتش جنگ فرو ہوگئی امیر المؤمنین علیؓ نے منادی کرادی کہ کوئی شخص کسی مفرور کا تعاقب نہ کرے' کسی زخمی کا اسباب نہ چھینا جائے کسی کے گھر کوئی نہ گھسے۔ محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ مقتولوں کے درمیان سے عماری علیحدہ کرو اور پردہ کی وجہ سے اس پر قبہ بنا دیا۔ اس کے بعد امیر المؤمنین علیؓ نے محمد بن ابی بکر کے ذریعہ سے ام المؤمنین عائشہؓ کی خیریت دریافت کرائی۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کی ملاقات: بعض نے لکھا ہے کہ جس وقت ناقہ گرا تھا محمد بن ابی بکر مع عمار بن یاسر ناقہ کے پاس گئے اور عماری کو اٹھا کر ایسے مقام پر لے جا کر رکھا جہاں پر کوئی شخص نہ تھا امیر المؤمنین علیؓ عماری کے قریب تشریف لے گئے دریافت کیا: ((کیف انت یا امہ)) ''اے ماں تم کیسی ہو''۔ جواب دیا الحمدللہ خیریت سے ہوں پھر امیر المؤمنین نے کہا: ((یغفر اللہ لک)) ''اللہ تعالیٰ تم سے درگزر کرے''۔ ارشاد کیا ((ذلک ایضا)) ''اور تم سے بھی اللہ تعالیٰ درگزر کرے''۔ اس کے بعد سرداران لشکر اور رؤسا شہر ام المؤمنینؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے از انجملہ قعقاع تھے قعقاع نے سلام کیا۔ ام المؤمنین نے جواب دینے کے بعد فرمایا مجھے یہ منظور و محبوب تھا کہ میں آج کے واقعہ سے بیس برس پہلے مر جاتی'' قعقاع نے واپس ہو کر امیر المؤمنین علیؓ سے اس قول کو بیان کیا امیر المؤمنین علیؓ نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

صحابہ کبار کی شہادت: پس جب رات نے اپنے سیاہ دامن سے آفتاب کے رُخ روشن کو چھپا لیا تو ام المؤمنین کے بھائی محمد بن ابی بکر نے ام المؤمنین کے بصرے میں لے جا کر عبداللہ بن خلف خزاعی کے مکان میں صفیہ بنت الحرث بن ابی طلحہ (عبدالدار) مادر طلحۃ الطلحات بن عبداللہ کے پاس ٹھہرایا اور فریقین کے زخمی مقتولوں سے علیحدہ کر کے شہر میں لائے گئے مقتولوں کے ملاحظہ کو خود امیر المؤمنین میدانِ جنگ میں تشریف لے گئے' کعب بن سور' عبدالرحمٰن بن عتاب اور طلحہ بن عبیداللہ کی لاشوں کو دیکھ کر فرمایا افسوس! لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ہم پر فقط عوام الناس نے خروج کیا حالانکہ ان میں سے ایسے لوگ بھی موجود ہیں''۔ پھر آپ نے دونوں فریق کے مقتولوں کو جمع کر کے نماز پڑھی۔ دفن کرایا اور ہاتھوں کو یکجا کر کے ایک دوسری بڑی قبر میں مدفون کئے جانے کا حکم دیا۔ لشکر گاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا جمع کر کے جامع مسجد میں لائے اور یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منادی کرادی کہ جو شخص چاہے اپنے مال واسباب کی شناخت کر کے لے جائے البتہ وہ آلات حرب بیت المال میں رکھ لئے جائیں گے جن پر نشان حکومت بنا ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس معرکے میں دونوں فریقوں کے دس ہزار آدمی کام آئے۔ ازانجملہ ایک ہزار صرف بنوضبہ کے تھے۔

احنف بن قیس کا اظہار اطاعت: اختتام جنگ کے بعد احنف بن قیس بنی سعد کو لے کر حاضر ہوئے' امیر المؤمنین علیؓ نے فرمایا ''تم انتظار کر چکے؟'' عرض کی ''میں نے اسی میں بھلائی دیکھی تھی۔ آپ ہی کے حکم سے ہوا جو کچھ ہوا نرمی اختیار کیجئے آپ نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ بعید و دراز ہے اور آپ کو بہ نسبت کل کے آج ہماری زیادہ ضرورت ہے آپ مجھ ایسے شخص سے ایسی باتیں نہ کریں کیونکہ میں آپ کا ہمیشہ ہمدرد و ناصح رہوں گا''۔ دوشنبہ کے دن امیر المؤمنین شہر بصرہ میں داخل ہوئے لوگوں نے ان کے علموں کے نیچے بیعت کی یہاں تک کہ زخمی اور مستامن بھی شریک بیعت ہوئے۔ جس وقت بیعت کے لئے عبدالرحمٰن بن ابی بکر پیش کئے گئے اور انہوں نے بھی بیعت کی۔ آپ نے ان سے دریافت کیا ''تمہارے چچا زیاد کا کیا حال ہے اس کا زمانہ انتظار تمام ہوا یا نہیں؟'' عرض کی واللہ وہ بیمار ہے ورنہ ضرور حاضر ہوتا امیر المؤمنین یہ سنتے ہی عبدالرحمٰن کو لے کر زیاد کے پاس گئے۔ بیمار پایا ان کی معذرت قبول کی اور ان سے حکومت بصرہ قبول کرنے کو کہا زیاد نے انکار کر کے کہا بہتر ہوگا کہ آپ اپنے خاندان میں سے کسی شخص کو مقرر فرمایئے میں وقتاً فوقتاً نیک مشورہ دیتا رہوں گا''۔

حضرت ابن عباس کا بصرہ کی امارت پر تقرر: چنانچہ امیر المؤمنین نے ابن عباس کو حاکم بصرہ اور زیاد کو خراج اور بیت المال پر مامور کیا اور ابن عباس کو زیاد سے ہر کام میں مشورہ لینے اور اس کی اتفاق رائے سے کام کرنے کی ہدایت کی۔ پھر امیر المؤمنین علیؓ ام المؤمنین کے پاس ابن خلف کے مکان پر گئے چونکہ اس واقعہ میں عبداللہ بن خلف کام آ گئے تھے ان کی ماں اور نیز اور عورتوں نے امیر المؤمنین علیؓ کو سخت وسست کہا آپ نے کچھ توجہ نہ کی۔ بعض ہمراہیوں نے آپ کو ابھارنا چاہا آپ نے فرمایا عورتیں ناقص العقل ضعیف البیان ہوتی ہیں قابل التفات نہیں ہیں؟ ہم تو مشرکہ عورتوں سے تعرض کرنے کو منع کرتے تھے چہ جائیکہ مسلمان عورتوں سے معترض ہوں۔ امیر المؤمنین علیؓ ام المؤمنینؓ کے پاس سے باہر آئے تو معلوم ہوا کہ بعض عوام اور بلوائی' ام المؤمنینؓ کو سخت و ناملائم الفاظ سے یاد کرتے ہیں آپ نے ان میں سے بعض لوگوں کو گرفتار کرا کے ورے لگوائے۔

حضرت عائشہؓ کی مکہ معظمہ کو روانگی: غرہ رجب ۳۶ھ کو امیر المؤمنین علیؓ نے سامان سفر درست کر کے ام المؤمنینؓ عائشہ صدیقہ کو روسا بصرہ کی چالیس عورتوں اور محمد بن ابی بکر کے ہمراہ بصرے سے روانہ کیا' مشایعت کی غرض سے چند میل خود آئے اور آپ کے بڑے لڑکے حسن ابن علی ایک دن کی مسافت تک پہنچانے کو گئے۔ ام المؤمنین عائشہؓ پہلے مکہ تشریف لے گئیں حج ادا کیا واپس ہو کر مدینہ منورہ گئیں۔ بنوامیہ کا وہ گروہ جو معرکہ جنگ سے بچ گیا شام چلا گیا۔ عتبہ بن ابی سفیان' عبدالرحمٰن' یحییٰ برادران مروان نے عصمۃ بن زبیر تیمی کے پاس پناہ لی جب زخم اچھا ہو گیا تو عصمۃ بن زبیر تیمی نے ان کو شام بھیج دیا۔ عبداللہ بن عامر بنی حرقوص کے امن میں اور مروان بن الحکم' مالک بن مسمع کے امن میں شام روانہ ہوا۔ بعض نے لکھا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ابن عامر ام المؤمنین عائشہ کی رکاب میں تھا پس جب آپ مکہ روانہ ہوئیں تو ابن عامر ان سے علیحدہ ہو کر شام چلا گیا۔ ابن زبیر ایک شخص ازدی کے مکان میں روپوش ہوا تھا ام المؤمنین کو اطلاع دی آپ نے اپنے بھائی محمد کو بھیج کر بلوایا۔

ام المؤمنین عائشہؓ کی روانگی کے بعد امیر المؤمنین علیؓ نے بیت المال کو کھولا چھ ہزار سے زائد نقد موجود تھا آپ نے شرکاء جنگ پر تقسیم کر دیا ہر شخص کو پانچ پانچ سو ملے۔ وقت تقسیم آپ نے حاضرین سے مخاطب کو کر کہا اگر تم لوگ ملک شام پر فتح یاب ہو گئے تو وظائف مقررہ کے علاوہ اسی قدر اور دیا جائے گا۔ فرقہ سبیہ نے آپ پر بھی در پردہ طعن و تشنیع کی زبان کھولی اور اس سے پیشتر بھی جب آپ نے مال و اسباب کو لوٹنے سے منع فرمایا تھا۔ لوگوں نے زبان طعن دراز کی تھی پھر فرقہ سبیہ نے عجلت کے ساتھ بصرہ سے کوچ کیا۔ امیر المؤمنین علیؓ بھی ان کے بعد ہی روانہ ہوئے۔ غرض یہ تھی کہ اگر وہ لوگ کسی امر کا قصد رکھتے ہوں تو اس کی روک تھام کی جائے۔

واقعۂ جمل کی دوسری روایت: بعض نے واقعۂ جمل کو یوں بھی بیان کیا ہے کہ جس وقت امیر المؤمنین علیؓ نے محمد بن ابی بکر کو ابو موسیٰ کے پاس اس غرض سے روانہ کیا کہ کوفہ سے فوج جمع و مرتب کر کے لائیں اور محمد بن ابی بکر اس فعل سے روکے گئے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے ربذہ میں امیر المؤمنین علیؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعے سے مطلع کیا۔ آپ نے انہیں کی معرفت ابو موسیٰ کو یہ پیام بھیجا کہ میں نے تم کو گورنری اس غرض سے دی ہے کہ تم حق باتوں میں میرے مددگار و معاون ہو۔ ابو موسیٰ نے اس پر بھی توجہ نہ کی تب ہاشم نے قعقل بن خلیفہ طائی کو ایک خط دے کر امیر المؤمنین کے پاس روانہ کیا امیر المؤمنین نے اپنے لڑکے حسن اور عمار بن یاسر کو فوجیں فراہم کرنے کی غرض سے کوفہ روانہ کیا جیسا کہ اس سے پیشتر لکھا گیا اور قرظہ بن کعب انصاری کو امیر کوفہ مقرر کر کے بھیجا اور یہ لکھا کہ میں نے حسن اور عمار بن یاسر کو لوگوں کو جنگ پر آمادہ کرنے کو روانہ کیا ہے اور قرظہ بن کعب انصاری کو کوفہ کا امیر بنایا ہے پس تم کوفہ کو خواری اور ذلت کے ساتھ چھوڑ دو اور اگر ایسا تم نہ کرو گے تو میں نے قرظہ بن کعب کو حکم دیا ہے کہ تم سے وہ نپٹ لے گا اور اگر تم زیر ہو گئے تو تم کو سخت سزا دی جائے گی' ادھر یہ خط کوفہ روانہ کیا گیا اور ادھر فریقین لڑائی پر تل گئے۔ امیر المؤمنین نے کہا کہ قرآن مجید میدانِ جنگ میں لے جاؤ اور اس کے فیصلے کی طرف بلاؤ اگر اس سے انکار کریں گے تو صف آرائی کی جائے گی چنانچہ ایک شخص قرآن مجید لے کر گیا ادھر میمنہ نے ان کے میسرہ پر حملہ کر دیا لڑائی تیزی سے چھڑ گئی ام المؤمنین عائشہؓ کے ناقے کو بچانے کے لئے لشکری دوڑ پڑے جو زیادہ تر ضبہ اور ازد کے تھے۔ تقریباً عصر کے وقت اصحاب جمل یعنی ہمراہیان ام المؤمنین عائشہ کو شکست ہوئی ازد میں قتل کا بازار گرم ہو گیا عمارؓ زبیر پر حملہ کر رہے تھے زبیر طرح دے رہے تھے یہاں تک کہ عمار نے حملے سے ہاتھ روک لیا عبداللہ بن زبیر زخمی ہو کر گرے ادھر ناقۂ عائشہ کا پاؤں کٹ گیا ام المؤمنین کی عماری گر پڑی محمد بن ابی بکر نے دوڑ کر سنبھالا اور آپ پر ایک چادر تان دی۔ امیر المؤمنین علیؓ آئے حال دریافت کیا ام المؤمنین نے کہا مجھ سے غلطی ہوئی معاف کیجئے امیر المؤمنین نے جواب دیا ''ہاں تمہاری قوم نے تم کو آزمائش میں ڈال دیا جیسا کہ میرے ساتھ میری قوم نے کیا''۔ بعد ازاں چند عورتوں اور مردوں کے ساتھ سامان سفر مہیا کر کے ام المؤمنین کو مدینہ کی جانب روانہ کیا: ((هذا امر الجمل ملخص من كتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابی جعفر الطبری اعتمل ناہ للوثوق بہ و السلامۃ من الاھواء الموجودۃ فی کتب ابن قتیبۃ وغیرہ من المورخین))

''یہ واقعات جنگ جمل کے ہیں جس کو ہم نے کتاب ابوجعفر طبری سے خلاصہ کر کے لکھا ہے ہم کو اس کتاب کے معتبر ہونے پر اعتماد ہے اور یہ کتاب ان افتراؤں سے مبرا ہے جو اور موجودہ کتب تواریخ ابن قتیبہ وغیرہ میں پائے جاتے ہیں''۔

شہدائے جنگِ جمل: واقعہ جمل میں مشاہیر ہمراہیان ام المؤمنینؓ سے عبدالرحمٰن برادر طلحہ (صحابی تھے) محرز بن حارثہ العبشمی (ان کو فاروق اعظمؓ نے امیر مکہ مقرر کیا تھا) مجاشع اور مجالد پسران مسعود اور امیر المؤمنین علیؓ کے مشہور ہمراہیوں سے عبداللہ بن حکیم بن حزام' ہند ابی ہالہ (یہ ام المؤمنین خدیجہ کے لڑکے تھے) کام آئے۔

جبلہ وعمران کا خروج: اس جنگ سے فراغت پائے زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ جبلہ بن عتاب جعفی اور عمران بن الفضل البرجمی نے عرب کے عوام الناس کا ایک گروہ جمع کر کے بجستان کا قصد کیا' امیر المؤمنین علیؓ نے عبدالرحمٰن بن حمر والطائی کو روک تھام کی غرض سے روانہ کیا۔ باغیوں نے ان کو قتل کر ڈالا تب امیر المؤمنین علیؓ نے عبداللہ بن عباس کو لکھ بھیجا کہ کسی کو بجستان کا والی مقرر کر کے روانہ کرو چنانچہ ربیع بن کاس عنبری کو چار ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا گیا ان کے ہمراہ حصین بن ابی الحر بھی تھے۔ پس جبلہ عین معرکے میں ان کے ہاتھ سے مارا گیا اس کے ہمراہی بھاگ گئے ربعی نے بجستان پر قبضہ کر لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۲۱

جنگِ صفین

محمد بن ابی حذیفہ : جنگ یمامہ میں ابوحذیفہ کی شہادت کے بعد ان کا لڑکا محمدؒ امیر المؤمنین حضرت عثمان کے سایہ عاطفت میں پرورش پانے لگا۔ یہاں تک کہ سن شعور کو پہنچ گیا۔ اتفاق سے ایک دن اس نے شراب پی امیر المؤمنین عثمانؓ نے درّے لگوائے اس نے توبہ کی۔ ورع تقویٰ اور عبادت کی طرف مائل ہوا اور امیر المؤمنین عثمانؓ سے کسی شہر کی حکومت کی درخواست کی۔ امیر المؤمنین عثمانؓ نے نا اہل سمجھ کر امارت نہ دی اس وقت اس نے براہ دریا جہاد کرنے کی غرض سے مصر جانے کی اجازت طلب کی۔ امیر المؤمنین عثمانؓ نے سامان سفر درست کر کے روانہ کیا عوام الناس اس کی عبادت و تقویٰ دیکھ کر بہ تعظیم پیش آنے لگے۔ پھر اس نے بہ ہمراہی ابن ابی سرح غزوہ صواری میں جہاد کیا جیسا کہ بیان کیا گیا۔

محمد بن ابی حذیفہ کی مخالفت : بوجوہات مذکورہ محمد بن ابی حذیفہؒ ابن ابی سرح اور امیر المؤمنین عثمان پر طعن و تشنیع کیا کرتا اور محمد بن ابی بکر اس معاملے میں اس کا ساتھ دیتے تھے ابن ابی سرح نے امیر المؤمنین عثمان کو ان کی شکایت لکھی امیر المؤمنین نے لکھا کہ محمد بن ابی بکر ام المؤمنین عائشہؓ صدیقہ کا بھائی ہے اور محمد بن ابی حذیفہ کی میں نے پرورش کی ہے تم ان دونوں کی حرکات سے چشم پوشی کرو امیر المؤمنین عثمانؓ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تالیف قلوب کے خیال سے تیس ہزار درہم اور ایک گراں بہا خلعت روانہ کیا محمد بن ابوحذیفہ نے اس عطیہ کو مسجد میں رکھ کر کہا ''اے گروہ مسلمانان تم لوگ دیکھتے ہو عثمان مجھے حیلہ و فریب میں پھنسایا چاہتے ہیں میں کیسے رشوت لوں''۔ اس سے مصریوں کا میلان خاطر اس کی طرف اور بڑھ گیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے ساتھ ہو کر حضرت عثمان پر طعن و تشنیع کرنے لگے۔ امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ نے محمد بن ابی حذیفہ کو لکھا جس میں اپنے حقوق و احسانات تحریر کیے۔

محمد بن ابی حذیفہ کا مصر پر قبضہ : محمد بن ابی حذیفہ نے کچھ جواب نہ دیا برابر لوگوں کو امیر المؤمنین عثمانؓ کے خلاف ابھارتا رہا۔ یہاں تک کہ مصریوں نے امیر المؤمنین عثمانؓ کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور علم بغاوت بلند کیا اور محاصرے کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے (محمد بن ابی حذیفہ) مصر میں ٹھہرا رہا۔ جب مصریوں کی روانگی کے بعد ابن ابی سرح بھی امیر المؤمنین عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہونے کو مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو ابن ابی حذیفہ نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ امیر المؤمنین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عثمانؓ شہید ہو گئے اور امیر المؤمنین علیؓ کی بیعت لی گئی۔

محمد بن ابی حذیفہ کا قتل: عمرو بن العاص' معاویہ کی امارت کی بیعت لینے قیس بن سعد کے پہنچنے سے پہلے مصر پہنچا۔ محمد بن ابی حذیفہ نے مزاحمت کی عمرو بن العاص نے محمد بن ابی حذیفہ کو بحکمت عملی مصر سے عریش بلایا محمد بن ابی حذیفہ ایک ہزار آدمیلے کر عریش آیا عمرو بن العاص نے گھیر لیا اور محمد کو حکمت عملی سے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ میرے نزدیک اس روایت میں صحت کا ذرہ بھر بھی وجود نہیں ہے صحیح یہ ہے کہ عمرو بن العاص نے مصر پر صفین کے واقعہ کے بعد قبضہ حاصل کیا تھا اور امیر المؤمنین علیؓ نے قیس کو بیعت خلافت لیتے ہی مصر کا والی مقرر کر کے قبل واقعہ صفین مصر بھیجا تھا۔

بعض نے بیان کیا ہے کہ جس وقت امیر المؤمنین عثمان کا مدینہ منورہ میں مصریوں نے محاصرہ کیا تو ابن ابی حذیفہ نے ابن ابی سرح کو مصر سے بے دخل کر کے اس پر بآسانی قبضہ کر لیا اور ابن ابی سرح فلسطین جا کر ٹھہر گئے یہاں تک کہ امیر المؤمنین عثمان کی شہادت اور امیر المؤمنین علیؓ کی بیعت اور قیس بن سعد کے والی مصر ہونے کی خبر آئی پس ابن ابی سرح نے معاویہ کے پاس جا کر قیام کیا بعض نے روایت کی ہے کہ عمرو بن العاص نے صفین کے واقعہ کے بعد مصر پر چڑھائی کی تھی اور ابن ابی حذیفہ مقابلے پر لشکر لے کر نکلا تھا۔ عمرو بن العاص نے کہلا بھیجا کہ میں امیر المؤمنین علیؓ کی بیعت کرنے پر تیار ہوں' میں معاویہ سے بعض وجوہ سے ناراض ہوں تم تن تنہا عریش میں فلاں روز آ جاؤ محمد بن ابی حذیفہ فریب میں آ گیا اور اس کو منظور کر لیا عمرو بن العاص وقت مقررہ پر عریش میں آئے موقع سے لشکر چھپا دیا ابن ابی حذیفہ کو عریش میں پہنچنے کے بعد اس کا پتہ چلا مجبور ہو کر قصر عریش میں قلعہ بند ہو گیا۔ عمرو بن العاص نے چاروں طرف سے گھیر لیا عمرو بن العاص کے کہنے سے قصر سے نکلا عمرو بن العاص نے گرفتار کر کے معاویہ کے پاس بھیج دیا معاویہ نے قید کر دیا بعد چندے قید خانے سے بھاگ نکلا اور اثناء راہ میں مارا گیا۔ بعض مورخین نے یہ لکھا ہے کہ عمرو بن العاص نے محمد بن ابی حذیفہ کو وقت قتل محمد بن ابی بکر گرفتار کر کے معاویہ کے پاس بھیجا تھا حالانکہ اس سے پہلے عمرو بن العاص نے اس کو امن دیا تھا اور جب وہ امن حاصل کر کے آ گیا تو اس کو گرفتار کر کے معاویہ کے پاس بھیج دیا چنانچہ معاویہ نے فلسطین میں قید کر دیا۔

قیس بن سعد کا مصر کا امارت پر تقرر: ماہ صفر ۳۷ھ میں بیعت خلافت کے لیتے ہی امیر المؤمنین علیؓ نے قیس بن سعد کو امیر مصر مقرر کر کے روانہ کیا تھا اور لشکر کو ہمراہ لے جانے کی اجازت دی تھی فرمایا تم اپنے ہمراہی کے لئے جس پر تم کو اعتماد ہو اس کو منتخب کرو اور مدینہ سے لشکر مرتب کر کے لے جاؤ' قیس نے گزارش کی کہ اگر بغیر اس لشکر کے جس کو میں مدینہ سے مرتب کر کے لے جاؤں گا میرا داخلہ ناممکن ہے تو یاد رکھئے کہ مصر میں میرا داخلہ محال ہو گا میں اس لشکر کو آپ ہی کے لئے چھوڑتا ہوں اور صرف سات آدمیوں کو لے کر مصر جاتا ہوں۔ چنانچہ قیس سات آدمیوں کی ایک جماعت اپنے ہمراہ لئے مصر میں داخل ہوئے اور مصریوں کو امیر المؤمنین علیؓ کا فرمان پڑھ کر سنایا ان کی بیعت امارت اور واجب الاطاعت ہونے کا اعلان کیا پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا۔ جس میں حمد کے بعد بیان کیا کہ اے لوگو! ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کی بیعت کی ہے جس کو ہم افضل جانتے تھے پس اے لوگو! تم بھی اس کتاب وسنت رسول اللہ پر بیعت کرو'۔ حاضرین نے اس فقرے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تمام ہوتے ہی بیعت کر لی اور اس صورت سے پورے مصر پر قیس کا قبضہ ہو گیا۔

قیس نے بیعت لینے کے بعد مصر کے تمام نواح میں اپنے عمال روانہ کئے صرف ان مقامات کو چھوڑ دیا جہاں وہ گروہ تھا جو خون عثمان کا بدلہ طلب کر رہا تھا۔ مثلاً یزید بن الحرث، مسلمہ بن مخلد وغیرہ۔ ان لوگوں سے ایک میعادی مصالحت کر لی گئی۔ کسی نے کسی سے کچھ تعرض نہ کیا۔ یہاں تک کہ جنگ جمل ختم ہو گئی اور وہ مصر ہی میں تھے۔

امیر معاویہ کی قیس بن سعد کو پیش کش: قیس کی گورنری مصر اور واقعہ جمل میں امیر المؤمنین علی کی کامیابی سے معاویہ کو یہ خطرہ و خیال دامن گیر ہوا کہ مبادا ایک طرف سے علی اہل عراق کو لے کر اور دوسری طرف سے قیس اہل مصر کے ساتھ شام پر حملہ کر دیں معاویہ کا یہ خیال ایک حد تک صحیح بھی تھا۔ پس معاویہ نے بہ نظر حفظ ما تقدم قیس کو ایک خط لکھا جس میں امیر المؤمنین عثمانؓ کی شہادت کی اہمیت اور امیر المؤمنین حضرت علیؓ کی شرکت کا اظہار کر کے اپنی متابعت کی ترغیب دی تھی اور یہ لالچ دیا تھا کہ فتح یابی کی صورت میں تم کو عراقین کی حکومت دی جائے گی اور تمہارے خاندان میں سے جس کو تم پسند کرو گے اس کو حجاز کی ولایت سپرد کی جائے گی علاوہ اس کے مزید جو چاہو گے وہ دیا جائے گا قیس نے اپنے خاندان والوں سے معاویہ کی موافقت اور مخالفت کی بابت مشورہ کر کے جواب دیا۔ حمد و نعت کے بعد واضح ہو کہ جو تم نے عثمان کی شہادت کے بارے میں لکھا ہے اس سے مجھے آگاہی ہوئی ہے لیکن یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس سے مجھ کو تعلق نہ تھا اور نہ مجھ کو اپنے دوست علی کی شرکت اس میں محسوس ہوئی ہے تمہاری متابعت اور موافقت کی بابت غور کرتا ہوں یہ کام عجلت کا نہیں ہے حالانکہ میں تمہارے لئے کافی ہوں تاہم میری طرف سے انشاء اللہ تعالیٰ بلا سمجھے ہوئے ایسا کوئی امر واقع نہ ہو گا جو تمہیں ناگوار و شاق گزرے"۔

قیس بن سعد کا انکار: معاویہ نے جواب میں لکھا میں نے تمہارا خط پڑھا اس میں کوئی امر صاف اور واضح نہیں ہے میں تم کو صلح و مصالحت کے لئے بلاتا ہوں تم اس سے دور نہ بھاگو میں لڑائی سے تمہیں بچاتا ہوں میرا ایسا شخص فریب و مکر میں نہیں آ سکتا اور نہ کسی حیلے میں گرفتار ہو سکتا ہے اس وقت میرے پاس پیادوں اور سواروں کی ایک تعداد کثیر موجود ہے۔ والسلام۔

قیس نے اس سے سمجھ لیا کہ اب حیلہ و حوالہ سے کام نہ چلے گا اور نہ یہ مدافعت کچھ کام دے گی اس وجہ سے جو ان کے دل میں تھا اس کو نہایت صفائی سے ظاہر کر دیا اور کمال سختی، طعن و تشنیع سے لبریز خط معاویہ کے خط کے جواب میں لکھا جس میں بالتصریح امیر المؤمنین علیؓ کی افضلیت پر اصرار کیا اور معاویہ کو لڑائی کی دھمکی دی تھی۔

جواب کا خلاصہ نفس ترجمہ میں آپ پڑھ آئے ہیں لیکن بہ نظر دلچسپی اس موقع پر ہم اصل جواب کو تاریخ کامل ابن اثیر سے نقل کرتے ہیں وہو ہذا:

> اما بعد فابعجب من اغترا ربک بی و طمعک فی و استسقائک ایای تسومنی الخروج عن طاعة اولی الناس بالامارة و اقولهم بالحق و اهداهم سبیلا و اقربهم من رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وسیلة و تامر فی بالدخول فی طاعتک طاعة ابعد الناس من هذا الامر و اقولهم بالزور و اضلهم سبیلا و ابعدهم من رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وسیلة و لدضالین مضلین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاغوت من طواغیت ابلیس و اماقولک انی امالی علیک مصرد خلیلاً و رجالا فواللہ ان لم اشغلک بنفسک حتی تکون اھم الیک لذوحد و السلام۔

"یعنی مجھے تعجب ہے کہ تو مجھے فریب دینا چاہتا ہے اور تو مجھ سے یہ امید رکھتا ہے کہ میں تیرے دام وتزویر میں آ جاؤں گا اور تو مجھے اپنی کوششوں سے شکست دے دے گا۔ کیا تو مجھ سے امید رکھتا ہے کہ میں اس شخص کی اطاعت سے نکل جاؤں گا جو امارت کے لئے بہترین آدمیوں میں سے ہے اور زیادہ سچ کہنے والا ہے اور راہ حق کا بہت بڑا ہادی ہے اور از روئے تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے اور مجھ کو اپنی اطاعت میں داخل ہونے کا حکم دیتا ہے کس کی اطاعت؟ جو اس امر میں لوگوں سے بعید تر ہے اور بہت بڑا مکار اور بہت بڑا گمراہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے از روئے قرابت وتعلق کے بہت بعید ہے گمراہ اور گمراہ کرنے والے کا ایک لڑکا ایک طاغوت طواغیت ابلیس سے ہے اور تیرا یہ کہنا کہ میں تیری امداد پر مصر کو پیادوں اور سواروں سے بھرنے والا ہوں پس واللہ اگر میں نے تجھے ایسا مصروف نہ کر دیا کہ تجھے جان کے لالے نہ پڑ جائیں تو یہ سمجھنا کہ تو بڑا خوش نصیب ہے والسلام"۔

امیر معاویہ کی حکمت عملی: معاویہ کو اس خط سے ناامیدی ہوگئی اور انہوں نے قیس کو امیر المؤمنین علیؓ کا ہم درد و مطیع سمجھ لیا مگر اس موقع پر اس امر کا اظہار نامناسب خیال کر کے یہ کہنا شروع کیا کہ قیس ہمارے ساتھی ہیں۔ ان کے خطوط اور قاصد ہمارے پاس آتے ہیں وقتاً فوقتاً اہم امور میں اپنی رائے لکھ بھیجتے ہیں تم لوگ یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم تمہارے ان بھائیوں کے ساتھ جو خون عثمانؓ کے طالب ہیں کیا برتاؤ کرتے ہیں۔ ان کو وظائف اور ان کی تنخواہیں برابر دیئے جاتے ہیں اور عزت سے رکھتے ہیں۔

قیس بن سعد کی معزولی: محمد بن ابی بکر، محمد بن جعفر اور ان لوگوں نے جو مخبری کی غرض سے شام میں تھے واپس ہو کر امیر المؤمنین علی کو مطلع کیا آپ نے اپنے دونوں بیٹوں حسن اور حسین اور عبداللہ بن جعفر کو ان حالات سے مطلع کیا۔ عبداللہ بن جعفر نے کہا اے امیر المؤمنین جو امر آپ کو پریشانی میں ڈالتا ہو اس کو چھوڑ دیجئے اور جس میں آپ کو اطمینان ہو اس پر عمل کیجئے۔ مصلحت یہ ہے کہ قیس بن سعد کو حکومتِ مصر سے معزول کر دیجئے"۔ امیر المؤمنین علیؓ نے جواب دیا مجھ کو قیس کی صداقت پر شبہ ہے عبداللہ بن جعفر بولے آپ اس کو معزول کر دیجئے اگر یہ واقعہ صحیح ہوگا تو وہ آپ ہی پشیمان ہوگا۔ یہ مشورہ ہو ہی رہا تھا کہ قیس کی عرضداشت آ پہنچی جس میں غیر جانبدار اور آزاد رہنے والوں کے حالات لکھے تھے اور ان سے جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ ابن جعفر نے کہا "آپ اس کو ان سے لڑنے کا حکم دیجئے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا یہ لوگ خطرناک ہو جائیں"۔ چنانچہ امیر المؤمنین علیؓ نے قیس کو غیر جانبدار اور آزاد رہنے والوں سے جنگ کرنے کو لکھ بھیجا۔ قیس بن سعد نے اس کی مخالفت کی جواب میں لکھا کہ فی الحال وہ لوگ غیر جانبدار ہیں لیکن اگر وہ ہم سے اعلانِ جنگ کر دیں گے تو وہ آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہو کر مقابلہ کریں گے مناسب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے حال پر چھوڑ دیئے جائیں ابن جعفر نے خط پڑھ کر کہا آپ قیس کو معزول کرنے میں تاخیر نہ کیجئے محمد بن ابی بکر کو والی مصر مقرر کر کے خود فرمایئے۔ (محمد بن ابی بکر، عبداللہ بن جعفر کے اخیافی بھائی تھے) چنانچہ امیر المؤمنین علیؓ نے محمد بن ابی بکر کو والی مصر مقرر کر کے روانہ کیا بعض کہتے ہیں کہ ان کی روانگی کے پیشتر اشتر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نخعی کو امیر مصر مقرر کر کے بھیجا تھا۔ جب اثناء راہ اشتر نخعی مر گیا تو محمد بن ابی بکر کو روانہ کیا۔

قیس بن سعد کی کوفہ کو روانگی: محمد نے مصر میں پہنچ کر امیر المؤمنین علی کا فرمان قیس بن سعد کو دکھلایا قیس بن سعد ملول خاطر ہو کر مصر سے مدینہ روانہ ہو گئے۔ مدینہ میں مروان بن الحکم تھا اس نے قیس کو دھمکایا اور سہیل بن حنیف مدینہ سے امیر المؤمنین علیؓ کی خدمت میں کوفہ چلے آئے مروان بن الحکم کو معاویہ نے عتاب آموز خط لکھا جس کا ایک فقرہ یہ تھا: لو امددت علیا بمائة الف مقاتل کان ایسر علی من قیس بن سعد ''یعنی اگر تو علی کی مدد ایک لاکھ جنگ آوروں سے کرتا تو مجھے گوارہ تھا اس سے کہ قیس بن سعد علی کے پاس چلے گئے''۔ الغرض قیس نے امیر المؤمنین علی کے پاس پہنچ کر کل واقعات بیان کیے امیر المؤمنین نے ان کے عذرات اور دلائل غور سے سنے اور آئندہ ہر کام میں ان سے مشورہ لینے لگے۔

محمد بن ابی بکر کا مصر کی امارت پر تقرر: محمد بن ابی بکر نے امیر المؤمنین علیؓ کا خط مصریوں کو پڑھ کر سنایا۔ رؤسا شہر کو جمع کر کے خطبہ دیا بعد ازاں اس گروہ سے کہلا بھیجا (جو بیعت کی بابت سکوت اختیار کیے ہوئے تھے اور جن کو قیس نے مہلت دے رکھی تھی) کہ تم لوگ ہماری اطاعت قبول کر لو اور امیر المؤمنین علیؓ کی بیعت میں داخل ہو یا ہمارا ملک چھوڑ دو۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ''ہمارے ساتھ جنگ کرنے میں عجلت نہ کرو بالفعل ہم کو چند دنوں کی مہلت دو ہم انجام کار پر غور کر لیں تو تمہاری اطاعت قبول کریں''۔ محمد بن بکر نے ان کو مہلت نہ دی ان لوگوں نے بھی اپنی حفاظت کا انتظام معقول کر لیا۔ پس جب واقعہ صفین ختم ہو گیا اور فریقین کی طرف سے ثالث مقرر کیے گئے تو ان لوگوں نے علم بغاوت بلند کیا اور محمد بن ابی بکر کی طرف بڑھے۔ محمد بن ابی بکر نے ایک لشکر بسرداری حرث بن جمہان ان کے مقابلے پر روانہ کیا۔ یزید بن حرث کنانی نے (فریق ثانی کا سردار تھا) حرث کو شکست دی اثنائے دار و گیر میں حرث مارا گیا محمد بن ابی بکر نے دوسرا لشکر بسرکردگی ابن مضاہم کلبی روانہ کیا ان لوگوں نے ابن مضاہم کو بھی قتل کر ڈالا اور لشکر مصر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔

امیر معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ: چونکہ عمرو بن العاص کو بلوائیان مصر کی کامیابی اور امیر المؤمنین عثمانؓ کی شہادت کا یقین ہو گیا تھا اس وجہ سے مع اپنے دونوں لڑکوں عبداللہ اور محمد کے مدینہ سے فلسطین چلے گئے پس جب امیر المؤمنین عثمان شہید ہو گئے۔ بے حال و پریشان روتے عورتوں کی طرح بین کرتے دمشق پہنچے۔ امیر المؤمنین علیؓ کی بیعت کا حال سنا اور زیادہ رنجیدہ ہوئے تھوڑے دنوں تک اس انتظار میں رہے کہ عوام الناس کیا کرتے ہیں پھر ام المؤمنین عائشہؓ اور طلحہ و زبیر (رضی اللہ عنہم) کی روانگی سے مطلع ہوئے اس سے ایک گونہ طبیعت کو شگفتگی پیدا ہوئی اس کے بعد ہی واقعہ جمل کی خبر سنائی دی اس سے ان کے حالات میں تذبذب پیدا ہوا۔ اتنے میں یہ سنا گیا کہ معاویہ گورنر شام امیر المؤمنین علیؓ کی بیعت کے مخالف ہیں اور ان کو امیر المؤمنین عثمانؓ کا شہید ہونا شاق گزرا ہے۔ عمرو بن العاص یہ سن کر اچھل پڑے۔ لڑکوں سے معاویہ کے پاس جانے کا مشورہ کیا عبداللہ بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور ان کے بعد شیخین نے دنیا سے کوچ کیا اور یہ سب تم سے راضی و خوشی گئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنا دامن بچائے ہوئے گھر میں بیٹھے رہو۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کا کسی ایک شخص پر اتفاق و اجتماع ہو۔ محمد بولا ''تم عرب کے ممتاز اور عمائدین سے ہو یہ امیر کیسے متفق علیہ ہو سکتا ہے جب تک تم اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دخل نہ دو گے"۔ عمرو بن العاص نے اپنے دونوں لڑکوں کی تقریریں سن کر کہا اے عبداللہ تم نے مجھے ایسے امر کی ہدایت کی ہے جس سے میرے دین کی بھلائی ہے اور اے محمد تم نے وہ رائے دی ہے جس سے دنیا کی بہتری اور آخرت کی برائی ہے یہ کہہ کر مع اپنے دونوں لڑکوں کے معاویہ کے پاس چلے گئے اہل شام اور معاویہ خون کا بدلہ لینے پر تلے ہوئے تھے۔ عمرو بن العاص دل ہی دل میں خوش ہوئے اور معاویہ کو مخاطب کر کے بولے تم لوگ حق پر ہو خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لینا فرض ہے۔ معاویہ نے مصلحتاً چند دنوں تک عمرو بن العاص سے ربط ضبط نہ بڑھایا پھر غور و فکر کر کے مل جل گئے اور اپنی حکومت کا ایک رکن بنا لیا۔

جریر کی سفارت: امیر المؤمنین حضرت علیؓ جنگ جمل سے فارغ ہو کر بقصد شام کوفہ واپس آئے۔ جریر بن عبداللہ البجلی گورنر ہمدان اور اشعث بن قیس گورنر آذربائیجان کو (یہ دونوں امیر المؤمنین عثمانؓ کے مقرر کئے ہوئے تھے) لکھا تم مسلمانوں سے ہماری امارت کی بیعت لے کر ہمارے پاس چلے آؤ۔ پس جریر اور اشعث حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے جریر کو ایک خط دے کر معاویہ کے پاس بھیجا جس میں اپنی خلافت اور طلحہ و زبیر کی عہد شکنی کا حال لکھا تھا اور معاویہ کو بیعت خلافت کرنے کا حکم دیا تھا۔ جریر یہ خط لے کر معاویہ کے پاس پہنچے معاویہ نے جواب دینے میں تاخیر کی ایک مدت تک کچھ جواب نہ دیا مقصود یہ تھا کہ جریر اپنی آنکھوں سے اہل شام کی مستعدی، خون عثمان کے معاوضہ لینے کا جوش دیکھیں اور اپنے کانوں سے خون عثمان کا اتہام علی پر اہل شام کی زبان سے سنیں۔

حضرت علیؓ کے خلاف پروپیگنڈہ: اہل شام کی یہ کیفیت تھی کہ جس وقت نعمان بن بشیر امیر المؤمنین عثمان کا خون آلودہ قمیص اور ان کی بیوی نائلہ کی انگلیاں لے کر ملک شام پہنچے اور معاویہ نے لوگوں کو ابھارنے کی غرض سے قمیص کو منبر پر رکھا اور اس کے اوپر انگلیاں رکھیں۔ مسلمانان شام یہ دیکھ کر رو پڑے اور انہوں نے متفق ہو کر قسمیں کھائیں کہ جب تک خون عثمان کا معاوضہ نہ لیں گے اس وقت ٹھنڈا پانی نہ پئیں گے سوائے غسل جنابت کے پانی کو ہاتھ نہ لگائیں گے، نرم بچھونے پر نہ سوئیں گے اور جو شخص اس معاوضہ لینے میں سد راہ ہوگا اس کو قتل کریں گے۔

جریر کی واپسی: جریر یہ ماجرا دیکھ کر واپس ہوئے امیر المؤمنین علیؓ سے کل حالات بیان کئے اشتر[1] نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو جریر کے بھیجنے پر نصیحت کی اور یہ کہا کہ جریر نے زیادہ دنوں تک شام میں اس غرض سے قیام کیا کہ اہل شام اپنا انتظام کر لیں جریر اس تقریر سے کشیدہ خاطر ہو کر قرقیسا اور معاویہ کی طلبی پر شام کو چلے گئے بعض مؤرخوں نے لکھا ہے کہ شرجیل بن السمط الکندی کی تحریک سے معاویہ نے جریر کو طلب کیا تھا عہد خلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ان دونوں میں اتحاد کے مراسم تھے۔

---

[1] اشتر نے جریر کی روانگی کے وقت کہا تھا "مجھے بھیجئے" جریر آپ کا ہوا خواہ نہیں ہے لیکن امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے کچھ خیال نہ کیا پس جب جریر شام سے واپس آیا تو اشتر نے کہا اگر آپ مجھے بھیجتے تو میں معاویہ کو راضی کر کے بیعت لے لیتا۔ میں نے پہلے ہی منع کیا تھا کہ جریر کو نہ بھیجئے یہ مل جائے گا۔ اس کے جانے سے ایسا دروازہ کھل گیا جس کے کھلنے کی امید نہ تھی جریر نے جواب دیا اگر تم جاتے تو تم کو معاویہ قتل کر ڈالتے کیونکہ تم کو وہ قاتلین عثمانؓ میں شمار کرتا ہیں۔ اشتر بولا اگر مجھے امیر المؤمنین اجازت دیتے تو میں تم جیسے آدمیوں کو قید کر دیتا۔ یہاں تک کہ یہ معاملہ طے ہو جاتا جریر اس تقریر سے رنجیدہ ہو کر قرقیسا چلے گئے اور معاویہ کو کل حالات لکھ بھیجے معاویہ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر معاویہ کا قصاصِ عثمان پر اصرار: عہد خلافت فاروقی میں شرجیل عراق میں سعد کے پاس بھیجے گئے سعد نے ان کی خاطر و مدارت کی اور اپنا ہم نشین و مقرب بنالیا۔ اشعث بن قیس کو شرجیل کا رسوخ ناگوار گزرا' کشیدگی پیدا ہوئی جب جریر عراق سے مدینہ آنے لگے تو اشعث نے جریر سے شرجیل کی شکایت کرنے کی ہدایت کی لیکن انہوں نے بوجہ مراسم اتحاد شرجیل کی شکایت نہ کی پس جب جریر امیر المؤمنین علیؓ کا خط لے کر معاویہ کے پاس گئے تو شرجیل کی رائے سے معاویہ نے جواب تحریر کرنے میں تاخیر کی اور خون عثمانؓ کے معاوضہ لینے کا انتظام کرنے لگے۔ بعد چندے جب پھر مدینہ سے جریر کے قرقیسا آنے کی خبر معلوم ہوئی تو شرجیل کی تحریک سے معاویہ نے جریر کو اپنے پاس بلایا۔

جنگِ صفین کی تیاریاں: امیر المؤمنین علیؓ کوفہ میں ابو مسعود انصاری کو بجائے اپنے مقرر کر کے نخیلہ تشریف لے گئے اور ترتیب لشکر میں مصروف ہوئے عبداللہ بن عباس اہل بصرہ کو لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ معاویہ کو اس کی خبر لگی وہ بھی آراستگی لشکر کی طرف متوجہ ہوئے۔ عمرو بن العاص نے معاویہ کو خط لکھا کہ اہل عراق میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے ان کی اجتماعی صورت باقی نہیں ہے چونکہ واقعہ جمل میں اہل بصرہ کے نامی گرامی سردار مارے گئے ہیں اس وجہ سے حضرت علیؓ کی مخالفت پر تل گئے ہیں علیؓ ایک قلیل گروہ لے کر نکلے ہیں"۔ معاویہ نے ایک علم عمرو بن العاص کے لئے اور ایک ایک ان کے لڑکوں عبداللہ اور محمد اور ان کے غلام وردان کے لئے روانہ کیا اور سامانِ جنگ کے مہیا کرنے میں مصروف ہوئے۔

حضرت علیؓ کی بغرض جنگ روانگی: امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے آٹھ ہزار کی جمعیت سے زیاد بن نضر حارثی کو بطور مقدمۃ الجیش معاویہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس کے بعد چار ہزار کی جمعیت سے شریح بن ہانی کو بھیجا اور خود نخیلہ سے کوچ کر کے مدائن آئے یہاں معقل بن مسعود ثقفی (عم مختار) کو اپنا نائب مقرر کیا اور معقل بن قیس کو بسرکردگی تین ہزار لشکر آگے بڑھنے کا حکم دے کر یہ ہدایت کی کہ موصل ہوتے ہوئے رقہ میں مجھ سے مل جانا۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد امیر المؤمنین علیؓ مدائن سے روانہ ہو کر رقہ پہنچے اہل رقہ نے پل بنا دیا آپ مع لشکر عبور فرما گئے فرات پر پہنچے تو زیاد اور شریح سے ملے ان کے پیچھے رہ جانے کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے معاویہ کی خبر سن کر اس خیال سے کہ معاویہ سے ایسی حالت میں مقابلہ نہ ہو جائے کہ معاویہ اور علیؓ میں دریا حائل ہو' بیت کی طرف لوٹ گئے اور وہاں سے دریائے فرات عبور کر کے امیر المؤمنین علی سے آ کر ملے امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے ان کو پھر آگے بڑھنے کا حکم دیا جب یہ لوگ حدود روم میں پہنچے ابوالاعور السلمی امیر لشکر ملا اور شریح نے امیر المؤمنین علیؓ کو مطلع کیا۔ آپ نے اشتر کو روانگی کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ جس وقت تم زیاد اور شریح کے پاس پہنچ جاؤ تو زیاد و شریح کو میمنہ و میسرہ پر مامور کرنا اور تم خود پورے لشکر کی افسری کرنا لیکن خبردار جنگ کرنے میں تم پہل پیش دستی نہ کرنا جب تک فریق مقابل حملہ نہ کرے ہرگز نہ لڑنا"۔ اشتر کے پہنچنے پر زیاد و شریح اشتر کے حکم سے میمنہ و میسرہ کے سردار ہوئے۔

واقعات جنگ: دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے دن بھر کسی نے چھیڑ چھاڑ نہ کی شام کے وقت ابوالاعور نے حملہ کر دیا۔ تھوڑی دیر تک لڑائی لڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی اشتر کی جانب سے ہاشم بن عتبہ المرقال اور لشکر شام سے ابوالاعور میدان میں آئے تمام دن لڑائی ہوتی رہی شام کے قریب فریقین واپس ہو رہے تھے کہ اشتر نے پھر حملہ کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالاعور نے بھی مراجعت کر کے جنگ کا بازار گرم کر دیا۔ اشتر نے سنان بن مالک نخعی کو ابوالاعور کے پاس بھیجا اگر تم کو دعوائے مردانگی ہو تو قلب لشکر سے نکل کر میدان میں ہمارے مقابلے پر آؤ۔ ابوالاعور نے جواب نہ دیا لڑائی جس صورت سے جاری ہوئی تھی اسی کیفیت سے جاری رہی رات ہوگئی دونوں حریف کشت وخون سے رک گئے۔ اگلے دن امیر المؤمنین حضرت علیؓ بھی آ گئے اور اشتر کو معاویہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے دریائے فرات پر معاویہ پہنچ گئے اور قبضہ کر لیا تھا۔

امیر المؤمنین علیؓ کے لشکریوں نے پانی کی شکایت کی آپ نے صعصعہ بن صوحان کی معرفت معاویہ سے کہلا بھیجا کہ ''ہم تم سے اس وقت تک نہ لڑتے جب تک تمہارے عذرات نہ سن لیتے مگر تمہارے لشکریوں نے پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی پھر بھی ہم مناسب یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تم کو راہ حق کی دعوت دیں۔ جب تک قطع حجت نہ کر لیں ہرگز لڑائی شروع نہ کریں تم نے فرات پر قبضہ کر کے پانی روک دیا ہے۔ لوگوں کا پیاس سے برا حال ہو رہا ہے۔ تم اپنے ہمراہیوں کو حکم دے دو کہ جب تک امور متنازعہ کا فیصلہ نہ ہو اس وقت تک پانی لینے سے ہم کو نہ روکیں اور اگر تمہارا یہ مطلب ہو کہ جس غرض سے ہم آئے ہیں اس کو چھوڑ کر پانی ہی پر لڑیں اور جو شخص غالب ہو وہ پانی اپنے صرف میں لائے تو ہم اس پر بھی تیار ہیں''۔ معاویہ نے اپنے رفیقوں سے رائے طلب کی۔ عمرو بن العاص نے پانی سے قبضہ اٹھا لینے کی رائے دی' ابن ابی سرح اور ولید بن عقبہ بولے پانی سے قبضہ نہ اٹھایا جائے اور ان کو پانی نہ دیا جائے جس طرح ان لوگوں نے امیر المؤمنین عثمانؓ کو پانی نہیں دیا اور حالت تشنگی میں شہید کیا ہے ویسا ہی ان لوگوں کو بھی پیاسا مارنا چاہئے صعصعہ اور ولید وابن ابی سرح میں سختی کے ساتھ گفتگو ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ سب وشتم کی نوبت آ گئی بالآخر صعصعہ نے واپس ہو کر اشتر سے کل ماجرا بیان کیا اور امیر المؤمنین علیؓ کو اس سے مطلع کیا۔ ادھر معاویہ نے ابوالاعور السلمی کو حکم دیا کہ امیر المؤمنین علیؓ کی فوج پانی نہ لینے پائے۔

حضرت علی کا فرات پر قبضہ: اشعث بن قیس چند سواروں کو لے کر پانی لینے گئے لڑائی ہونے لگی معاویہ نے ابوالاعور کی مدد پر یزید بن اسد قسری (جد خالد بن عبداللہ) کو اور ان کے بعد عمرو بن العاص کو روانہ کیا۔ امیر المؤمنین علیؓ نے اشعث کی کمک پر شیث بن ربعی کو بعدہ اشتر کو بھیجا فریقین میں جنگ ہونے لگی تھوڑی دیر تک دونوں طرف سے تیر اندازی ہوتی رہی۔ جب ترکش تیر سے خالی ہو گئے تو جنگ آوروں نے ایک جھپٹ جھپٹ کر نیزے کے وار شروع کر دیئے جب نیزوں نے بھی جواب دے دیا تو فریقین ایک دوسرے سے گتھ گئے تلواریں چلنے لگیں ہمراہیان امیر المؤمنین نے اس تیزی سے حملے شروع کئے کہ لشکر شام کے پاؤں اکھڑ گئے دریائے فرات سے ان کا قبضہ اٹھ گیا اشتر اور ان کے ہمراہی پانی پر قابض ہو گئے ان لوگوں کا بھی قصد ہوا کہ ہمراہیان معاویہ کو پانی نہ لینے دیں لیکن امیر المؤمنین علیؓ نے اس فعل سے باز رکھا۔

امیر معاویہ کو بیعت کی دعوت: دو دن تک بلا جدال وقتال فریقین ایک دوسرے کے مقابلے پر پڑے رہے تیسرے روز (یکم ذی الحجہ ۳۶ھ) کو امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے ابوعمر' بشیر بن عمرو بن محصن انصاری' سعید بن قیس ہمدانی اور شبث بن ربعی تمیمی کو معاویہ کے پاس بیعت واطاعت کا پیام دے کر بھیجا۔ بشیر بن عمرو نے بعد حمد وثناء کے نصیحتیں کیں اور خدا کی قسم دلا کر کہا کہ تفریق جماعت نہ کرو خوں ریزی سے باز آؤ' معاویہ نے قطع کلام کر کے کہا کیا تم نے اپنے دوست (امیر المؤمنین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیؓ) کو بھی اس کی ہدایت کی ہے؟

بشیر: وہ تمہاری طرح نہیں ہے۔ وہ بوجہ سابق الاسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہونے کے امارت کا حق دار ہے۔

معاویہ: پھر تمہاری کیا رائے ہے؟

بشیر: جس راہ حق کی طرف تم کو وہ بلاتے ہیں اس کو قبول کرو۔

معاویہ: اور کیا ہم خونِ عثمان کا مطالبہ نہ کریں؟ واللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

شبث: اے معاویہ! تم خونِ عثمانؓ کو چند کمینوں' اوباش طبیعتوں کے ذریعہ سے طلب کرتے ہو ہم تمہارے مطلب کو خوب سمجھتے ہیں ہم کو معلوم ہے تم نے عثمانؓ کی امداد میں اسی امر کے حاصل کرنے کے خیال سے تاخیر کی تھی۔ اللہ کا خوف کرو' جس خیال سے تمہارا دل پابند ہے اس کو چھوڑو اور اس شخص سے جو امارت کا مستحق ہے جھگڑا نہ کرو۔

معاویہ: ہم کو تیری شرافت کا حال معلوم ہے اے عرب کے کمینے' ہمارے پاس سے ابھی چلا جا ہمارے اور تیرے درمیان تلوار ہے۔

شبث: کیا تو ہم کو تلوار سے ڈراتا ہے' اللہ کی قسم ہم بہت جلد تمہارے بدبخت سروں پر چمکتی ہوئی تلواریں برسا دیں گے۔

دوبارہ آغازِ جنگ: معاویہ اس کا کچھ جواب نہ دینے پائے تھے کہ شبث مع اپنے ہمراہیوں کے اٹھ کر چلے آئے اور امیر المؤمنین علیؓ کو کل حالات سے آگاہ کیا فریقین میں پھر لڑائی چھڑ گئی' ذی الحجہ کا پورا مہینہ لڑائیوں میں صرف ہو گیا ایک ایک دستہ فوج دونوں لشکروں سے نکل کر لڑتا تھا جنگ مغلوبہ کسی طرف سے شروع نہیں ہوئی خیال یہ تھا کہ اگر کل اہلِ عراق' اہل شام کے پورے لشکر سے لڑیں گے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ دونوں فوجوں کا تقریباً کل حصہ تلف ہو جائے گا۔ ماہ محرم ۳۷ھ کے آ جانے سے بہ امید صلح لڑائی بند ہو گئی مگر یہ زمانہ بھی منقضی ہو گیا اور صلح نہ ہوئی۔

مصالحت کی کوشش: امیر المؤمنین علیؓ نے دوبارہ عدی بن حاتم' زید بن قیس الارحبی' شبث بن ربعی' زیاد ابن حفصہ کو معاویہ کے پاس بھیجا' عدی نے بعد حمد وثناء کے کہا ''اے معاویہ امیر المؤمنین کی اطاعت قبول کر لو شاید اللہ تعالیٰ تمہاری بیعت سے مسلمانوں میں اتفاق پیدا کر دے اور واقعی تمہارے سوا کسی شخص نے بیعت سے انکار نہیں کیا۔ اے معاویہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے سامنے وہی واقعہ پیش آئے جو اصحابِ جمل کے آگے آیا تھا''۔ معاویہ نے قطع کلام کر کے غصے کے لہجے میں کہا اے عدی تو ایسی باتیں کرتا ہے کہ گویا تو لڑنے کو آیا ہے نہ کہ صلح کو۔ اے عدی تو نہیں جانتا میں حرب کا بیٹا اور صخر کا پوتا ہوں واللہ مجھے لڑائی سے مطلق ہراس نہیں ہے اور میں جانتا ہوں کہ تو عثمانؓ کے قاتلوں میں سے ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی قتل کرائے گا''۔

یزید بن قیس: ہم لوگ سفیر ہو کر آئے ہیں سوائے اس کے ہم کو اور کچھ حق حاصل نہیں ہے کہ جو پیام ہم لے کر آئے ہیں تم سے کہہ دیں اور جو تم جواب دو اس کو امیر المؤمنین علیؓ تک پہنچا دیں ہم تم سے بحث و مباحثہ کرنے نہیں آئے لیکن اس امر کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرور کوشش کریں گے کہ تفریق جماعت نہ ہونے پائے' آپس میں ربط و اتحاد بڑھے (اس قدر کہہ کر) امیر المؤمنین علیؓ کی فضیلت' تقویٰ اور زہد کی وجہ سے خلافت کا مستحق ہونا بیان کیا۔

معاویہ: (حمد وثناء کے بعد) جماعت کی بابت تم کیا کہتے ہو اور تم ہم کو اس کی طرف کیوں بلاتے ہو۔ جماعت ہمارے ساتھ بھی ہے باقی رہا تمہارا کہنا کہ ہم تمہارے دوست کی اطاعت قبول کرلیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہم ان کو اس کا مستحق نہیں سمجھتے کیونکہ انہوں نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا اور اس کے قاتلوں کو پناہ دی باوجود اس کے تم ہم کو ان کی اطاعت اور جماعت کی طرف بلاتے ہو' صلح اس وقت ہوسکتی ہے جبکہ وہ عثمانؓ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کردیں''۔

شبث بن ربعی: معاویہ! اللہ تجھے ہدایت دے کیا تو عمار کو قتل کرے گا۔

معاویہ: مجھ کو کون چیز اس کے قتل سے منع کرے گی۔ واللہ اگر مجھے موقع ملا تو میں عثمانؓ کے غلاموں کے بدلے اس کو مار ڈالوں گا۔

شبث: قسم ہے اس اللہ کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تو اس امر پر اس وقت تک قادر نہیں ہوگا جب تک زمین تجھ پر تنگ نہ ہوگی۔

معاویہ: اگر ایسا موقع آیا تو اللہ تعالیٰ اس میں ضرور مبتلا کرے گا۔ شبث اور اس کے ہمراہی اس خشونت آمیز تقریر سے برانگیختہ ہوکر اٹھ کر چلے آئے۔

امیر معاویہ کی زیاد بن حفصہ کو پیش کش: اس کے بعد معاویہ نے زیاد بن حفصہ کو تنہائی میں لے جاکر امیر المؤمنین علیؓ کی شکایت کی اور ان کے قبیلے سے مدد طلب کی اور یہ کہا کہ کوفہ اور بصرہ دونوں شہروں میں جس کو پسند کروگے اس کا تم کو والی مقرر کردوں گا۔ زیاد نے کہا ''میں موید من اللہ ہوں' میں گنہگاروں کا معین نہیں ہوسکتا اور نہ مجھے حکومت کی پرواہ ہے'' اور اٹھ کر چلے آئے معاویہ نے عمرو بن العاص سے کہا ''میں حضرت علیؓ کے ہمراہیوں میں جس سے کچھ بات کہتا ہوں وہ ایک ہی جواب دیتا ہے گویا ان سب کا دل ایک ہی ہے۔

امیر معاویہ کی سفارت: پھر معاویہ نے حبیب بن مسلمہ' شرجیل بن السمط' معن بن یزید بن الاخنس کو امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے پاس بھیجا۔ حبیب نے حمد وثناء کے بعد بیان کیا کہ عثمانؓ خلیفہ برحق تھے کتاب اللہ پر عمل کرتے تھے اور اس کے موافق حکم دیتے تھے ان کی زندگی تم کو ناگوار گزری اور اس کی موت کو تم نے جلد بلا لیا پس تم نے اس کو قتل کرڈالا اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ تم نے اس کو قتل نہیں کیا ہے تو اس کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کردو اور مسلمانوں کی امارت چھوڑ دو وہ جس کو چاہیں گے متفق ہوکر امیر بنالیں گے''۔ امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے برہم ہوکر جواب دیا تو کون ہے؟ اور تجھ کو امارت کی بابت ایسے کلام کرنے کا کیا حق ہے؟ خاموش ہوجا تو ایسی تقریر کرنے کا مستحق نہیں ہے'' جواب دیا ''واللہ تم مجھے عنقریب ایسی حالت میں دیکھو گے جو تم کو ناگوار گزرے گا''۔ امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے ارشاد کیا اللہ اللہ تیرا یہ دماغ اللہ تجھے اس دن کے لئے زندہ نہ رکھے جا! جو تیرے امکان میں ہو کر گزر''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی کا خطبہ: امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے منبر پر چڑھ کر حمد وثناء کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے اور خلافت شیخین اور ان کے خصائل پسندیدہ کو بیان کر کے فرمایا چونکہ ہم نے ان دونوں (یعنی ابوبکر وعمر) کو خلافت کے فرائض منصبی عمدگی سے ادا کرتے ہوئے دیکھا اگرچہ ہم ان کی بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر تھے لیکن ہم نے ان کی امارت میں کچھ دست اندازی نہیں کی۔ پھر لوگوں نے ان دونوں کے بعد عثمانؓ کو خلیفہ کیا عوام الناس کو ان سے کشیدگی پیدا ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام نے بلوہ کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد لوگوں نے بہ خیال تفرقہ میرے ہاتھ پر بیعت کی درخواست کی میں نے قبول کر لیا۔ بیعت کے بعد دو شخصوں (زبیر، طلحہ) نے عہد شکنی کی اور تمہارے رفیق (معاویہؓ) نے میری مخالفت کی حالانکہ اس کو میری طرح اسلام کی سبقت نصیب نہیں ہوئی مجھے تعجب ہے کہ تم لوگ مجھے چھوڑ کر اس کے کیسے مطیع ہو گئے تم کو یہ سزاوار نہ تھا میں تم کو کتاب وسنت اور ارکان دین اور باطل کو دبانے اور حق کو زندہ کرنے کی طرف بلاتا ہوں''۔ معاویہؓ کے سفیروں نے کہا'' کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ عثمانؓ مظلوم نہیں مارے گئے؟ امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے جواب دیا'' میں نہ ان کو مظلوم کہتا ہوں اور نہ ظالم''۔ اس پر وہ لوگ یہ کہہ کر کہ جو شخص عثمانؓ کو مظلوم نہیں کہتا ہم اس سے بیزار ہیں'' اٹھے اور اپنے لشکر گاہ میں واپس آئے امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے ان کے واپس ہونے پر یہ آیہ کریمہ: ﴿انک لا تسمع الموتی فهم مسلمون﴾ تک پڑھ کر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا یہ لوگ گمراہی میں اسی قدر برابر کوشش کرتے رہیں گے۔ جس قدر تم لوگ طلب حق اور اطاعت رب میں سعی کرو گے۔

عدی بن حاتم کی طے اور بنو حرمز کی سرداری: عدی بن حاتم قبیلہ طے کے ساتھ اور عامر بن قیس حرمزی بنو حرمز کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے ہمراہ صفین میں تھے عدی اور عامر میں سرداری کی بابت جھگڑا ہو گیا۔ بنو حرمز نسبتاً قبیلہ طے سے زیادہ تھے عبداللہ بن خلیفہ نے کہا'' حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگوں میں سے کوئی شخص نہ عدی سے افضل ہے اور نہ اس کے باپ حاتم سے عدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد کے ساتھ گیا تھا۔ نخیلہ قادسیہ، مدائن، جلولا، نہاوند اور تستر میں اہل طے کا سردار تھا''۔ امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے یہ سن کر دریافت کیا۔ لوگوں نے عدی کے قول کی تصدیق کی پس جناب موصوف نے طے اور حرمز کی سرداری عدی بن حاتم کو مرحمت فرمائی۔

حضرت علیؓ کی ہدایات: ماہ محرم ۳۷ھ کے ختم ہونے پر امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے اعلان جنگ کیا رسالوں کو تیاری کا حکم دیا، عام طور سے ہدایت کی کہ جب تک حریف تم سے نہ لڑے تم لوگ ہرگز حملہ نہ کرنا اور جب ان کو شکست ہو تو بھاگنے والوں کا تعاقب اور قتل نہ کرنا۔ زخمیوں کا اسباب نہ چھیننا کسی کا ستر نہ کھولنا اور نہ مثلہ کرنا اور نہ کسی کے مال واسباب کو لوٹنا اور نہ کسی عورت پر دست درازی کرنا اگرچہ وہ تم کو گالیاں دیں کیونکہ وہ ضعیف النفس اور القویٰ ہیں اس کے بعد لشکریوں کو جنگ کی ترغیب دی ان کے حق میں فتحیابی کی دعا کی، اشتر کو سواران کوفہ پر، سہیل بن حنیف کو سواران بصرہ پر، قیس بن سعد کو پیادہ فوج بصرہ پر، عمار بن یاسر کو فوج کوفہ پر متعین فرمایا ہاشم بن عتبہ کو پورے لشکر کا علم دیا اور مسعر بن فدکی کو قاریوں پر مامور کیا۔ معاویہ نے بھی اپنے لشکر کو مرتب کیا میمنہ پر ذوالکلاع حمیری کو، میسرہ پر حبیب بن مسلمہ کو، مقدمہ پر ابوالاعور کو، سواران دمشق پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرو بن العاص کو پیدل فوج پر مسلم بن عقب المری کو مامور کیا اور پورے لشکر کی افسری ضحاک بن قیس کو دی۔ لشکر شام کے سپاہیوں نے مرجانے اور نہ بھاگنے پر بیعت کی اور اپنے کو عماموں سے باندھ کر جنگ کرنے کو نکلے ان کی پانچ صفیں تھیں۔

واقعاتِ جنگ: یکم صفر ۳۷ھ سے لڑائی شروع ہوئی اس لڑائی میں لشکر کوفہ کی سرداری کا علم اشتر کے ہاتھ میں تھا اور اہل شام حبیب بن مسلمہ کے علم کے نیچے تھا تمام دن لڑائی ہوتی رہی کوئی نتیجہ خیز فیصلہ نہ ہوا دوسرے دن ہاشم بن عتبہ سواروں اور پیادوں کو لے کر نکلا۔ اہل شام کی طرف سے ابوالاعور السلمی نے صفِ لشکر سے نکل کر مقابلہ کیا تم دن کشت وخون کا بازار گرم رہا۔ عصر کے قریب دونوں فریق میدان سے واپس ہوئے۔ تیسرے روز عمار بن یاسر کا عمرو بن العاص سے مقابلہ ہوا یہ لڑائی بہ نسبت جنگ ہائے سابقہ نہایت سخت وخون ریز تھی آخر میں عمار نے ایسا سخت حملہ کیا کہ عمرو بن العاص کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ چوتھی لڑائی میں محمد بن الحنیفہ اور عبیداللہ بن فاروق اعظم کا سامنا ہوا دونوں حریف کے جنگ آور جی توڑ کر لڑ رہے تھے شام ہوتے ہوتے عبیداللہ بن عمر نے صف لشکر سے نکل کر محمد بن الحنیفہ کو للکارا ''مردانگی کا دعویٰ ہو تو مقابلہ میں آؤ''۔ محمد بن الحنیفہ جوش میں آ کر نکلے لیکن امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے گھوڑا دوڑا کر واپس بلا لیا ان کے واپس ہوتے ہی عبیداللہ بن عمر بھی لشکر شام لے کر لوٹ گئے۔

علوی لشکر کی شب بیداری: پانچویں روز عبداللہ بن عباس اور ولید بن عقبہ سے لڑائی ٹھنی تمام دن سختی سے لڑائی جاری رہی آفتاب غروب ہونے کے قریب فریقین اپنے اپنے لشکر گاہ کو واپس ہوئے۔ چھٹے روز اشتر اور حبیب اپنے اپنے رکاب کی فوج لے کر میدانِ جنگ میں آئے شام تک لڑتے رہے آخر کار رات نے دونوں فریقوں کو جنگ سے روک کر ہر ایک کو ان کے لشکر گاہ کی طرف واپس کر دیا۔ اسی شب امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے تمام لشکر کو جمع کر کے خطبہ دیا' صبح ہوتے ہی مجموعی قوت سے حملہ کرنے اور تمام رات اللہ جل شانہ کی عبادت اور دعا کرنے اور قرآن شریف پڑھنے کی ہدایت کی تمام رات لشکر میں تلاوت وعبادت ہوتی رہی فجر کی نماز پڑھ کر لشکریوں نے آلاتِ حرب سنبھالے۔ زرہ' خود جس کے پاس جو سامان تھا زیب تن کیا امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے بعد ترتیب لشکر ہر قبیلہ کو حکم دیا کہ وہ اہل شام کے لشکر کے اسی دستہ فوج پر حملہ کرے جو اس کے قبیلے والے ہوں اور اگر اتفاق سے اس قبیلے والے لشکر شام میں نہ ہوں تو وہ عراقیوں پر (جو اس کے مقابل ہوں) حملہ آور ہوں مثلاً نخیلہ کو لخم پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

امیر معاویہ کا حملہ: چہار شنبہ کو صبح ہوتے ہی معاویہؓ نے لشکر شام لے کر حملہ کیا۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی شام ہونے کے بعد فریقین اپنے اپنے کیمپ میں واپس آئے۔ پنج شنبہ کو اول وقت نماز فجر پڑھ کر امیر المؤمنین علیؓ نے لشکر مرتب کر کے لشکر شام پر حملہ کیا۔ میمنہ پر عبداللہ بن بدیل ابن ورقاء خزاعی' میسرہ پر عبداللہ بن عباس مامور تھے' قاریوں کا گروہ عمار' قیس بن سعد اور عبداللہ بن یزید کے ہمراہ تھا۔ ہر قبیلہ کا لشکر اپنے اپنے پرچموں اور مورچوں پر مستعدی کے ساتھ موجود تھا۔ امیر المؤمنین حضرت علیؓ قلب لشکر میں مع سرواران کوفہ وبصرہ اور مدینہ رونق افروز تھے۔ مدنی فوج میں اکثر انصار اور کچھ لوگ خزاعہ و کنانہ کے بھی تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاویہؓ نے ایک پر تکلف خیمہ استادہ کرایا تھا اور اس میں بیٹھ کر لوگوں سے مرجانے کی بیعت لے رہے تھے امیر المؤمنین حضرت علیؓ کی طرف سے عبداللہ بن بدیل نے اپنے رکاب کی فوج کو بڑھا کر حبیب بن مسلمہ پر جو لشکر شام کے میسرہ کے افسر تھے حملہ کیا دوپہر تک نہایت سرگرمی سے لڑتے رہے بعد ظہر عبداللہ بن بدیل نے اپنے ہمراہیوں کو جنگ پر ابھار کر مجموعی قوت سے حملہ کیا حبیب بن مسلمہ کے قدم اکھڑ گئے مجبور ہو کر معاویہ کے خیمہ کی طرف پسپا ہو کر لوٹے۔ معاویہ نے ان لوگوں کو حبیب بن مسلمہ کی کمک پر روانہ کیا جنہوں نے موت پر بیعت کی تھی۔ پس اس گروہ نے حبیب کے ساتھ ہو کر اس شدت کا حملہ کیا کہ میمنہ اہل وعراق وہمراہیان عبداللہ بن بدیل کی ترتیب جاتی رہی۔ عبداللہ بن بدیل کے رکاب میں صرف دوسو یا تین سو سپاہی باقی رہ گئے۔ باقی شکست کھا کر امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے پاس جا پہنچے آپ نے سہیل بن حنیف کو اہل مدینہ کا سرگروہ مقرر فرما کر عبداللہ بن بدیل کی مدد کو بھیجا۔ اہل شام کے لشکر سے ایک جم غفیر نے صف لشکر سے نکل کر سہیل بن حنیف کا راستہ روکا اور ان کو عبداللہ تک نہ پہنچنے دیا لڑائی کا عنوان فریقین کے لئے خطرناک نظر آ رہا تھا تھوڑی دیر کے بعد مضر کو جو امیر المؤمنین کے لشکر کے میسرہ میں تھے شکست ہوئی۔

احمر و کیسان کا مقابلہ: ربیعہ کمال استقلال سے لڑتے رہے حسنؓ حسینؓ اور محمد پسر امیر المؤمنین حضرت علیؓ اپنے بزرگ باپ کے ہمراہ تھے آپ نے میسرہ کی کمک کے خیال سے قدم بڑھایا احمر (خادم ابوسفیان) آپ کو تنہا بڑھتے ہوئے دیکھ کر تیزی سے جھپٹا۔ لیکن کیسان نے (امیر المؤمنین حضرت علیؓ کا خادم) بڑھ کر اس پر وار کیا دونوں میں تلواریں چلنے لگیں احمر نے کیسان کا کام تمام کر دیا امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے لپک کر احمر کی زرہ پکڑ لی اور سر سے بلند کر کے زمین پر اس زور سے پٹکا کہ ہاتھ اور بازو بیکار ہو گئے لشکر شام نے امیر المؤمنین حضرت علیؓ کو مصروف جنگ دیکھ کر تیزی سے حرکت کی لیکن قبیلہ ربیعہ نے بڑھ کر روک لیا اس دار و گیر میں میدان جنگ سے اس قدر غبار اٹھا کہ کسی کا علم پہچانا نہیں جاتا تھا امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے دریافت فرمایا کہ کون قبیلہ لڑ رہا ہے اور کس کا علم ہے؟ کسی نے جواب دیا ربیعہ کا علم ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ان کا علم ہے جن کا آج اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہے'' پھر آپ نے لشکریوں کو مخاطب کر کے استقلال و جوانمردی سے لڑنے کی ہدایت کی سردار قبیلہ ربیعہ نے للکار کر کہا'' دیکھنا دشمنوں کا زور زیادہ ہے اگر امیر المؤمنین علیؓ کو کوئی صدمہ پہنچ گیا اور تم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہا تو تم سے زیادہ عرب میں کوئی بے عزت نہ ہوگا۔ لڑو لڑو! آگے بڑھو قدم پیچھے نہ پڑیں''۔ اتنے میں اشتر اہل میمنہ کی شکست سے برداشتہ خاطر ہو کر آہستہ آہستہ دکھائی دیا۔

اشتر کا حملہ: امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے بلا کر کہا'' جاؤ منہزم گروہ سے میرا یہ پیام کہو کہ تم لوگ اس صورت سے کہاں بھاگے جاتے ہو جس کو تم حیات کے ذریعہ سے مجبور ہو کر عاجز نہ کر سکو گے اور یہ حیات تمہاری ہمیشہ باقی نہ رہے گی'' اشتر نے یہ پیام بہ آواز بلند ادا کیا اور جوش میں آ کر چلا اٹھا: انا الاشتر انا الاشتر فاقبلوا الی ''میں اشتر ہوں میں اشتر ہوں میرے پاس آ جاؤ'' چنانچہ بعض سپاہی اشتر کے پاس لوٹ آئے پھر اشتر نے مذحج کو جنگ کے لئے پکارا مذحج نے بڑھ کر لشکر شام کے سب سے بڑے گروہ پر حملہ کیا' ہمدان کے نوسو جوان جو میمنہ میں تھے اور جس کے ایک سو آٹھ آدمی اور گیارہ نامی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرامی سردار معرکہ میں کام آ گئے تھے میمنہ کی شکست سے برداشتہ خاطر ہو کر میدان جنگ سے یہ کہتے ہوئے واپس جا رہے تھے'' کاش عرب میں ہمارا کوئی ایسا ساتھی ہوتا جو موت پر بیعت کرتا اور مر کر یا فتحیاب ہو کر میدان جنگ سے واپس ہونے کا حلف لیتا' اشتر نے جواب دیا تم لوگ برداشتہ خاطر نہ ہو ہم حلف اٹھاتے ہیں کہ جب تک فتح نہ حاصل کر لیں گے میدان جنگ سے نہ لوٹیں گے''۔ اہل ہمدان اشتر کے ہمراہ ہو لئے اشتر نے میمنہ اہل شام پر حملہ کیا اشتر کے حملہ کرتے ہی اور لوگوں نے بھی حملے شروع کر دیئے لڑائی کا زور جو چند لمحے کے لئے سرد ہو گیا تھا از سر نو پہلے سے زیادہ گرم ہو گیا مابین عصر و مغرب لشکر شام غیر مرتب ہو کر میدان سے بھاگ نکلا اشتر کے شکست یافتوں کو مار دھاڑ کرتے معاویہ تک پہنچا دیا اور ابن بدیل کے پاس لڑتے بھڑتے جا پہنچے جو مع دو سو سپاہیوں کے اہل شام کے محاصرے میں تھے۔

شامیوں کی پسپائی: جس وقت لشکر شام سامنے سے ہٹ گیا اور ان لوگوں نے اپنے بھائیوں کو دیکھا تو فرط مسرت سے تکبیر کہہ اٹھے امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے دریافت کیا۔ جواب دیا گیا کہ اس وقت میسرہ میں ہیں اور جنگ کر رہے ہیں ابن بدیل نے آگے بڑھنے کا قصد کیا اشتر نے مخالفت کی لیکن ابن بدیل اشتر کی مخالفت کا کچھ خیال نہ کر کے اپنے ہمراہیوں کو لئے لڑتے بھڑتے معاویہ کی طرف بڑھے لشکر شام راستہ روکنے کو بڑھا۔ ابن بدیل ان کی صفوں کو پھاڑتے معاویہ کے قریب پہنچ گئے شامیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر ابن بدیل اور ان کے ہمراہیوں میں سے اکثر آدمیوں کو مار ڈالا۔ باقی زخمی ہو کر لوٹے اہل شام نے تعاقب کیا اشتر نے ان کو بچانے اور بحفاظت امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے لشکر میں لانے کی غرض سے حرث بن جہمان جعفی کو بھیجا۔ چنانچہ بقیۃ السیف' بحفاظت حضرت علیؓ کے لشکر میں آ گئے اس کے بعد اشتر نے قبیلہ ہمدان اور دوسرے قبائل سے منتخب سپاہیوں کو لے کر اہل شام پر اس شدت کا حملہ کیا کہ اہل شام مجبور ہو کر پیچھے ہٹ گئے یہاں تک کہ ان کی اس جماعت سے مل گئے جنہوں نے موت پر بیعت کی تھی اور عماموں سے معاویہ کے اردگرد اپنے کو باندھ رکھا تھا اشتر نے دوبارہ حملہ کر کے ان کی چار صفیں کاٹ ڈالیں۔

معاویہ نے گھبرا کر اپنا گھوڑا منگوایا اور سوار ہوئے عبداللہ بن ابی الحصین ازدی (جو عمار بن یاسر کے ہمراہیوں میں سے تھے) صف لشکر سے نکل کر رجز پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں آئے عقبہ بن حدید نمیری نے مع اپنے بھائیوں کے آگے بڑھ کر مقابلہ کیا تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی جب یہ سارے مارے گئے تو شمر بن ذی الجوشن شیر کی طرح دھاڑتا ہوا میدان جنگ میں آیا۔ اوم بن محرز باہلی نے تلوار چلائی شمر بن ذی الجوشن نے وار خالی دے کر اوہم پر ایسا ہاتھ مارا کہ وہ اس سے جانبر نہ ہوا۔ قیس بن مکشوح کے ہاتھ میں قبیلہ کا علم تھا جب لڑتے لڑتے یہ بھی کام آ گئے تو عبداللہ بن قلع احمسی نے علم سنبھالا اور لڑتے لڑتے یہ بھی مارے گئے۔ تب عفیف بن ایاس نے علم اپنے ہاتھ میں لیا اور اختتام جنگ تک علم انہیں کے ہاتھ میں رہا۔ امیر المؤمنین علیؓ نے یہ دیکھ کر کہ اہل میمنہ لڑتے بھڑتے پھر اپنے مورچہ پر آ گئے اور اپنے مقابلے سے دشمنوں کو پسپا کر دیا ان کی طرف تشریف لائے اور ان لوگوں کو مخاطب کر کے پہلے بھاگنے پر ملامت و نصیحت کی اور پھر لوٹ کر کمال مردانگی سے مقابلہ کرنے پر تعریف و توصیف فرمائی اور دوبارہ کمر ہمت باندھ کر جنگ کرنے کی ترغیب دی۔ لڑائی کا زور تھوڑی دیر کے لئے سرد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا تھا اور میدان کارزار میں چاروں طرف خموشی کا عالم چھایا ہوا تھا۔ پھر گرم ہو گیا تلواروں اور نیزوں کی آوازوں اور بار بار تکبیر کی دل ہلا دینے والی صداؤں سے میدانِ جنگ گونجنے لگا۔ فریقین سے دلاور ان نبرد آزما شوق جنگ میں بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے۔

حضرت عبید اللہ بن عمر کی شہادت: قبیلے طے اور نخع امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے لشکر سے نکل کے شامیوں کی طرف بڑھا' اہل شام کے میمنہ سے حمیر نے جن کا سردار ذوالکلاع تھا اور جس میں عبید اللہ بن عمر بن خطاب بھی تھے۔ ربیعہ پر جو میسرہ اہل عراق میں بسر گروہی ابن عباس تھے حملہ کیا ربیعہ نے ایسی مردانگی سے مقابلہ کیا کہ لشکر شام کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ عبید اللہ بن عمر نے للکارا ''اے اہل شام انہیں لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے ذرا اللہ کا خیال کرو اس مردانگی پر امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کا بدلہ لینے آئے ہیں'' لشکرِ شام کا دل ان پر جوش فقروں سے بھر آیا اور انہوں نے مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ خالد بن معمر مع چند لوگوں کے بھاگ نکلا لیکن ربیعہ کا علم بردار اور حفاظ نہایت استقلال سے لڑتے رہے پھر منہزموں کو ربیعہ کے کسی شخص نے للکارا اور جنگ کی ترغیب دے کر میدان کی طرف واپس کیا اس عرصہ میں قبیلہ عبد القیس نے پہنچ کر قبیلہ ربیعہ کی گئی ہوئی قوت کو سنبھال دیا' عنوان جنگ جو اس سے پیشتر ان کے حق میں نقصان رساں محسوس ہو رہا تھا موافق ہو گیا قبیلہ حمیر کو جان کے لالے پڑ گئے ذوالکلاع اور عبید اللہ بن عمر عین معرکہ میں محرز بن الصحصح کے ہاتھوں مارے گئے محرز نے ذوالکلاع کی تلوار ذوالوشاح لے لی تھی جو فاروق اعظمؓ کی دی ہوئی تھی پھر جب معاویہ کو عراق کی حکومت بھی مسلم ہو گئی تو اس تلوار کو محرز سے لے لیا۔

حضرت عمار بن یاسر کی جانثاری: اس جنگ کے بعد عمارؓ بن یاسر صف لشکر سے یہ کہتے ہوئے نکلے ''اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تیری مرضی اسی میں ہے کہ میں اپنے کو دریا میں پھینک دوں میں تو بے شک ایسا ہی کرتا اے اللہ! تجھے یہ معلوم ہے کہ اگر میں جانتا کہ تیری خوشنودی اس میں ہے کہ تلوار کی دھار اپنے پیٹ پر رکھ لوں اور اس کو اس زور سے دباؤں کہ پشت سے نکل آئے تو میں بلا شبہ ایسا ہی کرتا اے اللہ! آج میں ایسا کام کرنا چاہتا ہوں کہ تو ان فاسقوں کی جنگ سے زیادہ اس سے راضی ہو گا'' پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر آواز بلند کر کے کہا ''کوئی شخص ایسا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہو اور جو شخص اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرے اس کو چاہئے کہ وہ مال و اولاد کی طرف واپس جانے کی امید نہ رکھے'' عمار کی زبان سے یہ فقرے تمام ہونے کو ہی تھے کہ ایک گروہ نے سینہ سپر ہو کر کہا: اقصد و بنا هولاء الذين يطلبون بدم عثمان يخدعون بذلک عمانی نفوسهم من الباطل ''ہمارے ساتھ ہو کر ان لوگوں پر حملہ کرو جو خون عثمان کے طالب ہیں اور اس ذریعہ سے اپنے دلی خواہشات باطلہ کے مکر کو پھیلاتے ہیں''۔ چنانچہ عمار اس گروہ کو لے کر لشکر شام کی طرف چلے صفین کی وادیوں میں سے جس وادی پر گزرتے جاتے تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ہوتے جاتے تھے رفتہ رفتہ ہاشم بن عتبہ تک پہنچے (جن کے ہاتھ میں امیر المؤمنین علیؓ کے لشکر کا علم تھا) ان کو بھی ترغیب جنگ دی وہ مستعد ہو گئے اور عمار کے ہمراہ ہو کر حملہ کرتے ہوئے عمرو بن العاص تک پہنچ گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمارؓ کی شہادت: عمار نے پکار کر کہا ''اے عمرو! تف ہو تجھ پر تو نے اپنے دین کو مصر کے عوض فروخت کر ڈالا'' عمرو بن العاص نے جواب دیا ''نہیں! بلکہ میں خونِ عثمان کا معاوضہ طلب کرتا ہوں''۔ عمار بولے ''میں علم و یقین سے شہادت دیتا ہوں کہ تو اپنے ان فعلوں سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نہیں چاہتا ہے' مرنے کے بعد تجھ کو اس کا حال ظاہر ہوگا تو نے آج ہی اس لشکر کے علم بردار سے نبرد آزمائی نہیں کی تین بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس علم بردار سے لڑ چکا ہے اور آج یہ چوتھا واقعہ ہے کیا تجھے یہ یاد نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''عمار کو باغی گروہ مارے گا'' عمرو بن العاص نے کچھ جواب نہ دیا۔ عمار لڑتے لڑتے شہید ہو گئے امیر المؤمنین علیؓ اور ان کے ساتھ قبائل ربیعہ' مضر اور ہمدان نے متفق ہو کر حملہ کیا۔ جس سے لشکر شام کی صف کی صف الٹ گئی کشتوں کے پشتے لگ گئے امیر المؤمنین حضرت علیؓ لشکر شام کو قتل کرتے اور ان کی جماعت کو منتشر کرتے' معاویہ کے قریب پہنچ گئے اور جوش میں آ کر للکارا اٹھے اے معاویہ! ناحق لوگوں کی خوں ریزی سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آؤ ہم تم نپٹ ہی لیں جو اپنے مقابل کو مار لے وہی صاحب الامر (یعنی امیر) ہو''۔ عمرو بن العاص نے معاویہ سے خطاب کر کے کہا یہ فیصلہ تو اچھا ہے' معاویہؓ نے جواب دیا ''تم کیوں اس فیصلہ کو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو' کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ علیؓ کے مقابلہ پر جو جاتا ہے وہ جانبر نہیں ہوتا''۔ دورانِ جنگ میں امیر المؤمنین علیؓ کے لشکر کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا معاویہ نے ان کو رہا کر دیا۔ ایسا ہی امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے معاویہ کے قیدیوں کے ساتھ سلوک کیا۔

حضرت عبداللہ بن کعب کی شہادت: امیر المؤمنین علیؓ لڑتے لڑتے اہل شام کے ایک رسالے کی طرف گزرے دیکھا کہ وہ نہایت مردانگی اور ثابت قدمی سے لڑ رہا ہے آپ نے بلند آواز سے ارشاد کیا ''کہاں ہیں مردانِ خدا جو آخرت کی خواہش میں اپنی جانوں کا خیال نہیں کرتے''۔ مسلمانوں کا ایک گروہ لبیک کہہ کر حاضر ہو گیا۔ آپ نے اپنے لڑکے محمد بن الحنیفہ کو ان پر افسر مقرر کر کے روانہ کیا محمد بن الحنیفہ نے لڑ کر رسالہ کو پیچھے ہٹا دیا اور مورچے پر قابض ہو گئے۔ اس واقعہ میں بہت سے آدمی فریقین کے کام آ گئے از انجملہ عبداللہ بن کعبؓ مرادی تھے۔ اتفاق سے اسود بن قیس ان کی طرف ہو کر گزرا دیکھا کہ عبداللہ بن کعبؓ خاک و خون پر لوٹ رہے ہیں گھوڑے سے اتر کر پاس آیا۔ عبداللہ نے آنکھیں کھولیں' صاحب سلامتؓ ہوئی دریافت کیا ''امیر المؤمنین علیؓ کہاں ہیں؟'' اسود نے جواب دیا لڑ رہے ہیں! عبداللہ نے کہا ''میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور امیر المؤمنین علیؓ کے ہمراہ ہو کر لڑنے کی وصیت کرتا ہوں'' یہ کہہ کر بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو بولے ''امیر المؤمنین علیؓ کو میرا اسلام پہنچانا اور میری طرف سے کہہ دینا: قاتل علی المعرکة حتی تجعلها خلف ظهرک فانه من اصبح غدا و المعرکة خلف ظهره فانه العالی یعنی ''میدان جنگ میں اس قدر لڑو کہ میدانِ جنگ پس پشت ہو جائے۔ پس بے شک جس شخص کی صبح اس حال سے ہوئی کہ میدانِ جنگ اس کے پس پشت پر رہا تو وہی فتح مند ہو گا'' عبداللہ یہ کہہ کر انتقال کر گئے۔

لیلۃ الہریر کا معرکہ: اسود نے یہ پیام امیر المؤمنین علیؓ تک پہنچایا۔ آپ نے سن کر ارشاد کیا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے زندگی میں ہمارے مخالفین سے لڑتا رہا اور مرنے کے بعد وصیت کر گیا۔ غرض تمام رات لڑائی ہوتی رہی۔ یہ رات جمعہ کی تھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو لیلۃ الہریر کہتے ہیں۔ تمام شب امیر المؤمنین علیؓ صفوف لشکر میں چکر لگاتے اور سواروں پیادوں کو آگے بڑھنے کی ترغیب دیتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور لڑائی جس عنوان سے جاری ہوئی تھی اسی طرح جاری رہی۔ اشتر بدستور میمنہ میں اور ابن عباس میسرہ میں تھے اور پورا لشکر چاروں طرف سے سمٹ کر مجموعی قوت سے جنگ کر رہا تھا اور یہ دن جمعہ کا تھا۔ دوپہر دن ڈھلے اشتر نے علم حیان بن ہوذہ نخعی کو سپرد کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر سواروں کی طرف گیا۔ اہل شام پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ ایک گروہ کثیر جان دینے اور لینے پر مستعد ہو گیا۔ چنانچہ اشتر ان کو لئے ہوئے اپنے مورچے پر آیا اور نعرہ تکبیر مار کر ایک قوی حملہ کیا جس سے لشکرِ شام کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اشتر مع اپنی رکاب کی فوج کے لڑتا ہوا شامیوں کی لشکر گاہ تک پہنچ گیا۔ ان کے علم بردار کو مار ڈالا۔ امیر المؤمنین علیؓ نے اشتر کو فتح یاب ہوتے ہوئے دیکھ کر پیہم مدد بھیجنا شروع کیا۔

عمرو بن العاصؓ کی حکمت عملی: عمرو بن العاصؓ کو اشتر کے حملے سے اضطراب پیدا ہوا اور اپنے ہمراہیوں کے کشت و خون سے ڈر کر معاویہ سے کہا ''کیا دیکھتے ہو تمہارے ہاتھ میدان نہ آئے گا لوگوں کو حکم ووک قرآن شریف کو نیزوں پر اٹھائیں اور بلند آواز سے کہیں: ھذا کتاب اللّٰہ بیننا و بینکم ''ہمارے اور تمہارے درمیان میں یہ قرآن شریف ہے''۔ اگر اس کو وہ لوگ منظور کر لیں گے تو سر دست لڑائی بند ہو جائے گی۔ کشت و خون سے نجات مل جائے گی اور اگر اس سے اختلاف کیا تو ان کے اختلاف سے بھی ہم کو فائدہ پہنچے گا۔ چنانچہ مصاحف نیزوں پر اٹھائے گئے امیر المؤمنین کے ہمراہی بولے ہم کتاب اللہ کے فیصلہ کو منظور کرتے ہیں۔

حضرت علیؓ کا جنگ جاری رکھنے پر اصرار: امیر المؤمنین علیؓ نے للکارا اے اللہ کے بندو! اپنے حق کو حاصل کرنے کو بڑھو اور دشمنوں سے جنگ کرنے میں تامل نہ کرو کیونکہ معاویہ' ابن ابی معیط حبیب' ابن ابی سرح اور ضحاک' نہ دین دار ہیں اور نہ عامل بالقرآن اور نہ صاحب ایمان ہم ان کی حالت سے بخوبی واقف ہیں ہم اور یہ لڑکپن سے بڑے ہونے کے بعد تک ایک ہی صحبت میں رہے ہیں۔ لڑکپن میں یہ لوگ نہایت شریر لڑکوں سے تھے اور سن شعور پر پہنچ کر بھی بے حد شریر آدمیوں سے ہوئے افسوس ہے لوگ اس کو کیوں نہیں سمجھتے کہ یہ لوگ قرآن شریف کو براہ مکر و فریب درمیان میں لاتے ہیں۔ لوگوں نے کہا ''یہ ناممکن ہے کہ ہم کتاب اللہ کی طرف بلائے جائیں اور اس کو منظور نہ کریں''۔ امیر المؤمنین علیؓ نے ارشاد کیا ''ہم ان لوگوں سے اسی لئے لڑتے ہیں کہ کتاب اللہ پر عمل کریں کیونکہ انہوں نے اس کو پس پشت ڈال دیا ہے''۔

علوی فوج میں اختلاف: مسعر بن فدک تمیمی اور زید بن حصین الطائی مع ان لوگوں کے جو بعد کو فرقہ خارجی میں داخل ہو گیا تھا بولا ''اے علیؓ! کتاب اللہ کو قبول و منظور کرو ورنہ ہم تم کو چھوڑ دیں گے اور تمہارے ساتھ وہی برتاؤ کریں گے جو ابن عفانؓ کے ساتھ ہم نے کیا تھا''۔ امیر المؤمنین علیؓ نے فرمایا ''اگر تم میرے مطیع ہو تو برابر لڑتے رہو اور اگر باغی ہوا چاہتے ہو تو جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو''۔ مسعر وغیرہ نے جواب دیا ''آپ اشتر کو بلوایئے اور اس کو لڑائی سے روک دیجئے''۔ امیر المؤمنین علیؓ نے یزید بن ہانی کو اشتر کے بلانے کو بھیجا اشتر نے کہلا بھیجا ''یہ وقت میری طلبی کا نہیں ہے اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں موقع جنگ سے ہٹایا جاؤں مجھے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے فتح و نصرت عنایت فرمائے گا''۔ یزید نے یوں ہی یہ پیام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچایا مسعر کے ہمراہیوں نے شور وغل مچانا شروع کیا اور کہنے لگے کہ بے شک تم ہی نے اشتر کو جنگ کا حکم دیا ہے بہتر ہے کہ اس کو جلدی بلاؤ ورنہ ہم تم کو معزول کر دیں گے''۔

اشتر کی میدانِ جنگ سے واپسی: امیر المومنین حضرت علیؓ نے یزید کو جھڑک دیا'' جا اشتر سے کہہ دے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو میرے پاس آ جائے کیونکہ فساد کا دروازہ کھلا چاہتا ہے''۔ اشتر نے دریافت کیا' کیا قرآن شریف کے اٹھانے سے؟ یزید نے جواب دیا ہاں۔ اشتر بولا مجھے اس کا خیال پہلے ہی ہوا تھا کہ لوگوں میں اختلاف پڑ جائے گا اور اتفاق واتحاد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ میں کس طرح جنگ چھوڑ کر واپس چلوں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے فتح حاصل ہوا چاہتی ہے''۔ یزید نے کہا کیا تم یہ دوست رکھتے ہو کہ فتح یاب ہو اور امیر المؤمنین دشمنوں کے حوالے ہو جائیں یا شہید کر ڈالے جائیں۔ اشتر یہ سنتے ہی مسعر وغیرہ کی پاس چلے آئے اور ان سے مخاطب ہو کر کہا'' اے اہل عراق! بڑے افسوس کا مقام ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے تم کو ان لوگوں پر غالب کر دیا اس وقت تم لوگ اہل شام کے فریب میں آ گئے تم لوگ مجھے دو چار گھنٹوں کی مہلت دو مجھے اپنی کامیابی کا یقین کامل ہے۔ ان لوگوں نے مہلت نہ دی' اشتر نے دوبارہ مہلت طلب کی اس پر ان لوگوں نے جھلا کر کہا '' اے اشتر کیا تو اپنے ساتھ ہم کو جنگ کرنے کو بلاتا ہے؟'' اشتر نے جواب دیا'' افسوس تم کو ان لوگوں نے فریب دیا ہے اور تم ان کے دام مکر میں آ گئے۔ اس فقرے سے لوگوں میں ایک شورش پیدا ہو گئی ایک دوسرے کو سخت وسست کلمات کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ سب وشتم کی نوبت آ گئی عجب نہ تھا کہ باہم جنگ چھڑ جاتی لیکن امیر المؤمنین کے ڈانٹنے سے شور وغل فرو ہو گیا۔

تحکیم کی تجویز: اب اس وقت لڑائی بند ہو گئی تھی چاروں طرف سکوت کا عالم چھایا ہوا تھا سوائے آہ وزاری کے نہ تو ہتھیاروں کے چلنے کی آواز آتی تھی اور نہ للکارنے اور رجز کی صدا کانوں تک پہنچتی تھی۔ اتنے میں اشعث بن قیس نے بڑھ کر عرض کی'' امیر المؤمنین! لوگ اس امر پر راضی ہو گئے جس کی طرف بلائے گئے (یعنی قرآن کو انہوں نے حکم مان لیا) اگر آپ اجازت دیجئے تو میں معاویہ کے پاس جاؤں اور ان سے ان کے منشاء دلی کو دریافت کروں''۔ آپ نے اجازت دی اشعث معاویہ کے پاس پہنچے۔ دریافت کیا تم نے کس غرض سے قرآن شریف کو اٹھایا؟ معاویہؓ نے جواب دیا تا کہ ہم اور تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کریں تم اپنی طرف سے ایک شخص کو منتخب کرو اور ہم اپنی طرف سے اور ان دونوں آدمیوں سے حلف لیا جائے کہ کتاب اللہ کے موافق وہ فیصلہ کریں گے بعد ازاں جو وہ فیصلہ کریں گے اس پر ہم اور تم راضی ہو جائیں اشعث معاویہ کے پاس سے اٹھے۔

حکم کے انتخاب میں خارجیوں کا انتخاب: امیر المؤمنین علیؓ کی خدمت میں آئے اور معاویہ کا پیام پہنچایا۔ حاضرین نے کہا ہم بھی اس امر پر راضی ہیں اور اس فیصلے کو قبول کرتے ہیں۔ اہل شام نے اپنی طرف سے عمرو بن العاص کو منتخب کیا۔ اشعث اور ان لوگوں نے جو بعد کو خارجی ہو گئے تھے۔ ابوموسیٰ اشعری کا انتخاب کیا۔ امیر المؤمنین علیؓ نے ارشاد کیا ''میں اس انتخاب سے راضی نہیں ہوں۔ اشعث' یزید بن الحصین' مسعر بن فدک متفق الکلمہ ہو کر بولے'' ہم تو انہیں کو انتخاب کرتے ہیں۔ دوسرے کو اپنی طرف سے ہم حکم نہ بنائیں گے امیر المؤمنین علیؓ نے جواب دیا میں اس کو ثقہ نہیں سمجھتا اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری رفاقت ترک کر دی لوگوں کو میرے ساتھ واقعہ جمل میں جانے سے روکا مجھ سے متنفر ہوگا۔ پھر بھی میں نے ایک ماہ کے بعد اسے امن دی میں اس کو ہرگز حکم نہ بناؤں گا البتہ ابن عباس کو میں اپنی طرف سے منتخب کر سکتا ہوں۔ اشعث اور اس کے ہمراہی کہنے لگے ابن عباس تمہارے عزیز ہیں ہم ان کو حکم نہ بنائیں گے ہم ایسے شخص کو حکم مقرر کرنا چاہتے ہیں جس کا تعلق تمہارے اور معاویہ کے ساتھ یکساں ہو۔ امیر المؤمنین بولے اچھا تو اشتر میرا عزیز نہیں ہے اشعث نے کہا کیا اشتر کے سوا روئے زمین پر اور کوئی شخص نہیں ملتا۔ امیر المؤمنین نے جواب دیا پھر کیا سوائے ابوموسیٰ کے اور کسی کو حکم نہ بناؤ گے۔ اشعث اور اس کے ہمراہی کہنے لگے نہیں! اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور اشتر اس سے محروم ہے۔

حکم کا انتخاب: امیر المؤمنین علیؓ ان مباحث سے تنگ ہو گئے۔ مجبور ہو کر ارشاد فرمایا اچھا جو چاہو اور جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو الغرض حاضرین نے ابوموسیٰ کو بلوایا ابوموسیٰ نے اس وقت لڑائی موقوف کر دی تھی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ فریقین میں مصالحت ہوگئی۔ ابوموسیٰ بولے الحمدللہ پھر کہا گیا کہ تم حکم مقرر کیے گئے۔ اس پر ابوموسیٰ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور لشکر کی طرف آئے۔ احنف بن قیس نے امیر المؤمنین سے یہ خواہش ظاہر کی کہ مجھ کو بھی ابوموسیٰ کے ساتھ حکم بنایئے۔ لیکن لوگوں نے اس کی مخالفت کی۔

تحکیم کا عہد نامہ: امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کے لشکر میں یہ قصہ پیش تھا کہ عمرو بن العاص امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے پاس اقرار نامہ لکھنے کو حاضر ہوئے۔ کاتب نے بسم اللہ کے بعد لکھا: هذا ما تقضیٰ علیه امیر المؤمنین عمرو بن العاص نے جھٹ قلم پکڑ لیا۔ کہنے لگے یہ ہمارے امیر نہیں ہیں تمہارے امیر ہوں تو ہوں۔

احنف: اس لفظ کو محو نہ کرو مجھے اس کے محو کرنے سے بدفالی کا خیال پیدا ہوتا ہے۔

اشعث: امیر المؤمنین کا لفظ ضرور محو کرو۔

امیر المؤمنین: اللہ اکبر صلح حدیبیہ کے وقت بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ رسول اللہ نہیں لکھنے دیا تھا۔ کیوں عمرو بن العاص اس واقعہ میں تم بھی ایسا چاہتے ہو۔

عمرو بن العاص: سبحان اللہ آپ کفار سے ہماری تشبیہ کیوں دیتے ہیں حالانکہ ہم لوگ مومن ہیں۔

امیر المؤمنین: اے ابن النابغہ تو کب فاسقین کا ولی اور مومنین کا دشمن نہ تھا۔

عمرو بن العاص: خدا کرے آج کے بعد پھر تمہاری صورت دیکھنے کی نوبت نہ آئے۔

امیر المؤمنین: میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مجلس تجھ سے اور تجھ ایسے لوگوں سے ہمیشہ پاک رکھے۔ عمرو بن العاص یہ سن کر خاموش ہو گئے اور کاتب نے لکھنا شروع کیا:

هذا ما تقاضی علی ابن ابی طالب و معاویة بن ابی سفیان قاضی علی علی اهل الکوفة و من معهم و معاویه علی شام و من معهم اننا تنزل عند حکم الله و کتابه و ان لا یجمع بیننا غیره و ان کتاب الله بیننا من فاتحة الی خاتمة نحی ما احیاء و نمیت ما امات فما وجد الحکمان فی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب اللّٰہ و ھما ابو موسی عبداللّٰہ قیس و عمرو بن العاص عملا بہ و ما لم یجداہ فی کتاب اللّٰہ فالسنۃ العادلۃ الجامعۃ غیر المعرفۃ.

''یہ وہ تحریر ہے جس کو علی ابن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان نے باہم بطور اقرار نامہ کے لکھا ہے۔ علی نے اہل کوفہ اور ان لوگوں کی جانب سے جو ان کے ہمراہ تھے حکم مقرر کیا ہے اور معاویہ نے اہل شام اور ان لوگوں کی جانب سے جو ان کے ہمراہ ہیں حکم مقرر کیا بے شک ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی کتاب کو منحصر علیہ قرار دیتے ہیں اور اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ سوائے اس کے دوسرے کو کوئی دخل نہ ہوگا اور قرآن مجید شروع سے اخیر تک ہمارے درمیان میں ہے ہم زندہ کریں گے۔ اس کو جس کو اُس نے زندہ کیا ہے اور ماریں گے۔ اس کو جس کو اس نے مارا ہے پس جو کچھ حکمتیں کتاب اللہ میں پائیں اس پر عمل کریں اور وہ حکم ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اور عمرو بن العاص ہیں اور جو کتاب اللہ میں نہ پائیں تو سنت عادلہ جامعہ غیر مختلف فیہا پر عمل کریں''۔

معاہدہ پر دستخط: حکمین نے بعد تحریر اقرار نامہ امیر المؤمنین علیؓ امیر معاویہ بن ابی سفیان اور ان کے لشکریوں سے اس امر کا عہد و پیمان لیا کہ حکمین کو ان کی جانوں اور اہل و عیال کو امن دیا جائے اور امت مرحومہ پر یہ فرض ہے کہ جو فیصلہ کریں اس کے نفاذ پر اعانت و مدد کرے اور حکمین پر یہ واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر صحیح صحیح کتاب اللہ کے موجب فیصلہ کریں اور امت مرحومہ کو لڑائی و فساد اور تفرقہ میں نہ ڈالیں اگرچہ میعاد فیصلہ کی رمضان تک ہے لیکن حکمین کو اختیار ہے کہ اس کے بعد جب چاہیں فیصلہ کریں اور مقام فیصلہ ایسا ہو جو کہ مابین اہل کوفہ و اہل شام کے نصف پر واقع ہو۔

ان شرائط کے طے ہو جانے پر اہل عراق اور اہل شام کے سربرآوردہ لوگوں نے دستخط[1] کیے۔ لیکن اشتر نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ اشعث مصر ہوئے اشتر نے سختی سے جواب دینا شروع کیا دونوں آدمیوں میں سخت و سست گفتگو ہونے لگی۔ یہ وثیقہ تیرہ صفر ۳۷ھ کو لکھا گیا اور یہ رائے قرار پائی کہ امیر المؤمنین علیؓ مقام دومۃ الجندل یا اذرح میں حکمین کے پاس وقت فیصلہ ماہ رمضان میں موجود رہیں۔

حضرت علیؓ کی مراجعت: اس وثیقہ کی تحریر کے بعد چند لوگ امیر المؤمنین علیؓ کے پاس آئے اور ان کو جنگ کرنے کی رائے دی۔ آپ نے فرمایا صلح کے بعد جنگ کرنا اور اقرار کرنے کے بعد پھر جانا مناسب نہیں ہے۔ لوگ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے فریقین صفین سے واپسی کی تیاریاں کرنے لگے۔ امیر المؤمنین علیؓ صفین سے مع اپنے لشکر کے کوفہ کو روانہ ہوئے۔ حروریہ نے واپسی سے اختلاف کیا۔ تقرر حکمین سے بیزاری ظاہر کی اور امیر المؤمنین علیؓ سے علیحدہ ہو کر دوسری راہ کو اختیار کیا۔ اثناء راہ میں امیر المؤمنین علیؓ کی خباب بن الارت کی قبر پر نظر پڑی آپ نے دریافت فرمایا یہ کس کی قبر ہے؟ کسی نے جواب دیا خباب بن الارت کی قبر ہے جن کا آپ کی روانگی کے بعد انتقال ہوا۔ امیر المؤمنین یہ سن کر ٹھہر گئے اور ان کے

---

[1] امیر المؤمنین علیؓ کی طرف سے اشعث بن قیس، سعد بن قیس ہمدانی اور قباع بن سمی البجلی، عبداللہ بن فضل العجلی، حجر بن عدی کندی، عبداللہ بن الطفیل عامری، عقبہ بن زیاد حضرمی یزید بن خجیہ تمیمی، مالک بن کعب ہمدانی اور معاویہ کی طرف سے ابوالاعور حبیب بن سلمہ، زمل بن عمرو غدری، حمزہ بن مالک ہمدانی، عبدالرحمن بن خالد مخزومی، سبیع بن یزید انصاری، عتبہ بن ابی سفیان اور یزید بن الحر عبسی نے اقرار نامہ پر دستخط کیے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق میں دعا کی۔ بعدازاں روانہ ہوکر کوفہ میں داخل ہوئے۔ ایک مکان سے رونے کی آواز سنائی دی۔ استفسار سے معلوم ہوا کہ مقتولین کے ورثاء رو رہے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم کرے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ جو لوگ میرے ساتھ گئے صفین میں کام آئے شہید ہوئے۔ غرض لوگوں کو تسلی و تشفی دیتے ہوئے قصر خلافت میں داخل ہوئے۔

خوارج کی علیحدگی: خوارج آپ سے علیحدہ ہوکر حروراء کی طرف آئے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور وہیں بارہ ہزار کی جمعیت سے قیام کیا۔ امیر جنگ شبث بن عمر التمیمی اور عبداللہ بن الکوا یشکری کو امام نماز مقرر کیا گیا۔ پھر منادی نے ندا کی کہ بیعت اللہ عزوجل کی ہے نیک کاموں کا حکم کرنا برے کاموں سے بچانا ہمارا فرض ہے۔ فتح کے بعد شوریٰ سے کل کام انجام دیا جائے گا۔ شیعان امیر المؤمنین علیؓ نے کہا کہ ہماری گردنوں پر امیر المؤمنین حضرت علیؓ کی بیعت ہے جس کے وہ دوست ہوں گے ہم بھی اس کے دوست ہیں جس کے وہ مخالف ہوں گے ہم بھی اس کی مخالفت کریں گے۔ خوارج بولے "کیا خوب! تم لوگوں نے علیؓ کی بیعت کی جس سے تم پر فرض یہ ہوگیا کہ جس کے وہ دوست ہوں تم بھی اس کے دوست ہو اور جس کے وہ دشمن ہوں تم بھی اس کی دشمنی کرو؟ اور اہل شام نے جس کو دوست رکھا اس کی بیعت کی اور علیؓ کی بیعت کو مکروہ جانا۔ پس ہمارے نزدیک تم دونوں حق سے منزلوں دور ہو۔ زیاد بن النصر نے جواب دیا واللہ ہم نے علیؓ کی بیعت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کی ہے۔ لیکن جب تم لوگوں نے ان کی مخالفت کی تو شیعیان امیر المؤمنین علیؓ نے کہنا شروع کیا۔ جس کے وہ دوست ہیں ہم بھی اس کے دوست ہیں اور جس کے وہ مخالف ہیں ہم بھی اس کے مخالف ہیں اور درحقیقت ہمارا اعتقاد یہی ہے اور یہ حق و راست ہے اور جو اس کا مخالف ہے وہ خود گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔

خوارج کو اتحاد کی دعوت: اس کے بعد امیر المؤمنین علیؓ نے عبداللہ بن عباس کو خوارج کے پاس بھیجا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب تک میں نہ آؤں اس وقت تک اعتراضات کے جوابات دینے میں عجلت نہ کرنا۔ لیکن عبداللہ بن عباس جس وقت خوارج کے پاس پہنچے اور خوارج نے اپنے خیالات ظاہر کرنا شروع کئے۔ عبداللہ بن عباس سے صبر نہ ہوسکا بول پڑے تم لوگ تقرر حکم پر کیوں حرف گیری کرتے ہو اللہ جل شانہ نے جب کہ تقرر حکم کا زوجین (میاں اور بیوی) میں بحالت منازعت حکم دیا ہے تو امت مرحومہ کے نزاعات میں حکم مقرر کرنا بہت زیادہ مناسب ہے۔ خوارج نے جواب دیا جس چیز میں اللہ جل شانہ نے اپنے بندوں کو چون و چرا کرنے کا مطلق اختیار نہیں ہے اور نہ اس میں قیاس و رائے کو کچھ دخل ہے۔ مسئلہ مبحوث عنہ میں رائے و قیاس کو کچھ دخل نہیں ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے حکم دیا ہے جیسا کہ زانی اور چور کی سزائیں مقرر کر دی ہیں اس میں کسی کو کمی بیشی کا اختیار نہیں ہے۔ ابن عباس بولے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿یحکم به ذوا عدل منکم﴾ تم میں سے جو صاحب عدل ہوں وہ حکم بنائے جائیں خوارج نے جواباً کہا کیا خوب! یہ حکم تو صید و زوجین کا ہے مسلمانوں کا خون اس میں داخل نہیں ہے ابھی کل کا ذکر ہے کہ عمرو بن العاص سے ہم لوگ ڈر رہے تھے۔ پس اگر وہ عادل ہے تو اس سے لڑائی کیوں کی گئی اور اگر عادل نہیں ہے تو اس کا حکم بنانا کیا معنی اور اس کا فیصلہ کیسے حق پر مبنی ہوسکتا ہے تم نے معاویہ اور ان کے ہمراہیوں کی بابت آدمیوں کو حکم مقرر کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بابت حکم صادر فرمایا ہے کہ اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اپنی رائے سے رجوع

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے تم نے اس سے عہد و پیماں کر لیا اور لطف یہ ہے کہ اُس لکھا پڑھی بھی ہو گئی اور اللہ جل شانہ نے مسلمانوں اور اہل حرب سے بعد نزول سورۂ برات اس سلسلے میں منقطع کر دیا ہے۔ یہ باتیں ہنوز تمام نہ ہوئی تھیں کہ امیر المؤمنین علیؓ نے یہ معلوم کر کے کہ خوارج پر یزید بن قیس کا زیادہ اثر ہے اس کے خیمے میں آئے دو رکعت نماز پڑھی۔ بعد ازاں یزید بن قیس کو اصفہان درے کی حکومت سپرد کر کے اس جلسہ کی طرف تشریف لائے جہاں پر خوارج اور ابن عباس سے بحث و مناظرہ ہو رہا تھا۔

خوارج کی اطاعت: آپ نے خوارج سے خطاب کر کے ارشاد کیا: تمہارا مشیر اور سردار کون ہے؟ خوارج نے جواب دیا ابن الکواء۔ آپ نے فرمایا بیعت کر کے پھر اس سے خروج کرنے کا کیا سبب ہے۔ خوارج نے کہا جنگ میں تمہارے بے جا تحکم کی وجہ سے۔ آپ نے کہا کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر کہتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ وہ میری رائے نہ تھی بلکہ تمہاری رائے تھی۔ بایں ہمہ میں نے حکمین سے یہ عہد کر لیا ہے کہ قرآن شریف کے مطابق فیصلہ کریں گے پس اگر ان لوگوں نے ایسا ہی کیا تو کوئی نقصان نہیں ہے اور اگر مخالفت کی تو ہم اس کے پابند نہ ہوں گے اور ہم ان کے فیصلے سے بری اور بیزار ہیں خوارج بولے کیوں صاحب مسلمانوں کی خونریزی میں حکم مقرر کرنے کے کیا معنی اور اس میں حکم مقرر کرنا عدل ہے۔ امیر المؤمنین نے جواب دیا ہم نے آدمیوں کو حکم نہیں بنایا بلکہ قرآن شریف کو حکم بنایا ہے مگر یہ کہ وہ بولتا نہیں ہے بولنے والے آدمی ہی ہیں اس پر خوارج نے مدت مقرر کرنے کا اعتراض پیش کیا۔ امیر المؤمنین نے ارشاد کیا اس وجہ سے کہ شاید اللہ تعالیٰ زمانہ صلح میں امت مرحومہ کا اختلاف باہمی دفع کر دے۔ خوارج کے دل کو اس تقریر سے ایک گونہ تسکین ہو گئی اور انہوں نے امیر المؤمنین علی کی رائے سر دست پسند کر لی۔ آپ نے پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا چلو شہر میں قیام کرو۔ چھ مہینے تک ٹھہرے رہنا جب مال و اسباب جمع ہو جائے گا تو پھر اپنے دشمنوں کی طرف خروج کریں گے۔ چنانچہ سب کے سب امیر المؤمنین علیؓ کے ساتھ شہر میں داخل ہو گئے۔

حضرت علی کا حضرت عمرو بن العاص کو پیغام: جس وقت میعاد مقررہ کا وقت قریب اختتام کو پہنچی اور حکمین کے جمع ہونے کا وقت آیا۔ تو امیر المؤمنین علیؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو چار سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا۔ شریح بن ہانی الحارثی کو ان کی سرداری پر اور عبداللہ بن عباس کو امامت پر مامور فرمایا۔ روانگی کے وقت شریح بن ہانی سے ارشاد کیا کہ عمرو بن العاص سے میری طرف سے کہہ دینا کہ راستی اختیار کرو ایک دن تم کو مرنا ہے اور احکم الحاکمین کے روبرو جانا ہے۔ پس جب شریح نے عمرو بن العاص کو امیر المؤمنین کا پیام پہنچایا تو عمرو بن العاص غصہ سے سرخ ہو کر بولے تم کو مجھے مشورہ دینے کا کیا حق ہے۔ شریح نے جواب دیا تجھ کو کون امر سید المرسلین امیر المؤمنین کی نصیحت قبول کرنے سے روک رہا ہے۔ عمرو بن العاص نے اس کا جواب درشتی سے دیا اور ان کی نصیحتوں پر مطلق توجہ نہ کی اور اپنی رائے پر عمل کیا۔ معاویہ نے چار سو شامیوں کی جمعیت سے عمرو بن العاص کو روانہ کیا تھا۔

حکمین کا اجتماع: حکمین نے مع اپنے ہمراہیوں کے مقام اذرح (مضافات دومۃ الجندل) میں قیام اختیار کیا۔ عمرو بن العاص کے ہمراہی، ہمراہیان ابن عباس سے زیادہ مطیع اور فرمانبردار تھے۔ جب کبھی معاویہ کا کوئی خط آتا تھا تو عمرو بن العاص سے اس کے مضامین کو دریافت نہ کرتے تھے۔ لیکن اہل عراق ابن عباس سے امیر المؤمنین علیؓ کے خطوط کے مضامین کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھتے اور بایں ہمہ ان کو اخفائے مضامین کے ساتھ متہم بھی کرتے تھے۔ حکمین کے ساتھ مجلس میں عبداللہ بن عمرؓ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ عبداللہ بن زبیرؓ عبدالرحمٰن بن الحرث، ہشام بن عبدالرحمٰن عبدیغوث زہری، ابوجہم بن حذیفہ عدوی، مغیرہ بن شعبہ، سعد بن ابی وقاص[1] موجود تھے۔

حکمین کی گفتگو: عمرو بن العاص نے کہا "اے ابوموسیٰ تم جانتے ہو کہ عثمان ظلماً شہید کئے گئے ہیں اور معاویہ ان کے ایک جدی ولی اور وارث ہیں۔ ابوموسیٰ نے کہا ہاں پھر عمرو بن العاص بولے "پس کون سا امر تم کو ان کی خلافت سے روکتا ہے حالانکہ وہ قبیلہ قریش سے ہیں جیسا کہ تم جانتے ہو اگرچہ سابق الاسلام نہیں ہیں۔ لیکن ان میں سیاست اور ملک داری کا مادہ بہت زیادہ ہے اور وہ ام المؤمنین ام حبیبہؓ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں۔ اس سے زیادہ قریب قرابت اور کیا ہوسکتی ہے۔ اور مدتوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب رہے ہیں اور شرف صحبت سے بھی ممتاز ہوئے ہیں۔ سلسلہ گفتگو میں کہا اگر تم میری رائے سے موافقت کرو گے اور معاویہؓ کو امارت کی کرسی پر متمکن کرو گے تو جس شہر کی حکومت تم پسند کرو گے فوراً دی جائے گی۔

ابوموسیٰ اے عمرو! اللہ سے ڈرو اور یہ جان رکھو کہ امارت اور خلافت، سیاست و ملک داری کی وجہ سے نہیں دی جاتی۔ اگر ایسا ہوتا تو آل ابراہیم بن الصباح زیادہ اس کے مستحق تھے بلکہ دین داری، تقویٰ ایمانداری کے لحاظ سے امیر و خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اور اگر شرافت قریش کا پاس کیا جائے تو بھی علی ابن ابی طالبؓ اس کے زیادہ مستحق ہیں باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ چونکہ معاویہؓ خون عثمانؓ کے طالب ہیں اس وجہ سے ان کو امارت دی جائے تو میں اس کو بھی ناپسند کرتا کہ مہاجرین سابقین اسلام کو چھوڑ کر امارت معاویہ کو دی جائے اور تمہارا یہ کہنا کہ اگر معاویہؓ کو امیر بناؤ گے تو تم کو حکومت دی جائے گی تو اس کی نسبت میں یہ کہتا ہوں کہ واللہ اگر معاویہ مجھ کو اپنی کل حکومت و سلطنت دینے کو بھی کہیں تو میں ہرگز اس کو امیر خلیفہ نہ بناؤں گا اور میں اللہ تعالیٰ کے کاموں میں رشوت نہیں لیتا، بہتر ہوگا کہ عبداللہ بن عمر کو حاکم بناؤ۔

عمرو بن العاص: تم کو میرے لڑکے کے والی مقرر کرنے میں کیا عذر ہے؟ تم اس کی حالت و صلاحیت و فضیلت سے بخوبی واقف ہو۔

ابوموسیٰ: تمہارا لڑکا نیک اور سچا تھا۔ لیکن تم نے اس کو بھی تو اس فتنہ میں مبتلا کر رکھا ہے۔

عمرو بن العاص: یہ کام ایسے شخص کو سپرد کرنا چاہئے کہ جس کے دانت نہ ہوں جس سے وہ کھاتا پیتا ہو"۔

ابوموسیٰ اور عمرو بن العاص میں اسی قسم کی گفتگو ہو رہی تھی، عبداللہ بن عمر خاموش، سکوت کے عالم میں آنکھیں بند کئے بیٹھے تھے عبداللہ بن زبیر ان کے سامنے بیٹھے تھے۔ ابن الزبیر منشاء گفتگو سمجھ گئے۔ عبداللہ بن عمرو کو ذرا چونکا دیا، ابن عمر چلا اٹھے واللہ میں اس معاملے میں رشوت ہرگز نہ لوں گا۔ ابوموسیٰ نے کہا "اے ابن العاص عرب نے بعد جدال و قتال اپنی قسمت کا فیصلہ تمہارے ہاتھ میں دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اس کو پھر فتنے میں نہ ڈالو۔ عمرو بن العاص: "تم پہلے اپنی رائے ظاہر کرو تمہارا کیا مقصد ہے؟"۔

فیصلہ کا اعلان: ابوموسیٰ:۔ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ ان دونوں شخصوں کو ہم لوگ معزول کر دیں اور اس کام کو عام

---

[1] مؤرخین نے سعد بن ابی وقاص کی حاضری میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص مجلس حکم میں آئے تھے اور یہیں سے احرام باندھ کر چلے گئے تھے۔ منہ رحمۃ اللہ علیہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے سپرد کر دیں جس کو وہ چاہیں مشورہ کر کے امیر مقرر کریں۔

حضرت عمرو بن العاص: عمرو بن العاص یہ سن کر اچھل پڑے بہت خوشی سے اس رائے کو پسند کیا۔ دونوں آدمی ایک ساتھ باہر آئے ایک جم غفیر فیصلہ سننے کو موجود تھا۔ عمرو بن العاص نے ابوموسیٰ سے کہا چونکہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی ہے اور مجھ سے آپ سن رسیدہ ہیں مناسب ہوگا کہ آپ پہلے کھڑے ہو کر اس امر کو بیان فرما دیجئے جس پر ہم نے اور آپ نے اتفاق کیا ہے''۔ ابوموسیٰ بیچارے دنیا کے داؤ پیچ سے واقف نہ تھے۔ سادگی کے ساتھ اٹھے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا'' ہم لوگ ایسے امر پر متفق ہوئے ہیں عجب نہیں کہ اللہ جل شانہ اس کے ذریعہ سے امت مرحومہ میں صلح کرا دے۔ ابوموسیٰ اس قدر کہنے پائے تھے کہ ابن عباس نے قطع کلام کر کے کہا'' واللہ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ تمہیں دھوکا دیا جائے گا اگر فی الواقع تم لوگوں نے کسی امر پر اتفاق کر لیا ہے تو اسی کو (یعنی عمرو بن العاص کو) پہلے تقریر کرنے دو''۔ ابوموسیٰ نے کچھ توجہ نہ کی' ابن عباس خاموش ہو گئے۔ پھر ابوموسیٰ بولے اے لوگو! ہم لوگوں نے بہت کچھ غور و خوض کیا لیکن سوائے اس کے جس پر ہم نے اتفاق کیا ہے اور کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ ہم اور عمرو بن العاص دونوں علیؓ اور معاویہ کو معزول کر دیں اور مسلمانوں کو اختیار دیں کہ جس کو وہ چاہیں متفق ہو کر خلیفہ بنائیں۔ چنانچہ میں نے علیؓ اور معاویہ کو معزول کر دیا پس تم جس کو لائق سمجھو اس کو خلیفہ بناؤ''۔ اس تقریر کے ختم ہوتے ہی عمرو بن العاص نے کھڑے ہو کر کہا'' حاضرین جلسہ تم لوگ گواہ رہنا (ابوموسیٰ کی طرف اشارہ کر کے) کہ اس شخص نے اپنے رفیق (علیؓ) کو معزول کر دیا ہے اور بے شک میں بھی اس کو معزول کرتا ہوں جیسا کہ اس نے معزول کیا ہے اور معاویہ کو معزول نہیں کرتا اور اسی کو امیر المسلمین تسلیم کرتا ہوں کیونکہ وہ عثمان ابن عفان مظلوم کا ولی ہے اور وہ اس کا قائم مقام ہونے کا مستحق ہے۔

حکمین میں تلخ کلامی: ابن عباس اور سعد' ابوموسیٰ کو ملامت کرنے لگے۔ ابوموسیٰ نے معذرت پیش کی میں کیا کروں مجھے عمرو بن العاص نے دھوکا دیا۔ اقرار کر کے مکر گیا''۔ پھر عمرو بن العاص سے مخاطب ہو کر کہا'' اللہ تجھے ہدایت دے تو نے مجھ سے اقرار کر کے بدعہدی کی۔ تیری مثال بعینہ اس کتے کی ہے جو ایک بار کسی چیز کو پکڑ لیتا ہے پھر دوبارہ اس کو چھوڑ دیتا ہے''۔ عمرو بن العاص نے جواب دیا'' تو مثل گدھے کے ہے جو بار برداری کرتا ہے''۔ شریح بن ہانی نے عمرو بن العاص پر تلوار چلائی عمرو بن العاص نے جواب ترکی بہ ترکی دیا لوگ درمیان میں پڑ گئے قصہ طول نہ کھینچنے پایا رفع دفع ہو گیا۔

سب و شتم کا آغاز: ابوموسیٰ مجلس حکم سے نکل کر مکہ چلے گئے اور عمرو بن العاص مع اہل شام شام کی طرف واپس ہوئے اور معاویہ سے کل ماجرا بیان کیا۔ امیر المؤمنین نماز میں قنوت پڑھنے اور بددعا[1] کرنے لگے: اللّٰھم العن معاویۃ و عمرواً و حبیبا و عبدالرحمن بن مخلد و الضحاک قیس و الولید و ابا الاعور. معاویہ کو جب اس کی خبر لگی تو وہ بھی حضرت علیؓ و ابن عباس و حسن و حسین اور اشتر پر لعن کرنے لگے۔

---

[1] ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں اس واقعہ کی تردید کی ہے اور صاف صاف لکھا ہے: ان ھذا لم یصح اور علامہ نصر نے لکھا ہے کہ اگر یہ دعا ایک حد تک صحیح مان بھی لی جائے تو غالباً بغیر لعن کی تھی۔ حقیقت میں یہ امر خلاف شان ہے جناب امیر علیہ السلام معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی طرح سے بیٹھے ہوئے حریف کو کوسا کریں۔ کہیں ارفع ہے۔ میرے خیال میں جہاں تک مجھے تفحص سے معلوم ہوا ہے یہ ہے کہ نہ تو امیر المؤمنین علیؓ نے معاویہؓ پر لعن کیا اور نہ معاویہ نے جناب موصوف پر' یہ لوگوں کا حاشیہ ہے۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۲۲

خوارج اور جنگِ نہروان

خوارج کا گستاخانہ رویہ: امیر المومنین علیؓ جس وقت ابوموسیٰ کو حکم بنا کر روانہ کرنے لگے زرعہ ابن البرج الطائی اور حرقوص بن زہیر سعدی خوارج کی طرف سے آپ کی خدمت میں آئے اور کہا ''اے علیؓ! تم اپنے گناہ سے توبہ کرو اور اپنے قول و اقرار سے جو تم نے معاویہؓ کے ساتھ کیا ہے پھر جاؤ اور ہمارے ساتھ ہمارے دشمنوں کی طرف لڑنے کو چلو جب تک ہماری جان باقی ہے ہم ان سے جنگ کریں گے۔

امیر المومنین: میرا یہی قصد تھا لیکن تم نے اس کی مخالفت کی اور اب تو ہم اقرار نامہ لکھ چکے ہیں اس کے خلاف نہیں کر سکتے۔

حرقوص: یہی تو گناہ جس کی بابت ہم توبہ کرنے کو کہتے ہیں۔

امیر المومنین: یہ گناہ نہیں ہے۔ یہ رائے لغزش ہے۔

زرعہ: اے علیؓ اگر تم آدمیوں کے حکم کو نہ چھوڑو گے اور توبہ نہ کرو گے تو ہم تم سے محض اللہ کی مرضی حاصل کرنے کو لڑیں گے۔

امیر المومنین: تف ہے تجھ پر۔ کیا تو نے مجھے مردہ سمجھ لیا ہے کہ مجھ پر تو جس قدر چاہے گا دباؤ ڈالے گا۔ جا میں اپنے قول سے نہیں پھر سکتا اگرچہ ایسا ہی ہو' اور زرعہ اٹھے اور: لا حکما لا اللہ لا حکم الا اللہ. چلاتے ہوئے اپنے فرودگاہ پر چلے آئے۔

اس واقعہ کے بعد ایک روز امیر المومنین علیؓ! مسجد میں خطبہ پڑھ رہے تھے۔ خوارج نے مسجد کے ایک گوشہ سے چلا کر کہا: لا حکم الا اللہ. آپ نے فرمایا اللہ اکبر کلمہ حق سے اظہار باطل کا کرتے ہیں پھر دوبارہ خطبہ دینے لگے تو خوارج نے پھر ایسا ہی کہا۔ آپ نے فرمایا یہ تیسرا موقع ہے تم ہمارے ساتھ یہی برتاؤ کر رہے ہو نہ ہم تم کو مساجد میں آنے سے روکتے ہیں کہ وہاں آ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرو اور نہ ہم نے تم کو مال غنیمت سے روکا جب تک ہمارے ساتھ تھے برابر دیتے رہے اور نہ اب تم سے اس وقت تک ہم لڑیں گے جب تک تم ہم سے مخالفت نہ کرو گے اور نہ تمہارا معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو دیکھیں گے کہ کیا فیصلہ کرتا ہے۔

خوارج کی سرکشی: امیر المومنین علیؓ یہ کہہ کر قصر امارت میں چلے آئے اور خوارج مسجد سے نکل کر عبداللہ وہب راسبی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیمہ میں گئے اس نے ان کو سمجھایا بجھایا اور بعض پہاڑیوں کی طرف نکل جانے کی رائے دی اس سبب سے کہ امیر المومنین علیؓ ان شہروں کے حاکم تھے۔ حرقوص بن زہیر نے اس سے اتفاق کیا۔ حمزہ بن سنان اسدی نے کہا۔ تمہاری جو رائے ہے وہ نہایت موزوں ہے لیکن یہ ضروری امر ہے کسی کو تم اپنا امیر بنالو اور اس کے ہاتھ میں علم دو۔ خوارج نے زید بن حصن الطائی کو پھر حرقوص زہیر اور شریح بن اوفی عنسی کو یکے بعد دیگرے امارت کے لئے نام زد کیا۔ لیکن ان لوگوں نے انکار کیا تب عبداللہ بن وہب سے کہا گیا اس نے قبول کرلیا۔ چنانچہ ۱۰ شوال ۳۸ھ کو خوارج نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بعد ازاں شریح کے پاس مشورے کی غرض سے جمع ہوئے۔ عبداللہ بن وہب نے کہا تم لوگ ہمارے ساتھ ایسے شہر چلو جہاں پر ہم اللہ کے حکم کو جاری کرسکیں کیونکہ ہم لوگ اہل حق ہیں۔ شریح بولا مدائن چلو ہم اس پر بآسانی قبضہ کرلیں گے اور وہاں کے رہنے والوں کو دم بھر میں نکال دیں گے اور وہاں سے اپنے بھائیوں کو خط و کتابت کر کے بلالیں گے جو بصرے میں ہیں۔ زید بن حصن نے رائے دی کہ اگر تم لوگ جمع ہو کر نکلو گے تو عجب نہیں ہے کہ تمہارا تعاقب کیا جائے مناسب ہے کہ متفرق طور پر نکلو اور مدائن نہ جاؤ بلکہ نہروان کے پل کی جانب چلو اور وہاں سے اپنے بھائیوں کو خط کے ذریعے سے بلالو۔ عبداللہ بن وہب نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اسی پر عمل درآمد ہوا۔

خوارج کی روانگی: اس کارروائی کے بعد خوارج نے روانگی کا عزم کیا شب جمعہ اور جمعہ کو پورے دن عبادت میں مصروف رہے۔ شنبہ کے روز ایک ایک' دو دو' پانچ پانچ' دس دس' بیس بیس روانہ ہوئے۔ انہیں لوگوں کے ہمراہ طرفہ بن عدی بن حاتم بھی روانہ ہوا۔ اس کا بیچارہ بڈھا باپ عدی بن حاتم مدائن تک پیچھا کرتا گیا۔ لیکن واپس نہ لا سکا واپسی کے وقت عبداللہ بن وہب مقام ساباط میں بیس سواروں کی جمعیت سے ملا اور عدی غریب کے قتل کا قصد کیا۔ قبیلہ طے کے بعض آدمیوں نے جو اس کے ہمراہ تھے اس فعل سے باز رکھا۔

کرخ کی لڑائی: خوارج کی روانگی کے بعد امیر المومنین علیؓ نے سعد بن مسعود گورنر مدائن کو ان کی روک تھام کو لکھا چنانچہ سعد بن مسعود نے اپنے برادر زادہ کو اپنا نائب مقرر کر کے پانچ سو سواروں سے خوارج کا راستہ روکا۔ خوارج نے اس راستہ کو چھوڑ کر بغداد کا رخ کیا۔ سعد بن مسعود یہ سن کر ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے شام کے وقت مقام کرخ میں خوارج کو پکڑ لیا' اتنے میں عبداللہ بن وہب بیس سواروں کی جمعیت سے پہنچ گیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ سعد بن مسعود کے ہمراہیوں نے کہا جب تک امیر المومنین علیؓ کا کوئی حکم جنگ کی بابت نہ آئے جنگ نہ کرنا۔ سعد نے اس پر توجہ نہ کی برابر لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ رات ہوگئی فریقین نے مجبور ہو کر لڑائی بند کردی۔ عبداللہ بن وہب دریائے دجلہ عبور کر کے اپنے رفیقوں سے جاملا اور ان کے ہمراہ نہروان کی طرف روانہ ہوا۔

خوارج کا بصرہ سے خروج: خوارج بصرہ نے پانچ سو کی جمعیت سے بسر گروہی مشعر بن فدکی تمیمی بصرہ سے خروج کیا۔ ابن عباس کے حکم سے ابوالاسود الدولی نے تعاقب کیا۔ دجلہ کے پل پر مقابلہ ہوا عصر کے بعد سے عشاء کے وقت تک لڑائی ہوتی رہی جب رات کی تاریکی نے حملہ آوروں کی نظر سے ایک دوسرے کو چھپا دیا تو لڑائی خود بخود بند ہوگئی اور مشعر بن فدکی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مع اپنے ہمراہیوں کے دجلہ عبور کر کے نہروان میں عبداللہ بن وہب سے جا ملا۔

حضرت علی کا شام پر فوج کشی کا فیصلہ: امیر المومنین حضرت علیؓ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اپنے لشکریوں سے خوارج کی جنگ پر دوبارہ بیعت لی۔ پھر حکمین کے فیصلے کا خیال آ گیا جو شاق اور ناگوار گزر رہا تھا۔ آپ نے ایک خطبہ دیا جس میں بعد حمد و درود اور نصائح و پند کے بیان فرمایا ''اے لوگو! آگاہ ہو کہ حکمین نے قرآن کے حکم کو چھوڑ کر اپنی خواہش کی اتباع کی اور دونوں نے فیصلہ کرنے میں اختلاف کیا اور دونوں راہ راست سے علیحدہ رہے۔ پس اس حکم و فیصلے سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صلحاء امت بری ہیں لہذا تم لوگ شام پر حملہ کرنے کی تیاری کرو''۔

خوارج کو دعوتِ اتحاد: خطبہ دینے کے بعد خوارج کے پاس نہروان میں ایک فرمان بھیجا جس میں اس خطبہ کا مضمون تھا اور ان کو اہل شام پر حملہ کرنے کو ابھارا تھا اور صاف الفاظ میں یہ لکھ دیا تھا: نحن علی الامر الاول الذی کنا علیه. ''ہم اسی پہلی رائے پر ہیں جس پر اس سے پیشتر تھے'' یعنی اہل شام سے جنگ کریں گے خوارج نے جواب لکھا تم نے بوقت تقریر حکمین اللہ تعالیٰ کا پاس نہ کیا اور اب اپنے نفس کی اتباع سے لڑنے کو کہتے ہیں۔ پس اگر تم اپنے کافر ہونے کا اقرار کرو اور توبہ کرو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ورنہ ہم تم سے لڑنے کو تیار ہیں۔

شام پر حملہ کی تیاری: امیر المومنین علیؓ کو اس خط کے پڑھنے سے ناامیدی ہو گئی لیکن ان کو زیادہ خطرناک تصور نہ کر کے شام پر حملہ کرنے کا قصد کیا' لوگوں کو برابر جنگ کی ترغیب دیتے رہے' ابن عباس کو لشکر گاہ بجیلہ سے فوج مرتب و مہیا کرنے کو لکھا۔ انہوں نے ایک ہزار پانچ سو جنگ آور بسر گروہی احنف بن قیس جمع و مرتب کیا پھر دوبارہ ابن عباس نے لوگوں کو جمع کر امیر المومنین علیؓ کا فرمان پڑھا اور یہ بیان کیا کہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم لوگ ساٹھ ہزار ہو جس میں سے صرف ایک ہزار پانچ سو آدمیوں نے جنگ پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ اس قلیل تعداد کو میں کیا بھیجوں''۔ اس فقرے کے تمام ہوتے ہی ایک ہزار چھ سو آدمیوں نے سینہ سپر ہو کر کہا ہم جنگ پر جانے کو تیار ہیں۔ پس ابن عباس نے ان کو حارثہ بن قدامہ سعدی کے ساتھ روانہ کیا۔ چنانچہ احنف و حارثہ تین ہزار ایک سو کی جمعیت سے امیر المومنین علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امیر المومنین علیؓ نے اہل کوفہ کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں اہل بصرہ کی امداد کا حال بیان کیا بعد ازاں نہایت نرم الفاظ میں پند و نصیحت کر کے ارشاد کیا ''تم لوگ میرے معاون و مددگار رہو مناسب ہے کہ ہر سردار اپنے گروہ اور قبیلہ کی ایک فہرست تیار کر کے پیش کرے کہ ان میں کس قدر جنگ آور ہیں''۔ سعد بن قیس ہمدانی' معقل بن قیس' عدی بن حاتم' زیاد بن حفصہ' حجر بن عدی اور بڑے بڑے سرداروں' رئیسوں نے بسر و چشم اس حکم کی تعمیل کی اور کسی متنفس کو جو قابل جنگ تھا باقی نہ چھوڑا' فہرست تیار ہونے پر معلوم ہوا کہ چالیس ہزار نبرد آزما تجربہ کار' سترہ ہزار نوعمر' آٹھ ہزار غلام میدان جنگ میں جا سکتے ہیں۔ علاوہ ان کے تین ہزار ایک سو سپاہی بصرے کے تھے۔

حضرت عبداللہ بن خبابؓ کی شہادت: اس کے بعد امیر المومنین علیؓ نے یہ خبر پا کر کہ لوگ جنگ خوارج کو مقدم سمجھتے ہیں ارشاد کیا ''اہل شام پر فوج کشی زیادہ ضروری ہے کیونکہ انہوں نے تم سے مقابلہ کیا برابر لڑتے رہے اور ان کا مقصود یہ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ بزور و جبر بادشاہ بن جائیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں"۔ لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور متفق ہو کر بولے ہم آپ کے ہمراہ ہیں جہاں اور جس طرف مناسب سمجھئے رخ کیجئے۔ ہنوز امیر المومنین علیؓ اہل شام کی طرف روانہ نہ ہوئے تھے کہ یہ خبر پہنچی کہ خوارج بصرہ اور عبداللہ بن خباب صحابی سے نہروان کے قریب اتفاقاً ملاقات ہوگئی۔ صاحب سلامت کے بعد جب خوارج کو معلوم ہوا کہ یہ بزرگ عبداللہ بن خباب ہیں تو انہوں نے ابوبکر و عمر کی نسبت سوال کیا" کیسے تھے؟" عبداللہ بن خباب نے کہا وہ دونوں بہت اچھے تھے پھر اول اور آخر زمانۂ خلافت عثمان بن عفان کی بابت دریافت کیا۔ جواب دیا از اول تا آخر حق جو حق پسند تھے۔ علیؓ کی بابت حکم مقرر کرنے کے قبل اور بعد دریافت کیا جواب دیا وہ تم لوگوں سے زیادہ اللہ کے حکم کو سمجھنے اور جاننے والے اور دین حق پر چلنے والے ہیں' خوارج جھلا کر بولے" تم شخصیت کی پرستش کرتے ہو اور ان کے کارناموں کی وجہ سے ان کو اچھا کہتے ہو"۔ یہ کہہ کر ان کو ذبح کر ڈالا۔ ان کی بیوی اور تین عورتوں کا جو قبیلہ طے کی تھیں پیٹ پھاڑ ڈالا۔ امیر المومنین علیؓ کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ آپ نے اسی وقت بغرض تحقیق حال حرث بن مرۃ العبدی کو روانہ کیا خوارج نے ان کو بھی مار ڈالا۔ تب لشکریوں نے متفق ہو کر گزارش کی' ہم کیسے ان خوارج کو چھوڑ کر اہل شام کی طرف بڑھیں اور ان کے مکر و فریب سے اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال سے کیسے بے خوف و بے فکر ہو جائیں ان کی لڑائی ہم اہل شام کی لڑائی پر مقدم کرنا چاہتے ہیں"۔ اشعث بن قیس نے اس قول کی تائید کی۔

خوارج سے اتمام حجت: پس امیر المومنین حضرت علیؓ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور جنگ شام ملتوی کر کے خوارج کی طرف بڑھے۔ خوارج کے لشکر کے قریب پہنچ کر کہلا بھیجا کہ ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہم قصاص لے کر اور تم کو چھوڑ کر اہل مغرب (شام) پر حملہ آور ہوں گے اور تم سے اس وقت تک جنگ نہ کریں گے جب تک ہم شام کی جنگ سے واپس نہ آئیں گے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس اثناء میں تم کو راہ راست کی ہدایت کر دے"۔ خوارج نے جواب دیا" ہم سب نے مل کر ان کو مارا ہے اور ہم سب تمہارے خون اور ان کے خون کو مباح سمجھتے ہیں"۔ اس کے بعد قیس بن سعد بن عبادۃ اور ابوایوب انصاری نے یکے بعد دیگرے ان لوگوں کو وعظ و پند کیا۔ پھر خود امیر المومنین علیؓ نے خشونت آمیز الفاظ میں ان لوگوں کو سمجھایا ان کی رائے کی غلطی ظاہر کی اور حکمین کی نسبت فرمایا کہ چونکہ انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف حکم دیا ہے اس وجہ سے ہم نے ان کے فیصلے کو منظور نہیں کیا اور ہم اپنے اسی خیال پر ہیں جو اس سے پیشتر تھا علاوہ بریں حکم کے مقرر کرنے پر تو تم ہی لوگوں نے زیادہ زور دیا تھا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب تم لوگ ہمارے ساتھ چلو اور دشمنوں سے لڑو"۔ خوارج نے کہا بے شک ہم لوگوں نے حکم کے مقرر کرنے میں غلطی کی اللہ و رسول کے حکم کے خلاف کیا۔ کافر ہوئے لیکن توبہ کر کے پھر مسلمان ہو گئے۔ پس اگر تم بھی توبہ کرو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں اور اگر اس سے انکار کرو گے تو ہم تمہاری مخالفت کریں گے۔ امیر المومنین حضرت علیؓ نے ارشاد کیا میں کیسے اپنے کو کافر کہوں حالانکہ میں مومن ہوں' ہجرت کی خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ خوارج نے جب اس کا کچھ جواب نہ دیا تو امیر المومنین حضرت علیؓ واپس آئے۔

جنگ نہروان: بعض کہتے ہیں کہ جب امیر المومنین علیؓ نے خوارج کو خشونت آمیز لہجے میں سمجھایا ان کو ان غریبوں کے قتل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے پر ملامت کی تو خوارج نے چلا کر اپنی جماعت سے کہا اس سے (علی) سے باتیں نہ کرو اللہ سے ملنے کو دوڑو (یعنی جنگ کرو) امیر المومنین علیؓ یہ سن کر واپس آئے۔ پھر خوارج نے پل عبور کرنے کا قصد کیا امیر المومنین حضرت علیؓ آ پہنچے میمنہ پر حجر بن عدی، میسرہ پر شبث بن ربعی، سواروں پر معقل بن قیس، پیادوں پر ابوایوب اور اہل مدینہ پر ابوقتادہ تھے۔ جن کی تعداد سات سو یا آٹھ سو تھی، قیس بن سعد بن عبادۃ بھی اسی جماعت میں تھے خوارج کے لشکر پر اس تفصیل سے سردار تھے۔ میمنہ پر زید بن حصین الطائی، میسرہ پر شریح بن اوفی العنسی، سواروں پر حمزہ بن سنان اسدی، پیادوں پر ہرقوص بن زہیر۔ امیر المومنین علیؓ نے امان کا علم! ابوایوب کو مرحمت فرمایا۔ ابوایوب نے آپ کے ارشاد کے مطابق پکار کر کہا جو شخص بلا جنگ کئے آئے گا اس کو امان دی جائے گی اور جو شخص معترض نہ ہوگا اس کو بھی امان دی جائے گی اور جو شخص کوفہ یا مدائن کی طرف لوٹ جائے گا وہ بھی مامون ہوگا۔ فروۃ بن نوفل اشجعی یہ سنتے ہی پانچ سو سواروں کو لے کر خوارج سے علیحدہ ہو گیا۔ وسکرہ میں جا کر قیام پذیر ہوا اور کچھ لوگ کوفہ چلے گئے اور کچھ لوگ امیر المومنین علیؓ کے لشکر میں آ گئے ان سب کی تعداد تقریباً چار ہزار تھی ان لوگوں کے علیحدہ ہونے سے خوارج کے گروہ میں صرف ایک ہزار آٹھ سو آدمی باقی رہ گئے۔

خوارج کی شکست: امیر المومنین علیؓ نے ان پر حملہ کیا ان کی جماعت منتشر ہو گئی۔ میمنہ اور میسرہ کی ترتیب جاتی رہی پریشان ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ تیر اندازوں نے تیر بازی شروع کر دی۔ سواروں نے دونوں بازوؤں میمنہ و میسرہ سے گھیر کر بھاگنے نہ دیا۔ پیادوں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور ایک ساعت میں سب کو ڈھیر کر دیا اس طرح پر کہ گویا ان سے کہہ دیا کہ تم لوگ مر جاؤ اور وہ لوگ مر گئے۔ عبداللہ بن وہب، زید بن حصن، حرقوص بن زہیر، عبداللہ بن شجرہ، شریح بن اوفی نامی گرامی سردار مارے گئے، مال و اسباب سامان جنگ اور مویشیاں لوٹ لئے گئے اور مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے۔ البتہ خوارج کے غلاموں اور عورتوں کو واپس کر دیا۔ عدی بن حاتم نے اپنے لڑکے طرفہ اور چند آدمیوں کو دفن کرنے کا قصد کیا۔ امیر المومنین علیؓ نے منع فرمایا اور کامیابی کے بعد اس مقام سے کوچ کر گئے۔ آپؓ کے ہمراہیوں میں سے صرف سات آدمی کام آئے۔

حضرت علیؓ کی کوفہ کو مراجعت: جنگ نہروان سے فارغ ہونے کے بعد امیر المومنین علیؓ نے جنگ شام کی تیاری شروع کی اشعث بن قیس نے حاضر ہو کر گزارش کی "فوج تھک جانے اور زخموں کی وجہ سے کوفہ واپس چلنے کی درخواست کرتی ہے تاکہ تھوڑے دنوں آرام کر کے کمال مردانگی و مستعدی سے دشمنوں پر حملہ کریں اور شاید اس اثناء میں ہماری تعداد بھی بڑھ جائے۔ امیر المومنین علیؓ نے یہ درخواست منظور نہ کی لیکن شام کی طرف بھی نہ روانہ ہوئے بلکہ کوفہ کی طرف مراجعت کی مقام نخیلہ میں پہنچ کر قیام کیا اور حکم صادر فرمایا کہ کوئی شخص اپنے مکان پر نہ جائے جب تک دشمنوں کی طرف خروج کر کے فتح یاب نہ ہو جائے اس حکم کی تعمیل پورے طور سے نہ کی گئی۔ بہتیرے لشکر گاہ چھوڑ کر اپنے مکان پر چلے گئے۔ امیر المومنین علیؓ ان لوگوں کے پاس کوفہ آئے دوبارہ لڑائی کی ترغیب دی۔ معدودے چند آدمیوں نے مستعدی ظاہر کی پھر چند روز ٹھہر کر ان کے سرداروں اور رئیسوں کو طلب کر کے ان کی رائے دریافت کی اور تاخیر کرنے کی وجہ استفسار کی۔ ان لوگوں میں سے نہایت کم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمیوں نے شام پر فوج کشی پر آمادگی ظاہر کی۔ امیر المومنین علیؓ کا چہرہ اس سے سرخ ہو گیا۔ ملول خاطر اٹھے خطبہ دیا پر زور تقریر کی۔ ان کے فرائض سے ان کو مطلع کیا۔ نصیحت و فصیحت بہت کچھ کی لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ بت کی طرح خاموش بیٹھے رہے۔

مصر پر عمرو بن العاص کا قبضہ اشتر کی وفات: اس سے پیشتر ہم لکھ آئے ہیں کہ اطراف مصر میں ہوا خواہان امیر المومنین عثمانؓ بن عفان معاویہ بن خدیج سکونی کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ محمد بن ابی بکر گورنر مصر نے فسطاط سے ایک لشکر بسرکردگی ابن مضاہم مجمع منتشر کرنے کو روانہ کیا۔ معاویہ بن خدیج نے شکست دی اور اس کے سردار ابن مضاہم کو مار ڈالا۔ اس چھیڑ چھاڑ سے مصر میں شورش پیدا ہو گئی۔ لوگ چاروں طرف سے محمد بن ابی بکر پر ٹوٹ پڑے امیر المومنین علیؓ کو یہ خبر معلوم ہوئی آپ نے صفین کے واقعہ کے بعد اشتر کو لکھ بھیجا تھا کہ جزیرہ میں کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے مصر فوراً چلے جاؤ۔ تمہارے سوا کوئی شخص مصر کی اصلاح کی قابلیت نہیں رکھتا۔ معاویہ کو اس خبر سے مصر کے قبضے کی ناامیدی ہو گئی کیونکہ اشتر کی چالوں سے معاویہ کو واقفیت تھی۔ اتفاق پیش آیا کہ اشتر کوچ اور قیام کرتا جونہی قلزم کے افسر مال کے پاس پہنچا اشتر کا انتقال ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ معاویہ کی سازش سے حاکم خراج قلزم نے اشتر کو زہر دیا تھا۔ طمع یہ دلائی گئی تھی کہ خراج معاف کر دیا جائے گا لیکن یہ دراز قیاس اور خلاف واقعہ روایت ہے۔

محمد بن بکر کا اظہار اطاعت: محمد بن ابی بکر کو بھی اشتر کا حاکم مصر ہو کر آنا شاق گزرا تھا اور اس وجہ سے ذرا کشیدہ ہو گئے تھے جب اشتر کے انتقال کی خبر امیر المومنین علیؓ کو پہنچی تو آپ نے انا للہ پڑھ کر اس کے حق میں دعائے مغفرت کی اور محمد بن ابی بکر کو معذرت کا خط لکھا کہ میں نے اشتر کو حاکم مصر اس وجہ سے نہیں مقرر کیا تھا کہ تمہاری طرف سے مجھے کچھ بدظنی تھی بلکہ اس کی سیاست دانی اور کارآزمودہ ہونے کی وجہ سے میں نے مصر کی گورنری دی تھی لیکن اتفاق سے اس نے سفر آخرت اختیار کیا۔ ہم اس سے بے حد خوش تھے اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو اور اس کو ثواب دو چند عطا کرے تم کو لازم ہے کہ تم دشمنوں کے مقابلہ پر صبر و تحمل سے کام لو اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف حکمت و نصیحت نیک سے بلاؤ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو اور اس سے مدد کے خواہاں رہو۔ وہ تمہارے اہم امور میں مددگار اور جس کا ہم نے تم کو والی بنایا ہے اس کا معین ہو گا۔ محمد بن ابی بکر نے جواب لکھا کہ میں آپ کے حکم کا مطیع اور آپ کی رائے کا پابند ہوں اور جو شخص آپ کا مخالف ہو گا اس سے جنگ کرنے کو تیار رہوں۔

مصر فتح کرنے کا منصوبہ: قصہ مختصر جب حکمین نے فیصلہ کر دیا اہل عراق امیر المومنین حضرت علیؓ کے مخالف ہو گئے اور اہل شام نے خلافت معاویہ کی بیعت کر لی تو معاویہ نے مصر کو اس کی زرخیزی اور سرسبزی کی وجہ سے اپنے ممالک محروسہ میں داخل کرنے کا قصد کیا۔ مشورہ کی غرض سے ابوالاعور السلمی، حبیب بن سلمہ، بشر ابن ضحاک بن قیس، عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید اور شرجیل بن السمط کو بلایا عمرو بن العاص نے کہا کہ کسی کارآزمودہ شخص کو مصر پر فوج کشی کا حکم دے دو۔ معاویہ بولے "مناسب یہ ہے کہ فوج کشی سے پہلے ہم خواہان عثمان بن عفان سے خط و کتابت کر کے اپنا ہم آہنگ بنائیں اور دشمنوں سے صلح

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نامہ و پیام کریں لڑائی سے ڈرائیں۔ بعد ازاں میدان کارزار میں برسر جنگ آئیں''۔ پھر عمرو بن العاص سے مخاطب ہو کر کہا ''اے ابن العاص! تمہاری عجلت میں اللہ تعالیٰ برکت دیتا ہے بہتر ہوگا کہ تم مصر کا رخ کرو''۔ عمرو بن العاص نے جواب دیا ''تمہارے نزدیک جو مناسب ہو کرو لیکن میرا خیال ہے کہ مصر پر بغیر جنگ قبضہ حاصل نہ ہوگا۔

عمرو بن العاصؓ کی روانگی: جلسہ برخاست ہونے کے بعد معاویہ نے معاویہ بن خدیج اور مسلمہ بن مخلد کو خط لکھا امیر المومنین علیؓ کی مخالفت کرنے پر شکر گزاری ظاہر کی۔ ان کو امیر المومنین کی مخالفت پر ابھارا اور امیر المومنین عثمانؓ بن عفان کے معاوضہ خون طلب کرنے پر قائم رہنے کی تاکید کی' معاویہ اور مسلمہ خط پا کر بہت خوش ہوئے معاویہ سے مدد طلب کی۔ معاویہ نے اپنے ارباب شوریٰ کو جمع کیا۔ لوگوں نے عمرو بن العاص کی طرف اشارہ کیا چنانچہ معاویہ نے عمرو بن العاصؓ کو چھ ہزار کی جمعیت سے مصر روانہ کیا اور روانگی کے وقت ترک عجلت اور آسانی اختیار کرنے کی ہدایت کی۔

جنگ کا آغاز: عمرو بن العاص لشکر شام لئے ہوئے مصر کے قریب پہنچ کر ایک میدان میں مقیم ہوئے۔ ہوا خواہان عثمانؓ آ کر جمع ہو گئے۔ عمرو بن العاص نے اپنا خط معاویہ کے ساتھ محمد بن ابی بکر کے پاس بھیجا اپنے آنے اور سخت جنگ کی دھمکی دی۔ محمد بن ابی بکر نے ایک عرض داشت کے ساتھ ان دونوں خطوں کو دربار خلافت میں بھیج دیا۔ امیر المومنین علیؓ نے لشکر و امداد بھیجنے کا وعدہ کیا اور نہایت استقلال وصبر سے لڑائی شروع کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ محمد بن ابی بکر نے میدان لیا۔ دو ہزار کی جمعیت کنانہ بن بشر کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ معاویہ بن خدیج نے عمرو بن خدیج کو بسرافسری سوارانِ شام کنانہ کے روک تھام کو بھیجا۔

کنانہ اور محمد بن ابی بکر کا انجام: سوارانِ شام نے کنانہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا جنگ شروع ہوگئی۔ کنانہ گھبرا کر پیادہ پا ہو کر لڑنے لگا اور لڑتے لڑتے کام آ گیا یہ خبر محمد بن ابی بکر تک پہنچی ان کے ہمراہی لشکر شام کے خوف سے علیحدہ ہو گئے۔ محمد بن ابی بکر میدانِ جنگ سے بھاگ کر ایک ویران کھنڈر میں جا چھپے۔ ابن خدیج نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر فسطاط لائے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے اپنے بھائی کی سفارش کی لیکن عمرو بن العاص نے سماعت نہ کی۔ محمد بن ابی بکر نے پانی مانگا۔ ابن خدیج نے اس بدلے میں کہ امیر المومنین عثمانؓ کو محمد اور ان کے ہمراہیوں نے پانی نہیں دیا تھا ان کو بھی پانی نہ دیا اور ایک مردار گدھے کی کھال میں بھر کر جلا دیا۔ بعض کا بیان ہے کہ جس وقت محمد بن ابی بکر کو شکست ہوئی اور حبلہ بن مسروق کے مکان میں جا چھپے۔ معاویہ بن خدیج نے مع اپنے ہمراہیوں کے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ محمد بن ابی بکر جوش مردانگی میں مکان سے نکل کر میدان میں آئے اور لڑ کر راہِ آخرت اختیار کی۔

مالک بن کعب کی شام کو روانگی اور واپسی: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ امیر المومنین علیؓ نے محمد بن ابی بکر کو جنگ کرنے کو لکھا تھا اور امداد بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ جناب موصوف نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ لوگوں کو اہل شام کی جنگ پر ابھارا اور یہ ارشاد کیا کہ ہم کل صبح جرعہ کی طرف روانہ ہوں گے تم لوگ بھی وہیں آ جانا۔ چنانچہ آپ کوفہ سے صبح کو جرعہ روانہ ہوئے دوپہر کے وقت پہنچے قیام کیا۔ شام تک انتظار کرتے رہے مگر ایک شخص بھی نہ آیا۔ بعد غروب آفتاب واپس آئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرفاء کو جمع کر کے نصیحت و فصیحت کی۔ معاویہ کی لڑائی پر دوبارہ ابھارا۔ مالک بن کعب الارحبی نے دو ہزار آدمیوں کو تیار کر کے کہا ''ہم آپ کے دشمنوں سے لڑنے کو تیار ہیں'' امیر المومنین علی نے فرمایا اچھا جاؤ۔ لیکن مجھے امید نہیں کہ تم محمد بن ابی بکر کی مدد پر پہنچ سکو گے۔ مالک بن کعب نے تھوڑا ہی راستہ طے کیا ہوگا کہ حجاج بن عرفہ انصاری سے ملاقات ہوگئی (یہ مصر سے آ رہے تھے) انہوں نے محمد کے مارے جانے کا واقعہ بتلایا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن ابن شبث فزاری جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے جو شام کی مخبری کی خدمت پر مامور تھے انہوں نے محمد کے قتل اور عمرو بن العاص کے مصر پر قبضہ کرنے کے مفصل واقعات بتلائے۔ امیر المومنین علیؓ کو سخت صدمہ ہوا اور آپ نے اسی وقت مالک بن کعب کو مع لشکر جو مصر کو جا رہا تھا واپس بلا لیا۔ بعد ازاں لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا مصر کی سرگزشت بیان کی اور ان کو سستی و غفلت پر ملامت کرتے ہوئے ارشاد کیا کہ یہ تمہاری غفلت و کاہلی کا نتیجہ تھا کہ مصر ہاتھ سے جاتا رہا (یہ واقعہ ۳۸ھ کا ہے)۔

ابن حضرمی کی بصرہ میں آمد: فتح مصر کے بعد معاویہ نے عبداللہ بن الحضرمی کو بصرہ روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ ازد کی تالیف قلوب کرنا۔ ربیعہ سے علیحدہ رہنا اس وجہ سے کہ وہ علی ابن ابی طالبؓ کے طرف دار و ہوا خواہ ہیں اہل بصرہ بوجہ واقعہ جمل امیر المومنین علیؓ سے کشیدہ خاطر تھے اور وہ بھی معاویہ کی طرح عثمان بن عفانؓ کے خون کا معاوضہ طلب کر رہے تھے۔ ابن حضرمی معاویہ سے رخصت ہو کر بصرہ پہنچے بنی تمیم میں فروکش ہوئے ان دنوں ابن عباس بصرہ کی گورنری پر تھے۔ لیکن زیاد کو اپنا نائب بنا کر کسی ضرورت سے امیر المومنین علیؓ کے پاس چلے گئے تھے ابن حضرمی کے آنے کی خبر سن کر کل ہوا خواہان عثمان بن عفان آ کر جمع ہو گئے۔ ابن حضرمی نے بعد حمد و نعت کے لوگوں کو خون عثمان کا معاوضہ طلب کرنے پر ابھارنے لگے۔ ضحاک بن قیس ہلالی نے قطع کلام کر کے کہا ''اللہ تجھ سے سمجھے! تو یہ کیا کہہ رہا ہے کیا تو ہم کو اتفاق کے بعد تفریق جماعت اور موت کی طرف بلاتا ہے تاکہ معاویہ امیر ہو''۔ عبداللہ بن حازم اسلمی نے ترش رو ہو کر ضحاک سے کہا چپ ہو جا! تو اس کے کہنے کے لائق نہیں ہے۔ پھر ابن الحضرمی سے مخاطب ہو کر کہا ''ہم تمہارے معین و مددگار ہیں تمہارا قول قابل قبول و عمل ہے تم بے خوف و خطر معاویہ کا خط پڑھو''۔ اس پر ابن الحضرمی نے معاویہ کا خط نکال کر پڑھنا شروع کیا۔ جس میں عثمان بن عفان کے فضائل اور ان کے انتظامات کی خوبیاں لکھی تھیں اور اہل بصرہ کو خون عثمان کے معاوضہ طلب کرنے پر ابھارا تھا اور ان کو وظائف بڑھانے کی لالچ دی تھی''۔ ابن الحضرمی جب خط پڑھ چکے تو احنف بن قیس نے کھڑے ہو کر کہا ''میں اس رائے سے اختلاف کرتا ہوں''۔ عمرو بن مرجوم چلا اٹھے اے لوگو! جماعت سے علیحدہ نہ ہو امیر المومنین علیؓ کی بیعت نہ توڑو۔ عباس بن حجر بولے میں ابن الحضرمی کا معین و مددگار رہوں۔ مثنیٰ بن مخرمہ نے ابن الحضرمی کو مخاطب کر کے کہا تم ابن حجر کی پشت پناہی پر نازاں نہ ہو بہتر ہے جہاں سے آئے ہو واپس جاؤ' ابن الحضرمی نے صبرہ بن ازدی سے خطاب کر کے کہا ''کیا تم میری مدد نہ کرو گے جواب دیا اگر تم میرے یہاں نزدیک آ جاؤ گے تو میں ضرور مدد کروں گا۔

ابن حضرمی کا انجام: زیاد نے (جو ابن عباس کی نیابت میں امیر بصرہ تھا) یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر فتنہ ہونے سے ڈرایا حصین بن المنذر، مالک بن مسمع اور سرداران بکر بن وائل کو بلا کر ابن الحضرمی کے آنے اور جلسہ عام کرنے کا ماجرا بیان کیا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن الحضرمی کو تا صدور حکم امیر المومنین اس فعل سے باز رکھنے کو کہا۔ حصین نے اس امر کو منظور کر لیا لیکن مالک بن مسمع نے حیلہ و حوالہ سے ٹالنا چاہا اس وجہ سے کہ اس کا میلان طبع بنی امیہ کی طرف تھا۔ زیاد نے گھبرا کر صبرہ بن شیمان کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھ کو اور بیت المال کو اپنے امان میں لے لو۔ صبرہ نے کہا ''بہتر! بشرطیکہ تم اس کو میرے گھر اٹھالاؤ'' زیاد نے بیت المال اور منبر صبرہ کے گھر لے جا کر رکھا اور اسی کی قوم کی مسجد میں جمعہ پڑھنے لگے اور تالیف قلوب کر کے انہیں لوگوں سے ایک لشکر مرتب کر لیا اور اس کی اطلاع امیر المومنین علیؓ کو بھیج دی۔ آپ نے اعین بن ضبیعہ کو یہ ہدایت کر کے روانہ کیا کہ جس طرح ممکن ہو تمیم اور ابن الحضرمی میں نفاق ڈال دو اور جو شخص اس کی مخالفت کر اس سے بے تامل لڑو غرض اعین بن ضبیعہ نے بصرہ پہنچ کر تمیم کو ابن الحضرمی سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی ابن الحضرمی کے ہمراہی مخالف ہو گئے ایک دن یا دو دن لڑائی ہوتی رہی ابن الحضرمی کو شکست ہوئی بعض لوگوں نے مکر و فریب سے بلا کر مار ڈالا بیان کیا جاتا ہے کہ ابن الحضرمی کو خوارج نے قتل کیا تھا۔

زیاد کا فارس کی امامت پر تقرر: جس وقت ابن الحضرمی بصرہ میں مارے گئے اور امیر المومنین کی بابت لوگوں میں اختلاف بدستور قائم رہا تو اہل عجم نے (۳۹ھ) میں اپنے گورنر سہیل بن حنیف کو نکال دیا۔ امیر المومنین علیؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا جاریہ بن قدامہ نے گزارش کی۔ زیاد کو فارس کا عامل بنا کر بھیجئے''۔ آپ نے اس سے اتفاق کر کے ابن عباس کو حکم دیا کہ بسر کردگی ایک لشکر عظیم زیاد کو فارس کی طرف روانہ کرو۔ چنانچہ زیاد ایک لشکر جرار لے کر فارس کی طرف بڑھا۔ ایرانیوں میں سے بعض نے مقابلہ کیا کچھ لوگ مارے گئے کچھ بھاگ گئے جو باقی رہے انہوں نے اطاعت قبول کر لی بعد ازاں زیاد نے کرمان کا قصد کیا اور اس کو بھی بزور تیغ مطیع کیا اور ایرانیوں کے جوش کو جو دودھ کے ابال کی طرح اٹھا تھا اپنی آبدار تیغ سے بجھا کر اصطخر میں آ کر قلعہ موسومہ زیاد میں قیام پذیر ہوا۔

حضرت علیؓ سے حضرت ابن عباس کی علیحدگی: ۴۰ھ میں عبداللہ بن عباسؓ امیر المومنین علیؓ سے ناراض ہو گئے۔ علیحدہ ہو کر مکہ چلے گئے یہ ناگوار واقعہ اس طرح پیش آیا کہ ایک روز عبداللہ بن عباس ابوالاسود کی طرف سے ہو کر گزرے اور کسی امر پر ناراض ہو کر جھڑک دیا۔ ابوالاسود نے امیر المومنین علیؓ کو شکایت لکھی کہ عبداللہ بن عباسؓ نے جو مال ان کے قبضہ میں تھا بلا اطلاع و اجازت دربار خلافت صرف کر ڈالا ہے۔ امیر المومنین علیؓ نے ابوالاسود کو شکریہ کا خط لکھا اور ابن عباس کو لکھا ''مجھ سے شکایت کی گئی ہے کہ تم نے بیت المال کا روپیہ خرچ کر ڈالا ہے میں نے شکایت کنندہ کا نام بخوف فتنہ ابھی ظاہر نہیں کیا تم یہ دیکھو کہ یہ واقعہ کہاں تک صحیح ہے''۔ ابن عباس نے جواب لکھا کہ ''جو خبر آپ کو پہنچی ہے وہ محض غلط اور بے بنیاد ہے میں نے جس مال کو صرف کیا ہے اس کا میں مالک و محافظ ہوں''۔ امیر المومنین علیؓ نے دوبارہ لکھا کہ اچھا تم یہ بتاؤ کہ تم نے کیا پایا اور کیسے پایا اور کہاں سے پایا اور کہاں رکھا ہے''۔ ابن عباس نے جواب بھیجا ''میں آپ کے مطلب کو سمجھ گیا میں ایسی گورنری نہیں کرنا چاہتا جس کو آپ مناسب سمجھئے بھیج دیجئے اور یہ مال جو میں نے صرف کیا ہے وہ میرا ہے اور مجھے اس کے خرچ کرنے کا حق حاصل ہے''۔ ابن عباس یہ جواب لکھ کر مع مال و اسباب مکہ روانہ ہو گئے اہل بصرہ نے مال چھیننے کی غرض سے تعاقب کیا' قیس نے للکار کر کہا ''ابن عباس تک کوئی نہ پہنچ سکے گا جب تک ہم میں ایک آنکھ بھی دیکھنے والی باقی رہے گی' صبرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن شیمان نے اپنی قوم سے کہا کہ قیس ہمارے بھائی ہی اور ان کا پاس ولحاظ مال کے لینے سے بہتر ہے۔ آؤ ہم لوگ بصرہ لوٹ چلیں' صبرہ وشیمان کے واپس ہوتے ہی بکر اور عبدالقیس بھی واپس ہوئے بنوتمیم کے چند لوگوں نے تعرض کیا دو دو چار چار ہاتھ چلے۔ لیکن احنف نے درمیان میں پڑ کر لڑائی بند کرادی اور ان کو ہمراہ بصرہ واپس لایا۔

حضرت علیؓ کی شہادت ۴۰ھ میں ۱۷ یا ۱۱ رمضان المبارک یا ربیع الثانی میں امیر المومنین علیؓ شہید کر دیئے گئے۔ روایت اول بہ نسبت پچھلی روایتوں کے صحیح ہے امیر المومنین حضرت علیؓ کے شہید کئے جانے کا سبب یہ ہوا کہ جنگ نہروان کے بقیۃ السیف خوارج عبداللہ بن ملجم مرادی' برک بن عبداللہ تمیمی (اس کو حجاج بھی کہتے تھے) اور عمرو بن اکرم تمیمی سعدی حجاز میں ایک مقام پر اکٹھا ہو کر عظماء اور امراء اسلام کے معایب بیان کرنے لگے' نہروان کے مقتولوں پر افسوس ظاہر کیا۔ بہت دیر تک خاموش اور مغموم بیٹھے رہے پھر ان میں سے ایک نے مہر سکوت توڑ کر کہا'' کاش ہم لوگ اپنی جانوں پر کھیل کا آئمۃ الضلال (سرداران گمراہی) کو مار ڈالتے تو بہت اچھا ہوتا۔ مسلمان ان کے ظلم کے ہاتھوں سے نجات پا جاتے'' ابن ملجم (یہ مصر کا رہنے والا تھا) بولا'' میں علیؓ کے لئے کافی ہوں'' برک نے کہا'' میں معاویہ کا کام تمام کروں گا'' عمرو بن بکر تمیمی نے عمرو بن العاص کے قتل کا بیڑا اٹھایا اس کے بعد سب نے یہ عہد و پیمان کیا کہ جب تک ہر شخص آئمۃ الضلال کو نہ مار لے واپس نہ آئے یا وہیں مر جائے اور یہ کام ۱۷ تاریخ رمضان المبارک کو نماز فجر کے وقت انجام دیا جائے۔

ابن ملجم اور شبیب بن شجرہ: چنانچہ اس اقرار و عہد کے مطابق ابن ملجم کوفہ آیا اپنے دوستوں سے ملا۔ لیکن اپنے راز کو کسی پر ظاہر نہ کیا پھر شبیب بن شجرہ اشجعی کے پاس گیا اپنے قصد سے واقف کیا۔ اعانت کی درخواست کی۔ شبیب نے کہا'' تیری ماں مر جائے! تو کیسے ان کو شہید کرنے پر قادر ہوگا''۔ ابن ملجم نے جواب دیا نماز فجر کے قبل میں مسجد میں چھپ کر بیٹھ جاؤں گا جس وقت وہ (امیر المومنین علیؓ) مسجد میں آئیں گے میں فوراً حملہ کر دوں گا پس اگر میں نے ان کو مار ڈالا اور بچ کر نکل گیا تو فبہا ورنہ شہادت نصیب ہوگی۔ لوگ ان کے ظلم سے نجات پا جائیں گے شبیب نے کہا تف ہو تجھ پر تو ایسے شخص کو مارنے آیا ہے جو سابق الاسلام اور سب لوگوں سے افضل ہے ابن ملجم نے جواب دیا کیا خوب! انہوں نے جنگ نہروان میں نیک بندوں کو قتل نہیں کیا؟ شبیب نے کہا'' ہاں'' پھر ابن ملجم نے کہا ہم اس کو انہیں مقتولوں کے عوض قتل کیا چاہتے ہیں۔ شبیب ان فقروں میں آ گیا اور اس کا ہم آہنگ بن گیا۔

اس واقعہ کے بعد ابن ملجم کی نظر ایک حسین عورت پر پڑی۔ جو قبیلہ تمیم رباب کی تھی جس کے باپ بھائی جنگ نہروان میں مارے گئے تھے۔ ابن ملجم اس کو دیکھ کر فریفتہ ہو گیا۔ نکاح کا پیام دیا عورت نے اس شرط سے منظور کیا کہ ایک غلام اور ایک لونڈی مہر میں دو اور امیر المومنین علیؓ کو شہید کر ڈالو' ابن ملجم نے کہا'' علیؓ کا قتل کرنا تو کچھ مشکل نہیں ہے میں اسی غرض سے آیا ہوں البتہ پہلی دو شرطوں میں مجھے کلام ہے اور وہ شاید مجھ سے ادا نہ ہو سکیں۔ عورت نے کہا بہتر! تم اسی شرط کو پورا کر دا گر تم اس میں کامیاب ہو گئے تو کافی ہے اور میں تمہارے ساتھ ایسے شخص کو مقرر کرتی ہوں جو تمہاری مدد کرے گا یہ کہہ کر اس نے اپنے قبیلہ سے ایک شخص وردان نامی کو ابن ملجم کے ہمراہ متعین کیا جب وہ شب آئی جس میں ابن ملجم نے اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمراہیوں سے امیر المومنین علیؓ کے شہید کرنے کا اقرار کیا تھا اور یہ رات جمعے کی تھی تو ابن ملجم مع شبیب اور دردان مسجد میں آیا۔ دروازے کے قریب چھپ کر بیٹھا جس طرف سے امیر المومنین علیؓ مسجد میں آتے تھے۔

حضرت علیؓ پر حملہ: تھوڑی دیر کے بعد امیر المومنین علیؓ تشریف لائے' بلند آواز سے فرمایا: ایھا الناس الصلوۃ الصلوۃ. شبیب نے لپک کر تلوار چلائی آپ آگے بڑھ گئے تھے دروازے پر پڑی۔ ابن ملجم نے بڑھ کر پیشانی پر تلوار کا وار کیا اور چلا کر کہا: الحکم للّٰہ لالک یا علی و لا صحابک. دردان بھاگ کر اپنے مکان میں آیا اور اپنے بعض احباب سے اس واقعہ کو بیان کیا انہوں نے اس کو مار ڈالا۔ شبیب اسی تاریکی میں بھاگا ہوا چلا جاتا تھا لوگوں نے دوڑو' پکڑو چلانا شروع کیا ایک حضرمی شخص نے پہنچ کر شبیب کی تلوار چھین لی اور اس کو گرفتار کر لیا۔ پھر لوگوں کو آتے ہوئے دیکھ کر اس خوف سے کہ مجھ ہی کو قاتل نہ سمجھ لیں چھوڑ دیا۔ شبیب موقع پا کر بھاگ گیا اور لوگوں نے ابن ملجم کو گرفتار کر لیا۔

حضرت علیؓ کی وصیت: امیر المومنین علیؓ نے زخمی ہونے کے بعد جعدہ بن ہبیرہ (اپنی ہمشیرہ امہانی کے لڑکے) کو نماز پڑھانے پر مامور کیا جعدہ نے نماز پڑھائی۔ آپؓ کو گھر اٹھا کر لائے اب اس وقت آفتاب نکل آیا تھا ابن ملجم مشکیں بندھی ہوئی پیش کیا گیا۔ آپ نے ارشاد کیا ''اے اللہ کے دشمن! تجھ کو کس چیز نے میرے قتل پر آمادہ کیا؟'' ابن ملجم نے عرض کی میں نے اس تلوار کو چالیس روز تک تیز کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اس سے وہ شخص مارا جائے جو شر خلق ہے۔ آپ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تو بھی اسی سے مارا جائے گا۔ پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا اگر میں اس زخم سے مر جاؤں تو تم بھی اس کو مار ڈالنا جیسا کہ اس نے مجھے مارا ہے اور اگر میں بچ گیا تو میں جیسا مناسب سمجھوں گا کروں گا۔ اے بنی عبدالمطلب! مسلمانوں کی خونریزی کی ترغیب لوگوں کو نہ دینا اور یہ حیلہ نہ اٹھانا کہ امیر المومنین مارے گئے ہیں بلکہ سوائے قاتل کے اور کسی کو نہ مارنا' اے حسنؓ اگر میں اس زخم سے مر جاؤں تو تم بھی اسی کی تلوار سے ایسا ہی ایک ہی وار مارنا' مثلہ ہرگز نہ کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: ایاکم و المثلۃ. ام کلثوم بنت امیر المومنین حضرت علیؓ نے ابن ملجم سے خطاب کر کے کہا ''اے عدو اللہ! میرے باپ کو تو نے شہید کیا ہے ان کا کوئی نقصان نہیں ہے اللہ تعالیٰ تجھے قیامت میں رسوا کرے گا۔ ابن ملجم نے جواب دیا ''پھر کیوں روتی ہو واللہ میں نے یہ تلوار ایک ہزار میں خریدی تھی اور چالیس روز تک برابر سان رکھتا رہا ہوں اگر اہل شہر پر یہ وار پڑ جاتا تو ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہتا۔

حضرت امام حسنؓ کی خلافت کا مسئلہ: اس عرصہ میں جندب بن عبداللہ آ گئے اور انہوں نے امیر المومنین علیؓ سے دریافت کیا ''اگر آپ ہم سے جدا ہو جائیں تو کیا ہم حسنؓ کی بیعت کریں گے؟ ارشاد کیا نہ میں یہ حکم دیتا ہوں اور نہ اس کو منع کرتا ہوں تم خود سمجھ دار ہو پھر حسنؓ و حسینؓ کو طلب کر کے فرمایا ''میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں تم لوگ دنیا میں مبتلا نہ ہونا' گو وہ تم کو مبتلا کرنا چاہے اور دنیا کی کسی چیز کے حاصل نہ ہونے پر افسوس نہ کرنا' ہمیشہ حق کہنا' یتیم پر رحم کرنا بیکسوں کی مدد کرنا' ظالم کے دشمن رہنا اور مظلوم کے معین و مددگار' کتاب اللہ پر عمل کرنا اور اللہ تعالیٰ کے حکموں میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرنا''۔ پھر محمد بن الحنیفہ سے مخاطب ہوئے ''میں تم کو بھی انہیں باتوں کی وصیت کرتا ہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان دونوں بھائیوں کی تعظیم کرنے کی ہدایت کرتا ہوں ان کا حق تم پر زیادہ ہے کوئی امر ان کے خلاف مرضی نہ کرنا'' اس کے بعد حسنؓ و حسینؓ کو ابن الحنیفہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت کی پھر حسنؓ کو تھوڑی دیر سمجھاتے رہے۔ جب وقت وفات قریب آیا تو ایک عام وصیت تحریر کی اور پھر سوائے لا الہ الا اللہ کے دوسرا کلمہ زبان سے نہ نکلا یہاں تک کہ انتقال فرمایا انا للّٰہ و انا الیہ راجعون.

ابن ملجم کا قتل: امیر المومنین حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد ابن ملجم حسنؓ ابن علی کے روبرو پیش کیا گیا' عرض کی آپ کا کوئی حرج ہے اگر مجھے تھوڑے دنوں تک زندہ رکھیں؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ معاویہؓ اور علیؓ کو مار ڈالوں گا چنانچہ علیؓ کا میں نے کام تمام کر دیا۔ اب معاویہ باقی رہ گیا ہے' تم مجھے اتنی مہلت دو کہ میں اپنا وعدہ پورا کر لوں پس اگر میں نے اس کو مار ڈالا اور زندہ بچ گیا تو میں اللہ تعالیٰ کو شاہد کر کے کہتا ہوں کہ تمہارے پاس چلا آؤں گا۔ حسن نے کہا نہیں واللہ تو اب دوزخ کی سیر کرے گا یہ کہہ کر آپ نے اس کو آگے بڑھایا اور ایک ہی وار سے کام تمام کر دیا۔

امیر معاویہؓ پر حملہ: ابن ملجم کا دوسرا ساتھی برک بن عبداللہ تھا جو معاویہؓ کے قتل کا بیڑا اٹھا کر شام گیا تھا۔ اس نے اسی شب کو فجر کے وقت معاویہ پر حملہ کیا۔ لیکن اتفاق سے زخم کاری نہ پڑا۔ زیریں جسم پر معمولی سا زخم آیا پلٹ کر برک کو گرفتار کر لیا۔ برک نے خوفزدہ ہو کر کہا میں تم کو ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں اگر تم اس کے عوض مجھ کو کچھ فائدہ پہنچاؤ (مطلب یہ تھا کہ رہا کر دو) اور وہ یہ ہے کہ آج ہی شب کو میرے ایک بھائی نے علیؓ کو مار ڈالا' معاویہؓ نے متعجب ہو کر کہا شاید وہ اس امر پر قادر نہ ہوگا۔ برک نے جواب دیا یہ غیر ممکن ہے' علیؓ کے ساتھ کوئی محافظ نہیں رہتا۔

برک بن عبداللہ کا انجام: اس سلسلہ کلام کے تمام ہوتے ہی معاویہ کے حکم سے برک قتل کر دیا گیا۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ معاویہ نے برک کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے تھے اور یہ زیاد کے زمانے تک زندہ رہا تھا اور زیاد نے اس کو بصرے میں قتل کیا ہے غرض معالجے کے لئے طبیب حاضر ہوا۔ اس نے زخم کی صورت دیکھ کر کہا ''اس کا علاج دو ہی صورت سے ہو سکتا ہے یا تو داغ دیا جائے یا دوا پینا اختیار کیجئے۔ مگر آئندہ اس سے سلسلہ توالد و تناسل منقطع ہو جائے گا''۔ معاویہ نے کہا ''میری آنکھیں یزید اور عبداللہ کو دیکھ کر ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ لیکن آگ کا داغ برداشت نہ ہوگا تم مجھے دوا دو۔ اس واقعہ کے بعد معاویہ نے دربان رکھے' باڈی گارڈ مقرر کیا' پولیس کا پہرہ نماز کی حالت میں رہنے لگا۔ یوں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سبائی شخص نے کسی وجہ سے مروان بن الحکم کو نیزہ مارا تھا۔ اس وجہ سے سب سے پہلے مروان نے ۴۴ھ میں دربان اور باڈی گارڈ مقرر کیا تھا۔

عمرو بن بکر کا قتل: تیسرا رفیق ابن ملجم کا عمرو بن بکر تھا اسی شب میں یہ بھی عمرو بن العاص کے قتل کرنے کو چھپ کر بیٹھا' اتفاق یہ کہ اس رات کو علالت کی وجہ سے عمرو بن العاص نماز پڑھنے مسجد میں نہ آئے اپنے ایک فوجی افسر خارجہ بن ابی حبیبہ بن لوی کو نماز پڑھانے کے لئے بھیج دیا۔ عمرو بن بکر نے اس غریب پر عمرو بن العاص کے شبہ میں تلوار چلائی اور ایک ہی وار میں کام تمام کر دیا۔ لوگ اس کو عمرو بن العاص کے پاس گرفتار کر کے لائے دریافت کیا کون مارا گیا؟ لوگوں نے کہا ''خارجہ!''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر عمرو بن بکر چونک کر بولا ''افسوس میں نے تمہارے شبہ میں اس کو مارا'' عمرو بن العاص نے کہا ''تو نے عمرو کے مارنے کا قصد کیا اور اللہ تعالیٰ نے خارجہ کے قتل کا کہہ کر اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

عمال: امیر المومنین علیؓ کی شہادت کے وقت آپ کے عمال اس تفصیل سے تھے بصرے میں عبداللہ بن عباس (ان کی علیحدگی کے بعد دوسرے کی تقرری کی نوبت نہیں آئی تھی) اور یان کے عہدہ قضاء پر ابوالاسد الدولی' فارس میں زیاد بن سمیہ' یمن بن عبیداللہ بن عباس (جب تک بصرین ارطا کا واقعہ پیش نہیں آیا) طائف میں قثم بن عباس' مدینہ میں ابوایوب انصاری یا سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہم۔

تذکرہ حضرت علیؓ: حلیہ ونسب' گندی رنگ' چھوٹا قد' آنکھیں بڑی' ہنس مکھ' خوبصورت تھے' سینہ پر بکثرت بال' گھنی ڈاڑھی' بازو اور پنڈلیاں پر گوشت' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علی مرتضا نسبتاً نہایت تھے اور ان سے زیادہ خلفاء راشدین میں سے کوئی قریب نہیں تھا دوسری ہی پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ یہ بیٹے ہیں ابو طالب کے جن کا نام عبد مناف تھا اور عبد مناف' عبدالمطلب بن ہاشم کے بیٹے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے۔ جیسا کہ علی مرتضیٰ باپ کی جانب سے ہاشمی تھے ویسے ہی ماں کی طرف سے بھی ان کا نام فاطمہ تھا۔ یہ بیٹی تھیں اسد بن ہاشم کی۔ یہ پہلے خلیفہ ہیں جن کے ماں اور باپ دونوں ہاشمی تھے۔ آپ سباق الاسلام سے ہیں' جیسا بوڑھوں میں سب سے پہلے ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے' عورتوں میں ام المومنین خدیجہؓ ویسا ہی نوعمروں میں آپ' شب ہجرت میں آپ ہی خواب گاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے تھے' مشرکین مکہ کو سورہ برأت کے سنانے پر آپ ہی مامور ہوئے تھے' زیور علم سے آراستہ تھے اور لباس تقویٰ سے پیراستہ' سخاوت وشجاعت کا مادہ گھٹی میں پڑا ہوا تھا' اگر اندرونی تحمصات نہ پیش آ جاتے تو آپ ایک عالم کو علیٰ منہاج النبوت[1] چلاتے۔

عہد خلافت: مؤرخوں کا بیان ہے کہ امیر المومنین علیؓ کا زمانہ خلافت تین مہینے کم پانچ برس رہا اور یہ کل زمانہ خانہ جنگیوں اور اندرونی نزاعات اور فسادات کے رفع وفرو کرنے میں صرف ہو گیا۔ ترسٹھ برس کی عمر پائی بعض کا قول ہے کہ آپ نے انسٹھ مراحل عمر کے طے فرمائے' کوئی کہتا ہے کہ اٹھاون برس کی عمر میں آپؓ شہید کئے گئے۔ علاوہ اس کے لوگوں نے مختلف روایتیں کی ہیں' لیکن روایت اول صحیح ہے۔ شہید ہونے کے بعد حسنؓ حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ عنہم) نے نہلایا۔ تین کپڑوں میں کفنایا اور آپ کے خلف اکبر امام حسنؓ نے نماز پڑھائی۔ مسجد کے قریب دفن کئے گئے اور بعض کا بیان ہے کہ قصر میں مدفون کئے گئے۔

ازواج واولاد: سب سے پہلے جس سے آپ نے نکاح کیا وہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں ان کے بطن سے چار اولادیں ہوئیں' دو لڑکے حسنؓ وحسینؓ اور دو لڑکیاں زینب الکبریٰ اور ام کلثوم' فاطمہ زہراؓ کی وفات کے بعد ام البنین بنت حرام کلابیہ سے عقد کیا جس سے چار لڑکے' عباس' جعفر' عبداللہ اور عثمان پیدا ہوئے جو معرکہ کربلا میں اپنے بھائی حسینؓ کے ساتھ شہید ہوئے۔ تیسری بیوی آپ کی لیلیٰ بنت مسعود بن خالد نہشلیہ تمیمہ تھیں دو لڑکے عبیداللہ اور ابوبکر ان کے بطن سے پیدا

[1] از تاریخ کامل ابن اثیر ص ۲۰۱' جلد سوم مطبوعہ مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی معرکہ کربلا میں اپنے بھائی حسینؓ کے ساتھ شربت شہادت نوش کیا' چوتھی شادی آپ نے اسماء بنت عمیس خثعمیہ سے کی جس سے محمد الاصغر اور یحییٰ وجود میں آئے اور معرکہ کربلا میں شہید ہوئے۔ بعض نے کہا کہ انہیں کے بطن سے آپ کے لڑکے عون بھی پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم۔ پانچواں عقد امامہ بنت ابی العاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس سے کیا۔ ان کی ماں زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر تھیں ان سے محمد الاوسط پیدا ہوئے اور محمد الاکبر علی جن کو ابن الحنیفہ کہتے ہیں ان کی ماں کا نام خولہ بنت جعفر یہ قبیلہ حنیفہ سے تھیں اور صہبا بنت ربیعہ تغلبیہ سے حضرت علیؓ کے فرزند عمر اور دختر رقیہ پیدا ہوئیں۔ آپ کی آٹھویں بیوی کا نام سعد بنت عروہ بن مسعود ثقفیہ ہے جس سے ام الحسن' رملۃ الکبریٰ اور ام کلثوم پیدا ہوئی۔ نواں عقد آپ کا محیتہ بنت امراء القیس بن عدی کلبیہ سے ہوا ان کے بطن سے صرف ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا لڑکپن میں انتقال ہو گیا تھا۔ علاوہ ان لڑکیوں کے اور بھی لڑکیاں تھیں جن کا نام نہیں بیان کیا گیا۔ غرض آپ کے کل چودہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لیکن نسلی سلسلہ میں صرف حسن' حسین محمد بن الحنیفہ' عباس بن کلابیہ اور عمرو بن التغلبیہ سے چلا۔ باقی کے اعقاب باقی نہ رہے یعنی ان سے سلسلہ نسل نہیں چلا۔

خلافتِ حسن ابن علی (رضی اللہ عنہما)

امام حسنؓ کی بیعت: امیر المومنین علیؓ کی شہادت کے بعد آپ کے ہواخواہوں نے بالاتفاق حضرت حسنؓ ابن علی کے ہاتھ پر بیعت[1] کی' سب سے پہلے قیس ابن سعد نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا کر کہا: ابسط یدک علی کتاب اللّٰہ و سنۃ رسولہ و قتال للمحدین۔ حسنؓ بن علی نے جواب دیا: علی کتاب اللّٰہ و سنۃ رسولہ و باتیان علی کل شرط۔ اس کے بعد اور لوگ بیعت کرنے لگے آپ فرماتے جاتے تھے تم لوگ میرے کہنے کو سنتے رہنا اور میری اطاعت کرنا' جس سے میں صلح کروں اس سے تم بھی صلح کرو اور جس سے میں جنگ کروں تم بھی اس سے لڑنا' ان فقروں سے لوگوں کو شبہ پیدا ہو گیا سرگوشیاں کرنے اور کہنے لگے یہ تمہارا امیر نہیں ہے اور نہ یہ جنگ کا قصد رکھتا ہے۔

امیر المومنین علیؓ کی شہادت کا حال امیر معاویہؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنی خلافت کی بیعت اہل شام سے لی اور اسی روز امیر المومنین کا خطاب اختیار کیا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ معاویہؓ نے بعد فیصلہ حکمین اپنی خلافت کی بیعت لی تھی شہادت کے چالیسویں روز اشعث بن قیس کندی بھی جو امیر المومنین علی کے رفیق تھے انتقال کر گئے اور ان کے بعد ہمراہیان معاویہؓ سے شرجیل بن السمط الکندی نے بھی وفات پائی۔

عراقی فوج کی غداری: شہادت سے چند روز پیشتر امیر المومنین علیؓ نے بقصد شام ایک لشکر مسلمانوں کا مرتب کیا تھا اور چالیس ہزار آدمیوں سے جنگ و موت کی بیعت لی تھی۔ لیکن اتفاق وقت سے لشکر کشی کی نوبت نہ آئی تھی کہ شہید ہو گئے پس جب لوگوں نے حسنؓ بن علی کے ہاتھ پر بیعت کی تو امیر معاویہ اہل شام کو لے کر کوفہ کی طرف بڑھے[2]۔ امام حسن بھی بقصد

---

[1] امام حسن مسند خلافت پر ۴۰ھ میں متمکن ہوئے از ابن اثیر

[2] یہ واقعہ ۴۱ھ کا ہے ابن اثیر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلوگری کوفے سے نکلے ان کے مقدمۃ الجیش پر بارہ ہزار کی جمعیت سے قیس بن سعد اور بقول بعض مورخین عبداللہ بن عباس تھے اور ساقہ پر قیس مدائن پہنچے اور قیام کرنے کے ساتھ ہی مشہور ہو گیا کہ قیس بن سعد مارے گئے اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ لشکر میں ہیجانی کیفیت پیدا ہو گئی۔ ایک دوسرے سے الجھ گیا لوگ امام حسن کے خیمے کی طرف جھپٹے جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ اندر گھسے تو اس بساط (بچھونا) اور چادر کو بھی چھین لیا جس پر آپ بیٹھے اور جس کو آپ اوڑھے ہوئے تھے۔ بعض نے ناعاقبت اندیشی سے آپ کی ران میں نیزہ بھی مارا۔ ربیعہ اور ہمدان آپ کی حمایت پر اٹھے اوباشوں کا مجمع منتشر ہو گیا آپ کو تخت پر اٹھا کر مدائن لائے قصر ابیض میں قیام کیا۔

خلافت سے دستبرداری: شور وغل فروع ہونے کے بعد امام حسنؓ نے لوگوں کی خودرائی اور نفاق کی وجہ سے امیر معاویہ کو لکھ بھیجا کہ میں خلافت وحکومت سے دست کش ہونا چاہتا ہوں بشرطیکہ مجھ کو جو کچھ کوفے کے بیت المال میں ہے دے دو (اس وقت بیت المال میں پانچ لاکھ دینار موجود تھے) اور دارابجرد (مضافات فارس) کا خراج مجھے دیا جائے اور میرے پدر بزرگ کو میرے سامنے سخت وناملائم کلمات سے یاد نہ کیا جائے خط روانہ کرنے کے بعد اپنے بھائی حسین اور عبداللہ بن جعفر سے اس کا تذکرہ کیا ان لوگوں نے سمجھایا بجھایا لیکن حسنؓ اپنی رائے پر قائم رہے۔ اس خط کے پہنچنے سے چند دن پیشتر معاویہؓ ایک سادہ کاغذ پر دستخط ومہر کر کے عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن سمرہ کی معرفت امام حسن کی خدمت میں بھیج چکے تھے اور علیحدہ یہ تحریر کیا تھا کہ آپ کو جو شرط منظور ہو اس سادہ کاغذ پر لکھ دیجئے ہم اس کو منظور کر لیں گے۔ امام حسنؓ نے اس سادہ کاغذ پر جس کے نیچے امیر معاویہ کے دستخط اور مہر تھی پہلی شرطوں سے دو چند شرائط لکھے۔ پس جب امام حسنؓ بعد تفویض امارت ان پچھلی شرائط کے ایفاء کے خواست گار ہوئے تو امیر معاویہ نے پہلے خط کی شرائط پر عمل کیا اور کہا کہ یہ وہی ہے جو تم طلب کرتے تھے۔

امیر معاویہؓ کی بیعتِ خلافت: بعد تفویض امارت اہل بصرہ نے خراج دارابجرد امام حسنؓ کو دینے سے انکار کر دیا اور یہ عذر پیش کیا کہ وہ تو ہمارا مال غنیمت ہے ہم اس کو نہیں دے سکتے۔ آپ نے اہل عراق کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ بعد حمد وثنا کے بیان فرمایا: [1] **یا اھل العراق سخی انفسی عنکم ثلاث قتل ابی و طعنی و انتھاب بیتی.** پھر فرمایا: [2] **الا وقد اصبحتم بین قیتلین قتیل بصفین تبکون لہ و قتیل بالنھروان تطلبون بثارہ و اما الباقی فخاذل و اما الباکی فثائروان معاویۃ و عانا الی امر لیس فیہ عزو لا نصفۃ فان اردتم الموت رددناہ علیہ و حاکمناہ الی اللّٰہ انطبا عالسیوف و ان اردتم الحیوۃ قبلنا و اخذنا لکم الرضی.** لوگوں نے ہر طرف سے چلا کر کہا کہ صلح قائم رکھئے امام حسنؓ نے اپنی خلافت کے چھٹے

---

[1] اہل عراق میں نے تین بار تم سے درگذر کیا۔ تم نے میرے باپ کو مارا مجھے نیزہ میرا گھر لوٹا۔

[2] آگاہ رہو کہ تم نے دو مقتولوں کے درمیان صبح کی ایک مقتول صفین کے جس کے لئے تم رو رہے ہو اور ایک مقتول نہروان کے جس کا معاوضہ طلب کر رہے ہو اور باقی جو ہیں وہ خاذل ہے اور رونے والے بدلہ لینے والے ہیں اور معاویہ نے ایک امر پیش کیا ہے جس میں نہ تو عزت ہے اور نہ انصاف پس اگر تم اپنی موت پر راضی ہو تو ہم اس امر کو قبول نہ کریں اور ان سے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر تلواروں سے فیصلہ کریں اور اگر زندگی کو دوست رکھتے ہو تو ہم اس کو قبول کر لیں اور تمہاری خوشنودی حاصل کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہینے امیر معاویہؓ کی بیعت کی اس کے بعد امیر معاویہ کوفہ آئے اور لوگ بھی شریک بیعت ہوئے امام حسن نے قیس بن سعد کو (جو مقدمۃ الجیش کے افسر تھے) امیر معاویہ کی اطاعت قبول کرنے اور ان کی بیعت کرنے کو لکھ بھیجا۔ قیس نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے اس خط کو پڑھا اور بہ طلب مشورہ ان کو مخاطب کر کے کہا ''ہم لوگوں کا بغیر امام کے لڑنا مناسب ہے یا کہ امام گمراہ کی اطاعت کرنا''۔ جواب ملا ''امام گمراہ کی اطاعت'' قیس بن سعد یہ سن کر واپس آئے اور بیعت کے بعد عمرو بن العاص کے کہنے سے امام معاویہ نے امام حسنؓ کو خطبہ دینے کے لئے کھڑا کیا تا کہ لوگوں پر وہی اپنی معذوری ظاہر کریں۔

امام حسنؓ کا خطبہ: امام حسنؓ نے کھڑے ہو کر حمد و ثناء و درود کے بعد کہا: ایھا الناس ان اللّٰہ ھل کم باولنا و حقن دماء کم باخرنا و ان لھذا الامھم رمدۃ و الدنیا دول واللّٰہ عزوجل یتھول لنبیہ و ان ادری لعلہ فتنۃ لکم و متاع الی حین. جب اس فقرے پر پہنچے تو امیر معاویہ نے آپ کو بٹھا لیا کیونکہ انہوں نے ان کے خلاف اظہار خیال فرمایا تھا۔

امام حسنؓ کی مدینہ کو روانگی: اس واقعہ کے بعد امام حسنؓ مع اپنے اہل بیت اور جملہ متعلقین کے مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ اہل کوفہ تھوڑی دیر تک روتے ہوئے پہنچانے آئے۔ جناب موصوف تا حیات مدینہ ہی میں مقیم رہے حتی کہ ۴۹ھ میں اور بروایت ابوالفرج اصفہانی ۵۱ھ میں انتقال فرما گئے اور جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث نے بہ سازش امیر معاویہ زہر دے دیا تھا۔ یہ شیعوں کی روایت ہے جس کی کوئی اصلیت کہیں سے نہیں پائی جاتی۔ امیر معاویہ ان افتراؤں سے بالکل بری ہیں۔

قیس بن سعد کی مشروط بیعت: قیس بن سعد چند دنوں تک امیر معاویہ کی بیعت سے رکے رہے اور عبیداللہ بن عباس بھی اس رائے سے متفق تھے۔ لیکن جب امیر معاویہ نے عبداللہ بن عامر کو بسر کردگی لشکر جرار عبیداللہ بن عباس کی طرف روانہ کیا تو عبیداللہ بن عباس نے خط و کتابت کر کے امان حاصل کر لی۔ شب کے وقت تن تنہا اپنے لشکر سے نکل کر عبداللہ بن عامر کے خیمے میں آئے اور ان کے ہمراہ امیر معاویہ کے پاس چلے گئے۔ عبداللہ بن عباسؓ کی روانگی کے بعد قیس بن سعد امیر لشکر ہوئے۔ قیس بن سعد نے کل لشکر کو جمع کر کے کہا کہ جب تک امیر معاویہ امیر المومنین علیؓ کے گروہ کو ان کے جان و مال کا امن نہ دیں اور جنگ ہائے گزشتہ میں جو کچھ ان سے سرزد ہوا ہے اس سے درگزر نہ کریں اس وقت تک تم لوگ میرے ساتھ ہو کر معاویہ کے مقابلہ میں صف آراء ہونا۔ لشکریوں نے بسر و چشم اس شرط کو قبول کیا اور جنگ معاویہ پر بشرط مذکور بیعت کی۔ رفتہ رفتہ امیر معاویہ تک یہ خبر پہنچی عمرو بن العاص نے جنگ کرنے کی رائے دی امیر معاویہ نے کہا اس میں بہتری نہیں ہے جنگ کرنے میں انہیں لوگوں کے برابر اہل شام بھی کام آئیں گے پھر ایک قاصد کو بلا کر سادہ کاغذ پر مہر و دستخط کر کے قیس بن سعد کے پاس بھیجا کہ جو شرط تم کو منظور ہو لکھ دو۔ قیس نے اپنے اور اپنے کل ہمراہیوں کے لئے امان طلب کی۔ مال وغیرہ کچھ نہیں مانگا۔ امیر معاویہ نے ان کو امان دی چنانچہ قیس نے مع اپنے کل ہمراہیوں کے بیعت کر لی۔

سنہ عام الجماعت: اس کے بعد سعد بن ابی وقاص آئے اور انہوں نے بھی بیعت کی۔ غرض اس صورت سے امیر معاویہ کی حکومت کامل و مستقل ہو گئی اور کافہ مسلمین نے ان کی خلافت پر بیعت کی یہ واقعہ نصف ۴۱ھ کا ہے۔ اس وجہ سے یہ سنہ عام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجماعت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد خوارج نے چاروں طرف سے خروج کیا امیر معاویہ نے ان سے صف آرائی کی۔ زیر و زبر کیا جس کو ہم آئندہ ان کے حالات کے سلسلہ میں بیان کریں گے۔ کیونکہ ہم نے اپنی کتاب میں یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ہر گروہ اور خاندان کے حالات علیحدہ علیحدہ لکھیں گے۔

خلافت اسلامیہ کے عہد میں جو کچھ فتوحات اور لڑائیاں ہوئی تھیں اور پھر اتفاق و اجتماع ہوا تھا اس کا یہ آخری کلام ہے میں نے جو کلی و جزئی حالات لکھے ہیں وہ اکثر تاریخ کبیر تالیف محمد بن جریر طبری کا خلاصہ ہے کیونکہ فن تاریخ میں جس قدر کتابیں میں نے دیکھی ہیں ان سے اسی کو قابل کو اعتماد پایا ہے اور کبار و اخبارات عدول و صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے مطاعن سے اس کو دور دیکھتا ہوں۔ اکثر مورخوں کے کلام میں ایسے واقعات دیکھے جاتے ہیں جس سے ان پر سنوں اور ان بزرگوں کی حق میں شبہ و بدظنی پیدا ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ اس قابل نہیں ہیں کہ کتابوں میں ان کی روایات نقل کی جاتیں۔ میں نے جزئی حالات کو طبری کے علاوہ اور لوگوں کی کتابوں سے بھی حتی الامکان صحیح کر کے اخذ کیا ہے اور جب میں نے کسی کا قول نقل کیا ہے تو اس کو اس کے قائل کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

امیر معاویہ کی خلافت: مناسب تو یہ تھا کہ امیر معاویہؓ کے حالات بھی خلفاء سابقین کے حالات کے ساتھ ہی بیان کر دیئے جاتے کیونکہ فضیلت عدالت اور صحبت میں یہ ان کے تابع تھے اور حدیث الخلافۃ میں بعدی ثلاثون سنۃ کی طرف توجہ کرنا چاہئے کیونکہ اس کی صحت پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی اور حق یہ ہے کہ معاویہ کا شمار خلفاء میں ہے اور مورخوں نے اپنے تالیفات میں دو وجہ سے علیحدہ کر کے لکھا ہے۔ اول یہ کہ خلافت زمانہ معاویہ میں بوجہ غلبہ اور عصبیت قائم ہوئی تھی جو اتفاق سے اس زمانہ میں پیدا ہو گئی تھی اور اس کے پیشتر انتخاب و اجتماع سے خلافت قائم کی جاتی تھی پس مورخوں نے دونوں حالتوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کیا۔

معاویہ پہلے خلیفہ ہیں جو بزور غلبہ اور عصبیت مسند خلافت پر متمکن ہوئے جن کو ہوا پرست ملوک سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض کو بعض سے تشبیہ دیتے ہیں حاشا اللہ معاویہ اپنے بعد کے خلفاء سے تشبیہ نہیں دیئے جا سکتے۔ یہ خلفائے راشدین سے ہیں اور ان کو خلفاء مروانیہ سے تشبیہ دینا جو ان کے بعد ہوئے اور ان سے مرتبہ اور دین میں کم ہیں نہایت غلطی ہے اور ایسا ہی خلفاء بنی عباس جو ان کے بعد ہوئے ہیں ان سے تشبیہ دینا غیر مناسب ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ بادشاہت رتبہ خلافت سے کم ہے پس کیسے خلیفہ بادشاہ ہو سکتا ہے سمجھ رکھو کہ جو بادشاہت مخالف بلکہ منافی خلافت کی ہے وہ جبر و قہریت ہے جو کسرویہ سے تعبیر کی جاتی ہے جس سے عمر فاروقؓ نے معاویہؓ کا ظاہری حال دیکھ کر نفرت ظاہر کی تھی باقی رہی وہ بادشاہت جو غلبہ عصبیت اور شوکت سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ خلافت اور نبوت کے منافی نہیں ہے سلیمان اور داؤد علیہما السلام دونوں نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے اور نہایت درجہ دنیا کے کاموں میں چست اور اطاعت الٰہی کے پابند تھے معاویہؓ نے طمع دنیا و دولت کی وجہ سے حکومت کی خواہش نہیں کی بلکہ ان کو اس امر پر ایک فطری اور طبعی خیال نے ابھارا تھا۔ جبکہ مسلمانوں نے کل سلطنتوں پر طمع حاصل کر لی تھی اور یہ ان کے خلیفہ تھے پس انہوں نے ان کو اپنی طرف مائل کر لیا جیسا کہ بادشاہ اپنی قوم کو طبعاً بوجہ عصبیت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی جانب مائل کر لیتا ہے اور ایسا ہی حال ان خلفاء دین کا ہے جو ان کے بعد ہوئے ہیں کہ جس وقت استقلال حکومت اور نفاذ احکام کی ضرورت داعی ہوئی اس وقت انہوں نے گروہ بندی کے لحاظ سے بزور جبر حکومت قائم کر لی اور قاعدہ کلیہ خلیفہ اور بادشاہ جبروتیہ کے شناخت کا یہ ہے کہ ان کے افعال کو صحیح طور سے دیکھو واہیات خرافات کے پیچھے نہ پڑو۔ پس جن کے افعال مطابق کتاب وسنت کے ہوں تو وہ خلیفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور جن کے افعال اس مقیاس سے خارج ہوں وہ ملوک دنیا ہیں اور خلیفہ ان کو مجازاً کہا جائے گا۔

دوسرا سبب معاویہؓ کے خلفاء بنی امیہ کے ساتھ ذکر کرنے اور خلفاء اربعہ سے علیحدہ کرنے کا یہ ہے کہ خلفاء بنی امیہ ایک ہی نسب اور ایک ہی خاندان کے تھے ان میں سے معاویہؓ عظیم الشان تھے پس یہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ ذکر کئے گئے اور خلفاء سابقین مختلف خاندانوں کے تھے ان کو ایک ساتھ بیان کیا' عثمان بن عفان باوجود یکہ اموی تھے ان کے ساتھ اس وجہ سے ملحق کر دیئے گئے کہ فضیلتِ دین میں ان سے قریب تھے۔

واللّٰہ یحشرنا فی زمرتھم و یرحمنا باقتدائھم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ